DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188060

UNIVERSAL
LIBRARY

۷۸۷

بست سالہ عہد حکومت

اعلیٰحضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حافظ الحرمین الشریفین سلطان المعظم
والمکرم مولانا السلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی ایدہ اللہ بالدین

شہنشاہ ٹرکی

مصنفہ شہزادی۔ این۔ ڈی۔ لوسگنان خاتون انگلستان

جسکو

مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار انعام آباد ضلع گوجرانوالہ وایڈیٹر وکیل امرتسر

نے

ترجمہ کرکے باضافجات کثیر تالیف کیا

سنہ ۱۹۰۰ء مین

حمیدیہ ایجنسی امرتسر کیلئے مطبع روزبازار امرتسر مین چھپی

بار چہارم

قیمت فیجلد ۸ عہ

فہرست تصویران بست سالہ عہد حکومت امیر المومنین

۱۔ اعلیحضرت امیر المومنین سلطان عبدالحمید خان ثانی ۲۔ سلطان عبدالعزیز مرحوم ۳ سر ہنری ایڈورڈ سابق سفیر انگلستان ۴۔ حسن بے ۵ سلطان مراد ۶ عبدالکریم پاشا ۷ گرینڈ ویزیر مکوس ۸ غازی عثمان پاشا مرحوم ۹ جنرل ٹوڈلبین ۱۰ سلیمان پاشا ۱۱ احمد علی پاشا ۱۲ جنرل سکوبیلاف ۱۳ غازی مختار پاشا ۱۴ عمر پاشا ۱۵ اپرنس بسمارک ۱۶ اپرنس گارچکاف ۱۷۔ لارڈ بیکنسفیلڈ ۱۸ اہورٹ پاشا ۱۹ اسٹرگلیڈسٹون ۲۰ قلعہ چناق قلعسی ۲۱ قلعہ کلید بحر ۲۲ سلطان مراد کا استقبال ۲۳ جنگ پلیونا ۲۴ ممبران قسطنطنیہ کانفرنس ۲۵ قسطنطنیہ۔ قصر چراغان +

بست سالہ عہد حکومت خلیفۃ المسلمین اعلیحضرت سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ

(بالتصویر):۔ اس نادر کتاب میں شہنشاہ روم کے عہد حکومت کے بست سالہ حالات بڑی وضاحت اور عمدگی سے درج کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب بوجہ عام پسند اور دلچسپ ہونیکی وجہ چھپکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکی ہے۔ بارہ برسوں کو حالات انگلستان کی ایک شہزادی کی کتاب سے لئے گئے ہیں۔ اردو زبان کی کتابوں میں اس بات کا فخر صرف یہی کتاب کر سکتی ہے کہ اسے خلیفۃ المسلمین کے ملاحظہ ہمایون سے گذرنے کی سعادت اور نیز یہ شرف حاصل ہوا کہ ذات قدسی صفات حضرت شہنشاہی نے اسکا ترکی میں ترجمہ کئے جانیکا ایما فرمایا۔ حجم چھ سو صفحہ۔ اس کتاب کو ۱۸۸۶ء سے لیکر ۱۸۹۶ء تک میں برس کے زمانہ کے لئے تمام اسلامی ممالک اور نیز اسلامی دنیا اور دیگر دول (امریکن۔ یورپین۔ افریقن و ایشیا) کی باہمی تعلقات کی مفصل مکمل و دلچسپ تاریخ سمجھنا چاہیے۔ تنازعہ ٹرانسوال کے ابتدائی حالات بھی اس میں موجود ہیں۔ **قیمت فی جلد ڈھائی روپے** ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸ع

تاریخ خاندان عثمانیہ:۔ اس کتاب میں صرف خاندان عثمانیہ کے حالات پر ہی کفایت نہیں کی گئی بلکہ ضمناً کئی دیگر اسلامی سلطنتوں کے تنزل و بربادی کے حالات و واقعات اور اسباب اور یورپین پالیسی اور شرقی مسئلہ پر بھی مفصل بحث کرنے کے ساتھ ہی ان ضروری اوصاف اور خوبیوں کی توضیح کیگئی ہے جنکے بغیر کوئی قوم مقتدر اور زندہ قوم نہیں رہ سکتی۔ یقین ہے کہ تاریخ بالخصوص اسلامی تاریخ سے واقفیت پیدا کرنے اور دول یورپ اور اسلامی طاقتوں کو موجودہ و سابقہ تعلقات کے اسرار کو معلوم کرنیکے شائقین اس بسیط کتاب کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں پائینگے۔ آجتک اردو میں کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی جسمیں مسلمانوں کی اس واحد مقتدر سلطنت کے حالات جو کئی صدیوں سے اسلام کی پولیٹکل طاقت کو قایم رکھنے کا کام دیتی رہی ہے ایسی شرح و بسط سے جدید تاریخی اصول لکھے گئے ہوں +

اس کتاب کی دو جلدیں ہیں۔ جلد اول میں ابتدائے خاندان سے سلطان محمد چہارم کے عہد تک حالات ہیں **قیمت (۴ع)** اور دوسری جلد میں سلطان سلیمان ثانی ۱۶۷۱ء سے لیکر جلالتمآب سلطان عبدالحمید خان ثانی شہنشاہ حال کی تخت نشینی تک کے مفصل حالات نلمبند کئے گئے ہیں جسکی **قیمت (۴ع)** **قیمت** ہر دو حصہ چار روپے چار آنہ **للہ**

مفروضہ نظام آرمینیا۔ واقعات روم۔ ٹرکی کی موجودہ حالت۔ حالات استنبول۔ ترجمہ فیچر آف اسلام

(حصہ ۵) (۱۲) (حصہ ۴) (حصہ ۳) (حصہ ۲)

نظام آرمینیا انگریزی ۶ ترکی کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کا فوٹو ۴ع

فہرست مضامین اصل کتاب

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
عرض حال بجانب مترجم	۸۹۷	فہرست مضامین	الف تا ہ	دیباچہ مصنف	۱-۲
فصل اول تخت نشینی و جنگ	۳-۴۱	فصل دوم برلن کانگرس	۴۲ تا ۱۱۶	فصل سوم۔ صلح	۱۱۷ تا ۱۹۰
فصل چہارم معاملات مصر	۹۹-۱۷۰	فصل پنجم بگیر یا اور اس کی حالت	۱۱۶ تا ۱۳۷		۰

فہرست مضامین حواشی یا فٹ نوٹس بمعہ نمبر صفحہ

قدیمی چراغ جو مدینہ سے ملتے ہیں حاشیہ نمبر ۱	۱	وائیا یرتسکی نوح کشیان حاشیہ نمبر ۲	۲
آرتھر گلفرڈ حاشیہ نمبر ۳	۳	ترکوں کی ترکی زمانہ وسطیٰ میں حاشیہ نمبر ۵	۴
گھنٹہ شہر بلگراد نقوہ یہ موگھری پھر ترکوں کو نکالدو، حاشیہ نمبر ۶	۵	ملاید کے یا لکھی عربی حاشیہ نمبر ۹	۱۲
روس کا قابو سلطان عبد العزیز پر حاشیہ نمبر ۱۰	۱۷	سلطان عبد العزیز کی سردلی پر نوٹ لارڈ کاسٹلیرا، حاشیہ نمبر ۱۱	۱
سفر و با کے علم کا شان حاشیہ نمبر ۱۳۔	۲۳-	آنکھوں کی لڑائی حاشیہ نمبر ۱۴	۳۸
ینس سمارک کی تعریف۔ حاشیہ نمبر ۱۶۔	۴۵	مراسلہ لارڈ سالسبری کا مارہ نقد تاوان جنگ حاشیہ نمبر ۱۸۔	۵۴
ترکی نوعی قسمت کی امداد حاشیہ نمبر ۱۹۔	۵۸	مقدمہ کی ملکی کی اسلامی مسئلہ ۲۰۔	۵۹
جنگ بلغاریا و سرویا۔ حاشیہ نمبر ۲۲	۶۳	ترکی سلطنت میں مذہبی آزادی حاشیہ نمبر ۲۳۔	۶۵
ایشیائے کوچک میں فراتی کی کرت کی وجہ حاشیہ نمبر ۲۵	۶۷	مترجم کی عبدالحق کے بارے میں مصنف سے اختلاف کرنا ہے ۲۶	۷۳
کہ سطین مدارس نمبر ۲۸	۷۹	سلطان اسلام کا لقب کہ عربی میں یا بدیع ۲۹	۷۹
		جاپان ڈوریپر صفحہ کتاب جہاد فی سبیل اللہ والدم بجائے نمبر ۳	۳
		عورت کا نام مرد بجائے مرد ٹھاپڑا حاشیہ نمبر ۴	۴
		بہتک کی طاعت حاشیہ نمبر ۹۔	۱۲
		ابدالاد اجعلہ سلطان عبد الحمید بہ ہست سلطین عثمانیہ حاشیہ نمبر ۱۲	۱۹ تا ۲۱
		جنگ برلن کے سے کیا ملک شرق کے تبصرہ سے کلاں نمبر ۱۵	۴۳
		جیکوبس بنکر کی مختصر تعریف حاشیہ نمبر ۱۷۔	۵۷
		ہرولڈ تمرضون کی ہست اور مآل حالات حاشیہ نمبر ۲۱۔	۵۹
		حاص ماہ مگلدان کی تشریح حاشیہ نمبر ۲۴۔	۶۴-
		مرکن میں شعاعانے۔ مسئلہ	۷۳
		سلطان کا سالانہ خرچ خاص لبنر ۳۰	۸۰

۱ چونکہ یہ فہرست حال تک درست کرکے کتاب تر کی کی موجودہ حالت میں دیدی گئی ہے اسلئے یہاں سے کاٹ دیگئی۔

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
زرعی مدارس اور مدارس نمبر ۳۱	۸۳	ٹرکی کی ریلوے ٹریفک کی رپورٹ نمبر ۳۲	۸۴	ٹرکی کی بری فوج نمبر ۳۳	۸۸
ٹرکی کی بحری طاقت و آہن پوش بیڑہ پر فیصلہ دیری کا لیکچر نمبر ۳۴	۹۰	مصر کی مختصر تاریخ و موجودہ حالت نمبر ۳۵۔	۹۹	مصر پر انگریزی فرانسیسی دو علی گرانی نمبر ۳۶	۱۰۲
ہر سو بر مصر ۳۷۔	۱۱۴	مسئلہ خلوہ مصر نمبر ۳۸۔	۱۱۵	بلگیریا کا تبہ فیصلہ نمبر ۳۹	۱۱۶

فہرست ضمیمہ جات

ممبر نمبر اوّل اعلیحضرت سلطان عبد الحمید کی زندگی کے حالات مترجمہ از رسالہ لیبرر آور۔	۱۲۰ لغایت ۱۴۰	مضمون سلطان المعظم و دیار اسلام منقول از رسالہ ممبر نمبر ۱ مع عبارت فیوجر آف اسلام۔	۱۳۱ لغایت ۱۴۸	مضمون مصنفہ السلطان عبد الحمید خان غازی نمبر ۲ منقول از پیسا خبار	۱۴۹ لغایت ۱۵۲
سلطان المعظم کے سے خصائص اور سادگی پسند ہیں ممبر نمبر ۴	۱۵۳	اعلیحضرت امیر المومنین کی بے تعصبی ممبر نمبر ۵۔	۱۵۴	سلطنت ٹرکی مترجمہ از ٹریبون ممبر نمبر ۶۔	۱۵۵
رعایا کے دلوں میں سلطان المعظم کی وقعت ممبر ۷۔	۱۵۶	سلطنت ایران کی اجمالی کیفیت و شاہ ناصر الدین کے مختصر حالات بطور حاشیہ متعلق ممبر نمبر ۷۔	۱۵۷ لغایت ۱۶۴	اعلیحضرت کے کیریکٹر کا اجمالی بیان مخمہ شرسٹیڈ لیٹر پیرو آف پیرو جس کی اصلیں حسب ذیل ہیں۔ اور جس کے ساتھ مترجمہ موقعہ توضیح مطلب یا زرد مسٹر سٹیڈ کیلئے مترجم نے خوشی ظاہر کی ہے	۱۶۵ لغایت ۲۰۹
مضمون مذکور کے تردید کی وجہ مصنفہ مہمد ہیں اور مسٹر سٹیڈ کے حالات	۱۶۵ لغایت ۱۷۰	اصل مضمون کی ابتدا و اعلیحضرت سے تا دستر۔	۱۶۰ لغایت ۱۶۹	فصل اوّل سلطان المعظم زمانہ شہزادگی۔	۱۷۰ لغایت ۱۷۲
فصل اوّل سلطان عبد العزیز کا عزل۔	۱۷۳ تا ۱۷۴	فصل اوّل سلطان مراد کا عزل۔	۱۷۵	فصل دوم سلطان المعظم حیثیت فرمانروا	۱۷۶
فصل دوم سلطان المعظم کا بالکل تنہا ہونا۔	۱۷۶	فصل دوم سلطان المعظم کا تخت پر شاکر ہونا۔	۱۷۷	فصل دوم جلوس اور اسکی مجلس آئینی۔	۱۷۸ تا ۱۷۹
فصل دوم۔ اقتدار شخصی احمد	۱۸۰	فصل دوم سلطان المعظم کی بہت سوا	۱۸۱	فصل دوم سلطنت کی مرجع بندی اور اخلاق	۱۸۱

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
فصل دوم۔ سلطان اعظم مردہ بہاگ جانے کی صلاح مسترد کرتے ہیں۔	۱۸۲	فصل دوم۔ وہ روسیون سے ترکی بیڑہ کو بھی بچالیتے ہیں۔	۱۸۳	فصل دوم۔ وہ ماموریں اللہ ہیں۔	۱۸۴
فصل سوم۔ سلطان اعظم کے اپنے کام۔	۱۸۵-۱۸۸	فصل سوم۔ اونکی خارجہ حکمت عملی۔	۱۸۵-	فصل سوم۔ ملی حالت کی درستی اور فوجی اصلاح۔	۱۸۷
فصل سوم۔ تسلیم و صبر۔	۱۸۸	فصل سوم۔ انتظامی اصلاح	۱۸۹	فصل سوم سلطان اعظم کی بیحد مصروفیت۔	۱۹۰
فصل چہارم سلطان اعظم کے عبرتیدہ کام۔	۱۹۱	فصل چہارم۔ بیڑہ جہازات کی طرف سے غفلت	۱۹۱	فصل چہارم۔ بیڑہ کیون عالم کس پرس میں ڈالا گیا۔	۱۹۲-
فصل چہارم۔ کل انتظام ایک شخص کے ہاتھ میں ہونیسے ابتری۔	۱۹۳	فصل چہارم۔ سلطان موجودہ تہذیب سے وقف ہیں۔	۱۹۳	فصل چہارم۔ انگلستان میں بھی ایک عبدالحمید موجود ہے۔	۱۹۴
فصل چہارم۔ مسٹر گلیڈسٹون اور سلطان اعظم۔	۱۹۵	فصل چہارم۔ اعلیحضرت سے مسٹر سیوٹ کی ملاقات۔	۱۹۵-	فصل چہارم۔ دہقانون کا اطلس۔	۱۹۶
فصل چہارم سلطان کا تنزل	۱۹۷	فصل پنجم۔ سلطان اعظم کی یا نیچر پیشہ زندگی۔	۱۹۸-	فصل پنجم۔ بلذر کو شک	۱۹۸-
فصل پنجم۔ اعلیحضرت کا روزنامچہ ضبط اوقات۔	۱۹۹-	فصل پنجم۔ صبح سے شام تک کیا کرتے ہیں۔	۲۰	فصل پنجم ۔ اخلاق	۲۰۱-
فصل پنجم۔ اعلیحضرت کا بشرہ۔	۲۰۲-	فصل پنجم۔ قانون کا خوف۔	۲۰۲	فصل پنجم۔ جاسوسی عام ہے	۲۰۳-
فصل پنجم۔ مارسام لارڈ سالسبری	۲۰۴	فصل پنجم شیطان کا پیرو۔ اور مسٹر شیڈ صاحب کی التماس بخدمت دول یورپ مع جواب سیجاست مآب	۲۰۷ تا ۲۰۹	مضمون سلطان آن ٹرکی مرتبہ سر لری مع آدرس احمد ماجد اعلیحضرت سے خریدار درخواست ہوئے	۲۱۰ تا ۲۲۴
اس رسالہ میں ۹ اکتوبر ۱۸۹۶ء سے لیکر ۹ اکتوبر ۱۸۹۷ء تک کے حالات ہفتہ وار مع مضامین خاص تفصیل ذیل۔					۲۲۵ تا ۲۲۸
ہفتہ نہم ۔ ۹ اکتوبر ۱۸۹۶ء کی تاریخیں دو بیجنبدیں۔	۲۲۵ تا ۲۲۶	ہفتہ عشرہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۶ء کی تاریخیں نجدین و نہضہ۔	۲۲۶ تا ۲۲۸	مضمون انگلستان و ٹرکی۔	۲۲۸ تا ۲۳۰

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ہفتہ مختتمہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۵ء اور دیگر خبریں	۲۳۰	ایک ترکی سلطانہ کی ملاقات مغلیہ مرحومہ لیڈی حمیدہ بیگم۔	۲۳۱ تا ۲۴۱	ہفتہ نہ کورہ کی دیگر خبریں۔	۲۴۱-۲۴۲
سلطان اعظم اور خدیو مصر۔	۲۴۱	ہفتہ مختتمہ ۲۷ اکتوبر کی تاریخ اور دیگر خبریں۔	۲۴۲ و ۲۴۳	مضمون سلطانہ ترکی اور انگریز کی پالیسی پر ایک نظر	۲۴۳ تا ۲۴۶
ہفتہ مختتمہ ۷ نومبر کی تاریخ وغیرہ	۲۴۶	مضمون سلطان اعظم اور گورنمنٹ اودلنڈ و عین۔	۲۴۸ تا ۲۵۰	ہفتہ مختتمہ ۱۱ نومبر کی تاریخ اور دیگر خبریں وغیرہ۔	۲۵۱ تا ۲۵۳
ہفتہ مختتمہ ۱۸ نومبر کی تاریخ وغیرہ	۲۵۴ تا ۲۵۷	نو بار پاشا وزیر اعظم مصر	۲۵۷	ہفتہ مختتمہ ۲۵ نومبر کی تاریخ وغیرہ وغیرہ۔	۲۵۸
خیالات ہمدرد اور انگلستان	۲۶۰	ہفتہ مختتمہ ۲ دسمبر کی تاریخ کی جزیں وغیرہ۔	۲۶۱	مضمون سلطنت عثمانیہ اور اس کی اندرونی حالت۔	۲۶۴ تا ۲۶۷
صورت مصلوب اور اجرت صاحب مساکین اور دار الاتحاد	۲۶۷ تا ۲۷۸	ہفتہ مختتمہ ۹ دسمبر کی تاریخ خبریں وغیرہ	۲۷۳ تا ۲۷۵	مضمون معاملات ترکی پر ایک نظر۔	۲۷۹ تا ۲۸۸
ہفتہ مختتمہ ۱۶ دسمبر کی خبریں وغیرہ	۲۷۰	مضمون ٹرکی کی حالت اور مسلمانان کی عام رائے۔	۲۷۹ تا ۲۸۵	ہفتہ مختتمہ ۲۳ دسمبر کی تاریخ وغیرہ۔	۲۸۵ تا ۲۸۰
مضمون۔ انگریزی یا لیسنس و مباحثہ ٹرکی۔	۲۸۷ تا ۲۹۷	ہفتہ مختتمہ ۳۰ دسمبر کی تاریخ خبریں وغیرہ۔	۲۹۱ تا ۲۹۲	مضمون ٹرکی کی اتہامی حالت پر ایک سرسری نظر۔	۲۹۲ تا ۳۰۱
معاملات ٹرکی پر ایک ناظر کی تحریر۔	۳۰۲ تا ۳۰۴	ہفتہ مختتمہ ۶ جنوری ۱۸۹۶ء کی خبریں	۳۰۴	مضمون ٹرکی کے سلطان اعظم اور مسٹر گلیڈسٹن۔	۳۰۵ تا ۳۱۵
جمال الدین پاشا مرحوم وزیر اعظم ٹونس و مراکی	۳۱۵ تا ۳۱۹	ہفتہ مختتمہ ۱۳ جنوری ۱۸۹۶ء کی خبریں۔	۳۱۹	ہفتہ مختتمہ ۲ جنوری ۱۸۹۶ء کی خبریں اور مضمون۔	۳۲۰
ہفتہ مختتمہ ۲۷ جنوری کی تاریخ خبریں وغیرہ		مسلمانان ہند اور انگلستان کی دشمنی بمقابلہ کے حقائق نما کہ	۳۲۳	مضمون منقول از دکن ریویو کلکتہ اور ہم۔	۳۲۴ تا ۳۲۷
ہفتہ مختتمہ ۳ فروری کی تاریخ۔	۳۲۷	ہندی نوجوانوں کا بغرض تعلیم ولایت جانا۔	۳۲۸	لاہور کا بلیپ اور ٹرکی۔	۳۲۹

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
عیسائی تاجروں کی باہمی اتفاق کیلئے کوشش اور مسلمانوں کیلئے عبرت	۳۳۰ تا ۳۳۲	ہفتہ مختتمہ ۱۰ فروری ۱۸۹۶ء کی تاریخ کا مجمل و مدارمی مختصر بیس کی تعداد	۳۳۳ تا ۳۳۵	ہفتہ مختتمہ ۱۷ فروری ۱۸۹۶ء کی تاریخ کی تاریخ وغیرہ۔	۳۳۵
ہفتہ مختتمہ ۱۷ فروری ۱۸۹۶ء کی تاریخ وغیرہ	۳۳۷	ہفتہ مختتمہ ۲ مارچ کی تاریخ کا مجمل	۳۳۹	لارڈ سالسبری کی تقریر	۳۴۳
مضمون مسئلہ آرمینیا پر چند تنقیدی نظر ڈالتے ہیں۔	۳۴۶	ہفتہ مختتمہ ۹ مارچ ۱۸۹۶ء کی تاریخ وغیرہ	۳۵۱	ہفتہ مختتمہ ۱۶ مارچ کی تاریخ وغیرہ۔	۳۵۵
ناکام مراد بے کے حالات	۳۵۶	مسلمانوں و فرانسیسیوں کا اتحاد	۳۵۸	ٹرکی کی حرکتیں۔	۳۶۱
انگلستان اور ٹرکی۔	۳۶۵	ہفتہ مختتمہ ۲۳ مارچ کی تاریخ بمعہ مختصر حواشی۔	۳۹۰	مصر کا قومی ترقعہ۔	۳۷۱
ہفتہ مذکور کی دوسری خبریں	۳۷۳	ہر سینر کا بوسنیا جانا کامیاب ہوا۔	۳۷۵	ہفتہ مختتمہ ۳۰ مارچ کی تاریخ کی خلاصی	۳۷۶
ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں	۳۷۸	ہفتہ مختتمہ ۶ اپریل کی تاریخ بمعہ مختصر حواشی و مضامین۔	۳۸۰	ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں	۳۸۲
ہفتہ مختتمہ ۱۳ اپریل کی تاریخ جرائد سوڈان پر چڑھائی۔	۳۸۴	روس۔ جرمن و فرانس کا انگلستان پر حملہ کرنے کا امکان۔	۳۸۵	مہم ٹوگرل پر پارلیمنٹ میں مباحثہ۔	۳۸۷
ہفتہ مختتمہ ۲۰۔ اپریل ۱۸۹۶ء کی تاریخ بمعہ حواشی۔	۳۸۹	ٹرکی فوج کی نسبت ایک جرمن افسر کی رائے۔	۳۹۱	مضمون سوڈان چڑھائی	۳۹۳
ہفتہ مختتمہ ۲۷ اپریل ۱۸۹۶ء کی تاریخ بمعہ حواشی و خبریں	۳۹۹	ہفتہ مختتمہ ۴ مئی ۱۸۹۶ء کی تاریخ بمعہ حواشی۔ انگلستان و ڈر اسوال۔	۴۰۱	اعلیٰ حضرت کی نسبت ارمانوٹو کی رائے۔	۴۰۳
ناصر الدین شاہ ایران کی شہادت۔	۴۰۴	ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں تا پیسوں کیلئے عیسائیوں کا چندہ جمع کرنا۔	۴۰۶	مضمون سلطان المعظم اور ذوکو دوست۔	۴۰۷
ہفتہ مختتمہ ۱۱ مئی ۱۸۹۶ء کی تاریخ اور خبریں۔	۴۱۳	لارڈ ڈرہم انگلیزی ایلچی تبتہ مصر کے اوصاف۔	۴۱۴	ہفتہ مختتمہ ۱۸ مئی ۱۸۹۶ء کی تاریخ اور خبریں۔	۴۱۶
سوڈان کے بندرگاہ سواکن اور ٹوکر	۴۱۷	مہم سوڈان سلطان کی خارجی	۴۱۵	ایک سوڈانی ناظر	۴۲۰
ہفتہ مختتمہ ۲۵ مئی کی تاریخ اور خبریں	۴۲۱	سر طلب کری سفیر انگلستان کی رائے دربارہ سلطان المعظم	۴۲۳	ہفتہ مختتمہ یکم جون ۱۸۹۶ء کی تاریخ کریٹ میں شورش سوڈان پر نوبکشی فوج	۴۲۴

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
جنگ مکاشفہ	۴۲۸	لعنت جزیرہ کریٹ	۴۲۹	چین میں بغاوت مسلمانان	۴۳۰
مسلمانوں کی حالت خزیرہ صہ ماڑہ امین۔	۴۳۵	ہفتہ مختتمہ ۸ رجون ۱۸۹۶ء کی تاریں اور جبرین وغیرہ۔	۴۴۸	مسئلہ تخلیۂ مصر	۴۵۰
ہفتہ مختتمہ ۱۵ رجون کی تارین و خبرین (سوڈان و کریٹ وغیرہ)	۴۵۱	جنگ ترکہ وسوار وا۔ (ہم سوڈان)	۴۵۴	ہفتہ مختتمہ ۲۲ رجون کی تارین اور خبرین و سوڈان و کریٹ وغیرہ	۴۵۶
بغاوت کریٹ کا محرک کون ہے؟	۴۵۸	ہفتہ مختتمہ ۲۹ رجون کی تارین و خبرین (سوڈان و کریٹ)۔	۴۶۰	مضمون۔ مصری فوج	۴۶۴-
ہفتہ مختتمہ ۶ رجولائی کی تارس اور جبرین۔	۴۷۳	مصر میں نمک حرام مراوبے کی تورشس	۴۷۸	دول یورپ اور مصر	۴۷۹
ہفتہ مختتمہ ۱۳ رجولائی ۱۸۹۶ء کی تارین و خبرین (کریٹ و سوڈان)	۴۸۵-	ہفتہ مختتمہ ۲۰ رجولائی ۱۸۹۶ء کی تارین و جبرین۔	۴۸۷-	ہفتہ مختتمہ ۲۷ رجولائی ۱۸۹۶ء کی تارین و خبرین (کریٹ و سوڈان)	۴۸۹
لارڈ کرومر کی سخت گیری	۴۹۰	ہفتہ مختتمہ ۳ راگست ۱۸۹۶ء کی تارین و خبرین (ٹرکی یونان۔ کریٹ و سوڈان)	۴۹۴	مصطفےٰ کامل افندی کا خطاب مصریوں کو۔	۴۹۵-
ہفتہ مختتمہ ۱۰ راگست کی تارین و خبرین (سوڈان و کریٹ وغیرہ)	۴۹۶	نمک حرام مراوبے کا امراج مصر سے۔	۴۹۹	سلطنیہ کی شماں و سکت و تجارت۔	۴۹۹
سلطنت عثمانیہ اور ڈوک آف آرگائل۔	۵۰۱-	ہفتہ مختتمہ ۱۷ راگست ۱۸۹۶ء کی تارین و خبرین۔ وغیرہ۔	۵۰۳-	بغاوت حوران۔	۵۰۵
فرانس کی جنگی طاقت	۵۰۶	عیسائیوں کا بامنیان کریٹ کیلئے چندہ جمع کرنا۔	۵۰۶	ہفتہ مختتمہ ۲۴ راگست ۱۸۹۶ء کی تارس و خبرین	۵۰۷
انگلستان کے تردد	۵۰۹	ہفتہ مختتمہ ۳۱ راگست کی تارین و خبرین (رنگمار پر گورباری سلطنیہ مین مسونکی بغاوت و فساد کریٹ وغیرہ)	۵۱۶	سلطان زنجبار کی وفات۔ انگریزی گرداری زنجبار کی مختصر تاریخ۔	۵۱۸-
ترکی کی سیاست مادراء	۵۲۱	ہفتہ مختتمہ ۷ رستمبر ۱۸۹۶ء کی تارین و خبرین	۵۲۲	ہفتہ مختتمہ ۱۴ رستمبر ۱۸۹۶ء کی تارین و خبرین۔ و مصر	

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اجارات کی ایڈیٹر ملکہ معظمہ کی ہتک کرنیکے جرم مین سزایاب ہونے	۵۲۵	ہم سڑڈان مین مصری فوج پر ترشدر۔	۵۲۸	ہفتہ مختتمہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کی تارین زجیر۔	۵۱۹
ہفتہ مختتمہ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تارین وغیرہ۔	۵۳۵	اصلاحات متعلق جزیرہ کریٹ۔	۵۴۰	متعصب عیسائیون کی یاوہ گویان۔	۵۴۳
سلطان المعظم اور دول یورپ۔	۵۴۴	ہفتہ مختتمہ ۵ اکتوبر ۱۸۹۶ء کی تارین وغیرہ۔	۵۴۵	مسئلہ آرمینیا کے متعلق انگلستان مین شورش۔	۱ ۵۵۰
کیا اعلیحضرت سلطان عبدالحمید خان خلیفۃ المسلمین نہین ہین؟	۵۵۶ تا ۵۶۸				

عرضِ حال

جو تیسرے ایڈیشن کے ساتھ شائع کیگئی تھی

یہ کتاب انگلستان کی ایک مشہور مزاح نگار شہزادی این ٹوی لوگسان نے سلطنت عثمانیہ مین کئی برس رہکر ۱۸۹۷ء کے بعد مشاہدہ مین تصنیف کی تھی جس مین اعلیحضرت امیر المومنین کے عہد حکومت کے پہلے بارہ برسون کے حالات درج کرکے والا مخدرہ مصنفہ نے یورپ اور ٹرکی کے عیسائیون کو عملی طور پر مسلمان کرکے عام نہم بنانے اور جو مشکلات عاید ہ یورپین طاقتون کی مہربانی سے ہمارے مولا سلطان **عبدالحمید خان** کو ہر وقت حارث رہتی ہین۔ انکے واضح کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ اس خاتون والا منزلت کی عالی دماغی اور دوراندیشی نامہ کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یورپ کی دول عظام اور ٹرکی کے تعلقات اور انگلستان کے چند ناعاقبت اندیش مدبرین کی غلط حکمت عملیون سے مخدوش خطرناک ہونے کی نسبت شہزادی صاحبہ نے جو حکم لگائے تھے۔ انمین سے اکثر پورے ہو گئے ہین۔ یا ہونے نظر آرہے ہین۔

اپنے ملکی بھائیون کو اس بہت علمی سے مستفید اور اپنے **خلیفۃ المسلمین** کی اسلامی عملدرآمد سے جو سلطنت عثمانیہ کی اصلاح کے لیئے کیگئی۔ اور کیجارہی ہین واقف کرنے کے لیئے مین نے اس کتاب کا ترجمہ اردو مین کرکے مختلف مقامات پر اپنی طرف سے جابجا مختصر حواشی بڑھا دیئے۔ یہ ترجمہ پہلی دفعہ ۱۸۹۸ء مین مطبع حامد التعلیم پیسہ اخبار لاہور مین شائع ہوا۔ قبل ازین سید عبدالکریم گیر اہل آرائے نے اسے بنظر عنوان دیکھکر خاکسار کی حوصلہ افزائی کی۔ اور خاکسار نے اوس کو بہت اشتیاق سے خریدا کہ بہت جلد کتاب مذکور کو ضروری ترمیمات و اضافون کے بعد ہی یہ دوبارہ چھاپ دینا پڑا۔ گو اب تیسرے ایڈیشن مین مولف نے اس


سلطان عبد الحمید خان ثانی

اس کمی کی تلافی کر دی ہے۔

پہلے دونوں ایڈیشنوں میں بعض مقامات پر اگرزی کا متن نقل نہ ہو سکنے کی وجہ سے مفصل اردو ترجمہ ہی پر اکتفا کیا گیا تھا۔ اس دفعہ ان کو جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا۔ واضح اور صاف کر دیا گیا ہے۔ ۱۹۰۰ء سے لیکر ۱۹۱۳ء تک کے قوانین کی ایزادی سے یہ کتاب حضرت امیر المومنین کے عہد حکومت (جسے خداوند کریم ہمیشہ دراز کرے) کے پیس برسوں کی مکمل تاریخ ہو گئی ہے۔ اس مبارک عہد کا اگرچہ کوئی دن اور بیسیوں واقعات عجیبہ و رحمانیات عدیدہ کے تذکرے سے خالی نہیں رہتا لیکن ۱۹۰۷ء اور ۱۹۱۱ء مخصوصہ نظام آسیا۔ جاپان کریٹ زہم سٹرڈان ویغیرہ کی وجہ سے خاص طور پر تجھے مرکے کے دو برس گذرے ہیں۔ اس لیئے ان کے حالات کو کسی قدر پوری شرح و بسط کے ساتھ درج کر دینا مناسب معلوم ہوئے۔ مگر ان سے کتاب کا حجم اس قدر بڑھ گیا ہے کہ بگر ضمیمہ جات جن کا حواشی میں حوالہ دیا جا چکا ہے۔ جو دراصل کہ معدت ہیں عرض کیا گیا ہے۔ علیحدہ رسالوں کی شکل میں شائع کرنے پڑے۔ ناظرین پیمانہ کی عہدی کو اسی سے قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ اس ایڈیشن کا حجم پہلے دونوں ایڈیشنوں کے مجموعہ سے زیادہ ہے۔ پہلے اور دوسرے ایڈیشن کا مضمون اسکے ایک سو سات صفحوں پر ختم ہو گیا تھا۔ سو میں صفحے ہیں مضمون کے ہیں علاوہ بریں اس مرتبہ کاغذ بھی نہایت نفیس لگایا گیا ہے۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے موجودہ ایڈیشن کے پیمانہ شیخ غلام محمد صاحب مالک مطبع روز بازار و اخبار وکیل امرتسر نے کمال عالی حوصلگی سے اپنے مالک کی زر کو اپنی عادت تکمیر کے مطابق ذاتی فائدہ پر مقدم رکھکر کتاب کی قیمت بلور سابق وہی پیمانہ رکھی ہے۔

ٹرکی کے متعلق ان کتابوں کا سلسلہ شائع کرنے جو پیمانہ ہا ہے اور سے میں رسالجات و تصانیف روم اور مرحومہ مظلوم آرمینیا کے عرض عالمین گذارش کر چکا ہوں۔

اگر ناظرین میری اور شیخ صاحب کی ان خدمات کو ملک و قوم کے لیئے مفید خیال فرمائیں تو مجھ کو امید ہے کہ وہ دعا خیر سے یاد فرمائیں گے + اس ہمارے ایڈیشن کو پبلشر موصوف نے اپنی نئی مشین پر چھاپا ہے کاغذ بھی اچھا ہے کتابت بھی عمدہ ہے طباعت بھی خوب ہے جلد بھی مضبوط ہے غرض ہر طرح سے کتاب خوشنما ہو گئی ہے

خاکسار بندہ محمد اللہ عفی عنہ۔ زمیندار انعام آباد جہاز ضلع گوجرانوالہ۔ حال وارد امرتسر +

معذرت

کتاب کا حجم بہت بڑھ جانیکی وجہ سے ضمیمہ ٹرکی کی موجودہ حالت جس کا حواشی میں جا بجا حوالہ دیا گیا ہے اس کے ساتھ شامل نہیں کیا گیا۔ اور اسکو ایک علیحدہ رسالہ کی شکل میں تالیف کرنا زیادہ مناسب سمجھا گیا ہے۔ رسالہ کو نہ صرف ٹرکی ہی پر کفایت نہیں کیا گیا بلکہ اور بھی بالجملہ ذاہر صوبجات مصر یلغاریا و روملیا اور صوبجات متصرفہ جزیرہ ٹرنس اور بوسنیا و ہرزیگوینا کی موجودہ حالت ہی واضح کر دیگی ہے اور اس لیئے کتاب ہذا کی نظر سے کل کرنے کے بعد ناظرین اس کو علیحدہ طور پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ سلطان عبدالحمید کا تخت نشین ہونا تک کی جلد و شرح تاریخ جدید کر دیگی ہے۔ دونوں اشاعت العنقریب شائع ہو جائیں گی انشاء اللہ۔ ہر دو کی قیمت نصف روپیہ سے زیادہ نہ ہو گی۔ پیمانہ رسالہ کی قیمت (عدد) اور تاریخ خاندان غلامیہ کی طرح ہی گئی ہے + وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت الیہ انیب امرتسر ۱۲ مئی ۱۹۱۳ء (خاکسار مؤلف)

۱۲ مئی کو شائع ہو جائیں گی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنف شہزادی صاحبہ کا دیباچہ۔

انگریزی طرز زندگی کے موجودہ تبدیل میں پارٹی طرفداریوں اور فریقانہ تنازعات کے دائرہ کا روز بروز بہت وسیع ہو جانا نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔ یہ سیلان ۱۸۶۸ء سے پولیٹکیس (علم تدبیر امور سلطنت) میں خالص مہمہ خیالات کی پارٹی کی شمولیت سے ظاہر ہوا ہے۔ مگر یہ امر مختلف پارٹیوں کے صرف زمانہ حال ہی کے سرغناؤں پر موقوف تھا۔ کہ وہ ان پارٹی تنازعات کو فارین پالیسی (تعلقات بیرونی کی حکمت عملی) تک بڑھا کر بڑے بڑے قومی تعلقات اور اغراض کو موضوع خطر بنا دالیں۔ زمانہ حال کے پارٹی پولیٹیشن (ایک فریق کے مدبر) کے نزدیک ایک پرانے فرانسیسی گیت کے کان کن کی طرح کوئی چیز مقدس نہیں۔ اور جب کہ فریق مخالف کا کسی ممبر کو کسی محکمے سے نکالنے اور انہی پیروؤں میں سے کسی ایک کو لیئے اس عہدے کو حاصل کرنے کا مسئلہ پیش ہو تو نہایت ہی قدیم اور باوقعت پالیسی بھی سرعتی سے توڑ دی جاتی ہے جس طرح امریکن سیاح نے اوس مقدس لیمپ کو جو ہزار سال سے برابر جلتا رہا تھا گل کر دیا تھا۔

سلطنت عظمیٰ روم سے انگریزی حکومت کی راہ و رسم کے تغیر کا باعث بھی سیلان ہے۔ کہ وہ وائیل اور اسباب جن کو لارڈ بیکنسفیلڈ مائی پالیسی یعنے تدبر اعلےٰ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اتفاق سے جب کہ سلطنت روم میں ایک نازک مرتبہ درپیش آیا۔ تو اوس وقت کنسرویٹو (موافق انگلستان) میں حکمران تھا۔ اور اس گورنمنٹ نے

لہ کہا جاتا ہے کہ قدیم رومانوں نے بعض قبروں میں اس صنعت سے چراغ رکھے تھے۔ کہ وہ صدیوں تک برابر خود بخود جلتے رہے۔ چنانچہ یورپ پال سوم کے عہد میں ایک اسی قسم کا چراغ طلیطلہ (ٹولیڈو) سرد کی قبر میں پایا گیا تھا۔ جس میں پندرہ سو پچاس برس تک بند مکان میں برابر جلتا رہا رومار کی خانقاہوں اور فراردن کے منہدم ہونے پر ایک چراغ طاق لگاتار بارہ سو برس سے جل رہا تھا۔ اس قسم کے دو چراغ لیڈن ایلیڈ کے ایک شہور شہر کے عجائب خانے میں موجود ہیں۔ کشیشہ میں بھی حکیم ہرمل سینا کا اسی صنعت کا ایک چراغ تیار کیا ہوا ملتا تھا مگر اس میں یہ اور طرہ تھا کہ اسکی حرارت سے ایک حلم بھی ہر وقت گرم رہتا تھا دو صدی کے بعد عام ایک اٹھ شخص کے تصفیہ میں آگیا جس نے اوس طلسم کے معلوم کرنیکے لیئے حلم کھودنے کا حکم دیا۔ لیکن چراغ کو جس وقت خارجی ہوا پہونچی معاً گل ہو گیا۔ اور پھر روشن نہ ہو سکا۔ حساب لگایا گیا تھا کہ اگر حلم اکھاڑا نہ جاتا تو یہ چراغ کئی صدیاں اور بھی جلتا رہتا۔

قدیم الایام کی روایتون کے مطابق انگریزی خارجیہ پالیسی کو قایم رکھنے کی نیت سے ایسا رویہ اختیار کیا جو کم و بیش باب عالی کی رعایت مین تہا۔ لبرل فریق کے سرگروہ یہ خیال مدنظر رکھ کر کہ تحالف کرنا فریق مخالف کا ایک لازمی فرض ہے اپنے اوپر ٹرکی کے سخت جانی دشمنون کے پلڑے مین جا پڑے ہے۔ یعنی انکے طرفدار ہوگئے۔ اور عام لوگون مین حالت اضطراری پیدا کرکے کنسرویٹو گورنمنٹ کو جو ایسی بڑی مستقل مزاج نہ تہی اوسکی تاریخی مضبوط بندشون سے ہٹا دینے مین کامیاب ہوئے۔ اور اوس کو مجبور کیا کہ وہ اپنے آپ کو بجائے دولت عثمانی کے مضبوط مددگار ہونے کے صرف اوس کے ایک سچے دوست ہونے کی وضع مین رکہے۔ جیسا کہ ان حالتون مین اکثر واقع ہوتا ہے پیٹ فارم کے نوزاد میندک اور موی بنیان لجن سے طنزاً مقرر اور سپیکر دن کی مراد ہے۔ مترجم) اور ملک کو اخبارات بقول ؎

اگر شاہ روز را گوید شب است ۔ بباید گفت اینک ماہ و پروین

اپنے اپنے پولیٹکل آقاؤن کے متعوق خدمت بجالانے مین از سر تا پا غرق ہوگئے۔ یہان تک کہ ہر ایک ترکی چیز پر طنز اور حقارت اور خلاف بیانی کی بوچھار دینے والی توپخی ڈالی گئی اور اس شعلہ وار چمکارے مین ترکی مدبرون کا ہر ایک قول و فعل بدنما اور بیجا ظاہر کیا گیا۔ جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا۔ کہ آج اس زمانہ مین بھی ایک ایسی سلطنت کو حالات واقعی معلوم کرنا جو وسعت مین بہت بڑی اور رعب و داب مین عظیم الشان ہے۔ اور جس کی قسمت کے ساتھ خود ہماری اپنی قوم کے نہایت ہی عزیز اور قیمتی تعلقات وابستہ ہین۔ قریب ناممکن کہے ہے۔ ایک خاص نامہ نگار جس نے وقتہی امور لکہے ہون اگر کسی خاص وقت انکا بیان کرنا اوس پارٹی کے اون فوری فوائد کے نامناسب ہو کہ جن پر اوس کا آنا ہوا وقت گرویدہ ہو رہا ہے۔ تو وہ اپنے مضمون کے مسودہ کو بالکل منسخ یا تراشا ہوا بلکہ کہبی تو بالکل ہی نظر انداز کیا ہوا پائے گا اور اپنے آپ کو ملازمت سے برطرف دیکھ لیگا۔

ان حالات کو ایسا ہونے اور اپنے ملک کو بہت ہی بڑے تجارتی اور مالی تعلقات کو جو اس وقت سلطنت عثمانیہ مین نازک حالت مین ہین مدنظر رکھکر یہ خیال میرے دلمین پیدا ہوا ہے کہ صداقت کی ایک تہوڑی سی خشک روشنی ان آنکھون کو جو ابہی فریقانہ اسلحہ حرب کی چکاچوند سے ماند نہین پڑ گئیں بری نہ معلوم ہوگی۔ اس لیئے مین نے یہ اپنا فرض جانا ہے کہ نوجوان نسل کو وہ حالات اور سچے واقعات بتاؤن جو مینے ٹرکی مین بہت سال رہکر حاصل کیے ہین۔ اور ساتھ ہی اون الطاف کریمانہ اور عنایت خسروانہ اور اوس عزت و امتیاز کے شکر و امتنان کے خیالات ظاہر کرون جو مجھے اوس ملک مین نصیب ہوئے ہین۔ خاصکر اوس نامور شہنشاہ کے تہون جو اس وقت اسلامبول کے تخت قیصری پر جلوہ افروز ہے + پرنسس این ڈی لوسگنان۔

فصل اول (۱)

تخت نشینی - جنگ

ترکی تواریخ میں آپ کو تھوڑے ہی صفحے ہونگے جو حیرت انگیز واقعوں سے ممنون اور تعجب خیز کیفیتوں سے مزین نہ ہوں - خواہ وہ میدان جنگ یا ایوان شورے میں - خواہ [۲] ۰ و اینا کی دیواروں کے نیچے درویش آہنی افواج کے ساتھ نبرد آزمائی کر رہے ہوں - یا باسفرس کے کنارے پر مغربی سفراء سے حکمت علمی میں مسابقت کر رہے ہوں - اون آدمیوں نے جن کے ہاتھوں میں اسلام کی قسمت کی باگ رہی ہے - اون تمام دلوں کی توجہ کو جنہوں بہادرانہ اور حیرت افزا چیزوں سے ذرا بھی مس ہے اپنی طرف معروف رکھا ہے - صرف اتنی مسکے ہی دل نہیں ہیں جنہوں نے ہلال اور صلیب کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اول الذکر کیلئے [۳] بلکہ ڈریسیمعہد ہیں جنہوں

---

[۲] و اینا دار الخلافہ آسٹریا پر ترکوں نے دو دفعہ حملہ کیا - پہلی دفعہ سلطان سلیمان اعظم صاحبقران نے ۱۵۲۹ء میں جنگری اور اوسکے ملحقہ ممالک کو فتح کرکے و اینا کا محاصرہ کیا - اس وقت اسلامی طاقت یورپ میں درجہ کمال تک پہونچگئی ہوئی تھی - عیسائی بادشاہ اور وزراء سلطان معظم کا مطیع تک کرنیکی جرأت نہیں کرسکتے تھے - بلکہ سلطان اعظم کے صدر اعظم ابراہیم پاشا کے ہاتھ پر بیعت کرنیکو باعث سعادت اور موجب فخر سمجھتے تھے - یہ محاصرہ چالیس دن تک رہا - لیکن برفوں کی کثرت و برسات کے موسم کی بیحد طغیانی اور اوقات قائم میں دباؤ پھیل جانے کی باعث محمد خانزادہ عثمان اعلیحضرت سلطان سلیمان اعظم قانونی کو واپس آنا پڑا - بارہویں سلطان محمد چہارم کے عہد میں اوس کے وزیر اعظم قرہ مصطفے نے ۱۶۸۳ء میں نمسا کو بہت سا حصہ فتح کرکے و اینا پر حملہ کیا - مگر لشکر پولینڈ فوج کے مشورے اور صلاح پر عمل کیا - اور آخر کار تمسر بادوالوں سر زنش اٹھا کر واپس لوٹ آیا - جن کی امداد کیلئے پولینڈ کا شہرہ بادشاہ جان سوبسکی بھی لشکر جو بہنے زمانہ کا اول درجہ کا بہادر بادشاہ اور سپاہی رہا مانگیا ہے اپنی کل چیدہ فوج سے و اینا کی امداد کیلئے آیا تھا اور وہی کی غنیمت اور مفصل حالات تاریخ خاندان شاہانہ میں لکھے ہیں [۵] جان ولیم ڈریپر عالم کیمیا مقام سیٹ ہیلنز میں مضافات نیویارک ۱۸۱۱ء میں پیدا ہوا - اسنے علم کیمیا - پھر ل - فلاسفی اور تواریخ وغیرہ میں کئی کتابیں لکھی ہیں - اوسکی کتاب مجادلہ فی مابین المذہب والعلم "History of Conflict between Religion & Science." جس کے انگریزی میں ۱۶ طبع ہوچکے ہیں اور دیگر زبانوں میں ترجمے ہوچکے ہیں - دفتر عمید یہ ایجنسی امرتسر سے عنقریب شایع ہوا ہے

مورخ خانہ طبیعتون اور کنگڈم کلفڈ[۵۱] Kingdom. Clifford جیسے علمی دماغون نے بھی تابعین اسلام کی حمایت کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ پایا۔ کتاب "مذہب وعلم کے مقابلہ" مین ہم بار بار یہی پڑھتے ہین کہ ترقی و تنزل کے باہمی جنگ وجدل مین سلطانون کی تلوار مین ہمیشہ[۵۲] سابق الذکر کی تائید مین میان سے نکالی گئی ہین۔ اور وہی مشہور عالم یکم اپنے عمدہ مضامین مین سے ایک نہایت ہی بڑھے چڑھے ہوئے مضمون مین تصدیق کرتا ہے کہ زمانہ وسطی کی شدت کی *** تاریکی مین صداقت اور نورانیت بہر مسلمانون ہی کی تلوار کی دھار سے یورپ مین چمکی

مگر آجکل کے لوگ کہتے ہین کہ یہ سب کچھ تو بہت ہی قدیم زمانے مین واقع ہوا تھا۔ بہرحال فی زمانہ "مرد بیمار"[۵۳] مرد ہے۔ وہ جرثقیل زمانہ کی بوالہوسی جو کبھی خلیفہ کی مرصع دستار کے گرد بڑی آب وتاب سے چمکتا تھا۔ اب صرف ایک ہیکلی سی بے نور روشنی دیتا ہے۔ وہ ہاتھ جو اسلام کا جھنڈا اکھڑے ہوئے ہے۔ اب بمقتضائے عمر کمزور ہوگیا ہے۔ اب مغرب کی وضع اس کسی زمانے مین عظیم الشان رہ چکی ہوئی سلطنت کے ساتھ جس کے نام کے تذکرے پر تمام مغرب کے رنگ فق ہو جاتے تھے۔ اور اوس کے سپاہی اپنے آقا کو دیکھنے لگ جاتے تھے

[۵۱] آرتھر کلفرڈ ۱۷۱۷ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۷۸۳ء مین مرا۔

[۵۲] جب یورپ جہالت کے تعمیق تاریک مین ڈوبا ہوا تھا۔ تو ترک اوس زمانے مین ترقی وتہذیب تمدن کے مدارج اعلے کو حاصل کر چکے ہوے تھے انسائیکلوپیڈیا یعنے قاموس العلم سب سے اول ترکی زبان مین ہی سولہوین صدی مین تحریر ہوا۔ اوس وقت ترکی علم ادب کل یورپ مین نہایت ہی بڑھا ہوا تھا۔ اور علمی آفندی ہی کی تصنیفات سے ڈالمبرٹ D'alembert کو انسائیکلوپیڈیا کا خیال پیدا ہوا۔ کسر پٹہ سعد رسانی اور فوجی شفاخانون کا انتظام پہلے پہل ترکون نے ہی کیا۔ فوجی باجا کل یورپ نے ترکون ہی سے سیکھا۔ توپ خانہ کو بدرجہ کمال اونہون نے ہی پہنچایا۔ فوج پیدل صرف اونہون نے ہی کل دنیا مین سب سے پہلے قائم کی۔ انجینرنگ مین کل مانے ہوئے قیمت رکھتے تھے۔ کہ اوس وقت کی عمارات اور قلعہ بندیون کو دیکھکر آج کل کے انجینرنگ دنگ رہ جاتے ہین۔ اشاعت تعلیم وترقی صنعت وحرفت اور آزادی تجارت مین تو جو کچھ اونہون نے کر دکھایا تھا۔ اب تک ہی دوسرے ملکون کو نصیب نہین ہوا۔

مفصل کیفیت کیلئے دیکھو تاریخ روم مصنفہ ایڈورڈ گبن صاحب صفحہ ۹۹۔ و ذکر سلطان محمد ثانی الفاتح (اس کے بعد دیکھو سیاحت اول آوکتاب ہین) و تاریخ خاندان عثمانیہ۔

[۵۳] ۱۸۵۳ء مین جنگ کریمیا سے کچھ عرصہ پہلے زار نکلس (زار حال کے پڑدادا) نے سر ہملٹن سیمور (سفیر انگلستان متعینہ دربار سینٹ پیٹرزبرگ) کو اتنا ہے گفتگو مین کہا تھا۔ کہ ٹرکی اب ایک مرد بیمار ہے۔ اور لازمی ہے کہ ہم اوس کے مرنے سے پہلے ہی اوسکی جائیداد کے حصے بخرے کر لین۔ کیونکہ اوس کے یکایک اور اچانک مر جانے سے کل دنیا مین ایک ابتری واقع (بقیہ اگلے صفحہ پر

ایسی ہے کہ پاؤں اوٹھائے ہوئے آخری لات مارنیکو تیار ہے جس سے وہ مع اپنی گھڑی بقیہ کے آبنائے باسفورس سے پار جا پڑے گی۔

کیا ایک مرتے ہوئے شیر کو لات مارنا بے خطر امر ہے؟ مین اس بات کو اونہین کی رائے پر چھوڑتی ہون جن کی انگلیان اس شیر ببر کی وراثت لینے کو کھلجا رہی ہین۔ اگرچہ مین خیال کرتی ہون کہ وہ آخری سلطنت (یعنے روس) جس نے اس تجربے کو آزمایا تہا تسلیم کرے گی۔ کہ یہہ اسکے حق مین بہت گران اور تباہی بخش تہا۔ مگر مین امید کرتی ہون کہ میرے وہ ہموطن جو ان مضمون کے پڑہنے سے بہرہ عزت نہ ہین گے۔ جان جائین گے کہ

تو ز انگلس کا مرد بیمار۔ اور نہ میرا مندرجہ بالا استعارہ ہی ٹرکی کی حکومت واقع یورپ کی حالت موجودہ کا درست خاکہ ہے۔

اعلیحضرت سلطان **عبد الحمید خان** ثانی کے تحت عاطفت مین ٹرکی کی حالت بجائے بیماری یا نزاکت کی ہونیکے ایک بہت ہی مضبوط تندرستی اور قیام کی بیان کیجاسکتی ہے۔ یہ بیان کرنا امر واقعی سے ذرا بہی زیادہ نہین کہ کل دنیا مین کسی اور طاقت نے گزشتہ دس سال مین بہلی اور برتری کے رستہ مین اسقدر ترقی نہین کی اور جب کہ ہم اون مہیب اور سخت رکاوٹون اور تکالیف کا خیال کرتے ہین جن کا مقابلہ سلطنت کو کرنا پڑا۔ تو یہ امر اور بھی حیرت اور قابل تعریف ثابت ہوتا ہے۔

اس مرد بیمار کے استعارے کو تہوڑی دیر کے لیے اور رہنے دیجئے۔ جس کی انگریزی سپیکر اور مضمون نگار ترکی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ہو جائے گی۔ اور ایک عظیم تہلکہ برپا ہو جانیکا نہایت ہی قوی اندیشہ ہے۔ اوس وقت سے روم کے سیاسین و مخالفین نے ہمکو یہ نام مقرر رکہیا ہوا تہا۔ مگر بفضل یزد متعال و بکرم عنایت ذو الجلال مرد بیمار نہین ہی ہے اور نہ اوسکی حالت کچہہ زیادہ ردی ہوئی ہے۔ بلکہ آج صحیح و سالم تندرست اور چاق چوبند ہو کر اپنے دشمنون کا قافیہ بند کرنے کو بالکل تیار ہے۔

سنہ ۱۸۵۴ء مین جنگ روم و روس سے پہلے مسٹر گلیڈسٹون نے مذہبی تعصب یا کسی اور خیال سے بہت کچہہ زہر اگلا تہا۔ ہر چند کہ مسٹر گلیڈسٹون پالیٹکس کے لحاظ سے برل بینجے زاد خیال کیے جاتے ہین۔ مگر ٹرکی کے پالیٹکس مین انہون نے جو متبنی تنگ خیالی کا اظہار کیا ہے۔ اوس سے ظاہر ہے کہ وہ ترکون کی طرف سے بہت بدگمان ہین۔ اسی سال ۱۸۷۶ء کو انہون نے ایک رسالہ شائع کیا جس مین وہ تحریر فرماتے ہین کہ "بس اب ترکون کو درست کرنے کے لیے صرف ایک ہی علاج باقی رہ گیا ہے کہ وہ اب یورپ سے چلتے بنین یعنے وہ اپنے ضابطین (پولیس) میدون (حکام ضلع یا کمشنرین بالشیون (صدر بلشی) یزبا شیون (یکہ ہزاری) تاتیہ سامون اور پاشاؤن سب کو فرداً فرداً اور بالاجماع مع اپنی گھڑی بقیہ لے کر آبنائے باسفورس سے پرے (یعنے ایشیا مین) جا بسیرا کرین"! اور اسی طرح کا بہت سا ہذیان کہا تہا۔

معاملات کو بیان کرتے وقت سخت نفرت انگیز تکرار سے استعمال کرتے ہین۔ ایک بیمار کی خطرناک حالت مین بعض طبی حکماء کی رائے تشخیص مرض مین خواہ کیسی ہی غلطی کیون نہ ہو عموماً بہرحال نیک نیتی سے یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ مریض کی قوت بڑہائی جائے اور اوسے صحت کی دوا کی پلائی جاوے۔ اور اگر قطع عضو جیسے زبردست معالجہ کی بھی ضرورت آپڑے تو وہ کم از کم کسی خطرناک سوزش اور مہلک ورم کے دور کرنے کے لیئے یا بافیماندہ اعضاء کو قوت اور صحت بخشنی کی غرض سے استعمال مین لایا جاتا ہے۔ مگر ٹرک کے بارے مین ہر ایک منصف مزاج کو اس بات کے معلوم کرلینے مین کوئی دقت نہین کہ سفارتی طبیبون نے ہر حال مین جب کبھی اون سے استمداد کی گئی۔ بیمار کو پہلے سے بھی بدتر اور قریب مرگ حالت مین چھوڑنے پر اپنی تدبیر اور کوشش کو مبذول رکھا ہے۔ ہر ایک نسخہ جو عہدے یا پروٹوکول کی شکل مین تحریر ہوا۔ ہوش وحواس کو سلب کرنے اور مرگ سے بیشتر حالت سکتہ پیدا کرنے کے لیئے تجویز ہوتا رہا۔ وہی استعارہ جاری رکھکر بھہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ مختلف کانفرنسون جو باب عالی کے معاملات کی درستی کے لیئے منعقد ہوتی رہی ہین۔ اوس جمع متعدد اطبا سے بالکل مشابہ ہین۔ جو ایک کرڈپتی کے معالجے کے لیئے طلب ہون۔ مگر بجائے بیچارے بیمار کے معالجہ کرنے کے اوسکے لالچی وارثون اور حقداردن کے لیئے حصے بخرے کے انتظام مین مشغول ہوگئے ہون۔ ان نامور تمغے پوش اطباء اور سرجنون (یعنے سفرائے ممالک غیر) کی ہمت جو قسطنطنیہ مین مرد بیمار کے بستر کے گرد اکٹھے ہوئے ہین۔ بجائے اوسکو رو بہ اصلاح لانے کے اوس کے خانہ باخیر کرنے پر مبذول رہی ہے۔

یہ سلطان **عبد الحمید** ہی کا کام تہا کہ اوسنے ان متحیت پناہ بزرگون کی چالبازیون کے ایماء اور مکاریون کی اداء کو اچھی طرح سے پالیا۔ اور اون کو اپنی حضوری سے نکالکر علاج ومعالجے کو اپنے لائق ہاتھون مین لے لیا۔ جس سے مدبران یورپ کو نورًا رنجش اور بدگمانی پیدا ہوگئی۔ مگر اوسنے اپنی عیسائی اور مسلمان کل رعایا کو سچا وفادار بنالیا اور اونکا پورا اعتماد حاصل کرلیا۔

ان علاج معالجون کو جو آج تک کامیابی کے ساتھ استعمال مین لائے جارہے ہین مفصل بیان کرنے سے پہلے اُس شخص کے کیریکٹر اور اخلاق پر کہ جس کے دماغ مین وہ پیدا ہوئے ہین۔ اور نیز اون دقتون پر کہ جو اوسکے اس عظیم الشان اور بڑی ذمہ داری کے رتبے اور درجے کو حاصل کرنیکے باعث ہوئے ہین۔ اور اون مصیبتون اور مشکلون کی کہنہ پر کہ جن کے مقابلہ اور بیخکنی کرنیکو وہ کہمت باندھے ہوئے ہے عود کرنا ضروری ہے۔

سنہ ۱۸۷۶ء وہی جس کے ماہ اگست مین سلطان **عبد الحمید** اپنے آباؤ اجداد کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے ان تعجب خیز واقعات کا حال نرا۔ جن کے ہلال کی تواریخ جیسا کہ مین اوپر بیان کرآئی ہون ہمیشہ سے معمور رہی ہے

۴ جون سنہ مذکورہ کی صبح کو باسفرس کے کنارے پر جب کہ اوس کے جہاز میسائی تیموتاہ وشمسن تائیڈ whitsuntide کی خوشی مین پیرہ رون اور جھنڈیون سے خوب آراستہ تھے ایک محل مین ایک ایسا دردانگیز اور رقت خیز سانحہ واقع ہوا کہ اوسکی نظیر شاہان معزول کی تواریخ مین بہت کم ملیگی۔

آئینے کے سامنے بظاہر اپنی حجامت مین مشغول ایک آدمی کھڑا ہے جس کا غمگین اور اداس چہرہ زندگی سے بیزاری ظاہر کر رہا ہے۔ گاہ بگاہ اوسکی نظر آئینے سے ہٹ کر اوس دریچے پر جا پڑتی ہے جس مین سے وہ ممالک غیر کے جہازون کی دلفریب آراستگی اور چھوٹی چھوٹی کشتیون کا بڑے بڑے لنگر انداز جہازون کے بیچ مین اِدہر اُدہر لہراتے پھرنا۔ اور دوسری طرف کے ساحل کی رونق دیکھ سکتا ہے۔ دفعتاً ایک دروازے سے جو اوس کے دائین ہاتھ پر ہے۔ ایک ذرا سی آواز اوسکی توجہ کو اُدہر سے ہٹا دیتی ہے۔ وہ اپنے سر کو پھیرتا ہے اور حرم کی ایک عورت کو دیکھتا ہے جو سہمی ہوئی آنکھون سے آمد و رفت والے دروازے کے شیشے مین اوسکی طرف جھانک رہی ہے۔ ایک مضطربانہ انداز اور روش سے وہ اِسطرف جاتا ہے۔ اور دروازے کا قفل بند کر دیتا ہے۔ اور محافظ غائب ہو جاتی ہے۔ وہ پھر آئینے کے پاس آکر قینچی سے اپنی چھوٹی سی گھنی داڑھی درست کرنی شروع کرتا ہے۔ مگر بار بار اپنے شانے پر سے دروازے کیطرف دیکھتا جاتا ہے۔ کہ اب تو کوئی اوسکی نگرانی نہین کر رہا۔ ایک گھنٹے کے بعد پھر وہی آنکھین دروازے پر نمودار ہوتی ہین۔ مگر وہ آئینے کے سامنے کوئی صورت نہین پاتین۔ اور اوس تیمور کے منتظر کان اندر سے کوئی آواز بھی نہین سنتے۔ وہ کمرے کو اچھی طرح دیکھنے کیلئے گردن اونچی کرتی ہے۔ اور ایک سوفا (پلنگ) پر جو دیوار کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ ایک ایسا نظارہ دیکھتی ہے کہ مارے خوف کے بھنچی ہوئی ساتھ کے کمرے مین اپنی بھولبون کے پاس دوڑ جاتی ہے۔

دوسرے لمحہ مین حرم روتا اور چلاتا ہوا بآہ و زاری تمام مدوار روگذرتا ہے۔ اور کمرے کے دروازے کو توڑتا ہے دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اور خوف زدہ مستورات اوس کے پاس پہونچ جاتی ہین۔ جو چند منٹ پہلے اکا مالک تھا۔ بایں ہیئت کذائی کہ ایک کوچ پر پڑا ہوا۔ چہرے پر مردنی چھائی ہوئی۔ آنکھین بند جیسے کہ خواب ناز مین ہے۔ ایک بازو ننگا اوسکی ایک طرف لٹکتا ہوا۔ وہ شخص جو چند لمحے پیشتر اونکی جانون اور تنعمون پر قادر تھا اوسکے ایک ہاتھ کی انگلی ابھی وہ قینچی پکڑے ہوئے ہے کہ جس سے وہ اپنی داڑھی تراش رہا تھا چند عورتین اوس پر گر پڑتی ہین مگر فوراً خوف و ہراس سے پیچھے ہٹ جاتی ہین۔ اونکے ہاتھ سرخ ہو گئے ہین۔ کیونکہ کوچ خون آلود ہو رہے ہے تاہم جسم پر کوئی نشان جبر و تعدی کا نہین پایا جاتا۔ ان روتی پیٹتی پریشان حال عورتون مین ایک خاموش لیٹے ہوئے خاموش بھی ہے جو سب پر فیصلہ ہے۔ اور جو قانون قدرت کے مطابق آجتک اس عہد سے جاری ہے۔ سلطان شوفی کی بڑھیا مان ہے۔ وہ ایک حاکم نہ دولت سے (جس کے سامنے اس جگہ کوئی شخص چون و چرا نہین کر سکتا) سب کو کمرے

سے نکالدیتی ہے۔ تب وہ اپنے فرزند کی موت کا باعث معلوم کرتی ہے۔ دوسرے بازو پر جو چپکے ہوئے جسم سے چپسا ہوا تھا۔ ایک چھوٹا سا سوراخ نمایاں ہے۔ اور کہنی کے اندر کیطرف میں اگلا ہے۔ جہاں بڑی رگ سطح پر ابھری ہوتی ہے اس ذرا سے سوراخ کے رستہ سے اوسکی بیزار روح پرواز کرگئی ہے۔

تب مل کے جو ہوائے طلب کیئے جاتے ہین۔ اور تھوڑی دیر کے بعد معزول سلطان عبدالعزیز کا جسم فانی ایک دوآلود غیر مشتمل پست کمرے مین ایک موٹے کمبل پر ایک ہی سپاہی کے پہرے مین پڑا ہے۔ آہ! جو شخص ایک ہفتہ پہلے دنیا کی ایک عظیم الشان اور اوّل درجے کی سلطنت کا خود مختار حاکم اور مذہب اسلام کا سرتاج اور صدر اعلےٰ تھا جس کے جیب مین مشرق کی کنجیان تھین اور جس کے اشارے پر دس لاکھ دلیران جنگ آزما منزل دنیا کی حدود پر خوفناک اور مہیب تباہی ڈال سکتے تھے آج وہ ایسی کس بیکس حالت مین پڑا ہے۔

اس روز کل دنیا مین، ہر ایک بری اور بحری تار برقی اس خوفناک حادثے کی کہانی سے تھرا رہی تھی۔ کوئی بانار مین ہرکارے کے لب پر (لفظ تقول) تھا۔ بلکہ اخبار ٹائمز Times نے ہی کہ جس نے چند مدت پہلے اپنے ناظرین کو مژدہ سنایا تھا۔ کہ اب روم کا سلطان نہیں کسی فساد ہونے یا کوئی ناجائز طریقہ عمل مین لایکر معزول کیا جا سکتا ہے۔ کسی قسم کی تصدیق کرنیکے بغیر ہی عام رائے سے تطابق و توافق کیا تھا۔

بعض اوقات سرسری رائے بہ نسبت دن فیصلون کے جو نامکمل اور غریب دہ شہادتون پر قایم کیے جاوین زیادہ درست ہوتی ہے۔ چنانچہ ہر فرد بشر جو اوس وقت کے معاملات باسفرس سے پوری آگاہی رکھتا ہے۔ یا جو اوس وقت قسطنطنیہ مین موجود تھا جب کہ آخر کار بانیون کا مقدمہ ہوا فوراً مان جاوے گا۔ کہ ہرمل اس معاملے مین زیادہ تر سکوئر Printing House Square یعنے کارخانہ ٹائمز کی فوری رائے بیشک درست تھی۔ اور عام مشتہر کردہ افسانہ نما کہانی قابل ہلاک ہے۔

اس مسئلہ خودکشی یا قتل کو مین یہان کبھی اپنی جگہ نہ دیتی۔ اگر سر ہنری ایمیٹ روم کے فرمازوائے حال پر اغراض کرنے اور الزام لگانے کی تمانہ کوشش سے ملک کی توجہ کو اس بحث کیطرف مبذول نہ کرتا۔

اپنے دوست دولت پاشا کے کیبنٹ کو اُجاگر ثابت کرنے کے تردد نے سفیر سابق کو اس بات پر مجبور کردیا کہ وہ انگریزی قوم کو واقعات الٹ پلٹ کر بتادے۔ ذاتی مشاہدے کو وہ اپنی داستان مین اتنے تکرار سے بیان کرتا ہے۔ کہ گویا میرے ناظرین اس بحث سے اُکتا جاوین۔ تاہم مین اس واردات کو بے کم و کاست جیسے صحیح معلوم ہے بیان کرونگی۔ اور اس شہادت کا لب لباب بیان کرکے جسپر ایک باقاعدہ عدالت کے روبرو باغی مجرم گردانے گئے تھے۔ یہ بات ناظرین پر چھوڑ دونگی کہ وہ فرضی تیاری کو جانچ کر اپنی رائے خود قایم کرلین۔ اگرچہ

مین اچھی طرح سے جانتی ہون کہ میرا بیان ان اشخاص کی رائے پر کچھ اثر نہ رکھے گا جو پالیٹکس (علم نظام سلطنت) کے ان نئے خیالات سے روشنی لیتے ہین کہ وہ لوگ جو ہر جا بحیثیت عہدہ یا مواقع اطلاعیابی کے کل واقعات کی کیفیت سے بخبر ہون۔ اکثر ان لوگون کی نسبت جو موقع اور واردات پر موجود ہون۔ زیادہ درست نتیجہ نکال لیتے ہین جیسا کہ نظیراً برمنگہم کا ایک نہری کونسلر انتظام ہند کے کسی مسئلہ کے حل کرنے مین بہ نسبت اوس عہدہ دار کے جس نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ ہندوستانی ملازمت مین خرچ کیا ہو۔ زیادہ قابلیت رکھتا ہے"

مگر مین اس بارے مین شک کرنے کی جرأت کرتی ہون (اگر مسٹر گلیڈسٹون اجازت دین) کہ کیا میرے ہموطنون کا بہت سا حصہ اس فیشن ایبل مغالطے کی تقلید کرنے کے لائق ہوگیا ہے؟ (اپنے ہرگز نہین) اور اسی لیے مین یہ بیان کرنا مناسب خیال کرتی ہون۔ کہ باوجودیکہ میرے نجی زندگی کے گزشتہ دس سالون کا بہت بڑا حصہ مشرق مین بسر کیا ہے۔ اور بہت اکثر اشخاص سے رشتہ اتحاد اور مودت رکھتی ہون جن کے ہاتھون مین سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا نظام ہے تاہم مین آجتک کسی ایک ترک سے نہین ملی جسنے سلطان عبد العزیز کے قتل ہونے مین ذرا سا بھی شبہ ظاہر کیا ہو۔ شبہ تو بہت ہی عرصہ گزر رہا ہے کہ اوسکی ایک بیوہ نے جو اب ایڈیا نوپل کے ایک بڑے عہدہ دار سے بیاہی ہوئی ہے اتنا سے گفتگو مین جب اس حادثے پر بحث چھڑ پڑی۔ بیان کیا کہ اس تمام جھگڑے اور منازعت سے کیا فایدہ۔ ہم سب اچھی طرح سے جانتی ہین کہ وہ (عبد العزیز) قتل کیا گیا تھا۔

سلطان عبد العزیز کی زندگی کے آخری گھنٹون مین جو کچھ اس کمرے مین درحقیقت واقع ہوا۔ ہمیشہ کے لیئے ایک بحث طلب امر رہے گا۔ اس قدر متضاد شہادتون کے وقوع کے باعث امر واقعی معلوم کرنے کے لیئے نتایج پر نظر کرنے کی بجائے اسباب و اغراض پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اسی طریقے کو سر ہنری ایٹ نے باوجود ان اطباء کے سارٹیفکیٹ کے ذکر کرنے کے جنہون نے سلطان کے مردہ جسم کا معاینہ کیا تھا پسند کیا ہے۔ کیونکہ اس نے معزول کے پاگل ہونے اور اوسکے قتل کیئے جانے کی کسی طرح کبھی فرض نہ موجود ہونے کو ثابت کرنے مین بڑی بیقراری اور ضبط از اظہار کیا ہے۔

اوّل سلطان کی دلی (دماغی) کیفیت اور خودکشی کی نفسیات (بادی النظری)۔ مکنات کو لیجیئے بہتری نہایت ہی سہل اور بیہودہ امور کیطرف جھک کر اون سے بہت ہی بے انداز اور عموماً غلط نتایج نکالنے سے نہین جھجکا۔ متلاً وہ کہتا ہے۔ "بعض اوقات وہ (سلطان) کسی چیز پر جو سیاہ روشنائی سے تحریر کیگئی ہو نظر تک نہ ڈالتا تھا۔ اور اس لیئے ہر ایک کاغذ اوس کے سامنے پیش کیئے جانے سے پہلے سرخ سیاہی سے نقل کیا جاتا تھا سفیر متفینہ مالک غیر اپنے اپنے مقام پر نہ جا سکتے تھے۔ اور اون کو بہت عرصہ تک انتظار کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ سندات و مراسلون کو بجانب شاہان ممالک غیر سرخ سیاہی سے تحریر کرنا بے قاعدہ تھا

اور وہ کسی چیز پر دستخط کرتا تھا جو سُرخ روشنائی سے تحریر نہ کیگئی ہو" اب کیا یہ بات قابل تسلیم ہے کہ سر ہنری ایمبٹ جو قسطنطنیہ میں عرصہ دراز تک اپنے ملک کا معتبر ایلچی رہا اس امر سے ناواقف ہو کہ ترکی سفراء اور ایلچیوں کی سندات تقرری پر سلطان کبھی دستخط نہیں کرتا۔ بلکہ باب عالی کیطرف سے دی جاتی ہیں اور صرف سیاہی ہی سرکاری نوشتوں میں برتی جاتی ہے۔ (کیونکہ سرخی ہی شاہی خاندان بائی زینطیئین کا رنگ ہے) اور ہمیشہ سے شاہان مشرق اور بطران معظم اسی کا استعمال کرتے آئے ہیں۔ اگر بادشاہوں کی ایک ذرا سی نامناسب ہتک تفصیلی بحث میں انکو پاگل بننے کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہے تو بتاؤ تو سہی اس وقت یورپ کے تاجداروں میں سے کتنے ایک پاگلخانوں کی دیواروں سے باہر رہیں گے؟

سلطان کی مفروضہ مایوسی کے بارے میں جو لکھا گیا ہے۔ اس وہم کے ہونے کی ذرا سی بھی نہیں پائی جاتی تقدیر کے مسئلہ کو جو ہر ایک ترک کے کیریکٹر میں کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اور جس کے باعث وہ تکالیف اور مصائب کے پیش آنے پر چلاتا ہے "قسمت" اور فلسفیانہ سنجیدگی کے ساتھ آنے والے امور کا منتظر رہتا ہے۔ الگ رہنے دو۔ سلطان اپنے سے پہلے بادشاہوں کی تواریخ اور قسطنطنیہ میں معاملات کی اصلی کیفیت سے بے علم نہ تھا۔ وہ بخوبی جانتا تھا کہ عثمانی سلطنت کی تواریخ میں یہ امر نادر نہیں کہ اگر کوئی بادشاہ آج امور سلطنت کے کسی تغیر سے معزول کیا گیا ہے۔ بعد ازاں یا تو دوبارہ تخت پر بٹھلایا گیا یا اوسے اپنی بقیہ زندگی با شان و شوکت تنہائی میں گذرانے کی اجازت ملگئی۔ مصطفےٰ اول۔ ابراہیم اول۔ محمد چہارم مصطفےٰ ثانی اور سلیم ثانی کی تواریخ کو جانتے ہوئے تاریخانہ گزشتہ واقعات مایوسی کی سرگوشیوں کے اوس پر غالب آجانے کو بر خلاف نہیں۔ نہ ہی پولیٹیکل حالت اوس وقت کوئی ایسی بڑی مایوسی دہ تھی۔ اگرچہ جوان ترکی ایک اچانک حکمت عملی (چالبازی) سے غالب ہو گئی تھی۔ تاہم عبد العزیز خوب جانتا تھا کہ قدیم ترکی کسی طرح ابھی بالکل ہی مرنہیں گئی۔ اور نیز یہ کہ باین ہمہ اوسکی اغراض و مقاصد کی روسی سفارت بڑے زور سے معاون ہے اور یہ بار کرنے کی ہی اوسکے پاس کافی وجہ تھی۔ کہ سپاہ کا بہت بڑا حصہ اوس کا دلی بہی خواہ ہے جن کی بہتری اور اصلاح کا وہ ہر وقت نگران و خواہان رہا تھا۔ ان دلائل پر یہ اور زیادہ کر کہ اوسے مراد کی صحت کا حال پورا معلوم تھا۔ اور باین وجوہ وہ جانتا تھا کہ اوسکی معزولی کوئی ہفتوں کی ہی بات ہے۔ اور یہ امر مجھے اور ہر ایک شخص کو جو اس وقت اسلام بول میں تھا۔ بخوبی واضح ہے کہ خودکشی کے اسباب و اغراض بالکل منفقود تھے۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتی ہوں کہ اسلام میں مذہب عیسوی کیطرح خودکشی ممنوع ہے۔ اور سلطان اپنے احکام شرعی کا سخت پابند تھا۔

ہاں البتہ وہ سب امور عبد العزیز کو اپنا دفعت نگاہ رکھنے اور خاموش رہنے پر آمادہ کرتے۔ اوس کے

۱؎ سے تبالات کے سید ا

مخالفین کے لیئے بھی کافی وجوہ تھے۔ کہ اوسے پولیٹیکل دورہ گردی کے دایرے سے دور کر دیا جاوے۔ وہ روسی سفارت کی Diplomacy کے انتہاک استقلال اور اس امر کو کہ جب تک مادۂ سازش وجود ہے۔ سازش ختم نہ ہوگی بخوبی جانتے تھے۔ اونہین معلوم تھا کہ نئے سلطان کی صحت کا راز مدت تک مخفی نہین رہ سکتا۔ وہ سپاہ کے بغاوت کر دینے سے ڈرتے تھے جس کا بہت سا حصہ (جیسا کہ بیان ہوا) اپنے قدیم آقا سے دلی الفت رکھتا تھا انکو معلوم تھا کہ دورہ گردی کی پالیسی کا اُدھر جانا کا سیلاب سازشیون کیلیئے صرف پولیٹیکل تباہی ہی نہین ہوتا۔ بلکہ جلاوطنی اور سولی کا بھی۔ اور تاریخ نہین بتلاتی ہے کہ وہ اشخاص جو انقلاب سلطنت کے تعاقب کے صفحے دیکھ کر اپنے کو قبول کر لینے مین اسکے نتیجہ پر کاربند ہونے سے کم جھجکتے ہین۔

نفس الامری یعنے بادی النظر شہادتون کے لیئے اسی قدر کافی ہے۔ اب اس انقلاب کے کرنے والون کے مقدمہ کیطرف رجوع کرنے سے پیشتر مین ایک دو لفظ سر ہنری ایلیٹ کے مضمون پر کہتا ہون۔ جس کی ہی وجہ سے صرف مین اس واقع کو بطور کہانی کے لکھنے کی بجاے دلیل کی طرز مین تحریر کرنے پر مجبور ہوئی۔

جب کوئی مصنف پبلک کے سامنے گزشتہ دس سال کے واقعات کی داستان لیکر آوے جس مین اوسنے ایسے زندہ اشخاص پر جو بہ حیثیت اپنے منصب کے اوس کے ساتھ بحث کرنے یا اوسکی تردید مین شہادت پیش کرنے سے معذور ہون سخت ناقابل برداشت حملے کیئے ہون۔ اور تمہین بامذہی ہون۔ تو ناظرین کو جن کو اوسنے مخاطب کیا ہو۔ اوسکی ذاتی سچائی اور معتبری کا امتحان کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر دریافت حال کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر یہہ ثابت ہو جاوے کہ اوس نے وہ واقعات چھوڑ دیئے ہین۔ جو اوس کے پیش نہاد منصوبے کے برخلاف تھے۔ تو اس سے واضح ہو جاوے گا۔ کہ اوس نے اس کتاب کو کم از کم (اگر بڑی رعایت ہو کہا جاوے) ایک طرفداری کی پرجوش حالت مین لکھا ہے۔ اور اگر یہہ بھی ثابت ہو جاوے کہ اوسنے واقعات کی تفصیل بیان مین عمداً غلطی کی ہے۔ تو ہر ایک منصف مزاج جج کو اس کے اصلی اور بڑے مقولون اور مسایل سے اگر کمال بے اعتباری نہ سہی۔ تو پوری بدگمانی تو ضرور ہو جاوے گی۔ ظاہراً اور رعایتاً یہ کہا جاوے گا۔ کہ وہ ناقابل اعتبار یا غیر معتبر یا بے وزن شہادت ہے۔ اور یہ دونون باتین سر ہنری ایلیٹ کے بارے مین ثابت کیجا سکتی ہین جس کا مضمون مؤرخانہ طور پر واقعات بتانے کو نہین۔ بلکہ بظاہر کسی مقدمے کو اوبھارنے اور تقویت دینے کیلیئے ایک وکیل کی سی تحریر معلوم ہوتا ہے۔

سُرخ سیاہی کے بڑے مسئلے مین ابھی مین بیان کر چکی ہون کہ مسٹر ہنری اپنے مقدمہ کو تقویت دینے کے لیئے ایسے امور کو بھی جن کی اصلی کیفیت بالکل دوسری طرز پر ہے کیا جلد شہادت مین شامل کر لیتا ہے۔

لیکن اس قسم کی ایک اور بہی بہت بڑی غلطی اس مضمون کے اوس حصہ مین موجود ہے۔ جس مین نوجوان سرکیشین افسر چرکس پاشاء کا حسین عونی پاشاء کو مجلس شورے مین قتل کرنے کا ذکر ہے حسین عونی اوس نوبح کا جو متوفی سلطان کے مرنے کے وقت اوسکے محل کی محافظ تہی۔ افسر تہا۔ اس رات کو محل کا پہرا گارڈ ہٹایا جاکر نئی رجمنٹ مقرر کی گئی تہی جس سے عبد العزیز کا کوئی ذاتی تعلق نہ تہا۔ اور جیسا کہ آخر کار تفتیش مقدمہ مین ظاہر ہوا سلطان عبد العزیز کی جان لینے کی تجویز دن کو پورا کرنے مین باغیون کا بڑا بہاری آلہ وہی تہا۔ سلطان کے مرنے کے دس دن بعد جب کہ حسین مجلس وزراء مین موجود تہا۔ چرکس نے ایوان شورے مین داخل ہوکر اوس کو جس طرح بیٹہا ہوا تہا۔ ویسے ہی گولی سے مار دیا۔ پہر اوس کے ساتھی سازشی رشید پاشا کو قتل کیا۔ اور وزیر خارجہ مجریہ کو علاوہ اون بیسون کے قتل مجروح کرنے کے جنہون نے اسے پکڑنا چاہا۔ زخمی کیا۔ اب سر ہنری ایلیٹ اس کہانی کو بڑی تشریح سے ۔ اور مین باتین ہون بڑی ہنرمندی قوت اور چابکدستی سے لکہا ہے اوسے افسانہ نویسی مین شمار کرنی چاہیئے۔ مشہور اول لارڈ بیکنسفیلڈ نے صریحًا ظاہر کرتا ہے۔ کہ "مین اوس وقت کو تمام واقعات سے بخوبی واقف ہون۔ اور میرے قوی حافظہ کی یادداشت مین وہ اب تک برابر تازہ رہے ہین" وہ اس ماجرائے قتل کے افسانہ نمایان کے اخیر پر لکہتا ہے کہ "سوائے اوس ذاتی کاوش کے جو چرکس کو وزیر جنگ سے تہی۔ کسی اور پیشکل خیال نے اوسے برانگیختہ نہ کیا تہا" اب غور کرو کہ سر ہنری یہ بتلانیسے معذور ہے۔ کہ اگرچہ چرکس کی ذاتی کاوش صرف حسین عونی کے ساتھ تہی۔ تو اوس نے بڑی ثابت قدمی اور استقلال سے عمدًا وزیر صیغۂ خارجیہ کو کیون قتل کیا۔ اور وزیر صیغہ مجریہ کی جان لینے کے درپے کس لیئے ہوا۔ مگر مین اپنے ناظرین کو خاصکر اس امر کیطرف متوجہ کرتی ہون کہ وہ یہ بیان کرجانا بالکل چھوڑ جاتا ہے کہ عبد العزیز پر چرکس کا ہنوز کیا تہا۔ اب یہ خیال کرنا سہل ہی کی حد تک ہوگی۔ کہ وہ اس قسم کی عورت نما زادہ توجہ کے دیگر سب جزو کل حال سے تو آگاہ ہو۔ لیکن نوجوان سرکیشین اور سلطان کے اس پرستش قرابت کے علم سے نابلد ہو۔ اس لیئے باوجود جاننے کے (جیسا کہ وہ اس سے بہر حال واقف تہا۔ اور اب بہی ہے) اوس کا اسکو چہپانے مین کیا تہا۔ کیا وجہ تہا کہ اس سے چرکس کے وزیر پر حملہ کرنیکی اصلی غرض جیون پر شیشہ تہی۔ ظاہر ہوتی ہے یعنی اپنے متقول پر شتہ دار کا عوض لینا۔

سر ہنری ایلیٹ نے شہادت کی قدر و منزلت کا اندازہ ایسا لگایا ہے جس سے ایک مقنن کے بہی رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین۔ اثبات کی تائید مین کہ حسین عونی کو قتل کرنے مین چرکس حسن کی کوئی خاص غرض نہین تہی۔ بلکہ وہ ایک "ہندوستانی عونی کی مانند" اپنے آپ کو بنگ سے بالکل مدہوش کیے ہوئے تہا۔

ہ بزابر ملایو فیسر واقع مجلد ہند مین یہ عام واقع ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی جان سے بیزار ہوجانے پر دوائی

وہ ہمین بتلاتا ہے کہ چرکس حسن نے پہلے وزیر کو اوسکے مکان پر تلاش کیا۔ اور اوس کو وہان نہ پاکر مجلس شوریٰ مین اوس کے پیچھے آیا۔ بالتحقیق شہادت کے اس حصے کا کل وزن پاگل خونی کی کیفیت اثبات کرنے کے بالکل متضاد ہے۔ سر ہنری اپنی طرفداری کے جوش مین بالکل کہلم کہلا ہے۔ ورنہ وہ اوسے چھپانا تک نہین چاہتا)۔

اسکے حافظے کی کوتاہی کا ایک اور بڑا ظاہر و باہر ثبوت تاریخون کے اندراج کے بارے مین ہے وہ کہتا ہے کہ کانسٹیٹیوشن کا انتہار ۲۵ رجون کو ہوا اگرکسی کو معلوم[1] احاطہ عقل سے خارج ہے کیونکہ وہ خود اوس کا ناظر تھا جو مہاہ دسمبر ۱۸۷۶ء قسطنطنیہ مین منعقد ہوئی ممبر تہا۔ اور جس کی پہلی نشست مین اوس ایک سو ایک توپ کی سلامی سے ہلچل پڑ گئی تہی۔ جو ئی کانسٹی ٹیوشن کی یا دگار مین سر کیگئی تہی۔ اگر اوس کو توپون کی تسلک ہوگئی ہے۔ تو کیا اوسے مدحت پاشا کے معاونین کی وہ چیرہ اور خوشامدی ستائشین ہوگئی ہین۔ جو کانفرنس کو ناکامیاب کرنے مین اوسکی مفروضہ کوششون کو صلہ مین اوسے دیگئی تہین۔

اب کچھ تھوڑا سا بیان اوس تحقیقات کا (جس کو سر ہنری ایڈیٹ نقلی تحقیقات کے نام سے پکارتا ہے) جس مین قاتلانِ عبدالعزیز اپنے کیفر کردار کو پہونچے سنئے۔ ہان البتہ یہ خیال کرنا شاید حب الوطنی ہو کہ وہ کل تحقیقاتین جو اولڈ بیلی Old Bailey[2] کی حدود سے باہر کیجاتی ہین۔ انصاف کی صرف جعلی نقلین ہین۔ اور وہ کل جج جن کو انگلستان کے وزیر اعظم نے مقرر نہ کیا ہو۔ صرف ظلم پرست اور ستم کے غلام ہین لیکن ماسوائے اس کے کہ یہہ انگوٹھی وہم ہمیشہ کیلئے درست مانا جاوے۔ نقلی ہونے کی صفت اوس عدالت پر جس نے ۲۷ رجون ۱۸۷۸ء کو قسطنطنیہ مین نشست کی تہی۔ عاید نہین ہوسکتی۔ بلزم معمولی عدالت مین ان الزامات کی تحقیقات کی جواب وہی کیلئے جو اون پر لگائے گئے تہے پیش کیے گئے۔ اس تحقیقات مین ہر فرد بشر کو بار عام تہا۔ اور عدالت کا پریسیڈنٹ ایک عیسائی تہا۔ اور کارروائی عدالت کیوقت کل سفرائے دول خارجیہ کے وکیل و نائب موجود ہوتے تہے۔ سب کچھ معمولی قانون کے مطابق کیا گیا۔ اور کوئی قانون جبر یہ قید کرنے مین ہمپوسٹ پیدا کرنے کے واسطے پہلے ہی سے نہ پاس کیا گیا تہا۔ جیسا کہ مہذب ممالک اور حکومتون مین عموماً ہوتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) تمہارا یا کوئی اور تمہارے کوٹے تماشا شارع عام مین دوڑتا پہرتا ہے اور جو سامنے نظر پڑے اوسی کا کام تمام کر دیتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ خود متقتول یا سخت مجروح نہ ہو جاوے۔ کہ طاقت حرکت ہی سلب ہو جاوے +

[1] ہنری صاحب کو علم طب سے ذرا واقفیت حاصل کرنا چاہیئے۔ عام مسئلہ ہے کہ بنگ کے نشے سے تمہارے منہ ہی پہلے سرخ کا ڈیلک ہو جاتا ہے۔ اور دوسرون کو قتل کرنا تو بجائے خود رہا اپنے سایہ سے پڑا کانپتا ہے +

[2] لندن کا ایک محکمہ جہان ، الفتر کیلے ہین۔

فوجرم بہت لمبی تھی جس کے پڑھنے مین آدھا گھنٹے صرف ہوئے۔ اس مین سب سے بڑھکر مطلب خیز فقرہ وہ تھا جس مین یہہ بیان کیا گیا کہ سلطان مراد کی معزولی کے بعد سلطان عبدالحمید کی تخت نشینی پر جو سلطانی کے اخراجات کو کم کر دیئے جانے کا فیصلہ ہوا۔ اور بغرض کے لیے کل عہدون اور ملازمتون کی پرتال کیگئی۔ اسکے دوران مین معلوم ہوا کہ تین شخص جو نہایت ہی ادنے کامون پر مامور ہین۔ ایک ایک پونڈ (پندرہ سو روپے) ماہوار تنخواہ پاتے ہین۔ عند التحقیقات ظاہر ہوا کہ یہ تنخواہین اونکو بعوض ان خدمات کے جو انہون نے سلطان عبدالعزیز کے قتل کرنے مین کین ملتی ہین۔ قصہ کوتاہ اونہون نے اقبال کیا کہ ہم تینون سے نوری پاشا نے حلف رازداری لیا تھا۔ جو کونسل وزراء کا (جو اراکین سلطانی کے روسے مقرر کیگئی تھی۔ اور جس کے حکم اور اجازت بغیر کچھ نہ ہوسکتا تھا) بمنزلہ ایک رکن وزارت کے تھا۔ عبدالعزیز کو قتل کر دینے کے علاوہ کونسل وزراء نے باقی کل شہزادگان کو گارڈ لے کی تہان لی تھی۔ ان کو بغرض کیلئے ناپیدائی کو شاہ مین مدعو کیا گیا تھا۔ مگر اس سازش کے قبل سے فاش ہو جانے پر شہزادگان نے دعوت قبول نہ کی تھی۔

پہلی شہادت حلف پہلوان کی تھی جس نے بیان کیا کہ مجھے محمد جلال نے بلا کر اقرار لیا کہ وہ مجھ کو اور اور دو شخصون کو ایک ایک سو پونڈ ماہوار دیگا۔ اگر ہم عبدالعزیز کو اوس چاقو سے جو محمد جلال ہمین دیگا رگ کہولکر ہلاک کر دین۔ پھر نوری پاشا نے اس وعدے اور ان ہدایات کی تصدیق کی۔ اور ہمسے حلف رازداری لیا۔ اور ہم مین سے ہر ایک کو علاوہ سو سو پونڈ ماہوار کے تیس تیس پونڈ یکمشت بطور انعام کے ملے۔ گارڈ روم مین ایک رات بسر کرنے کے بعد ہم کو افسران نجیب بے و علی بے نے متوفی سلطان کے محل سکونت مین داخل کیا۔ جرم کا ارتکاب فہری بے کے عین زیر نظر مطابق اوسکی ہدایات کے ہوا جس نے سلطان کو شانون سے پکڑے رکھا۔ اور جلال و آغالاتون کو قابو کیے رہے۔ جنھون خود دونون بازوؤن کی رگون کو کاٹا۔ اور نجیب و علی کمرے کے دروازے پر نگران رہے۔ تب لاش کو کمبل مین لپیٹ کر گارڈ روم مین لے گئے۔ جہان ایک گھنٹے تک رکھ دیا گیا۔

سوال از جانب عدالت:۔ کیا یہہ سچ ہے کہ گارڈ روم مین لیجاتے وقت سلطان مین ابھی تک علامات زندگی پائی جاتی تھین؟ جواب:۔ مجھے نہین معلوم۔ مگر میرے خیال مین وہ بالکل مر چکا تھا۔ (محض مردہ)۔ دوسرے گواہ حاجی محمد آغا نے سبوق الذکر کے بیانات کی جزوکل مین تصدیق کی۔

جگنی حلف نے جو سلطان کے قتل کرنے مین معاون ہونیکا پہلے اقبال کر چکا تھا۔ اب اپنا اقبال واپس لے لیا۔ اوس نے یہ تسلیم کیا کہ دینے یہہ بیان کیا تھا کہ نوری پاشا نے مجھسے اور میرے ساتھیون سے حلف لیکر ہمین سلطان کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ مگر یہہ بیان درست نہین۔ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔ بلکہ برخلاف

اس کے نوری پاشا نے ہمکو سلطان کی بغاوت درجہ خبرداری کرنیکا حکم دیا تھا اور ہمنے ویسا ہی کیا لیکن بدقسمتی سے سلطان عبدالعزیز نے دوسرے ہی دن خودکشی کر لی"

سوال "کیا تم سلطان کے قتل میں شامل تھے"؟ جواب "نہیں میں نیچے تھا۔ مگر شور سنتے ہی اوپر دوڑا گیا۔ اور اوس وقت اس حادثہ جانکاہ کو معلوم کیا" سوال "مگر تم اسکے میں برعکس اقبال کر چکے ہو" جواب "مجھ سے غلطی ہوئی"

مدحت پاشا کے عدالت میں داخل ہونے پر حاضرین ایک حالت سی طاری ہوگئی۔ اسنے بڑی متانت سے گفتگو کی۔ اور بارہا یادداشتوں سے حوالہ دیتا جاتا تھا۔ اوسنے کہا کہ مجھے پیش از تحقیقات مجرم گردانا گیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اوس نے سلطان کی اوس تصنیف پسندی پر داد دی۔ کہ جلالتمآب نے میری تحقیقات عام پبلک میں کیے جانے کا حکم دیا ہے۔ اوس نے کسی ایسی کونسل وزراء کے موجود ہونے سے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اور بنیسے جس کے حکم کچھ نہیں ہوسکتا تھا۔ بالکل لاعلمی بیان کی۔ اوسنے انکار کیا کہ سلطان کے قتل کیلئے کوئی حکم دیا گیا تھا۔ ان یہ مان لیا کہ اوس سے ہر قسم کے اسلحہ لے لیے جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اوسنے یہ بھی بیان کیا کہ "جونہی سلطان کی خودکشی کی خبر میں نے سنی مجھے ڈر تھا کہ مجھ پر شک کیا جاوے گا" سوال "تم نے باضابطہ تحقیقات لاش اور دریافت وجہ مرگ کا کیوں نہ حکم دیا" جواب "اور وزیروں سے بڑھ کر یہ صرف میرا ہی کام نہ تھا۔ اگر مجھ پر الزام عائد ہوسکتا ہے۔ تو ویسا ہی دوسرے وزراء پر ہے"

مارتیل آفندی نے جو اوان اطباء میں سے تھا۔ جنہوں نے عبدالعزیز کے جسم کا معائنہ کیا۔ حلفاً بیان کیا کہ بیسنے اور میرے ساتھیوں نے متوفی سلطان کے صرف بازو پاؤں اور چہرے کا ملاحظہ کیا۔ کوئی تحقیقات سرکاری نہ کیگئی اور نہ ہی پوسٹ مارٹم (مردے کے اعضاء کا امتحان ہوا

ابراہیم آفندی محل سلطانی کے ایک افسر نے جو مراد کیطرف سے عبدالعزیز کے پاس پیغام لیکر گیا تھا۔ اوس نے ظلم اور بدسلوکیوں کی شہادت دی جو علی بے کے ماتھوں سے عبدالعزیز پر واقع ہوئی تھیں۔ اوس نے بیان کیا کہ طعام چاشت تک بھی کونسل وزراء کی اجازت کا نہیں معزول سلطان کو نہ ملتا تھا۔ اور حلفاً کہا کہ قتل عمد کے تینوں مرتکب کونسل وزراء سے خفیہ طور پر ملتے تھے۔

میجر احمد آفندی اور جنرل عثمان پاشا نے قسم اوٹھائی کہ صبح قتل کی ماقبل رات کو علی بے سلطان کے محل کے نزدیک میں تھا۔

اس مقدمے میں نہایت ہی نمایاں امور شاید ملزمان کے وکلاء کی تقریروں میں تھیں۔ رفیع آفندی مصلحتی پہلوان کے وکیل نے تو آخر میں خودکشی کی بحث ہی کو الگ رکھ دیا۔ اور گو اوس نے قتل کا صاف صاف

لہ ان انگریزوں اور انکے طریقوں کا بڑا مداح تھا

اقبال تو نہ کیا۔ مگر اس بات پر زور دیا کہ اگرچہ میرے موکل فعلاً مجرم ہیں لیکن قانوناً نہیں کیونکہ انہوں نے صرف حکام مصدرہ کی پابندی کی ہے وہ بمنزلہ ایک شرف کے ہے جو کسی ظالمانہ حکم کی تعمیل کرتا ہو۔

اقبالی ملزمہ کے وکیل نے بیان کیا کہ اس کا موکل اقبال کر دینے کی وجہ سے گو مجرم قتل ہی ہو لیکن رعایت کا مستحق ہے۔ مگر وہ ساتھ ہی اس پر بھی زور دیتا تھا کہ قتل وقوع میں نہیں آیا۔ اور اور اس نے اپنے بچاؤ کا زیادہ انحصار اقبالی ملزموں کی شہادت کے اس امر میں خلاف ہونے پر رکھا۔ کہ درآں حالیکہ وہ سب بیان کرتے ہیں کہ قتل بذریعہ ایک چاقو کے واقع ہوا لیکن ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ زخم قینچی کی نوک سے کیے گئے تھے۔

کوئی شخص جو بچاؤ کی ان تقریروں کو پڑھے۔ یہ جانے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ یہ تقریریں بڑے لائق اور چالاک آدمیوں کی ہیں جو ایک بڑی زبردست شہادت کے مقابلہ میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ شہادت کا خاصکر بڑا زبردست حصہ اطبا کا حلفاً اظہار ہے۔ جنہوں نے قسم اوٹھا کر کہا کہ جس آدمی نے اپنے ہاتھ کی رگ کو کاٹ دیا ہو سرگز دوسرے ہاتھ کی رگ نہیں کاٹ سکتا کیونکہ زخمی بازو بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے

تحقیقات کا سررشتہ دلچسپ ماجرا عدالت اور حضرت پاشا کا مباحثہ تھا جس نے اپنے بچاؤ کیلئے بڑی متانت اور سلیقے سے کوشش کی۔ مگر اوسکا مفصل بیان بالضرور بہت سی جگہ لے گا۔ اس لیئے میں مجبوراً اوسے چھوڑ دیتی ہوں۔ اختتام تحقیقات پر کل ملزم مجرم ثابت ہوئے۔ تا جرم کے مختلف درجوں کے جب عدالت نے اپنا فیصلہ صادر کیا تو محمود کے وکیل نے پہر زور دیا کہ میرا موکل قانوناً مجرم نہیں کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے سے بالا دست حکام کے احکام کی تعمیل کر رہا تھا۔

میں یہاں اوپر کہہ آئی ہوں کہ تحقیقات ایک معمولی عدالت کے روبرو ہوئی تھی مگر یہ امر ایک انگریز کو ایسا قابل غور نہ معلوم ہو۔ لیکن یہ جتا دینے سے اوسکی دلچسپی قدر و منزلت بڑھ جاوے گی کہ روم کی تواریخ میں یہ پہلا ہی مرتبہ ہے کہ سنگین پولیٹیکل جرائم کے مرتکبوں کی سطح عام قانون مروجہ کی پابندی سے خاص دعام کی حاضری اور وکلاء و نامہ نگاران ممالک غیر کی موجودگی میں تحقیقات ہوئی ہو۔

اب صرف یہی بیان کرنا باقی ہے کہ یہ تحقیقات متوفی عبد العزیز کے بیٹے یوسف عزالدین کے دل سوز الحاح و منت پر شروع کی گئی تھی جس نے اپنے آپ کو سلطان عبد الحمید کے قدموں پر گرا کر اپنے باپ کے قاتلوں سے قصاص پایا تھا۔

کچھ عرصہ پیشتر ترکی وزراء نے نہایت کوشش کی تھی کہ سلطنت کی بڑی بڑی اغراض موجودہ پر نیسی میں ایک چانک [illegible]

[illegible]

بڑی تیزی اور سرعت سے سلطنت کے شعبے مین بے اندازہ اور خطرناک حد تک بڑھ رہا ہے۔ خلاصہ مطلب اوس کا دخل و دم مین بہت بڑھ گیا تھا۔ اور بڑھ رہا تھا۔ جسے روکنا ضروری تھا۔ ایک عرصہ دراز سے روم کا حکمران دراصل محمود پاشا تھا۔ لیکن اوس کو بھی ہم مشکل سے (دراصل حکمران ہونے کا) خطاب دے سکتے ہین کیونکہ اگرچہ اس مدبر نے اپنے آقا عبدالعزیز پر پورا قابو پایا ہوا تھا۔ مگر وہ بھی اپنی جگہ مین نے تحقیقت روسی سفیر کے ہاتھ مین صرف ایک کھلونا تھا۔ پس جو تاجر باسفورس کے کنارے کی کٹ پتلیون کو ہاتھ تہین دراصل مین سینٹ پیٹرزبرگ مین کھینچی جاتی تہین۔

لہذا محب وطن پارٹی کے متفقہ حملے کا پہلا مدعا وزیر اعظم محمود تھا جس حملے مین ظاہر آ اون کو کامیابی حاصل ہو گئی۔ محمود اپنے عہدے سے برطرف کیا گیا۔ اور روسی سازشون کے مدفین اب اپنے روبرو کچھ روشنی دیکھنے لگ پڑے لیکن روسی رعب اور رسوخ کے غلیظ انجرات جو عرصہ مدید سے جمع ہو رہے تھے۔ ایک وزیر کی معزولی ایسے سیدھے سادے ذریعہ سے کب ہٹ سکتے تھے۔ روسی ڈپلومیسی (سفارتی چابکدستی) صرف اتنی ہی سکار اور ریسورسز نہین رکھتی وہ ایک فراست کے یکلخت آپڑنے کو شکست یا ناکامیابی سمجھ لیتے۔ وہ جہان دیسری ممکن اور مناسب ہو وہان تو بیدھڑک ہے۔ لیکن جس جگہ سرنگ لگانے اور خفیہ کارروائی کرنے سے زیادہ امید ہو تو وہان تہ زمین اپنی خفیہ سازشون کو چلانا خوب جانتی ہے۔

پس نیشنل پارٹی کو اپنے ملک کو نئی امیدین دلانے کی عین خوشی ہی مین یہ معلوم ہو گیا کہ اگرچہ محمود اپنے عہدے سے گرا دیا گیا ہے۔ تاہم اوسکے رسوخ و اقتدار مین کوئی کمی واقع نہین ہوئی۔ اب تک اوسکی ہمہ اور کم آواز سرگوشیان سلطان کے کان تک برابر پہونچتی ہین۔ اور اون کو تیغ تجربہ سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ جو کچھ وہ آج سلطان کو صلاح دیتا ہے۔ کل یہی پٹی روس نے اوسے پڑھائی تھی۔ پس اونہون نے

نوٹ سلطان عبدالعزیز خان مرحوم پر جنرل اگناٹیف سفیر روس متعینہ دربار قسطنطنیہ نے بڑا قابو پایا ہوا تھا۔ کل امور سلطنت اوسی کی صلاح و مشورے پر طے ہوتے تھے۔ اور یہ بدباطن شہ پر نفس اوہر تو سلطان مرحوم اور محمود پاشا کو معزول خریدین اور بے جا ظلمون کی پٹی پڑھاتا تھا۔ اور سلطان منفور کو عیش و آرام مین بسر کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ اور اوہر دوسری طرف عیسائی رعایا کو برانگیختہ کرتا جس کے ہی باعث ابتدا مین بلگیریا اور ہرزیگوینا مین فساد برپا ہوئے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ روس کا ایک عرصہ سے معاملات ترکی مین سطح بے ایمانی سے دخل دینے آنا تاریخ سے ثابت ہے۔ اگر سوائے میدان جنگ کی لڑائی کے روس بہ لحاظ لیبل اور انواع و اقسام کی مکاریون سے ترکی کے پولیٹکس کو زیادہ پیچیدہ بنانے مین اپنی بہت سی عقل اور محنت صرف نہ کرتا تو (کہ موجودہ صورت سے تو نقصان ہی پہونچا سکا ہوتا) عبدالعزیز کی مفصل سرگذشت کے لیے تاریخ خاندان عثمانیہ مرتبہ مترجم کی جلد دوم مطالعہ کریں۔

یہہ رائے قایم کی۔ اور وقایع مابعد نے ثابت کر دیا کہ اونکا فیصلہ درست اور مناسب حال تہا۔ کہ اون کے ملک کے وسطی امور سلطنت داری کی خیر دلیل یا چارہ جوئی (یعنے بادشاہ گردی) ہی مین کچھ امید باقی ہے۔

مگر یہہ دکہا دینا مسلمان مدبران ملک ہی کا کام تہا کہ وہ ایک ایسی بڑی زبردست سلطان گردی بغیر اون کشت خون کے ہنگامون اور ارتکاب جرایم کے کر سکتے ہین چنانچہ اون اقوام کے درمیان جنہین اپنے پولیٹکل انسٹی ٹیوشنون (قوانین ملکداری) کی بیحد خوبیون اور فضیلتون پر اس قدر ناز ہے۔ مائی پولیسی (درجہ اعلےٰ کی چالبازی) کے ایسے ہی کارنامون مین ہمیشہ واقع ہوتے ہین۔

آخرکار وزراء کو لاچار ہو کر مجبوراً یہہ آخری رائے قایم کرنی پڑی کہ اون کا تنہا شاہ ضعیف العمر۔ دماغی اور جسمانی قوے مین بالکل کمزور۔ اب اس منصرہ بار کو جو مدت سے اوسپر دفع کرنے کے ہرگز قابل نہین رہا۔ اور بجائے ان جنگی چالجوئیون کے کچھ زیادہ بڑہ کر کارروائی کرنی ضروری ہے کہ اونکا ملک ایک دیسی صوبے کی حیثیت مین جا پڑے جیسے بچا یا جاوے چوٹ لگانی ضروری تہی۔ اور اونہون نے مستقل مزاجی سے بغیر سمجہے کہ وہ چوٹ لگا دی۔

۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو مرنیسے پانچ دن پہلے[1] عبد العزیز نے وہ محل چھوڑ کر جس مین اسنے فرمانروائی کی تہی۔ اوس محل مین سکونت اختیار کی جس مین وہ مر گیا۔ اور سلطان مراد نیچم روم کا فرمانروا ہوا۔

یہ تبدیلی اوس کشت خون کی نسبت جو دو سال گذرے۔ لندن مین بازار سٹرنڈ اور ٹریفالگر سکوئیر کی شورشون کو دور کرنے پر ہوا۔ بہت ہی کم ہنگامے ہونے پر واقع ہوگئی۔ اور مابعد کی سرگوشت نے بایضاح تمام ثابت کر دیا کہ ٹرکی اور انگلستان کی پولیٹکل طرز حکومت کے برخلاف یا موید کتنی ہی دلایل اور براہین کیون نہ ہون۔ تاہم اول الذکر کے وزراء ایک زبردست بادشاہ کو بہت ہی آسانی سے معزول کر سکتے ہین۔ بہ نسبت اس کے کہ آخرالبیان کو وزیر صرف ایک پولیٹکل مجمع کو ہٹا سکین۔

وزراء کی اس امید مین سلطنت کے کل ہمدرد شامل تہے۔ کہ سلطان مراد کی تخت نشینی سے مملکت اور قومی حکمت عملی مین ایک نئی جان پڑ جاویگی۔ مشرق مغرب۔ شمال جنوب جہان کہین ہرکاوے نئے سلطان کی تخت نشینی کی خبر لے گئے۔ قوم نے بڑی خوشی اور خرمی سے اونکی آؤبھگت کی۔ تمام انتخاص جو ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو قسطنطنیہ مین موجود تہے میرے ساتھ شہادت دینگے کہ شہر پر سے حزن و ملال کا ایک بڑا بہاری بادل رفع ہو گیا ہوا معلوم ہوتا تہا

[1] وزراء نے سلطان عبد العزیز خان مرحوم کو معزول کرنے سے پہلے شیخ الاسلام سے یہ استفسار کیا تہا۔ اول اگر امیر المومنین مین خبط جنون اور امور ملکداری سے ناواقفیت ہونیکی علامات پائی جاوین۔ اور اپنے ذاتی مصلحت کو وہ اتنا بڑہاوے جس قوم متحمل نہ ہو سکے تو کیا وہ سلطنت کو بیفائدہ اور مصایب مین ڈالنے کا باعث نہوگا۔؟ دوم کیا اوسے معزول کیا جاوے؟ دونون امور مین شیخ الاسلام نے اونکی رائے سے اتفاق کیا۔

مبارکبادیون اور اظہار وفاداری کا ایک مسلسل دریا شاہی محل کے دروازے سے بہتا رہا۔ اور منجملہ ازین سب سے زیادہ خوش آیند مگر نہایت ہی مختصر پیغام سلطان عبدالعزیز کا خاص دستخطی خط تھا جس میں اونے اپنے بھتیجے کو اپنی وفاداری اور اوسکی نئی بادشاہت کی تبریکات کا یقین دلایا۔

مگر قوم اور دولت کی نئی امیدون کی قسمت مین ناکامیابی لکھی ہوئی تھی۔ مراد کو تخت پر بیٹھے چند ہی ہفتے گذرے تھے جو ظاہر ہوگیا کہ اوسکی صحت اس قابل نہین کہ وہ اس نازک اور پرفتن زمانے مین کاروبار سلطنت کو اس قدر بھاری بوجھ کو برداشت کرسکے جس کا متحمل ہونا سلطنت کے صدر کیلئے لازمی ہے۔ دماغی اور جسمانی امراض کی علامات جو حرم کی تنہائی اور بالائی مین پوشیدہ رہتی ہین کونسل چیمبر (ایوان شورے) مین شدت و نمایان ہوگئین۔ ذرا اور بعد نوشتہ امر واضح ہوگیا۔ کہ اونہون نے اپنی روس کو صرف اسی لیئے شکست دی تھی کہ ایک اور مصیبت کا سامنا ہو لیکن جس مصیبت کا مقابلہ کرنا اور اوسے زیر کرنا نہایت ضروری ہے۔ انہون نے اس مشکل کا مقابلہ کیا۔ اور اوسے زیر بھی کیا۔ یعنے جس متانت اور مستقل مزاجی سے وہ ایک معزولی کر چکے تھے۔ ویسے ہی اب دوسری معزولی کی تیاریون مین مصروف ہوگئے۔[1]

حکمران سلطان کے مقام صحت اور نااہلیت کا کامل حال جتلاکر مذہبی پیشوا شیخ الاسلام سے استصواب کیا گیا اور اوس سے ایک اور بادشاہ گر دیکی اجازت حاصل کیگئی۔

تب ایک ڈیپوٹیشن مراد کے چھوٹے بھائی عبدالمجید کی خدمت مین یہ درخواست لیکر حاضر ہوا۔ کہ وہ سلطنت کی اغراض و مقاصد کی بہتری کیلئے تاج و تخت روم کو قبول فرماکر سیف عثمانی کو زیب کریں جس نے تہ ڈیڑھ سو برس سے عرصے میں قومی زندگی کے بچاؤ کے جنگ جدل مین کشیدہ ہونا تھا۔ لیکن یہاں ذرا اور مشکل درپیش آئی۔ عبدالمجید نے اوس کمزنفسی اور حیا کے ساتھ جو مضبوط۔ صادق اور مستقل مزاجون مین عموماً پائے جاتے ہین (اور یہ کل صفات اوسکی تمام پبلک لائف کے کاروبار مین پائی جاتی ہین) بادشاہی کی ان وزنی ذمہ داریون اور ذمہ یون کے بوجھ کو قبول کرنیسے انکار کیا۔ تاوقتیکہ حکومت کو نہین اوسکے بھائی کی بالکل عدم لیاقت کا قاطع ثبوت نہ پیش کیا جاوے۔ ۳۴ سال تک وہ تنہائی مین رہا تھا۔ اور اسکو وہ تخت قیصری کے جاہ و جلال اور شور و شغب کے ساتھ مبدل کرنا پسند نہین کرتا تھا۔ اون اشخاص کو جنہون نے پیش کیئے ہوئے تاج و تخت سے انکار کیا ہے نسل مابعد نے ہمیشہ عزت و قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ جب کبھی عبدالمجید کی مدت العمر کے کارنامون کا اندازہ لگانیکا وقت آویگا۔ تو اوسکی پبلک لائف کا یہ پہلا سا نخ فراموش نہ کیا جاوے گا مگر وہ آدمی جو ایک طاقتور دشمن کی سازشون پر غالب آچکا تھا ایک باحیا شرمیلے شہزادے کے مدارات سے کب رک جانیوالا تھا۔ اوسے تخت اور ملک کے نام پر واسطہ ڈالا گیا۔ جو آخرکار کامیاب ہوا۔ اور ماہ اگست ۱۸۳۹ء کے انوری دن کو عبدالمجید ثانی اپنے بزرگون کے تخت پر

[1] اس غزل کے اصل راز و اسرار تاریخ خاندان عثمانیہ جلد دوم مین بتلائے گئے ہین۔

متحکم ہوا۔ اور اوس فلاح اور اصلاح کا دور شروع کیا جس کا مختصر خاکہ کھینچ کر ناظرین کے روبرو پیش کرنا اِن صفحوں کا مدعا ہے۔

کسی یورپین مدبر کو آجتک ایسا تاریک منظر اور دُھندلے مطلع کا سامنا نہین کرنا پڑا۔ جیسا کہ اِس نئے سلطان کے پیش نظر ہوا۔ اور نہ ہی کبھی ایسا دُھندلا ہوا ہو۔ اصفہان ویسی ہی مدبر اور ثابت قدم نظر سے دیکھا گیا۔ شہزادہ جہانگیر ایک سلطنت کی پشت پناہ ہے۔ ایسی حالت مین تہاکر ہی ایک لفظ اوس کے ٹھیک مناسب حال ہے۔ برباد۔ حال ہی کے دیوالپن نے روم کے ساتھ ممالک یورپ کی ہمدردی کو بالکل زائل کر دیا تہا۔ اور ضمناً ہم سرسری طور پر یہ ذکر کر دیتے ہین کہ **مغرب کی ہمدردی اور دوستی کا بہت بڑا حصّہ اِسی بات پر منحصر ہے۔ کہ قرضے کے منافعے اور سود وقت پر ادا کیئے جاوین۔** اکثر صوبے ناراضگی اور دبی ہوئی بغاوت سے بھرے ہوئے تہے۔ سلطنت کو ہر ایک گانون اور قصبے مین روس کے برانگیختہ کرنے والے گماشتے اپنے کام مین مصروف تہے۔ اور ہر جگہ روسی سونا (اپنے رشوتین) تہوڑی تہوڑی مقدار مین مدسی سگیمن و توپسا در سپاہ کے لیئے رستہ صاف کر رہا تہا۔ اوّل ماہ جولائی کو زار نے اپنا ایک پیادہ چلا دیا ہوا تہا یعنی سرویا نے روم کو اعلان جنگ دیا۔ اور اعلان جنگ کے ساتھ ہی ممالک عثمانی پر حملہ کر دیا۔ مگر سرویا کی سابقہ جنگی خرستیون کیطرح اوسکی یہ غیر معقول حرکت بھی ناکامیاب رہی۔ باغی افواج بہت جلد پوری شکست کہا کر سرحد کے پار تتر بتر کر کے بہگا دیگئین۔ مگر دول عظام کے بیچ بچاؤ سے (ایسا بیچ بچاؤ ملکی حکمت عملی اور ڈپلومیسی کی ضروریات کے موافق ہو تو ہو۔ مگر انصاف تو اوسے ہرگز قبول نہین کرتا) ایک سرسری صلح جس کی میعاد ۲۵ ستمبر تک ہی قایم رہیگی۔

پس عبد الحمید نے ایک دنیوی جنگ و جدل کے زمانہ مین عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی۔ یہ پولیٹیکل اصلاحون کا وقت نہ تہا۔ بلکہ سب سے مقدم فرض سلطنت کی جنگی طاقتون کو مضبوط اور درست کرنا تہا۔ کیونکہ کل علی مدبر جہان کے نزدیک یہ مثل مسلم ہے کہ ؎

جنگ کیوقت جب کہ آتے ہین ۔۔۔ سارے قانون بھول جاتے ہین

اور جب بحالت جنگ قانون تک معطل اور معرض التواء مین ہو جاتے ہین۔ تو ملکی اور تمدنی اصلاحون کا ذکر کیا تاہم توجہ ادہر لے لازمی ہوگا۔ مگر واقعات مابعد نے ثابت کر دیا ہے کہ باوجودیکہ سلطان کو ضروریات جنگ سے ایک لمحہ کی فرصت نہ تہی۔ تاہم ہی وہ نظام حکومت کی درستیون اور اصلاحون کو سوچنے اور تجویز کرنے مین دقیقہ فگار رہا۔ اور اُنکو وہ بڑی ثابت قدمی سے اپنی دوازدہ سالہ حکومت مین برابر زیر عمل لایا ہے۔ سرویا کے ساتھ پیمان التوائے جنگ ہی اوسنین معاہدون اور نامہ پیام ہی کے مانند تہا۔ جیسے ترکی اور اوسکے دشمنون مین ہوا کرتے ہین۔ یورپ نے صلح کیلئے نہیں

کے لیے نہین۔ بلکہ محض سرویا کی بہلائی کے لیئے دخل دیا تہا۔ اور سرویا نے اس غیر مترقبہ موقعے سے پورا فایدہ اوٹہایا۔ اس تمام عرصہ مین روسی سامان حرب اور اسباب ضرب۔ روسی افسر اور سپاہی۔ روسی موٹر اور روسی توپین باغیون کو بمقام ایلیکزینا ز تقویت دینے کے لیئے سرحد سے برابر عبور کرتی رہین۔ جس سے تمام دنیا خیال کرتی تہی کہ مہلت کے ختم ہونے پر لڑائی کا پانسہ پلٹ جاوے گا۔ اور سرویا کا شیر پیراب[1] کی دفعہ بجائے صرف زور سے غرا کر بہاگ نکلنے کے اپنے آپ کو اور طرح نمایان کرے گا۔ مگر واقعات نے جتلا دیا کہ سرویا کا شیر گو جنڈون اور سرکاری سٹاپسون پر بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اصل مین ایک بڑی ہی بنڈل بلی ہے اور پھر بلی بہی ایسی گئی گذری جس کے پنجے آگ مین سے وہ شاہ بلوط کے پہل ہی نہ نکال سکے جن پر شمال کی مقدس مہاتما صورت یعنی شہنشاہ روس للچا رہے تہے۔

لڑائی کے دوبارہ شروع ہونے کے ایک ہی ماہ کے اندر یہ بہادر نہنی سرویا کی سپاہ جو روسی مہ والنٹیرون کی بیشمار کمک سے بہت ہی مضبوط ہو گئی تہی۔ بالکل پسپا ہو رہی تہی۔ یا اگر امر واقعی کہین تو یہ کہ نہایت ہی بے سروسامانی سے تتر بتر ہو گئی تہی۔ اور فاتح ترکی جرنیل کی تہمد میشقدمی کے لیئے بلگریڈ تک رستہ کہلا پڑا تہا۔ مگر وہ دہان تک کبہی نہ پہونچا۔ روس اور سرویا کی متحدہ سپاہ کی نہایت ادبے سروسامانی سے وہ پرزے پرزے ہو کر اڑ گیا جس کی اوٹ مین ناٹاک کی اصلی صورت نہان تہی۔ جونہی ترکی افواج کی فتح وظفر کی خبرین سینٹ پیٹرزبرگ مین پہونچین۔ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو بدین مضمون ہدایات صحیحہ گئین کہ فوراً سلطان کی خدمت مین حاضر ہو کر التوائے جنگ کی مساعی کو از سر نو شروع کیئے جانے کی پرزور درخواست کرے۔ اور بصورت انکار سفارتی تعلقات منقطع کر دیئے جائین۔

اس مسئلہ کو بلا تردد و فوراً قبول کر لینا ایک نہایت ہی لایق مدبر کی صفات عظمیٰ مین داخل ہے۔ وہ پرجوش جو اپنی محبوبہ (دلی) مدعا کی حمایت مین نپتہ دیوار سے اپنے سر کو ٹکرا دے۔ گو ہماری تحسین و آفرین کا مستحق ہو۔ لیکن ہمارے اعتبار یا ہمدردی کے لایق کسی طرح نہ ہوگا۔ انسانون کے رہبر اس قسم کے نہین ہوتے۔

سب سے بڑا اہم مسئلہ جو عبدالحمید کو پیش آیا یہ تہا کہ وہ اپنے زبردست جانی دشمن کی اس سیم للشال ناجایز درخواست کا کیا جواب دے۔ مگر اس مین ہی اسنے اپنے دلی میلان اور ذاتی عزت و تمکنت کے جھوٹے اور رواجی خیالات کا کچھ پہس نکر کے (جیسا کہ اوس نے اپنی زندگی کے ہر ایک فعل سے ثابت کیا ہے) بلکہ صرف اپنے

---

[1] سرویا کے نشان علم پر شیر ببر کی تصویر ہوتی ہے۔ جیسے کہ مختلف قدیم مین مختلف نشان امتیاز اپنے قومی علمون پر نصب کرتی ہین۔

ملک کی بیہودی اور یورپ کی رضامندی کو ملحوظ رکھ کر اور پانچ ماہ تک التوائے جنگ کا ہونا منظور فرمایا۔ زار روس نے اپنی جنگی تیاریوں کو مکمل اور پورا کرنے کے لیے اس طرح سے میعاد حاصل کرکے اب اپنا دوسرا پیادہ آگے بڑھایا۔ اوس کیطرف سے ایک ڈپلومیٹک مراسلہ سینٹ جیمز کے دربار۔ سینٹ گورنمنٹ برطانیہ کو بدین مضمون روانہ کیا گیا۔ کہ زار روس کو یورپ کے حفظ امن کی اغراض کے لیئے ضروری معلوم ہوتا ہے (امن وامان کے قایم رکھنے کے لیئے روس کا اصباح اتہمد ہونا سیاست مدن کے طالب علم کے لیئے سخت حیرت انگیز امر ہے) عثمانی سلطنت کی عید ائی رعایا کے حفظ وامان کے لیئے اصلاحات کے سوچنے اور سلطان سے اون اصلاحون کے جاری کرنے کے لیئے جن کو کانفرنس تجویز کرے ضمانت لینے کے لیئے ایک یوروپین کانفرنس منعقد کیجاوے۔

اگر روس کی بے ایمانی کا کافی طور پر تجسس کرنے کے لیئے کوئی کسر باقی رہ گئی ہو تو اوس کمی کو مراسلہ پیش کرنے کے متعلقہ واقعات پورا کیئے دیتے ہین۔ اس درخواست کو جبس کرنے وقت چھ ماہ قبل زمین شیاتر ناسناسب ہوتی زار نے باسفرس کی بادشاہ گردی اور ایک نئی حکومت کے قایم ہونے کے امر کو بالکل ہلا دیا قوی اوضاع واطوار کے جانی دشمن روس نے یہ جتلانے کی کبھی جرأت نہین کی۔ کہ اوسکی قوم (یعنے رعایائے روس) اپنے سرکاری محکمۂ خبر رسانی کے ذریعون سے کبھی بھی متمتع نہین ہوئی یہ گمان کرنا بالکل ناممکن ہے۔ کہ زار کو اوس بادشاہ کے کیرکٹر اور ارادون سے جسے حوادث زمانہ نے تخت روم پر بٹھلایا۔ بادنیٰ محض ہو۔ یعنے وہ بھی امر اچھی طرح سے جانتا تھا کہ مین سلطان سے دھمکیون اور دباؤ کے ذریعہ سے وہ بات کرانی چاہتا ہون جسپر ابتدا ہی سے سلطان نے برضاؤ رغبت خود عملدرآمد کرنے کی ٹھان رکھی تھی۔ اور روس کی یہہ حکمت عملی کو فریق مخالف کو بڑے متھلانہ طور سے تنگ اور براگندہ خاطر کرے اس بات سے بخوبی واضح ہو جاویگی کہ زار نے حوادث غیر مترقبہ کا کی پیشبندی کیلئے انتظام کرلیا۔ وہ کیا؟ بھنے ڈیڑھ لاکھ فوج اور چھ سو توپین بیرکان گرینڈ ڈیوک نکلس سرحد پر جمع کیگئین۔

سلطان اپنی قوم اور مذہب کے دشمن ہونے سے کچھ ہی کم ہوتا۔ اگر وہ ان کارروائیون کی اصلی مراد سے اغماض کرجاتا مگر اپنی آنکھین بند کرلینا سلطان عبدالحمید کی عادت ہی نہین۔ اوسنے عثمانی جنگی طاقت کو اور زیادہ مضبوط کرنے اور ایسی تقویت دینے کا جو سر دیا جیسی طاقت کے مقابلہ کی ضرورت سے بہت ہی بڑھ کر ہو حکم دیا۔ اور جب آخر کار ۱۸۷۶ء مین کانفرنس منعقد ہوئی تو یوروپ مین کوئی ایک مدبر بھی اس سے ذرہ بھر بعید نتیجہ مترتب ہونے کو ممکن یقین نہ کرتا تھا کانفرنس وہ سب کچھ کرکے برخاست ہوئی جو درحقیقت اوس کے بانی کا منشا تھا۔ یعنے مطلق ہیچ

نہ یعنی روسی رعایا کو صحیح حالات معلوم کرنے کا ہرگز موقعہ نہیں دیا جاتا

اپنے پچھے دوستون یعنے انگریزون (انگلستان) کی نصیحت کو رد کرکے اور اپنے علانیہ دشمنون یعنے روسیون کے دباؤ مین نہ آکر اطاعت کو نہ قبول کرکے عبد الحمید نے بغیر کسی دوسری طاقت کی مدد کے سربیا کے ساتھ شرائط صلح مقرر کرنے کیطرف توجہ کی۔ یہان اوسنے بہ حیثیت ولی عہد کے اپنی پہلی کامیابی حاصل کی۔ جو شرائط اوسنے پیش کین۔ عموماً قبول کرلیگئین۔ اور اسطرح امن کا دفعہ حاصل کرکے وہ اندرونی دریستیون مین مصروف ہوگیا۔

مگر ایک مصلح سلطان کو ایک مصلح نوارکب گوارا کرسکتا ہے۔ ممالک عثمانیہ مین امن وحفاظت قایم ہوجانیسے روسیون کے لیئے کوئی حیلہ باقی نہین رہ جاتا تھا۔ اور خاصکر بیرونی حملے کا ہر ایک موقع چھین جاتا تھا اور گورنروس روم مین نئی تہذیب کی ابتداء کو روک نہ سکتا تھا تاہم اوسنے لاعلمی تو ظاہر کرسکتا تھا۔ کانفرنس کے برخاست ہوتے ہی پرنس گارچکاف نے کل دول عظام کیطرف ایک سرکلر کانفرنس کی ناکامیابی کا حوالہ دے کر روانہ کیا۔ بدین مضمون:۔

"پس ایک سال سے زیادہ کی سفارتی کوششون کے بعد بھی جن سے دول عظام نے مشرق مین قیام امن کی سخت ضرورت اور اس اتحفاق کا اظہار کیا تھا جو انہین بنظر قایم رکھنے امن عامہ کے حاصل ہے اور جس کے عمل مین لانے کا بغرض قیام امن نچتہ ارادہ ظاہر کیا تھا کل دربار ہائے یورپ اپنے آپ کو اوسی کیفیت مین پاتے ہین جیسے ابتدائے تنازعہ مین تھے۔ بلکہ اوسکی نوبت کشت وخون پر جوش تعصبون۔ بیحد وحساب ویرانیون اور سب چیزون کی برباد ناک حالت کے ایک غیر محدود وقت تک بڑھ جانے کے منظر تک جو اس وقت تک تمام یورپ پر چھایا ہوا ہے بڑھ گئی ہے۔ اور اوسنے تمام قومون اور گورنمنٹون کی توجہ کو ہمہ تن اپنی طرف مصروف کرلیا ہے۔ باین ہمہ بالجملہ نے اپنے کل قدیم معاہدون کو اور بہ حیثیت یورپین سسٹم نظام سیاسیہ یورپ یعنے دول متمدنہ کے ایک ممبر ہونے کے اپنے فرائض کے ادا کرنے اور دول عظام کی متفقہ خواہشون سب کو بالائے طاق رکھا ہے۔ مشرقی مسئلہ بجائے اس کے کہ باطمینان حل ہوجانے کیطرف ایک قدم ہی بڑھے۔ اور زیادہ پیچیدہ ہوگیا ہے۔ اور اس وقت تمام یورپ کے حفظ امن وامنانیت کے ہمدردانہ خیالات اور کل عیسائی اقوام کے ضمایر کیلئے تازہ بھیانک خطرہ موجود ہے"

اس کاغذ کی مکاریا لبازی کو معلوم کرنے کے لیئے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ کانفرنس کے انعقاد سے پیشتر ہی سلطان نے اندرونی انتظام کے مسئلے کو بڑی تندہی سے اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا۔ اور بمشورہ وزراء اصلاح حکومت کے لیئے ایک بکیم "تجویز" تیار کی تھی۔ جو کانفرنس دول کے انعقاد کو پہلی ہی نشست مین بنائی گئی تھی تو پون کی سلامی کے آمارنے کی گرج کے ساتھ ہی صفوت پاشا نے بیان کیا تھا کہ "اوس بڑے ایکٹ نے جو اس وقت

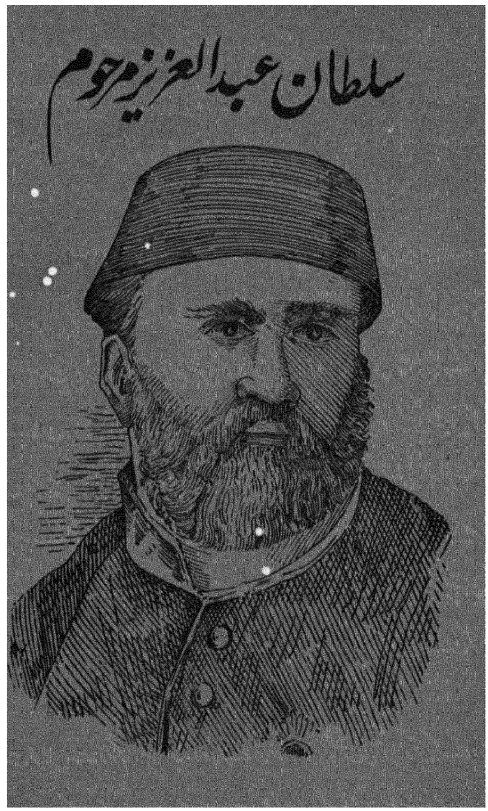
مکمل ہو رہا ہے۔ آج ہماری شش صد سالہ طرز حکومت کو بدل دیا ہے۔ وہ کانسٹیٹوشن (آئین ملک داری) کی بنیادی قانون یا ضابطہ) جسے سلطان نے اپنے ملک کو عنایت فرمایا ہے۔ اس وقت مشتہر ہو رہی ہے یہ اوسکی رعایا کیلئے خوش وقتی اور فارغبالی کا نیا زمانہ شروع کرتی ہے"

اس کانسٹی ٹیوشن کی سکیم کتاب کے کسی دوسرے حصہ میں دیگئی ہے۔ کیا یہ سکیم نہایت ہی مناسب حالات میں بھی چلسکتی ہے کہ نہیں۔ اس پر اس جگہ بحث کرنے کا میرا ارادہ نہیں۔ ممکن ہے کہ ترکی مدبرون نے معلوم کر لیا ہو۔ کہ کانسٹی ٹیوشنل آئین۔ ایسے طریقے ہیں۔ جو استبدادی زمانہ اور پولیٹکل اور انتظامی قوتوں کے فعل ہی سے سلجھ سکتے ہیں۔ وہ کسی کل کے پرزے نہیں کہ کوئی شخص اون کو ٹھیک ٹھاک کرکے کام پر لگا دے۔

اور زیر بحث ہی مسئلہ امر ہے (اگرچہ نئے جمہوریہ خیالات کی موجودگی میں ہمیں یہ بڑی آہستہ آواز میں بتانا مناسب ہے) کہ مختلف اقوام و ملل کیلئے مختلف اوضاع ہی کی حکومت درکار ہے۔ مگر خواہ کچھ ہی ہو اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں کہ مدحت پاشا کی کانسٹی ٹیوشن کو کام کرنے اور کامیابی حاصل کرنے کا ذرہ بھی موقعہ نہ ملا۔ اور اوسکے رستہ میں اوسی ہی سلطنت نے سب سے بڑی رکاوٹیں ڈالیں جسکی کل تاریخ اون طاقتوں کے ساتھ جانکش لڑائیوں کے لمبے جنہوں نے آزادی کیطرف قدم بڑھایا۔ بیزبرے ہے ہر ایک ایسی چیز سے جو کانسٹی ٹیوشن کی صورت میں ہو۔ اوسکی دلی نفرت معلوم کرنا کچھ مشکل امر نہیں جب یہ یاد کیا جاوے کہ کیسی سنگدلی اور بے پروائی کے ساتھ بادشاہان روس نے اون تمام زن و مرد کو جنہوں نے اپنے ملک میں اس قسم کی طرز حکومت ہونے کی کوشش کی پھانسی دے دیا۔ یا مدت العمر کے لیئے اون کو حالت غلامی میں ڈالدیا۔

سلطان نے اون مشکلات کو جن سے وہ گھرا ہوا تھا۔ دور کرنے کی خالص کوشش کی اسکو فراموش کرکے روس نے دوسری طاقتوں کو ایسی بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ روس سے ان اصلاحوں پر ایک معین عرصے میں کاربند ہونے کا جبراً اقرار قبول کرائیں ساتھ ہی اوس کو یہ بھی سمجھا دیں کہ عیسائی رعایا کی فلاح کا یورپ ہمیشہ نگران رہے گا۔ اور اوس کو اعتقاد ہوگا کہ امن عامہ اور رعایا کی بہتری کے لیئے جب کبھی مناسب خیال کرے ایک متفقہ عمل سے اس امر کی تائید کرے۔

اس نوٹ کے جواب میں انگلستان کے وزیر صیغہ خارجیہ نے روس سے درخواست کی کہ وہ پہلے اس امر کا اطمینان تو کر دے۔ کہ یورپ کی اس قسم کی مداخلت کرنے پر وہ تمام روسی فوجیں جو ترکی سرحد پر جمع ہوئی ہیں فوراً واپس بلا لیجاوینگی۔ روس نے کسی قسم درخواست کے صاف صاف جواب دیدیا


سلطان عبدالعزیز مرحوم

کی اپنی مداری پولیسی پر چلکر اس تجویز کا یہ جواب دیا کہ باب عالی کو متفقہ نوٹ بھیجنے کے بعد افواج ہٹا لینے کا مسئلہ صرف سلطان اور زار کے باہمی فیصلہ پر بغیر کسی دوسری سلطنت کی دخلدہی کے چھوڑا جاوے گا۔ اس امر منظور کیا گیا۔ اور ۳۰ مارچ ۱۸۷۱ء کو مندرجہ ذیل مراسلہ جسے ڈپلومیسی آئین کانگریس اتفاقاً باہمی کی تاریخ سیاسہ بھارت (انجیل گری) کی زبان میں پروٹوکول (مراسلہ۔ معاہدہ) اصل نوشتہ منقول نہیں کہتے ہیں۔ دول عظام کے سفرائے سلطان کے روبرو پیش کیا۔

"دول عظام جن سب نے بالاتفاق مشرق کے امن کی ذمہ داری اوٹھائی ہے۔ اور جنہوں نے کانفرنس منعقدہ قسطنطنیہ میں دخل دیا تھا تسلیم کرتی ہیں۔ کہ اس مدعا کے حصول کے لیے سب سے بڑا ضروری امر اول اوس اتفاق اور اتحاد کو قایم رکھنا ہے جو خوش قسمتی سے اون سب میں موجود ہے۔ اور نیز اوس متحدہ تردد اور خیال کو از سر نو مضبوط کرنا ہے جو وہ ترکی کی عیسائی رعایا کی بہتری۔ اور بہ سینیا ہرزیگوینا و بلگیریا میں اون اصلاحات کے شروع کیے جانے کے لیے جنہیں باب عالی نے اس شرط پر منظور کیا ہوا ہے۔ کہ وہ بطور خود اون کو رائج کرے گا رکھتی ہیں۔ وہ سرویا کے ساتھ تکمیل صلح کے معاملے سے خوش ہیں۔ مگر ساتھ ہی مانٹی نیگرو کے بارے میں خیال کرتی ہیں۔ کہ پائیدار اور مدای صلح و صفائی کی اغراض کے لیے سرحدوں کی درستی اور دریائے بوآنا کی بے روک جہاز رانی ضروری ہے۔ یہ طاقتیں باب عالی کے ان دونوں ریاستوں کے ساتھ عہد و پیمان کے مکمل یا قریب التکمیل ہو جانے کو حفظ امن و امان عامہ کیطرف جو ہم سب کی خواہشوں کا متحدہ مدعا ہے۔ ایک نمایاں پیشقدمی خیال کرتی ہیں وہ باہمی سے درخواست کرتی ہیں کہ وہ طاقت جنگی کو حیثیت صلح میں کرکے اوس تعداد تک جو امن امان کے قایم رکھنے کے لیے ضروری ہو گھٹا دے۔ اون اصلاحات کو جو صوبجات کے امن اور فلاح و بہبود کے لیے لابد ہیں اور جن کے متعلق کونفرنس میں زیر بحث رہ چکے ہیں۔ فوراً شروع کر دے۔ اور اپنی خوشنودی ظاہر کرتی ہیں۔ کہ باہمی نے اونمیں سے اکثر کو فوراً شروع کر دینے کے لیے اپنے آپ کو بالکل تیار اور آمادہ بتلایا ہے وہ باب عالی کے سرکلر مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۷۱ء اور عثمانی گورنمنٹ کے اون اقرارون کو جو کانفرنس میں کیے گئے تھے۔ اور جن کی تائید بعد ازاں بذریعہ اوس کے سفراء کے ہوتی رہی ہے۔ رضا مند کرتی ہیں۔ باب عالی کے ان نیک ارادوں اور اون کو فوراً عمل میں لانے کے ظاہر اشتیاق کو مدنظر رکھکر دول عظام یقین کرتی ہیں کہ انکے پاس بھروسا پیدا کرنے کی کافی وجہ ہے۔ کہ باب عالی اس موجودہ امن سے پورا فایدہ اوٹھاکر اپنی عیسائی رعایا کی حالت کی درستی میں جو یورپ کے حفظ امن کے لیے سخت ضروری بتلائی جاتی ہے۔ بدل و جان مصروف ہو جائے گا۔ اور جب ایک دفعہ اوس کو شروع کر دے گا۔ تو اپنی عزت کا لحاظ اور مقاصد ملکی کا پاس

کرکے نیک نیتی اور مستقل مزاجی سے اوسمین لگا رہے گا۔ یہ دول تجویز کرتی ہن کہ وہ بذریعہ اپنے اپنے سفرا متعینہ قسطنطنیہ اور دیگر مقامی وکلا قونصلوں اور ایجنٹون کے ہر وقت نگران رہین گی کہ عثمانی گورنمنٹ اپنے وعدون کو کیسے طور پر پورا کرتی ہے۔ اور اگر انکی امیدون کی قسمت مین ایک دفعہ پھر بھی ناکامیابی لکھی ہوئی ہے اور سلطان کی عیسائی رعایا کی حالت ایسی عمدہ نہ ہوگئی جس سے کہ وہ مشکلات اور پیچیدگیان جو وقتاً فوقتاً مشرق کے امن و امان کو ابتر کرتی ہین رک سکین۔ تو وہ یہ جتلا دینا اپنا فرض سمجھتی ہن کہ معاملات کی ایسی حالت ان سب کے مقاصد کے خصوصاً اور کل یورپ کے عموماً نہایت ہی برخلاف ہوگی۔ اس صورت مین وہ اپنا استحقاق سمجھین گی۔ کہ امن و امان عامہ کے قیام اور عیسائی رعایا کی بہتری کے لیئے جو چارہ جوئی وہ سب بالاتفاق مناسب خیال کرین عمل مین لاوین۔

یہ اس تمہیدی اور نادر الوجود کاغذ کو جو کل یورپ کی شفقت و ہمدردی کا ثبوت اور سفارتی عہدیداران اور طبع آزمائی کا لب لباب ہے۔ پورا پورا درج کرنا ضروری خیال کیا ہے۔ کیونکہ مین جانتی ہون کہ اوس وقت اس کے پڑھنے کی ہمت ہی تھوڑے لوگون نے تکلیف گوارا کی تھی۔ اور اکثر لوگ یہ خیال کرتے تھے۔ اور اب بھی کہتے ہین۔ کہ روس نے صرف بامر مجبوری اوس وقت جب کہ تمام ڈپلومیٹک وسائل صلح کو قائم رکھنے مین ناکامیاب رہے اعلان جنگ دیا تھا۔ یورپ کے امن و امان قائم رہنے کے ذریعہ ہونے کے لیئے مین خیال کرتی ہون۔ یہ پروٹوکل اکثر اشخاص کو صرف اس قابل معلوم ہوگا۔ کہ تعلقات باہمی کے علم ادب (طرز انشائے نامہ و پیام مابین شاہان) کے عجایب نمونون کے عجایب گھر مین کسی تنگ بخت ہمدم (لفظی معنی کبوتروں کا ڈربہ یعنی خانہ دار الماری) مین رکھ دیا جاوے۔ جنوبی امریکہ کی اگر کسی چھوٹی سے چھوٹی جمہوری ریاست کو یہی لکھا جاتا۔ تو اوس کی یہ ایک سخت ہتک ہوتی۔ مگر جب کہ ایک ایسی شخص کو جو لاکھون سپاہ کا مالک۔ ایک عظیم الشان قدیمی سلطنت کا شہنشاہ ہو۔ اور جسکے تینون برعظمون کے کروڑون مسلمان پیرو مذہب کا صدر اعلےٰ (خلیفہ) جانتے ہون۔ مخاطب کیا جاوے۔ تو یہ ایک ایسا پرحماقت نامعقول فعل ہے جسکی نظیر اور مثل تعلقات باہمی کے نامہ و پیام کی تاریخ مین ہرگز نہ ملیگی۔

اگر اس پروٹوکل کے حوالے اور اشارے ٹھیک سابق حال ہی ہوتے۔ تو بھی اوسکی دستخط کنندہ سلطنتون نے اوسے ایسے برا فروختہ کرنے اور بھڑکانے والی عبارت مین تحریر کیا جس قدر کہ اون سے ہو سکا۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہین کہ یہ سب ہزیان بغیر کسی شہادت موید کے حوالہ دینے کے لکھ گئے تھے اور جس کے ساتھ ظاہر طور پر کہ ہلا دینے کی شامل تھی۔ تو ہم یہ نتیجہ نکالنے سے نہیں بچ سکتے ہین۔ کہ دول عظام اس (لٹی میٹم آخری الٹی میٹم یا اطلاع آخری رائے) کے پیش کرنے مین کسی نہ کسی بے ایمان کے فریب مین

اگیئن جس کا اصلی مدعا ظاہر المطلب کے عین متضاد تہا۔ پرنس گارچکوف کا جس نے اس پروٹوکل کو لکہا۔ اصلی مطلب یہ نہ تہا کہ امن و امان قایم رکہا جاوے جیسا کہ ظاہری طور پر جتایا گیا تہا۔ بلکہ اوسکی عین مراد وہ پر کشت و خون انجام تہا جس کا یہ مراسلہ صرف ایک مقدمہ اور دیباچہ سے پیش خیمہ تہا۔

اوس شخص کی حالت پر ذرا غور کرو جس پر یہ ہتکہ آمیز حملہ کیا گیا۔ اور اوسکی آنکہوں سے اس معاملے کو دیکہنے کی کوشش کرو۔ تخت روم پر بیٹہے وقت وہ اوس قوم کی جو کل جہان مین سب سے زیادہ وفادار اور جان نثار رعایا ہے۔ کل بے اندازہ وفاداریون اور فرائض کو بخوبی جانتا تہا۔ اور اون فرائض کو کی حفظ بجالانے کے لیئے وہ جانتا تہا کہ سب سے اول مطلق العنانی اور امن و امان کا ایک زمانہ دراز بہت ضروری ہے۔ اوسکے مدبرانہ فہم و فراست نے معلوم کر لیا تہا۔ کہ اون مشکلات کے اسباب جو اوسکی سلطنت کو گہیرے ہوئے ہین۔ عرصہ بیسے سے قایم ہین۔ اور خوب جگہ پکڑ گئے ہین اور سوائے آزمائشی اور آہستگی سے قایم شدہ علاجون کے کسی طرح دفع نہین ہو سکتے۔ وہ خوب جانتا تہا۔ کہ جو علاج باہر (غیر ملک) سے تجویز کیئے جاتے ہین۔ وہ مرض کے اصلی مزاج کی غلط تشخیص اور واقعی اصل علاجون کی غلط فہمی پر مبنی ہوتے ہین۔ اور یہ بھی اوسے معلوم تہا کہ خاصکر ایک سلطنت جو ان تجاویز کو بڑے کبر و نخوت سے پیش کرتی ہے۔ صرف خود غرضی پر اڑی ہوئی ہے۔ اور اوس کو خود اپنے گہر کے انتظام کی نسبتا بہت زیادہ ضرورت ہے۔ سلطان روس کے اندرونی انتظام کی ابتری سے ناواقف نہ تہا۔ وہ بخوبی جانتا تہا کہ روسی دہقان کی حالت بہ نسبت اوسکی عیسائی رعایا کے بدرجہا بدتر ہے۔ اور وہ عدالت اور مسلسل مظالم و شدائد جو خاص زار کے حکم سے روسی دہقانون پر کیئے جاتے ہین اگرچہ کم حیرت افزا رہون۔ مگر باشی نزک تو جلکے کہی کہیار کے مظالم سے کئی درجہ بڑہکر ہین۔

اوسنے معلوم کیا کہ باوجود میری نیک نیتی اور صاف باطنی کے دول یورپ مجھسے بدگمان اور بدظن ہین اور وہ نہ لکہیں کہ ان کے اجنبت میری اصلاح کرنے کی کوششون کے نگران رہیں گے وہ اپنی سرحد پر اپنے ملت و مذہب کے تدیمی دشمن کی فوجون کا اجتماع دیکہتا تہا۔ اور پہر اوسے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی اس چہوٹی سی فوجکو جو حال ہی مین ایک ناجائز اور بے سبب حملہ کو اہی روک چکی تہی۔ توڑ دے اور متفرق کر دے۔ اپنے اور اپنے ملک پر اس بڑے نازک وقت کے وارد ہونے کی حالت مین وہ بطرح مخاطب کیا جاتا ہے جیسے ایک شریر لڑکے کا کوئی شیخی خور معلم کرتا ہے۔ بالتحقیق بوجودگی ان حالات کے اگر وہ اوس دھمکی سے جو حوالے کل یورپ ہی نے کیون نہ دی ہتیار ڈب جاتا۔ تو ہم سب تسلیم کرتے ہین کہ وہ انسان سے بہت کم یا ایک غلام سے ہی بتر ہوتا۔

مین خیال کرتی ہون۔ کہ دنیا کا کوئی ہی بادشاہ اس سے نصف تہائی پر بھی اپنے مزاج پر قادر اور دنا نہ رہتا۔ اگر وہ کل سفرائے دول کو قسطنطنیہ سے فوراً نکلجانے کا حکم دے دیتا اور یوروپ کو کہہ دیتا۔ کہ جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ تو ہر دیکھنے ہی آدمی اس امر سے متعجب ہوتے۔ اور نہایت ہی ہوئے اس الزام دینے سلطان کے ہاتھ مین چند ہی پتے ہین کہ جب اور جس وقت وہ اون سے کھیلنا (یا اون کو بانٹنا) چاہے تو دنیا کو تین برعظمون مین تباہی اور آتش حرب بھڑکا سکتا ہے۔

المختصر وہ صرف دنیاوی بادشاہ ہی نہین بلکہ اپنے مذہب کا دینی پیشوا (خلیفۂ اسلام) بھی ہے اور یہ اوسکے اختیار مین ہے کہ جہان کہین مسلمان اور عیسائی دوش بدوش رہتے ہون۔ اون کو آپس مین ایک جانگداز جنگ و جدل مین مبتلا دیکھے (من ترجم۔ از مراسلہ مسٹر لیرڈ سفیر انگلستان بنام وزیر خارجہ) اگر سلطان روم ایشیا کے پانچوین درجہ کا بادشاہ ہی کیون نہ رہ جاوے۔ پھر بھی وہ کل دنیائے اسلام کا خلیفۃ المومنین ہی رہے گا۔ اور اسکی اس طاقت سے بچتے رہنا چاہیے وغیرہ وغیرہ) اگر کسی سلطان کو اس عظیم الشان طاقت کا استعمال مین لانا کبھی جائز ہو سکتا ہے۔ تو وہ اوس پروٹوکل کے پیش ہونے کے وقت سلطان عبد الحمید ہو سکتا تھا۔ مگر یوروپ۔ ایشیا اور افریقہ اور خاصکر انگلستان کی خوش قسمتی سے عیسائی طاقتون کو ایک ایسے شخص سے سابقہ پڑا جس کو بہ نسبت اپنے ازالۂ عزت کا بدلہ لینے کے اور بھی بہت کچھ مدنظر تھا۔ اس نے اوس وقت اوس شخص کیطرح عمل کیا۔ (جیسا کہ وہ اوس وقت سے رہا کر رہا ہے) جس کی اصلی غرض صرف اپنی رعایا کے ہر فرد بشر کی بھلائی اور بہتری ہو۔ اوس نے غصہ کیا کر بھڑک اوٹھنے سے اپنے آپ کو روکا۔ اور اون (دول یوروپ) کی صفت انصاف کے پاس جو صفت افسوس یوروپین دربارون مین مسلمان بادشاہون سے تعلق رکھنے اور نامہ و پیام کے وقت بالکل ناپید ہو جاتی ہے۔ ایک اور اپیل کی۔

پروٹوکول کے پیش ہوے کے ایک ہی ہفتے کے اندر دول یوروپ کو اس کا جواب مل گیا۔ اوس مین ابعالی نے پُر دباب مگر نجیدہ و متین الفاظ مین غیر سلطنتون کی کسی طرح کی مداخلت کرنے کے مزاحم ہونے کے متعلق اپنا حق اور پوری مطلق العنانی جتلادی۔ اور اپنا مستقل ارادہ اوس چیز کے کرنے کا ایک جس کو کوئی دوسری طاقت نہین کر سکتی ہے۔ بغیر اون اصلاحون کا بغیر کسی دوسری طاقت کی مدد کے رائج کرنا جن کا ضروری ہونا بالجملہ خود تسلیم کرتا ہے۔ اس جواب کے آخری الفاظ قابل اندراج ہین جسکی طرز عبارت کا مراسلہ دول پر ایہ تحریر سے مقابلہ کیجیے کے لایق ہے۔

"اپنے دعوے کی صداقت کی قوت اور خدا وند کریم کی مدد کے بھروسے پر ٹرکی عیان طور پر علانیہ کہدیتی ہے

کہ وہ اون تمام امور کو جو بنیسکے اوسکی اجازت کے یا اوسکے برخلاف قرار دیئے گئے ہون نظر انداز کرتی ہے۔ اوس مقام و منزلت کو جو قدرت نے اوسکو بخشی ہوئی ہے۔ قایم رکھنے کا مستقل ارادہ ہٹان کر وہ (ترکی) اون تمام حقون کو روکنے سے جو اوسکے حقوق۔ تعلقات باہمی کے اصول اور اون یوروپین معاہدون کے برخلاف کیئے جاتے ہین۔ جو اوس پر دو کل پر جسکی ترکی گورنمنٹ کے نزدیک کچھ بھی وقعت نہین۔ دستخط کرنے والی دولتون پر برابر حاوی ہین۔ ہرگز کوتاہی نکرے گی۔ آخر مین وہ یوروپین درباردن کے کانشنس (ضمیر) کے پاس جنکی نسبت اوسے یقین ہے کہ وہ سب اوسی اتحاد۔ خلوص اور مساوات کے انداز سے اوس کے ساتھ برتاؤ کرین گے۔ جیسا کہ قدیم مین کرتے تھے۔ اپیل کرتی ہے"

اتحاد اور مساوات کے خیالات جو الگزینڈر دوم (زار روس) کے سینہ مین نہان تھے۔ ۲۴۔ اپریل ۱۸۷۷ء کو اعلان مین اسطرح ظاہر ہوئے جسمین وہ بیان کرتا ہے کہ "کل روسی قوم مشرق کے عیسائیون کیساتھ درست برتاؤ کے لیئے بیقرار ہو رہی ہے" پر یہ بیان کرنا ذرا مشکل ہے کہ زار نے اپنی رعایا کے اس جوش کو کیسے معلوم کر لیا جبکہ نہ ہی اطلاع و اخبارات کو آزادی حاصل ہے۔ اور نہ ہی پیٹ فارم پر خطبون و لکچرون کے ذریعہ سے (یعنی بذریعہ پبلک تقاریر) اونکے خیالات ظاہر ہو سکتے ہین خیر قومی خیالات خواہ کچھ ہی ہون وہ (زار) اور آگے چلکر کہتا ہے کہ "ترکی کی شکستہ فصد نے اوسے تلوار کھینچنے پر مجبور کر دیا ہے" اور اوس نے اپنی ہی طرز مین اس اعلان کو اس فقرے پر ختم کیا "ہم اپنی بہادر فوجون کو خدا سے برکت مانگ کر ترکی کی سرحد سے گزرنے کا حکم دیتے ہین"

اس زمانہ کی یوروپین تاریخ پڑھ کر کوئی بھی انگریز جہالت اور غصے کے آثار ظاہر کیئے بغیر نہین رہ سکتا۔ اب دس سال گزر جانے کے بعد بھی ایک شخص انگریزون کی اس بزدلی۔ بے استقلالی۔ خود غرضی۔ دغابازی۔ اور اپنے ملک کی نہایت ہی قدیم اور باوقعت ذمہ واریون کو بڑی بیشرمی سے ترک کر دینے پر مضمون لکھتے وقت (جو سب امور اس نازک معاملہ مین اوس وقت کی انگریزی گورنمنٹ مین پائے جاتے تھے) بڑی مشکل سے اپنے قلم کو جائز حد اور حاجا ادب سے نکل جانے سے روک سکتا ہے۔ اس مضمون کے اتنے برسون کہ مطالعہ اور اوس وقت کی تمام حالات کے پورے علم سے بھرے ہوئے اس ماجرے کو ۱۸۷۷ء کی حالت کے نظر سے دیکھ کر مین یہ کہنے سے ذرا نہین جھجکتا۔ کہ لارڈ بکنسفیلڈ کا دربار اگر ذرا سا استقلال اور جرأت بھی ظاہر کرتا تو یہ تمام تباہی۔ کشت و خون۔ ویرانی اور وہ کل دکھ درد جنہون نے اس بدبخت مسالکی تاریخ پر ایسا سیاہ دھبہ چھوڑا ہے۔ ہرگز واقع نہ ہوتے۔ لارڈ بکنسفیلڈ سلطان کی طرح بہ خوبی جانتا تھا کہ روم کے اندرونی معاملات کی درستی کے لیئے ایک طویل زمانہ آن درکار ہے۔ وہ جانتا تھا کہ انگلستان کا بڑے زبردست معاہدون کے رو سے فرض تھا کہ وہ اپنے معاون (روم) کو سخت بیابی اور

سنبھلنے کا موقع دلاتا۔ پارلیمنٹ کا بہت بڑا حصہ اور بیرونی قوم انگریزی (یعنے جو پارلیمنٹ مین شامل نہ ہو) کا ہر ایک دیانتدار اور محب وطن شخص لارڈ بیکنسفیلڈ کی اعانت پر تھا جس سے وہ اپنے پولیٹیکل حریفون اور مخالفون کی زبردست سے زبردست کوششون کو بڑی آسانی سے روکر سکتا تھا۔ مگر باین ہمہ وہ اس نقطہ کے پونچنے کی جرأت نکر سکا جس کے برے جانیسے کل یورپ مین امن و امان اور سلطان کی رعایا مین فلاح اور فراغ البالی قایم رہتی۔ مگر بیٹے ہوئے دودھ پر چلانا بیسود امر ہے۔ اور ایک ایسے بڑے وزیر کے (جو اکثر حالتون مین بیشک بڑا تھا) افعال پر نکتہ چینی کرنا جبپر عرصے سے تبرہ ہو چکی ہے۔ اگر شیطانی کام نہین تو کفران نعمت یا امر ناشکر گذاری تو ضرور ہے۔ تاہم زندون کے ساتھ انصاف کرنا ہمین مجبور کرتا ہے۔ کہ امر واقعی بیان کرتے وقت مُردون کا بھی لحاظ نکرین۔ دیانتداری سب سے عمدہ حکمت عملی ہے "ایک یہی ضرب المثل ہے۔ جو ڈپلومیٹک کاپی بک (سفارتی مشقیہ کاپی) مین بہت کم پائی جاتی ہے۔ اور اگر پائی ہی جاوے تو بہت ہی کم اوسپر عمل ہوتا ہے۔ لیکن فراد کیطرح انوام کے معاملات مین یہی امر درست ہے کہ گناہ اپنا بدلہ لینے کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال لیتا ہے۔ اور نے الحال یہ بتانیکیلئے کسی الہام کی ضرورت نہین۔ کہ انگلستان اپنی تکسپریل ۱۸۷۸ء کی مجرمانہ علطی کے درست کرنیمین اپنا آخری پونڈ یا آخری جان صرف نہین کر چکا۔ بلکہ ابھی بہت کچھ زر و مال اور جان و جان خرچ کرنا پڑے گا۔

اعلان جنگ کے بعد بکھ دنون تک تو رومینیا نے بالکل الگ رہنے کا مشاورکہا۔ مگر یہ دہوکہ کی ٹٹی چند گھنٹون سے زیادہ نباہنی ناممکن تھی۔ اوسنے فوراً ہی گورنمنٹ روس کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ جس کے روسے ریاست کے کل وسائل زار کے زیر حکم کر دیئے گئے۔ رومینیا کی سپاہ جو شمار مین پچاس ہزار تھی۔ مغربی حد پر قایم کی گئی۔ اور روسیون نے دریائے ڈینیوب عبور کر لیا۔ رومینیا کے وزراء کو روس کے ساتھ شامل ہو جانیکا الزام دینا نامناسب ہے۔ اونہون نے معلوم کر لیا۔ کہ ہمارا ملک دو آہنی دیگون مین ایک مٹی کی ٹھیلیہے۔ پس مکر کے صدمے سے محفوظ رہنے کے لیئے وہ زبردست کی حمایت مین آگئے۔

اس وقت ترکی افواج کا کمانڈر جس کا فرض یہ تھا۔ کہ روسی فوج کی اس غاصبانہ پیشقدمی کو روکتا عبد الکریم پاشا تھا۔ اور خدا معلوم ملہمی نادیاقتی یا کسی اور زیادہ مشتبہ امر کے سبب اوس نے اپنے آقا اور ملک کے فرض ادا کرنے مین قابل افسوس کوتاہی کی۔ اوسنے نہ تو کسی پل کو توڑا۔ نہ کسی ریل کو اکھاڑا اور نہ ہی کسی ایسے مقام پر قبضہ کیا جہان سے وہ دشمن کو تکلیف دے سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ۲۰ جون ۱۸۷۷ء کو جنرل ڈرسن جنرل موڈیلسکر ڈینیوب سے پار اُتر آیا اور ایک ماہ کے اندر ہی

صوپہ ڈبر وڈ شاہ آور دن کے پرسے قبضہ مین ہوگیا۔ عثمان پاشا جسے روسی بشیقدمی کے اصلی مقام کی خبر اپنے جاسوسون سے درست نہ ملی تھی پلیونا پر ہٹ آیا۔ اور وہ کل فاکس جو کہ بلقان کے شمال مین تھا۔ روسیون کے قبضہ مین آگیا۔ جنرل گورکو بہراہی دو بریگیڈیہ فوج سواران وچند آتوپ کے روسی فوج زیر کمان گرینڈ ڈیوک کے ہراول مین تھا۔ وہ تھوڑی سی لڑائی کے بعد ٹرنوامین داخل ہوا۔ پھر وہ ہنکوئی کیطرف بڑہا۔ جہان اوس نے ترکی محکمۂ خبر رسانی کی سستی سے (زیادہ سخت لفظ نہ سہی) اونکے محافظین کی چھوٹی سی جمعیت کو اون پر اچانک آپڑنے سے بھگا دیا۔ اور پھر کذ انلک کیطرف جو دریائے تپہ کاسے چھ میل ہے بڑہا۔ اس جگہ روسیون کا کسیقدر اصلی مقابلہ ہوا۔ ترک نہایت دلاوری سے لڑے۔ اور ایک دفعہ تو وہ جنرل پرنس ہرسکی (روسی نائب سپہ سالار) کے حملے کو بالکل پسپا کرنے مین کامیاب بھی ہوگئے۔ مگر آخر کار روغا شجاعت پر غالب آگیا۔ اور اوسی ماہ کی ۱۸ کو دونون جرنیلون کی فوجین بلقان کی جنوبی ڈھلانون مین اکٹھی ہوگئین۔

جو فتح روسیون نے اس دفعہ سے حاصل کی تھی۔ اوسی نے عبد الحمید کو یہ موقع دیا کہ اپنے آپ کو مرد واقف امور جنگ ثابت کرے۔ چنانچہ روسیون کے بڑی جلد آگے بڑہنے کی خبرین قسطنطنیہ مین پہونچتے ہی اس شہر مین ایک قسم کا تہلکہ برپا ہوگیا ترکی وزراء نے جب دیکھا کہ اون کے اور حملہ آور فوج کے بیچ اب کوئی قدرتی رکاوٹ نہین رہ گئی۔ تو اونکی ایسی حالت ہوگئی جیسے ۱۸۷۷ء مین ایک جرمن سپاہی کے دیکھنے پر فرانسیسی گانون پر وار دہو جاتی تھی۔ وہ بے حواس بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوئے۔ اور اپنے بادشاہ سے التجا کی کہ وہ دار الخلافہ چھوڑ کر بسفرس کے ایشیائی ساحل پر اپنی جان سلامت لیجائے۔ مگر اونہون نے بھی یورپ کیطرح اپنے آدمی کو اچھی طرح نہ جانا جس حقارت کی نظر سے اونہنے پروٹوکول کی تجاویز کو مسترد کیا تھا۔ اوسیطرح اونہنے ان مایوسی بخش مشورون کو رد کر دیا۔ یہ دیکھ کر کہ اس نازک وقت مین اونہون نے اپنے پرانے معاونون (انگریزون) سے کوئی مدد نہین ملسکتی۔ اور خاصکر اوس کے وزیرون کی دانائی اور عقل بھی اب گم ہونے لگ پڑی ہے۔ اونہنے اپنے بیاہد دل اور اپنی سپاہ کے قدیمی طبعی جوش پر بھروسہ کیا۔ اونہنے یہی خطرے کے وقت مین اپنی جگہ کے چیف منیسے انکار دیا۔ اور کل امور کا انتظام خود اپنے ہاتھون مین لیلیا۔ اس صورت انتظام کے تغیر کا اثر بہت جلد اکثر ویران شدہ روسی گھرون مین پایا گیا۔ حملہ آور جرنیلون کو جلدی ہی معلوم ہوگیا۔ کہ ایک بہادر مستقل مزاج شخص (عبد الحمید) کے دل کے مقابلہ مین اونکو اس قدر مصائب اور مزاحمتون کو برداشت کرنا پڑا جن کے مقابلہ مین ایک بڑے چوڑے دریا (ڈینوب) اور کوہستانی سلسلہ (بلقان) کی قدرتی رکاوٹین ایک سیل کے دوبرو ایک پرکاہ کی روک کے

برابر نہ تھین۔ رشید پاشا وزیر جنگ اپنے عہدے سے الگ کیا گیا۔ اور عبد الکریم جسنے اپنے فرائض کے ادا کرنے مین اپنے ملک کو وفاداری روپس بلایا گیا۔

جن افسرون نے روس سے رشوت لیکر اپنے شہنشاہ کو دھوکہ دیا تھا فوجی سزا دیگیا ہے کہ سلطان نے حکم دیا کہ ان کو سونے کی ہوک تہی پس سونا پگھلا کر انکے موھ مین ڈالدو۔ جس سے وہ دار جہنم کو راہی ہوئے (مترجم) مصطفےٰ پاشا وزیر جنگ مقرر ہوا۔ اور محمد علی فوج کی کمان پر روانہ کیا گیا۔ عبد الحمید کا جوش ہمت اور سپاہ کے دلون مین بڑی سرعت سے اثر کر گیا۔ اور اس اثر کے کارنامون کو حملہ آورون کی ایک غیر معمولی سہو سے اور بھی زیادہ مدد ملگئی۔ گرینڈ ڈیوک نکلس جو بجائے لیاقت کے صرف تبحر کے باعث (یہ زار کا چچا زاد بھائی تھا۔ مترجم) اس عہدے پر تھا۔ کسی نامعلوم غلطی سے پیوانا جیسے مضبوط مقام پر قبضہ کرنا بھول گیا۔ اور اس غلطی کے فایدہ اوٹھانے مین عثمان پاشا نے (جس کا اس واقع سے بہت ہی جلد ہمیشہ کیلئے بہادرون کے ہر ایک مجمع مین جام صحت نوش کیے جانے کو تھا) کوتاہی نہ کی۔ اپنے شاہی آقا کی غلطی کو درست کرنے کے لئے جرنیل کرڈنر (جسکے حالات محاربات مین ہم درج ہیں) نے تین رجمنٹین بدین حکم روانہ کین کہ اس مقام کو بہر نہج فتح کرین۔ اور سپاہیون نے اوسکے حکم کی تعمیل کی۔ مگر فتح صرف عارضی تھی۔ رجمنٹین بے مدد تھین اور وہ مورچون کے اندر داخل ہی ہوئی تھین۔ کہ عثمان نے اون کو بڑے نقصان کے ساتھ باہر نکالدیا۔ اور اوسنے فوراً وہ مورچہ در مورچہ بندی ڈالنی شروع کردی جس کی عالیشان حفاظت ہمیشہ کے لئے اوس کے نام پر وہ شفاف روشنی ڈالتی رہے گی۔ جیسے کہ سباسٹوپول کی لڑائی ٹوڈلبین روسی سپاہ سالار کے نام پر عثمان نے اپنے آپ کو ایک لائق جنگی انجنیر اور متحمل و مستعد کارکن سے بھی زیادہ دکھلادیا۔ کیونکہ اوسنے درہ ارکانیہ کے ذریعہ سے صوفیہ تک آمد و رفت کے راستے کو قابو کرلیا۔ اور ساتھ ہی لوفچہ کے مضبوط مقام کو اور زیادہ محفوظ کردیا۔ پس اپنے خبردار غریزی دلیری نے نار روس سے تین نہایت ہی کارآمد مقام کر ڈرون روپے جو فاقہ کش دہقانون کی مفلسی سے جبراً چھینے ہوئے تھے۔ اور اوسکی سپاہ کی لاکھون جانین ضایع کرادین۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلسل فتحیابی مین اس ناگہانی فراغت نے روسی جرنیلون کے سر چکرا دیئے۔ اور اون کو بجائے ماہران فن جنگ کیطرح کارروائی کرنے کے ایک ہٹر کے ہوئے پاگل سانڈ کی طرح کرنے پر مجبور کردیا۔ وہ تیس ہزار فوج اور بہاری توپخانہ سے پلیونا پر بڑھے اور ۳۰ جولائی کو حملہ کیا۔ مگر انکی قسمت مین یہ ہتک لکھا تھا کہ غلطی تو بڑی آسانی سے سرزد ہو جاتی ہے۔ لیکن سنوارنا دراصل ہے اپنے ملک کی غلطی کو ایک دو سے پہلے درست کرنیکی تقریر اوزنو نے اس سہو کے نتایج کو بالجموع اوسی زیادہ خطرناک کردیا حملہ کرنے والے ڈویژن (فوج سمیت دس ہزار نکی فوج کا قریبی حصہ فوج) بجائے ایک کے یکمان

ہ یہ واقعہ حقیقت ملطا عص ہے۔

ہونے کے ایک دوسرے سے بالکل بے تعلق آگے بڑھے۔ اون کو ایسی گھاٹیون مین سے ہوکر گذرنا تھا جن کی دو طرف بلندیون پر ترکی توپ خانے تھے اسطرح تعلق باہمی کے ضروری رشتے کے بغیر ہی آگے بڑھنے سے ایک ڈویژن دوسرے سے آگے بڑھ گیا جس نے کسی کمک یا مدد کا انتظار کیے بغیر اکیلے ہی نے حملہ کردیا شاکافسکو ایک روسی ڈویژن کو کمانڈ کوشومئی قسمت اور) بدبختی سے کامیابی اپنی یاقت سے بڑھ کر ہوئی۔ وہ ایک یکلخت حملہ سے حفاظت کو ایک مورچے کو (گو بڑا سخت نقصان اٹھاکر) فتح کرنے مین کامیاب ہوگیا مین بدبختی سے اس لیے کہتی ہون کہ اس کامیابی نے اوس کا اور اوس کے مالک کا بڑا نقصان کیا۔ کامیابی سے مست ہوکر اوسنے دوسرے ذرا سے سست کمانڈر کے کمک یکبارگی آپہونچنے تک (جو کچھ کی آڑ مین رہ کر انتظار کرنا پسند نہ کیا۔ اور اپنے آدمیون کو ذرا سا دم لینے کا وقفہ بھی نہ دیا تاکہ اوس نے دوسرے مورچے پر حملہ کردیا۔ روسی بڑھتے ہوئے سے اٹے۔ مگر اون کے مقابل بھی اونہین کے ہم پلہ اور نسبتاً تازہ دم تھے تین گھنٹے کی ہیبت لڑائی کے بعد روسی بالکل پسپا کیے گئے۔ اور آخر کار بھاگ نکلے۔ پسپا ہوتے ہی روسیون کو اون گھاٹیون مین سے نکلنے کے لیے جن مین سے وہ آئے تھے۔ پھر دوبارہ ترکی توپ خانون کی پوری زد مین آنا پڑا۔ جو قراریون پر برابر گولہ باری کرتے رہے۔ حتیٰ کہ رات نے (روسیون پر) رحم کھایا۔ اور تعاقب کنندگان اور بھگوڑون کے درمیان حایل ہوکر کشت وخون کو بند کردیا جب صبح ہوئی تو اوس جرار فوج مین سے جو اس سے پہلی سے پلیونا پر حملہ کرنے کو بڑھی تھی صرف ایک بے سروسامان ہوڑا سا حصہ رہ گیا۔ جو چھوٹی چھوٹی جماعتون مین متفرق ہوکر لڑکھڑاتا ہوا ڈانیوب کی لائین کیطرف ہٹتا رہا۔

روسی سپاہ کی اس پہلی اور جان لیوا شکست سے روم کے دشمنون کے دلون مین سراسیمگی پیدا ہوگئی اور تمام روئے زمین پر اوس کے محبون کے سینون مین امید کی شعاعین چمک اٹھین۔ یورپ کی کاروباری لوگون پر اس شکست سے جو اثر پڑا۔ اس امر سے معلوم ہوجاوے گا۔ کہ اس خبر کے مشتہر ہوتے ہی روسی دستاویزون کی قیمت بہت ہی گر گئی۔ جو اس شل (جس کی لاٹھی اوسی کی بھینس) کا اصول کو نہ مانتے تھے۔ مارے خوشی کے جامون مین پھولے نہ سماتے تھے۔ اور روسی افواج کے دریائے ڈانیوب سے عبور کرکے فوراً پسپا ہوجانیکے منتظر ہو بیٹھے۔ مگر افسوس جو نقصان عبدالکریم پہلے کمانڈر کی بے ایمانی سے روم کو پہونچا۔ اوسکی برخاستگی سے دفع نہ ہوسکا۔ اس کے اپنے بڑے مضبوط مقامات کو بغیر کسی لڑائی کے چھوڑ دینے سے عثمان پاشا کے لیے ناممکن ہوگیا تھا۔ کہ وہ اوس فتح کے بعد جو اوسنے دشمنون کی غلطی ذاتی لیاقت اور اپنی فوج کی کمال بہادری سے حاصل کی تھی دشمنون کا پیچھا کرے وہ اپنے مقام کو قابو رکھنے کے لیے کافی مضبوط تھا۔ مگر نہ اس قدر کہ تعاقب کو جاری رکھکر دشمن کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرے۔ پس روسی جرنیلون کو اپنی تتر بتر شدہ فوجون کو اکٹھا کرکے اور اور مدد حاصل کرکے عثمان کی قلعہ بندی پر حملہ کرنے

پر پھر حملہ کرنے کا موقع ملگیا۔

پلیونا کی لڑائی نے کل نظروں کو اپنی طرف مصروف کر لیا ہے۔ جنرل گورکو کے وہ بڑے کارنامے جو وہ جنوب میں کر رہا تھا۔ تمام شائقین کے دل سے کچھ عرصہ کے لیئے بھلا دیئے۔ یہ افسوس ناک بے خبری جو اوس کے ساتھیوں پر پڑی تھی۔ اون درون کیطرف جو اس چھوٹے سے سلسلہ کوہ سے گذر کر جسے قراداغ کہتے ہیں رومیلیا کے میدانوں کیطرف جاتے ہیں۔ برابر بڑھ رہا تھا۔ مگر اوسے بھی اپنی ہار میں ایک سخت مزاحمت کا مزا چکھنا تھا۔ یہ مزاحمت در اصل اوسی طاقت کی باعث سے تھی جس کا انتظام اوسنے سے عبد الحمید لائق آدمیوں کو مناسب مقاموں پر مقرر کرنیسے معلوم کرنے آگے پڑا تھا۔ یونی سلاف نے کاروبار کا اہتمام اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اوس نے سلیمان پاشا کو مانٹی نیگرو سے واپس بلا کر جس جگہ اوسکی قابلیت چند وحشی پہاڑیوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ضایع ہو رہی تھی۔ ترکی افواج متفقہ ایڈرنا پول کا افسر مقرر کیا۔ گورکی متفقہ مدد کے انتظار میں سلیمان نے یہی مقام پر ڈیرہ ڈالا جہاں سے اوسکو خواہ مشرقی یا مغربی درون سے ہو کر خواہ سامنے سے خواہ اطرافی درون سے ہو کر آوے روک سکے چلے (نقشے کی گورکو نے یوں تجویز کی کہ بلگیریا کی فوجوں کو دائیں اور بائیں طرف ترکوں کے میمنہ و میسرہ پر روانہ کرکے خود قلب لشکر کو قراداغ کے درون میں سے لیکر چلا۔ مگر سلیمان پاشا جس نے اپنی ساری فوج کو مجتمع کیا ہوا تھا اوسکی صفراء میں گورکو پر تیس ہزار فوج سے جا پڑا۔ اور اوس کو آٹھ ہزار انون کے نقصان کے ساتھ درہ سے پیچھا اور ہنکوئی سے بالکل پسپا کر دیا۔

یہ جتلا دینا مناسب ہے کہ یہ دوسری شکست بھی پلیونا کی شکست کیطرح ماہران فن جنگ کو نزدیک سے یہ ثبوت شجاعت و لیاقت اونیز حملہ آوروں کی لاپروائی سے واقع ہوئی۔ روسی جنرل حملے کے ابتدائی دنوں میں بالکل کمزور و فراموش ہونیکے باعث اپنے دشمنوں کو حقیر سمجھنے لگ پڑے تھے۔ اور اسی لیئے اونہوں نے اوس تنبیر کا جو اوس ایک ہوشیار اور ذہین آدمی (عبد الحمید) کی مستعد مدافعت سے واقع ہوا تھا کچھ بھی خیال نہ کیا مگر ان دو لڑائیوں نے روسی کارپردازان جنگ پر ثابت کر دیا کہ روسی سپاہی کی قدیمی شجاعت ذرا بھی کم نہیں ہوئی۔ اور ابتدائے جنگ میں اونکو پہلی کامیابیاں صرف ترکی کمانڈر (عبد الکریم) کی غفلت یا بے ایمانی سے حاصل ہوئیں نہ اپنی (روسی افسران جنگ کی) اپنے اتحون کی کسی عجیب جنگی لیاقت سے۔ ہزار ترکوں کے مقابلے میں جو لوفچہ اور پلیونا میں جمع تھے۔ گرینڈ ڈیوک نکلس سے سوائے اس کے اور کچھ نہ بن پڑا۔ کہ (باوجودیکہ اوس کے پاس اوسوقت بھی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ روسی اور ۵۰ ہزار رومینیا کی فوج موجود تھی۔ اور یہ تعداد جنرل گورکو کی فوج سے علاوہ ہے۔ مترجم) اوس ایک لاکھ کی امداد کا جو روس سے طلب کیگئی تھی۔ انتظار

اس وقت دنیا سے گذر رہا ہی۔ انتظار کرے۔

نقشہ موضع کو ذرا غور سے دیکھنے پر ایک فن جنگ سے واقف دریافت کنندہ کو یہی یقین ہو جائے گا کہ یہاں اور اب لڑائی کے لیئے میدان جنگ کی قسمت کو اپنی طرف کرنے اور فوج مخالف کے ہر ایک فوجی کو دریا ڈینوب سے پار دھکیل دینے کا ایک بہت بڑا موقع تھا۔ اب بجائے بچاؤ کرنے کے ایک متفقہ حملہ کرنیکا وقت آگیا تھا مگر بچھ وجوہ سے ناممکن تھا۔ ایک تو محکمہ خبر رسانی کی حالت خراب تھی جس کے باعث میدان جنگ سے سلطان کو بہت دیر میں خبر ملتی تھی۔ اور دوسری وجہ کسی ایک بڑے جرنیل کا نہ ہونا تھا جس پر سلطان المعظم اعتماد کرکے لڑائی کا کل انتظام اوسکے سپرد کرسکتے پس وسی ورہ شپ کا من اپنے مقام کو مورچہ بند کرنے میں بغیر کسی فراغت کے چھوڑ دیا گئے جہاں وہ اون کیمون کو پورا کرنے کے لیئے جو پلیونا کی جانگداز شکست سے واقع ہوئی تھیں۔ کمک کے منتظر رہے۔

۱۶۔ رات تک دونوں فوجیں بیکار پڑی رہیں سوائے اس کے کہ گاہ بگاہ کوئی گولہ دشمن کی ہیئت معلوم کرنے کو چلایا گیا۔ یا بیرونی پہرے کی چوکیوں میں کوئی لڑائی ہو گئی۔ مگر اوس دن سلیمان پاشا نے اس درے کے حملہ کرکے پہرے لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن اوس وقت تبکا پر حملے کی کیفیت بالکل منعکس ہو گئی تھی۔ روسی مورچوں کی اونچائی پر تھے۔ اور ترک کھلے میدان میں۔ پانچ دفعات لڑائی ہوتی رہی۔ درہ گولہ باری سے روزنے کا نمونہ بنا ہوا تھا تاہم روسی مورچوں پر قابض رہے۔ اور سلیمان ہزار جانوں کا نقصان اوٹھا کر پیچھے ہٹ گیا اس پسپا ہونے سے اوس کے ساتھی افسروں عثمان اور محمد علی پر کوئی مضر اثر نہ پڑا اور انہوں نے بھی اپنی باری میں گرینڈ ڈیوک کی افواج پر حملہ کیا۔ اور باوجودیکہ اونکی افواج اوسی متہورانہ جرأت سے لڑیں جیسے کہ سلیمان کی سپاہ۔ مگر ان کو آخر کار واپس ہٹنا پڑا۔ اس وقت روسیوں کو بہت بڑی کمک پہونچگئی تھی۔ اور پھر وہ حملہ کرنے کے قابل ہو گئے تھے۔ جنرل سکوبیلاف روسیوں کا جنگی پیشوا جو ایک بڑا بہادر سپاہی اور ہماری اس نیا میں ایک بڑا خوبصورت شخص ہے تزکون کی فوج سے تگنی سپاہ لیکر تو فچیر حملہ آور ہوا۔ بڑے سخت مقابلے کے بعد اوسنے فتح ہو گیا۔ اور پلیونا کا راستہ کھل گیا۔

اس وقت جنگ کا ایک قابل دیگر سانحہ واقع ہوا جس نے غالب و مغلوب دونوں کو کمال عزت سے ڈھانپ دیا اور اون دونوں شخصوں کو جو افواج مخالف کے افسر تھے۔ شہرت دوام بخش دی۔ ۱۰ ستمبر کو سکوبیلاف نے ایک لاکھ فوج ۱۵۰ توپوں سے پلیونا کے بیرونی مورچے پر گولہ باری شروع کی۔ دو دن تک روسی پہاری توپخانہ اور ترکی قلعوں سے گولے چلتے رہے۔ اوّل الذکر سے ایک گولہ آنے پر مابعد الذکر سے ایک شیل (پھٹنے والا آہنی گولہ پھینکا جاتا تھا۔ ۱۲ ستمبر کی شام کو سکوبیلاف نے محصورین کے پہلے مورچے پر حملہ کیا۔ مگر خطرناک مقابلے کے بعد خون سے ہٹا

دیا گیا۔ اور اوس نے گولہ باری مکرر شروع کر دی۔ اور اور دو دن تک پلیونا کے اوپر سیاری توپون کی گرج سے آسمان پھٹتے رہے۔ اور اڑتے ہوئے گولون اور غبارون سے ہوا تاریک رہی۔ ۱۱ ستمبر کو سخت کہر باری سے گولہ باری ٹھنڈی ہو گئی۔ اور انگریزون کیطرح روسیون نے ایک دفعہ اور اس قدرتی معاون کی مدد سے کام بذریعہ سنگین حاصل کرنا چاہا جسے توپ نہ پا سکی تھی۔ اونہون نے تین مختلف مقامون پر حملہ کیا۔ روسی فوج پیدل بار بار مورچون پر چڑھتی رہی۔ جہان اون کو فولاد اور شعلے کی جلتی ہوئی دیوار سامنے ملتی وہ کم اور متفرق کیے جاکر کہر کی تاریکی مین چھپنے پناہ دیئے جاتے جہان سے پھر نہلکر وہ بار بار پاگلون کیطرح حملہ کرتے رہے اوس دن۔ اوس رات اور پھر دوسرے دن یہ خوفناک ہنگامہ برابر جاری رہا۔ حملہ آورون کی صفون پر صفین اسطرح کاٹی جاتی تھین جسطرح کاٹنے والے کی درانتی کے آگے اناج کی خوشے۔ اون کے مردون کے پشتون سے مورچون کی خندقین بھر گئی تھین ایرن روسیون نے اپنی تاریخ مین پہلی ہی دفعہ ایکبار اپنے مردہ ساتھیون کے جسمون کو دشمنون تک پہونچنے کیلئے بطور پلون کے استعمال کیا۔

اس تمام معرکہ کشت وخون اور آتشباری پر سکوبیلاف جنگ کی مجسم دیوتا کیطرح حکم کرتا ہوا تھا۔ سکوبیلاف (باین ہیئت کذائی) ننگے سر ٹوٹی تلوار ہاتھ مین۔ کوٹ شانون پر سے بالکل پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہوا۔ اوس کا خوب صورت چہرہ دھوئین سے سیاہ۔ اوسکی نازک لمبی مونچھین آگ سے جھلسی ہوئین۔ اوسکی آنکھین انگارون کی طرح چمکتی ہوئین اور اوسکی آواز جرأت دلاتی ہوئی اپنے سپاہیون کو ایک ہی وقت ہر جگہ معلوم ہوتا تھا جب کوئی رجمنٹ قزاقون کے کسی تاحال نا فتح شدہ مورچہ سے اندھی کمزور اور بیدل ہو کر لڑکھڑاتی تھی۔ تو سکوبیلاف اپنے تھکانہ آواز سے فوراً اسنیطے کو پکارتا ہوا اسمین نئے الفور موجود ہو جاتا۔ اور اوسکی موجودگی سے رومینیا کے نوگرفتہ خام رنگروٹ مین بھی ایک بڑے جنگ آزمودہ سپاہی کا تحمل اور لاپروائی پیدا ہو جاتی تھی۔ اور جب کہ سہ بارہ ہزیمت خوردہ پلٹن مکرر تازہ دم اور صف بند ہو کر پھر موت کے آتشبار طوفان کے گھمسان مین کود پڑنے کے حکم کی منتظر ہوتی تھی۔ تو ہمیشہ جرنیل ہی کی آواز تھی جو وہ حکم دیتی۔ اوسکے (سکوبیلاف کے) واسطے کہ وہ اگلی صف کی سنگینون سے بھی چند فیٹ آگے ہوتے تھے۔ مگر نہ کسی سکوبیلاف کی بے اندازہ کوشش اور نہ ہی اوسکی سپاہ کی نڈر بہادری (جو اوسنے اونمین پھونک دی تھی) آجکل کے مسلمہ حرب۔ پھر جن کو ترکون جیسی شجاع اور ثابت قدم سپاہی مورچون کی اوٹ سے چلا رہے ہون عہدہ برآ ہو سکتی تھین۔ پس تیسرے دن کے غروب ہونے پر جب کہ گولہ باری بند کرنیکے حکم کے بگل چلا رہے تھے تاریخ جنگ کو اس بڑے بہادرانہ اور بھیانک حملے کا نتیجہ کیا ہوا۔ صرف ایک مورچے کا فتح ہونا۔

یہ جیسا کہ نہایت جرأتمندانہ کام تھا ویسا ہی غالباً آخری ہوگا۔ آیندہ پھر کبھی سنگین برنج لوڈر (کارتوسی بق)

---

* جنگ کرسا مین اس مقام پر روسیون نے کہر کی تاریکی مین انگریزی اور فرانسیسی فوج پر حملہ کیا تھا مگر پسپا کر دیے گئے۔

کا مقابلہ نکرے گا۔ روسی جرنیلون نے یہ سبق سیکھ لیا۔ اور اس سے اونہون نے فایدہ اوٹھانے کی کوشش کی۔ اونہوں نے اب وہی ممکن الوقوع ذریعہ اختیار کیا جس سے ہی صرف فی زمانہ ایک درجہ قلعہ مقام فتح کیا جاسکتا ہے۔ یعنی محاصرہ اور فاقہ دہی۔ مگر اس ترکیب سے اتنی دیر اور تعویق ہوئی جس کی یورپ مین کسی کو امید نہ تہی۔ کیونکہ یہ ۱۰ دسمبر تک بالکل بے اثر رہی جس تاریخ کو عثمان پاشا نے یہ دیکھ کر کہ رسد وغیرہ کے بڑی تیزی سے کم ہوتے جانیسے اب زیادہ عرصہ تک اس مقام پر قابو رکھنا ناممکن ہے۔ ایک جیالکانہ حملے پر لڑائی کے پانسے کو منحصر کر دینے کا فیصلہ کر دیا۔ اور اوسنے کل فوجکو لیکر حملہ کر دیا۔ اور محاصرین کی مضبوط خندقون کی پہلی لائن کو فتح کرکے کل سپاہ کو جو اونپر متعین تہی۔ تہ تیغ بیدریغ کیا۔ مگر اوسکے سپاہی فاقون اور اتنے بڑے محاصرے کی ذرات کی جانگہانی سے تھک کر بالکل کمزور ہوگئے تہے۔ اور وہ محاصرین کی بیشمار فوج کو جو گنتی مین اونسے بدرجہا بڑہ کر تہی۔ کاٹ کر باہر نہ نکل سکتے تہے۔ اس لیئے اوس نے اپنے مورچون پر واپس ہٹ کر سنبھلنا گوارا کر دیا۔ جب فاتح پلیونا مین داخل ہوئے تو بجائے ایک شہر کے اونہون نے اوسے ایک مردہ خانہ پایا۔

اب ہم تہوڑی دیر کے لیئے اون واقعات کیطرف مصروف ہوتے ہین جو ایشیا مین ہو رہے تہے۔ کیونکہ یہ امر فراموش نکرنا چاہیئے کہ ترکی اپنی جان بچانے کیلئے دونون براعظمون مین جو اوسپر حملہ ہو رہا تہا لڑ رہی تہی۔ روسی فوج نے ۲۵ اپریل کو نویر کمان گرینڈ ڈیوک میکائیل ایشیائی سرحد سے عبور کیا۔ اور قارص۔ بایزید۔ اردہان اور بڑے مشہور تجارتی شہرون باطوم اور ارض روم پر ایک ہی وقت حملہ کر دیا۔ انمین سے اردہان، ایسی کو ایک سخت مقابلے کے بعد مفتوح ہوا۔ اور بایزید کو ترکون نے بغیر کسی مقابلہ کرنیکے چھوڑ دیا۔ مگر جیسا کہ یورپ مین ہوا۔ ابتدائی فتحیابیون کا ایک مسلسل سلسلے مین برابر چلا جانا حملہ آورون کی قسمت مین نہ بدا تہا۔ حملہ ملک کو ایک بڑے وسیع حصے مین کیا گیا تہا۔ اور زمین کی قدرتی بناوٹ ایسی تہی کہ محافظین حملہ آورون پر چہوٹے چہوٹے مگر نقصان دہ حملے کرسکتے تہے۔ ۲۰ جون کو مختار پاشا نے جو ترکی افواج کے سپہ سالار تہے۔ روسی افواج کے بائین حصے پر بڑی جماعت سے حملہ کرنا شروع کر دیا۔ لڑائی پندرہ دن تک جاری رہی۔ اور ۵ جولائی کو روسی بڑے نقصان کے ساتھ سرحد سے پار نکال دیئے گئے۔ ترکون نے بایزید پر پھر قبضہ کر لیا۔ اور ۹ جولائی کو کل ضلع سے روسی بالکل غایب ہوگئے۔ تب مختار قارص کی مدد کو روانہ ہوئے جس کو نزدیک فوج محاصرہ کنندہ نے ایک پہاڑی پر اپنے مقام کو خوب تحصین کیا ہوا تہا۔ اس جگہ سے دشمن کو دست بدست لڑائی مین نکالدینے مین وہ کامیاب ہوئے۔ اور گو اون کا عام حملہ ناکامیاب ہی رہا۔ تاہم روسی اس قدر کمزور اور بیدست و پا کر دیئے گئے۔ کہ اون کو پھر حملہ کرنے کے لیئے پہلی اکتوبر تک امدادی فوج کا انتظار کرنا پڑا۔ تب قارص کے گرد ۴۳ دن تک بہاری لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ۱۵ کو مختار ارض روم کو واپس ہٹ آئے اور قارص پورے محاصرے مین ہو گیا۔ جو پہلی نومبر کو بڑے سخت دلیرانہ مقابلے کے بعد فتح ہو گیا۔[۱]

[۱] افسوس ہے نامدرخاری ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۷ء کو قتل ہوئے ۶۸ دبروایت دیگر ۶۳ برس کی عمر مین۔ (بقیہ ذیل صفحہ)

اثناء میں روسیوں نے جو ایشیا میں یورپ کیطرح بے اندازہ طاقت میں تھے مختار کی فوج کا ارض روم کی دیوار دن تک تعاقب کیا۔ اور ۲۹ نومبر کو ارض روم کی شمال اور مغربی بلندیوں پر قبضہ کر لیا جنوب مشرقی کی طرف سات آٹھ میل تک دلدلی ٹھوکریں تھیں جن کی وجہ سے ارض روم کا پورا محاصرہ ناممکن تھا۔ اور صرف چھوٹے چھوٹے حملے کیئے جا سکتے تھے جن کا ترکی بہ ترکی جواب رومی جنیل ۲۰ دسمبر تک کامیابی سے دیتا رہا۔ جب کہ وہ قسطنطنیہ طلب کیا گیا تھا۔ تب تک در اصل باطوم اور ارض روم روسیوں سے ہرگز فتح نہ ہو سکتے تھے۔ اور اگر تجارتی نیا میں روم و روس ایشیائے کوچک میں لڑائی کے فیصلے پر چھوڑا جاتا۔ تو وہ مسئلے جو برلن کانگرس میں صلح کے لیئے پیش ہوئے مختلف ہی صورتوں میں حل ہوتے۔ (یعنے روس کو باطوم وغیرہ نہ ملتے)۔

اب بلقان کیطرف تو بہ سبب دلوں کے جنگ کے اس منتصر جہان کو ختم کرتی ہوں۔ ۷ جنوری کو سلیمان نے درہ شبکا سے روسیوں کو نکال دینے کی کوشش کی۔ مگر روسی بڑی مضبوط قلعبندی میں تھے۔ پس اوس نے اس خیال کو بالکل چھوڑ دیا۔

پلیونا کے مفتوح ہو جانے پر روئے زمین کے کل حامیان امن نے خیال کیا۔ کہ یورپ میں مداخلت کا وقت اب آگیا ہے۔ کل آنکھیں لنڈن گورنمنٹ کی مداخلت کے کسی ارادے کو معلوم کرنے کے لیئے جھکی ہوئی تھیں۔ مگر لارڈ بیکنسفیلڈ ابھی تک خاموش تھا۔ اور انگریزی پیرہ جہازات ویسے ہی لنگر انداز تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ کہ زار بھی اس وقت ایسی مداخلت کو جو اوس سے معزز شرائط پر صلح کرا دیتی دل سے پسند کرتا۔ اوسکی سپاہ نے سخت نقصان اوٹھائے تھے۔ اوسکی مالی حالت بالکل تباہ ہو گئی تھی اور سب سے بڑھ کر موسم سرما جس کے ہمرکاب لڑائی کی مصیبتیں اور تباہیوں کو اور زیادہ کرنے کے ساتھ بھی آتے ہیں سر پر آپہونچا تھا۔ قسطنطنیہ سے نامہ و پیام کی کوئی سلسلہ جنبانی نہ ہوئی۔ اور یہ ظاہر تھا کہ کسی بیرونی دوستانہ مداخلت نہ ہونے پر سلطان نے آخری دم تک لڑے جانے کی ٹھان رکھی تھی۔ جاڑے کے لمبے مہینوں میں اپنی فوجکو بحالت موجودہ قائم رکھنا ناممکن تھا۔ اور ویسا ہی بلقان سے واپس ہونا ناممکن تھا۔ پس زار کو سوائے اس کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ کہ فوجوں کو بابسفورس کے ساحل تک بڑھنے کا حکم دے جس حکم کی تعمیل کرنے کو جنرل گورکو آگے بڑھا۔

ایک اور ہفتہ بھر کی سخت لڑائی کے بعد کوہ بلقان سے عبور کیا گیا ۲۰ جنوری کو صوفیا فتح ہوا۔ ۹ کو شبکا کی لڑائی کا ۳۰ ہزار ترکوں کے ہتھیار رکھدینے سے خاتمہ ہوا۔ ۱۵ کو روسی غلیپولی میں داخل ہوئے اور حملہ آوروں کی پیشقدمی کو روکنے کے لیئے ترکوں کیطرف سے ایک اور سخت بیکار حملے کے بعد ۳۱ جنوری ۱۸۷۸ء کو

صلحنامہ تحریر کیا گیا۔ عہد و پیمان ما بعد پر ایک ماہ صرف ہوا، اور ۳ مارچ کو مشہور عہدنامہ سین سٹی فانو پر دستخط کیئے گئے۔ جسپر برسری نظر کرنے کے بعد مین اس فصل کو ختم کرونگی۔

اس کی پہلی شرط یہ تہی کہ سرویا۔ مانٹی نیگرو اور رومینیا مطلقاً آزاد کر دیئے جائین۔ اسکی بڑی بہاری شرط ہگیریا کے متعلق تہی جس مین اوسے خود مختار یا جگذار صوبہ بنانے کی تجویز کیگئی جس کا سلطان صرف باج خواہ شہنشاہ ہو نہ کہ براہ راست حکمران۔ اسکی حدود دریائے ڈنیوب سے بیکر بحر الجزائر تک بلقان کے دونون جانب مقرر کیگئی۔ اور معاہدہ ہوا کہ اسکا ابتدائی انتظام عرصہ دو سال تک کشر تعینہ زار کرنگا اور اس مدت تک روسی فوج اوسپر قابض رہیگی۔ بوسینیا و ہرزیگوینا کے متعلق جو صلاحین کانفرنس منعقدہ قسطنطنیہ نے تجویز کی تہین۔ اور جن کو بابعالی نے مسترد کر دیا تہا۔ انکی نسبت یہ شرط ہوئی کہ روس اور آسٹریا کی نگرانی مین جاری کیجاوین۔ صوبجات پایرس تہیلی اور یورپین ٹرکی کے دوسرے صوبون کی حکومت جسکی بابت کچھ خاص طور پر فیصلہ نہین ہوا تہا۔ یہ فیصلہ ہوا کہ آیندہ کے لیئے ایک خاص کمیشن کے سپرد کیجاوے وہ بابعالی کو ہر امر کی رپورٹ دیا کرے۔ اور بابعالی اوسکی تجاویز کو عمل مین لانیسے پہلے زار روس سے رضامندی حاصل کر لیا کرے۔ باقی شرائط یہ تہین۔ کہ روم روس کو ایک سو اکتالیس ملین پونڈ (ملین = دس لاکھ کے پونڈ = سولہ[1] روپیہ کے) تاوان جنگ دے جس مین ۱۰ ملین نقد ہو۔ اور باقی کے عوض ایشیائے کوچک کا وہ ٹکڑا ہو جس مین باطوم۔ اردہان۔ بایزید اور وہ زمین جو ساقان تو تک چلی گئی ہے شامل ہے بصر بیا کا وہ حصہ جو جنگ کریمیا کے بعد روس سے لیا گیا تہا۔ واپس دیا جاوے باسفرس اور آبنائے ڈارڈنیلز بحیرہ اسود کے روسی بندرگاہون کے ساتھ تجارتی جہاز رانی کیلئے کہلے رہین۔ عہدنامہ روسی فوج کے بتدریج ہٹائے جانے کی شرائط پر ختم ہوا۔

مشتہر ہونے پر یہ عہدنامہ جس نظر سے یورپ مین دیکہا گیا۔ اوس سے اوسکی شرائط کے پورا ہونیکی ذرا بہی امید نرہی۔ انگلستان مین خاصکر اس نے ایسا جوش پیدا کر دیا جس سے امن و امان زیادہ دیر تک قایم رہنا معلوم نہ پڑتا تہا۔ انگلش پبلک کے جس حصہ نے اسے حقارت آمیز استہزا اور غضبناک نفرت سے دیکہا۔ انگریزی گورنمنٹ کے عملی فوجی مداخلت کرنے کے ذرا سے کنایہ نے عام جوش کو ابلنے کے درجہ تک پہونچا دیا۔ فریق مخالف کے سرگروہ (یعنے مسٹر گلیڈسٹون) اور اوسکے پیرو بھی یہ شمال کی مقدس مورت، کی درخواست کی تائید مین کچھ نکر سکتے تہے۔ انگلستان جیسا جوش یورپ کے ہر دار الخلافہ مین کم و بیش پیدا ہو گیا۔ اور روس کو اسقدر جہانی دشمنی لگ پڑا۔ کہ گو وہ مغلوب دشمن کے ساتھ سلوک کرنیمین انصاف کو بالائے طاق رکہدے مگر ایسے عہدنامے پر جو یورپ کے اہم مقاصد و اغراض کے عین برعکس ہو عملدرآمد کرنا ایک چیز ہے۔ اوسکو فوراً مسترد کیگئی کہ ۱۸۷۸ء و ۱۸۷۹ء

[1] اب پونڈ ۱۵ روپیہ کا ہے۔

کے عہدنامے بغیر اون طاقتون کے مشورے اور اجازت کے فسخ نہین ہوسکتے جن کے اوپر دستخط ہین اور اس امر کی پیشبندی کیلئے کہ شاید روس قہر سے مخمور یورپ کی پھر کچھ پروا نکرے۔ انگلستان نے خاص اپنے ذاتی نوایدو اغراض کی مضبوطی کے لیئے تیاری شروع کر دی۔ اور لارڈ بکنیفیلڈ نے اپنی زندگی بھر کا بہت ہی بڑا اہر دلعزیز کام کیا۔ کہ اوسنے انگریزی جنگی بیڑہ جہازات کو قسطنطنیہ کے مینارون کے عین سامنے لنگرانداز ہونے کا حکم دیا۔

سفارتی نامہ و پیام مین بہت وقت خرچ کرکے زار کو آخر کار معلوم ہوگیا۔ کہ عہدنامہ سین سٹی فانو صرف ایک ابتدائی عہدنامہ ہے۔ اور مئی ۱۸۷۸ء مین دول عظام کے وکلاء کے بمقام برلن کانگرس مین جمع ہونے کے لیئے جو ماہ جون مین نشست کرنے کو تھی تیاریان ہونے لگین۔

اس کانگرس کی کارروائی دوسری فصل مین بیان کیجاویگی

فصل دوم (۲)

برلن کانگرس[۱۵]

برلن کانگرس مین روس کی حالت بیسہ اوس درندہ جانور کے مشابہ تھی جس سے اوس کا شکار عین اوس وقت چھینا جائے جب کہ وہ لذیذ لقمے کو نگلنے پر تیار ہو۔ پس یہ تعجب کی بات نہین۔ کہ روسی فوج شرائط

[۱۵] عہدنامہ برلن کے مطابق سنجق جدید قبہ سلطان المعظم کی حکومت سے نکل گیا۔ ترکی ان یورپ ہنڈسے چھتیس علاوہ ویسنا۔ نشر اور ماتی نگرو کے (رقبہ ۲۸۲۲۴ آبادی ۱۸۳۱۵۰۰) ہنڈ مو کے مطابق نکل گیا۔ یہ تفصیل ذیل ہے۔ (رقبہ ۹۲۳۶ آبادی ۴۳۴۰۰۰) بلگیریا (رقبہ ۲۴۳۰۰ آبادی ۱۸۵۹۰۰۰) مشرقی رومیلیا (رقبہ ۱۳۵۰۰ آبادی ۷۵۱۰۰۰) بوسینیا اور ہرزیگوینا (رقبہ ۲۸۱۲۵ آبادی ۱۰۶۱۰۰۰) رومینیا۔ سرویا اور مانٹی نیگرو کو جو زائد رقبہ ۱۰۲۵۱ آبادی (۴۶۹۰۰۰) موجودہ خاص ٹرکی ان یورپ (رقبہ ۶۲۰۲۸ آبادی ۴۲۷۵۰۰۰) علاوہ ازین روس کی ایشیائی ٹرکی کے صوبہ آرمینیا مین سے ۱۱ ہزار مربع میل زمین ملی۔ عہدنامہ برلن سے پہلے رومینیا ۴۰ ہزار پونڈ سالانہ سرویا ۱۰ ہزار پونڈ سالانہ اور مانٹی نیگرو پندرہ سو پونڈ سالانہ خراج سلطان کو ادا کرتے تھے سوائے اس خراج کے اور کسی حق سے آزاد تھے عہدنامہ برلن کے ذریعہ سے آزاد ہی عہدنامہ برلن کے ذریعہ سے مانٹی نیگرو آزاد کہا گیا۔ اور علاوہ قبہ سابقہ کے اونکو ۱۰۲۵۱ مربع میل زمین دیگئی۔ اناطولیہ ریلوے

۱۲ مجھ بارہ مع دیگر عہدنامجات۔ سالہ معرکہ مقالہ اسمبا مین درجہ ہے

صلحنامہ عارضی سے اکثر بد عہدی کرتی ہی۔ جیسے عارضی امن کے قایم رکھنے کے لیے دول عظام کو علی دباؤ ڈالنے کی ضرورت پڑی۔

ہم نے لارڈ بکنسفیلڈ کے شان مین پہلے بھی جو کچھ سخت سست کہا ہے۔ اور اب بھی کہنے کی ضرورت پڑے گی۔ کیونکہ مین یقیناً کہتی ہون کہ کسی شخص کو جو واقعات کو بنور دیکھے۔ اس امر مین ذرا بھی شک نہ ہے گا کہ سلطان عبد الحمید کی تخت نشینی پر اگر ذرا بھی لارڈ پالمرسٹن (یعنی امیر بنگ کریمیا کے وقت وزیر اعظم انگلستان تھا) جیسا استقلال اور یک رائی استعمال مین لائی جاتی تو جنگ روم و روس کی ساری تباہیان اور خونریزیان ہرگز وقوع مین نہ آتین۔ روم کے عیسائی صوبون کو پرنسپل گورنمنٹ (علی حکومت) خود اختیاری ہی ملجاتی۔ اور وہ تمام مصایب اور خطرات جو تا ایندم مشرقی یورپ مین نمودار ہو رہے ہین۔ بالکل دفع ہو جاتے۔ لیکن ایک متوفی وزیر کی یاد گار کو بنظر انصاف دیکھنے پر مین یہ ساتھ ہی کہہ دینی ہون۔ کہ اگرچہ مجھے یقین ہے۔ کہ لارڈ بکنسفیلڈ کے نیز مستقل ارادہ ہی سے یہ سب امور عمدہ حالت مین ترقی نہ کرسکے۔ لیکن تاہم یہ اوسی کی پالیسی کی تفصیل ہے۔ کہ وہ ہنوز بڑے ہی نہ ہونے پائے۔ اور سب سے قوی وجہ جس نے زار کو مجبور کیا۔ کہ اپنی فوجون کو قسطنطنیہ پر بڑہنے سے روکے اور اپنی سالہا سال کی متحدانہ اور مجوزہ پالیسی کے بالکل کامیاب ہونے سے محروم رہے یہی تھی۔ کہ ترکی وزارت خلافہ لارڈ بکنسفیلڈ کی عنایت سے انگریزی بیڑہ جہازات کی توپون کی بڑی ہی نزدیک زد مین تھا۔ انگریزی وزیر مناسب موقعے پر کارروائی کرنے سے جھجکا۔ مگر آخر کار اوس نے دست اندازی کی اور یہ سب اوسکی اس دست اندازی کا نتیجہ تھا۔ کہ عہدنامہ سین سٹی فانو صلحنامہ برلن سے متبدل ہو گیا۔ نظر ۱۰ ارجون کو بمقام برلن اکٹھے ہوئے اور اونہون نے نے اوپر اون صوبون کی حالت پر جو روسی حملے کے نام نہاد اور ظاہری باعث تھی غور کرنا شروع کیا۔

جیسے کہ ہندوستان پر انگریزی قبضہ صرف وہان کے باشندگان کے تمدنی اور مذہبی اختلاف ہی کے باعث ممکن اور پسندیدہ ہو رہا ہے۔ ویسے ہی سلطان کی حکومت ان صوبون پر عیسائی مسلمان بیلیو یونانی اور ترک رعایا کے آپس مین متفق ہونے کے راستے مین سخت اور مختلف مشکلات وارد ہونے کی وجہ سے قایم ہے۔ یہ امر سینٹ پیٹرز برگ مین ویسا ہی معلوم ہے۔ جیسا کہ قسطنطنیہ مین۔ روس کی قدیم سے یہی پالیسی چلی آئی ہے۔ کہ ان اختلافات اور باہمی رشک و حسد سے لاعلمی ظاہر نہ کرے دول عظام کے ساتھ ان صوبون کی باہمی اخوت اور اتحاد کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ اور دیگر مدبرون نے صرف یہی وجہ ہے آج تک سلطان کی حکومت کو گوارا رکھا ہے۔ جیسے کہ انگریزی لبرل فریق انگریزی قبضہ ہندوستان کے محض

باین وجہ روادار ہین۔ کہ وہان سے قبضہ اوٹھاکر واپس آجانے پر بہ نسبت قبضہ کیئے رکھنے کے زیادہ قوت اور برہمیان پیدا ہو جاوین گی۔ اگر مغربی سلطنتون کا اس امر پر کلی اطمینان کر دیا جاوے۔ کہ سلطان کی عیسائی رعایا آپس مین متفق اور یک دل ہین۔ اور کسی اعلیٰ حاکم کے زیر دست ہاتھ (حکومت) ہونے کے بغیر آپس مین صلح و امن کے ساتھ گذارہ کر سکتے ہین۔ تو ہلال کی حکومت یوروپ سے بالکل منقطع ہو جاویگی۔ مگر آغاز جنگ سے کچھ عرصہ پہلے ہی۔ باوجود روس کی سخت کوششون اور سازشون کے ایک خطرناک تفرقہ (عیسائی اور ترکون کے درمیان نہین) بلکہ قوم سلیو یعنے صرب اور بلغاریون کے درمیان واقع ہوا تھا مین لارڈ سالسبری (اوس وقت وزیر صیغہ خارجیہ تھا۔ اب وزیر خارجیہ اور وزیر اعظم انگلستان ہے مترجم) کے وہ الفاظ جو اوس نے کانگرس مین ارسادے مین کہے تھے نقل کر دیتی ہون۔

"سلیو جو پہلے کلیسیائے یونانی کے ماتحت تھے۔ اب ایک نئی مذہبی حکومت کے جس نے اون کے مذہبی معتقداو ہونے کا دعوے کیا ہے۔ تابع ہو گئے ہین۔ اس تفرقہ سے دونون قومون (سلیو یونانی) مین اکثر تنازعات برپا ہو چکے ہین۔ بلکہ نوبت بہ کشت وخون پہونچ چکی ہے۔ اور ہر ایک فرقہ کے مذہب کی اغراض و رسوم اور اوس کا کیریکٹر بلکہ اوس کا وجود تک دوسرے فرقہ کے ہاتھون معرض خطر مین ہین"

برلن کانگرس کے انعقاد کے وقت جنوب مشرقی یوروپ کے معاملات پر پوری پوری روشنی پڑ جانی کی وجہ سے روس کے لیئے اب ناممکن ہو گیا تھا۔ کہ وہ اس امر سے بالکل لاعلمی ظاہر کرے۔ کہ بالکل جدید طرز حکومت کے قایم کرنے مین سخت ابتدائی مشکلات حادث ہون گی۔ اوس کے وکلا نے لارڈ سالسبری کے بیان کا بالمقابل جواب دینے کی بجائے یہ ٹیڑھا سا جواب دیا۔ کہ زار کا مدعا یہ ہے۔ کہ جناب عالی کی عیسائی رعایا کو خود مختار ہستی عنایت کی جاوے۔ اوس کی حفاظت بڑی مضبوط ضمانتون سے کی جاوے۔ اور بہ حیثیت ارتھی وجغرافیہ ملکی تغیرات کو حتے الامکان کم کر دیا جاکر ساتھ ہی اون صوبون کی حالت کو درست کیا جاوے۔ اور یوروپین ٹرکی کے صوبجات کی بہتری کی کلی جو حال ہی مین اس قدر افسوسناک تباہی کا مرکز بن رہے ہین۔ پورا اطمینان کیا جاوے"

ہمزار کی اس خواہش کی صداقت اور نیک نیتی کو کہ "کہ ملکی تغیرات کم کر دیئے جائین" بیشک ان لیتے اگر پرنس گارچکوف کے پاکٹ مین عہدنامہ سین سٹی فانو کی نقل نہ موجود ہوتی۔ جو بدیہی بے ایمانداری اور سخت گفتاری ہے"

لارڈ سالسبری نے بیان کیا۔ کہ جو کچھ انگلستان کانگرس کے فرایض خیال کرتا ہے۔ وہ یہ ہین

"ہمارا کام یہ ہے کہ ہم ٹرکی کو اس طرح قائم کریں۔ (اوسکی سابقہ آزادی کے مقاموں پر نہیں۔ کیونکہ اس لڑائی کے اثر کو بالکل زایل کر دینا ناممکن ہے) کہ اوس کو نسبتاً آزادی حاصل رہے۔ تاکہ وہ اون تمام جنگی۔ پولیٹکل سیاسی اور تجارتی اغراض و مقاصد کو جن کی وہ نگہبان رہے گی۔ محفوظ رکھنے کے قابل ہو" اس اظہار سے میں بیان کیئے دیتی ہوں۔ کہ عہد نامہ سین سٹی فانو کے پرخچے اڑ گئے۔

ان نیک ارادوں کے آخری اظہار و بیان کے بعد کانگرس کے پریسیڈنٹ پرنس بسمارک[1] نے جو ایسا استاد ہے۔ کہ داؤ گھاتیں دکھا کر اپنے اصلی مطلب پر آپہونچتا ہے۔ بیان کیا کہ سب سے بڑا اہل طلب مسئلہ یہ ہے۔ کہ بگیریا کا قانونی انتظام اور اوسکی حدود بندی کا تعین کیا جاوے۔ اور تحریک کی۔ کہ اول عہد نامہ سین سٹی فانو کی اون شرائط پر غور کریں جن میں بگیریا کے لیئے آیندہ کے واسطے نیئے طرز انتظام کے قیام کا ذکر ہے۔ مباحثہ شروع کیا جاوے۔ یہ تحریک منظور ہوگئی جیسی کہ اور بہت سی تحریکیں جو ذات اقدس نے کیں منظور ہوگئیں۔ چند دنوں تک کانگرس کی کارروائی کا مباحثہ انگلیزی اور روسی دکاموں ڈپلومیٹک (سفارتی) لڑائی تھا جس میں اول الذکر زور دیتے تھے۔ کہ اس قدر زیادہ۔ اور موخر الذکر کہتے تھے۔ کہ اس قدر اور کہ حصہ بگیریا کا سلطان کی براہ راست حکومت میں رہے جس کا آخری فیصلہ یہ ہوا۔ کہ کوہ بلقان خود مختار صوبہ کی جنوبی حد مقرر ہوا۔

واقعات مابعد سے ثابت ہوگیا ہے کہ روس کا یوروپ اور انگلستان کے اس دباؤ سے دب جانا اصلی ہونے کی بجائے صرف بناوٹی تھا۔ اوس وقت سے لے کر آج تک اوس نے اس امر کے پہنچانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ کہ عہد نامہ برلن کو بجائے قطعی فیصلہ سمجھنے کے وہ اوسے کبھی بے وقری اور حقارت سے دیکھتا ہے۔ ان صفحوں کے دوران تحریر میں ہی ہر ایک تار برقی جو مشرقی یوروپ سے آتی ہے۔ اس نئی ریاست بگیریا میں روس کے ایجنٹوں کی ان تھک پیہم کی اور چالاکی کی شہادت دیتی ہے مگر اوس نے یوروپ کی خواہش کو قبول کرتے وقت اپنی ناراضگی اور آیندہ کے ارادوں کا کافی اشارہ جتا دینے سے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ۲۹ جون کو پرنس گارچکوف نے جو باعث بیماری چند دن غیر حاضر رہا تھا چند الفاظ بیان کرنے کی خواہش ظاہر کی جن کے کہنے پر امن خواہی اور صلح جوئی کے جوش نے اوس کو آمادہ کیا تھا۔ وہ صلح جوئی اور امن طلبی کے الفاظ یہ ہیں:۔ "کانگرس کی ابتدائی نشست میں لارڈ بیکنسفیلڈ نے یہ خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ سلطان اپنی مملکت میں مطلق العنان مالک رہنا چاہیئے۔ مگر

---

[1] یہ حضرت شاہ ولیم اول کے وقت جرمنی کے وزیر اعظم تھے اس کی ناک کے بال بنے ہوئے تھے اور یہ کل روئے زمین پر اول درجہ کے مدبر متقی۔ اور صاحب دماغ مشہور تھے۔ شاہ حال ولیم ثانی (باقی اگلے صفحہ پر)

میرے خیال مین اس اختیار کا وجود چند شرائط پر منحصر ہے۔ جن کے بغیر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی۔ وہ شرائط انتظامی اور پولیٹکل ہین۔ انتظامی حیثیت سے یہ ضروری ہے۔ کہ ان صوبون کے باشندون کو جن کو کانگرس آزاد کرے گی۔ یہ اطمینان دلایا جاوے کہ اونکی جان و مال اور جایداد وغیرہ سب محفوظ رہینگی۔ نہ صرف کاغذی اقرارون سے جو شاید سابقہ اقرارون کیطرح سے پورے نہ کیے جائین۔ اور بدنظمی اور ناجایز مطالبات کو نہ روک سکین۔ بلکہ ایک یورپین معاہدے سے ان اقرارون کے ایفا کی تسلی کردی جاوے۔ اور باشندون مین اعتماد پیدا کردیا جاوے۔ پولیٹکل حیثیت سے پرنس گارچاکوف نے یہ فرمایا کہ بجائے انگریزی۔ فرنچیسی یا روسی غلبہ در سوخ کے جو مختلف اوقات مین فرداً فرداً حاوی رہا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ آیندہ کے لیے مشرق مین روس کا یہ غلبہ رسوخ بہ نسبت اور ریاستون کے کسیطرح زیادہ نہ ہے۔ اور یہ ضروری ہے کہ تسلطنیہ پر سے ان فرداً فرداً اثرون اور مقررت وہ کو نشون کو ہٹایا جاکر کل دول عظام کا متفقہ عمل جاری کیا جاوے جس کے باعث باب عالی کی سفارتون اور غلطیون سے بچ جاوینگا"

پھر وہ یہ فقرہ استعمال کرتا ہے جو ماہران فن جنگ کو روسی افواج کی بہادرانہ کوششون کیوجہ سے شاید جایز اور مناسب معلوم ہو۔ اور وہ یہ ہے "روس اس جگہ نشان قسمتدی لیکر آیا ہے۔ اور وہ امید کرتا ہے کہ کانگرس اوس کو امن و صلح کی علامت سے متبدل کریگی" اسنے یہ بھی بیان کیا کہ "پچھلی دو نشستون مین میرے دونون ساتھیون نے قیام صلح کے لیے جو یورپ کیطرح روس کو بھی دل سے منظور ہے۔ بہت رعایتین دی ہین۔ اونہون نے اجتماع علیا (کانگرس) کے آگے صرف زبانی ہی فقرے پیش نہین کیے۔ بلکہ عملی واقعات سے بھی ثبوت دیا ہے۔ اور مین امید کرتا ہون۔ کہ کانفرنس اس بارے مین بہتر ملک کی امن خواہی کی پوری داد دیگی۔ مین یہ اچھی طرح سے سب کو جتا دیتا ہون۔ کہ اگر کوئی سلطنت خواہ وہ کوئی ہی کیون نہ ہو۔ اپنی خواہشون کو ایسی حد و تک بڑھا لیجائے گی۔ جن کو قبول کرنا اوس بڑے بادشاہ اور اوسکی زبردست قوم کے لیے جن کا وہ مالک ہی ناممکن ہو۔ تو وہ امن و صلح کے بڑے اہم نتیجے کو جو کل یورپ کی اغراض کے لیے یکسان ضروری ہے۔ روکنے والی ہوگی۔ مین دہرائے دیتا ہون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳) کی تخت نشینی پر ہی اونہون نے وہی اپنا رعب داب قایم رکھنا چاہا۔ جو اوس کے دادا کے وقت مین اوسے حاصل تھا مگر یہ نوجوان والی سلطنت اس بوڑھے مدبر کے داؤ پیچ مین نہ آیا اور اوسے فوراً وزارت سے منفصل کردیا۔ چنانچہ اب یہ اپنے ہی بادشاہ کے برخلاف بہت سے زہرناک بے مین ہے اور ملک کو اس جواہر کے برخلاف اکسا رہے ہین (مترجم) + وہ ۱۸۹۲ء مین فوت ہوگیا اسکی دو جلدی تاریخ خاندان عثمانیہ مین چھپی ہوئی ہے +

کہ ایسا امر جس کو کل ہمعصر اور مورخ بنظر حقارت دیکھیں۔ ہرگز قوم عین نہیں آسکے گا"

دو دن بعد ۱۸ جون کو کانگرس کے سامنے مشرقی مسائل کا وہ مسئلہ پیش ہوا۔ جو آسٹریا ہنگری سلطنت کے مفاد اور اغراض کے متعلق تھا۔ اس سلطنت کے سفیر نے اس کو بڑی خوبی سے ایسے پیرایہ میں بوضاحت بیان کیا کہ میں اوس کو اُسی کی عبارت میں لکھتی ہوں۔ اوس نے اس کو "مسئلہ بوسینیا وہرزیگوینا کے نام سے موسوم کیا" اور کہا "ان ممالک کی آبادی مسلمان عیسائی۔ یونانی اور روسن کیتھولک عیسائیوں سے مرکب ہے۔ جو اس مذہبی تفریق و اختلاف کی وجہ سے سخت متعصب ہو گئے ہیں" اور مختلف ضلعوں میں الگ الگ نہیں رہتے۔ بلکہ ایک ہی مقاموں ایک ہی قصبوں ایک ہی دیہات میں ملے جلے رہتے ہیں۔ باب عالی کو ان متضاد اجزاء کو خود مختار طریق حکومت کے سانچے میں جمع کرنا ہوگا۔ بشرطیکہ عہدنامہ برلن سٹی فانو کی شرائط کو کانگرس تسلیم کرے اوس سے اوس تمام فراریوں کو جو آسٹریا اور مانٹی نیگرو میں بکھرے ہوئے ہیں پھر آباد کرنا پڑے گا۔ اور اون کے گذارہ کے لیئے سامان مہیا کرنا ہوگا۔ اون کو معمولی کاروبار از سر نو شروع کرانے کے لیئے کاشت کاری کے واسطے تخم اور مکانات کی دوبارہ تعمیر کے لیئے اسباب دینا ہوگا۔ اور اوسے مسلمہ اراضی کی درستی اور اوس کا سلجھاؤ کرنا ضروری ہوگا۔ جو ان ممالک کے تباہ کرنے والی بار بار کی بغاوتوں کا اصلی باعث ہے۔ یہ مسئلہ ایسی آبادی میں جو مذہبی عناد اور رقابتوں سے بھرا ہو بڑا تکلیفدہ اور پر از مشکلات ہے۔ اس مسئلے کو ایسے ملک میں جہاں اصلی ملکیت ارضی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور آبادی کا بڑا حصہ عیسائی کاشت کار اور دہقانی مزدور ہوں۔ صرف ایک مضبوط اور بے تعصب سلطنت ہی درست کر سکتی ہے۔

"علاوہ ازیں باب عالی کو بیرون از استطاعت مصارف برداشت کرنے پڑیں گے۔ اور بے اندازہ رعایتیں دینی پڑیں گی۔ عہدنامہ برلن سٹی فانو کی چودھویں شرط یہ ہے۔ کہ ٹکسوں کے بقائے وصول نہ کیئے جائیں۔ اور یہ دفعہ باب عالی کو مجبور کرتی ہے کہ آئندہ دس سال تک ان صوبوں کے موجودہ مقرر رواج کو بھی نہ وصول کرے۔ یہ بیان کرنا کہ روم اس کام کو پورا کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اپنے کوئی اغراض یا اوس کی نیک نیتی پر کوئی شبہ کرنا نہیں ہے یہ کام اس لڑائی کے خاتمہ پر جس کا ختم ہونا ابھی تک مشکل ہے۔ اور بھی زیادہ ناممکن ہو جاوے گا۔ خلاصہ سب سے بڑھ کر اوس تخالف اور عناد کی ترقی کی موجودگی میں جو اون ضلعوں کے جن میں مسلمان آباد ہیں سرویا اور مانٹی نیگرو کے قبضے میں چلے جانے سے اور بھی زیادہ بڑھ جاوینگے یہ تشویش بڑی مضبوط بنیاد پر قائم ہے۔ کہ بموجودگی ان حالات کے خود مختارانہ حکومت قائم کرنے سے ان صوبوں میں بجائے امن و امان ہو جانے کے وہ تکالیف اور فساد

دار الفرار بن جاوین گے۔"

روسی تجاویز کے ناقابل اثر و تنج ہونے کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے جتلانا یا اون بے ایمانوں کو جو ان تجاویز بنانے کی اصلی باعث تھین ایسی اچھی طرح سے فاش کرنا نیفران روم کے لیئے ہی ناممکن تہا۔ روسی سفراء اس امر کو پاگئے۔ اور اون کیطرف سے کسی عذر یا اعتراض کے پیش کیئے جانے کے بغیر بوسینیا و ہرزی گوینا کے خود مختارانہ انتظام کی تجویز روی کاغذات کی ٹوکری مین ڈالدیگئی۔ اگرچہ کونٹ اینڈرسی (آسٹریا کا وزیر اعظم اور برلن کانگرس مین اپنے ملک کیطرف سے نائب تہا) نے روسی تجاویز کو اس عمدگی سے رد کیا۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اوس کا اوس مین کوئی اپنا مطلب یا غرض پنہان نہ تہی۔ اوس نے اپنے بیان کو اون صوبجات مین مطلوبہ امن و امان قایم ہوجانے کی خواہش پر ختم کیا۔ ہر ایک شخص جو ڈپلومیسی (اپٹی گری) یعنی عیارانہ بے ایمانی کے پیچ سے رستون سے ناواقف ہو۔ اس صورت مین یہی خیال کرتا۔ کہ اب پریسیڈنٹ کو نہایت ہی قریبی تعلق رکھنے والے فریق یعنے سفرائے روم سے دریافت کرنا چاہیئے تہا۔ کہ باب عالی کے اس عقدہ کو سلجہا سکنے کی لیاقت و استعداد کی بابت اونکی کیا رائے ہے۔ مگر آسٹریا کا وزیر مشکل سے اپنی جگہ پر بیٹہا ہی ہوگا۔ کہ ظاہر ہوگیا کہ کانگرس کے کاروبار کا بہت سا حصہ اور کہین علاوہ اس کمرے کے جہان نیشست کرتی ہے طے ہوجاتا ہے۔ گورنٹ اینڈرسی شرم کے مارے خود اپنی زبان سے اپنے ملک کی اغراض کی تائید نہ کرسکا۔ تاہم اوس نے اپنا اطمینان کرلیا تہا کہ ایک اور شخص یہ کام اوسکی جگہ کرے گا۔ پس لارڈ سالسبری اوٹہا۔ اور خود مختارانہ حکومت کی متعلق روسی تجاویز کو کانگرس سے مسترد شدہ مانکر اور یہ فرض کرکے کہ باب عالی اب صوبجات زیر بحث پر قابض ہونے اور انکے انتظام کرنے کے قابل نہین رہا۔ اور یہ بہی فرماکر کہ اگر وہ ہو بہی تو اوسے اون سے کچہ فایدہ نہین اپنی دلائل بیان کرنی شروع کین۔ جو حسب ذیل ہین۔

بوسینیا و ہرزیگوینا باجمالی کی دولت یا ثروت کو کچہ فایدہ نہین پہونچاتے۔ کانفرنس متعینہ قسطنطنیہ مین یہ امر فیصل ہوگیا تہا۔ کہ ان صوبجات کو اخراجات اونکی آمدنی سے بڑہ کرہین۔ انکو محفوظ رکہنے کے لیئے بیشک بہت خرچ برداشت کرنا پڑے گا۔ اور وہ روم کو بوقت جنگ بہ حیثیت موقع کوئی ایسے کارآمد نہین۔ باجمالی اپنی عقلمندی کا بہت بڑا ثبوت دیگا۔ اگر وہ اس بیرون از استطاعت بوجہ کے اوٹہانیسے انکار کرے۔ باجمالی اس بوجہ کو کسی ایسی سلطنت کو سپرد کرنے سے جو اوس کو برداشت کرسکتی ہو سلطنت روم سے بہت سے خوفناک خطرے ہٹادے گا۔"

یہ دیکہکر کہ چرخ زمانہ کس طرح اپنا بدلہ لیتا ہے۔ ایک شخص خواہ مخواہ مسکرا پڑتا ہے۔ اب اکثر لارڈ

سالسبری کو آئرش ہوم رولر (آئرلینڈ مین حکومت خود مختاری) قایم کرنے کے حامی کی ایسی ہی دلائل کا دینا ہو کر جواب دینا پڑتا ہے۔ جبراسکی ساری تقریر توسن لیجئے۔ اور آگے چلکر وہ آخر کار یون ختم کرتا ہے۔ "ان وجوہات کے باعث ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کانگریس مین تجویز پیش کرتی ہے۔ کہ یہ وہ فیصلہ کرے کہ بوسینیا و ہرزیگوینا پر آسٹریا قابض ہو۔ اور اوسکا انتظام کرے"

ڈپلومیٹک (سفارتی چابکدستی) کی تماشا نما قابلیت اور قلم الزامی اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتی کہ کونٹ اینڈرسی اس تقریر کے اثنا مین مسکرایا تک نہ تھا۔

لارڈ بیکنسفیلڈ جو ضرورت کیوقت اپنے چہرے کو قایم رکھنے مین کسی آسٹروی نژاد سے کم نہ تھا اور جو کئی دفعہ نائکون کی نقلون مین خوشی سے شامل ہو چکا تھا۔ اپنے وزیر خارجیہ کے بعد نے اٹھ اوٹھا۔ اوس نے ان دونون صوبون مین امن و امان قایم کرنے مین ٹرکی کی بے استطاعتی اور اوراون کے ایک زیان بخش سودا ہونے کو بیان کرکے اپنے ساتھی کی تائید کی۔ اور ایسے انداز سے کہ عمر بھر کبھی ایسا نازک اور تنسخرانہ کلام اوس نے ایسے تمین اور سنجیدہ چہرے سے نہ بیان کیا تھا کہ "اسی لیے کوئی اور قوم سوائے آسٹریا ہنگری کے اس وقت ان صوبون پر قبضہ کرینے سے حفظ امن قیام فلاح و خوشحالی اور بابعالی کو یورپین معاملات مین اوسکی وقعت کو زیادہ تقویت دینے سے اچھی طرح محفوظ کر دینے کے فرض عظم کو پورا نہین کر سکتی"

پرنس گارچکوف کے قیام صلح کے بارے مین کچھ واہیات گفتگو کرنے کے بعد سلطان سے سفراء نے انگلستان کی تجویز کے برخلاف اپنے عذر پیش کرکے کہا کہ جو باب عالی ان صوبون مین امن امان قایم کرنے کے لیے کافی مضبوط ہے۔ اور اقرار کرتا ہے کہ وہ وہان ایک لاکھ کانسٹبل پولیس کے قایم کرنے اور فراریون کو تا وقتیکہ کاشت کاری کا کام شروع نہ ہو جاوے مکان اور گذارہ دیکر بسانے روانہ کرکے کام کرنے الفور شروع کر دیگا"

انگریزی سفراء کے اس اعتراض کے جواب مین کہ پہلا گزشتہ تمین سالون مین ٹرکی ان صوبون مین کیون نہ امن قایم رکھ سکی۔ اونہون نے یہ کہا کہ جو بابعالی اس سارے عرصے مین دو ملحقہ صوبون (سرویا و مانٹی نگرو) کے ساتھ لڑائی کرتا رہا۔ اور پچھلے بارہ ماہ ایک بڑے بھاری جنگ مین مشغول رہا۔ اور باین ہمہ عثمانی حکومت بوسینیا و ہرزیگوینا مین بغیر کسی تنزل کے برابر قایم رہی ہے۔ اب ایسے وقت مین جب کہ صلح کی تکمیل ہونے پر ہے۔ اور بابعالی کو کافی فراغت ملجانے والی ہے کہ وہ اپنی کل قوت اندرونی اصلاحون پر خرچ کرے۔ کیا یہ صریح زیادتی اور ظلم نہین کہ وہ ان صوبون کو کسی دوسری حاکمیت کے سپرد کر دینے پر مجبور کیا جاوے؟

یہ سچ ہی سہی۔ کہ بوسنیا عثمانی سلطنت کے نزدیک مالی حیثیت کی وجہ سے قابل وقعت نہیں۔ مگر اس سے یہ نہیں پایا جاتا کہ اسپر غیر طاقت کا قابض ہو جانا بڑی تکالیف کا باعث نہ ہوگا۔ مسئلہ ارا ضی کے مشکلات کے بارے میں جو کچھ کہا سنا گیا ہے۔ اوسکی بابت ہم (سفرائے روم) کانگرس کو یاد دلانے کی جرأت کرتے ہیں۔ کہ بوسنیا ہی صرف یوروپ کا ایسا حصہ نہیں۔ جہاں اس قسم کی مشکلات پیش آئی ہوں۔ مگر اور بھی جگہ کے بارے میں اس قسم کی چارہ جوئی کو کسی نے پیش نہیں کیا۔ جواب بوسنیا کے متعلق پیش کی جاتی ہے۔ یہاں ایک چھوٹا سا جانور ہمیں بتلاتا ہے کہ لارڈ سالسبری کے منہ سے یہ فقرہ سنکر کہ اختیار نکل گیا تھا ایرلینڈ ہوم رول کی غرض سے کانگرس ان افراد کو مدنظر رکھ کر جو ہم اپنے شاہی آقا کے نام پر پیش کرتے ہیں۔ کسی غیر سلطنت کو قبضہ دینے کی تجاویز مسترد کر دے گی۔ جن سے بجائے موجودہ کالیف رفع ہونے کے اور زیادہ دقتیں واقع ہو جاوینگی جب کارا تھیوڈوری پاشا بیٹھ گیا۔ تو پرنس بسمارک نے سفرائے روم کو یاد دلایا کہ کانگرس نقشہ یا جغرافیہ کے بعض خاص مقامات کے قائم رکھنے کے پیچھے کے قیام کا باعث ہی کیوں نہ ہو۔ نہیں منعقد ہوئی۔ بلکہ یوروپ کے امن کو حالاً اور استقبالاً قائم رکھنے کے لیئے شہزادہ بہادر نے اون کو یہ ہی جتلا دیا۔ کہ کانگرس کی مداخلت کے بغیر انہیں عہدنامہ سین سٹی فانو سے کلیتہً سابقہ پڑیگا۔ اس مداخلت سے اون کو بجائے بوسنیا کے ایک زیادہ زرخیز اور وسیع صوبہ ملتا ہے۔ یعنی وہ زمین جو بحر الجزائر سے بقان تک پھیلی ہوئی ہے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ عثمانی گورنمنٹ بہت جلد اپنے سفراء کو نئی ہدایات روانہ کرے گی جن کا کانگرس انتظار کرے گی۔"

۴ سرجولائی کو یہ ہدایات پہونچ گئیں۔ اور سلطان کا آخری جواب کانگرس کے سامنے رکھا گیا۔ وہ یہ تھا۔ "امپیریل عثمانی گورنمنٹ نے بوسنیا و ہرزیگوینا میں امن قائم کرنے کے مناسب طریقوں اور ذریعوں کے بارے میں کانگرس کی تجاویز کو بنظر غور ملاحظہ فرمایا ہے۔ اور وہ ان پر پورا بھروسہ کرتی ہے۔ لیکن یہ حق محفوظ رکھتی ہے کہ اس بارے میں دربار وائینا کے ساتھ براہ راست خود سمجھوتہ کرلے۔"

عہدنامہ برلن سٹی فانو کی باقیماندہ شرائط بنسبت شرائط متعلقہ بوسنیا و ہرزیگوینا کے بہت جلد فصیل ہوگئیں۔ سرویا کی آزادی بغیر کسی مزاحمت کے قبول کر لیگئی۔ مگر اس پر کارا تھیوڈوری پاشا نے جو تقریر کی وہ قابل اندراج ہے۔ یہ کانگرس میں عہدنامہ سین سٹی فانو کی شرائط متعلقہ آزادی صوبجات کے بیان ہونے کے اس پہلے موقعہ پر کارا تھیوڈوری پاشا اپنی رائے کے ساتھ چند الفاظ کہنے کی اجازت چاہتا ہے۔ یہ امر بالکل بہت بڑے یوروپین مقصد بلکہ خود سرویا کے مفاد کے لیئے ہوا۔ کہ یوروپ نے اس رشتہ تبعیت کو جس سے آج تک سرویا اپنے آقا سے وابستہ تھی منظور کیا ہوا تھا۔ ٹرکی نے اون حقوق کو جو اوسے بذریعہ


سُلطان مُراد

عہد نامجات حاصل تھے۔ بڑی نرمی سے برتا ہے۔ جو نرمی ہر حال مین بلکہ سخت سے سخت آزمائشون کے وقت بھی یکسان رہی تھی۔ اس حق سے وہ تکالیف جن سے وقتاً فوقتاً یورپ کو سخت حیرانی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ بڑی آسانی سے دور ہو جاتی رہین۔ مگر باوجود اس شاہی حق کے جو ایسی ہی میں نہان تہا۔ سرویا کو دراصل ایک آزادی سی حاصل تھی۔ اوس کے فوائد عظیمہ کا سر دیانے کئی دفعہ اقبال کیا ہے۔ یہ سب مسلمہ امور ہین۔ عہد نامہ برلن نے اس صوبہ کو اور کئی دوسرے ایسے طرح کے صوبون کو اپنے مرکز قدیم سے ہٹا کر ایک نئی طرز پر قائم کیا ہے۔ اگر آزادی کا ہی خیال آجکل یورپ کی کونسلون مین اوج پر ہے تو ٹرکی اسکی مزاحمت نہین کرتی۔ کیونکہ اوسے اطمینان ہے کہ یہ آزادی جو اب کانگرس بخش رہی ہے۔ سچی اور خالص ہوگی۔ اور یہ ریاستین اس آزادی کو اپنے اپنے فرائض اور حقوق کو اچھی طرح سمجھ بوجھ کر اختیار کرین گی۔ (کیونکہ اس وقت سے ارادہ اس آزادی کی وقعت کی جاوے گی) اور یورپین حفظ امن کی وہ ضمانتین کم نہ ہونے پاوین گی۔ جو اب تک رشتہ اتفاق کے باعث موجود و قایم تھین۔"

اس وقت روس کو بھی اپنے دعوے آزادی کی صداقت کو ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ اور اوسنے اپنی ہی طرز مین اوس کو بیان کیا۔

انگریزی، وزفرانسیسی، وکلا، اس بات پر زور دیتے ہے۔ کہ مذہبی آزادی کا اصول ان صوبون مین ایک خاص ایکٹ کے ذریعہ سے بہ پختگی قایم کیا جاوے۔ مگر پرنس گارچکوف نے ہر ایک قسم کی آزادی سے خواہ مکی ہو یا مذہبی طبعی قدیم روسی نفرت کے منشاء کے مطابق یہودیون کو اسمین شامل کرنیسے عذر کیا۔ جو اوسکی رائے مین یہودی آبادی کیلئے فی الحقیقت ایک بہتک اور لعنت ہین۔ مگر اس امر پر باقی سب سفرائے متفق تھے۔ اور اس بحث کا نتیجہ عہد نامہ برلن کی بہتیسوین دفعہ مین درج ہوا جس نے اس معاملہ کو بغیر کسی شک و شبہ کے باقی کیدیا۔

بعد ازان کانگرس یونانی سرحد کی درستی کے لئے کیطرف متوجہ ہوئی۔ اور اس موقعے پر سفرائے یونان جو برلن مین پہلے ہی سے موجود تھے کانگرس مین شامل کیے گئے۔ اور اونکی رائے دریافت کیگئی۔ انگلستان کا منشاء تہا کہ یونان کے سفیر باقاعدہ طور پر کانگرس مین شامل ہون۔ مگر یہ تجویز حسب خواہش روس روم اور فرانس کے ترک کیگئی۔ ۲۹ جون کو ایم رینیر سفیر اور ایم ڈیلی انیس وزیر مفوض خارجیہ حاضر ہوئے۔ ایم ڈیلی انیس نے بیان کیا۔ کہ اوسکی قوم اس غرض کیلئے کہ اس کو امان اور قومی آزادی کا وجود قایم رہے کریٹ اور اون صوبون کا جو یونان کی حد پر ہین۔ الحاق چاہتی ہے۔ اس دعوے کی تائید مین اوسنے بیان کیا

کہ یہ صوبے قدیم سے ایک مسلسل بغاوت کی حالت میں ہیں۔ ان مکون کی قومی امنگوں اور خواہشوں کو پورا کرنا جو ہر وقت ظاہر کیجاتی ہیں ۔ انصاف اور ہمدردی کا کام ہوگا۔ اور آئندہ کے لیے اون کو اس تباہی اور مصیبت سے بچانا ہوگا۔ جو اون پر قومی وجود کے حاصل کرنے کی کوششوں میں عاید ہوئی تھی" اوس نے بڑے زور سے کل یونانیوں کے جو مملکت عثمانیہ کے اندر آباد ہیں۔ یا باہر) موجودہ خیالات کو بڑی لمبی چوڑی تقریر میں بیان کیا۔ میرے خیال میں اوسکی عبارت نقل کرنی بہت مناسب ہوگی

"عثمانی سلطنت کے یونانی صوبوں میں یونانیوں کی گنتی ہزاروں میں ہے بہت سے گورنمنٹ کے ہر ایک محکمہ میں خواہ سول ہو یا بحری یا جنگی بڑے بڑے اعلےٰ عہدوں پر مامور ہیں۔ باقی تجارتی دنیا میں اعلےٰ حیثیت رکھتے ہیں۔ دوم میں یونانی قوم کی بغاوتوں کی خبروں کا اثر ایسا ہے کہ اون کے لوگوں میں جنبش پیدا کردے۔ جنہوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اور اکثر اپنی جائیدادوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ (بیسیوں بجرم بغاوت یا تو سر کاٹ کر کی اونکو پھانسی دیدیتی ہے۔ یا اونکی جائیدادیں ضبط کرلیتی ہے۔ مترجم) معاملات کی ایسی حالت سے ریاست یونان کے اندر برابر خطرناک نتیجے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور گورنمنٹ یونان کو ایک بڑے مخمصہ میں پھنسا رکھتا ہے۔ وہ زیر بحث صوبوں کے یونانیوں کے ساتھ جو اوسکے ہم قوم ہیں۔ تواریخ۔ قومیت اور عام مذہبی رشتوں سے وابستہ ہیں ہمدردی کرنے سے نہیں رک سکتی۔ اور ساتھ ہی گورنمنٹ یونان چونکہ سلطنت روم کے یونانیوں کی اون جائیدادوں کو جو وہ اپنے آزاد بھائیوں پر قائم کرتے ہیں۔ زور سے دبا نہیں سکتی۔ اس لیئے اس میل کے روکنے سے معذور ہے۔ اگر وہ ایسا کرنے کی جرأت بھی کرے۔ تو یہ سیلاب اوسے تہ و بالا کر دے گا۔ اور تمام ملک کو باغی صوبوں کے ہنگاموں میں یکجا کر شامل کر دے گا۔ نیز اگر ہماری گورنمنٹ قومی جوش کو روکنے کی کوشش بھی کرے تو وہ اتنی اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ملک کی حدود اس طرح وسیع ہیں۔ کہ ایک لاکھ آدمی کی فوج بھی کافی طور پر محافظت نہیں کر سکتی۔ اور نہ بھی ہم یونانیوں (دوالفیشوں) کی خفیہ۔ دوانگی کو روک سکتی ہے"

یہ بیان کرکے یونانی سفراء اٹھ گئے۔ اور وہ جو لائی کو اس یونانی مسئلہ کے پھر پیش ہوتے پر ایم ویڈنگٹن فرانسیسی سفیر نے بحث شروع کی اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا۔ تاکہ روم کو یورپ کا عندیہ معلوم ہو جاوے اور یونان کو واضح ہو جائے۔ کہ وہاں حدود سے آگے بڑھنے کا مجاز نہ ہوگا۔

"کانگریس بالعالی سے درخواست کرتی ہے کہ وہ تھیسلی اور اپائیرس کی سرحدوں کی درستی کرکے یونان کے ساتھ فیصلہ کرلے۔ اور اپنی رائے ظاہر کرتی ہے۔ کہ یہ فیصلہ ہر ایک ساحل کے کنارے پر اس خاص لین کے مطابق ہو (جو لائین اچھی طرح سے بیان کیگئی) کانگریس یقین کرتی ہے۔ کہ دونوں فریق آپس میں مصالحت

کرلینے میں کامیاب ہونگے۔ نامہ و پیام کے کامیاب ہونے میں سہولیت پیدا کرنے کیلئے دونوں فریقوں میں براہ راست پیام بھیجنے کیلئے دو دل عظام تیار ہوئے۔ اس تجویز پر عمل کیا گیا۔ اور یہ مسئلہ دونوں سلطنتوں کے ایلچیوں کے تصفیہ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس بحث کے اثناء میں لارڈ بیکنسفیلڈ نے اپنے اکثر تحریک کلام تاریخی جملوں میں سے ایک کا پہلی دفعہ اظہار کرکے یونان کے متعلق کہا کہ "اس ملک کی حالت آیندہ کے بارے میں کسی کو شک نہیں ہوسکتا۔ مگر یاستیں بھی اون افراد کیطرح (جنہیں حالت متقبلہ سے سابقہ پڑتا ہو) غلطی کرسکتی ہیں"

اوس نے اپنی رائے بیان کی کہ سرحدون کی درستی کے لیئے دباؤ ڈالنے کو وہ ہرگز پسند نکرے گا اور کہا کہ میری نظرون میں "سلطان ان بڑی بڑی مصیبتون کی آزمایشون کے بعد بڑی عزت اور ہمدردی کا مستحق ہے۔ اور مجھے امید ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ سلطان، سرحدی مسئلہ کے منصفانہ سلجھاؤ کو منظور فرمائینگے"

عہدنامہ سین سٹی فانو کے اون فقرون کے پیش ہونے پر جو رومینیا کی آزادی اور بس کے پھر بصرہ بیا کے لے لینے کے متعلق تھے۔ روس اور انگلستان کے سفراء میں بڑی طول طویل اور سخت بحث ہوئی انگلستان دریائے ڈینوب کی آزادی جہاز رانی پر زور دیتا تھا۔ یہ امر ابتدائی عہدنامہ بنانے والون کی نظر سے کسی طرح رہ گیا تھا۔ اس بحث میں کونٹ شوالاف روس کے دوسرے سفیر نے رومینیا والون کو ملک کے اس نئی انتظامی ردوبدل کی مخالفت کرنے پر سخت ناشکر گزاری کا متہم کیا۔ آخر کار فیصلہ ہوا کہ اس معاملہ پر خود رومینیا والون کی رائے سنی جاوے۔ تب ایم گلنیسی آنور (رومینیا کے سفیر) کو دخل دیا گیا۔ اور اوسنے نوٹ یہ اچھی طرح سے واضح کردیا کہ "اسکی گورنمنٹ اپنے موجودہ مقبوضات کے کسی حصہ کو دینے ہی کی سخت مخالف نہیں۔ بلکہ مزید برآن وہ اون جزیرون کو بھی جو دریائے ڈینوب کے دہانے پر واقع ہیں لینا چاہتی ہے" اس کے چلے جانے پر پھر بحث شروع ہوئی۔ مگر پرنس گارچکوف اور کونٹ شوالاف نے بصر بیا کی ایک انچ زمین بھی چھوڑنے سے انکار کیا۔ اور چونکہ ان کا مالک رہینے زار) قابض میں تھا آخر کار وہ کامیاب ہوئے اور رومینیا کو اوس کے عوض میں مطلوبہ جزایر میں سے ایک اور دوسری زمین کا ایک نیا چھوٹا سا ٹکڑا دیا گیا۔

ماٹی نیگرو (جبل اسود) کی آزادی بغیر کسی بحث مباحثہ کے منظور ہوگئی۔ اور من حیث کانگرس ڈینوب کی جہاز رانی کے مسئلہ کیطرف متوجہ ہوئی۔ جو بصر بیا کے پھر روس کے قبضہ میں آجانے سے دوسری دریائی ریاستوں کے لیئے ایک بڑا تکلیفدہ اور پیچیدہ مسئلہ ہوگیا تھا۔ کونٹ اینڈرسی نے مندرجہ ذیل چار شرطین پیش کیں جو آخر کار فیصلہ کی بنیاد قرار دیجانی منظور ہوئیں:۔

(۱) دریائے ڈینیوب آہنی دروازوں تک کہلا رہے۔

(۲) یورپین کمیشن برابر قائم رہے۔

(۳) کمیشن کے کاروبار میں رومینیا بھی شامل کیجاوے۔

(۴) باب مائے آہنی پر ہر ایک قسم کی تعمیر کا حق صرف آسٹریا ہنگری کیلئے مخصوص ہے۔

اب کانگرس عہدنامہ برلین مٹی فانوکی اون شرائط کیطرف متوجہ ہوئی۔ جو تاوان جنگ کو قدرے نقدی مین ادا کیجانے اور بانیامزہ کے عوض مین ملک دینے کے متعلق تہین جب تاوان جنگ کے آخری حصہ یعنی بعوض بعض حصہ تاوان جنگ ملک کیلئے کا فیصلہ ہو چکا تو کارا تھیوڈوری پاشا نے کانگرس کو اوس کے پہلے حصہ نقد تاوان جنگ کیطرف منسوب کرکے یون بیان کیا "روس کو لڑائی سے اس قدر بیشمار فائدے حاصل ہو چکے ہین کہ وہ اوسکے مالی اخراجات کا کافی معاوضہ ہو سکتے ہین۔ روم اتنے بھاری نقصان اٹھانے کے بعد اس رقم مطلوبہ کے ادا کرنے کے شاید ہی قابل ہو۔ اور اگر ہو بھی تو اوس کے ادا کرنیسے وہ اون انتظامی اصلاحون کے کرنیسے بالکل لاچار ہو جاوے گا۔ جن کو وہ خود اور کل یوروپ نہایت ہی ضروری مانتا ہے۔ پس اگر یوروپ نے علاوہ اس قدر ملک دیدینے کے روس کو اس قدر بھاری رقم وصول کرنیمین بھی مدد دی۔ تو اس سے نہ صرف رعایا کی حالت جس کی تہتری کے لیے یوروپ اپنے آپ کو ایسا متردد بتاتا ہے۔ بالکل نازک ہو جاوے گی بلکہ خود گورنمنٹ عثمانیہ تباہ ہو جاویگی جس کے قیام کو یوروپ اپنے اغراض عظیم مین سے بتلا چکا ہے"

ترکی سفیر کی اس تقریر نے جس مین رعایا کی آئندہ حالت کا نقشہ جس ہی کی باعث حال ہی مین ظاہر ہوا کشت وخون اور روپے کی بربادی ہوئی تھی جتایا گیا۔ پرنس گارچکوف اور کونٹ شوالاف پر تو کچھ اثر نہ کیا تاہم دوسرے سفراء پر پورا اثر کر دیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ عہدنامہ[۱] کے متن مین نقد تاوان جنگ کا کوئی ذکر نہ کیا جاوے۔

---

[۱] مندرجہ ذیل فقرہ لارڈ سالسبری کے اس مراسلے سے انتخاب کیا گیا ہے جو اوسنے تاوان جنگ کی ادائگی کے بارے مین کانگرس کے ارادہ پر لکھا تھا۔ وھو ھذا "بتاوان جنگ کا مسئلہ جسپر روم کی گورنمنٹ نے بہت اعتراض کئے تھے عہدنامہ کے متن سے خارج کیا گیا ہے کانگرس نے ایسے معاہدے کو ٹوٹنے سے نگاہ کی۔ جو عہدنامہ برلن کے صریح منافی ہو اور جسپر تمام دول متعظمہ دونون فریق ہی دستخط کر چکے ہین۔ لیکن تاہم کانگرس مین اس معاملہ پر تقریرین ہوئی ہین جو پروٹوکول مین لکھی گئی ہین ان سے اس کا عملی اثر بہت کم ہو جاوے گا۔ روسی سفیر نے بیان کیا وہ تاوان جنگ کی عوض اور ملک نہین چاہتے۔ اور نہ ہی اس بات پر جھگڑا کرتے ہین کہ اس کو (باقی) اگلے صفحہ پر

تمام سلطنت روم مین مذہبی آزادی کے قیام پر جو پریذیڈنٹ کے دسترخوان پر دوسری رکابی تھی۔ کارا تھیوڈوری پاشا نے سلطان المعظم کا یہ پیغام پڑھا جس کو مین یہان پورا درج کرتی ہون

"مذہبی آزادی کی تائید مین جب کبھی کوئی بیانات مختلف اوقات مین کانگرس کے سامنے پیش ہون۔ تو ہمارے سفرا کو یہ بیان کرنیکا اختیار دیا جاتا ہے کہ بابعالی کا منشا اسبارے مین یوروپ کے مطلوبہ مدعا کے عین مطابق ہے۔ اوسکی نہایت ہی مضبوط اور قدیمی مصلحتین۔ اوسکی دنیاوی پالیسی اور خود اوسکی رعایا دکے خیالات اور خواہشین سب اسی انجام کیطرف مائل رہے ہین۔ کل سلطنت مین سلطان المعظم کی رعایا کے کروڑون آدمی مختلف متضاد مذاہب کے پیرو ہین۔ لیکن آجتک کسی شخصکو اپنے مذہبی احکام کی پابندی کرنیکے باعث ذرا بھی تکلیف نہین دیگئی"

کانگرس مین اس سلطانی مراسلہ کو پیش کرتے وقت کارا تھیوڈوری پاشا نے یہ توقع ظاہر کی کہ عہدنامے کے اوس آرٹیکل مین جو مذہبی آزادی کے مسئلہ کے متعلق تحریر ہو اس امر کا خرور اشارہ کر دیا جاوے گا۔ کہ یہ اصول پہلے ہی سے میرے شہنشاہ کے تمام ممالک محروسہ مین رائج اور جاری ہے اسکی یہ خواہش پوری کیگئی۔ چنانچہ عہدنامہ کا باسٹھوان آرٹیکل (دفعہ) یون شروع ہوتا ہے "بابعالی نے مذہبی آزادی کے اصول کو برابر قائم رکھنے بلکہ حتی الامکان اوس کو اور زیادہ وسعت دینے کا منشا ظاہر کیا ہے اسکی بطیب خاطر اس امر کو ظاہر کرنے کی کل دول عظام دل سے مدد کرتی ہین"

ایشیائی ممالک کے تبضہ کی بابت جن کا مسئلہ اب کانگرس مین پیش ہوا۔ روسی اور انگریزی سفیرون مین پہلے ہی سے خفیہ طور پر فیصلہ ہو چکا تھا۔ روسیون نے ارض روم۔ بایزید۔ اور وادی الوشتر کا دعوے تو چھوڑ دیا مگر قارص باطوم اور اردہان کو لینے پر مصر رہے۔ پرنس گارچکوف نے باطوم کے متعلق مندرجہ ذیل منشا ظاہر کیا۔ اس

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲)۔ اون قرضون پر جن کی دوسری گورنمنٹون نے ضمانت دی ہو یا جن کی ضمانت مین عثمانیہ گورنمنٹ کے محاصل کھول دیے ہون توقیت دیجاوے۔ انگریزی نمائندے نے بیان کیا کہ وہ اس زمانہ جنگ مین کوئی ایسا امر نہین پاتے کہ اوس کو اون قرضون پر جو اس سے پہلے کی ہین کیسیطرح توقیت دیجاوے۔ ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ ٹرکی قانونا باہمی معاہدات کے اصول کے مطابق اوس کو ادا کرنے کی ذمہ دار نہین۔ اور نہ ہی وہ اوسکے ادا کرنے پر مجبور کی جاسکتی ہے۔ جب تک کہ وہ تمام قرضے جو اس جنگ سے پہلے کے ہین۔ پورے ادا ہو جاوین۔ اگر روم کبھی کسی زمانہ مین ایسا خوش حال ہو جائے۔ کہ دیگر تمام قرضون سے سبکدوش ہو جاوے۔ تو اوس وقت فقط اوان جنگ کا مطالبہ کرنا جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ ایسے وقت مین یہ مطالبہ روم سے نہ ہی جائز ہوگا۔ اور نہ ہی کوئی تکلیف دہ۔ یہ معاہدہ ہمیشہ کو نافذ نہین رہیگا۔ مگر اسکی تعمیل حالات موجودہ پر غور کرکے بہت دور دراز عرصہ تک ملتوی کر دیگئی ہے"

کیطرف مین ناظرین کو خاصکر متوجہ کرتی ہون۔ کیونکہ اس سے اون کو روسی پالیسی کی کل شیب و فراز اور اسکے وعدون کی ماہیت اچھی طرح سے معلوم ہو جاویگی۔ اوسنے کہا کہ مجھے بیان کرنے کی اجازت دیگئی ہے کہ میرا قائے نعمت باطوم کو اپنے زیر حکومت لیکر اوسے ایک آزاد بندرگاہ قرار دے گا جس سے تمام تجارتی قومون کو عموماً اور برطانیہ عظم کو خصوصاً جس کی تجارت مین نسبتاً بہت ہی زیادہ جہاز مصروف رہتے ہین فوائد عظیمہ حاصل ہونگے"

لارڈ بیکنسفیلڈ نے اس اظہار کی نسبت یہ رائے دی کہ "بحیثیت امن خواہی یہ امر بڑا قابل وقعت ہے" اور لارڈ سالسبری نے تو یہ بھی کہدیا کہ "اگر باطوم کا قبضہ ایسی حالتون مین رکھا جاتا جس سے بحیرہ اسود کی آزادی مین خلل واقع ہوسکتا تو انگلستان یورپین طاقتون کے ساتھ بھی معاہدہ ہرگز نہ کرتا۔ کہ وہ اپنے آپ کو (اپنے اپنے جنگی بیڑہ جہازات کو) اس بحیرے مین داخل ہونیسے باز رکھینگی۔ لیکن چونکہ باطوم ایک آزاد اور تجارتی بندرگاہ قرار دیا گیا ہے۔ اس لیئے انگریزی گورنمنٹ اپنے سابقہ معاہدون کو جیسے کہ وہ اب کانگرس کے فیصلون سے ترمیم ہوگئے ہین۔ از سر نو قائم و تجدید کریگی"

اب اس دولت باطوم ایک نہایت ہی مضبوط سے قلعبند جنگی مقام ہے (یہ ہین وس کے وعدے۔ مترجم)۔

کانگرس کی اخیری نشستون مین پرنس گارچکوف اور کونٹ شوالاف کی اون تجاویز پر بحث ہتی ہی (جن کا متعلق یہ تھا) کہ عہدنامہ مین ایک خاص آرٹیکل درج کیا جاوے۔ جس سے کل دول عظام ان کل شرائط کی تکمیل کی نگرانی پر مجبور کیجاوین۔ اور اون کو اختیار دیا جاوے کہ عند الضرورت ان شرائط کی بماتھ تعمیل کرائی جانے کے لیئے مناسب وسائل سوچین۔ مگر کوئی طاقت بھی اس مداخلت کی پالیسی کو قبول کرنے کیطرف مائل نہ تھی۔ کارانتیوڈوری پاشا نے یہ بیان کرکے کہ بالعالی ان تمام شرائط کو پورا کرنے کا اپنے آپ کو ویسا ہی ذمہ دار سمجھتا ہے۔ جیسا کہ عہدنامہ پر دستخط کرنے والی باقی سلطنتین ہین۔ اس تجویز کی سخت مخالفت کی۔ ایم ویڈنگٹن نے قابل یاد داشت الفاظ مین جن سے حالات کی حالت بڑی خوبی اور اختصار سے واضح ہوتی ہے۔ اوسکی تائید کی اور کہا کہ اس تجویز سے جواب کانگرس مین پیش ہے۔ عثمانی گورنمنٹ پر ایک وائی دباؤ کہنا پایا جاتا ہے جس کے ذریعہ سے بالعالی کے کل فیلون مین متواتر جائز مداخلتون کے لیئے کافی بہانون کا موقع ملیگا۔ ترکی گورنمنٹ کا خود اپنا فائدہ ہے۔ کہ وہ کانگرس کے تمام فیصلون کی پوری طرح تعمیل کرے۔ اس لیئے ترکی کے صاف بیان کردہ ارادون پر شک کرنیسے پہلے دول عظام کو اوس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے جب تک کہ وہ اسکو انکی تعمیل کرنیسے پہلوتہی نہ کرتے دیکھین کیونکہ یہ گمان کرنیکا اون کو کوئی حق

کر عثمانی گورنمنٹ اون شرائط پر جنہین وہ منظور کر چکی ہے۔ عمل کرنا نہین چاہتی۔ یا اون کے پورا کرانے کی شدت نہین رکھتی"۔

یہ معلوم کرنا نا ممکن ہے کہ آیا سفرا دنے روس کی تجاویز کو نامناسب سمجھا۔ یا اونہون نے اپنی اپنی گورنمنٹون کو ایسے امر کا ذمہ وار گردانا پسند نہ کیا۔ جس مین تکلیفین بہت اور فائدہ کچھ نہ ہو۔ تاہم یہ تجاویز باتفاق رائے رد کیگئین۔ ۱۰ر جولائی کو سفرا دنے ایک دوسرے سے آخری ملاقات کر کے اپنی اپنی راہ لی۔ پرنس گرچکوف اپنے ساتھیون کو سلطان کے لیئے اور زیادہ مشکلات پیدا کرنے کی تجاویز سوچنے کیلیے سینٹ پیٹرزبرگ کو سدھارا۔ ترکی سفرا قسطنطنیہ کو واپس گئے۔ کہ وہان صلح اور انتظام کی کونسلون مین مدد دین۔ اور لارڈ بیکنسفیلڈ اور لارڈ سالسبری لندن کو چلتے بنے۔ جہان صلح اور باعزت صلح قایم کرنے کے باعث اونکی بہت بڑی آؤبھگت اور خوش آمدید ہونے کو تھی۔ سلطان عبد العزیز مراد کو عزل کے اسباب و واقعات متعلقہ جنگ سرویا جنگ روم و روس اور برلن کانگرس کے مفصل حالات کے لیئے دیکھو تاریخ خاندان عثمانیہ مؤلفہ مظلم ارمینیا۔ محاربات پلیوا۔ محاربات تھسلی۔

فصل سیوم (۳)

صلاح۔

جونہی ملک کے سر سے یہ جان فرسا مخمصہ دور ہوا سلطان عبد الحمید اون صوبون مین جو روس کے پاس باقی رہ گئے تھے۔ امن و امان قایم کرنے اور اون سلسلۂ اصلاحات کو جنہین عمل مین لانیکا اوس نے تخت نشین ہوتے ہی ارادہ کر لیا تھا شروع کرنے مین مشغول ہو گئے۔

روپیہ ملک کا بحالت صلح پشت و پناہ اور بوقت جنگ اوس کا دست و بازو ہے اس لیے سب سے پہلے سلطان سلطنت کو مالی جھگڑے کیطرف متوجہ ہوئے۔ اوس وقت سے لیکر جب کہ نپولین[1] نے انقلاب یافتہ فرانس (جمہوری فرانس) نے

[1] جسکو پس نپولین فرانس کا وزیر ایک آرٹس خاندان کی نسل سے تھا۔ وہ اوائل عمر مین روزگار کی تلاش مین پیرس گیا اور ایک سیکسٹین نوکر ہو گیا جس کا وہ رفتہ رفتہ مصاحب بن گیا اوسنے تیرہ سال مین ٹھیکون اور راجاردن سے بے انتہا دولت جمع کی۔ اور مالی معاملات مین مشہور آفاق ہو گیا۔ اسنے اس زمانہ کا ربار سے (باقی اگلے صفحہ پر)

بغاوت کر کے بادشاہ کو قتل کر دیا۔ اور سلطنت جمہوری قایم کر لی۔ بینے ۱۸۴۸ء مین (مترجم) کے خزانہ کو اپنے ہاتھ مین لیا تھا۔ آجتک کسی انسانی خانیشہ (محاسب دیوان مال) کو ایسی بے بہا در یا دس مالی حالت سے سابقہ نہین پڑا تھا۔ برسون سے روم مالی دیوالیہ پن کی اس سطح مایل سے برابر پھسلتا ہا تھا جسپر اوس نے اپنا پہلا منحوس قدم جنگ کریمیا[۱] کے وقت رکھا تھا۔ ۱۸۵۴ء سے لیکر سلطان عبد العزیز کی معزولی سے چند برس پیشتر تک نے وقتاً فوقتاً اس قدر بھاری رقمین ممالک غیر کی تبادلہ گاہون اور کوٹھیون سے قرض لین کہ سلطان عبد الحمید کی تخت نشینی کے وقت اس کی نام نہاد تعداد بیس کروڑ پونڈ (یعنی ۱۶۰ روپے) سے بہت بڑھ چکی تھی۔ مینے نام نہاد تعداد اس لیئے کہا ہے کہ کل رقم کے نصف سے زیادہ خزانہ عامرہ مین ہرگز وارد نہین ہوا تھا۔ اور باقی پچاس فیصدی اون لائق نامور دیانت دار خانیشون کے ہاتھون مین رہا جنہون نے ان مختلف قرضون کو مہیا کیا تھا۔ مگر علاوہ ان بیرونی قرضون کے ایک بہت بڑی رقم غلط کسوداگرون اور ساہوکارون کی اوس جماعت سے قرض لیگئی تھی جس کا عثمانیہ بنک کو سرغنہ ہونے کی وجہ سے سلطنت کے صیغۂ مال مین بہت کچھ دخل رہا ہے۔ سلاطین سابقہ کا یہ عام دستور ہو گیا تھا۔ کہ جب کبھی سود کی ایک بہت بڑی رقم واجب الادا ہو جاتی۔ تو اوس کو اور نیا قرضہ لیکر ادا کر دیتے مگر یہ طریق جو ہر فروشان

[۱] جنگ کریمیا سے پہلے روم مین کوئی قرضہ کا نام تک بھی نہ تھا۔ یہ بلا صرف سلطان عبد المجید کے مہربان مددگار انگلستان اور فرانس کی مہربانی سے روم پر نازل ہوئی ۱۸۵۴ء مین ان دونون ملکون نے اول ہی اول سلطان عبد المجید کو فوجی تیاریون کیلئے قرضہ دیکر اس زہر کی چاٹ ڈالی۔ یہ رقم اس قلیل عرصہ مین سلطان عبد المجید کی تخت نشینی کے وقت تک بڑھتی بڑھتی دو ارب تک پہونچگئی۔

بقیہ صفحہ ۵۵) الگ ہو کر جنیوا (واقع سوئیزرلینڈ) مین سکونت پذیر ہوا۔ جہان کی کونسل کا وہ ممبر ہو گیا۔ اور کونسل کیطرف سے پیرس مین سفیر مقرر رہا۔ جہان اوس نے بڑے بڑے عہدے حاصل کیئے ۱۸۷۵ء مین وہ فرنچ ایسٹ انڈیا کمپنی کا مہتمم مقرر ہوا۔ ۱۸۷۶ء مین شاہی خزانہ کا ڈائرکٹر رہنا اور ۱۸۷۷ء مین فرانس کے کل صیغہ جات مال کا ڈائرکٹر جنرل مقرر ہوا۔ فرانس اوس وقت سخت مالی مشکلات مین گرفتار تھا۔ لیکن اوسنے روپے پیسے کے معاملات مین ایسی نامور ی حاصل کی ہوئی تھی۔ کہ تھوڑی سی مدت مین بے تعداد قرضون کا انتظام کر لیا۔ اور سلطنت کو بحال کیا۔ آخرکار پروٹسٹنٹ مذہب رکھنے کے باعث اوسے عہدہ سے الگ ہونا پڑا۔ بادشاہ فرانس لوئس فلپ نے اوسے دوبارہ بلا کر وزیر صیغۂ مال مقرر کیا۔ لیکن وہ چند ماہ رہ کر پھر اپنی مسکن کاپٹاؤ واقع جنیوا مین چلا گیا۔ اوسنے مختلف مضامین پر بہت سی کتابین اور فرانس کی مالگذاری اور مداخل پر تین جلدین تحریر کین۔ یہ مقام جنیوا ۱۸۳۲ء مین پیدا ہوا۔ اور سوئیزرلینڈ مین ۱۹۰۷ء مین فوت ہوا۔

اور ہر قوم کے معاملات مین بڑا آسان اور خوش آیند معلوم ہوتا ہے۔ بہت مدت تک نہین چل سکتا اگر سلطان عبد الحمید اپنے منتقدین کے اس آسانی بخش دستور پر چلنا ہی چاہتا (جو امر وہ ہرگز نہین) تو اوس کو معلوم ہو جاتا۔ کہ بھ امر اب ناممکن ہو گیا ہے۔ کیونکہ سودی اقرار ناموں کے نہ ادا ہونے کی باعث ٹرکی کا کریڈٹ (مالی اعتبار) ممالک غیر اور خود اپنے ملک دونون جگہون مین بالکل زائل ہو گیا تہا۔ اس لیے سرمایہ داروں سے کسی مدد کی توقع نہو سکتی تہی۔ اوسکی اپنی ملکی آمدنی کا بہت بڑا حصہ بھی (یعنے خراج وعشر) ایک بڑی مدت تک خشک ہو گیا تہا کیونکہ اس لڑائی سے بدنظمی اور بدنسقی ایسی خطرناک حالت پر پہونچ گئی تہی۔ کہ محاصل کا وصول کرنا بڑا مشکل ہو گیا تہا۔ اور اگر وصول ہو گئے ہون تو مقامی تحصیلداروں سے اوسے وصول کرنا اور بھی زیادہ مشکل تہا۔ پس جب کہ بیرونی قرضخواہ بھاری شرح سود اور کمیشن کے بہانون سے خزانہ ٹرکی کو لوٹ رہے تہے۔ اور سلطان صدہا بجات بیشرمانہ و علانیہ تعدیات اور خیانت سے۔ تو اس صورت مین یہ کوئی تعجب کی بات نہین کہ کیون روم روز بروز قرضہ کی گہری دلدل مین دہنستا گیا۔

غالبًا سب سے پہلا کام جو سلطان نے قائد صلح پر کیا تہا۔ کہ اوس نے سلطنت کی مالی حیثیتون مین پوری پوری باضابطہ تحقیقات کیئے جانیکا حکم دیا۔ اس تحقیقات کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کل بیرونی قرضخواہون کے وکلاء کی ایک کونسل قسطنطنیہ مین ٹرکی گورنمنٹ کے ساتھ اس بیرونی قرضہ پر بحث مباحثہ کرنے کو طلب ہوئی۔ اس کونسل کے تمام ممبر تجارتی اور مالی دنیا کے مردان آزمودہ کار تہے۔ انگریز اور ڈچ قرضخواہون کا وکیل آنریبل بورک ایک لائق کنسرویٹو مدبر تہا۔ (اب انکا نام لارڈ کونیمارا ہے۔ وہ گورنر مدراس رہ چکے ہین)۔ ایم والفری فرنسیسی ہیئہ خارجیہ کا ایک افسر فرانس کیطرف سے وکیل تہا۔ آسٹریا۔ جرمنی و اٹلی نے بھی بڑے بڑے لائق اور نامور وکلاء روانہ کیئے۔ ان صاحبون نے بمثیت سلطانی وزراء ہیئہ مال کانفرنس قایم کی۔ اور طول طویل مباحثون کے بعد چند خاص تجاویز پر متفق ہوئے۔ کہ یہ اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت مین پیش کیجاوین۔ جب یہ تجویزین عام معلوم ہو گئین۔ تو (بقول اخبارات) یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ مختلف قرضون کے اجراء کے وقتون کے متعلقہ حالات پر کہنے پر کمشنرون کی دیانتداری اور نصفت پسندی نے گوارا نہ کیا۔ کہ وہ کل نام نہاد قرضے کی وصولی کا مطالبہ کرین۔ اور اونہون نے بالاتفاق اس رقم کو گھٹا کر ۱۵½ کروڑ

شہزادی صاحبہ نے یا پرنٹر نے اعداد غلط لکھے ہین۔ دراصل ۹۲۲۵۸۲۷ پونڈ ہین کمی ۱½ کروڑ کی نہین۔ تقریبًا ۱ کروڑ پونڈ کی یعنے اصل ہین ۱۰، ۴۲ فیصدی کی تخفیف کیگئی تہی اس کے متعلق اس کتاب کی ضمیمہ ٹرکی کی موجودہ حالت اور کتاب واقعات روم مین مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔

پونڈ مقرر کیا۔ مگر اس قدر رقم (۱۴ کروڑ پونڈ) کے بلافت دور کر دینے پر اونہوں نے اصرار پر زور دیا کہ انتظام قرضہ بالواسطہ محاصل پینے محاصل نمک تمباکو۔ اسٹامپ۔ شراب۔ ماہی گیری و ریشم کی مدات آمدنی جو سب سے زیادہ فایدہ مند اور سب ہی سے زیادہ خرچ والی ہیں۔ بالکل اونکے لیئے مخصوص کر دیجائیں ساتھ ہی اونہوں نے عنوان بلگیریا اور سائپرس و مشرقی رومیلیا کی آمدنیوں۔ ایرانی تمباکو کے محصول کا چوتھا حصہ اور مدخل کی اوس زیادتی کا جو چنگی کے نئے محصولوں اور نئے لائسنسوں کے عطا کرنیسے پیدا ہوجائے پیداوار کی نیلامی سے حاصل ہونے کا دعوے کیا۔ وزیر اونہوں نے اون رقوم کے لینے کی جو سر دیا جبل سود ہمیشہ اور روپان سے فرق۔ انکی بے سلطنت وصول ہونا شرط تھی۔ اونہوں نے مسلمانیہ میں ترخمہ ہوان کے ڈیلیگیشن کی ایک کونسل منظمہ کے مقرر ہونے کی درخواست کی جس کو وصولی کا پورا اعتبار ہو اور جس کو

لہ پرانی قرضوں کی تعداد و شرح سود۔ اصل رقم وصول شدہ مدت اجرا کا نقشہ ذیل ہے۔

سنہ اجرا	نام یا تعداد قرضہ	شرح فیصدی	وصول فیصدی	سنہ اجرا	نام یا تعداد قرضہ	شرح فیصدی	وصول فیصدی
۱۸۵۴ء	۳۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۸۰	۱۸۵۵ء	۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۴	۱۰۲ ½
۱۸۵۸ء	۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۸۵	۱۸۶۰ء	۲۰۷۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۲ ½
۱۸۶۲ء	۸۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۸	۱۸۶۵ء	۸۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۶
۱۸۶۵ء	۳۲۳۶۳۳۶۲ ؒ	۵	۴۰ ½	۱۸۶۶ء	۹۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۵ ½
۱۸۶۵ء	۴۵۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۶۳	۱۸۶۶ء	۲۲۲۲۱۲۲۰ پونڈ	۶	۶۰ ½
۱۸۷۰ء	۵۷۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۷۳	۱۸۷۲ء	۱۱۲۶۲۰۰ پونڈ	۹	۹۲ ½
۱۸۷۳ء	۲۸۰۰۰۰۰ پونڈ	۶	۵۸ ½	۱۸۷۴ء	۴۰۰۰۰۰۰ پونڈ	۵	۴۳ ½

میزان کل ۱۸۲۹۸۱۷۸۳ پونڈ۔

یعنے ۱۸۷۴ء تک نام نہاد تعداد قرضہ یورپی ۱۸ کروڑ ۲۰ لاکھ ۱۸ ہزار ۷ سو ۸۳ پونڈ تھی۔ جو ۱۸۷۵ء تک بیس کروڑ پونڈ تک پہونچ گئی

ناظرین کو جدول مندرجہ بالا سے تعداد وصول شدہ بھی معلوم ہوگئی ہوگی۔ اسکے علاوہ دس کروڑ پونڈ سے زیادہ اندرونی قرضہ تھا۔ سلطان عبدالمجید کے تخت نشین ہوتے ہی دس سو جنگ چھڑ گئی جس میں ۴۰ کروڑ پونڈ سے زیادہ خرچ ہوا اور اعتبار کا یہ حال تھا کہ اب ایک کوڑی تک قرضہ داخل تھا اتنا ہی نہیں سے خیال کرسکتے کہ گذشتہ ۳۰ سال ترکی دستاویزات کی قیمت ۲۲ فی سدی سے کبھی نہ گری۔ مراد افندی اس ہشاش بیدار مغز نے صرف اور زیادہ قرض لینا ہی ترک نہیں کر دیا بلکہ۔ بالقوہ ہی بہت سا ادا کر دیا ہے۔ بجٹ ان جنگ اور قرض جنگ کو شامل ہوتا ہے ایک بہت بڑی حد تک پہونچ گیا ہوا تھا۔ (باقی اگلے دوسرے نمبر میں)

تمام پراونشل (مفصلاتی) اور سنٹرل (صدر محکمہ کے) عہدون پر جو عثمانیہ قرضہ قومی کی خدمات کی بجاآوری کے لیے وضع ہون پوری دسترس ہو۔ انکی یہ کل درخواستین سلطان المعظم نے قبول فرمالین۔ اور بروے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸) ۔اور باوجودیکہ مالکے کئی زرخیز صوبے اوسکی حکومت سے نکل گئے۔ آمدنی کم ہوگئی خرچ ویسا ہی رہا۔ بلکہ اور زیادہ بڑہ گیا۔ اب اس وقت روم کا اعتبار سے حالت عمدہ حالت مین ہی۔ اور نرخ کی دستاویزون کی قیمت ۱۸۷۵ء تک یہونچ گئی ہے۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے اس حسن وخوبی سے اپنے ملک کی مالی حالت کو سنوارا ہے کہ دخل اور خارج مساوی کر دیئے ہین۔ فوج اور ملازمین کے مشاہرے باقاعدہ ادا ہوا کرتے ہوتے ہین۔ بیرونی اور اندرونی قرضے کا صرف سود ہی نہین بلکہ اصل بھی ادا کیا جاتا ہے۔ فوجی اور بحری طاقتون مین روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ اور دولت کو مالی حیثیت سے اگرچہ ایسا بہت دوستدار تو ابھی نہین ہوا۔ مگر دیوالیہ پن کے حضیض ادبار سے نکلکر ایک خاصی نافع اقبال حالت مین ہوگیا ہے۔ چنانچہ تہذیب بطور یکم اگست ۱۸۷۸ء مین دولت عثمانیہ کی مالی حالت پر جو مضمون شائع ہوا ہی اوسکی یہان بعینہٖ نقل کرتا ہون:۔

"جس چیز نے دول یورپ کی نظر مین ترکون کو ضعیف اور مریض ثابت کیا۔ درصل وہ اونکی مالی حالت ہی اسلئے کہ زمانہ سے اب ترقی کا مدار صرف ریاست کے خزانہ کی مضبوطی پر ہے بیشک اب تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ ترکون نے اپنی مالی حالت کو نہایت عمدگی اور شائستگی سے سنبھال لیا ہی۔ یونائٹ ہریلڈ نے عثمانیہ سلطانی بینک کے اٹھائیسوین سالانہ جلسہ کی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس رپورٹ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ دولت عثمانیہ کا مالی اعتبار اب بڑہ گیا ہے اور ترقی کر گیا ہے۔ اس قدر اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ یہ خبر مسرت شہود ہوئی ہے کہ دولت عثمانیہ اپنے مالی اصول مین کسی قسم کا تغیر و تبدل کرنے والی ہے۔ ہیرلڈ ہر لحظہ تعجب کے ساتھ لکھتا ہے دنیا کو پبلک قرض کی حالت ایسی ہی ہو کہ سلطنت اوسپر کامل اعتبار ہے۔ دنیا پر عیان اب ترکی قومی قرض بیچنے پر امیسری نوٹون کا بھاؤ فیصدی پانچ پر ہے جو قریب قریب بڑے بڑے سلطنتون کا حال ہی۔ انگریزی پرامیسری نوٹون کا بھاؤ بھی اسی کے قریب رہا کرتا ہے۔ ہزایہ ہیل مجسٹی سلطان عبد الحمید خان جب تخت پر بیٹھے تھے اور سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ مین لی تھی اوس وقت بڑی دقتون سو دس پونڈ سینکڑہ پر ترکی پرامیسری نوٹ روشن ہوسکے تھے۔ اور اب اتنی ترقی ہوئی کہ پورے اعتماد اور اعتبار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پانچ روپیہ سینکڑہ کی پر گورنمنٹ عثمانیہ کے نوٹ لیے جاتے ہین بمقابلہ اس کے جب کہ محتشم الیہ کی سلطنت شروع ہوئی تھی تب دس روپے سیکڑہ کی بھی کافی نہین خیال کیجاتی تھی اور پھر بھی بے اعتباری رہتی تھی۔ سلطان ذکر شتہ چودہ برس کی حکومت مین اپنا اعتبار اور اپنی مالی ساکھ نے سو ہی زیادہ بڑہائی ہے۔ اس کے برابر ترقی دنیا کی کوئی سلطنت اور قوم نہین دکھا سکتی۔ اسی بنا پر ہیرلڈ لکھتا ہے۔ کہ جب ایسی مثل ترقی نمودار ہوئی تو پھر کسی جدید تغیر و تبدل کی کیا ضرورت ہی۔

حد یہ ورٹ مین پریذیڈنٹ نے اپنی سپیچ مین صاف اقرار کر لیا ہے کہ دو بینک کا اتنا کم قرض گورنمنٹ پر کبھی کسی سال مین نہ

۱۵ اسوقت ۴ فیصدی سے۔

فرمان سلطانی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۷۸ء قوانین سلطنت میں شامل کیگئیں۔ چنانچہ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں جو سال اول کی کارگذاری کے اختتام پر لکھی اسمیں اس فرمان کے کل جزو کل پر برابر عمل کیے جانے کو تصدیق کیا۔

یہ کل بڑے تغیرات ۱۸۷۸ء میں عمل میں لائے گئے۔ اور کمیشن کے ممبروں کو ادن تکالیف کی حقیقت کا ایک ذرا سا شمہ معلوم ہونا شروع ہوا۔ جو ایک اصلاح کنندہ اور نیک نیت دیانتدار فرمانروائے روم کو پیش آتی ہیں۔

ان تکالیف کی چھوٹی سی مثال کیلئے میں محاصل تمباکو کی کیفیت بیان کرتی ہوں۔ یہ سلطنت کے اٹھارہ صوبوں سے جو یورپ اور ایشیا میں واقع ہیں جمع کیا جاتا ہے۔ ہر ایک ضلع پر ایک اعلیٰ انسپکٹر ہوتا تھا

بقیہ صفحہ ۵۹) تھا۔ بجٹ اس سال ہے۔ یوں تو روس ہونیکو دنیا کی کوئی سلطنت نہیں جو اپنی بینک کی مقروض نہ ہو۔ اور قرض کا قائم رہنا اور اسکا ترقی و بقاء سلطنت کا ایک جزو لازمی تسلیم کر لیا گیا ہے۔ دولت عثمانیہ کی حالت زیادہ نازک اس لیے ہوگئی تھی۔ کہ اوس پر قرض اعتدال سے زیادہ بڑھ گیا تھا جس کی ادائیگی سلطنت کیحالت دیکھتے غیر ممکن خیال کیجاتی تھی۔ سلطنت کے دعدون کا رعایا کو اعتبار نہیں رہا تھا۔ اور بینک کا قرضہ روز بروز گورنمنٹ پر بڑھتا جاتا تھا لیکن سلطان عبدالحمید خان نے نہایت بیدار مغزی اور سرگرمی کے ساتھ اس جانب توجہ کی۔ اور اسی توجہ کا آج ہم یہ نتیجہ دیکھ رہے ہیں کہ چودہ برس کے اندر سلطنت کی مالی حالت اس قدر سنبھل گئی۔ کہ اب اوس کے نوٹوں کا بہاؤ دیگر دول یورپ کے برابر ہے۔ اور اوس کا اعتبار اس قدر ہوگیا کہ بلا عذر اور بے کھٹکے ہر شخص اپنا روپیہ گورنمنٹ عثمانیہ کو دیسکتا ہے۔"

مگر یہ کبھی خیال نکرنا کہ سلطنت روم بالکل مالدار ہوگئی تھی اسمیں کوئی شک نہیں کہ نقد روپیہ اوس کے پاس کوئی نہیں رہگیا تھا۔ مگر جو جواہرات طلائی اور نقرئی ظروف بیشمار اور بیحساب قیمتکے امیر المومنین کے خزانہ عامرہ میں موجود ہیں کسی اور سلطنت کے اندیکا عشر عشیر بھی بیمعنے نہیں ہے۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ جب شہنشاہ جرمن اور سلاسول میں علیحضرت امیر المومنین کی ملاقات کو گئے تو ملکۃ المسلمین نے امیر الموحدین شہنشاہ بیگم کو کروڑ روپے کی قیمتی تحائف عنایت فرمائے۔ جائے غور ہے کہ کتنا بے اندازہ خزانہ ہوگا کہ اوس کا مالک بڑی فراخ حوصلگی سے صرف ایک ملاقاتی کو سات کروڑ کے تحائف عطا فرما سکتا ہے: ناظرین یہی دیا دلی اور تول کی نظیر آپ کو اسٹیٹ آفس سے بلکر آمحکم کوئی ملی ہے۔ ہرگز نہیں۔ جواہر خانہ سلطانی میں اس آپ تا لایقیمت کو جواہرات اور مرصع اشیاء جو ہیں کہ کوئی دوسری سلطنت دنیا میں اونکی اونچے نظیر بھی نہیں رکھتی۔ خزانہ عامرہ سلطانی کا اونچے الماس دیکھ لو تو کوہ نور کا نام تک نہ لوگے۔ مسٹر لین پول نے اپنی تواریخ روم میں صفحہ ۲۰۵ لکھا ہے کہ یہ سلطان کے خزانہ عامرہ کی سونے چاندی کی اشیاء اور جواہرات کی چمک دمک دیکھکر اور اونکی خالص قیمت اور وزن کا اندازہ کرکے ہر ایک شخص بالکل سکتے کے عالم میں ہو جاتا ہے +

جس کے ماتحت دو سے لیکر تین سو تک افسران زیر دست ہوتے ہیں۔ جو قسطنطنیہ سے بغیر کسی کافی تعلق یا نگاہ رکھنے کے بطور خود اپنے منصبی فرائض ادا کرتے تھے۔ اور اکثر اوقات اون کو خاصکر ایشیائے کوچک مین ناجائز طریقے سے مال کو اخفاء حصول کرکے لانے والے کاروانون کے ساتھ جو مقابلے کی نیت سے مسلح اور صف بند ہوکر آتے تھے۔ جنگ کرنی پڑتی تھی۔ یہ خیال باطل ہے کہ اجنبیون کی ایک کمپنی معاملات کی ایسی حالت سے دوچار ہوسکتی۔ اگر اونکو سرکاری (مقامی) حکام سے عملی مدد نہ ملتی۔ یہ صرف سلطان معظم کے براہ راست رعب اور ذاتی منشا ہی کی وجہ سے تھا کہ اونکو ایسی مدد ملی۔

آج تک اس کمپنی کو ۱۰ لاکھ پونڈ وصول ہوچکے ہین۔ اور جب کہ کل سلطنت کی آمدنی اب صرف ۱۳ کروڑ پونڈ رہ گئی ہے۔ اسکا وہ اون آمدنیون کے جو قومی قرضے کے ادا کرنے مین وقف ہین) تو روم کا نہایت متعصب مخالف بھی یہ تسلیم کریگا۔ کہ روم نے ان قرضون کے سر دار ادا کرنے مین جن کے ایک نصف سے اوس نے کوڑی بھر فایدہ نہین اوٹھایا۔ ہر حال خالص اور سچی کوششین کی ہین۔ چنانچہ اس رقم مین سے ۶۳۶۳ ۵۲ پونڈ غلط کے سٹڈ بکیٹ کے (جس کا اوپر ذکر آچکا ہے) قرضہ سود اور قدرے اصل رقم کی بیباقی مین ادا کیئے گئے ہین جس قرضہ کی کفالت مین ہی یہی بلا واسطہ محاصل مستغرق ہین یہ قرضہ ۲۴ سالمین اداء ہوجاوے گا۔

یہ تو معلوم ہوگیا کہ سلطان نے اپنے قرض خواہون سے کیا سلوک کیا۔ اب ایک لمحے کے لیئے یہ بھی دیکھیے کہ اوس کے مقروضون نے اپنی جگہ اوس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ اور دول عظام نے مالی معاملات مین اپنے پختہ وعدون اور اقرارون کو کیسا پورا کیا۔

عہد نامہ برلن کی نوین دفعہ کے مطابق بلگیریا کے سالانہ خراج کی رقم کا تعین کل دول شمولہ کانگرس نے کرنا تھا۔ اس آرٹیکل کا مضمون یہ ہے کہ بندوبست انتظام کے شروع ہوجانیسے ایک سال بعد ریاست کی اصلی آمدنی کا تخمینہ کرکے یہ رقم معین کیجاوے گی۔ اور چونکہ بلگیریا نے سلطنت کے قومی قرضے کی ایک جزو ادا کرنی ہے پس جس وقت سلطنتین خراج کی رقم معین کرینگی۔ اوس وقت وہ حالات پر غور کرکے یہ بھی فیصلہ کردینگی۔ کہ بلگیریا قومی قرضے کا اس قدر حصہ ادا کرے۔

اب تک باوجودیکہ اس دفعہ پر شروع سے دول کو توجہ کیئے نو سال گذر گئے ہین۔ اوسکی تعمیل کرانی جانے کیلئے ایک ذرا سی کوشش بھی نہین کیگئی۔ مگر ترکی گورنمنٹ ان سالون مین بہ ابر بلگیریا کے خراج کے علاوہ اپنی چند باقیماندہ مدات آمدنی مین سے بھی ایک مد کی آمدنی (یعنے پیداوار تمباکو کا عشر) اپنے قرضخواہون کو دیتی رہی ہے۔ اس سے زیادہ اور کونسا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ عہد نامہ برلن کی شرایط کیسی بدنیتی سے دستخط کنندگان

عہدنامہ نے لکھین۔ اور تمام کا ان سب کو پورا کرنے کا کیسا سچا منشا رہا (یعنے بالکل نہ تھا)

ہر ایک مالی مطالبہ جو بالبداہی پر تھا بڑے زور سے پورا کرایا گیا۔ اور مین کہتی ہون کہ بڑی خوشی سے ادا کیا گیا۔ مگر ٹرکی کے مطالبہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ نظرانداز کیے گئے۔ بگیریا نے قومی قرضہ کے حصے کے ادا کرنیکی استطاعت کبھی انکار نہین کیا۔ کیونکہ اوس کو ایسا کرنیکے لیے کبھی کہا ہی نہین گیا۔ دول عظام نے کسیوقت اتنی تکلیف بھی تو گوارا نہین کی کہ اس قسم (حصہ قومی قرضہ) کو معین کرونے سے اس سلسلے کو چھیڑہی دین۔ سلطان کے وزرا کی ہر ایک تاکید اس بارے مین پس انداز کیگئی ہے (یعنے یورپ کی یاداری) مگر صرف یہی نہین تیسوین دفعہ مین درج ہے کہ "کیونکہ ماتحت ٹیگرو کو بروے عہدنامہ زائد قطعات ارضی ملے ہین اوس کو عثمانی قومی قرضے کا کچھ حصہ ادا کرنا ہوگا" سفرائے دول متمدنہ ستینہ قسطنطنیہ مشورہ بالبداہی اس رقم کو معین کرین گے"۔ اسطرح چالیسوین دفعہ مین سرویا کو قومی قرضہ کے ایک حصے کے ادا کرنیکا ذمہ دار گردانا گیا۔ اور اگرچہ آخر الذکر ریاست کو حال ہی مین ایک غاصبانہ جنگ بگیریا[۱] کے ساتھ کرنے کے لیے سامان ملگیا۔ لیکن دونون ریاستون سے ایک جبتہ ہی وصول ہوکر سلطانی خزانہ مین داخل نہین ہوا۔ میرے ناظرین جب کبھی انگریزی روزانہ اخبارون کو شرائط متعلقہ آرمینیا وغیرہ کے حرف بحرف نہایت غمتی سے پورا کرائے جانیکے بارے مین غل غپاڑا کرتے دیکھین۔ تو مین درخواست کرتی ہون کہ وہ مندرجہ بالا امور پر بھی ایک نظر باطنی کرلیا کرین۔

ان تکالیف اور دقتون کے سارے اور سچے بیان سے جو سلطان کو صرف بالواسطہ خراج کے تقیئے کو درست کرنے مین پیش آئین۔ ناظرین کو اس مشکل کی حقیقت ہی معلوم ہوجائے گی۔ جو سلطان کو شاہی حسابات مین آمدنی کے اکثر زرخیز وسایل کے معدوم ہوجانیکے باعث مدخل و مخارج کو برابر کرلے مین پیش آئی۔ یہ ایک ایسا کام تھا جس سے لائق سے لائق چیلر آف ایکچیکر (سرکاری خزانہ کا صدر محصور) بھی جو آج تک سینٹ سٹیفنس (انگریزی وزیر خزینہ مال کی درگاہ) کی چوکی پر بیٹھا ہو۔ چکرا جاتا۔ مگر اس کام سے عبدالحمید بالکل نہ بھجکا۔ ظاہر سب سے پہلا کام خرچ کو ممکن الوقوع درجہ کمی تک سطح سے گھٹانا تھا۔ کہ اس کمی سے قومی محافظت اور انتظامی قوت مین خلل نہ پڑے۔ پھر اوس کے بعد دوسرا کام بدنظمی خیانت اور تبن کی اوس قدیمی باقاعدہ طرز کو جو برسون مین رفتہ رفتہ سخت خرناک حد تک بڑہ گیا تھا بہت جلد روکدینا تھا۔ ان دونون امرون کو سرانجام دینے کے لیے ایک تو لائق اور دیانتدار آدمیون کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہ مسلہ ایسا تھا

[۱] سرویا نے ۱۸۸۵ء مین خواہ مخواہ بگیریا پر یہ حملہ کردی تھی۔ مگر پرنس الکسندر یہ والی بلغاریا نے شاہ میلان والی سرویا کی افواج کو بے درپے ہزیمتین دیکر اپنے ملک سے نکالدیا تھا۔

کہ صرف زمان جاری کرنے سے روبا صلاح ہوسکتا۔ اور دوسرے امن صلح کے ایک دراز زمانہ کی احتیاج تھی جس مین وہ باطمینان کام کرسکین۔ کیونکہ صدیون کی ابتریان اور بدنسقیان مہینون مین دورنہین ہوسکتین مگر سفرائے کے برلن کانگرس کو ختم کرکے چلے جانے سے یکدتا ایندم مشکل سے کوئی ہفتہ ایسا گزرتا ہے جس مین گورنمنٹ کی توجہ اصلاحون کے کام سے ہٹائی نہ جاتی ہو اس کا باعث وہ بناوتین ہین جو تنخواہ دار دیکھانے والے گماشتون اور جاسوسون کی کارستانیون سے فی الحقیقت واقع ہوتی ہین یا فرضی اور بے بنیاد بناوتون کی جھوٹی افواہین ہین جن کو ملاک بغیر کے مفتنن اور بے خبر قونسل مشتہر کرتے ہین تاہم باوجود ان سب مصایب و آفت فراغتون کے اور باہر سے بلکہ (ایک آدم کے مدد گار) کے اصلاح کا کام بڑی مستعدی اور تیزی سے چلتا رہتا ہے۔ اور مین اس جگہ یہ بیان کرنے کو قابل ہون جسے مین آگے چلکر ثابت بھی کرون گا کہ یورپ کے کی دوسرے ملک نے اس ہر ایک چیز مین جو شائستگی اور تہذیب کی رکن سمجھی جاتی ہے۔ ایسی جلد اور آسنی ترقی نہین کی۔ جتنی کہ سلطنت عظمی عثمانیہ نے اعلیحضرت سلطان عبدالمجید خان کے مضبوط مستقل اور راہنما دست مبارک کی طفیل کی ہے۔

اب تک مین موجودہ تاریخ روم کے واقعات کو تاریخوار بیان کرتی آئی ہون۔ اب بھی وہی عام طریقہ اون امور کو بیان کرتی ہون جن کو سلطان المعظم نے شروع کیا۔ اور اون کے وزرا نے اون سے براہ راست حکم احکام لیکر اون کو مکمل کیا۔ مین اس طریقہ کو گڑبڑ کردینے والا خیال کرکے چھوڑ دیتی ہون اور ہر ایک اصلاح کا بیان فرداً فرداً بالکل مکمل طور پر الگ تحریر کرتی ہون

سب سے پہلے مین اون چند غلط فہمیون کی تردید کرتی ہون جو ایشاء کوچک[1] کے مسلمان اور عیسائی عموماً

[1] جس قدر آزادی غیر مذہب کی رعایا کو سلاطین عثمانیہ کے زیر سایہ حاصل رہی ہے۔ آجتک کسی دوسری سلطنت مین نصیب ہوئی اور نہ ہوگی۔ اس کے ثبوت مین چند عیسائی مصنفون اور مدبرون کی رائے کو مختصراً رقم بند کرتا ہون۔ عیسیان تک تو رہنے سلطنت ٹرکی کی صرف بیچدہ آئین و قوانین بیان کیے ہین۔ مسلمانون کے متعلق ہر اسلامی کتاب کے وہ حصے جو عیسائی رعایا کے بارے مین ہین تحریر کرتے ہین قرآن مشرکین پر جنگ کرنیکا حکم کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اون اہل کتاب کی جو جزیہ دینا قبول کرین حفاظت کرنے کی سخت تاکید کرتا ہے (جزیہ کے بارے مین مولوی شبلی صاحب نعمانی کا رسالہ ملاحظہ کرو جس مین صاف طور پر واضح کیا گیا ہے۔ کہ عیسائیون پر یہ ٹیکس نسبت اُن ٹیکسون کے جو مسلمانون کو ادا کرنی پڑتی ہیں بہت ہلکی اور کم خرچ ہوتی ہے۔ اور علاوہ ذلیل اور گران ٹیکسون کے مسلمانون پر جو مذہبی فرائض ہوتی ہے۔ مترجم ترکی قانون۔ کچھ مطلع سرکھ است کرو۔ (باقی) دوسرے صفحہ پر۔

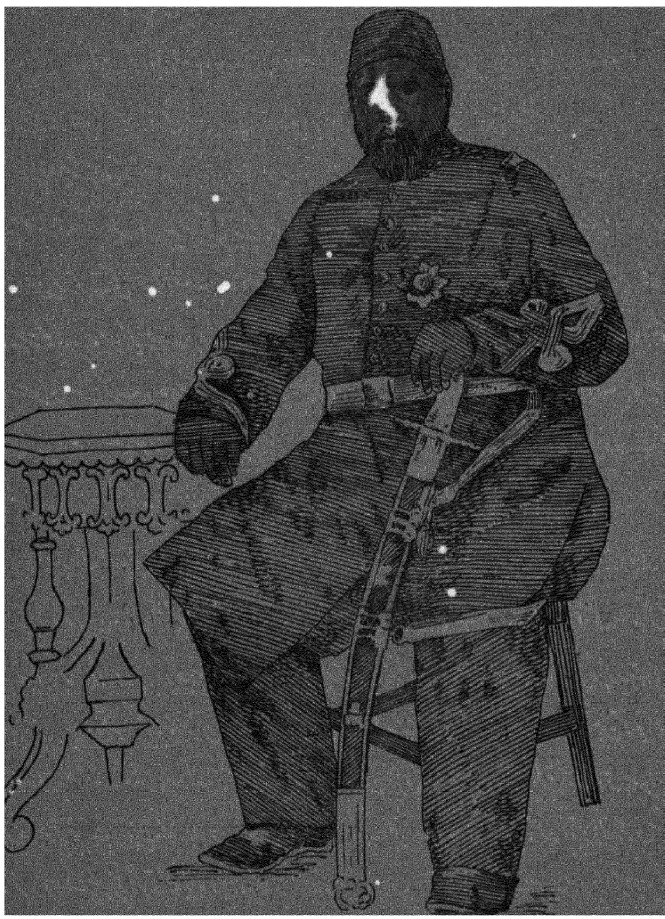
کی حالت نسبتی کے بارے مین عام مشہور ہو رہی ہین سب لوگون کے دلون مین یہ خیال بختگی سے جما ہوا ہے کہ گو یورپین ٹرکی مین عیسائی اپنی حفاظت آپ کرنے کے لیئے کافی مضبوط ہین مگر ایشیا مین اُنکی بہت تھوڑی تعداد ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۶۳) فتی سے ایک دفعہ استفتا کیا گیا کہ اگر گیارہ مسلمان ایک عیسائی کو جو بادشاہ کی رعایا ہو اور خراج ادا کرتا ہو ناحق جان سے مار دین۔ تو اون کے بارے مین کیا حکم ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ اگر ایک ہزار مسلمان بھی ایسا کرین تو اون سب کو پھانسی دو عیسائی رعایا کا جان و مال اور جائداد ہر طرح سے مصون ہے۔ اور انکو اپنے مذہب کے احکام کی بجا آوری مین پوری آزادی ہے (از تاریخ روم مصنفہ کریسی صاحب صفحہ ۱۰۶)۔

۱۰ نومبر ۱۴۴۴ء کو سلطان مراد اور شاہ بوسنیا و دیگر شاہان یورپ کے درمیان بمقام وارنا سخت لڑائی ہوئی جسمین بوسنیا کا بادشاہ مارا گیا۔ اور تقریباً کل فوج عیسائی تہ تیغ ہوئی۔ اس لڑائی سے پہلے سرویا کے بادشاہ جارج نیکودک نے شاہان یورپ کی افواج متفقہ کے نامور کمانڈر چیف جان ہن یاڈس سے کہا کہ اگر ہم کامیاب ہو گئے تو رعایا کے مذہب کے بارے مین کیا فیصلہ کروگے۔ اوس نے جواب دیا کہ مین جبرا کل رعایا کو رومن کیتھولک بناؤنگا۔ سلطان مراد سے یہی سوال کرنے پر جارج کو یہ جواب ملا کہ مین ہر ایک مسجد کے دوش بدوش ایک ایک گرجا تعمیر کرونگا کہ میری رعایا مین سے جو چاہے مسجد مین جاکر خدائے واحد کے حضور مین سجدہ گزرانے اور جو چاہے کلیسا مین جاکر صلیب کی پرستش کرے (از تاریخ کریسی صاحب صفحہ ۱۷۱)۔

یہ مہمانداری اور سچی میزبانی اپنے اعلی جوہر اور شرافت مین ماسوائے روم کے اور کہین نہین پائی جاتی عیسائی مسافر اور رعایا کے جان و مال کی خلوص دل سے حفاظت کیجاتی ہے۔ اور سلطانون نے سچی فیاضی اور علو حوصلگی سے ہر قسم تجارت کو ہر زمانے مین کمال آزادی اور بیحد سہولت بخشی ہے (دیکھو تاریخ روم کریسی صاحب صفحہ ۲۰۰ بیان ڈیونپورٹ اپنی کتاب مظاہر الحق یا اپولوجی فار محمد اینڈ قرآن صفحہ الحمد والقرآن مین تحریر فرماتے ہین کہ دیانت داری راستبازی نصفت شعاری سوائے ترکون کے اور کسی قوم مین ویسی پائی نہین جاتی۔ اگر تمہاری کوئی چیز راستے مین گر پڑی ہو تو خواہ دو مہینے گذر جاوین۔ اوس کو کوئی نہ چھیڑے گا۔ اور جب واپس لوٹو تو تمکو اوسی جگہ پڑی ملیگی۔ دوسری جگہ تحریر فرماتے ہین کہ اگر تم کسی یہودی دوکاندار سے کوئی سودا خریدو۔ تو قیمت مطلوبہ سے چہارم پر تمکو دیجاویگی یعنے وہ دوکاندار پہلے اصل قیمت سے چوگنی طلب کریگا۔ اور اگر دوکاندار عیسائی ہے تو قیمت مطلوبہ سے نصف پر راضی ہو جاویگا بعنے وہ دگنا جھوٹھ بولیگا۔ لیکن اگر کسی ترک دوکاندار کے پاس جاؤ تو بلا عذر قیمت مطلوبہ ۱۰ اگر دوکہ تمہاری قیمت مطلوبہ مین سے ایک پائی بھی کم کہنے پر وہ پھر تمسے بات کرنیکا بھی روادار نہ ہوگا اور خواہ ہزار دن کا بیوپار ہو یا بیسون کا سودا۔ ایک پائی بھی اصل قیمت سے زیادہ طلب کرے گا۔ یہ ترکون کی بے تعصبی اور نیک نیتی ہی کے باعث ہے کہ کل ممالک عثمانیہ مین عیسائیون کی اپنی زبانون۔ اور اُنکے تعلیمی مدرسے اور اُنکی مذہبی حکومتین (باقی اگلے صفحہ پر)

عبدالکریم پاشا



ہونے کے باعث مسلمان ظالم اون پر بڑے سخت تشدد کرتے ہین لیکن یہ امر واقعی ہے کہ ایشیا کوچک مین اعلے عہدون پر عیسائیون کی تعداد اوس سے بدرجہا زیادہ ہے۔ جو ایرلینڈ مین کیتھولک نیشنلسٹ ممبرٹیون کی ہے۔ اور ملک وکتوریہ کی حکومت کی نسبت سلطان عبد الحمید کے علم کے نیچے مذہب کسی شخص کی ترقی مین بہت کم مانع ہوتا ہے۔ ایشیائی روم مین اکثر صوبون کا انتظام عیسائی گورنرون کے سپرد ہے اور بیشک تکالیف کا بہت سا حصہ صرف ان ہی عیسائی گورنرون کے تعصب اور مذہبی عداوت کے باعث سرزد ہوتا ہے۔ تمہارا ایشیائی عیسائی برادر اپنے یوروپین بھائی کیطرح اپنے آقا حضرت مسیح کی تعلیمات کا صرف وہی حصہ مانتا ہے جو اوسکی اغراض و مقاصد کے موافق ہو۔ وہ حضرت مسیح کے اس مقولے کو کہ بہ قیصر کو قیصر کا حق دو بڑی جلدی سے بھلا دیتا ہے۔ اون شکایتون اور اپیلون کا جو وہ یوروپین عیسائی اقوام کے پاس کرتے ہین۔ دو تہائی سے زیادہ حصہ صرف اون خراجون اور محاصل کے ادا کرنے کے عذرات پر مبنی ہوتا ہے جن کو ترک نیز در اسی چون وچرا کے ادا کر دیتے ہین یہ مین اقرار کر چکی ہون کہ مین اپنی ہر ایک بیان کو ساتھ ہی ثابت کرتی جاؤنگی۔ اس جگہ مین اپنے ناظرین کو دو چھوٹے سے واقعات کیطرف متوجہ کرتی ہون جن مین ہر ایک نصف مزاح مرد یا عورت کی دلمین اون جوش پیدا کر دینے والی ریپورٹون کے اثر سے جو یوروپ مین روس سے ہر کر آتی ہین متضاد اثر پیدا ہوگا پچھلے سال ایسٹر (مسیح کے جی اوٹھنے کی یادگار کا دن) کے تیوہار پر سیگیرعزیزین کیتھولک آرمینین کے پطرِاعظم نے (وہ قوم جو پاشا کے گھوڑون کے سمون کی نیچر اتاری ہوئی بیان کیجاتی ہے) ساکز اوغاج کے بڑے گرجے مین مائی ماس (رومن کلیسیا کی عبادت اعلے) کا جشن کیا اس مین اوس ملت کے تمام سرآوردہ اراکین شامل تھے۔ اوس وعظ مین جو جشن کے اختتام پر ہوا۔ پطرِاعظم نے اون بیشمار مذہبی رعایتون کو جو سلطان عادل نے ارمنی کیتھالکون کو عطا فرمائین بڑے زور شور سے بیان کیا۔ اور کہا۔ کہ اعلیحضرت سلطان معظم کا تمام سامعین کو نہ دل سے ممنون احسان رہنا چاہیئے۔ اعلیحضرت کی درازیٔ عمر کی دعائین مانگی گئین۔ اور پطرِاعظم نے یہ تین دفعہ باواز بلند پکار کر وعظ کو ختم کیا۔ یہ ہمارا پیارا شہنشاہ عبد الحمید مدت مدید تک جیوے۔ چنانچہ اس اعتبار کا کچھ تھوڑا سا اندازہ جو آرمینیا کے عیسائی سلطان کی بے تعصبی رکھتے ہین مندرجہ ذیل واقعے کے بیان کرنیسے معلوم ہو جائیگا۔ پچھلے نومبر مین ارمنی قوم مین ایک تنازعہ برپا ہو گیا تھا جس کی بنا کچھ تو سلسلہ وراثت اور کچھ مذہبی رعایتون کے سوال پر تھی۔ یہ ایک خاص خانگی معاملہ تھا مگر آرمینیون نے اسکو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴) - اب تک قائم ہین۔ اگر ترک ہی روس یا دیگر اقوام کیطرح غیر مذاہب پر تشدد کرتے اور اون کو جبرًا اپنے مذہب مین شامل کر لیتے یا اونکو جلاوطن کر دیتے۔ تو بلگیریا اور آرمینیا اور کریٹ وغیرہ کے عیسائی کاہکو آج روس وغیرہ کے پچی پڑنے سے فتنہ اور شورشین برپا کرتے۔ انگلینڈ پروٹسٹنٹ ہین اور آئرلینڈ مین اکثر رومن کیتھلک عیسائی آباد ہین تو کیا

محکمہ مذاہب کے وزیر کے فیصلے پر چھوڑا۔ اور باب عالی نے امور متنازعہ فیہ پر انصاف کرنے کو
واسطے فوراً ایک کمیشن مقرر کر دی۔

پچھلے سال پیرو ت کا میر و نائیٹ میگیر یوسف ویس روما کو گیا۔ وہان اسنے پوپ لیو سیزدہم کی زیارت کی
اس ملاقات مین اسنے اون تمام بڑی بڑی آزادیون کا ذکر کیا جو حلافت پناہ سلطان معظم نے میرونائیٹ جتھے
کے تمام پیروون کو عنایت فرما رکھی ہین اسنے والی کو وقت فلسطینیہ مین سلطان کی تعظیم کی اور
شرف ملازمت حاصل کر کے اوس جان نثاری اور دلی جوش کا اظہار کیا جس سے تمام میرونائیٹ
ملت کو دل بھرے ہوے ہین

لیکن اس قسم کی ترکی خیر مین اپنے مالکون کے پاس واپس جانے ہمارے[۲۴] خاص اپنے نامہ نگارون کی بات
ہی نہین۔ تاہم یہ سچ ہے کہ روس کے دوسرے مذاہب یا سوا اسے مذہب زار جو یونانی کلیسیا کا پیرو ہے
کے اعلے پیشواؤن کے اسی قسم کے اظہار وفاداری بڑی جلدی سے قبول کر لیے جاتے ہین اور مذہبی پیشے
تعصبی کیلئے تاریخوانش کی صداقت کو نورًا مان لیا جاتا ہے۔

امیر المومنین عبد الحمید سے پہلے سلاطین کی ایام حکومت مین ترکی سلطنت کی بندرگاہون مین سے ایک بندرگاہ[۲۵]
اور اگرچہ معاش حاصل کرنیکا یہ عجیب الماہیت اور دلفریب ذریعہ صرف سلطان کے ممالک محروسہ ہی تک محدود
نہیں بلکہ نجات یافتہ اطالیہ اور آزاد یونان ہی ان تماشہ بین بچے ہوئے تاہم ہمین کچھ شک نہین کہ ایشیائے
کوچک مین یہ اوس حد تک پہونچ گیا ہوا تھا۔ جو مہذب دنیا کے دوسرے حصون مین ناپید ہے اُس جگہ یہ
بیعت ایسے درجہ کمال کو پہونچ گئی ہوئی تھی کہ ایک جلد باز نامہ نگار کو فوراً اس قسم کے نکال لینے کے واسطے کافی ہیانہ
مل سکتا تھا کہ یہ نزاع یا تو منافی مسلمان حکام کو بہاری رشوتین دینے یا فی الواقع ازکی ملازمت ہی مین
ہوتی تھے۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے قزاقون کی کماحقہ انتظام کو بڑی مستعدی سے اپنے ہاتھون مین لیا جس سے دیار بکر
کے کبوتر خانون (ہونیٹرپون) مین عجیب بھیڑ اہٹ اور کھلبلی مچ گئی۔ اور بہت سے دلچسپ اسمہ مین سے ایک یہ بھی
اظہار ہو گیا کہ رفاہی قزاق جو بڑے فتنہ انگیز اور امن مین زلزلہ ڈالنے والے ہین۔ دراصل کاکیشیا کے جاہل وطنی

---

[۲۴] اوروپ کے اخبارات کا قاعدہ ہے کہ وہ عموماً دنیا کے بڑے بڑے شہرون مین دوامی نامہ نگار مقرر رکھتے ہین (اونکی مراسلہ خبرون اور
مضامین کو جو جد اجدا کرتے وقت عنوان خط وحدانی مین یہ عبارت لکھدیتے ہین (اسکا ہمارے خاص نامہ نگار کی طرف سے نہونا) اس عبارت
کو طمسًا لکھ کر اپنی خاص نامہ نگاروں کی یا نمائندگی اور دیانتداری کی قلعی کھول رہی ہین +

[۲۵] ملک روم مین اب ایسا امن ہے کہ سونا اُچھالتے چلے جاؤ کوئی نہ چھوے۔ اور زمانہ گزشتہ مین بھی یہی حال تھا
دیکھو مظاہر الحق مصنفہ ڈیلیورٹ صاحب (قزاقی پچھلے دس بارہ سال مین جو اس قدر بڑھ گئی ہے۔ (باقی در سر صفحہ)

کی چھوٹی سی جبہ فوج سے جس کی تعداد ہزاروں تک ہے۔ جس کو رحیم گورنمنٹ روس نے اس جگہ دھکیل دیا کہ روس کے لائق منتظمون نے جب یہ دیکھا کہ وہ اس نہایت ہی سست قوم کو کام کرنے پر نہیں اکسا سکتے۔ اور نہ ہی اس کثیر تعداد کو نہلسٹون کیطرح پھانسی دے سکتے ہین۔ تو انہون نے اپنے کوڑے کرکٹ کو بھائے کی بلخ مین پھینک دینے کی قدیمی مکارپالیسی پر عمل کیا۔ ان جلاوطنون نے کردون کے ساتھ مکر اپنائے کو چکہ ہین ترقی کا طوفان عظیم برپا کر رکھا تھا۔ ان مسلح آدمیون کے گروہ در گروہ اپنے اپنے افسرون کے زیر کمان سلطان کی امن خواہ رعایا کے ساتھ علی جنگ کرتے رہتے تھے اور جب فراقی سے تھک کر با امن زندگی کے خطوط حاصل کرنا چاہتے تھے۔ تو ریندارون کے گھرون مین خواہ وہ ارمنی ہون یا مسلمان کیونکہ یہ نزاع مذہبی تعصبون سے سراسر مین فروکش ہوجاتے تھے اور ان لوگون کو مجبور کرتے تھے کہ اپنے اور اپنے گھوڑون کے لیئے رسد و سامان دینے پر مجبور کرتے تھے

معاملات کی ایسی حالت ہی جس کے معالجہ کیلئے سلطان نے اپنے آپ کو متوجہ کیا یورپین صلاح دینے والون سے کسی عمدہ چارہ جوئی کا حاصل کرنا بیفایدہ تھا۔ بس الکانو ہی مشورہ ہے کہ کل بے ایمان مسلمان گورنر جو مذہبون سے بجز عیسائیون کو لوٹ رہے اور برباد کر رہے ہین یک قلم موقوف کر دیئے جائین۔ نگرانون کی رعایا کی خوش قسمتی سے اعلیحضرت سلطان عبد الحمید کو تخت پر بیٹھے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ ان کو وہ حالات معلوم ہوگئے جو یورپین طاقتون کے خیال مین بھی نہ آئے تھے۔ گو ان کے بڑے بڑے تنخواہ دار قونسل انہین خبرین دیتے رہتے ہین۔ تو اقراقی کو دور کرنے کے لیئے امیر المومنین کی تجاویز کی سلطنت کے کل عیسائی اور ترکی اخبارات دونون نے اور ہر شخص نے جو واقعات سے اچھی طرح سے واقف ہو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اس مطلب کو پورا کرنے کے لیئے یہ نہایت ہی مناسب اور شایان ہین سلطان نے اس بات کو امکان ہی کبھی انکار نہین کیا۔ کہ نڈن کے مجسٹریٹون اور ججون کیطرح روم کے مجسٹریٹ اور جج بھی شاید بعض اوقات ناجائز افعال کے مرتکب ہوتے ہون۔ اور اسی لیئے پہلے ہی تمام والیون (گورنرون) اور متصرفون (کمشنرون) کے نام حکم جاری کیا گیا۔ کہ وہ اپنی اپنی گورنمنٹون کی عدالتہائے ماتحت پر اور مسلسل اور سخت نگرانی رکھین اور ذرا سی ناجائز حرکت کے بھی معلوم ہوجانے پر وزیر عدلیہ معدلت عامہ کے حضور مین رپورٹ کرین۔ اس حکم کی تعمیل سے اگرچہ ضرور بہت سی بے ایمانون کا پردہ فاش ہوجاوے گا اور بہت سے بدچلن عہدے دار گرفتار ہوا کریں گے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶) بہ صرف اون سرکشیا والون کی کرتوت تھی جس کو روسی گورنمنٹ ہر سال التعویض کے لیئے اپنے ملک سے نکال کر ممالک عثمانیہ مین وکیل دیا کرتی تھی۔ یا اون عیسائیون کی ماجرا پرون سے سرزد ہوتی تھی جو عموماً ممالک عثمانیہ مین کوئی نہ کوئی مساد کھڑا رکھنا چاہتے ہین +

تاہم اکثر تغییر پذیر اصلاحون پر عمل شروع ہوجانے پر ممالک غیر کے برانگیختہ کرنے والے ایجنٹون کی بھی بیشمار فائدے اور مالی منافعے روک جاوین گے۔ کون نہین جانتا کہ ہمارے ہندوستان کے دہقان بھی اپنے آزیری (بلتنخواہ) بڑے بڑے عہدے دارون پر اس قسم کی نگرانی کیے جانے کو کیسے دل جمعی سے ہین؟ بیشک بقول ایک مشرقی اخبار لیفنے یونٹ ہرلڈ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۸۸ء کے بیلین قاضیون کی تحقیر اور انکے مرتبون کی پیمودگی کا نظارہ بہت ہی بڑا اطمینان بخش ہوگا۔!

دوسری عملی اصلاح یہ ہوئی کہ ملکی پولیس اور جنگی پولیس انہی اصلاع سے بھرتی کیجانی شروع کیگئی۔ جن کی اونہون نے حفاظت کرنی تھی۔ کیونکہ ایک جنگلی ملک کی پہاڑیون اور گھاٹیون مین مفسدون کا گرفتار کرنا کام ہی کامیابی سے چل سکتا ہے جب کہ شکاری ملک کی نشیب و فراز سے اپنے شکار کیطرح واقف ہو۔ اسی لیے فسادات کے روکنے کے لیے باقاعدہ فوج کی بہ نسبت باشی بوزک (بےقاعدہ فوج) زیادہ کارآمد ثابت ہوئی ہے۔ اسی ضلعے کی زبان بولتی ہے۔ اور اپنے دوستون اور رشتہ دارون مین ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی خبرین پاکر اون کمینگاہون مین جا پہنچتے ہیں جن مین وہ آدمی جو فاصلے سے آدین اچانک پکڑے جاتے ہین۔ اس موسم سرما مین قزاقون کی تحقیق کا کام بڑی عمدگی سے جاری رہا ہے۔ اپنی پہاڑی بلندیون سے سردی کے مارے نکلکر وہ اون دیہات اور چھوٹے چھوٹے قصبون مین پناہ گزین ہونے پر مجبور ہوئے جن مین وہ اپنی بیکاری کے موسم مین مالکون کیطرح بسر کرنے کے عادی تھے۔ اور جونہی وہ ایک دفعہ وہان آئے زمینداروں نے جو ان ظالمون کی اتھون تنگ آچکے تھے۔ فوراً انکو عدالت کو حوالہ کر دیا۔ چند ماہ اور اسیطرح کام جاری رہنے پر جیسا کہ اس[1] موسم سرما مین رہا ہے۔ ایشیائے کوچک یوروپین سیاحون کیلئے ویسا ہی محفوظ ہوجائے گا جیسے کہ سکاٹلینڈ کی مسطحات ہین۔ اور لطف یہ کہ اون سے بہت کم خرچ ہوگے۔

اب مین اس مخزانہ انسٹی ٹیوشن (آئین دستور) یعنے قیام قونسلان ممالک غیر کے بارے مین کچھ کہنا مناسب سمجھتا ہون۔ تو فصل بظاہر اس واسطے مقرر کیے جاتے ہین کہ اپنے اپنے ممالک کی رعایا، کی جن کی طرف سے کہ وہ مقرر ہون حفاظت کرین۔ مگر روم مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مقرر شدہ مفوضین کے ہمقوم و ہموطن ہی نہین ہوتے۔ بلکہ اون کی زبان تک بھی نہین بول سکتے۔ ایک دفعہ مجھے کسی تجارتی معاملے پر کچھ معلوم کرنے کی ضرورت ہوئی۔ انگریزی قونسل سے دریافت کرنے پر مجھے یہ عجیب و غریب عجز معقول انگریزی جواب ملا کہ "کانسکے مین انگریزی بول سکتا ہون" [illegible] مین یہ بیان کرتا ہون کہ اوسکی اس ناقابلیت کیوجہ سے مجھے بڑا نقصان اوٹھانا پڑا۔

ایک دن ایک جزیرے کے گورنر سے آثار کھنگو مین ایک خاص یوروپین سلطنت کے قونسل کا ذکر آگیا

[1] یعنے ۱۸۸۸ء

اوس ذات اقدس اور اوسکی گورنمنٹ کا مین تمام مہین لیتی ۔ ۰ ابھی یہ چلنی کیونکر سے بڑا مشہور ہو رہا تھا۔ گورنر نے بیان کیا کہ یہ ایک ایسے ملک کیطرف سے قونسل ہے جس مین یہ آج تک کبھی نہین بیٹھا اور نہ اوس ملک کی زبان کا ایک حرف تک بول سکتا ہے۔ اوس ملک کا صرف ایک ہی باشندہ اس جزیرے مین رہتا ہے۔ جو بڑا شریف آدمی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اوس نے آج تک اپنے قونسل سے گفتگو تک نہین کی ہوگی۔

مینے سوال کیا کہ اس قونسل کی گورنمنٹ اسکی نسبت کچھ تو جانتی ہوگی؟ جواب ملا۔ ہرگز کچھ نہین تو اس قونسل کا عہدہ جو یہ شخص رکھتا ہے۔ اس قصبے کی قونسل جنرل کے اختیار مین ہے۔ اور جب قونسل بوجہ نیابت یا رعایتاً کسیطرح مقرر کیا جاتا ہے۔ تو صرف باہمی سے فرمان منظوری حاصل کرنا باقی رہ جاتا ہے۔ جو غلط ایک ضابطہ سی بات ہو۔ پس فرمان کے حاصل ہوتے ہی وہ اپنے عہدے پر قایم ہو جاتا ہے۔ اور اپنے اوازمنصبی برت سکتا ہے۔ مین نے کہا۔ جناب اس قونسل کی نسبت کچھ ایسا اچھا خیال رکھتے نہین معلوم ہوتے۔ جواب ملا۔ یہ کچھ ایسا بہت نہین۔ مین جانتا ہون اس کا گہر قزاقون کے لیئے پناہ ہے۔ اور اسکی کل ملاقہ قزاق ہین۔ خلاصہ کلام مین اسکو جزیرے پر مین ایک بڑا خطرناک ڈاکو سمجھتا ہون۔ مینے اسکی حرکات کی نگرانی کے لیئے پولیس اور فوجی سپاہیون کی ایک جماعت مقرر کی ہوئی ہے۔ مین نے کہا۔ اگر اسکی گورنمنٹ کو یہ سب حال معلوم ہو جائے تو کیا اوسے موقوف نکرے؟ اوس نے جواب دیا۔ مین نہین جانتا۔ قونسلون اور خاصکر ویسی قونسلون کی تقرری قونسل جنرلون کے اختیار مین ہے۔ اور کہشر کس عورت کی سفارش پر یا اوسکی خواہش کے مطابق مقرر ہوتے ہین یہ لوگ عموماً مقامی حکام کے ساتھ ایک قسم کی ملکی لڑائی کرتے رہتے ہین۔ اور اجرائے کاروبار مین دشمنون کیطرح مخل ہوتے ہین۔ مینے کہا۔ جناب عالی اس معاملہ مین ضرور دخل بتا ہوگا۔ اوس نے کہا۔ ہرگز نہین سب کوئی قونسل یا نائب قونسل مقرر ہو جاتا ہے۔ تو باب عالی کو خواہ مخواہ فرمان منظوری عطا کر دینا پڑتا ہے اگر وہ ایسا نکرے۔ تو اوسپر قونسلی تقریرون اور قونسلی عدالتون کے قیام کے متعلقہ عہدنامہ کی خلافورزی اور انحراف کا الزام عاید ہوتا ہے۔ حاصل کلام عثمانی گورنمنٹ اور واجب تعلقات باہمی کے معاملات مین اسقدر پیسی ہوئی ہے کہ کوئی اور گورنمنٹ بھی پابندیون مین آنا کبھی قبول نکرے۔ اسی قونسل کی نظیر لے جس کا ابھی ذکر ہو رہا تھا۔ پولیس کی کتابون پر اس وقت اوس شخص کے برخلاف آسایش عامہ مین مخل ہونے کے بیشمار جرم موجود ہین۔ مگر مین اسے سزا نہین دے سکتا۔ وہ ایک نائب قونسل ہے۔ اور وہ ایک ایسی گورنمنٹ کی حفاظت مین ہے جسکی وہ رعایا نہین۔ اور جس گورنمنٹ کا صرف ایک ہی باشندہ اس جزیرے مین رہتا ہے مگر یہ آدمی اسطرح حفاظت پاکر مقامی گورنمنٹ کو ایک پرکاہ کے برابر نہین جانتا اپنے گھر مین

ڈاکوؤن کو اُتارتا ہے۔ اور اوان ہی اپنے ذاتی دشمنون پر حملہ کرانے لوگون کے عمدہ عمدہ جانور چوری کرانے اور اسیطرح کے اور کام لیتا ہے۔ پر قونسلی جھنڈے کی پناہ مین کہلم کہلا ڈاکوؤن کو پناہ دیتا ہے اور ویسا ہی کہلم کہلا میرے اختیار گورنری کا مقابلہ کرتا ہے۔ اگر آپ کہین تو مین جناب کو چوتیس جورون کی ایک نقل بھیجدون۔ جو اس وقت ہمارے اس وئیس قونسل پر عائد ہین"

میرے دوست نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اور دوسرے دن مجھ کو اون جرمانون کی نقل جو پولیس جسٹیس مین اس وئیس قونسل نائب قونسل اسکے برخلاف دین تھے پہونچگئی۔ کہا بالا کی فہرست تھی اسمین کتون کو بندوقون سے جھونکدین۔ کیونکہ انہون نے اسکے ایک پیارے تازی پر بھونکنے کی جرات کی تھی شکار۔ ماہی بین وغیرہ کا ایٹ کا استعمال کیا۔ اور نہ جانے کتنے وزنون مین کیا۔ کہ نہ صرف چھوٹی چھوٹی شیطان ملکہ کورنر کا اصل جہازہی اسطرح تھہرایا۔ کہ گویا ایک بڑے زلزلے نے اُسکو تہ وبالا کر دیا۔ ایک معزز خاندان کے متعلق آدمی نے جو اپنے چار بچون کے ساتھ سنام کو گھر آرہا تھا اس مہیب آدمی کے ایک کتے کو اپنے ایک چھوٹے بچے کو بڑی بیکے ہاتھ لاٹھی سے مارا۔ اس جرم پر قونسل صاحب اوس بیچارے پر لپک پڑے اور اوس کو سر کوا اسا ضرب کیا۔ کہ اب تک باوجود کئی سال گزر جانیکے وہ شخص ان صدمون کیوجہ سے بیمار ہے۔

مندرجۂ ذیل کہانی کو جو کہ مینے ایک حاضر الوقت کو چشم دید بیان سے سنی ہے بیان کرکے مین اپنی دل کے قونسلون کے ناپسندیدہ مضمون کو ختم کر دیتی ہون جب کہ اسمٰعیل پاشا جزائر مین سفر کر رہا تھا۔ وہ کیدن جزیرۂ کوس مین وارد ہوا۔ اوسکی آمد کے دوسرے دن انگریزی قونسل نے سرکاری طور پر ملاقات کی پاشا نے ترجمان کے ذریعہ اوس سے گفتگو کی اور اوس سے کئی معقول سوال کیے کیونکہ اسمٰعیل ایک بُرا زیرک آدمی ہے اور ان مقامات کے متعلق جنمین کہ گزر ہو پوری واقفیت حاصل کر لیتا ہے شیرینی اور چاء کی تواضع کے بعد ہمارا معزز قونسل معمولی آداب بجاکر رخصت ہوا۔ آدہ گھنٹے کے بعد فرنچ نائب قونسل حاضر ہوا۔ اور اوسکی بھی ویسی ہی تواضع کیگئی جیسی اوسکے انگریزی ساتھی کی ہوئی تھی اوپاشا نے اوسکے ساتھ بھی ویسی ہی گفتگو کی جیسی کہ اوسنے پہلے ساتھی کے ساتھ۔ مگر چند منٹون کے بعد وہ یکلخت رُک گیا۔ اور قونسل کو بنظر غور دیکھ کر کہا "مجھے خیال پڑتا ہے کہ مینے تمہارا چہرا پہلے ہی دیکھا ہے۔ مگر یاد نہین پڑتا کس جگہ دیکھا ہے"۔ اوس نے جواب دیا "ان حضور مینے اس صبح ہی بحیثیت نمائش کونسل جناب سے ملاقات کرنیکا فخر حاصل کیا تھا"

اہا! ایک تم انگلش اور فرنچ دونون کے قونسل ہو؟ جواب ملا۔ ہان حضور ایسا ہی ہے۔ پاشا نے پوچھا اور کتنی ایک سلطنتون کے وکیل ہو جواب ملا اور پانچ کا یعنی مین علامات سلطنتون کیطرف سے قونسل ہون۔ اور اس جملے قونسل بھلا مانس نے ان سلطنتون کے نام سنا دیئے۔

سوال اسمبل "تم بہ حیثیت انگلش اور فرنچ قونسل کے مجھ سے ملاقات کر چکے ہو۔ کیا تم باقیماندہ سلطنتوں کی حیثیت مین بھی ملاقات کرنیکا ارادہ رکھتے ہو؟"

جواب "ہان جناب۔ ایسا کرنا مین اپنا فرض قرار دیتا ہون"

اسپر اسمبل نے ہنس کر جواب دیا۔ کہ مین تمہاری انہی ملاقاتون سے جو تمنے دو بڑی سلطنتون کے نایب ہونے کی حیثیت مین کی ہین۔ ایسا خوش ہوگیا ہون کہ اب تمہارے باقیماندہ پانچ سلطنتون کی حیثیت مین ملاقات کرنے کی ضرورت نہین جب شمام کے وقت اسمبل سیر کے واسطے سوار ہوا تو اوسنے اس اشدہ شریف کو قونسل کے مکان پر سات مختلف قومی جھنڈے لہراتے دیکھ کر خوب قہقہہ اڑایا۔

دوسری سلطنتون کے جایز وعدون کو پورا کرنے اور اونکو کسی قسم کی بخشش نہ پہونچانے مین باب عالی کے بیحد تردد سے اکثر اوسکی اپنی رعایا کو بہت تکلیفین پہونچتی ہین۔ ان تکالیف کی ایک نظیر تھوڑا ہی عرصہ ہوا مجھے معلوم ہوئی ہے۔ جزیرہ کریٹ مین کے سوا مال پر شکار ماہی کا ٹھیکہ دو ہزار پونڈ سالانہ پر وہان کے یونانی ماہی گیرون نے لیا ہوا ہے تھوڑی مدت گذری ہے کہ چند اٹالین ماہی گیرون نے اونکی محفوظ شکارگاہون مین چوری شکار پکڑا۔ اسپر قدرتی طور پر فساد ہو پڑا۔ اور یہ جھگڑا جیسا کہ عموماً ایسے فسادون کا انجام ہوتا ہے زد و کوب تک پہونچ گیا۔ اور اٹلی والون کو سخت ضرر بدنی اور مالی یونانیون نے پہونچایا۔ اٹالین قونسل کے پاس یہ شکایت کی۔ کہ ماحق اونکے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہے۔ اس پہلے فاسد نے یونانیون کے دعوے کی اس درجہ اعانت کی۔ کہ یونانی جو صرف اپنے حق کے بچاؤ کے واسطے جس حق کیلئے کہ وہ روپیہ ادا کر چکے تھے لڑے تھے جیلخانے مین ڈالدیگئے۔ جہان سے وہ چھ مہینے کے بعد ایک لبڈی کے رحم سے نکالے گئے جس کو تمام واقعات کی اچھی طرح خبر تھی۔ اور جس نے بڑی تعلیقون اور تصدیقون کے بعد اس معاملہ کو امپریل گورنمنٹ کنسٹنٹ مین پہونچایا۔ اس اثناء مین جزیرہ کاندی کی گورنر معطل کیا گیا۔ اور وہ تمام مقرنین جنہون نے یونانیون کی طرفداری کی تھی جیلخانے مین ڈالدیئے گئے ہوئے ہے مگر جو انہی اس معاملہ کی واقعی کیفیت قسطنطنیہ مین معلوم ہوئی (امر واقعی کا قسطنطنیہ مین پہونچنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اوس کے چھپانے مین اگر کسی نہ کسی کا ضرور فایدہ ہوتا ہے) گورنر بحال کیا گیا قیدی بری کیے گئے۔ اٹالین قونسل جنرل متعینہ سمرنا موقوف کیا گیا۔ اور کونٹ کورٹی اٹالین سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو جہان کا چلن کم از کم بہت ہی ظالمانہ رہا تھا سخت دھمکی دیگئی۔ اس مقدمہ مین یہ بھی ظاہر ہوا کہ اس وائس قونسل کے پاس جو اس تمام ناانصافی اور تکالیف کا باعث ہوا تھا۔ کوئی سرکاری فرمان تقرری کا موجود نہ تھا بلکہ وہ اصلی عہدے دار کا جو اس وقت غیر حاضر تھا صرف ایک قسم کا قایمقام تھا۔

ان چھوٹے چھوٹے واقعات سے جن کی صداقت کی مس بذات خود ذمہ دار ہون میرے ہموطنون پر اچھی طرح

واضح ہو جاوے گا۔ کہ قبل اسکے کہ مغربی دول ترکی گورنمنٹ پر اصلاحین جاری کرانے کے لیئے اس قدر پر جوشی سے زور دین۔ اور سلطان کی آنکھ مین سے خاکا دور کرنے مین اتنا خطراب ظاہر کرین۔ انکو پہلے اپنی آنکھوں میں سے فولسلی ستہتیر کے دور کرنیکی کوشش کرنی چاہیے۔

سوشل فلاسوفی (فلسفہ تمدنی) مین یہ عام مسئلہ ہے کہ کسی قوم کی شائستگی کا اندازہ اسکی عورتون کی حالت کے موازنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ جنوب مشرقی یورپ مین عورتون کی حالت اوس شائستگی کا ایک بہت ہی تھوڑا درجہ بتلاتی ہے۔ جو انہون نے ترکون کے زیر حکومت حاصل کی ہے اچھل کے زیادہ تر مسئلہ عورات کو بغور دیکھ کر (اگرچہ مجھے اب تک یہ معلوم نہین ہوا کہ یہ مسئلہ جسپر کہا جاتا ہے۔ کہ ہم عورتون بڑا شور و غل کر رہی ہین ہے کیا چیز ہے) مجھے یہ مجبوراً کہنا پڑتا ہے۔ کہ قبل اس فیصلہ کرنے کے کہ آیا مین ان عورتون کو ترجیح دون جو اعلیحضرت امیر المومنین عبد الحمید کے زیر حکومت ہین یا انکو جو ہماری مہربان ملکہ کے ماتحت ہین مجھو ایکبار دو بار بلکہ سہ بار سوچنے کی ضرورت ہے۔ ایک امر پر تو مین بیشک قائل ہون کہ مغربی یورپ مین عورتون کی طرز زندگی اسلامی ممالک کی عورتون کی طرز زندگی کی حالت سے کئی درجہ بڑہ کر ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھ لینا چاہیئے کہ یہ فوقیت صرف اعلیٰ ترین[1] اور اعلےٰ تر درجون ہی مین پائی جاتی ہے ہماری مخنی

[1] مین اسجگہ شہزادی عباجہ کی رائے سے متفق نہین ہون کیونکہ جو آفتدار اور اختیار درجہ اعلےٰ مین ہی ترکی محذرات کو حاصل ہیں وہ بہلا مغربی امیر زادیون اور لیڈیون کو کہان نصیب۔ ہان ہی یہ بات۔ کہ نہین یہ آزادی نہین کہ غیر مردون کے ساتھ اپنے خاوندون کے روبرو کمرہ مین یا ہین ڈاکٹر جیتی ہرین مسٹر آرکیبالڈ ہارٹ اپنی کتاب یہ مشرق اور مشرقی خیالات کی جلد دوم کے صفحہ ۱۱۴ مین لکھتے ہین۔ کہ "ہم سب خیال کرتے ہین کہ مشرق مین مستورات اپنے خاوندون کے ہر وقت خائف اور لرزان رہتی ہین مگر مجھے یہان آکر اوس کے برعکس معلوم ہوا ہے۔ اور خود ترکی لیڈیون کی شہادت سے مین ایسا ترکی لیڈی کی رائے کو ہی اسبارے مین نقل کرتا ہون۔ خاطر خانم کہتی ہین کہ ہماری حالت کسی امر مین مردون سے کم درجے پر نہین۔ اگر ہم اون کی جلسون مین شریک نہین ہوتین تو ویسے ہی وہ بھی ہماری محفلون مین دخل نہین پاتے۔ اور ہمین خسارہ انہی کو ہے۔ خاوند محنت کرکے روپیہ کماتا ہے۔ اور اوسکی بیوی اُسے خرچ کرتی ہے۔ عورت اپنے خاوند کے جاہ و حشمت اور مال متاع سے کافی حصہ پاتی ہے۔ بلکہ اوس سے زیادہ شان و شوکت مین بسر کرتی ہے۔ اگر وہ متمول ہے۔ اور اوسکی سلام کو (مردانہ نشست گاہ) ملازمون اور ملاقاتیون کو جاتے تو ویسے ہی اوسکی بیوی کے کمرون مین بھی اوسکی ویسی ہی خدمتگارین موجود ہین۔ اور اوس کے پاس بھی ملاقاتین آتی ہین۔ اگر وہ وزیر ہے اور امرائے سلطنت اسکی سلام کو حاضر ہوتے ہین تو اوس کی بیوی کے پاس بھی اون امرا کی بیویان آتی ہین۔ اگر اوس کا خاوند شہنشاہ کے دربار (پیری) مین شامل ہوتا ہے۔ تو بمطابق اوسکی بیوی بھی اپنی شہنشاہ بیگم کو سلام کرتی ہے۔ یعنی بیگمات و محذرات (خاوین اور سلطانہ) کی حضوری مین باریاب ہوتی ہے۔ ایک ترکی لیڈی اون

جماعتون کی حالت پر تھوڑا سا غور کرنے پر بھی ایک منصف عیسائی کو واضح ہو جائے گا۔ کہ وہ تنگدستی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲) پولیٹیکل مصایب و خطرات سے بالکل محفوظ ہے جن مین اوس کا خاوند گرفتار ہو سکتا ہے بلکہ زندگی اوسکی جایداد بلکہ اوسکا کل مکان ضبطی وغیرہ سے مصون اور محفوظ ہے۔ اوسکی زبان اوس کی اپنی ہے۔ اور نہ ہی خاوند۔ یا شایا سلطان اوسے بند کر سکتا ہے۔ اگر خاوند بیوی کو طلاق دے سکتا ہے تو بیوی بھی اپنے خاوند سے خلع کر سکتی ہے۔ اور فرزند نرینہ کی مان تو گھر کی مالک ہی۔ مذہبی عبادت مین مرد اور عورت برابر ہین دونون کے لیئے نماز یکسان ہی دونون حاجی کہلا سکتے ہین اور اسی حج ہر ایک کیلئے مساوی ہین۔ عورتون کو ویسی ہی آزادی ہے جیسی مردون کو بلکہ سیر سیاحت میل ملاقات خرید و فروخت اور حمام کرنے مین یہ مردون سے بدرجہا زیادہ تفریح اٹھاتی ہین ہر ایک عورت کی جایداد مرد کی جایداد کیطرح مامون ہے۔ بیوی کی جایداد اوسکی اپنی رہتی ہے۔ اور تمہاری بیٹے (عیسایون) کیطرح شادی پر خاوند کی نہین ہو جاتی۔ عورتون کو بھی مردون جیسی تعلیم ملتی ہے۔ بلکہ مدارس مین لڑکیون کی تعداد لڑکون سے زیادہ ہی۔ نہایت ہی مشہور زندہ شاعرون مین تین عورتین ہین۔ انمین سے ایک پری شیخ خانم سلطان مصطفے کی پرائیویٹ سیکرٹری تھی۔ محمد علی پاشا خدیو مصر کی خفیہ خط و کتابت کرنیوالی سیکرٹری و والیدہ ابراہیم پاشا تھین۔ عورتون کا مرد آنا ادب کرتے ہین جتنا کہ وہ نہین کرتین۔ اور جب کوئی عورت کسی مرد سے ہم کلام ہوتی ہے تو وہ مودبانہ اپنی آنکھین نیچی کر لیتا ہی (سر عسکر پاشا جو کل سلطنت مین اعلےٰ عہدہ دار ہے اور سلطان کے دو دامادون کا سر پرست یا باپ ہی۔ (وہ اوس کی غلام تھے اور ترکی لائق غلامون کو فرزندون سے زیادہ عزیز اور محترم رکھتے ہین۔ تمزم) گل خانم کے سامنے کبھی نہین بیٹھتا۔ وہ مشہور حسن پاشا کی جو سر عسکر پاشا کا سرپرست یا باپ ہی ہین ہے) اب بتاؤ ہم کس چیز مین اپنے خاوندون کی غلامون مین ہی؟ اور کس امر مین یورپ کی عورتون سے کم ہین؟ کیا صرف اس لیے کہ ہمارے چہرون کو مرد بیحیائی سے بالمقابل اور عیشکون مین سی نہین گھورتے؟ ہم خاوندون اور بیویون کو ایک دوسرے کو حسب دلخواہ پسند کرنے پر بڑا فخر ناز کرتے ہو۔ مگر کیا تمہارے ازدواج ہم سے زیادہ حسرت بخش ہین؟ اور کیا تمہارے پاس بصورت ناپسندیدگی ہو جانے کے یا مرضی نہ ملنے کے الگ ہو جانیکا بھی کوئی وسیلہ ہے؟ بھلا بتاؤ تو سہی اوس خاوند کا کون بیوی ذرہ بھر بھی پروا کرے گی جو غیر عورتون کے ساتھ اوسکو بغل مین دبائے ہوئے ہنستا اور کھلی مچاتا پھرتا ہو۔ اور کون خاوند ایسی بیوی کو محبت اور پیار کر سکتا ہے جس کو دوسرے مرد آنکھیان دیتے اور نچاتے پھرتے ہون"

اسی کتاب کے صفحہ ۹۰ مین مصنف موصوف تحریر فرماتے ہین "مین بڑا حیران ہون کہ وہ یورپین ہی جو عورتون کو مشرق مین دیکھے ہین اوس عزت و امتیاز سے جس سے ترکی لیڈیان بسر کرتی ہین بہت کم واقف ہین" مردون کا عورتون کے بدرجہ کمال فرمانبردار ہونیکی مندرجہ ذیل مثال دیکر وہ لکھتی ہین۔ کہ زبردست سے زبردست اور بڑے سے بڑا ہی اس سنوخ و اقتدار سے جو والدہ کو اپنی اولاد پر حاصل ہی خلاصی نہین پا سکتا مثال کر وہ کہ ابراہیم پاشا (فاتح یونان شام و مجار) ایک مدت تک اپنی والدہ کو حرم مین گذارش مدعا کرنیکے لیئے مناسب موقعہ کی تاڑ مین رہا۔ اور جب اوس کو اندر آنے کی اجازت ملی تو سر (باقی اگلے صفحہ پر)

کی غلامی جس سے ہماری نگدست عورتین نکلیف اوٹھا رہی ہین - اور جس غلامی کی حالت مین وہ محنت کرتی ہین - نیز یان ترک کی بیوہ اور رکھیون کی تکالیف ہی وہ بدرجہا بڑھ کر ناقابل برداشت رنج دہ ہے - منکوحہ عورت کی جایداد کے بحیث کی شرایط جو انگلستان مین اب نافذ ہوا ہے مدتون سے ترکی مین بطور قانون کے جاری ہین - ایک ترکی لیڈی کی جایداد شادی کے بعد بھی اوسکی اپنی رہتی ہے - البتہ اوس قسم کی آزادی جو کارخانجات کی ملازمہ عورتون - دھوبون اور درزنون کو حاصل ہے خوش قسمتی سے ابھی مشرقی بہنون کو معلوم نہین ہے - اور بمقابلہ یورپ مین ذرا نہین جھجکتی کہ جتنے عرصہ تک یہ اون کو معلوم نہ ہو آنا ہی اچھا ہے - ایک ایسے شخص کی بیوی کی عزت جو دو سو ہتھے مین ایک پونڈ سے کم کی بے ثبات آمدنی رکھتا ہو - اور اوسی مین بچون کو کھلاتا اور پرورش کرتا ہو - ایک ایسی قسم کی عزت ہے جس سے مین بخوبی واقف ہون کہ ترکی عورتین بہ درازنک فائق رہین - عیسائی اور مسلمان ملکون کو غربا کی حالت مین جو اختلاف ہے (اور یہ سب جانتے ہین کہ دونون قسم کے ممالک مین غربا کی آبادی کا بہت بڑا حصہ ہین) وہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳) اپنی والدہ کے پاؤن چوم کر جیسے ہی انکار کیا اور ڈیڑھ گھنٹہ تک والدہ کے حضور مین دست بستہ کھڑا رہا - اوسکی درخواست کا مضمون ہی عجیب تھا جس کو چند سال پیشتر محمد علی پاشا نے اپنی ملک کی راہ و رسم کی پروا نہ کرنے کی کمزوری عادت اپنی بیوی کی (جو ابراہیم پاشا کی مان تھی) ایک عادہ سے راہ و ربط پیدا کر لیا - اسپر قادین نے سخت ناراضگی ظاہر کی - مگر محمد علی نے بجا و معافی طلب کرنیکے اوسکی خفگی کی کچھ پرواہ نہ کی - بیچارہ اوس نے اوسکے مکان کو چھوڑ دیا - اور اوس وقت سے قلعے مین اپنے الگ مکان مین رہائش اختیار کر لی - اتنی بڑی بداعتمادی اور بے عزتی کو محمد علی جیسا شخص بھی تا برداشت نہ کر سکا - اسنے صلح کی درخواست کی - مگر اوسکی تمام کوششین بے اثر رہین - اوس قادین نے جس نے محمد علی کے بیسے فرزند ہی نہین بلکہ شیخ و وزراء و امیرون تک کو زیر کیے تھے - یہی گستاخی کے بعد جو محمد علی سے سرزد ہوئی اوسکی درخواستون کا جواب تک بھی نہ دیا - اور یہی جواب دیتی رہی مین نہین جانتی محمد علی پاشا کون ہے لیکن اسی اثنا مین اوسکا بیٹا توسن پاشا مر گیا - اور اس صدمے سے محمد علی کو ایسا سکتہ ہوا کہ وہ سخت بیمار ہو گیا - اور اوسکی جان کے لالے پڑ گئے - اوس وقت اوسکی پاس گئی اور جب تک اوسکی زندگی خطرے مین رہی اوسکے سرہانے سے نہ ہلی - لیکن جس وقت وہ تندرست ہو گیا تو پھر اپنے مکان مین چلی گئی - اسپر محمد علی نے دوبارہ صلح کی کوشش کی - قادین نے جواب دیا - گو محمد علی پاشا نے اپنے فرض ادا کرنے مین کوتاہی کی - مگر اس وجہ سے مین اپنے فرائض مین کوتاہی نہ کرسکتی تھی جسنے اپنا فرض ادا کیا ہے - وہ تندرست ہو گیا ہے اور میری خدمت کی اوسکو احتیاج نہین رہی اور اب مین اوسکا ہونا نہ ہونا یکسان جانتی ہون - ایسی دوبارہ صلح جوئی کے وقت ابراہیم پاشا اپنی والدہ کی دربدولت پر حاضر ہوا تھا - اس فاتح شام اور ایشیائی کوچک نے اپنی محترم والدہ کی خدمت مین نہایت عجز سے التجا کی کہ وہ سیرائے مصر کی خطا معاف کرے - مگر اوسکی درخواست نامنظور ہوئی *

ایک ایسا اختلاف ہے جو آخر الذکر کی طرفداری میں ہے۔ اور اونکی فوقیت کو ثابت کرتا ہے۔ ہاں اسی ایک بات سے انکار کرنا بیفائدہ ہوگا کہ اعلےٰ درجہ کی یوروپین لیڈیان ترکی کے اعلےٰ درجہ کی جماعتوں کی مردوں کی بیویوں سے تعلیم و تربیت اور سلیقے میں کئی درجے بڑھی ہوئی ہیں۔ اور ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ فاصلہ کب تک اور کب تک اپنی فوقیت کا گھمنڈ کر سکیں گی۔ شاید ابھی اور چند نسلوں تک۔ کیونکہ ترکی میں کو بہت سی کمی پوری کرنی ہے۔ لیکن عبد الحمید کے مضبوط ہاتھ نے اس نیک کام کو شروع کر دیا ہے اور تعلیم نسواں نے اوسکی حکومت میں جو ترقی کی ہے وہ اعجاز سے کم نہیں۔

بہت برس نہیں گزرے کہ ایسی ترکی لیڈی سے مِلنا بہت مشکل تھا جو کتاب پڑھ سکتی ہو۔ یا معقول گفتگو میں شامل ہو سکتی ہو۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب میں پہلے پہل مشرق میں گئی جس کو صرف نو سال ہوئے ہیں تو میری ترکی سہیلیاں مجھ سے ہاتھ میں کتاب لیے ہوئے یا اُسے نے الحقیقت پڑھتے ہوئے دیکھکر سخت متعجب ہوتی تھیں جو گپیں اور بے فائدہ گفتگو تب ہم حرم کی نازنینوں سے سنا کرتے اور ان سے اونکی فابیت یا قوت کا ایسا بہت عمدہ خیال پیدا نہ ہوتا تھا۔ مگر اب جب کہیں میں بامفور رس پر چہار دن بعد گذر ہو جاتی ہوں تو ترکی لیڈیوں کو (وہ عورتیں جن کو کہ اکثر انگریز خیال کرتے ہیں کہ حرم سرا کے بردوں سے باہر نکلنے کی ہرگز اجازت نہیں) موجودہ علم ادب اور مخصوص الوقت مسئلوں پر بحث کرتے ہوئے اور ناطق انسانوں کیطرح گفتگو کرتے ہوئے سنتی ہوں۔

مگر ان بے ترتیب عورتوں کو چھوڑ کر میں ان چند واقعات کو جو میری نظر سے گزرے ہیں بیان کرتی ہوں ان سے، دوم میں تعلیم نسواں کو جو ترقی ہوئی ہے۔ وہ بخوبی واضح ہو جاوے گی کیونکہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ تعلیم اور صرف تعلیم ہی کے ذریعے سے نر کی عورت آزادی حاصل کر سکتی ہے جبتک کوئی جماعت یا جنس وہ علم ہو وہ ضرور بے وقوف رہیگی۔ اوسکو ضروری ضروری تعلیم دو اور پھر اگر وہ مقام مطلوب تک نہ پہونچ سکے تو اوسکی اپنی کوتاہی ہے۔ اعلیحضرت سلطان کی پولیٹیکل دانش اسی سے اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ انہوں نے اس پچھے اصول کو جو کہ ہمارے بہت سے ملکی مصلحوں کی نظر سے مفقود رہا ہے نہ اپنایا۔ اور اس امر کو جانکر مسئلہ عورت پر اندر کی طرف سے حملہ کیا۔ اور اندرونی حالات کو نظر انداز کر کے صرف بیرونی حالات کو تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کی۔

اگر ایک نر کی عورت کو جو بے علم اور طرز زندگی سے ناواقف ہو دفعتاً اپنی مغربی بہن کے درجہ مساوات پر لے لیا جاوے تو اُسکی حالت اوس مچھلی کی سی ہوگی جس کو پانی سے باہر رکھ دیا جاوے۔ اور اوس بد قسمت جانور کی مانند اوس کو تکالیف برداشت کرنی پڑیں گی۔ اوسکو مغربی آزادی میں ڈھلنے سے پہلے

اوس اخلاقی سطح تک پہونچانا چاہیئے جس مین وہ آزادی کو بغیر تکلیف کے برداشت کرنے یا بے قر بنفسے کے نباہ سکتی ہو۔ اسکو نئی ضروریات کے لائق بنانے کے واسطے جو کچھ کارروائی ہو رہی ہے بمندرجۂ ذیل امور بتائے دیتے ہین۔

۱۸۸۸ء کے اوائل مین مینے ترکیون کے ثانیہ ترکی سکول کا ملاحظہ کیا یہ ایک عالیشان مدرسہ ہے اسکی اپتڑل گورنمنٹ امداد کرتی ہے اور سلطان کی خاص نگرانی مین ہے۔ مین داخل ہونیکیلئے ایک بڑی دار دروازے سے گذرنا پڑتا ہے جس کے اوپر رومی کا شاہی نشان منقش کیا ہوا ہے بڑے دروازے دربان مجھ ایک فراخ کمرے مین لیگیا۔ میرے داہنے ہاتھ پر ایک خوبصورت زینہ نصف دایرے کی شکل کا بنا ہوا تھا زینہ پر سے ہوکر اور ہال سے گذر کر مین ایک خوبصورت اور تکلف کمرے مین داخل ہوئی جسکے وسط مین ایک لمبی میز بچھی ہوئی تھی۔ اوسکے گرد قریب چھوٹی چھوٹی کرسیان بیٹھی ہوئی یا اگر زیادہ درستی سے کہا جاوے تو یہ کہ معائنہ کنندگان کی تعظیم کیلئے کھڑی ہوئی تھین میز پر سادہ کام کی کچھ مقدار پڑی ہوئی تھی جس مین یہ جون سینیوالیان مشغول تھین۔ یہ اونکی اپنی پوشاکین تھین۔ اس وقت مین یہ آرزو کیئے بغیر نہ رہ سکی۔ کہ کاش کے انگلستان مین بھی سکولون کے معائنہ کیوقت انسپکٹرون کو ایسا نظارہ دکھائی دے مین اس پر تکلف کمرے اور اوسکی سجاوٹون کی تعریف ہی کر رہی تھی کہ مجھ کو ایک لیڈی معلمہ نے بتلایا کہ یہ تمام عمارت پہلے اولو پاشا کا محل تھا۔ اور گورنمنٹ نے ترکیون کے مدرسے کیواسطے اسے عطا کر دیا ہے۔ یہ سُن کر خواہ مخواہ مجھ اپنے ناتھمبرلینڈ ہاؤس کا خیال آگیا۔ کہ اب اسکی جگہ کیسا مزیدار ہوٹل بنا ہوا ہے۔ ۹۱

چھیون لیڈی معلمہ جن مین سے چار فرانسیسی بول سکتی تھین مجھ پر ہر ایک امر پر آگاہی بخشتی جاتی تھین مدرسے کی ڈایرکٹرہ لیڈی کلاوداس اسوقت آپہونچی اور مجھ کو تمام جماعتون کے کمرون اور خوبگاہون کا معائنہ کرایا۔ ان کمرون کے دیچون مین سے جو نظارہ میری آنکھون کے بیلغن نظر ہوا۔ وہ نہایت ہی لطیف اور دلآویز تھا میرے سامنے خلیج قسطنطنیہ واقع تھی۔ بادسیم گولڈن ہارن سے گذر کر دیچون مین داخل ہو رہی تھی۔ اور پسندیدہ وجاہل ترکی عمارتے ہواداری کے اس پیچیدہ مسئلے کو کمال خوبی سے سلجھایا ہوا تھا جو انگلستان مین ہمارے بورڈ سکولون کو تعمیر کنندگان کی نہایت ہی زبردست کوششون کو عجب مخمصہ مین ڈالدیتا ہے۔ تعداد طلبا ۲۰۰ ہے جن مین سے تقریباً ۱۰۰ بیرونی ہین سب کو مدرسے کی خرچ سے سکول مین کھانا ملتا ہے۔ خوابگاہین بہت وسیع اور خوب ہوادار ہین۔ ہر ایک بچہ کو ایک آہنی چارپائی ملی ہوئی ہے جس کے بچھونے اور چادرین دودھ کیطرح سفید ہین۔ اور شاید ہی کوئی سکول انگلینڈ مین معائنہ کنندہ کو ثانیہ سکول جیسی خوابگاہین دکھلا سکے۔ تعلیم کا نصاب یہ ہے ترکی زبان دانی پڑھنا۔ انشا۔ حساب۔ علم موسیقی (پیانو) گانا۔ اور سادہ اور کشیدے کا کام جسمین طالب علمون کی

لیاقت آزمائی کیلئے امتحان لینے کی درخواست کی جسکو معلم نے بڑی خوشی سے منظور کیا۔ آٹھ جوان ترکیون نے جن کی عمر نو سے چودہ برس تک تھی قالین پر گھٹنون کے بل اپنی ایڑیون پر بیٹھ کر تحریری یاد داشتون سے جو کہ اونکے ہاتھون مین تھین گانا شروع کیا۔ اور وقت اور سُر کی درستی کا خوب لحاظ رکھا۔ ذاتی طور پر مین ترکی راگ کو کچھ بہت پسند نہین کرتی۔ مغربی سامع کو وہ تقریبًا یک سُر معلوم ہوتا ہے۔ مگر ان بچون کو عمدہ تعلیم دیگئی تھی۔ اور اونہون نے یادداشتون کے مطابق گایا۔ نہ کہ سماعت کے ذریعہ سے پیانو (ایک قسم کا باجہ) پر بھی اونہون نے قابل آفرین مشق کی۔ مگر نقاشی اور کشیدے کے کامون نے مجھے خاصکر بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ ان دونون چیزون مین ہنر اور خوبصورتی کا سلیقہ ایسی عمدگی سے دکھلایا گیا جو درحقیقت تعجب خیز تھا۔ تعجب تو مین پہلے ہی ہو گئی تھی۔ مگر میرا تعجب حیرت سے بدل گیا جب مجھے معلوم ہوا کہ نمانیہ سکول صرف ایک سال سے قایم ہوا ہے۔ اور اس سے پہلے ان طالب علمون مین سے ایک بھی جن کی نقشون کا مینے ابھی معائنہ کیا۔ اون فنون سے جن مین اونہون نے اتنی بڑی ترقی کر لی ہے۔ ذرا بھی واقفیت نہ رکھتی تھی تعلیمی اسٹاف چار مقامی معلمات اور چار بیرونی معلمون پر مشتمل ہے۔ ماسٹر گانا بجانا۔ نقشہ کشی لکھائی سکھاتے ہین اور اوستانیان دوسری چیزین۔ شاگردنمین یا تو اعلےٰ ترین یا اعلےٰ ترجماعتون مین سے ہین۔ انکا لباس صاف مگر سادہ ہے۔ اور سوتی یا اونی کوٹ پہنے جاتے ہین۔ مدرسے کا ماہواری خرچ ۲۵۲۰ روپیہ ہے جس مین معلمون کے مشاہرے اور نوکرون کی تنخواہین شامل ہین۔ یہ رقم سلطان کی سرپرستی جنہون نے اس سکول کو قایم کیا ہے گورنمنٹ ادا کرتی ہے۔

اس معائنہ کے بعد مین امیر گیہان کے زنانہ سکول کی تقسیم انعامات کی وقت بھی موجود تھی اور اتنی بڑی ترقی پر جو تھوڑے ہی برسون مین حاصل کیگئی سخت حیران رہ گئی تھی۔ شریک مجلس عثمانی ترکی لیڈیان تھین جو کارروائی مین بڑا ذوق لیتی رہین۔ کتابین اور تمغے انعام مین تقسیم کیے گئے۔ صدر معلمہ منت خانم کی سوقت کی خوشی کا کہنا بڑی فرحت بخش تھا جب کہ اسکی شاگردنمین اپنی محنتون اور اوسکی کوششون کے نتیجون کو انعام لینے کیلئے جو انہون نے ساتھ کی تھین آگے بڑھتی تھین۔

مندرجہ بالا دلایل کیوجہ سے یہ کہنا کہ تعلیم قوم کی شائستگی کا پیش خیمہ ہے مین نے تعلیم نسوان کا خاص طور پر ذکر کیا ہے جس مگھ لڑکیون کی تعلیم کا اس قدر شوق ہو وہان لڑکونکی تعلیم سے کسی صورت مین غفلت نہین ہو سکتی اور روم اس قاعدے سے مستثنےٰ نہین۔ مین اسمگھ اون سکولون کی فہرست دیتی ہون جو اس وقت قسطنطنیہ مین موجود ہین اور جن سب کو سلطان حال نے قایم کیا ہے:-

(۱) اپسٹرنل سول کالج (۲) اس کا پریپرٹری سکول (۳) لا سکول (قانونی مدرسہ) (۴) مدرسہ تجارت

(۵) آرٹس کالج (سوتھ کنسنگٹس کے ٹیکنیکل کالج کیطرح) (۶) مدرسہ صنعت وحرفت (لڑکیون کے لیئے ٹیکنیکل سکول) (۷) صنعت وحرفت کا بورڈ سکول۔ (یہ بھی لڑکیون کے لیئے ہے)۔

علاوہ انکے فائن آرٹس (فنون لطیفہ) کے بہت سے سکول ہین۔ ایک کالج علاج مویشی کا۔ اور ایک سکول مختلف زبانون کے حاصل کرنیکا ہے۔ کئی طبی[۵۲۴] سول جنگی مدرسے اور بہت سے اور سول سکول موجود ہین جن کو سلطان عبد العزیز شہید نے قایم کیا تھا۔ دار الخلافے مین بیس کے قریب ہائی سکول ہین۔ اور صوبون مین ہائی سکولون کی تعداد جن کو امیر المومنین عبد الحمید نے قایم کیا ہے۔ سو سے زیادہ ہے۔ اور بیشمار پرائمری سکول انہون نے قایم کیئے ہین۔ اور ایسے سکول جن مین طالب علم اعلے کالجون اور یونیورسٹیون کیلئے تیار کیئے جاتے ہین سلطان المعظم نے مندرجہ ذیل مقامون مین قایم کیئے ہین۔ سمرنا۔ سیگنیشا۔ مناسطر۔ جنینا۔ بروصہ۔ کاراصہ۔ آدانہ۔ کاستامونی۔ ایدرنہ۔ نوپل۔ طرابزون۔ سیواس۔ دانماس۔ گرزنل۔ مین گیلی پولی سالونیکا اور خرپوت۔

مندرجہ ذیل مقامون مین پرائمری سکول ہین جن مین طلبا تعلیم پاکر دار الخلافے کے نارمل سکولون مین داخل ہوتے ہین:-

ایڈریانوپل۔ سالونیکا۔ کاسودا۔ البانیا۔ مناسطر۔ سمرنا۔ بروصہ۔ دیاربکر۔ خرپوت۔ سیواس۔ قونیہ۔ توکاد۔ ارضروم۔ کاستامونی۔ موصل۔ حمص۔ نوبلی۔ وان۔ طلیس۔ انگورا اور کریٹ۔ ان مقامون مین اور نئے سکول یا تو تعمیر ہوگئے ہین یا زیر تعمیر ہین۔ ایدن۔ طرابلس۔ رودس۔ کوٹیاہ۔ ارضروم۔ انگورا۔ یوزگد۔ قیصریہ۔ کرجیکر۔ حلب۔ سیواس۔ سرنجہ۔ بیگا۔ مکہ[۵۲۵] اور یروشلم۔

قومی تعلیم پر سلطان کی کوششون کو ٹھیک ٹھیک یا اس بڑے کام مین اوسکی ان تھک متعدی کی بیان کرنے کے لیئے کئی جلدین چاہئین شاید ہی کوئی دن گذرتا ہوگا جس مین اوسکی فیاضی اور خواہش ترقی تعلیم کا ثبوت نہ ملتا ہو[۵۲۶] حال ہی مین انہون نے کریٹ کے جزیرے مین پرائمری (تہیدی) مدرسون کی امداد کیلئے ڈھائی لاکھ پاستر

---

۵۲۴ تعلیخانے بکثرت پہلے ہی سے موجود تھے اب اور نئے بھی جاری ہو رہے ہین۔ اور سابقہ کی بھی ایزادی ہو رہی ہے مصالح نجارات روم سے طرح کی کل خبرون سے واقفیت ہوسکتی ہے چنانچہ حال ہی مین جو ہسپتال شہر بنکوئی مین صرف مسلمان عورتون کے لیئے بنا۔ اوسکی عمارت چوگنی پنجگنی کر دی گئی ہے۔ اور اوسکا فایدہ کل قومون اور سب مذہبون پر عام کر دیا گیا +

۵۲۵ کہ مقبرہ اور کریٹ وغیرہ مین بھی ایسے مدارس کھولے گئے ہین + صرف ۱۳۱۷ھ مین فقط پرائمری مدارس کل سلطنت مین بیسیون کے قریب بنائی گئی ہے

۵۲۶ خود حضرت سلطان المعظم نفس نفیس طلباء کے حال پر جس قدر توجہ فرماتے ہین۔ وہ ذیل کی کیفیت سے جو پیسہ اخبار کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ نے لکھی ہے معلوم ہوسکتی ہے:-

"حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نظر عیبت پروری اور ملک وملت کی ترقی کے ہمیشہ طرح طرح کی عنایتین رہا فرماتے ہین حضور

خود بخود عطا فرمائے جس پر اوس کی مختلف قصبوں سے رعایا کی کمال مخلصیت سے بھرے ہوئے ایڈرس پہونچے یہ اور اسی قسم کے اور واقعات قسطنطنیہ کے تمام اخباروں میں ترکی ہوں خواہ اجنبی برابر چھپتے رہتے ہیں مگر کوئی خاص نامہ نگاروں کو اخذ کرنے انگلستان میں اپنے مالکوں کے پاس بھیجنے کی تکلیف نہیں اوٹھاتا۔ اسی وجہ سے انگریزی قوم کا اب تک یہی خیال ہے کہ ترکی میں ہر ایک چیز ویسی ہی ہے جیسا کہ ڈیڑھ صدی گزشتہ میں تھی۔

بیشک میں دعوے نہیں کرتی کہ ترکی کے طریقۂ تعلیم کو اوسکے ہمایوں کی تعلیمی سسٹم کے ہم پلہ کرنے کے لیئے اب اور کوشش کی ضرورت نہیں ہے مگر میں ان بیانات پر قائم ہوں کہ ان تھوڑے سے مندرجہ بالا بیانات سے اچھی طرح سے واضح ہو جائیگا کہ سلطان کی مملکت نے پچھلے دس سال میں بہ نسبت کسی اور حصہ دنیا کے قومی تعلیم میں بہت ہی بڑی ترقی کی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ کل ترقی باوجود اون رکاوٹوں اور تکلیفوں کے جو کسی دوسری سلطنت کو عائد نہیں ہوئیں واقع ہوئی ہے۔ اور ان رکاوٹوں اور تکلیفوں کا بہت بڑا حصہ صرف اس بادشاہ[1] کے نوکروں اور گماشتوں نے کھڑا کیا ہوا ہے جس کی آٹھ سالہ حکومت میں بلا اوسکی مملکت کی اندرونی حقیقت تعلیم

[1] یعنی راہ اسکندر نالث والی روس جو ۱۸۸۱ء میں اپنے باپ کو قتل ہونے بحیثیت شہزادہ یہ کتاب تصنیف ہوا یہ جسے مصنف نے لکھی ہی اس لیئے اوسکی حکومت تب تک آٹھ سالہ ہوئی تھی۔ ورنہ درحقیقت وہ ۱۸۹۴ء تک حکمران رہا تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸) اور نواز شیں اپنی رعیت پر ارزانی فرماتے رہتے ہیں چنانچہ طالب علموں کو ان سیر گاہوں کی سیر سے سعید کرنے کیلیئے اس موسم میں ہر ایک جماعت کے طالب علموں کو مع معلمین اور پرنسپل وغیرہ متعلقین کالج کے کاغذ خانہ نام سیر گاہ پر ضیافت دیتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ شاہی ضیافت کس قدر مکلف ہوگی۔ ان کیلیے لب دریا پر شاہی اگبوٹ اکر تیار رہتے ہے جب سب مدعو سوار ہو جاتے ہیں تو شاہی باجے بجتے ہوئے اونکو اوس سیر گاہ تک پہونچاتے ہیں۔ وہاں ہر طرح کے سامان خورد و نوش نہایت تکلف سے مہیا ہوتے ہیں۔

گو ہر کالج کے طالب علم اور معلمین کی کل تعداد چار پانچ سو دی سے کم نہیں ہوتی مگر سب کے لیئے میز کرسی اور سامان خورد و نوش مہیا رہتا ہے اور ان سب کی تصویر خاص شاہی فوٹو گراف اتار لیتا ہے۔ وہ تصویر حضرت سلطان المعظم کے پیش کیجاتی ہے اوس ضیافت میں سب جلیسوں کو حضرت سلطان المعظم اپنے ایک ایڈیکانگ کی معرفت اپنا سلام تبلیغ کرتے ہیں۔ وہاں کھانے کیوقت بھی بارہ بجتا ہے اور شام کا کھانا بھی وہیں تناول کرکے پھر اوسی دھوم دھام سے لوگ واپس آتے ہیں۔

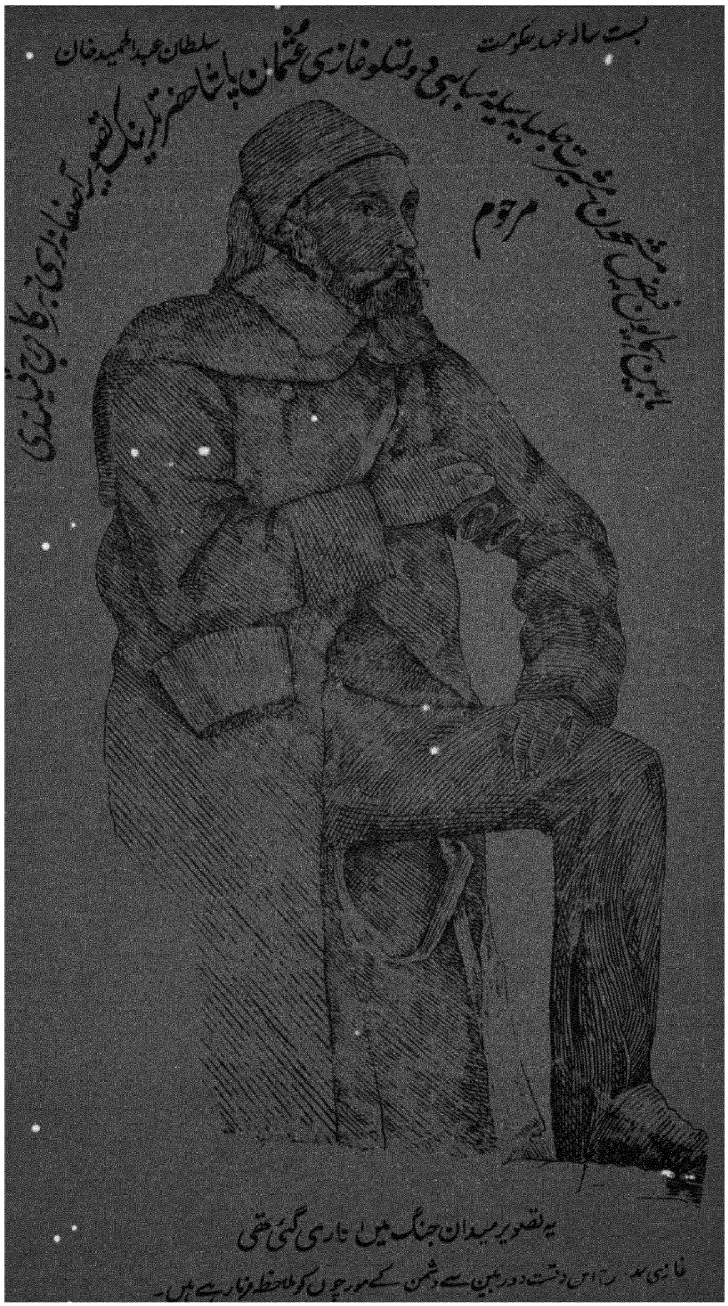
چونکہ یہاں بہت سے کالج ہیں۔ اس لیئے دوسرے تیسرے روز ضرور ایک ضیافت کا عذخانے پر ہوتی رہتی ہے چنانچہ پرسن دارشفقۃ یعنی کالج کی ضیافت تھی۔ اس کالج میں صرف یتیم لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ اور خوراک پوشاک سب سرکاری اور نہایت عمدہ ہے۔ چنانچہ اس ضیافت میں ایک لڑکے نے حضرت سلطان المعظم کی مہر دی اور محبت غریبت اثر مقصد پر اوسکی نسبت بہت عمدہ سپیچ کہی اور سب طالب علموں نے سپیچ تمام ہونے پر بہ آواز بلند پادشاہ ہمزندہ باشی کرکے پکارا۔ (پیسا اخبار ۲۴ جون ۱۸۹۳ء)۔

بہت ہی نیچے جا پڑی ہے

سلطان کے اکثر علیون کا جو شہر روم کی تعلیمی قیام گاہوں کو عطا کیئے ہیں اوپر ذکر آچکا ہے یہ علیہ بر مکس اور بادشاہوں کے وہ اپنی ذات پر تنگی اوٹھا کر دیتا ہے۔ سلطان عبد الحمید نے اپنی محدود سول لسٹ[1] میں صرف ایک ذہبی بہت

[1] امیر المومنین کی کفایت شعاری اسی سے معلوم ہو جاویگی کہ اونہوں نے سول لسٹ کو جو سلطان عبد العزیز مرحوم کیوقت ۷۰ لاکھ پونڈ یا چھ کروڑ روپے مقرر تھی ضمہ ہی زیادہ کم کر دیا ہے۔ اور اس رقم میں سے ہی دیگر شہزادوں اور حرم سرا کا خرچ نکالتے ہیں اور کوئی دن خالی نہیں جاتا جس میں کوئی نہ کوئی چندہ کسی مسجد یا مدرسے یا اور خیراتی امر میں نہ دیا جاتا ہو۔ اونہوں نے شاہان مشرق کے ہیرے طلائی اور محمد شاہی فصوص نکو چین کو پاس نہیں پھٹکنے دیا۔ مگر اپنے مذہب میں راسخ الاعتقاد اور عالم باعمل ہیں۔ اور دینی مراسم کو جاہ وجلال شاہانہ سے ادا فرماتے ہیں ہر جمعہ کو مسجد میں نماز ادا کرنے کو تشریف لیجاتے ہیں ذیل میں دو ایک قابل غور شمائلیں نقل کیجاتی ہیں:۔ ایک ہندی سیاح لکھتا ہے۔

"کئی دن رات اس دسطے سفر کیا تاکہ قسطنطنیہ میں جمعہ کو پہونچیں چنانچہ ہم وہاں جمعے کو نہ بجے صبح کے پہونچے۔ گو تھکے ہوئے تھے لیکن کچھ کھانا کھا کر اور کپڑے بدلکر ہم سلطان کے محل کیطرف گئے۔ اور اونکے ایک ایڈیکانگ سے ملاقات کی جنہوں نے نہایت مہربانی سے ایک جگہ ہم کو آرام سے ٹھہرا دیا۔ جہاں سے ہم سلطان کو جمعے کی نماز کے واسطے جاتے دیکھ لیں۔ سب بھی ہمارے سامنے تھی صبح سے بحری و بری فوج ادہر اودہر سے آرہی تھی۔ بارہ بجے تک کئی ہزار فوج سوار پیادوں اور جھنڈوں کو شرکون پر محل سے لیکر مسجد تک آموجود ہوئی یعنی انگلستان۔ فرانس۔ سویزرلینڈ۔ اٹلی۔ آسٹریا اور جرمنی کی فوجیں دیکھی ہیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ تواعد میں صورت میں سپاہ ہی میں مسلمانوں کی فوج بحری و بری سب سے عمدہ ہے۔ انگلستان کی فوج کا بہاس زیادہ قیمتی ہے لیکن ذرا غور کیجئے کہ انگلستان کی تمام دنیا بھر کی ریاست میں صرف کوئی چھ لاکھ فوج ہے اور انگلستان کے پاس روم سے لاکھ درجہ زیادہ روپیہ ہے۔ روم میں بحری اور بری ملا کر سوا دس لاکھ سے زیادہ فوج ہے۔ اور ٹرکی ایسی نہیں جب بھی سوچیئے تو معلوم ہوتا ہے کہ فوج سلطانی کتنی عمدہ ہے کہ سوائے انگلستان کے اور سب ملکوں کی بہ کا بہاس ہی بہت ہری۔ آتشی عمدہ پارچ (فشاں) میں کبھی نہیں دیکھی نیز جب سڑکوں پر پانی چھڑک دیا جاچکا اور فوج تمام کھڑی ہو گئی۔ تو گاڑیاں نہایت عمدہ آئیں۔ انمیں سلطان کی بی بی بیٹھی تھیں۔ اور انکی خواصیں آئیں۔ ان گاڑیوں کے ساتھ کچھ سوار آئے اور تمام فوج نے سلامی دی۔ مسجد کے پاس جاکر سب اتر گئیں۔ اور اندر چلی گئیں۔ وہاں کے واسطے ایک جگہ ہے جس کو آئے چلمن پڑی ہے۔ اس کے بعد سلطان کے بڑے بیٹے آئے اور بحری فوج کے ایک بحری افسر کے پاس میں ننگی تلوار لیکر کھڑے ہوئے۔ پھر سلطان کے دو چھوٹے لڑکے ایک کوئی چھ برس کا اور دوسرا کوئی آٹھ برس کا اسیطرح چھوٹی چھوٹی تلواریں لیکر کھڑے ہوئے اس کے بعد باجہ بجا اور بگل کی آواز ہوئی محل کیطرف جو دیکھا۔ تو دلخوش ہو گیا۔ فوج کے بڑے بڑے افسر (سپہ سالار جو بڑی بڑی لڑائیاں لڑچکے ہیں) دو لمبی قطاروں میں آئے بیچ میں ۱۲ ایڑ کے سر کیطرف مونہہ کئے ہوئے اور دونوں قطاروں کے بیچ میں سے جو بڑے جنرل تھے آئے۔ ہر ایک کے سینے پر پانچ یا پانچ چھ تمغے سونے اور چاندی کے لگے ہوئے تھے۔ انکے پیچھے ایک نہایت ہی عمدہ چوکڑی میں سلطان آئے۔ (باقی اگلے صفحہ پر دیکھیں)



یہ تصویر میدان جنگ میں اتاری گئی تھی

غازی عثمان پاشا اس دوربین سے دشمن کے مورچوں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

بڑے بڑے عطیے تھے تین بخشے۔ ایک موقع پر اوس نے پانچ ظروف اور زیورات اور جواہرات کی بہت بڑے قیمت کو خزانہ عامرہ کی مدد کے لیئے نقدی سے متبدل کر دیا۔ دوسرے موقعہ پر اوس نے اپنے ذاتی نوکروں کی بہت بڑی تعداد کو تخفیف

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰ اور اوں کے سامنے غازی عثمان پاشا بیٹھے تھے۔ عثمان پاشا کا سینہ تمغوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور گوکوٹ پر تمام سونا ہی سونا تھا۔ تاہم تمغے تو بہت تھوڑے اوس نہری کام کو چھپائے تھے۔ سلطان صرف سیاہ کپڑے پہنے تھے۔ فقط ایک نشان مجیدی اوں کے بائیں سینے پر تھا۔ اور معمولی ترکی ٹوپی تھی۔ جیسے سلطان کی سواری گذری فوج نے سلامی دی اور پچاس چار ضرب دو سے لوے تھری چیئرز ہمارے سلطان سب کو سلام کرتے جاتے تھے۔ مجھ پر تو عجیب اثر ہوا۔ میں نے سلام کیا۔ اور سب نے بھی سلام کیا۔ یا ٹوپی اُتاری۔ یہ دن کبھی میرے دل سے بھولیگا۔ سلطان کے مسجد میں جاتے ہی سب لوگ مسجد میں جا لگے اور باہر تمام فوج کا نرغہ تھا۔ اندر مسجد کے اور بھی زیادہ خلقت تھا۔ سوا پانچ برس کے بعد مسجد میں میں نے نماز میں تھا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ نماز کے بعد پھر میں وہیں آگیا جہاں پہلے بیٹھا تھا۔ اور سلطان کو واپس آتے دیکھکر اوں کے بعد اپنے مکان کو واپس آیا۔ اور کھانا کھا کر آرام کیا۔ چونکہ بہت تھک گیا تھا۔ دوسرے دن سینٹ سوفیا کی مسجد دیکھی۔ نہایت عمدہ جگہ ہے اور سلطان وہاں عبد کو جاتے ہیں (مسٹر محمد احمد کا مفرد م از مذہب مسیحا ۱۸۹۲ء ساتھ ہی حضرت سلطان ہر ایک تقریب میں بکفایت لیکن باشان خرچ کرتے ہیں۔ جیسا کہ حال میں حضرت اعلیٰ کے تین بیٹوں کے ختنے کی تقریب سے ظاہر ہے جس کی کیفیت ایک لکھنؤ کے اخبار میں ۱۸۹۱ء میں اس طرح شائع ہوئی تھی:۔

"ہمیں اگر اپنے دیسی رؤسا کی عجوبہ نما حرکتیں اور بیقیلی کی نمائشیں دیکھنا ہوں۔ تو ہم اس وقت تعزیہ کی دو بیسا نہ اور شاہانہ تقریبوں کا مقابلہ کر کے بہت اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔ ایک تقریب تو ہمارے وہ کمانسور رئیس راجہ امیر حسن خان بہادر تعلقدار محمود آباد کی ختنہ کی تھی۔ دوسری تقریب جو ابھی چند روز ہوئے قسطنطنیہ میں سلطان روم کے تین بیٹوں کے ختنہ کی خوشی میں ہوئی۔ دونوں تقریبوں میں زر نثاری کی حیثیت سے اور زیر عمل کی حیثیت سے تضاد کی نسبت ہی ہمارے بھولے راجہ صاحب نے تیرہ چودہ لاکھ کی سالانہ آمدنی پر تقریباً دس لاکھ روپیہ غارت کیا۔ اور قسطنطنیہ میں کروڑوں روپیہ حاصل کرنیوالی اور کروڑوں جانوں پر حکومت کرنیوالی بافطنت و جرأت سلطان کے شہزادوں کے ختنے کی تقریب میں صرف تین لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ یہاں کا روپیہ عموماً رئیسوں سے بجبر نیوالوں خوشامد کرنیوالوں یا لوگوں پر تکلف جوڑوں کی عام تقسیم میں صرف ہوا تھوڑا بہت راجہ صاحب کے گھر کے پرجوں کو دیا گیا۔ اور کسی قدر قبلہ و کعبہ کی نذر ہوا۔ مگر کیا خوب ہی قبلہ و کعبہ کی کہ لڑکے کو بسم اللہ پڑھاتے وقت اوں کا گانوں سے اور اسی تقریب میں فضل حسین کو بھی جو کھنؤ کے بہانڈوں کا ایک مشہور بانجہ ہے ناچنے کے صلہ میں گانوں دیا گیا۔ شاید ہمیشہ سے مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب جو ابھی کم عمر ہیں۔ اور مرحوم میر حامد حسین صاحب کی یادگار ہیں گانوں اور جوڑا لینے سے قطعی انکار کر دیا۔ ایسا اس کے مقابل میں دیکھئے کہ قسطنطنیہ میں کیا کارروائی ہوئی وہاں پندرہ سولہ روز تک خلقت گزران کی دو تین لگیٹین پہلی دعوت جو خاص قصر یلدز میں ہوئی تھی جس میں تمام دولتوں کے سفیر اور تمام اعلیٰ سرداران دولت عثمانیہ شریک تھے اوس کے بعد جو دعوتیں ہوئیں وہ ایک سرسبز مقام میں ہوئیں جو سویٹ واٹر آف یورپ کے نام سے مشہور ہے یعنی "یورپ کا آب شیریں" عثمانی یتیم خانہ اور اوس کے متعلق سکول جو "دار الشفقہ" کے نام سے نامزد ہے وہاں کے تمام پروفیسروں (باقی اگلے صفحہ پر

مین لاکر بچت کو مناسب خیراتی کاموں پر خرچ کیا۔ اور اوس وقت یورپ کا کوئی بھی بادشاہ اس سے زیادہ شان و شوکت اور عیش و آرام سے اپنے ملک پر اس سے تھوڑا مالی بوجھ ڈالنے کی حالت مین بسر نہین کرتا اور یہ امر اور بھی قابل وقعت ہی کہ سلطان کی آمدنی کے بہت بڑے حصے کو پولیٹکل اکانومی کے پروفیسر انتظام اور نگرانی کی نخواہ سمجھین گے۔ کیونکہ جس حال مین دوسرے بادشاہ صرف سلطنت کی زیبائش کا کام دیتے ہین بلکہ کار کٹ پتلیان ہین جو بعض لایق اور زبردست وزیرون کے نچانے ناچتے ہین۔ سلطان عبد الحمید بذات خود اپنی سلطنت کی متعدد اور معرک مصلح قوت ہی۔ اور اوس کے وزیر صرف ماتحت افسر ہین۔ جو اوس کے احکام اور ہدایات کی تعلیم کرتے ہین۔

تعلیم کے مضمون کو بیان کرتے وقت مین اسکی ایک نئی شاخ کے اجراء کا بیان کرنا بھولگئی جو زراعتی سکولون کے قیام مین ہوئی ہے اور جن کی ملک کو از حد ضرورت تھی جینے اوس کو نہایت ضروری بتلایا ہے کیونکہ یورپ کی تمام زمینون مین اس سے بڑھکر کوئی زیادہ زرخیز نہین۔ اور جو مستعملہ طریقہ کاشت کی بہت بھدے اور بیہودہ ہونیکے باعث سب سے کم بار آور رہی ہے۔ پچیس سال گذرے بمقام سبن سٹی فانو ایک آزمائشی فارم مقرر کرنیسے اس کام کی ابتدا کیگئی تھی۔ اور اوس کے قیام کیوقت تازہ تازہ اصلاح یافتہ کاشت کاری کے اوزار اور کلین مہیا کیگئی تھین اور اسکا اہتمام ایک سپشلیسٹ بعوض بے دادیان کے سپرد کیا گیا چند برسون تک اس سے عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوے۔ مگر کسی کسی طرح اس کا خیال چھوڑ دیا گیا۔ اور وہ بالکل ترک کیا گیا جس سے روپیہ اور محنت دونون ضایع ہوگئے۔ مگر موجودہ سلطنت مین خوب پاشا سول لسٹ کو وزیر کو یہ خیال گذرا کہ اس فارم[1] کو درست کرکے اسکو اسطرح کے یورپین ٹرینڈ میونسپلون کی

بقیہ حاشیہ صفحہ (۸۱) مدرسون اور طلبہ کی دعوت ہوئی۔ گولڈن ہارن کمپنی کے دو سٹیمر اپنے سامان کے ساتھ موجود تھے۔ جب لوگون کو کاظم خانہ مین لیگئے۔ جہان دعوت کا سامان کیا گیا تھا۔ اور خاص شاہی باورچیخانہ کا کھانا کھاکے وہ لوگ سیر و تماشا دیکھے۔ دوسرے ۔۔۔ بحری مدرسے کے پروفیسرون اور طلبہ کی دعوت ہوئی۔ اس کے بعد مدرسہ صنعت و حرفت کے پروفیسرون اور طلبہ کی دعوت تھی۔ اور یونہی سلسلہ وار ہر طبقے اور ہر گروہ کے لوگون کی دعوتین ہوئین۔ سلطان اعظم نے اس تقریب کی خوشی مین حکم دیا کہ دار السلطنت کی تمام مسجدون کے اماموں اور واعظین مین سے ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ نقد اور شیرینی اور چیز ہدیۃً ہماری طرف سے بھیجی جاوے۔ اس حکم کی تعمیل بندیہ حسن فکری آفندی متصرف محکمہ اوقاف محل مین آئی۔ پندرہ روز تک جو مسلسل دعوتین ہوئین آپ شیرین یورپ مین ہوئین۔ اونمین سے ہر ایک بار وقت محفل کا فوٹو عبد اللہ برادرز کمپنی سلطانی فوٹو گرافر نے لیا۔ یہ سب فوٹو ایک خاص البم مین ترتیب کے ساتھ آرسنہ کو جاوینگے جو بعد تکمیل ملاحظہ سلطانی مین پیش ہوگا۔

[1] ہر ایک صوبے مین زراعتی مدارس اور فارم قایم ہوگئے ہین۔ اور ایک زراعتی بینک بھی قسطنطنیہ مین قایم ہوگیا ہے جسکی شاخین ہر ایک صوبے اور جزیرے مین کھولی گئی ہین۔ حال ہی مین اوسکی ایک شاخ جزیرہ کریٹ مین (باقی اگلے صفحہ پر)

بناء پر قائم کیا جاوے۔ سلطان نے بڑی خوشی سے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور اب از سر نو قائم شدہ فارم بڑے زور شور سے کام کر رہا ہے۔ اور اس زراعتی سکول کی جڑ سے جس کی شاخیں بہت جلد سلطنت کے ہر ایک حصہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اون طلباء کو جو حصول تعلیم سے فارغ ہو کر پڑھوئے حاصل کریں گے دیہات بالتعریف کامیاب ہونگی۔ اس لئے کہ وزیر مختلف صوبوں میں سرکاری فارموں کا انتظام کیلئے بھیجا کریں گے۔ اور بطرح مدرسہ ملکت کے تمام فارم بڑے لائق ڈائیرکٹروں کے اہتمام میں ہو جائیں گے۔

دشمن کی فوج کے سرحد سے ہٹ جانے پر سلطان کی توجہ خاص کر اس امر کی طرف متوجہ ہوئی کہ انکی وسیع سلطنت کے مختلف حصوں کی آمد و رفت کے رستوں کو درست کیا جاوے۔ بلحاظ ریلوے کے زمانے پہلے ٹرکی کی حالت اس بارے میں نہایت بری اور نہ ہی بہت اچھی تھی۔ سڑکیں ہر ایک ملک میں بعض صورتوں کے سوا مسافر کو سہولیت دینے کی بجائے تکلیف دیتی تھیں۔ اور رومیلی کی سڑکیں تو اور روس کی سڑکوں سے بہت مختلف نہ تھیں۔ مگر جب انگریزی سرمایہ اور انگریزی محنت نے اپنے ڈھب پر کر کے تمام عیسائی یورپ پر پھیلکر ایسی لائنیں بنا دیں جن پر آہنی گھوڑا اندھا دھند سرعت سے اپنے پیچھے اسباب تجارت کے بیشمار بوجھوں اور ہزاروں آدمیوں کو کھینچتا ہوا دوڑنے والا تھا۔ تو روم ایسے یورپین ممالک سے تجارتی فوقیت کے معرکے میں سینکڑوں میل پیچھے رہ گیا۔ اور اسی سخت اور مایوسانہ حالت میں تا جبکہ تک کہ موجودہ فرمانروائے عثمان حکومت کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا تعمیر ریلوے میں معتدبہ ترقی کرنا نہایت ہی مشکل کام تھا۔ اسکی سرزمین قحط سے ویران۔ بندرگاہی اور صوبے بازوؤں سے تقریباً دیوالیہ یہ ملک ایک معمولی کنکروں کی سڑک بنانے کے لئے بھی فنڈ مہیا نہ کر سکتا تھا۔ بیرونی سرمائے کے بغیر اب کوئی اور چیز مزدوروں۔ نجاروں۔ لوہاروں کی فوجوں کو کام پر نہیں لگا سکتی تھی جن کے مضبوط بازوؤں کی حرکت کی بڑی ضرورت ہے۔ ہر میل اس کے کہ ایک فیت لوہا بچھایا جاوے یا ایک پہیہ گھڑا جاوے بیرونی سرمایہ جو ہمیشہ سے ڈرپوک اور بزدل رہا ہے۔ عبد العزیز کے وزراء کے نظام کیوقت سود کی عدم ادائیگی سے بالکل ہی ڈر گیا تھا۔ تاہم باوجود نہایت ہی زبردست رکاوٹوں کے ریلوے ترقی بھی کچھ نہ کچھ ترقی کر گئی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل اعداد سے ظاہر ہو جائے گا۔ ۱۸۷۶ء میں کل سلطنت میں ۹۵۸ میل لوے تھی جس میں سے ۸۶۷ میل یورپین ٹرکی اور ۲۹۱ میل ایشیائے کوچک میں تھی ۱۸۹۰ء میں یہ تعداد ۱۰۷۰ تک بڑھ گئی۔ اور ۱۸۹۸ء میں (۱۲۵) میل تک ترقی پذیر ہوئی۔ جس میں سے ۳۴۷ ایشیا میں ہے جہاں پہلے چار لائنیں تھیں۔ ایک سمرنا سے یکرا ایڈن تک۔ ایک متوطراسے ایسکی شہر تک۔ ایک نیشیا سے طرطوس اور اداناتک اور ایک موداتیہ سے برتک۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۲ زیر اہتمام وارث مان آفندی کہولی گئی ہے اور ایک زراعتی فارم بھی ایک سندیافتہ ڈائرکٹر کے زیر اہتمام قائم کیا گیا ہے + ۵۲ علاوہ ان بغمنوں کے اب ایسے درجات بند گاہ برتوط ۔ بقیہ (باقی اگلے صفحہ پر)

سلطنت کو آخر الذکر حصہ یعنی ایشیائی روم میں آیندہ کیلئے بہت بڑی وسیع ترقی ہونیکا منتظر رہنا چاہیئے۔ کیونکہ سلطان کا دلی منشا ہے کہ اس ملک کی آمد و رفت کو رستے درست اور اسکی فراخ اور بیشمار آمدنی کے منبعے ظاہر کیئے جائیں۔ سرمائے والوں کے واسطے دنیا کے اس حصے کیطرف اس وقت میں جبکہ سود کی شرح دن بدن بڑی جلدی سے گھٹتی جاتی ہے۔ بڑی بہاری بہاری تمیں یورپ کے تبادلون میں بیحد مانگ رہی ہیں۔ اور لوگ صرف ساڑھے تین یا چار فیصدی سالانہ منافع کی شرح رہجانے پر بھڑک رہے ہیں توجہ کرنا بڑا فائدہ مند ہوگا۔

بقیہ صفحہ ۸۳ رہا ہوتی ہوئی یہ دنیا کا کھولی گئی ہے جس کا طول تقریباً تیس میل ہے۔ اب کل تعداد ریلوے ۱۳۰۰ میل کے قریب ہے۔ اور بغداد سے لیکر سمرا تک تیار ہونیوالی ہے کیونکہ اس کمپنی نے جس کا ذکر اصل کتاب میں ہے سلطان کی شرط کو قبول کر کے کام شروع کر دیا ہے۔ بغداد سے لیکر کربلا معلے تک خانی ٹریبوے پہلے ہی جاری ہے اب بھی باقی یا شاہ سمرا کی حمیدیہ کمپنی کے ڈایرکٹر اور صوبہ ابڈن کے محکمہ دشتری کے سابق ڈایرکٹر علی افندی نے بابعالی میں تجویز پیش کی ہے۔ کہ سمرا میں برقی قوت کی ٹریبوے جاری کیجاوے بوابڈن کے سٹیشن سے شروع ہو کر حمیدیہ تک ختم ہو علاوہ ازیں بیوم زادہ حسن افندی کو ہیروت سے لیکر دمشق تک خانی ٹریبوے جاری کرنے کی اجازت بلگئی ۱۳۰۵ھ میں ۹۸۵ میل ریلوے جاری تھی بدیں تفصیل:۔ یوروپین ٹرکی میں (۱) قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل تک ۱۰۱ میل۔ ایڈریانوپل سے سرم تک ۱۵۲ میل (۳) سالونیکا سے اسکپ تک ۱۵۰ میل (۴) اسکپ سے میتروونزا تک ۵۰ میل (۵) تھلی سے دیبیا خانج تک ۳۵ میل (۶) مٹرنزا سے جابسولی تک ۵۰ میل۔ (۷) بنالوک سے نووی تک ۴۰ میل ۸۶ میل یوروپی روم میں (۱) سمرنا سے ایڈن تک ۲۵ میل (۲) منتوطرا سے ایدیتک ۲۰ میل = ۲۰۱ میل۔ ایشیائی روم میں ۱۳۰۰ میل ریلوے جاری تھی ۱۳۰۱ھ میں ۱۲۵۱ میل تک بڑھائی گئی۔ اور وسط ۱۳۰۵ھ تک ۱۳۰۰ میل ریلوے جاری ہوگئی۔ اور ایک ہزار میل سے زیادہ زیر تعمیر ہیں۔ یہ یاد رہے کہ صوبجات تحت مصر بلگیر یا مشرقی روملیا وغیرہ کے سلسلہ کے ریلوے اس تعداد میں شامل نہیں۔ تار برقی ۱۳۰۵ھ میں ۷۹۵۰ میل تھی جس کی تاروں کی لمبائی ۳۱۷۸۲ میل تھی۔ کل پیامون کی تعداد اس سال ۱۳۴۴۲۰۲ تھی۔ جن میں ۵۳۰۰۱۹ سرکاری ۵۲۳۲۳۰ اندرونی اور ۲۹۱۴۵۳ بیرونی تھی تار گیر یکجنوری ۱۳۰۵ھ کو ۱۴۱ تھے۔ اور ۱۳۰۵ھ میں انکی آمدنی ۲۱۳۲۴۵ پونڈ ہوئی۔ اور خرچ ۱۹۹۰۷۵ ہوا۔ اس وقت تار برقی ۲۰ ہزار میل سے متجاوز ہے۔ اور تار گیر ۵۰۰ سے زیادہ ہیں یکم جنوری ۱۳۰۵ھ کو ۴۳۰ ڈاک خانے تھے۔ اس سے پہلے بیرونی خط و کتابت کی ترسیل وغیرہ ممالک غیر کے ڈاک خانون کے سپرد تھی۔ مگر وہ ستمبر ۱۳۰۵ھ میں ہٹا دیگئی۔ اور کام بھی سلطانی ڈاک خانون کے سپرد کیا گیا۔ اس وقت ڈاک خانون کی تعداد چھ سو کے قریب ہے۔

توسیع ریلوے کے متعلق دیکھو کتاب قومات روم و زیر عنوان ترکی کی موجودہ حالت۔ کتاب ترکوں کی موجودہ ترقیات و حالات تفصیلی دشق سے مدینہ تک سرکاری ریلوے ۱۳۰۵ھ میں بنانے کا حکم ہوا۔ ۱۳۰۶ھ میں ۱۹ اپریل کو افتتاح فرمادیا۔

مان البتہ یورپین ٹرکی مین علاوہ مالی مشکلات کے اور بھی بہت سے امور تعمیر ریلوے کے مزاحم ہین یہ مزاحمتین مالی بھی ہین۔ اور پولیٹیکل بھی۔ انگیز جو کہ بیس بیس میل تک چوطرفہ طوفان خیز سمندر کی آڑ مین محفوظ ہین۔ اس بات کو جلد بھول جاتے ہین۔ کہ برعظم پر قبل اسکے کہ کوئی لائین بچھائی جائے۔ سڑکون اور ریلوے انجنیرون کی تجویزون کے ساتھ ہی بادشاہون اور مدبرون کی تجاویز کو بھی سوچنا پڑتا ہے اور ان شخصون کا جو بادشاہتون کی حفاظت کے ذمہ دار ہین۔ یہ خیال کر لینا بھی فرض ہوتا ہے کہ اور کون کون سی چیزین رسد فوجین اور سامان جنگ) اسباب تجارت۔ سیاحون اور عام مسافرون کے علاوہ مجوزہ لائین لے جانے کے قابل ہوگی۔ مہذب دنیا کے کسی اور حصے مین یہ سوال اتنا قابل غور نہین جتنا کہ یورپین ٹرکی مین ہے۔ اس جگہ گو ایک لائین بہ حیثیت تجارتی مفاد کے ترکون کو شاید بہت ہی فایدہ مند ہو۔ لیکن شاید ساتھ ہی روسیون کو حملہ آور ہونے مین بڑی عمدہ مدد دے۔ اور یہ آخر البیان وجہ پہلے امر کو بالکل بہ تہمت کر دیگی۔ مگر ایشیائے کوچک مین اس قسم کی پیشبندیون یا سوالون کی کچھ ضرورت نہین۔ وہان زرخیز اور بازار صوبون مین رہنے والون کے کہونکی کوئی بات مزاحم نہین۔ مگر یہ کہ امریکن اور یورپین سرمایہ داروں کی جھوٹی اور ناواقفیت۔ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ زردار اپنی ہمدردی کو اپنی جیب تک ہی محدود رکھتا ہے۔ تاہم یہ معلوم کر کے کہ اب تک کوئی ایسی کمپنی قایم نہین ہوئی جو ایشیائے کوچک کی مغربی ساحل کے کسی ایک مقام سے لیکر دجلہ کے ہی مقابل سے ہی) خلیج فارس تک ریل جاری کرنے کے لیے آمادہ ہوئی ہو۔ ہر ایک شخص متعجب ہوتا ہے۔ اس قسم کی لائین سے انگلینڈ کو بہ حیثیت ملکی بہت بڑے پولیٹیکل فایدے حاصل ہوسکتے ہین اور حصہ داروں کو مالی منافعے۔ اس مین کچھ شک نہین کہ سلطان المعظم سے چند پولیٹیکل رعایتین مانگی جائین گی مگر اپنے ملک مین ہر قسم کے کام کو رایج کرنے مین انکی بیحد خوشہندی کے باعث انکی جانب سے چند مناسب رعایتون کے عطا کیے جانے مین کسیطرح کا شک نہین ہوسکتا۔ اگر ہماری گورنمنٹ ایسی ہوتی جس کی آنکھین مڈیٹرانین کے پرے تک دیکھ سکتی ہوتین۔ یا فریق مخالف (یعنے لبرل فریق) ہی ایسا ہوتا جو آئرلینڈ کے سوا کسی اور چیز کو بھی مدنظر رکھتا۔ (یعنے انگلستان کے دونون فریق جیکے بعد دیگرے حکمران ہوتے رہتے ہین۔ اگر خود غرضی سے خالی۔ اور وسیع الخیال ہوتے) تو نہ ہی روم کو اور نہ ہی انگلینڈ کو ایک ایسی کمپنی کا انتظار کرنا پڑتا۔ جو کم سے کم قابل امکان منافعے کی تو ضمانت پر کام شروع کر دیتی۔ کچھ عرصہ ہوا یعنے پالمال گزٹ مین جو لندن مین زار کا ایجنٹ سرکاری پرچہ ہے۔ دیکھا کہ وہ سلطان کا ارباب پر مضحکہ اڑاتا ہے کہ اونسے ایک بڑے امریکن قارون کے ساتھ ملاقات کی درخواست کی جس کی کشتی قسطنطنیہ کی خلیج مین لنگر انداز ہوئی تھی۔ اگر یہ بات عام طور پر معلوم ہوتی کہ اس اخبار کے پیسنے والے متقل مزاج ایڈیٹر کا کمزور دماغ ایک پسندیدہ روسی ڈپلومیٹسٹ (سفیر) کی خوشامدون اور

دلاویزیون سے بالکل چکر جن آیا ہوا ہے تو یہ مشکل سے قابل اعتبار معلوم ہوتا کہ اپنی رعایا کو فایدہ پہونچانے کیلئے کس بادشاہ کی کوششون کو اندرن کا کوئی ایڈمیرا سکے برخلاف تہمت لگانے مین ہتھیار مال کرتا۔ خیر اگر عیسائی یا یہودی سرمایہ کبھی ایشیاء کوچک مین دخل بھی ہو تو موجودہ سانحون سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ اعلیحضرت سلطان المعظم عبدالحمید کو اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ تمام فایدے اور محاصل حتی الوسع اندرون اور محجوزون کے آہنی صندوقون ہی مین نہ داخل ہو جائین۔ مگر سلطان نے تلخ تجربے سے معلوم کر لیا ہے کہ زر دار شکاری لوگ اون کے ملک کو ایک بڑا عمدہ شکار خیال کرتے ہین۔ اور اسی لیے اونکی عایا اطمینان رکھے کہ کبھی کوئی ایسی رعایتین نہ عطا کیجائین گی تاوقتیکہ اون کے خاص خاص فوایدا ور محاصل کا مستدبہ حصہ عثمانی سلطنت کو نہ ملجاوے۔ وہ سوائح جن کا مینے ذکر کیا ہے۔ اوس ریلوے سے متعلق ہین جو مسٹر آئر لینگر۔ آرٹ اور سیفیلڈ صاحبان کے روپے سے بننے کو تھی۔ سلطان نے بہت بڑی رعایتین دینے کے عوض مین ان شرایط پر زور دیا تھا۔ (اول) ٹھیکہ دار ایسمرنا دانگورا سے ایک ہی وقت کام شروع کر کے لائین کو مقام آخر الذکر سے یکر بغداد تک لیجائین (دوم) گورنمنٹ کا اختیار ہوگا کہ تاریخ عطاے ٹھیکہ سے نہ کہ اجراے ریلوے کی تاریخ سے بیس سال بعد لائین کو خرید لے (سوم) یہ خریداری تاریخ خرید کے پانچسال کی کل آمدنی کی اوسط کے پچاس فیصدی کے برابر سالانہ آقساط مین ادا کیجائیگا

بہ شرایط باوجود ایسی نرم ہونے کے کہ شاید ہی کوئی اور سلطنت کسی اجارے کے عطا کرنے کے عوض مین انہین پیش کرتی۔ مسٹر آئر لینگر نے منظور نہ کین اور اس وقت تک یہ امر معرض التوا مین ہے۔ مین شرط نمبر ۲ کو خاصکر خیالاتی ہون۔ اس سے سلطان کے اس پولیٹکل فہم و فراست کا پتہ ملسکتا ہے جس کا مینے پہلے بھی ذکر کیا ہے۔ اگر ایسی ہی شرایط انگلش گورنمنٹ بڑی بڑی ریلوے لائینون کے اجارے عطا کرتے وقت رکھتی تو آج ہماری انگریزی قوم سر ایڈورڈ وینکن جیسے اشخاص کے ظلمون کے برداشت کرنیسے بچی رہتی تاریخ گورنمنٹ پنجہ وقت مین زیادہ دانا رہی۔ چنانچہ تھوڑے ہی سال گزرنے کے بعد فرنچ قوم اپنے ریلوے سلسلے کی آپ مالک ہوجائے گی۔ یلدین زمانہ موجودہ کی شاہراہین ہین۔ اور یہ ایک بڑا ظلم ہے۔ کہ خاص خاص پرائیویٹ اشخاص آمد و رفت کے مدامی اجارہ دن پر قابض ہون۔ سرمایہ دار کا بڑے سے بڑا حق ہے۔ کہ وہ اپنے صرف شدہ سرمائے کو مع ایک مناسب فایدے کے ان خطرون اور جوکھم کے عوض جو اوسے برداشت کرنے پڑتے ہین۔ واپس لینے کا دعوے کرے۔ سلطان المعظم نے بیرونی قرض دہندون کے فایدہ کیلئے اپنی رعایا کی کمائی اور محنت کو ہمیشہ کیلئے مکفول کر دینے سے انکار کرنے سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ موجودہ سوشل

لہ یہ شخص انگلستان مین کئی ریلوے لائنون کا مالک ہے (عہ اللہ) بغداد الگدیلائن کا اجارہ نہایت مناسب شرط پر سنہ ۱۹۰۰ء مین مسٹر کو دیا گیا۔ بڑی سنسنی یہ کہ بڑی جہاز ران کمپنیون کو ریلوے کی مصنوعات سے فایدہ پہونچیگا۔ مترجم

(سادات حقوق بنی انسان) کے خیالات ہمجو دین بدن مدبرون کے افعال اور اقوام کی خواہشون مین شامل ہورہی ہے پورا ماہر ہے۔ مگر صرف یہ لوے ہی آمد و رفت کے وہ ذریعے نہین (اگرچہ یہ سب ضروری ہین) جن پر عثمانی گورنمنٹ توجہ کی ہو۔ بلکہ مضفقہ کو اچھی طرح یاد ہے کہ ایشائے کوچک اور بعض جزیرون کی عام سڑکین سال کے خاص خاص موسمون پر بالکل ناقابل گذر رہتی تھین۔ اب وہ یوروپ کی سڑکون کیطرح بہت عمدہ ہوگئی ہین۔ اور انسان و حیوان آسایش سے اون پر سفر کرسکتے ہین۔ ان مین سے اکثر سنگ مرمر سے پاٹی گئی ہین۔ اور سخت سے سخت برساتی موسم مین بھی بڑے آرام سے اون پر سفر ہوسکتا ہے۔ خود ہماری ہائی لینڈ کی شمالی شاہ راہون کے متعلق ایک پرانا بیت زبانزد عام ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:-

"اگر تم نے یہ سڑکین بننے سے پہلے دیکھی ہوتین۔ تو تم اپنی ٹوپی اتار دیتے۔ اور جنرل وڈ کا دلی شکریہ ادا کرتے"

اگر یہ بیت ترکی مین ترجمہ ہوجائے اور متوفی جنرل کی جگہ موجودہ سلطان کا نام درج کیا جائے۔ تو پھر اوس ملک کے باشندون اور سیاحون کے خیالات کو جس جگہ کہ یہ نئی اور عمدہ سڑکین تیار ہوئی ہین بڑی عمدگی سے ظاہر کرے۔

ملک[۳۳] کا وہ صیغہ جس مین خرچ کی تخفیف بالکل ناممکن ہے۔ سلطنت کا صیغہ جنگ ہے۔ ملک کی

---

[۳۳] ۱۸۸۲ء سے فوجی ملازمت ہر ایک مرد پر (بجز چند مستثنیات شمار باشندگان قسطنطنیہ) جو ۲۰ سال کی عمر کا ہو جاری لازمی کی گئی ہے اس سے پہلے اختیاری تھی۔ اور اشخاص تعینہ مین سے جو کوئی چاہے پچاس پونڈ عوضانہ ادا کرکے فوجی ملازمت مین دخل دینے سے آزادی حاصل کرسکتا تھا۔ اب کوئی ایسی شرط نہین رکھی گئی جس سے سلطنت کی بری طاقت مین کمال قوت پیدا ہوگئی ہے پچھلے جنگ روم و روس کے وقت ترکی افواج کی تعداد کاغذون مین ۷ لاکھ تھی۔ مگر میدان جنگ مین لڑائی کے آغاز کیوقت صرف ۲۴۰۰۰۰ فوج موجود تھی۔ بدین تفصیل۔ بلقان کے شمال مین ۱۲۰۰۰۰ باین حساب بمقام ڈیڈن ۵۰ ہزار سرحد پر ۱۵ ہزار سلسٹریا مین پندرہ ہزار۔ ڈوبرجہ ڈشامین ۱۰ ہزار شوملا مین ۱۰ ہزار۔ اور وارنا مین ۱۳ ہزار اور بلقان کے جنوب مین ۴۰ ہزار فوج تھی۔ جو صوفیا اور اوس کے گرد و نواح مین جمع تھی۔ اور ایشیائی روم مین ۶۰ ہزار فوج باین حساب موجود تھی۔ بر باطوم مین ۲۲ ہزار۔ قارص مین ۲۲ ہزار۔ اردہان مین ۱۲ ہزار اور ارض روم مین ۲۰ ہزار۔ علاوہ ازین ۲۰ ہزار سرکیشین سوار اور بہت سی فوجین ہمراہ نیازی۔ اب انا طولیہ اور قسطنطنیہ وغیرہ مین مقیم تھین پس ترکی و اقلیم یوروپ مین کل تعداد فوج ۱۲ ۳ ملیٹن فوج پیدل اور ۵۰ ہزار سوار اور ۵۴۰ توپین تھین۔ یعنے ۲ لاکھ ۹۰ ہزار فوج پیدل۔ ۱۲ ہزار فوج سواران۔ ۲۰ ہزار سرکیشین اور ۱۲ ہزار ایشیائی ترکی مین زیر کمان غازی احمد مختار پاشا ۴ ملیٹن پیدل ۲ ۴ رسالے اور ۹ توپین تھین یعنے ۴ ہزار فوج پیدل ۳۶۰۰ فوج سواران تھی۔ باقی ۱ ۱ ۱ ۱ فوج روسی سرحد سے علاوہ دیگر سرحدون کے لیے ضروری تھی۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

ایسی حالت مین جب کہ ایک سخت اور بیرحم اور موروثی دشمن ہر وقت سر پر موجود ہو۔ اور مزید برآن کسی ایک دوگانہ کی بھی اعانت کی امید ہو تو جو بادشاہ حملے کو روکنے والی طاقت کو گھٹا دے۔ وہ اپنی ملک کا بہت ہی بڑا دشمن اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷) مندرجہ بالا حساب سے معلوم ہو جائے گا کہ کل فوج جو روم میدان جنگ مین لاسکا۔۔۔ ۳۶۳۰ فوج پیدل ۱۵۶۰ فوج سوار۔ اور ۳۲۰۰۰ ہزار فوج بیقاعدہ اور ۶۰۰۰ توپین تھین۔ اور اسی قلیل فوج سے اوس نے سرویا کو شکست دین اور بارخلب کی مانٹی نیگرو کو زیر کیا۔ بوسینا ہرزیگوینا اور بلگیریا کی بغاوتون کو فرو کیا اور آخرکار روسیون کے ساتھ جو میدان جنگ مین ۵ لاکھ اپنی اور ایک لاکھ روسیا کی کل ۶ لاکھ فوج لائے۔ آٹھ ماہ تک جنگ غالبا نیکیا۔ اور اگر جرمنی اس اڑے وقت زار روس کی پولینڈ کی حفاظت کا ذمہ اوٹھانیسے مدد نکرتی۔ تو غالبا معلوم ہو جاتی۔ اور بعض ترکی جنیلون کی نمک حرامی بالائے طاق رہی۔ جو اگر نمک حرامی نکرتے تو ممکن تھا کہ روس کمسلیج کامیاب ہوسکتا۔ تو اس وقت جب کہ سلطان المعظم ۱۰ لاکھ سے زیادہ فوج میدان جنگ مین لاسکتے مین اور کل سلطان عموماً اور ترک خصوصاً پچھلے جنگ کے داغ مذمت کو محو کرنے پر آمادہ بیٹھے ہین۔ تو روس شوم یا کسی اور دشمن دوسیاہ کا کیا مقدور ہے کہ اُدھر دہیان کرے۔ چنانچہ ۱۸۷۷ء مین جب یونان نے ذرا سر اوٹھایا تو امیر المومنین نے ایکا دکا فوج ۱۰ لاکھ۔ ۲۰ ہزار فوج پیدل اور ۴۵ ہزار فوج سوار ان سرحد یونان پر جمع کردی جس سے تمام یورپ مین تہلکہ پڑگیا۔ اور ہر کوسہ کو سب پر یہ جاری ہوگیا کہ مرد بیمار بالکل صحت یاب ہی نہین بلکہ توانا اور مضبوط ہوگیا ہے اوسی سال ہندوستان مین بھی بمقام دہلی ہماری گورنمنٹ عالیہ نے کیمپ آف ایکسرسائز قائم کیا تھا۔ ناظرین کو بخوبی یاد ہوگا کہ کل کتنی فوج جمع ہوئی دیسنے جملہ ۴۵ ہزار اور کتنا عرصہ پہلے تاریخ دوا دد تردد ہوتا رہا۔ اور پھر بھی جنگ مصنوعی تھا اور ہماری گورنمنٹ کو تمول کا مقابلہ بھی سلطان کی دولتمندی سے کرینا۔ اور چونکہ اور حضرمین آسایش۔ باربرداری اور نقل مکان مین آرام اور ہوتین اس وجہ سے ہر سال ایسی مشق نہین ہوسکتین۔ ہر سال ایک خاص تعداد افسرون کی پرشیا مین تکمیل تعلیم کیلئے روانہ کیجاتی ہے چنانچہ اسی سال ۱۸۹۳ء مین چودہ نوجوان ترکی افسر جرمنی بھیجے گئے ہین جو دانکی مختلف فوجون مین دوسرے درجہ کے لفٹنٹ مقرر ہوئے۔ سرحدون پر اور مناسب اور کارآمد مقامون مین بڑے بڑے مضبوط قلعے تعمیر کرائے گئے ہین۔ حال ہی مین صرف لائیت جیتا مین چودہ چھوٹے چھوٹے جدید قلعے تعمیر کئے گئے ہین۔ درڈانسٹیلز کے راستے پر چار ساحل ہیرو پر چار ساحل دوانیا پر دو ساحل فلاتیس پر ایک حزار مین اور ایک کرانیا مین نئی فوجون کو ریپیٹنگ جدید گنین بھی تقسیم کیگئی ہین۔ نقل و حرکت افواج مین ہمیشہ سہولت پیدا کرنیکے لیے تجاویز سوچی جاتی ہین چنانچہ دولت عثمانیہ کے جدید قانون نقل و حرکت افواج کی بناپر ممالک محروسہ کے ہر شہر مین ایک کمشن ۱۸۹۱ء مین بٹھایا جانیوالا تھا جسکی ابتدا سب سے پہلے دمشق مین شہزادہ پاشا کی صدارت سے ہوئی تھی۔ مدارس حربیہ ہر ایک صوبے کے صدر مین قائم کیے گئے ہین چنانچہ ۱۸۹۱ء مین ۲۰ طلبا نے امتحان پاس کیا جن مین سے چھ کو جنرل سٹاف کیلئے مزید تعلیم حاصل کرنیکا حکم ہوا۔ چار جاپانی سکنہر کیلئے سب انجینیرنگ آفندی کے سپرد کیے گئے۔ اور بقیہ کو فوج مین بھیج دیے گئے سلطان المعظم کی افواج قاہرہ ریپیٹنگ گنون بندوقون سے مسلح کیگئی ہین۔ سب توپ خانون مین توپ خانون مین داخل کیگئی ہین۔ چنانچہ اسی سال ۱۸ کرپ توپین محکمہ بحری مین تیار ہوئی ہین +

غدار ہوگا۔ مگر یہاں بھی سلطان کا مصلح ہاتھ کسی قدر خرچ ایسی طرح گھٹانے سے طاقت بھی کم نہ ہونے پائی۔
دوسرے ملکوں کی طرح جبکہ فوجی خدمت کا حصول کو برتنے سے عثمانیہ گورنمنٹ اوس روپے کا بہت بڑا حصہ جو دیگر فوجوں کو دینے میں صرف ہوتا تھا بچا کر افسروں کی درستی تعلیم اور بری و بحری فوجوں کی درستگی میں خرچ کرتی ہے۔ ترکی افسروں کی ایک خاص تعداد وہ فنون جنگ سیکھنے کیلئے جن کو اس فن کے بڑے بڑے پروفیسر عمل میں لاتے ہیں۔ ہر سال پرشیا کو بھیجی جاتی ہے۔ مٹاف افسروں کے مختلف گروہ ہر سال کل سلطنت میں جنگی دورہ کرنے کے لیئے بکثرت بھیجے جاتے ہیں کہ وہ ملک کی قدرتی کیفیت سے واقف ہوں۔ ترکی انجینیٹ تعینہ ممالک غیر اون ایجاد دنکی کیفیتیں جن کے استعمال سے جنگی طاقت کو زیادہ تقویت پہونچے برابر قسطنطنیہ کو بھیجتے رہتے ہیں اور اگر یہ نئی اصلاحیں مناسب معلوم ہوتی ہیں تو فوراً استعمال میں لائی جاتی ہیں۔ موجودہ جنگ و جدل کی نہایت ضروری چیزوں میں سے ایک ریلوے پلیٹن ہے۔ یہ بھی تیار ہو ہی ہے۔ اور ترکی کی جنگی تیاری اب اس درجہ کی ہے کہ وہ شخص جو فنون جنگ سے پورے ماہر ہیں بتلاتے ہیں کہ اگر اب کوئی دوسری شمال کی دھانی مقدس مورت (یعنے زار) خونریزی اور آتش فروزی کی کسی دوسری دینی مہم کے لیئے چڑھائی کرے گی تو اوسکی آؤ بھگت اوس تواضع سے بہت ہی مختلف ہوگی۔ جو کہ اوس کے پچھلے غاصبانہ صلیبی جہاد کے وقت کی گئی تھی۔

ترکی بیڑہ جہازات ہر وقت سلطنت کا ایک مضبوط بازو رہا ہے اور یہ صرف موقع نہ ملنے کے باعث تھا کہ پچھلی

۵۳۴ ۱۸۷۶ء میں سلطان اعظم کے محکمہ بحری میں پندرہ بڑے اور ۲۰ چھوٹے آہنی جہاز۔ ۱۱ بابیڑہ ۵ ہیٹمر اور ۱۰ دوسرے جہاز اور ۴ تاربیڈو کی کشتیاں تھیں۔ ارباب ہر وقت تعین ترقی ہو رہی ہے جو کہ مطالع اخبارات یوم سے معلوم ہو سکتی ہے۔ بحری افسروں کے لیئے حربیہ جنگی میں خاص مدرسہ ہے۔ اور قسطنطنیہ اور اسمیر میں تعلیم متعلقہ توپ خانہ کے لیے انگریزی طرز پر ایک ایک تعین ڈاک والا جہاز مقرر کیا ہوا ہے۔ مسٹر ای۔ جے ریڈ صاحب ملکہ معظمہ کے محکمہ بحری کے سابق چیف کنسٹرکٹر لکھتے ہیں کہ اگرچہ جاپانی نے اپنے آہنی جہازات کو بیڑہ کو بالکل مستولی طرز پر بنانے میں بڑی غلطی کی ہے۔ تو بھی جنگی کارروائیوں کے لیئے بیڑہ بڑی ہی زبردست اور پائیدار طاقت ہے۔

۱۸۷۸ء میں سلطنت عثمانیہ کی بحری و تجارتی بیڑہ کی جو حالت تھی وہ معہ اوس وقت کے بڑے بڑے آہنی جہازوں کی فہرست کے ذیل میں درج ہے اور چونکہ آہن پوش جہازات کے بیڑہ میں بہت ردوبدل ہو چکا ہے چند پرانے آہن پوش فروخت کر دیئے گئے ہیں۔ اور کئی جدید تیار کیئے گئے ہیں۔ اس لیئے اون کے جدول معہ تجارتی بیڑہ کی مجمل کیفیت کے جس میں حیرت انگیز ترقی ہوئی کتاب واقعات مرحوم محمد باشا سلم کی موجود العین درج کر دیگئی ہے۔ یہ پرانی جدول اسلیئے رہنے دیگئی ہے کہ ناظرین کو پہلی حالت معلوم ہو جائے۔

لڑائی مین وہ قوم کی نمایان خدمت نکر سکا۔ مجھی معتبر ذریعون سے خبر ملی ہے کہ وہ ایسا کبھی مضبوط اور جنگ کیلئے ہر وقت تیار نہ تھا جیسا کہ اس وقت ہے۔ بائیس اول درجے کے تارپیڈو کشتیون کی حال ہی کی ایزادی سے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۸۹)۔

پندرہ بڑے آہنی جہازون کے نام جو ۱۸۸۸ء مین عثمانیہ جنگی بیڑہ مین تھے

نمبر شمار	نام جہاز	سطح آب پر آہنی جاور کی دبازت۔	تعداد	توپ وزن	طاقت اسپی	وزن ٹن مین	درجہ
۱	مسعودیہ	۱۲-انچ	۱۲ ۹	۱۸ ٹن ۶½ ٹن	۵۵۰۰	۹۱۴۰	اول
۲	نصرتیہ	۱۲-انچ	۱۲ ۹	۱۸ ٹن ۶½ ٹن	۵۵۰۰	۹۱۴۰	〃
۳	مہندوزیہ	۱۲ انچ	۱۲ ۹	۱۸ ٹن ۶½ 〃	۵۵۰۰	۹۱۴۰	〃
۴	عزیزیہ	۱۰- انچ	۱ ۱۵	۱۲ ٹن ۶½ 〃	۴۸۰۰	۶۴۰۰	دوم
۵	ارخانیہ	۱۰ انچ	۱ ۱۵	۱۲ ٹن ۶½ 〃	۴۸۰۰	۶۴۰۰	〃
۶	محمودیہ	۱۰- انچ	۱ ۱۵	۱۲ ٹن ۶½ 〃	۴۸۰۰	۶۴۰۰	〃
۷	عثمانیہ	۱۰- انچ	۱ ۱۵	۱۲-ٹن ۶½ 〃	۳۰۰۰	۴۲۰۰	〃
۸	آثار توفیق	۹ - انچ	۸	۱۲ ٹن	۳۰۰۰	۴۲۰۰	〃
۹	فتح بلند	۹- پانچ	۴	۱۲ ٹن	۱۸۰۰	۳۷۶۰	سوم
۱۰	مقدمۂ مجر	۹ - انچ	۴	۱۲ ٹن	۱۸۰۰	۳۷۶۰	〃
۱۱	اجلالیہ	۷ - انچ -	۴	۱۲-ٹن	۱۶۵۰	۲۴۰۰	〃
۱۲	آثار شوکت	۷- انچ	۱ ۵	۱۲ ٹن ۶½ 〃	۱۶۵۰	۲۴۰۰	〃
۱۳	نجم شوکت	۵½ - انچ	۱ ۵	۱۲ ٹن ۶½ 〃	۱۵۰۰	۲۲۲۸	〃
۱۴	عون الہ	۵½ - انچ	۴	۱۲ ٹن	۱۲۰۰	۱۴۰۰	〃
۱۵	سعید ظفر	۵½ - انچ	۴	۱۲-ٹن	۱۲۰۰	۱۴۰۰	〃

۱۸۸۸ء مین جنگی بیڑہ جہازات مین ۲۴۶۲ ملاح اور ۳۶۰ بحری سپاہ تھی۔ ترکی تجارتی بیڑہ جہازات کا جون ۱۸۸۸ء مین کل وزن ۱۸۱۵۰۰ ٹن تھا جن مین دور دراز تک سفر کرنے والے ۲۲ بادبانی جہاز وزنی ۳۴۵۰۰ ٹن اور اسٹیمر وزنی ۳۳۵۰ ٹن تھے۔ موجودہ بحری و تجارتی جہازات کی تعداد کیلئے دیکھو کون۔ کی موجودہ حالت۔

یہان ایک آرٹیکل ترکون کی موجودہ حالت پر ایک اردو اخبار سے نقل کیا جاتا ہے جو اپنی حالت آپ ظاہر کر دے گا۔

اوس کے کمانڈر اس قابل ہوگئے ہین کہ ہر ایک بحری لڑائی مین بے خوف وخطر شریک ہوسکین۔ اور عثمانی بحری طاقت کو پرانے جلال وشوکت کو پھر تازہ کرین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) ترکون نے اپنے تمام انتظامون کے ساتھ اپنی فوجون کو بہت ترقی دلادی ہے انگریزی اخبارات جو اکثر ہمیشہ اونکی عیب جوئی مین رہا کرتے ہین۔ اب وہ بھی اعتراف کرتے جاتے ہین۔ کہ ترکی فوجین اب بہت قوی ہین پاپولر نرخ الاٹیمی سر اٹیکل لکھتا ہے کہ اگر کیسا ہی خراب انتظام ملک کا ہو۔ مگر سلطان ہمیشہ کیفیت اپنی فوج کو آراستہ رکھتے ہین۔ تیسری ہی مدت کے بعد چھ لاکھ ریزرو فعل بندوقین فوج کے ہاتھ مین یا میگزین یا سلح خانے مین ہونگی۔ توپ خانے مین چند نوین کرپ کے کارخانہ کی ہین جن سے بہتر یوروپ مین نہین ہین۔ انجاس سالے ایشیائی ٹرکی مین بھرتی ہوکر اب نوجین شریک کئے گئے ہین۔ سلطان کے جہازون کا بھی حال ہین عمدہ حال ہے۔ یہ سب انتظام موجودہ سلطان المعظم کی بیدار مغزی اور سرگرمی سے عمل مین آئے ہین۔ ان سے پیشتر انتظام مملکت وصیل خواب تھا۔ ترکی اخبارات اور دوان کی خبرون کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ سلطان نے بہت اچھی طرح سمجھ لیا۔ کہ یوروپ کی عام رفتار اب کیا ہے۔ سابق مین ترکون کو یوروپ سے نکالنے کے لیئے کروسیڈ کے نام سے بڑی بڑی مہمین آرائیان ہوچکی ہین بڑے بڑے اتفاق ہوئے۔ بڑی بڑی فوجین جمع ہوئین۔ لیکن ترکی فوج نے ہمیشہ سارے یوروپ کا مونھ پھیر دیا۔ اور کبھی ترکون کے مقابلے مین کسی قوم کو کامیابی نہین ہوسکی۔ یوروپ نے ان علانیہ کوششون مین تھک کر زمانہ حال کی حکمت عملیون کے مطابق ایک ایسا کروسیڈ شروع کیا جس کی بنا، صرف باہمی اتفاق اور ترکون کی اندرونی حدودمین پھوٹ ڈالنے پر تھی۔ ترکون مین جو ضعف بتایا جاتا ہے اسکی وجہ یہی ہے اور ہم کو خواہ مخواہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ روس وغیرہ کو اس قسم کی حکمت عملیون مین ایک حد تک کامیابی ہوئی گزشتہ صدیون کی حالت دیکھنے والا بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ترکان دنون کیون اس قدر ضعیف ہین جو کہا جاتا ہے کہ ترکون مین حضرت پسندی اور دولت کی کمی پیدا ہوگئے۔ گو ہم اسکو مان لین۔ مگر اس حد تک ہرگز نہ مانین گے کہ اون کا تنزل انہی باتون سے ہے۔ صرف وجہ یہ ہے کہ یوروپ جن دنون انکیطرف مذہبی کروسیڈ کے نام سے مسلمانون کا مقابلہ کررہا تھا۔ اوسی وقت وہان ایک دوسرا کروسیڈ بھی شروع ہوگیا تھا جس کیغرض خود دین مسیحی سے مقابلہ کرنا تھا۔ اس کروسیڈ پر بہت سے فلسفیون بہت سے مذہبی ہمدردون اور نیز مذہبی ریفارمردن کی قربانیان چڑھین۔ آخر کو کرسچینٹی کو زک ملی۔ اگر مسلمانون کے مقابلہ والے کروسیڈ مین یوروپ ناکام رہا۔ لیکن اس دوسرے کروسیڈ مین اوسے کامیابی ہوئی۔ دین مسیحی صرف نام کیلئے رہ گیا۔ چرچ کی حکومت تباہ ہوگئی۔ پوپ کی وقعت مین بٹہ لگ گیا۔ اور وہی لوگ جو اپنے آپ کو دین مسیحی کا پابند بتاتے ہین خود ہی مذہب کا فیصلہ کرنیوالے بن گئے۔ یوروپ اسی بنا پر آج کسی مذہبی حکم کا پابند نہین۔ وہ اپنی ضرورت دنیاوی کیلئے ہر کام کو جائز کرلیتا ہے اور پورے عقلی اصول کی پابندی کرتا ہے لیکن مسلمانون نے دھیرے دھیرے کبھی ایسا ہاتھ نہین کیا جس کے عملون کا اثر خود اپنے دین پر پڑتا ہو۔ ترکی کی ہی حال (کسیطرح مذہبی احکام کی مخالفت نہین کرسکتے (باقی اگلے صفحہ پر)

سر سنری ایلیٹ سابق سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے بھی اپنے آرٹیکل مین جس کا مینے اوپر ذکر کیا ہے۔ اون واقعات کو بیان کیا ہے جن کی نسبت مین نے بھی لکھا ہے کہ وہ عبد الحمید کی تخت نشینی کے باعث ہوئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱) اور یہی فرق ہے جو آج ترکون کو مقابلہ یوروپ ضعیف ثابت کر رہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فی الحال ترکون نے بہت ترقی کی اور روز بروز ترقی کر رہے ہین۔ اس بیان کیلئے ہم صرف ڈیلی کرانیکل ہی کی شہادت کافی نہ سمجھینگے بلکہ ایک اور یوروپین کے خیالات کیطرف توجہ کرین گے جس کو دولت عثمانیہ کے حالات پر غور کرنے کا زیادہ موقع ملا ہے وہ پروفیسر ویمبری ہین جنہون نے اپنے گزشتہ لیکچرون کے علاوہ ایشیائی مذہب پر نے الحال ایک بدید لیکچر دیا ہے اس لیکچر کو ٹائمز آف انڈیا نے شائع کیا ہے۔ اور ہم اوہ اخبار سے نقل کرتے ہین:۔

پروفیسر ویمبری نے دربار ملس سٹریٹ میچسٹر مین ۳۰ مئی کو انبوہ کثیر کے سامنے مغربی تہذیب کا اثر مشرق مین کے پر ایک لیکچر دیا۔ پروفیسر نے بیان کیا کہ ترک دیگر ایشیائی اقوام مین سے نہایت سرآوردہ اور ترقی یافتہ ہین۔ بظاہر بالکل یوروپین معلوم ہوتے ہین۔ اور عادات اور تواعد بھی یوروپین کی مانند ہین۔ مگر افسوس یہ تبدیلی نسوان کے گروہ مین نہین ہوئی وہ اپنی قدیم عادات اور رسمون پر قایم ہین۔ جو سینکڑون برس سے چلی آتی ہین۔ مینے اونکو یوروپین قاعدون عادات سے کلی نفرت ہوتیس برس ہوئے جب مین ترکی مکان مین رہتا تھا تو مجھے حیرت ہوتی تھی کہ عورتون مین کیسی ہے لیکن اب سلطان حال کے ظل عاطفت مین اونہون نے تہذیب کے میدان مین قدم بڑہایا ہے۔ سلطان نے ترکی مین سکول قسطنطنیہ کا قصد کیا ہے۔ اور یوروپین تہذیب کی ترقی کیلئے بہت کچھ تدابیر کی ہین۔ مین یہ فخر سے کہتا ہون کہ مین سلطان کا ذاتی دوست ہون جو موجودہ خیالات اور یوروپین طریقہ بود و باش سے کامل واقف ہین اور ترکی سلطنت مین زمانہ حال کی تہذیب قایم کرنا چاہتے ہین۔ سکول۔ کالج۔ یونیورسٹی حال کے ترکی زمانے مین بہت کچھ بڑہ گئے ہین۔ اعلے فرقہ کے لوگون مین کوئی شخص ایسا نہین ہے جو فرانسیسی زبان خوب بول نہ سکتا ہو اور انگریزی۔ فارسی۔ بلکہ جرمنی بھی لکھ پڑہ سکتا ہو اس زمانے کے علوم کسب درجے کو لوگون مین بہت ترقی ہو رہی ہے۔ ترکی اخبار داری مین مغربی خیالات پیدا ہونیکے سبب عدگی پیدا ہوتی جاتی ہے تھوڑا ہی زمانہ ہوا کہ ینگ ٹرکیز کے خاص خاص مضمون کا ترجمہ ترکی زبان مین بہت ہی عمدہ دیکھا تھا بہت سی انگریزی معمولی کتابون کا بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ سلطان جدید سکولون کیلئے صرف خاص روپیہ دیتے ہین۔ یہ نوعمرون کو یوروپ بھیجتے ہین الغرض اپنے لوگون مین روشنی پھیلانے کیلئے بیحد کوشش کرتے ہین۔ اس ترکی فرمانروا کی نسبت مین خوشی سے دیکھتا ہون کہ لارڈ سالسبری اپنی سیچ گلاسگو مین اونکی نہایت درجہ تعریف کی ہے۔ یہ قابل تعریف اپنی شخص ہے اس سے بہتر کوئی مجھے نہین ملا۔ یہ بلکی منتظام اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے اسیوجہ سے سنت مین معروف تھا ہے۔ علی الصباح بیدار ہوتے اور معاملات سلطنت شروع کر دیتے بعض مرتبہ تین بجے سہ پہر تک مصروف رہتا ہے اور کم خوراک ہے اور شراب نہین پیتا اور وہی نہایت درجہ سلامت سے محفوظ رہا ہے۔ شاید تم خیال کروگے کہ یہ معاملہ رئیس کی حکومت مین ترکی کو (باقی آگے صفحہ ۹۳)

مگر اس موقعے پر سر ہنری ایلیٹ کی تواریخی صداقت اور اوس کی پولیٹیکل فہرست چوک جاتی ہی۔ اور اوس کے مضمون کا کل لب لباب صرف مدحت پاشا سے کہ تنزل اور اوسکی مجوزہ کانسٹی ٹیوشن کی ناکامیابی پر نوحہ کرتا ہے۔ وہ سلطان پر بڑے زور سے اتہام لگاتا ہے کہ اُسنے وہی پرانی اور قدیمی پالیسی اختیار کر لی۔ اور اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ اگر کانسٹی ٹیوشن کو کارروائی کرنیکی مہلت ملتی تو روم میں اصلاحوں کی ترقی بہت ہی جلد اور بہت ہی اطمینان وہ ہوتی۔

مین مدحت یا اسکی تعریف کرنیوالونکی نسبت سخت الفاظ کہنا نہین چاہتی۔ اوّل الذکر بیشک ایک لائق اور مستعد مدبر تھا۔ اور آخر الذکر (یعنے کانسٹی ٹیوشن) ایسی ہی اچھی اور ایسی ہی بُری تھی جیسیکہ یکلخت گھڑی ہوئی کانسٹی ٹیوشنین ہوتی ہین۔

مدحت کی کانسٹی ٹیوشن کی بڑی بڑی تجویزین جو کہ کانفرنس متعینہ قسطنطنیہ کی پہلی نشست پر شتہر کیگئی تھین یہ تھین کہ چیمبرز مقرر کیے جائین۔ ایک سینیٹ (دیوان امراء) اور دوسرا چیمبر آف ڈیپوٹیز (مجلس وکلاء) سینیٹ کی ممبرون کو جو ملک کے بڑے بڑے رئیسون میں منتخب کیے جائینگے سلطان نامزد کریگا۔ چیمبر کے ممبر دعا انہی سے منتخب کیے جائین گے۔ اور یہہ دونون کل کاروبار سلطنت دوسری یوروپین کانسٹی ٹیوشنون کیطرح کرینگے۔ اسلام گورمنٹ کی مذہب مقرر کیگیا۔ مگر دوسرے مذاہب کو بھی اپنے اپنے طریقہ عبادت کی عام اجازت دیگئی۔ آزادی مابع اور آزادی تعلیم عطا کیگئی۔ ابتدائی تعلیم لازمی گردانی گئی۔ تمام اشخاص اختلاف مذہب کے لحاظ کے بغیر کل ملکی عہدون کو حاصل کر سکنے کے مستحق گردانے گئے۔ جایداد دین محفوظ کیگئین۔ خانگی مکانات بالکل مصون کیئے گئے۔ اور آخری قاعدہ یہہ بنایا گیا۔ کہ تمام ملکی عہدے دار بغیر کافی اور جایز وجوہات کے موقوف نہ ہوسکین گے۔

تاریخ نے حصہ قدیم سے کانسٹی ٹیوشن بنانیوالون کی تجاویز کی ناقابلیت کو ثابت کر دیا ہی اور علم سوشل افو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲ ترقی کیون نہین ہوتی ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ مثل شخص کے قومین ہی یکایک ترقی نہین کر سکتی ہین۔ جسطرح کوئی ذات یا کوئی ذاتی ترقی نہین کر سکتا اسیطرح نسبت ہی ترقی نہیں کر سکتی ترک مثل اور ایشیائی اقوام کم از کم اس رجہ پر ہین۔ جس درجہ پر ہم بارھوین تیرھوین صدی ہین تھے جس طرح سے ہم تیرھوین صدی سے اُپر کر حال کی تہذیب مین نہ آسکے تھے اسیطرح ترک بھی نہین آسکتے تہذیب مشرق کیلئے زمانہ اور تحمل درکار ہے۔ یوروپ ہین اس زمانہ دانے رعایا ہین ہوتی ہمیشہ بڑبڑاتے ہین کہ ترکی انتظام بُرا ہے۔ ملک برباد ہو رہا ہے صنعت اور حرفت اور علوم سے بے پروائی کیجاتی ہو گزشتہ بھولوں کو فراموش کرتے ہین کہ کہنے یہہ باتین بڑی مشقت اور مشقت سے حاصل کی ہین۔ ہمنے بڑی دشکلات سے تعصبات اور مذہبی دیوانگی اور ظلم کو برطرف کیا۔ اگر ترکون کو وقت مناسب ملے جس سے فرصت ترقی کی ترقی ہو تو ہمین کیا شبہ ہین کہ سلطنت سنبھل جائیگی اور بہت بڑے مشرقی مسئلے کی مشکل آسان ہو جائیگی۔

ہمین پڑھا دیا ہوا ہے کہ سلطنت ایک ایسی ترکیب ہی جو کہ اوپر تی بھی ہے۔ اور فطری بھی ہے۔ نہ کہ وہ ایک اختراعات ہے کہ کسی ہمارما انجنیر کی لیاقت یا مرضی سے بنائی جاسکے۔ یا تبدیل کیجاسکے۔ اس مین کوئی شک نہین کہ مدحت پاشا کی نیک نیت تجاویز کو کارروائی کرنے کی مہلت نہ ملی۔ لیکن اسکا بہت بڑا سبب سر ہنری لیئیٹ کی اپنی ہی گورنمنٹ تھی۔ مگر علم سوشل ازم کے جاننے والوں کو تو ہی یہ اچھی طرح معلوم ہوگا۔ کہ اوسکی لازمی ناکامیابی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ قوم جسپر وہ جبرًا داخل کیگئی تھی پولیٹیکل ترقی کی اس سطح پر ابھی تک نہین پہونچی تھی جسپر ہی صرف ہر ایک قسم کی کانسٹی ٹیوشنین چلسکتی ہین۔ ہمارے انگریز بھائی جن مین صدیون سے سلف گورنمنٹ جاری ہے جو اپنے بادشاہون سے کئی دفعہ لڑائی کرچکے ہین۔ جو سرکاری عہدون کو بڑی نظرون سے دیکھتے رہے ہین۔ اور جو مختلف مجلسین۔ کونٹی کونسلین انتظام کلیسیا۔ توعہ اندازیون کے صندوق اور ناجایز علون کے انسداد کے ایکٹ اور کیا کیا کچھ نہین رکھتے۔ یہ بہت جلد خیال کرلیتے ہین کہ کانسٹی ٹیوشنل حکومت کو مینا پر دیکھتی تھین۔ اور وہ تمام بادشاہ بُرات ہین جو ہین ہی قایم نہین ہونے دیتے۔ اور وہ کل قومین بیوقوف ہین جو اونکے قیام کی درخواست نہین کرتین۔ ہمارا وہ ہموطن جو طبقہ دریبانی کا فرد ہے (وہ آدمی جو سفید ٹوپی پہن کر چوبیس گاڑی مین سوار ہوتا ہے) کیا یہ بھول گیا کہ حکومت کے مختلف طریقے صرف مقصد حاصل کرنے کے ذریعے ہین۔ اور یہ کہ جو وسایل ایک قوم یا رعایا کے ہان اس مقصد تک بہت جلد پہونچا دیتے ہین دوسری قوم کے ہان بالکل ہی اُلٹا نتیجہ پیدا کر دیتے ہین۔ ایک سامر جو لنڈن یا نیویارک مین چلنی کو روکتا ہے قسطنطنیہ اور بغداد مین اُسی اور بڑھا دے گا۔

اس لیے مجھ پر جو کہ ایک انگریز عورت ہون۔ اور جسے آزادی سے کچھ تھوڑی سی محبت نہین اور جو مطلق العنانی کو کچھ ایسی بہت پسند کرنیوالی نہین۔ یہ امر بخوبی واضح ہے کہ وہ شخص جو عبدالحمید پر الزام لگائے کہ اُسنے اپنے ملک کی اُٹھتی ہوئی آزادی کو بالکل تباہ دیا۔ اور قدیم تاریک پولیسی اختیار کرلی ہے۔ یا تو بہت ہی بڑی بے ایمانی کا مجرم ہے یا پولیٹیکل قابلیت اور علم حقوق انسانی سے بالکل بے بہرہ ہے۔ بات یہ ہے کہ سلطان المعظم ان مقدمہ امرون مین ان پولیٹیکل عالمان خود فروش کی نسبت بہت ہی زیادہ فوقیت رکھتے ہین۔ اس لیے انہون نے صورتون سے وقعات کو اور نقلون سے اصلیتون کو معلوم کرلیا۔ اور یورپ کی نیک نیتی (طننز) سے بتائی ہوئی اصلاحون کو نظر انداز کرکے اپنی ہی ذات مین طرز حکومت کو محدود کرلیا۔ اور صرف ہی امور اس رعایا کے مذاق اور احتیاجون کے مناسب تھا جسکی بہتری اور آسایش کیلیے خداوند کریم نے انکو ذمہ دار بنایا ہے۔

تو کوہ سینا پر حضرت موسی علیہ السلام کے جلنے اور دس احکام ربی کے حاصل کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ انگریز لوگ اپنی حکومتون پر ایسے فریفتہ ہین کہ گویا اون کے قیام کا بھی اس موقعہ پر خداوند کریم نے حکم دیدیا تھا۔ (جی گلیڈسٹون)

زمانۂ گزشتہ کے ایک بڑے شہور مشرقی مدبر (حضرت سلیمان) نے جسے عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ اس دنیا کی دانائی کا بڑا حصہ عطا ہوا تھا یہ بیان کیا ہے۔ کہ مشوروں کی کثرت میں ہمیشہ اتبری ہے پس ایسی اتبری اور اوس کی خوفناک نتیجے سے سلطان عبدالحمید نے اپنی رعایا کو بچایا ہے۔ اور میں بڑے اطمینان سے ہر ایسے شخص کے پاس اپیل کرتی ہوں جو روم میں رہا ہے۔ اور جو اوسکے باشندوں کے خیالات اور خواہشوں کو جان سکتا ہے کہ وہ بتائیں کہ اگر روم کی قسمت ایک اہیات پارلیمنٹ کے سپرد کیجاتی تو کیا اون کے خیال میں یہ ممکن تھا کہ میں اون اصلاحوں کی اتنی بڑی لمبی فہرست لکھ سکتی۔ جو کہ اون فیاض اور فایدہ رسان کاموں کی بہت بڑی تعداد کا ایک تھوڑا سا حصہ ہے جس کو سلطنت عثمانیہ کے موجودہ صدر نے شروع کیا ہے۔ اور جو یا تو مکمل ہوگئے ہیں یا قریب التکمیل ہیں۔

میں اس سے انکار نہیں کرتی بلکہ سچے دل سے یقین رکھتی ہوں کہ وہ دن ضرور آئیگا جب دوم (سلطنت عثمانیہ) خود حکومت کرنیوالی سلطنت ہوگی۔ مگر یہ دن مدحت پاشا کی تجاویز کی نقل سلف گورنمنٹ سے بجائے بہت جلد آنے کے اور زیادہ پیچھے پڑ جاتا۔ اور اوسی طریقے سے جو سلطان اور اوس کے وزرا نے اختیار کیا ہوا ہے وہ وقت جلد لاسکتا ہے۔ امیرالمومنین عبدالحمید کے چال چلن کی نسبت چشم دید دیکھنے والے نے اوسکی سلطنت کے پہلے ہی مہینے کے اخیر میں اسطرح پر لکھا ہے:-

"ہر ایک اہم ملکی معاملے میں سلطان عبدالحمید کی ذاتی راؤں نے ایک بہت بڑا اور قطعی اقتدار حاصل کر لیا ہے جو اقتدار دن بدن بڑھ رہا ہے۔ مگر یہ اوس کے متقدمین کے رعب سے بالکل ہی مختلف قسم کا ہے۔ یہ طفلانہ یا منشیانہ مزاجوں کیسی مداخلت نہیں جو عارضی ترنگوں یا خفیہ مشورہ یا پوشیدہ دباؤ کا نتیجہ ہو۔ بلکہ یہ مداخلت سلطان کیطرف سے تمام امور سلطنت پر ہر ایک قسم کی آگاہی و قدرت حاصل کرنے اور پھر اوس آگاہی کی بنیاد پر اپنی رائے قایم کرنے کی باقاعدہ کوشش ہے۔ وہ کدورت جو شروع شروع میں اوسکے دل میں اون وزیروں سے پیدا ہوگئی تھی جو اوس کے ماتحت حکومت کے اخیر میں بہت کچھ چالاک ہوگئے تھے۔ پوری دفعیت پیدا ہونیکے بعد بالکل دور ہوگئی ہے اور وہ تعلقات جو اوس کے اور اون کے درمیان قایم ہوگئے ہیں عجب ہی قسم کے ہیں۔ صدیوں کے تولد ادب و آداب کے مطابق سلاطین باقی کل دنیا کیطرح اپنے وزیروں کے ساتھ بھی بہت کم خلا ملا رکھتے تھے۔ مگر موجودہ سلطان نے اس تنہا رہنے کی بندشوں کو توڑ دیا ہے۔ وہ اونکو اپنے حضور میں بیٹھنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور کونسل میں معاملات پر بحث کرتا ہے۔ حال ہی میں تجارت معرفت کو ترقی دینے۔ زراعتی مدارس کے کھولنے اور آزمایشی زراعتی فارم قایم کرنے کی بڑی خواہش ظاہر کی ہے (اوسکی یہ خواہش پوری ہوگئی ہے) اوسنے اپنی ذاتی خدمات کیلئے اون افسروں کو منتخب کیا ہے۔ جنہوں نے یورپین تعلیم پائی ہے اور جو نہ صرف اُن باتوں ہی کو بول سکتے ہیں۔ بلکہ یورپ کے تہذیب مکالمہ کے بڑے بڑے اعلےٰ خیالوں سے بھی واقف ہیں"

اگر سوائے مندرجہ بالا دلایل کے کسی اور ثبوت کی بھی ضرورت ہی کہ یہہ شخص کی براہ راست حکومت روم جیسی ملکی خیالیہ کیلئے منتخب مجلسون کی حکومتون کی نسبت بہت اچھی ہے تو مجھے یہ ثبوت بلگیریا کی حالت سے ملسکتا ہے۔ جس برس سے عہدنامہ برلن کے مطابق وہ خود مختار ہوا ہے اوس سال سے لیکر آجتک یہہ نسبت صوبہ سازشون اور بدامنی کا آتشکدہ بن رہا ہے۔ ہر ایک سرکاری عہدہ خالی ہونے پر یہکا نیوالی اینٹی اینجیٹون کو سازش کرنیکا ایک نیا موقع دیتا ہے کہ اپنی سلطنت کی اغراض کا کوئی ہوا خواہ مقرر کراوین۔ اور وہ لوگ (یعنے اینجیٹ) ہر ایک نئے منتخب کنندے سے رشوت دیکر اپنا مطلب نکال لینا ممکن سمجھتے ہین۔ پچھلی لڑائی مین روسی سپاہیون مین یہ عام گفتگو ہوتی تھی۔ کہ ان دہقانون کی حالت جن کو ہم آزاد کرنیکے لیئے آئے ہین ہمارے باپون اور بھائیون کیحالت سے جن کو ہم (روسی سپاہی) پیچھے چھوڑ آئے ہین بدرجہا اچھی ہے۔ اگر یہ خوشحالی بلگیریا کے کسانون مین اب نہین پائی جاتی۔ (اور کل شہادتین ثابت کر رہی ہین کہ یہہ روز بروز غائب ہو رہی ہے) تو اون کو اپنے آزاد کنندون اور خود اپنی مجلس (مجلس وکلاء) کا اس تبدل کے لیئے شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ تمام انگریزی اخبارون مین ایک فقرہ شایع ہوا تھا جس مین بادشاہ اٹلی کی ایک سرگذشت بیان کیگئی تھی۔ اسپر انگریزی جمہوریہ خیالات والون نے بادشاہ موصوف پر بڑی تحسین و آفرین کی۔ اسمین یہ بیان تھا کہ جب بادشاہ ہمبرٹ نے چند پبلک باغون کا معائنہ کرتے وقت خیال کیا کہ اوسکی وفادار رعایا مین سے یہان کوئی بھی موجود نہین ہے تو کہا معلوم ہوتا ہے کہ میرے لوگ اس جگہ کی خوبیون اور آسایشون کا بہت ہی کم حظ اوٹھاتے ہین جب اوس سے یہ کہا گیا کہ اوس کے معائنے کے دوران تک عام لوگ باغ سے نکالدیگئے ہین۔ تو اوسنے اونکو فوراً داخل کیئے جانیکا حکم دیا۔ اور طرفہ یہ ہین باغ ایک شکر گذار اور وفادار انبوہ سے بھر گیا مگر عبد الحمید کی زندگی کے ایک بھی دھمکی کوئی ایسی مشکوکانہ شہرت نہ پائی۔ یلدز کوشک کی باغ مین جو کہ اوسکی پیاری رہائش ہی۔ ایکدن کہانا کہاتے وقت اوسنے دروازے کے باہر ایک بڑے انبوہ کو مجتمع دیکھا جو کہ ان باغون کو نظر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اوس نے فوراً دروازے کو کھولے جانیکا اور اون تمام لوگون کو جو سمجھ اکٹھے ہوئے تھے۔ داخل کیئے جانیکا حکم دیا۔ اور اس وقت سے لیکر ان باغون مین جو تبتک بالکل ممنوع الاجازت تھے برابر دخل پاتی ہے۔ بعض خاص مغربی بادشاہ (مثلاً شاہان روس) جو خیال کرتے ہین کہ تمع پوش پیغمبر کی وضع (یعنے رعایا سے بالکل الگ رہنا) اونکو داب سلطنت کے شایان ہی۔ ایسا ہی عمل کرنیسے اوس ہر دل عزیزی کو جو یوانیز

منتخب کنندہ یا الیکٹر وہ لوگ ہوتے ہین جو پارلیمنٹ یا کسی اور ریپرزنٹیٹو جماعت کے ممبرون کو انتخاب مین رائے دینے کا اتھقاق کہتے ہین انہی کو ووٹر یا رائے دہندہ کہتے ہین۔ اور اون لوگون کو کہ شہر شہر تبن تبن دلاکر اپنے حسب پسند ممبر کے انتخاب پر آمادہ کیا جاتا ہے۔

ہو رہی ہے۔ شاید کسی قدر سنبھال سکیں۔ یہ صفحے اون خانگی رازون کے بیان کرنے کے لیئے نہین ہین جن کی حفاظت ایک شہنشاہ اور ایک بھنگی کو یکسان مدنظر ہوتی ہے۔ مگر ہین صرف ایک یا دو مربیان کیئے دیتی ہون۔ کہ جس کو قسطنطنیہ کا ہر ایک باشندہ جانتا ہے۔ یعنی کہ سلطان کی پرائیویٹ زندگی بجائے ایک مشرقی شہزادہ کیحالت کے عام مروجہ خیالون کے مشابہ ہونیکے بالکل ایک انگریزی جنٹلمین سے ملتی جلتی ہے منجملہ اور مالی اصلاحون کے انہون نے خرچ کو بہت ہی کم کر دیا ہے۔

وہ نہایت ہی خطرناک ذمہ داری جو متعلق ہے ان بادشاہون کی قسمت مین لکھی ہے۔ اونکے اون فیصلون کے قایم کرنیمین ہے جنپر اونکی قسمت خطاوار رعایا کی جانین منحصر ہوتی ہین۔ زندگی اور موت کے اختیارات کو استعمال کرنیکے ہر ایک موقعہ پر ہمیشہ مدعائے رحم کو مدنظر رکھکر اوسنے سنگدل انصاف کو دعوون کے برخلاف فیصلہ کیا ہے اور اپنی تخت نشینی کیوقت سے لیکر آجتک کسی ایک بھی حکم موت پر دستخط نہین کیا۔

سلطان کی پولیسی کو پورا کامیاب کرنے اور اسکو ایام حکومت کو اسکی سیع سلطنت کی کروڑون رعایا کیلیئے ایک خالص برکت زمانہ بنانیکیلیئے اب صرف ایک ہی چیز کی بڑی ضرورت ہے یعنے یورپین دخلہی اور تنخواہ سازشون سے ایک امن امان کا زمانہ اگر انگلستان اور اوسکے مددگارون نے اپنی رعایا کی بہت بڑے حصون مین تباہی اور پریشانیون کو خارج کر دیا ہے۔ اور اپنے جیلخانے اور غریب خانون کو خالی کر لیا ہے اپنے گرجون اور کارخانون کو نمازیون اور مزدورون سے پر کر چکے ہین۔ اور اپنے انسانی ہمدردون اور پولیٹکل اور سوشل مصلحون کی زاید طاقت کو کوئی نیا شغل دینا چاہتے ہین تو اون کو نیکی اور ہمدردی کی قسم ہے کہ وہ برائے خدا اپنی توجہ اس سلطنت (روس) کیطرف بند دل کرین جو ایک بڑے سیاہ بادل کیطرح آرکینجل سے لیکر بحیرہ اسود تک پھیلی ہوئی ہے۔ وہ اپنی مشترکہ یا دو دو تین تین اپنی مناسب نصیحتین اور اپنی دھمکیان اوس بادشاہ کو دین جس کی فاقہ کش اور ظلم رسیدہ کروڑون رعایا کی زبانون سے مصیبتون اور تباہیون کی بہت بڑی آہ وزاری کا سلسلہ ہر وقت ان خاموش آسمانون پر چڑھ رہا ہے۔ سایبریا کی کانون مین انتظام ملک کے باعث جلاوطن شدہ اور ڈر و بڑ و سکوئی کی تاریک زندانون مین پولیٹکل قیدی اس شمالی مقدس مورت کو بہت سے اپنی رہائی کیلیئے فریاد مانگتے ہین خواہ وہ اس شرط پر کیون نہ ہو کہ اونکی تمام باقیماندہ عمر وحشی ترک کی ملکیت مین صرف ہو۔ لیکن اگر شاہان یورپ بے ایمانی اور بزدلی کے باعث ایک نہایت ہی ظالم نہایت ہی دغاباز اور نہایت ہی تاریک نظم کے معاملات مین جس سے بڑھکر آجتک دنیا کیلیئے کوئی بلیدلعنت نہین ہوئی مداخلت کرنیسے ڈرتے ہین تو وہ اتنا ہی کیا کرین کہ وہ اوس بادشاہ کو نہ ستائین جو اپنی تمام رعایا کو اور اون تمام شخصون کو جن کی چشم انصاف واہے وہ نظارہ دکھلا رہا ہے جسکی ہمارے بڑے سے بڑے شاعر نے دلی آرزو کی تھی یعنی کہ "تنازعون اور فسادون کی ایک عالم آشوب طغیان مین اب تک ایک مضبوط بازو قایم ہے"

(۴) باب چہارم

معاملات مصر ۵۳۵

یہاں تک سلطان روم کی ذمہ واپون اور فرائض کو بیان کرنے میں اور اس طریقے کو جتا دینے جس سے

۱۵۱۷ء میں سلطان سلیم اول نے ملوکون سے فتح کرکے دخل ممالک محروسہ عثمانیہ کیا۔ جس وقت سے لیکر ۱۸۰۱ء تک وہ براہ راست سلطان کے زیر حکومت یا محمد علی پاشا ۱۸۰۵ء میں سلطان سلیم ثالث کیوقت مصر کا وائسرائے مقرر کیا گیا جس نے ۱۸۰۷ء میں باغی ہوکر مصر میں خود مختار حکومت قایم کی۔ اور شام کو بھی فتح کر لیا۔ اور مقام کونیہ پر عساکر سلطانی کو ہزیمت فاش دی آخر کار ۱۸۴۰ء میں سلطان عبدالمجید کے وقت اوسکی افواج کو بمقام نصیبین شکست کامل ملی۔ اور محمد علی پاشا نے اطاعت قبول کی۔ اسپر خط مستطاب مؤرخہ ۱۳ فروری ۱۸۴۱ء کے رو سے مصر کی گورنری محمد علی کے خاندان میں ہمیشہ کیلئے قایم کیگئی۔ وراثت کا طریقہ خاندان عثمانیہ کیطرح مقرر کیا گیا۔ یعنی سابقہ حکمران کی جگہ خاندان کا سب سے بڑا تخت نشین ہو۔ اور محمد علی پاشا اور اس کے جانشینوں کو والی یا وائسرائے کا خطاب دیا گیا۔ مگر یہ خطاب سلطان عبدالعزیز کے وقت فرمانشاہی مؤرخہ ۱۱ مئی ۱۸۶۶ء کے مطابق خدیو مصر سے مبدل کیا گیا۔ اور اسی فرمانشاہی کے مطابق مصر کا خراج ۷۰۰،۳۶۰ پونڈ سے ۷۰۰،۴۰۰ پونڈ تک بڑہایا جاکر طرز وراثت تخت نسلاً بعد نسلٍ بحق بڑے بیٹے کو ملنے کی قایم کیگئی۔ اور خاندان عثمانیہ کا طریقہ منسوخ کیا گیا۔ اور سب سے اخیری فرمان مؤرخہ جون ۱۸۶۶ء کے رو سے سلطان اسمٰعیل اول کو عساکر بحری و بری عہدہ کرنے اور اپنی علیحدہ افواج قایم رکھنے کے اختیارات بخش دیئے۔ اسمائے خدیوان مصر حسب ذیل ہیں:-

نام خدیو	تولد	وفات	ایام حکومت	نام خدیو	تولد	وفات	ایام حکومت
محمد علی بانی خاندان	۱۷۶۹ء	۱۸۴۹ء	۱۸۰۵ تا ۱۸۴۸ء	اسمٰعیل	۱۸۳۰ء	۲ مارچ ۱۸۹۵ء کو قسطنطنیہ میں	۱۸۶۳ تا ۱۸۷۹ء
ابراہیم پاشا ابن محمد علی	۱۷۸۹ء	۱۸۴۸ء	جون تا نومبر ۱۸۴۸ء	توفیق پاشا	۱۸۵۲ء	۷ جنوری ۱۸۹۲ء	۱۸۷۹ تا ۱۸۹۲ء
عباس پاشا ابن محمد علی	۱۸۱۳ء	۱۸۵۴ء	۱۸۴۸ تا ۱۸۵۴ء	عباس ثانی	۱۸۷۴ء	زندہ	۱۸۹۲ء
سعید بن محمد علی	۱۸۲۲ء	۱۸۶۳ء	۱۸۵۴-۱۸۶۲ء	..	..	..	(باقی اگلے صفحہ پر ہے)

۱۲ مارچ کو قاہرہ کی مسجد رفاعیہ میں دفن ہوئے۔ ۲ فروری ۱۸۷۴ء کو ان کو ان ایک صاحبزادی تہمینہ ہانم سے عباس حلمی ثانی خدیو مصر پیدا ہوئے۔ ۱۴ جولائی ۱۸۷۴ء کو اسی بیگم کے بطن سے ایک اور لڑکی پیدا ہوئی۔

اس عہدہ کے موجودہ قابض نے انہیں نبا لیا ہے۔ بیرنے اسطرح لکھا ہے کہ وہ ذریۂ اریان گویا صرف دو ذات ہی بزعم خود تک محدود ہیں۔ اور اگرچہ یہ امر مغربی ڈپلومیسی (ممالک مغربی کی حکمت عملی) کی خواہش کے عین مطابق ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸) نوجوان خدیو جو اس اپنے والد توفیق کے بعد تعلیم چھوڑ کر تخت پر بیٹھ گیا۔ اوس کا ایک چھوٹا بھائی محمد علی بھی اوس کے ہمراہ یورپ میں تعلیم پا تا رہا ہے۔ خدیو کی اپنی تنخواہ سالانہ ۱۲ لاکھ پونڈ اور اوس کے ۱۰ اسمٰعیل سرداروں کی ۵۰ ہزار پونڈ اور اوس کے خاندان کے دوسرے کل لوگوں کو ۷۰ ہزار پونڈ سالانہ ملتے ہے ۱۸۸۱ء میں کل آمدنی ۵۶۱۶۲۲ پونڈ اور خرچ ۹۱۱۶۲۲ پونڈ تھا۔ ۶۵۰۰۰۰ پونڈ کی خالص کمی پیدا ہی۔ اب بھی تقریباً یہی مقدار آمدنی اور خرچ ہے۔ کل پیرونی قرضہ جس کی ضمانت میں مختلف صیغہ آمدنی کے محصول ہیں ۹۷۹۵۳۰۹۰ پونڈ ہے۔ اور جس کی ضمانت میں کوئی محصول نہیں ۵۰۰۰۰۰ پونڈ ہے روس و روم کے جنگ کے اختتام پر فوج صرف ۱۵ ہزار رہگئی تھی۔ اور اب ۱۸ ہزار انفنٹری فوج پیدل کی ہیں۔ ہر ایک رجمنٹ تین بٹلین کی ہے اور ۴ بٹلین رائفل کی اور ۱۴ توپیں ہیں۔ جون ۱۸۸۵ء کے اخیر میں مصری محکمہ بحریہ میں دو کارویٹ تین بڑی بڑی کشتیاں مع کیلیبر جن میں سے ایک محروسہ نام ۴ ہزار ٹن وزنی اور ۸۰۰ اسپی طاقت والی ہے اور ۴ گن بوٹ ہیں جن کا وزن مجموعی ۷۶۲۷ ٹن ہے سلطنت مصر کا رتبہ و آبادی بمہ ممالک محروسہ و وسط افریقہ جو ۱۸۷۳ء میں فتح کیے گئے۔ اور ۱۸۸۴ء میں علیحدہ آزاد ہو گئے

۲۰۴۰۶۲ میل اور آبادی ۱۶۹۵۲۰۰۰ ہے۔ خاص ممالک مصر کی آبادی بدیں تفصیل ہے۔

ممالک مصر	مرد	عورت	میزان
جنوبی مصر البحر۔	۱۳۸۵۲۸۵	۱۴۳۸۷۰۰	۲۸۲۳۹۹۵
درمیانی۔ مصر الوسطا	۳۲۲۶۲۲	۳۳۰۴۴۷	۶۵۳۰۶۹
شمالی مصر العاعد	۷۳۸۵۳۹	۷۳۰۸۰۰	۱۴۷۱۵۹۸
امصار۔	۲۷۸۷۱۱	۲۹۰۴۰۴	۵۶۹۱۱۵
میزان کل	۲۷۲۵۲۳۰	۲۷۹۲۳۸۸	۵۱۱۷۸۲۷

نو بیادار فود وغیرہ ممالک کا رتبہ جو ۱۸۷۳ء میں اسمٰعیل کے وقت مفتوح ہوئے اور ۱۸۸۴ء میں علیحدہ آزاد ہو گئے ۲۱۱۲ میل مربع اور آبادی ۱۱۴۴۳۷۳ ہے

مصر خاص میں تین شہر ہیں مصر البحر مصر الوسطا اور مصر العاعد انمیں بمقامی آبادی ۴۸۵۱۲ و ۴۹۴۸۵ و شہری ۵۶۹۱۱۵ ہے اس میں دو بڑے شہر ہیں۔ قاہرہ جسکی آبادی ۳۹۸۰۸۳ اور اسکندریہ کی ۲۱۲۰۵۴ ہے ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں خاص مصر میں ۶۶۹۹ یعنی مسوب سے بدیں تفصیل یونانی ۳۴۰۰۰۔ فرنسیسی ۱۰۰۰۰۔ اطالیہ والا ۱۳۹۰۶ آسٹرین ۶۳۰۰۔ انگریز ۶۰۰۰ جرمن ۱۱۰۰ اور دیگر ممالک غیر کے ۱۳۹۰۔

یکم جنوری ۱۸۸۵ء کو ۹۳۴ میل ریلوے جاری اور ۴۹ میل زیر تعمیر تھی۔ یہ کل ریلوے سوائے ایک پانچ میل (باقی اگلے صفحہ پر)

وہ سلطان کی حکومت کو بحیرہ قلزم اور نہر سویز سے پرے تک پھیلی ہوئی ہونے سے انکار کر دیں۔ لیکن اگر مین عثمانی حکومت وقوع افریقہ کے پچھلے دس سال کی تاریخ کو چھوڑ دون تو سلطان عبد الحمید کی مشکلات اور کارنامون کا بالکل نامکمل نقشہ تحریر کرنے والی ہونگی۔ سلطان کا کام بہت ہی ہلکا ہو جاتا۔ اگر مصر کی حالت سلطنت کی یورپی اور ایشیائی صوبون کی حالت سے بہت کچھ متضاد ہوتی۔ مگر جیسی ابتری وہان پھیلی ہوئی تھی ویسی ہی اس جگہ بھی تھی یکسان باعثون سے یکسان نتیجے پیدا ہوتے ہین۔ مرکز کی بدانتظامی اور صوبجات بعیدہ کے گورنرون کی غفلت شعاری اور مسلسل بیرونی سازشون سے دریائے نیل پر بھی وہی پولیٹکل اور تمدنی خرابیان عاید ہو گئی تھین جن کا امیر المومنین عبد الحمید کو باسفورس اور فرات پر سامنا کرنا پڑا تھا۔

والیسرائے اسمٰعیل کی بدانتظامی اور فضول خرچی سے جسپر یورپین اور یہودی سرمایہ والون نے حسب معمول پھنسانی کیلئے پہلے ہیل عائتی شرح سود پر قرض دینے کی عنایت کی تھی سلطان کی تخت نشینی کے وقت تک مصر کی مالی مشکلات درجاتم کو پہونچ گئی تھین۔ فوج بقایا تنخواہ کیلئے چیخ رہی تھی۔ اور کمبخت دہقان اون بیکسون کو بوجھ کے نیچے سر مہ سا ہو رہے تھے جن کی آمد سے یورپ کے عیسائی تماشائیون کے رنگا رنگ کے پاکٹ بھرے جاتے تھے۔ اور پیرس کی مجرا کرنے والیون کے جسم آراستہ ہوتے تھے۔ مگر جونہی سلطان کے وارنجانے سے مرض الموت (یعنے روس کا قبضہ) رفع ہوئی اوس کو جنوب کیطرف نظر کرنے کا موقع ملا۔ اور امیر المومنین عبد الحمید نہایت مستعدی سے اوس کے انتظام کی جانب مشغول ہو گئے اذکچھ زیادہ دیر تک غور کرنے یا کوئی بہت بڑی تحقیقات کرنے کی تکلیف اوٹھانیکی بغیر ہی معلوم ہو گیا۔ کہ تخت مصر پر اسمٰعیل پاشا کا رہنا زیبا اور موزون نہین ہے۔ یہ جگہ اوس کے مناسب حال نہین۔

مطلق العنان حکومت کے فوایدمین سے ایک یہ بھی ہے کہ بڑے سے بڑے ماتحت کو وہ صرف قلم کی ایک کشش سے بالکل عام درجے کا آدمی بنا دیتی ہے اور اوس کو اوس پارٹی کے ساتھ جس کا وہ معزول شدہ عہدہ دار ممبر ہو جھگڑے اور بحث کرنیکی کچھ ضرورت نہین پڑتی پس اسوجہ سے ماہ اگست ۱۸۷۹ء کی ایک خوشنما صبح کو وضعدار اسمٰعیل کو معلوم ہوا۔ کہ وہ اچانک فرعنہ کے تخت سے اُتار دیا گیا ہے۔ اور ایک بالکل جادو کے کھیل سے اوس کا بیٹا توفیق اوسکا جانشین ہو گیا ہے۔ لیکن کیا یہ تغیر مصری دہقانون کے حق مین بہتری کا تغیر ہوا؟ مابعد کے واقعات کی روشنی سے اس سوال پر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹) کی لائن کے سرکاری ہے ۱۸۷۸ء مین تار برقی ۳۲۲۵ میل تھی جس کی تار نوکی لمبائی ۱۳۱۰ میل ہے اسکندریہ سے قاہرہ تک ۲۵۵ میل انگریزی تار برقی ہے۔ باقی سرکاری ہین ۱۸۷۹ء مین ۱۰۲۱ ڈاک خانے تھے جنہون نے ۲۵۶۱۵۲۰ اندرونی خطوط ۱۲۹۹۰۰ بیرونی خطوط وغیرہ اور ۲۷۱۴۰ اندرونی اخبارات اور ۵۷۳۰۰ بیرونی اخبارات تقسیم کیئے۔ یہ پرانے اعداد مقابلہ و موازنہ کے لیئے دیدیئے گئے ہین مصر کی موجودہ حالت مناسب تفصیل کے ساتھ ٹرکی کی موجودہ حالت مین درج کیگئی ہے۔

بڑی متانت سے اور مدلل طور پر بحث ہو سکتی ہے۔

کارلائل کے اصول کو اگر مدنظر رکھا جاوے تو بیشک بیٹی کی نسبت باپ یا وہ تر لائق اور مناسب تھے کیونکہ اسمٰعیل کی خواہ کتنی خطائیں ہوں۔ وہ ایک مستقل اور مضبوط آدمی تھا۔ اور توفیق خواہ کتنی خوبیوں والا ہو مگر ایک کمزور اور مستقل مزاج ہے۔ مجھ کو ہر نوع کا یقین ہے کہ جو بوجھ رعایا پر معزول وائسرائے کے بجا شاید اور اپنے ذاتی مفاد کی خود غرضانہ کوششوں سے پڑتا تھا۔ وہ اس بوجھ اور ظلم سے جو توفیق کی کمزور اور سست پولیسی سے پڑ رہا ہے بدرجہا ہلکا تھا۔ اگر اعلیحضرت عبد الحمید کو اپنے باجگذار صوبے کی حکمران مقرر کرنے میں پوری آزادی ہوتی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک فریقین کے مفاد اور حاکم کا ایسا انتخاب کرتے جو ویسا ہی کامیابی بخش ہوتا جیسے کہ اون کے انتخاب دیرہ کی تقرری گورنران یورپ اور ایشیا میں ہوئے ہیں۔ مگر مصری خدیویت مورثی ہے۔ اور گو بادشاہ ایک حد تک شخص کو معزول کر سکتا ہے۔ مگر خاندان کو کسیطرح نہیں ہٹا سکتا۔ پس بدیں وجہ سلطان اس سے زیادہ نہ کر سکتے تھے کہ توفیق کو سیدھا رستہ بتاویں۔ اور اوس کے اوپر قدم بقدم درستی سے چلنے کی بھروسہ کریں مگر توفیق کی قسمت میں خواہ وہ غلط تھی۔ یا درست پھر تقسوم نہ تھا کہ وہ بمرضی خود چلے چند سال پیشتر سے نہر سویز کے اجرا سے اون سلطنتوں نے جن کے جہاز اسمیں سے گذرتے تھے مصر میں اپنے فرضی یا واقعی حقوق قایم کر لئے تھے۔ اور چونکہ جملہ جہازوں کے ۴/۵ سے زیادہ انگریزی جہازوں کی تعداد تھی۔ اس لیے لازمی طور پر ہمارے ملک کو وائسرائے کے مشوروں میں زیادہ رسوخ اور وقعت حاصل ہو گئی تھی۔ لیکن ساتھ ہی چونکہ یہ نہر فرانسیسی محنت اور سرمائے سے تیار ہوئی تھی۔ اور نیز ہمارے نازک خیال ہمسایوں پر ابھی تک نپولین کی پولیسی خواہ وہ کچھ ہی ہو۔ حاوی تھی۔ اس لیے انگریزی گورنمنٹ نے فرانس سے ملکر باجازت سلطان مصر پر دو علی نگرانی قایم کر لی۔ اس انتظام سے دونوں سلطنتوں کے وکلا کو ناتجربہ کار توفیق کے مشورہ دہی کا استحقاق حاصل ہو گیا۔ اور اوس کے افعال پر نگرانی کرنے کی متفقہ کوشش کرنیکا حق ملگیا۔

---

۵۳ مصر میں ۱۸۷۶ء سے یکم ۱۸۷۹ء تک فرانسیسی اور انگریزی گورنمنٹ کی زیر نگرانی کل امور طے ہوتے رہے۔ دونوں سلطنتوں کی طرف سے ایک ایک کنٹرولر جنرل مقرر کیا گیا۔ اور اون کو بے اندازہ اختیار دیئے گئے جیسے خدیو کے فرمان مورخہ ۱۸ نومبر ۱۸۷۶ء کی مندرجہ ذیل سات دفعات سے معلوم ہو جاوینگے:

۱۔ کنٹرولر جنرلون کو سلطنت کے ہر ایک صیغہ اور نیز صیغہ قرضہ قومی میں تحقیقات کرنیکا اختیار ہے۔ اور دیگر کل عہدیداران ملکی کو لازمی ہے کہ کنٹرولر جنرلون یا اونکے نمائندوں کو کل دستاویزات جو طلب ہوں۔ دیا کریں۔ وزیر صیغہ مال کو ضروری ہے کہ اون کو ہفتہ وار مداخل و خارج کا نقشہ روانہ کرے۔ اور دیگر تمام صیغوں کے ذرا ذرا سے نقشے ماہواری روانہ کیا کریں۔

۲۔ کنٹرولر جنرلون کو اونکی صرف اپنی ہی گورنمنٹیں علیحدہ کر سکتی ہیں۔

۳۔ فرانسیسی اور انگریزی گورنمنٹوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ابھی کنٹرولر جنرلون کو عملی اختیارات (باقی دوسرے صفحہ پر)

قاعدۂ قدرت کے مطابق یہ متفقہ صلاح و مشورے اس مضبوط اور مستعد گورنمنٹ کے حق میں جس کا استحکام استقلال ترقی اقوام کے انتظام میں کامیابی حاصل ہونیکے لیے نہایت ضروری ہے۔ بہلک پورے اس نئی دستور و انتظام کو ایک سال بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ رعایا کو یہ صداقت جس کو اکثر ہماری ترقی یافتہ اقوام نظر انداز کر دیتی ہیں معلوم ہوگئی کہ اس بغیر طریق حکومت سے بھی وہ ویسی ہی بھوکی اور ننگی رہتی ہے جیسی کہ اسمٰعیل پاشا کی یکہ و تنہا حکومت میں بلکہ وائسرائے موجودہ کی کمزوری سے اور بھی زیادہ مصائب عاید ہونے کا اندیشہ ہے۔ انہوں نے اصلاح اور حفاظت جان و مال کیلئے پرزور فریادیں کرنی شروع کر دیں۔ اور جیسے کہ ہر ملکی شورشوں میں وہی شخص سرگروہ منتہاہی جوارادے کا پکا اور عزم کا پورا ہو ویسی ہی مصر میں شخص اس امر کیلئے منتخب کیا گیا کہ خدیو کے سامنے ادکی رعایا کی متفقہ درخواست کو پیش کرے وہ عرابی پاشا فوج پیدل کا ایک ثابت قدم کرنیل تھا۔ وہ درخواست یہ تھی کہ بغیر وہ ہوز اور مکروہ وزارت علیحدہ کیجاوے منتخبہ قومی مجلس مقرر کیجاوے۔ اور فوج کی طاقت ۱۸ ہزار آدمی تک بڑھائی جاوے ایک لاکھ آدمی کا جو خدیو کی ملازمت میں ہوا اس قسم کی درخواست پیش کرنا ہی جرم بغاوت میں داخل تھا جسکی فی الفور سزا موت ہے اور ہمیں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ اسمٰعیل عرابی پاشا رکو فوراً پستول نکالکر وہاں وہ کھڑا تھا اسی جگہ گولی سے مار دینے سے اس بغاوت کو شگوفے ہی میں دبا دیتا۔ مگر توفیق ایک بزدل ہادی سے بنا ہوا تھا وہ قطعی جرأت نہ کر سکا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۰۱) نہ عطا کیے جاویں۔ اس لیے وہ ابھی صرف تفتیش اور نگرانی و اہتمام ہی کا کام کیا کریں گے۔

(۴) کنٹرولر جنرل بحیثیت وزراء شمار ہوں گے۔ اور مجلس وزراء کے ہر انعقاد میں مدعو کیے جانے کے وقت مجاز ہونگے۔ مگر رائے دہی کے حقدار نہ ہوں گے۔

(۵) جب مناسب ہو کنٹرولر جنرل قرضہ قومی کے کمشنروں سے ملکر مناسب تجاویز عمل میں لاویں گے۔

(۶) جب کبھی مناسب سمجھیں مگر سال میں ایک دفعہ ضرور کنٹرولر ہر ایک مسئلہ پر بصورت تحریر کر کے خدیو اور وزراء کی توجہ دلائیں گے۔

(۷) کنٹرولر جنرلوں کا اعتقاد ہے کہ اون عہدیداروں کو موقوف کریں جن کی خدمات سے اونہیں فائدہ نہ ہو بجائے اسکے کہ کیا کریں گے۔ اور تنخواہوں اور آمدنیوں کا ماہوار نقشہ اونکو دیا جایا کرے گا۔

عرابی پاشا کی بغاوت کے زمانہ سے انگریزوں نے حفاظت مصر کے وعدے سے مصر میں بہت فوج مقیم رکھی ہوئی ہے جس سے انگریزوں کا مصر پر بہت کچھ قابو اور اختیار ہو گیا ہے موجودہ خدیو عباس پاشا بظاہر اس قدر انگریزی سخ سے خوش نہیں۔ اور عام رعایا مصر کی بھی انگریزی قبضہ سے ناراض ہے۔ اسپر انگریزوں نے مصر پر اپنی فوج اور بھی بڑھا دی ہے۔ ٹرکی گو بظاہر خاموش ہے مگر وہ بھی مصر کو خالی کرانا چاہتا ہے۔ انگریز کہتے ہیں ہم مصر میں بغرض اصلاح اور ہمدردی انسانی کیلئے گھسے ہوئے ہیں مگر دراصل وہ نہر سویز کیلئے مصر کو نہیں چھوڑ سکتے جو ہندوستان کا بہترین رستہ ہے خواہ مصر کا سلطان تابع قبضہ کئی دفعہ چھڑ چکا ہے اور اب پھر پیش ہے۔ اس کے متعلق چند مضمون کتاب کے ضمیمہ میں زیادہ کر دیئے گئے ہیں۔ مترجم۔

عزل سے ٹال مٹول کرکے اپنے آقا کو قسطنطنیہ میں اس امر کی خبر دی۔ سلطان اعظم عبد الحمید نے اپنی طبعی متانت اور تصفیۂ کن پالیسی پر عمل کیا۔

انہوں نے ایسی رعایا کے ساتھ جو باغی ہو گئی ہو مناسب وقت اور موجب تاخیر کرنے کی صلاح دی یعنی کہ امن قائم کیا جاوے اور پھر انکی جائز شکایتوں کے موجبات کی تحقیق کرکے داد کو دور کیا جاوے۔ ساتھ ہی انہوں نے خدیو کو فوجی طاقت کی نمائش سے مدد دینے اور شاہی کمشنروں کو مصری رعایا کی شکایتوں کو تحقیق کرکے تفتیش کے نتیجہ سے اطلاع دینے کے لیے بھیجنے کی آمادگی ظاہر کی۔

ہر ایک شخص خیال کرسکتا ہے کہ یہ تجاویز ایسی معقول تھیں کہ ان کو مناسب حال سمجھ کر فوراً دعلی نگرانی کرنیوالی سلطنتوں کو انہیں منظور کرلینا چاہیئے تھا۔ سلطان اس ملک کے شہنشاہ تھے اور اب بھی ہیں نہایت ہی ضروری مطالب اور اغراض کے باعث انکو اپنی سلطنت کے دارالخلافہ میں ہر وقت موجود رہنا سخت لازمی ہے۔ بذات خاص اخبار کی تحقیقات کو نہ کرسکنے کے باعث انہوں نے وہی کیا جو یورپ کا کوئی دوسرا بادشاہ کرتا۔ اپنی جگہ معتبر سفیر روانہ کرنے کی تجویز کی۔ مگر انگریزی گورنمنٹ (اوس تعارت آمیز بدگمانی کی وجہ سے (جو مشرقی سلطنتوں کے ساتھ اسکے تعارفی تعلقات کو اکثر معرض خطر میں ڈال چکی ہے) ان تجاویز پر اعتراض کیا۔ اور انکی تعمیل کی مخالفت کی اور مدعا اسکی یہ تھی کہ اور زیادہ تحقیقات کئے بغیر اوس (انگریزی سلطنت نے یہی ایک نئی وزارت قائم کرنے کی اجازت دی جس کے ماتحت عرابی پاشا صیغۂ جنگ کا انڈر سیکرٹری مقرر ہوا۔ یہ گورنمنٹ اوس پالیسی پر چلی جو گلستان میں اکثر کامیاب ہوتی ہے۔ کہ ایک مستند بڑبڑانے والے کو کوئی عہدہ دیکر اوس سے خاموش کرالی سلطان کی تجویز درویش پاشا کی ایک محض مبہود مشن بھیجکر دیگئی جس سے کچھ نتیجہ نہ پیدا ہوا۔ توفیق ہر ایک شخص کو خوش کرنے کی کمزور اور ناممکن کوشش کرتا رہا۔ نوبار تعزیر اس تیزی اور آسانی سے بدلتی رہیں جیسی ایک انگریز مدبر اپنی رائے کو بدلتا رہتا ہے۔ اور اس دوبدل سے آخر کار عرابی وزیر صیغۂ جنگ ہو گیا۔ پس ملکی کاروبار جب ایک خوفناک درجہ تنزل پر پہونچ گئے۔ تو وہ تباہی کے قعر تاریک میں بڑی سرعت سے گرنے شروع ہو گئے۔

۱۱ جون ۱۸۸۲ء کو اسکندریہ میں ایک بغاوت پھوٹ پڑی جو سوائے دوعلی نگرانی کے انتظام میں اور سلطنت میں فوراً فرو کردی جاتی۔ اور پھر کبھی سننے میں نہ آتی۔ مگر وہ برابر بڑھتی چلی گئی حتیٰ کہ خدیو اور اوس کے وزراء کو اپنا مقام سکونت چھوڑنا پڑا۔ اور وہ کل عربی کو سب پیشہ کا ملک چھوڑ کر بڑی کمپنی کے ساتھ اپنے اپنے مقامات کو چلے گئے۔

اب انگریزی جنگی بیڑہ جہازات کی عجیب کارگذاری واقع ہوئی۔ جو بقول مسٹر گلیڈسٹون نہ صرف ایک جنگ نما کارروائی تھی۔ نہ کہ جنگ۔ اوس سے بقدر اقتدار کا ثبوت جو مسٹر گلیڈسٹون نے اوس پارٹی پر جس کا وہ سرگروہ ہے حاصل کیا ہوگا ہے شاید اس امر سے ملجاویگا کہ انکی عزت نامور اور سمت آہنی بڑی بھاری ناقابل عفو غلطی کے بعد بھی بچ رہے تاہم

برایون مین سے بھی کچھ نہ کچھ فایدہ کل آتا ہے۔ اس مجنونانہ فعل سے اور کچھ نہین تو یہی فایدہ ہوگیا کہ درملی نگرانی کا کمبخت انتظام تو اوس سے رفع ہوگیا۔

فرنچ عہدیداران تقسیم اسکندریہ پر اس ناقابل تشریح اور بیجا کارروائی مین جو کہ ایک دوست کے شہر پر گولہ باری کرنے پر ختم ہوئی شامل ہونے پر بڑا زور دیا گیا ہمارے ساتھی نگرانی کنندون نے شمولیت سے انکار کیا۔ مسٹر سیسی امیرالبحر نے بندرگاہ سے اپنے بیڑے کو ہٹالیا۔ اور انگلیسی انگریزی ایڈمیرل سیمور نے ہی تمام ناموری خطاب امیری اور اپنی مدامی پنشن حاصل کی۔ (یہ بجاے خود تھی ہوسکتی ذرا استعجاب تو ہے ایڈمیرل کو اسکی خدمات کے عوض ایک لکھی رقم عطا کیگئی تھی جس کے سود سے تاہم اوس کے خاندان کو نسلاً بعد نسل انگلستان کی مختی قومی سالانہ خراج دیتی رہیگی۔ یہ امر مدامی پنشن سے کس قدر مختلف ہے مسٹر بریڈلا اپنے موکلون کو بتادین)

یہ بڑا کام کیسے کیا گیا۔ اور یہ نمایان نتیجے کیسے حاصل ہوئی۔ مین جگہ اونہین دوہرانا نہین چاہتی۔ یہ کل واقعہ سب کے پیش نظر ہے کہ سوا کے ایک سرسری تذکرے کے زیادہ تفصیل کا محتاج نہین۔ مگر ایک بدقسمت شخص کو انصاف مدد دینے کیلیے یہ کہنے پر مجبور ہون کہ عربی پاشا پر جو کہ نام منصفانہ شہادتون کو مسٹر گلیڈسٹون کی بہادرانہ گولہ باری کے دنون کے بعد بھی خدیو کا نمکحلال رہا۔ اور بالکل اوس کے احکام کے مطابق عمل کرتا رہا۔ مگر اسپر اس کی نمکحلالی کا صلہ نہ ملا۔ اور توفیق نے فطرتی ہٹ سے۔ جو کمزور طبیعتون کا خاصہ ہے سازشیون اور خود غرض دلگیرون کے دھوکے مین آکر بجاآوری احکام مین اوسکی تشدد کو الٹا سمجھکر عہدے سے برطرف کرکے اسپر باغی مشتہر کردیا۔

ان واقعات کے سرسری بیان کے بعد جو جون ۱۸۸۲ء مین عثمانی سلطنت کی ایک شہر کے کسی قدر حصے کے اس کی بڑی سعادت سلطنت کی توپون سے برباد ہونیکے بعد ختم ہوے۔ یہ بتانا بیمحل نہ ہوگا۔ کہ اس تمام مصری نامہ پیام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان عبدالحمید سے اول اول انگلستان نے سفارتی گستاخی پھر کھلم کھلا حقارت اور آخر مین بالکل تہک کبر بے عزتی کے طریقے سے برتاؤ کیا۔ پہلے اوس امر مین اوسکی مخالفت کیگئی جو ضرور اس ابتری کے روکنے مین کامیابی کا موجب ہوتا اور بعد ازان اوسے اس ابتری کو فرو کرنے سے بالکل روکا گیا۔

اس بغاوت کو جو پر جو عربی نے کی اور جس کا وہ بانی مبانی تھا۔ رائے قایم کرنا۔ اس وقت اگر ناممکن نہین تو مشکل ضرور ہے۔ بعض (جن کو اصل امر سے واقفیت ہونی چاہیے) عربی کو باغی اور ایک مفسد پارٹی کے حریص سرگروہ ہونیکا الزام دیتے ہین جسنے کہ تنبیہ و اصلاح کی فریاد کی۔ سامنا ہونے پر ناراض اور مجوزہ بغاوت کی ناکامیابی سے غصے مین آکر خدیو کی فوجون کو بگاڑ کر اور سی حکومت کو برخلاف مسلح فوجی بغاوت کھڑی کردی۔ مگر باقی اشخاص (جو بیزار دل اندر کیطرح مساوات سے خوب واقف ہین۔ اور بے لاگ شہادت دیتے ہین) ہمین بتلاتے ہین کہ وہ بیشک کے برخلاف سچی فاداری کے جوش سے اعتراض کرنیکی باعث ناحق باغی گردانا گیا تھا۔ اور وہ اپنے سپاہیون کو صرف خونخوار ہنگامی سے بچانیکیلیے



ملک کے وسط مین لیگیا تھا۔ مگر خواہ کچھ ہی ہو۔ اس سے واضح تر اور کوئی امر نہین کہ سلطان عبد الحمید کو (اور وہی صرف ایک ایسا شخص تھے جو اوس فساد اور جھگڑے کو جو خدیو اور اوسکی رعایا کے مابین برپا ہوا۔ بخوبی سمجھ گئے تھے) اور درست کر سکتے تھے) اس امر پر کوئی قاطع فیصلہ کرنیکا ہرگز موقعہ نہ دیا گیا۔ اور جب انگریزی فوجین ایک فتنہ انگیز ملک مین داخل ہوگئین تو اونہون نے بڑی دانائی سے انگلستان اور اوس کے سپاہیون کو جو انگلستان کے حرص و ملع کی قربانی پر تنگ رہے خود ہی اوس دلدل مین سے نکلنے کے کام پر جس مین وہ بے سوچے سمجھے کود پڑے تھے چھوڑ دیا۔ اور اسے مہذب یورپ کے فیصلہ پر چھوڑا۔ کہ وہ اوس کے اور اون کے درمیان جنہون نے اسکی حقوق کو غصب کر لیا ہے رائے قایم کرین۔ عرابی* کے باغی شہر کیے جانے پر مصر پر انگریزی فوجین زیر کمان لارڈ ولزلی سلطان سے اجازت لیکر بغیر حملہ آور ہوئین۔ اونہون نے ایک ایسے شخص پر جسے برابر کہا جاتا تھا کہ فن جنگ سے بالکل نابلد جیلم اور ایک تماشائی روزگار ہے اور جسے جنگی تجربہ بھی حاصل نہین فتح پانے کے باعث عزت و افتخار اور نام شہرت حاصل کی۔ اور علاوہ اوسکے ایک اچھا خاصا گہانقدی کی صورت مین بھی اوسے ملگیا۔ باغی فوج مغلوب کیگئی۔ اور عرابی گرفتار کیا گیا۔ جو کورٹ مارشل سے تحقیقات کیئے جانے کے بعد باغی کیطرح گولی سے مار دیئے جانے کے بجائے جیسا کہ اگر خدیو کا اشتہار شروع سے آخر تک جھوٹ نہین تھا تو کرنا چاہیئے تھا۔ ایک نامبتر سرسری تحقیقات کے بعد انگلستان کے ایک ایشیائی مقبوضہ مین جلاوطن کر دیا گیا۔

انگریزی گورنمنٹ فرانس کی اس جنگ نما (جو کہ لوگون کے خیال مین جنگ تھا) کارروائیون مین شمولیت کرنیکے انکار سے فائدہ اوٹھانے سے۔ جو کی آیندہ کیلئے فرانس کے خیر مداخلت سے اوس نے بالکل انکار کر دیا۔ کیونکہ اسنے انگلستان کو آگ مین سے خرما نکالنے کیلئے تنہا کیلا چھوڑ دیا۔ اور اسی لیئے آیندہ کیلئے مصری معاملات مین دخل اندازی کا حق اوس سے بالکل زایل ہوگیا۔ دوعلی ختم ہوگئی۔ اور برٹش گورنمنٹ نے خدیو کی درخواست پر سلطان کو اطلاع کرنے کے بغیر ہی سرای بیرنگ[1] لارڈ نارتھ بروک اور لارڈ ڈفرن اور کئی اور نامور اشخاص مصر کے مظلوم و ہتھانون کی آسایش اور بہتری کے زیر سوچنے اور عمل مین لانے کیلئے روانہ کر دیئے۔ ان سایل مین سے بعض بڑے ہی عجیب اور حیرت افزا تھے ۱۸۸۳ء کے شروع مین صوبے وار کونسلین مقرر کیگئین جن کا یہ کام تھا کہ اپنی اپنی حدود مین مقامی کاموں کیلئے ٹیکس لگانے اور وصول کرین۔ اور خالص مقامی امور پر مصری گورنمنٹ کو مشورہ دین۔ اور ایک لیجسلیٹو کونسل مقرر کیگئی۔ جو سال مین چار دفعہ نشست کرے اور جس کا یہ کام ہو کہ اون تمام عرایض پر جو خدیو کے پیش ہون غور کر کے اپنی رائے تحریر کرے۔ اور

* عرابی پاشا بطور اسیر سلطانی کے سیلون مین نظر بند ہے۔

[1] یہ صاحب جملہ خدمات جو مصر مین اون سے ظہور مین آئین اور آرہی ہین طبقہ امرا مین داخل کر دیئے گئے ہین۔ اور اب لارڈ کرومر کے نام سے پکارے جاتے ہین۔ اور کچھ عرصہ سے مصر کی موجودہ حالت مین بہان کر دیئے گئے ہین۔

سالانہ بجٹ اور دوسرے بڑے بڑے امور کو اپنی رائے زرین سے خدیو کو مدد دین۔

مگر یہ جلدی ہی ظاہر ہو گیا کہ عربی کی نسبت یا ان مدبروں کی پریاقت کو شیشین انگلشیا مصر کو مشکلات سے نجات نہیں دیسکین۔ اور نہ انگلستان کی فوجین غیر معلوم وقت تک ہٹائی نہین جاسکتین اسکندریہ مین اس انگریزی کرتوت سے بدہنی کا جوش سلطان کی تمام مملکت واقع افریقہ مین اس خفیہ سرعت سے پھیل گیا جس سے مشرق مین اکثر خبرین مشتہر ہو جاتی ہین سوڈان کے وحشی عرب قبائل نے یہ معلوم کر کے کہ سلطان کی فوج نے ایک اجنبی کے لشکر سے شکست کھائی ہے۔ قدرتی طور پر یہ خیال کر کے کہ اون کے آقا کی قوت تنزل پر ہے فاش بغاوت کر دی۔ اور مصری سرحدی چھاونیون کا محاصرہ کر لیا۔ اب انگلستان و ہان کی اصلی مقاصد حکومت کو زائل کر دینے کے سبب اون بدقسمت آدمیون کی جانون کا ذمہ دار ہو گیا جن کو بیکفیت و شمن کی ایک بیشمار تعداد نے گھیر لیا۔ گو انگلستان کے ایک چھوٹے مگر شریر پولیٹیکل گروہ نے اس ذمہ کو چھوڑ دینے اور محصور فوجون کے متعلق خونخوار سفیح کی پالیسی چلنے کی خواہش ظاہر کی تاہم ایسی بیغیرتی کا کام مسٹر گلیڈسٹون کے شایان نہ تھا جس مین ابھی انگلستان کی پرانی دیانتداری اور حمیت کا کچھ تھوڑا سا حصہ باقی تھا جنرل کہس پاشا تھوڑی ہی کمکی فوج کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ جو کہ چارون طرف سے گھر کر بالکل قتل کیے گئے۔ پھر تھوڑے ہی زمانہ کے بعد جنرل بیکر کے سپاہیون کی بھی یہی گت ہوئی۔ اس کے بعد گارڈن کا صحرائے اعظم کاٹ کر خرطوم پہونچنے کا سفر واقع ہوا۔ اس نامور بہادر کی زندگی کے آخری ایام کے واقعات لکھنے کی ضرورت نہیں اوس کا کارنامہ ہر ایک واقف مین اس نسل کے ہر فرد و بشر کے دل پر نقش ہے گا محاصرہ خرطوم اور اس بہادر محافظ کی موت کی کہانی تا قیامت اوس ایک آدمی (گارڈن) کیلئے عزت کا تاج اور پوری قوم (انگریزون) کیلئے شرم کا سیاہ دھبہ رہیگی۔

لارڈ سالسبری کے اقتدار حاصل ہونے پر (جو مین ابتدا قوی ہے کہ اوس کے پہلے جانشین گارڈن کے ساتھ بڑے سخت کمینہ پن کرنے کے باعث دقتون مین تھا) مصر کے بہی خواہون کے دلون مین امیدین اور ہرنے لگ پڑین کہ وہ تمام اتری جو ماہ اگست مین خرطوم کے فتح ہو جانے کے بعد بہت زیادہ پھیل گئی تھی۔ اب ختم ہو جاویگی۔ اور مصر کے معاملات کی متعلق سرور و رونق۔ ولف کا سلطان کی خدمت مین سفارت خاص پر جانا اس سبب سے (کہ وہ پرانا قدیم کارکھا شمار ہوا) اوسکی ہدایات مین جو تھوڑا عرصہ ہوا شائع ہوئی تھین۔ اس امر کا صاف اشارہ پایا جاتا ہے کہ سابقہ گورنمنٹ کو سلطان کے ساتھ اس غیر معمولی بے ادبی کے برتاؤ کرنے اور اوسکی حکومت کو نظر انداز کرنے کی معافی مانگی جاوے۔ اس جگہ اوسکا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے۔

"تاکہ مقصد کی گورنمنٹ کی یہ خواہش ہے کہ وہ اس حیثیت کو جو اعلیحضرت سلطان روم کو بطور شہنشاہ مصر کے عہد اور ان متفاون اتحاد باہمی اور دیگر شرائط کے مطابق حاصل ہے پوری پوری طرح سے تسلیم کرے وہ خیال کرتی ہے

کہ اگر وہ سلطان کے اقتدار کو بہ حیثیت سلطان کے ممالک متعلقہ مصر پر اس طرح تسلیم کرلے تو اون کو اپنی سلطنت کے کثیر مسلمانون پر حکومت کرنے مین بہت تقویت ملیگی۔ اور ساتھ ہی وہ یہ بھی یقین رکھتی ہے کہ یہ خلیفت سلطان ہی کے اختیار مین ہے۔ کہ اگر چاہین تو اسمائیل کے اون حصون مین جو فے الحال فوجی بنادرون اور مقابلون کی تباہی مین پڑے ہوے ہین۔ امن و امان قایم کردین سلطان کی اعانت و رعایا کو بہت بڑے حصے پر جن کا مذہب اسلام ہے نہایت بڑا اثر پڑے گا۔ اور اوس شک اور بدگمانی کے بُرے آثار دور ہوجاوین گے جو کہ تمام لوگون مین پیدا ہوے ہین کہ اونکو غیر مذہب والی قومون کے محکوم بنانیکا ارادہ کیا گیا ہے۔ نیز سلطان اون کے زیر سایہ ایسی اقوام موجود ہین جن سے وہ ایسی سپاہی بہرتی کرسکتے ہین۔ جن کو مصر کے جنوبی ممالک کی آب و ہوا کچھ نقصان نہین پہونچا سکتی۔ اور اسی لیئے وہ اُن ممالک مین امن و امان قایم کرنے کے لیئے اپنی کچھ ایسی بہادر افواج کو روانہ کرسکتے ہین۔ جو وہانکی مضر آب و ہوا سے ایسی محفوظ رہ سکتی ہین جیسے کہ خود انکی۔"

ان الفاظ سے بخوبی واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ انہین لارڈ سالسبری نے مسٹر گلیڈسٹون کو اس سے بھی زیادہ سخت ملامت کی۔ جو کہ اُنکی ہوس آف لارڈز مین اُنہی کی تھی۔ مصر پر سلطان کی بادشاہت۔ اونکا مذہب اسلام کا خلیفہ ہونا اور بدین وجہ اونکی وہ طاقت و اقتدار جو وہ شمالی مصر کے وحشی قبایل پر رکھتے ہین۔ اونکی سپاہ کی بہادری اور شجاعت الغرض یہ تمام امور تسلیم کیئے گئے۔ اور اس بات کے لیئے بطور دلایل کے بڑے زور سے پیش کیئے گئے کہ اب مصر کا امن و امان انگریزی سپاہیون پر زیادہ عرصہ کیلیئے نہ چھوڑا جاوے بلکہ اوسکا اصلی مقدر آقا کے سپاہیون کے سپرد کیا جاوے۔ طریقہ کارروائی جو نوٹ (مرسلہ) مین دکھلایا گیا لبرل گورنمنٹ کی کل پالیسی کا عین الٹ تھا جس نے اسکندریہ کی تشدد والی معاملہ مین چوک اور غلطی کہائی۔ اور اوس کے مابعد کی کارروایون مین سلطان کے حقوق کو عمداً جان بوجھکر اور علانیہ نظر انداز کیا تھا

صیغہ ذوالحجہ مین لارڈ گرینول کی موجودگی کے نوی سال مین اس پالیسی کی اور بھی زور سے تعمیل کیگئی تھی فروری ۱۸۸۷ء مین ترکی سفیر متعینہ لندن نے لارڈ گرینول کو مراسلہ دیا جس مین سلطان نے مصر کے خدیو شاہ ہونیکی حیثیت مین صاف صاف لفظون مین ظاہر کیا تھا کہ مصر مین امن و امان قایم کرنیکا صرف ہم ہی استحقاق رکھتے ہین اور باضابطہ طور پر درخواست کی تھی کہ مصر سے انگریزی فوجین واپس بلائے جانیکا بہت جلد بندوبست کیا جاوے تاکہ اوسکی جگہ خود ہماری افواج انگریزی کی کل نو ہزار یون کو اوٹھالین۔ اس مراسلے کے بعد دو اور مراسلے ۸ مارچ و ۱۲ اپریل کو آئے جن مین انگریزی گورنمنٹ پر سخت زور دیا گیا۔ کہ بالعجلہ مصر کی آیندہ حکومت اور سلطانی افواج کے اوسکی آیندہ کیلیئے محافظت کرنے کے امور پر فیصلہ کرے۔ ان تمام مراسلات کے جواب مین انگریزی صیغہ خارجیہ نے ایک طرفی مرسلہ نامرغوبی انتشار کی جسکی وجہ سے اندیشہ بیجا تو فی الجملہ [illegible] کے جوش مقابلے کے وقعات کو لارڈ [illegible]

سے زیادہ اچھی طرح جانتا تھا ۱۸۸۵ء میں صاف جتلا دیا۔ اور اوس نے بغیر لحاظ کیے صاف کہدیا کہ صرف تین ہزار ترکی سپاہ سے میں اس کل معاملے کو بآسانی طے کر سکتا ہوں۔ یہ امر متبلا تا کوئی ضروری نہیں کہ اس جان نثار آدمی کی (جسے انگریزی وزراء فرقہ لبرل نے موت کیلئے وقف کر دیا تھا) باقی دیگر تمام تجاویز کی طرح اوسکی یہ تجویز بھی مسٹر گلیڈسٹون کی وزارت نے بڑی حقارت کے ساتھ رد کر دی (گارڈن ہی گورنمنٹ انگریزی کا صرف ایسا ایک ملازم تھا جسکی تجاویز پر ٹھٹھا کیا گیا ہو۔ اور جسکی نصیحتیں نظر انداز کیگئی ہوں۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۵ء کو سر ایڈورڈ بیرنگ نے لارڈ گرینول کو مندرجہ ذیل تحریر روانہ کی ہے

"سوڈان میں انگریزی علی مداخلت کو آخر کار ختم ہونے میں بہت تھوڑا شبہ ہو سکتا ہے۔ اس مداخلت سے مصر سے انگریزی افواج کے بالکل ہٹا لینے کی پالیسی بہت مشکل ہی نہیں۔ بلکہ میرے خیال میں جہان تک کہ موجودہ قرن سے تعلق ہے بالکل ناممکن ہو جاوے گی۔ اور ہمیں یہ بڑا خطرہ ہوگا۔ کہ وقعات کیضرورت کا باعث ہمیں دوبارہ مصر میں دخیل کے اوس بڑی پیمانہ وزدی کی بہت بڑے حصے پر مستقل مداخلہ یا تیم مداخلہ یا بیش حکومت قایم کرنی پڑ جاوے گی" اس کے جواب میں لارڈ گرینول نے جواب دیا کہ گورنمنٹ سراسر بیرنگ سے بالکل غیر متفق ہے۔

جون ۱۸۸۶ء میں سلطان کیطرف سے ایک اور مراسلہ کے پیش ہونے پر معاملہ نازک حالت درجہ اتم تک پہونچ گئی۔ ہمیں سلطان نے معاملات کی موجودہ حالت سے سخت ناراضگی ظاہر کی۔ اور اپنے اقتدار کو قایم رکھنے اور اپنے ممالک محروسہ میں خود اپنی فوج روانہ کرنے کے ذریعہ سے امن و امان کو قایم رکھنے کیخواہش پر نسبت پہلے کے زیادہ زور دیا۔ یہ اوسی مراسلے کا جواب تھا کہ لارڈ سالسبری نے سر نہری ڈرومنڈ ولف کو مشن کو مندرجہ بالا ہدایات دیکر ماہ گست آیندہ میں روانہ کیا۔

سلطان کے ساتھ پہلی ملاقات میں اس خاص سفیر نے کہا کہ اوسکے مشن کا اعلے مقصد یہ ہے کہ مصر کے انتظام حکومت کو پھر دوبارہ درست کیا جاوے۔ اور ساتھ ہی سلطان کے حقوق کو پوری طرح تسلیم کیا جاوے۔ اس مشن کا پہلا نتیجہ مصر میں دونوں سلطنتوں کیطرف سے کمشنروں کو روانہ کرنے کے لیے عہدنامے کا بتاریخ ۲ اکتوبر ۱۸۸۷ء مکمل ہونا تھا۔ جن کا یہ کام ہو کہ معاملات کی موجودہ حالت کو بنور تحقیق کر کے بشورہ ضروری خوشحالی اور مداخلہ بہتری کے وسائل جو سرحد کے استحکام اور مصری گورنمنٹ کے مستقبل قیام پر مبنی ہوں سوچکر اون سے اطلاع دیں۔ اس عہدنامے کی شرائط پر عمل ہو جانے پر ایک اور عہدنامہ برٹش فوج کے بالکل اور قطعی واپس ہٹائی جانے کے لیے تیار کیا جاوے گا۔ ڈرومنڈ ولف انگلش کیطرف سے کمشنر مقرر ہوا۔ اور اوسنے اپنی کارگذاری کی آخری رپورٹ میں وہ سب کچھ سادگی سے ظاہر کر دیا۔ جو کہ اوسکی گورنمنٹ کا اس تمام کارروائی سے اصلی مقصد تھا۔

اوسنے کہا کہ انگلستان کیلئے سب سے پہلے قابل غور امر ہندوستان کو آنے جانے کیلئے آزاد آمد و رفت کے

ضروری ہونیکا مسئلہ ہے۔ اور یہ امر صرف طمینان بخش پولیٹیکل حالتون۔ عمدہ اور شورشون سے آزادی اور رعایاء مصر کی اطاعت اور عمدہ انتظام حکومت ہی حاصل ہو سکتا ہے۔"

مندرجہ بالا تحریر کا لکھنو والا ٹرکی کے کل دستون کے شکریے کا مستحق ہے۔ اس وجہ سے کہ اوس نے صاف بتا دیا کہ دہقانون کی خوشحالی اوس کے ملک کی صرف آخری اور موخر غرض ہے۔ اور نیز اس وجہ سے کہ اوسنے انگلستان کے خیالی پلاؤ پکانیوالون اور پولیٹیکل عالمان خود فروش کو یہ بتا دیا کہ دوسرے ملکون کے آئین و قوانین سوائے بعض شاذ و صورتون کے کار آمد نہین ہو سکتے۔ ہم سفارش کرتے ہین کہ سر نہری ایلیٹ اوس مدبرانہ یادگار پر ذرا غور کرین۔

دعاوئی فرانس کے متعلق سفیر کے اشارات کو ہم ایسا پسند نہین کرتے۔ اور وہ اس معاملے کے اوس حصے کو جو اوس نے نہر سویز مین لیا تھا بہت ہی بڑھا چڑھا کر بتلاتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ اوسکا اصلی بانی سبانی (نگران انجنیر جیسا کہ اکثر آدمی خیال کرتے ہین) ایک فرانسیسی ہی تھا۔ اور کام کی تکمیل مین جو سرمایہ خرچ ہوا۔ اوس کا بہت بڑا حصہ فرانس والون کا تھا۔ تاہم یہ صرف ایک تجارتی کام تھا۔ اور سیمین فرانس کا حق کسی طرح کوئی ایسا بڑا نہین جو صرف اس قدر سے کہ وہ مطالبات اور منافعون کو باقاعدگی سے ٹھیک وقت پر حاصل کرے۔ اس وقت انگلستان مین نہر کے حصص کی اسقدر تعداد انگریزون کے ہاتھ مین ہے کہ اگر اونکے حصص ملوکہ گورنمنٹ سے ملا دیا جاوے۔ تو صرف بہ حیثیت حصہ داری بھی انگلستان کے تعلقات فرانس کے نہین۔ ہان یہ البتہ قدرتی بات ہے کہ اس خود ستا قوم کو اس لحاظ سے معذور رکھا جاوے کہ آخر بڑے کام کی ابتدا اوس کے ہی ایک باشندے نے کی تھی۔ مگر یہ امر مصر کے معاملات مین دست اندازی کرنیکے متعلق فرانس کے دعاوی کو قائم رکھنے کیلئے قانون بین الاقوام مین کوئی وقعت نہین رکھتا۔

البتہ ہائی کنشنر کا یہ اظہار درست ہے۔ کہ وہ فرانس کے حقوق کو انگلستان کے ساتھ شریک ہونے کے بارے مین اس شراکت پر مبنی کرتا ہے۔ جو اوسنے اتنی مدت تک مشترکہ انتظام کاروبار سلطنت مین حاصل رہی تھی۔ اور جو گو اداری اسکندریہ کے وقت ختم ہو گئی جب کہ فرانسیسی امیر البحر نے یہ نہ جانا کہ صلح کیوقت دو عملی دگرانی رکھنو سے جنگ کیحالت مین بھی متفقہ کارروائی کرنا مراد ہے۔ لیکن حاصل کلام یہ ہے کہ اس امر کے ثابت کرنیمین کہ فرانسیسی حقوق کی بنا قائم حالکہ موجودگی مصر مین ویسی ہی درست ہے جیسی کہ انگلستان کی۔ سر ڈرومنڈ ولف ایسا بہت کامیاب ہوا۔ کیونکہ وہ یہ بھی تو ثابت نہ کر سکا کہ وہان انگلستان کا بھی کوئی کسیطرح حق ہے۔ سوائے اس کے کہ نہر مین سے جو تجارتی اسباب گذرتا ہے اوس کے تین حصون کا مالک ہے۔ اور یہ اسباب برٹش انڈیا اور دیگر مقبوضات کو جاتا ہے اور چونکہ انگلستان کو مصری گورنمنٹ کی طاقت پر باوجود سلطان کی امداد کے بھروسہ نہین۔ کہ بھر کو فوجی حملے سے محفوظ رکھیگی

یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اوسکو بالکل بحالت امن قایم رکھ سکے۔ صرف اسی لیئے وہ اب تک ایسی پالیسی چلنے کے لیئے زور دیتا ہے جو اوس کے پرانے مددگار کو بیگانہ بنا رہی ہے۔ اوسکی اپنی رعایا پر کروڑوں پیسے کے خرچ کا بوجھ ڈالا رہی ہے۔ اور جو دوسری یوروپین (فرانس وغیرہ) طاقتوں کے دلوں میں بدگمانی اور رشک پیدا کرنے کا سبب ہا۔ ان سب باتوں کے ایک نہ ایک دن اوسکی فوج کے خون کی کئی سمندر بہا دیگی لیکن سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ایکلارڈ وم تن تنہا براہ راست قاطع طور پر ثابت کرسکتا ہے کہ وہ اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے جس سے کہ انگلستان کی سیاہ اور انگلستان کے عہدہ داروں کا مصر کی سرزمین پر ایک گھنٹے کے لیئے بھی اوٹھیرنے کے حق کا نام و نشان قطعاً اور مطلقاً نہ رہے کافی مضبوط اور واقف کار ہے۔ ان تمدیو کو شاید بھی وقت میں اپنی صیغہ مال کے مفاد اور عدالت عامہ کے بہتر انتظام کیلئے بورڈ بین عہدے داروں کی ایک خاص تعداد کبھی پڑے مگر انہیں اوسکی تاج فرمان اور ان شرائط کا پابند رہنا پڑے گا۔ کہ گویا وہ مصری نژاد ہیں۔

اب صرف اون بعض چند عام خیالات کا درست کرنا باقی ہے جو ہنری ولف کے مشن کی آخر کار ناکامیابی اور سلطان کے انگلو ترکش عہدنامہ مورخہ مئی ۱۸۳۸ء کی منظوری سے انکار کرنے کے بوعث کے بارے میں مشہور ہو رہے ہیں۔ اکثر انگریزی اخبار نویسوں اور دوسرے درجے کے مدبروں کے خیالیں اوس کے انکار × × ×

فرض ہے۔ اور روس کی انگلستان کے ساتھ مشترکہ امور پر غیر معمولی رقابت عام مشہور ہے جو دونوں باہمی ایم ڈی مونٹیلیسر (فرانسیسی مونیر) اور خلیڈاف (روسی مونیر) کی تازہ کوششوں کا کافی باعث ہیں۔ لیکن ان کو یہ مخالفت صرف سلطان کی تاتحمل مزاجی اور کمزور طبیعت کے باعث کامیاب ہوئی۔ کوئی ایک شخص بھی جو پچھلے دس سال کے واقعات کو یاد کر سکتا ہے۔ ہرگز نہ مانیگا۔ یہی شخص کی نسبت جس نے ۱۸۷۸ء میں ایک بیشمار فوجی قوت رکھنے والی طاقت کے حملے کی دھمکی اور ہر ایک رفیق و مددگار کے کنارہ کر جانے کی پروا تک بھی بغیر لڑائی کے ایک ذرہ بھر حصہ کو ترک کرنے سے انکار کیا ہو اور جس نے اپنے دارالخلافہ اور اپنے مقام کو اس وقت جب کہ فوج مخالف اوس کے دروازوں تک پہنچ گئی تھی۔ اور اس کے وزیر سراسیمہ و پریشان ہو ہو کر بھاگ جانیکو کہہ رہے تھے چھوڑنے سے انکار کر دیا ہو یہ کہنا کہ وہ ضعیف اور دلیر نہ گر کبھی رہے ہیں غیر متقاضا مزاج ایک مجنونانہ بکواس سے کم نہیں۔ جو لوگ اس قسم کے واہیات خرافات بکتے اور لکھتے ہیں ان کو مطلق توجہ نہ دینا چاہیئے یاد کرنا چاہیئے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ سادہ سے سادہ شرح جو ایک امر واقع کیلئے کافی ہو وہ ہی جو عوام الناس میں مقبول اور پسندیدہ ہو جاوے اس عہدنامے اور اوس کے قابل کے واقعات کو غور سے دیکھو۔ ہم پر ایک بے تعصب و دانا بیانہ کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ سلطان کی نامنظوری کیلئے اور یہی بہت سی وجوہ تھیں اور کہ اگر روس و فرانس کے دکھاوٹی نصیحتوں کو اپنے ہی پاس رہنے دیتے۔ تو بھی سلطان المعظم اس معاہدہ کو ہرگز تسلیم نہ کرتے۔

ناظرین کسی ایک متین اور صاف باطن کو ایک لحظہ کیلئے سلطان کی جگہ پر بیٹھا کر اوس واقع کو اوسکی آنکھوں سے دیکھو۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ۱۸۷۸ء میں سلطان آغوش گورنمنٹ پر اس بات کیلئے زور دیتے رہے تھے کہ وہ معاملات مصر کو اپنے ہاتھ میں لینا اور برٹش سپاہ کی جگہ اپنی سپاہ مامور کرنا چاہتے ہیں۔ ان خواہشوں کو مسٹر گلیڈسٹون نے وزرائے حقارت سے دیکھا۔ لیکن جب لارڈ بیکنسفیلڈ کی اس عہدے پر مامور ہوتو اوسنے پھر سلسلہ جنبانی کی جس کا نتیجہ یہ مدعا تھا کہ جہانتک ممکن ہو سلطان کی عرصہ مدید کی خواہشوں کو پورا کیا جاوے۔ اور اس لیئے کہ تغیر وقوع واقع نہ ہو۔ اولاً تحقیقات کرنیکے لیئے ایک عہدنامہ لکھا گیا۔ بایں خیال کہ وہ ہر تیج چند ماہ رہیگی۔ اس اثنا میں تغیر کی تیاری کے لیئے دونوں سلطنتوں کو مطلوبہ وقفہ ملجاوے گا۔ چنانچہ یہ تحقیقات دو برس میں ختم ہوئی اور اسکے بعد سلطان کو یقیناً یہ امید کرنیکا حق تھا کہ جب آخر کار قطعی معاہدہ پیش ہوگا۔ تو ہمیں ہماری حکومت کے قیام اور برٹش افواج کی واپسی کی پختہ اور محدود شرائط ضرور درج ہونگی۔ مگر برخلاف اس کے اوس کو معلوم ہوا۔ کہ نہر سویز کی آزاد جہاز رانی کی عمدہ ترین مضبوطی کے لیئے (جو آزادی یہ ہے کہ کبھی ابھی معرض خطر میں نہیں ہوئی) ایک فرید قول و اقرار اور معاہدہ کیئے جانے کے بھی مندرجہ ذیل تقرر سے سلطان

ہین بڑہائے گئے ہین:-

(۱) چونکہ سوڈان کی حالت بدنظمی اور مصر مین پولیٹکل حوادثات کے باعث تکالیف عائد ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ کیلئے یہ امر ضروری ہے کہ سرحد کی استحکام اور مصر کے اندرونی امن و امان کیلئے معمولی احتیاط برتی جاوے اس لیئے مکہ معظمہ کی گورنمنٹ ملک کی جنگی حفاظت اور طاقت فوجی کی نگرانی و اہتمام کرے گی۔

(۲)۔ اس مطلب کے لیئے وہ مصر مین برٹش افواج کی ایک تعداد جو ضروری خیال کیجاوے رکھیگی۔ اور مصری افواج کا معائنہ کرتی رہے گی۔ اور وہ شرائط جو واپسی برٹش افواج اور مصری افواج پر انگریزی گورنمنٹ کی نگرانی کے خاتمہ کے متعلق ہین اس عہدنامے کے پانچوین فقرے کی شرائط کے مطابق پوری کیجاوینگی۔

اب وہ فقرے جو جلی عبارت مین ہین کم از کم بالکل گول مول اور دو معنے ہین۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ہر ایک طرح کے فعل کا اختیار دیتے ہین۔ اور اس کو کسی خاص امر کے کرنے پر مجبور نہین کرتے۔ اور جو کہ سوڈان کی حالت بدنظمی کا ذکر کیا گیا۔ سو وہ اس کے تامل کے دو سال کیحالت سے زیادہ بری نہ تھی جب کہ لارڈ سالسبری نے یقیناً بیان کیا تھا کہ سلطان کی حکومت اور سلطان کی سپاہ بڑی خوبی کے ساتھ عمدہ انتظام اور امن قایم کر سکتی ہے پھر اب ۱۸۹۸ء مین یہ ضروری کیون خیال کیا گیا۔ کہ ابھی تک انگریزی سپاہ سرحد مصر کی حفاظت کرے اور انگریز افسر افواج مصر کی کمان کرین۔

فقرہ پنجم۔ جس کا حوالہ دیا گیا ہے فقرہ چہارم سے کچھ زیادہ طمینان بخش نہ تھا۔ اس کے مطابق انگریزی افواج کے قابض رہنے کی اقل مدت تین سال قرار دیگئی تھی جس کے ساتھ یہ بھی ضروری شرط تھی کہ اگر کسی اندرونی یا بیرونی خطرے کا عاید ہونیسے خلو مصر کا التوا ضروری ہو جاوے تو وہ تا رفع خطرہ قابض رہینگی اور اس واپسی کے بعد بھی دو سال تک مصری افواج انگریزی نگرانی مین رہینگی۔ یہ باتین ہی کچھ کم نہ تھین۔ مگر اس فقرے کے آخری حصے مین ایک ایسی شرط تھی جس کے باعث سلطان کو اس عہدنامے کا منظور کرنا بالکل ہی ناممکن ہو گیا تھا۔ یہین یہ تھا کہ اگر کسی بیرونی حملے کا ڈر ہو یا اندرونی امن مین خلل پڑ جاے یا خدیو مصر یا شہنشاہ کے حقوق اور اپنے معاہدوں کی ذمہ داری کو ادا کرنیسے انکار کرے تو عثمانی گورنمنٹ کو مصر مین فوجی قبضے کا اختیار ہو گا مگر ساتھ ہی ایسی ضرورتون کے وقت انگلستان کو بھی مساوی حقوق حاصل ہونگے۔

بذاتہ یہ دونون فقرے ہی اسبات کیلئے کافی تھے کہ بغیر اس قسم کی وجہ ڈھونڈنے کے کہ فرانس نے دھمکی دی یا روس نے ایسا مشورہ دیا سلطان کو عہدنامے کی تصدیق کرنیسے انکار کر دینے کا باعث ہوتے۔ مکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے اپنے سفیر کی واپسی کے وقت سے اب تک ایسا رویہ اختیار کیا ہوا ہے کہ جس سے مسئلہ مصر کے ایک ایسی بنیاد پر

جیسا اوسکا کامل انتظام ہونا مختصر ہو جلدی طے ہونیکی امید نہیں پائی جاتی۔ بلکہ برخلاف اس کے انڈر سیکرٹری آف سٹیٹ نے ہاس آف کامنز مین اسطرح پر تقریر کی ہے:-

"ہماری حالت ویسی ہی ہے جیسی کہ پہلے تھی۔ البتہ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ کہ ہمنے اس تمام سردردی اور روپے کا فایدہ اوٹھالیا ہے جو کہ روم کے ساتھ دوستی اور اپنی نیک نیتی ظاہر کرنے مین ہمارا خرچ ہوا۔ اس کے بعد نایب وزیر صاحب نے بڑی متانت سے بیان کیا کہ روم نے تسلیم کر لیا ہے کہ انگلستان مصر مین خاص حقوق رکھتا ہے۔ اور ہم مصر مین سلطان کی پوری مرضی اور اجازت سے داخل ہین۔ مگر سلطان عبد الحمید بار بار کہہ چکے ہین کہ مصر مین میرے شاہی حقوق ایک لحظہ کیلئے بھی زایل نہین ہوے اور کہ ہم صرف انگریزون کی فوجی دست اندازی سے دبے ہوے ہین۔ ورنہ درحقیقت انگریزی فوج کی مسلسل موجودگی کہ ہم قانون بین الاقوام کی ایک فاش خلاف ورزی جانتے ہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس بیان کو جو انڈر سیکرٹری نے کیا بجاے سچ ہونیکے محض ایک یارانہ چالبازی سمجھنا چاہیے۔

درحقیقت نہر کی حفاظت کے متعلق تمام بکواس بالکل بیہودہ اور غیر ضروری ہے۔

نہر سویز جو بحیرہ روم کو بحیرہ قلزم سے ملاتی ہے بعد پیمایش دسیاط والوادی نیل سے ۱۰۰ میل جانب شرق شروع ہو کر خاکنای سویز تک جو بر جسل نزلہ الملح اور تماسح (جس کے ساحل پر اسماعیلیہ آباد ہے) اور بحیرہ تمساح سے گذر کر سویز تک جاتی ہے اسکی لمبائی ۹۰ میل ہے اس کا اصلی غرض اس قدر تھا کہ وہ جہاز ایک سرے کے پاس سے گذر سکین۔ مگر بہت سی جگہ پیدا کرنے سے اور قدرتی جھیلین موجود ہین کہ دو جہاز اس جگہ آسانی سے ایکدوسرے پاس سے گذر سکتے ہین جس سے رستہ کے طے کرنے مین آسانی اور سرعت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو جہاز ۲۷ فیٹ لمبا اور ۲۵ فیٹ پانی مین چلتا ہو وہ نہر مین سے بآسانی گذر سکتا ہے یہ نہر ۱۷ نومبر ۱۸۶۹ء کو پہلے پہل جہاز رانی کیلئے کھولی گئی ۱۸۷۰ء سے ۱۸۷۶ء تک تعداد جہازات جو اسمین سے گذرے تفصیل ذیل ہے:-

سنہ	تعداد	وزن ٹن
۱۸۷۰ء	۴۹۱	۴۳۶۶۱۸
۱۸۷۱ء	۷۶۱	۷۶۱۸۷۵
۱۸۷۲ء	۱۰۸۲	۱۲۳۹۱۶۹
۱۸۷۳ء	۱۱۷۱	۲۰۸۵۱۷۰
۱۸۷۴ء	۱۲۶۴	۲۴۲۳۶۲۲
۱۸۷۵ء	۱۲۹۶	۲۹۴۰۶۰۸
۱۸۷۶ء	۱۴۶۱	۲۰۹۵۸۶۰
۱۸۷۷ء	۱۹۵۱	۲۲۵۱۵۹۶
۱۸۷۸ء	۱۵۹۳	۳۱۹۱۵۱۵
۱۸۷۹ء	۱۴۷۷	۳۲۳۶۹۴۲

۱۸۷۵ء مین ۱۴۴۱ جہاز انگریزی ۹۳۰ فرانس کے ۱۹۱ اٹلی کے ۱۸۰ آسٹریا کے ۱۶۰ جرمنی کے ۲۵۰ ہیا کے اور باقی دیگر ممالک کے تھے۔

نہر سویز پر محصل نے ۱۸۷۱ء سے ۱۸۷۵ء تک ۱۳۶ پونڈ کی رقم وصول کی جو سود اور منافعون کے ادا کرنے کے لئے کافی نہ تھی

ان سب متذکرہ بالا بیانات پر غور کرنے کے بعد یہ تذکرہ جس کو ایم ٹوی لیسپ نے کھودا ہے کسیطرح بھی نگہستان کے وسطی ایشیائی مشرقی سلطنت کی ساتھ آمد رفت کیلئے ضروری نہیں کہی جاسکتی بحالت امن میں اوسکی آزاد جہاز رانی کے بارے میں تو کوئی سوال ہی نہیں۔ اور جنگ کے موقعہ پر ہم اس راستے سے ہندوستان پہونچنے پر اعتبار کر ہی نہیں سکتے۔ نہ ہی بیشمار فوج نہ میں پر اور نہ ہی سمندر میں بیشمار بیڑہ جہازات اوس کے کسی ایک تنگ تر موقعے پر بے ایمانی سے ایک کشتی کو غرق کیئے جانیسے روک سکتی ہیں جس کشتی کے غرق ہونیسے یہ رستہ بالکل ایسا مسدود ہو جائے گا کہ گویا اوس کے کنارے ایک دشمن نو جنگی قبضے میں ہیں۔ اور اب اس وقت بھی اتنے بڑے بھاری محصولوں کی موجودگی میں جو جہازات اور مسافروں سے لیئے جاتے ہیں۔ اور ستوا تر بڑے بڑے وقفوں کے ہوتے ہوئے جو کہ جہاز رانی میں واقع ہوتے ہیں یہ ایک بڑا طالب بات ہے کہ کیا یہ نہر دنیا کی تجارت کیواسطے ایسی ہی بڑی مفید ہے جیسا کہ عام خیال کیا جاتا ہے۔

کل دل غلام ارسیات کو ذہن نشین کیئے رہیں کہ عبد المجید کے دستخط کبھی کسی ایسے کاغذ پر ثبت نہیں ہوئے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۱۳) بقایوں کی بابت جاری کیگئی ہیں۔ اس رقم سے علیحدہ میں ۱۸۸۱ء کی ذخیرہ میں اوس کو سرمایہ کا حساب بدیں تفصیل تھا یعنی (۱) چار لاکھ حصص فی حصہ ۲۰ پونڈ ..... ۸۰ پونڈ (۲) ۳۳۳۳۳۳ ۳ آبی گیشن ڈسٹاوینرات کفالتی آبپاشی فی دستاویز ۱۰ پونڈ مگر ۲ پونڈ پر بشرح ۵ فیصدی جاری کیگئیں۔ اور ۱۰۰ فیصدی پر واپس لی جاوینگی۔ ۶۶۶۶۶۶۰ (۳) ۲ لاکھ دستاویزات قرضہ سیادی تیس سالہ جو فی دستاویز ۴ پونڈ پر جاری کیگئیں مگر فی ۵ پونڈ پر واپس لیجانگی سود بحساب ۴ فیصدی ۴ پونڈ پر ادا ہوتا ہے قیمتی ..... ۱ پونڈ بعد ختم کی ۸۰ ہزار دستاویزات جو نہیں فروخت ہوئیں لیئے ۴ لاکھ پونڈ کی باقی ..... ۶۰ پونڈ قرضہ ہوا۔ (۴) ۴ لاکھ دستاویزات مالیتی فی ۳ پونڈ شلنگ ۵ فیصدی سود پر ادا شدہ منافع حصص کے ادا کرنیکو لیئے قرض لیگئیں۔ اور اسی قیمت پر واپس لیجاوینگی ..... ۱۳۶۰۰۰۰ پونڈ۔

مندرجہ بالا ۴ لاکھ حصص میں سے ۳۰۲۰۶۷ پہلے خدیو کے ملک میں تھے مگر نومبر ۱۸۷۵ء میں انگریزی گورنمنٹ نے بمقابلہ ۳۹۷۴۸ پونڈ ۱۷۶۵۸۲ پونڈ کے انکو خرید لیا سویز کنال کمپنی کے معاہدات کو رو سے خالص ۵ فیصدی سالانہ منافع سے جس قدر زیادہ آمدنی ہو وہ حصص ذیل تقسیم ہوگی: (۱) ۱۵ فیصدی مصری گورنمنٹ کو (۲) ۱۰ فیصدی بانیوں کے حصص کو (۳) ۲ فیصدی ملازمان کمپنی کو بمدارون کے واسطے (۴) ۱ فیصدی ۴ لاکھ حصص کو بطور منافع (۵) ۲ فیصدی مینجنگ ڈائرکٹروں کو

کمپنی کو ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۱ء تک جہازوں کے محصول سے مندرجہ ذیل آمدنی ہوئی: ۱۸۷۵ء ۲۰۶۳۰۲ پونڈ ۱۸۷۶ء ۱۱۵۵۴۵۲ پونڈ ۱۸۷۷ء ۱۱۹۸۹۶۹ پونڈ ۱۸۷۸ء ۱۲۳۰۳۰۴ پونڈ ۱۸۷۹ء ۱۲۵۶۳۰۴ پونڈ ۱۸۸۰ء ۱۲۵۸۲۹۱ پونڈ ۱۸۸۱ء ۱۳۱۰۹۴۳ پونڈ

۱۸۸۲ء ۱۳۱۰۹۴۳ پونڈ ۱۸۸۳ء ۱۳۹۴۲۵ پونڈ ۱۸۸۴ء ۱۹۵۰۵۴۲ پونڈ ۱۸۸۵ء میں کل طرح کی آمدنی ۱۳۳۷۹۶۶ پونڈ ہوئی اور کل خرچ ۱۲۲۳۹۲ پونڈ ہوا ۱۸۸۵ء میں حصہ داروں کو ۵ فیصدی سنکنگ فنڈ یعنی بیباقی قرضہ کے فنڈ میں جمع کرنیکے بعد ۴ فیصدی سود دیا گیا

جو مصر میں ارسکے شاہی حقوق کو کسیطرح غصب کرتا ہو پس ہر ایک سلسلہ نامہ و پیام جو اس مستقل ارادے کو نظر انداز کرتا ہو وہ ضرور بہت بُری طرح سے ناکامیاب ہوگی۔

ہم امید کرتے ہین کہ انگریزی قوم اپنے حاکمون سے زیادہ تعلق بنے گی۔ اور جب اونکو اپنے کہکے مصر لینے آئیر لینڈ کی مشکلات بآسانی طے ہو جاوینگی۔ تو وہ اسبات پر زور دیگی کہ انگلستان کی فوجین اور طاقت اون ذمہ داریون کے پورا کرنے کی کفیل نہ سمجھی جاوین۔ اور اون کے پورا کرنے پر مجبور نہ کیجاوین جن کو ایک شخص اپنے سلطان بڑی آسانی سے اوٹھا سکتا ہے۔ ہم کو امید ہے کہ وہ اپنے وکلاء اپنے ممبران پارلیمنٹ کے ذریعے سے درخواست کریگی۔ کہ سلطان کو اجازت دیجاوے کہ وہ اپنے سادہ اور صاف وسائل کو مصر مین قائم کرے جو امن و امان کے قیام اور بہتری اور خوشحالی کو قایم کرنے کیلیے نہایت ضروری ہین۔ تاکہ اس طرح مصر کی اس طول طویل تاریخ کے تاریک اندھیرے مین روشنی نمودار ہو جاوے +

(۵)

باب پنجم

بلگیریا[۳۹] اور اوسکی حالت

جنوب مشرقی یورپ کی موجودہ پولیٹکل حالت کا سرسری و اجمالی بیان بھی بلگیریا کی گزشتہ دس سال کی تواریخ (خواہ وہ کیسی ہی مختصر کیون نہ بیان ہو) تحریر کیے بغیر ناممکن ہے۔ اور اسی لیئے باوجود کمی اور کے مکرر

[۳۹] آجکل سلطان منظم انگریزی گورنمنٹ پر مصر خالی کر دینے کیلیے بڑا زور دے رہے ہین اور روس دراصل سلطان کو برانگیختہ کر رہے ہین جس سے دونون سلطنتون مین کچھ کشیدگی پیدا ہو رہی ہے۔ خدا کرے یہ معاملہ دونون سلطنتون مین باامن و اصلاح صفائی سے طے ہو جاوے۔ جولائی ۱۸۷۸ء مین خدیو جناب سلطنت مین حضرت شوکت سلطان منظم کی ملاقات کیلیے تشریف لیگئے تھے جسکی تہمید بعض جگہ یہ کیگئی تھی کہ خدیو چاہتے ہین کہ مصر کو انگریز خالی کر دیوین اور سلطانی فوج وہان بھیجی جاوے۔ مگر ابھی اس ملاقات کا کچھ اثر نہین کہلا ۱۸۹۰ء اور ۱۸۹۱ء کی حالت پر بھی یہ نوٹ بخوبی صادق آتا ہے + مگر ۱۸۹۲ء سے ۔۔۔ ان کے بعد خدیو السن انگلستان ۱۸۹۳ء تک بھی عہد برابر سخت گونہ مطلق العنانی کے ساتھ جاری رہا جنگ کے متعلق نامہ برلس کے مطابق اور دوسرے سے معتبر

بیان ہو جانیکے اندیشے کی مین عہدنامہ سین سٹی فانو کے دستخط ہو جانے کی تاریخ سے بلگیریا کے متعلق اپنے بیان شروع کرتی ہون - یہ مشہور کاغذ جو کہ برلن کے ایوان شو سے مین بہت کچھ کم و بیش ترمیم کیا گیا تھا - ایک مدبر کے لیئے بہت ہی تعلیمی اور با وقعت قدر رکھتا ہے - اس سے عثمانی سلطنت کے مفروضہ عیسائی صوبون کی آخری درستی کا جو نقشہ روسی تیار کرنا چاہتے ہین وہ صاف صاف معلوم ہو جاتا ہے - اور اگرچہ مینے اس نقشے کو سب وسیون کیطرف سے لکھا ہے مگر فی الحقیقت نہجو اوس کو روسی زار کا خیالی نقشہ کہنا چاہیئے تھا - کیونکہ مطابع کی عدم آزادی اور تقریر کی عدم موجودگی مین روسی قوم کے اصلی خیالات معلوم کرنے بہت مشکل ہین -

عہدنامہ سین سٹی فانو اور عہدنامہ برلن مین جس قدر اختلاف ہے وہ اصل مین یہ ہے کہ روس اس قدر مانگتا تھا - اور اسقدر لینے پر وہ (اوس وقت کیلئے نہ کہ ہمیشہ کیلئے) مجبور کیا گیا -

عہدنامہ سین سٹی فانو کا چھٹا فقرہ یہ تھا -

"بلگیریا ایک آزاد یا جگذار صوبہ بنایا جاوے جس کی گورنمنٹ عیسائی ہوگی اور اسکی اپنی قومی باقاعدہ فوج بھی ہوگی - اس ریاست کی قطعی حدود روسی فوج کے رومیلیا خالی کرنے سے پہلے ایک روسی ترکی کمیشن مقرر کرے گی"

اسی فقرہ مین نئی ریاست کی حدود کا خاکہ بھی دیا گیا تھا - اور ان حدود مین وہ تمام ملک جو شمال کیطرف

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵ یہ ایک ماتحت گورنمنٹ زادصوبہ قرار دیا گیا جس کا انتظام حکومت مجلس وکلاء اور ایک شہزادے کے سپرد کیا گیا ۲۹ اپریل ۱۸۷۹ء کو اسمبلی (مجلس وکلائے رعایا) نے پرنس سکندر کو منتخب کیا - اور ۵ جون ۱۸۷۹ء کو عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی شہزادے کو ۴۲۰۰۰ پونڈ سالانہ ذاتی خرچ کے لیئے ملتے ہین - اور ایک محل واقع صوفیا رہائش کیلئے ملا ہوا ہے اس ریاست کا رقبہ ۲۴۳۶۰ میل مربع اور آبادی ۱۸۵۹۰۰۰ آدمی کی ہے ۱۸۸۵ء مین شہزادہ سکندر نے مشرقی رومیلیا کو بھی اس ریاست مین ملایا - اسی سال بوجوہات چند و چند اوس کو تخت چھوڑنا پڑا - اور اب ایک شہزادہ موسومہ پرنس فرڈیننڈ تخت نشین ہے جس کو ابتک دول متمدنہ نے تسلیم نہین کیا - اور سلطان المعظم نے بھی تا حال (اپریل ۱۸۹۰ء) فرمان منظوری عطا نہین فرمایا مشرقی رومیلیا - عہدنامہ برلن کے مطابق پھر سلطان کی براہ راست حکومت مین چھوڑ دیا گیا - مگر اس شرط کہ اسکا گورنر عیسائی ہو - چنانچہ علیقو پاشا اسکا گورنر مقرر کیا گیا - ۱۸۸۵ء مین یہ صوبہ بغاوت کرکے بلگیریا سے ملحق ہو گیا - اور علیقو پاشا نکالا گیا - اب اس وقت یہ صوبہ پرنس فرڈیننڈ کے ماتحت صوبجات بلگیریا سے ملا ہوا ہے سالانہ تنخواہ ۴۲۰۰ پونڈ اور خرچ ۴۰۰۰ پونڈ اسکا رقبہ ۱۳۵۰۰ میل مربع ہے اور آبادی ۱۸۵۱۳۱ بدین تفصیل بلغارین ۵۷۳۲۳۱ ترک ۱۴۲۵۱ خانہ بدوش ۱۹۸۲۴ یہودی ۷۷۴۱ - ارمنی ۱۳۰۶ شہر فلپ پولی ہسکا دارالخلافہ ہے جس کی آبادی ۴۵۰۲۰ بدین تفصیل - بلغارین ۱۰۹۰۹ ترک ۵۵۸۸ یونانی ۱۱۳۴ ارمنی ۶۰۸ خانہ بدوش ۸۶۵ ؛

؛ ۱۸۹۰ء مین اعلیحضرت نے اسے تسلیم کر لیا ہے تفصیل کیلئے دیکھو کتاب وقعات رومیلیا و بلگیریا کا فصل بیان شرقی کی موجودہ حالت مین

دریائے ڈینوب سے لیکر جنوب بحیرۂ ایجین بحرالجزائر تک ہی شامل تھا۔ مغربی حد سرحد سرویا اور البانیا تھی۔ اور شرقی حد بحیرہ اسود۔ اور چونکہ اس عہدنامہ کی دیگر شرائط کے مطابق سرویا اور مانٹی نیگرو کو بھی بالکل آزادی ملگئی تھی۔ اور مقامی انتظامی خودمختاری بوسینیا و ہرزیگوینا کو عطا کیگئی تھی۔ پس اگر یہ عہدنامہ فسخ نہ ہوتا تو اسکا اثر سلطان کی حکومت پر یہ ہوتا۔ کہ وہ ایک چھوٹے سے مثلث پر محدود ہو جاتی جس کے تینوں زاویے ایڈریانوپل گیلی پولی اور قسطنطنیہ ہوتے۔

یہ مینے پہلے کسی جگہ ذکر کیا ہے کہ روس بجائے ظاہری حملے کے سرنگ بازی اور نقب زنی کی پالیسی یعنے خفیہ کارروائیوں کو پسند کرتا ہے۔ اسی پالیسی پر وہ لڑائی سے کئی سال پیشتر سے بڑی مستعدی اور استقلال سے چلتا رہا۔ برعوں سے اوسنے بلگیریا والوں کو یہ پٹی پڑھانے کے لیئے پولیٹیکل ایجنٹوں کی ایک فوج روانہ کی ہوئی تھی کہ وہ ایک نیشن (قوم) ہین۔ اور اسی لیئے انہین یونانیون یا ترکوں سے بالکل علیحدہ ایک مستقل قوام کا حق ہے۔ مگر شرط ہے کہ وہ سلیو اقوام کے سرگروہ (یعنے زار روس) سے منحرف نہ ہون۔ پس جب کہ زار کے نزدیک نے عہدنامہ سین سٹی فانو تحریر کیا۔ تو اوسن کو یہ توقع کرنے کا حق تھا۔ کہ بلگیریا کے باشندون مین روسی خیالات ایسے دخیل ہوگئے ہین۔ کہ عہدنامے مین نئے صوبے کے قایم کیئے جانے کی شرطون مین کوئی مشکل واقع نہ ہوگی۔ اسلیئے دفعہ نمبر ۱۳ مین یہ شرط قرار پائی کہ بلگیریا کا حکمران بلگیریا والا آزادی سے منتخب کرین۔ اور اوسے سلطان باجازت دیگر دول منظور کرے گا۔ یورپ کی دول عظام کے حکمران خاندانون کا کوئی فرد بلگیریا کا شہزادہ منتخب نہ ہوسکے گا۔ اس عہدنامہ کی کانٹ چھانٹ مین جو برلن مین کیگئی۔ وہ فقرہ جس مین نئے صوبے کی حدود کے کوہ بلقان سے پرے تک بجانب جنوب بھی محیط ہونے کی شرط تھی بہت خراشتا تراشا گیا۔ مگر شاید لارڈ بیکنسفیلڈ کے بتدبیر کے پاس اوس نے دیانتدار دلال (یعنے پرنس بسمارک) کی نیم شبانہ ملاقات کر باعث شہزادہ بلگیریا کے انتخاب کی متعلقہ شرائط بالکل سالم رہنے دیگئین۔ اس شرط مین بھی زار نے عام آزادی کے پیرائے کی ہر ایک چیز سے اپنے خاندان کے اوپر خود ساختہ تقدس کا خطبی خلصہ کو ظاہر کیا۔ شاہی طریقہ حکومت کا طرفدار اس امر کی تائید مین صرف اس طرز تفکر کی تاریخی قدامت پر سہارا لیتا اور تکیہ کرتا ہے۔ مگر اس ذہین قوم (بلغار) کو جو کہ قومی دور مین اب ہی ابھری تھی یہی طریقہ حکومت اختیار کرنے کی صلاح دینا اوس صلاح دہندہ کو شاہون کا خوشامدی ثابت کرتا اور بالکل ہی اس ضرب المثل کا مصداق بناتا ہے۔

اگر شاہ مذر را گوید شب است این باید گفت اینک ماہ و پروین۔

جب کہ قوم بلغار نے ہی اس وقت اور نہ ہی اپنی تاریخ کے کسی زمانہ گزشتہ مین اپنے کسی شاہی سلسلہ خاندان کے انداز فوائد سے مستفیض ہوئی تھی یعنے کہ جب زمانہ ماضی مین بھی اس قوم کی کبھی اپنی خودمختار شاہی حکومت نہ تھی۔ پھر

سوائے ملکی حکومت کے اور کوئی وجہ نہ تھی کہ بلگیریا اپنے قیام کو ایک جمہوریہ ریاست کی حالت میں کیوں نہ شروع کرتا مگر جمہوری سلطنتوں نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ظالموں کے استعمال کیلئے ہر وقت تیار اور زیادہ بہتر ہیں پس بلگیریا کیلئے ایسا شہزادہ ہونا چاہیئے جس کے انتخاب پر روس قطعی قابو رکھ سکے۔ اور جس کے پہلے معصومانہ قدم اور کی مہربان و مشفقانہ حفاظت میں چلو جاوین (یعنے جواز ستر یا روس کی تابعیت میں چلے) دفعہ بہ کے مطابق قرار دیا گیا کہ بلگیریا میں نئے طریقہ کا اجراء اور اور کی نگرانی دو سال تک شاہی روسی کمیشن کرے گی اور دفعہ ہشتم کے رو سے شرط قرار پائی کہ ترکی افواج نئی ریاست کی ہر ایک حصے سے واپس بلا لیجاویں گی اور کو اس قدر قومی پلیس کے جو امن و امان قائم رکھنے کیلئے کافی ہو ٹھیک مکمل ہو جانے تک جس کی تعداد بعد از ان عہد نامہ کے دو زن فریق مقرر کریں گے۔ روسی افواج ملک پر قابض رہیں گی اور ضرورت کے وقت کشور کو نوجی امداد دینگی یہ قبضہ تخمیناً دو سال تک رہیگا۔ اس تمام تردد کی (جو ان شرائط سے ظاہر ہو رہا ہے) وجہ بھی نہایت عجیب ہیں۔ اکو پرنس گارچکوف نے اس طرح بیان کیا ہے۔

"ان غیر محدود شرائط کو اس طرح مضبوط قائم کرنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ اون ضرورتوں کیلئے جو آئندہ پیش آئیں گنجائش رہے۔ بلگیریا کے عارضی قبضہ کی دو سال میعاد صرف اس لیئے مقرر کیگئی ہے کہ یہ وقت امن و امان کے قائم کرنے مسلمان اور عیسائی اقوام کو آپس کے عناد و فساد سے محفوظ رکھنے۔ ملک کی آئین بندی کرنے اور قوانین کے وضع کرنے اور روسی پلیس کی تکمیل کیلئے ضروری سمجھی گئی ہے۔ اور نیز اس لیئے کہ اگر میعاد قبضہ غیر محدود رکھی جاتی۔ تو یہ امر صوبہ پر قطعی قبضہ کر لینے کی ابتدائی کارروائی خیال کیا جاتا جس کا خیال شاہی دربار کے وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں آیا۔ یہ کہنے کی تو ضرورت ہی نہیں کہ میعاد تخمیناً رکھی گئی ہے۔ کیونکہ شاہی دربار اس میعاد کو جو امن و امان کے لئے بہت تجویز کیگئی ہو اگر اس مدعا کی کامیابی کو نقصان پہونچانے کے بغیر ممکن ہو تو حتی الامکان کم کرنے کو تیار ہے جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے۔ روسیوں کا مطلق ارادہ نہیں کہ بلگیریا کو روسی پولیٹکل سسٹم (نظم ملکی) میں شامل کر لیجائے۔ ملک کی پرانی راہ و رسوم ذرہ بھی متغیر نہیں کیگئیں صرف قانون کی حکمرانی کرنے کیطرف توجہ کیگئی ہے جو پہلے ادھورا تھا۔ روسی گورنر صرف اس لیئے مقرر کیئے گئے ہیں۔ کہ قومی ترقی کی محافظت کریں۔ اور پہلی بلگیرین کونسل کے انعقاد میں جو ریاست کی آئین بندی کی درستی کیلئے طلب ہوئی ہے سہولیت پیدا کریں"

عہد نامہ برلن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بوڑھے ڈپلومیٹسٹ (مدبر) کی معصومانہ سادگی اور صداقت نے سفراء مجتمعہ پر وہ اثر پیدا کیا جس کی کہ اسکو توقع تھی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جنوبی حد کوہ بلقان تک مقرر کیگئی اور روسی افواج کی مجوزہ میعاد قبضہ بجائے متخمینا دو سال کے بڑی بڑی سے نو ماہ تک محدود کیگئی

وہ گماشتے جنہوں نے بلگیریا مین روس کا رستہ صاف کیا تھا۔ اوس خاص جماعت سے ہوتے تھے جنہون نے روس مین تعلیم پائی تھی۔ اور مذہب اور سوشل خیالات مین بالکل روسی ہوگئے تھے۔ اون کے لیے روسی علم ادب روسی گیتونکی کتابین۔ روسی درسی کتابین۔ روسی تواریخ اور سیاحت کے اعلیٰ علم کا بہت بڑا ذخیرہ بہم پہونچایا جاتا تھا جن کتابون کا مدعا یہ سمجھا جاتا تھا کہ جنوب مشرقی یورپ کو ترکی حکومت سے آزاد ہونیکے بعد ہی فوراً مین سلیونک اقوام کا ایک بہت بڑا اجماع زیر حکومت زار قایم ہوجاوے۔

قصہ مختصر روسیون کا قبضہ نو ماہ پر محدود کیا گیا۔ اور روسی گورنمنٹ کو ساتھ ہی کہا گیا کہ یہ تین ماہ کے اندر روسی فوجین رومیلیا مین سے گذر جاوین۔ اور ریاست بالکل خالی کر دیجاوے۔"

انگریزی گورنمنٹ نے اس معاہدہ کے متعلق اپنے ان خیالات کا اظہار کیا کہ وہ مطلق العنان حکومت کی دیانتداری پر بشرطیکہ وہ مطلق العنان کسی انگریزی لارڈ یا مشرقی بادشاہ ہونکی سی نہ ہو۔ بہت ہی یقین رکھتی ہے یہ کچھ کم تعجب کی بات نہین ہے تاہم یہ صاف پایا جاتا ہے کہ کانگرس کے ممبرون کو شبہ تھا کہ کیا بلگیریا کی آزادی ٹھیک آزادی رہے گی جس حالت مین کہ یہ کارروائی کا سک افسرون کی زیر نگرانی ہو۔ اور ترکے کے صندوقون پر روسی سپاہیون کا پہرہ ہو۔ اور یہ خیال اور بھی مضبوط ہوجاتا ہے جب ہم یہ سنتے ہین کہ ممبران کانگرس نے نشست کرنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سن لیا۔ کہ بلگیریا کا روسی فوجی گورنر صوبے کے پولیٹکل اور مالی مستقبلہ امور پر ذاتی دباؤ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

تاہم واقعات مابعد کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ روسی ایک بلی کو مار دینے کے لیے مکھن کو اوس کے حلق تک ٹھونس دینے کے علاوہ اور بھی کئی طریقے جانتے ہین (یعنے اپنے مخالف کو صرف نرمی ہی سے نہین مارتے بلکہ اگر ضرورت پڑے تو سختی سے بھی مار ڈالتے ہین)۔

شہزادہ الگزینڈر کے انتخاب ہی سے پہلے روسی کمشنرون نے بلگیریا والون کو یہ دلنشین کرنیکا کوئی موقع فروگذاشت نہ کیا۔ کہ یہ اون کا دوست دراصل روس ہے نہ کہ یورپ اور یہ کہ اون کی آیندہ بہتری اور خوشحالی کی اصلی امید اس بڑے بادشاہ کی ہمدردی اور حفاظت پر موقوف ہے جو کہ اوسکا فرمانروا ہے۔ نہ کہ قومی اُمنگون پر۔ مگر اُنکی

---

* روسی۔ بلغاری صرب اور الونی جبل ہمود کے ساکنین سلیو قوم مین سے ہین۔ یہ قوم تاتاری نسل ہے۔

† انگلستان کا لبرل فریق اور اوس کے لیڈر مسٹر گلیڈسٹون وڈیوک آف آرگائل وغیرہ گو اپنے ملک کی نیم خود مختار شاہی حکومت کو بھی مضر سمجھتے۔ اور ایک طرح کی تقریباً جمہوری حکومت کی قایم ہونے کو پسند کرتے ہین۔ مگر زار روس کی اشد خود مختار اور نہایت ہی سفاکانہ حکومت کو بہت پسند کرتے ہین چنانچہ شہزادی صاحبہ اون کے اسی رویہ خبط کیطرف اشارہ کر رہی ہین۔

قومی جنگ خواہی کا نتیجہ تو ہم بیدیکھ رہے ہین کہ جاوطنون کی ایک بڑی لمبی قطار ہر وقت کاہاے سائبیریا کیطرف کوچ کرتی رہتی ہے۔ اور اس کی آزادی کا مندر سینٹ پال اور سینٹ پیٹر کا قلعہ ہے۔

آخر کار شہزادہ الگزینڈر عہد نامے کی تیسری دفعہ کے بموجب منتخب ہوا۔ اور ظاہراً تو کل ممالک یلغار کے ماتحت مگر دراصل زیر حمایت روسی گورنمنٹ کے بلگیریا نے اپنی قومی زندگی کے نئے زمانہ مین قدم رکھا شہزادہ پیٹرسبرگ کی آوبھگت قوم بلگیریا نے بسر پرستی روسی پرنس وونڈوکاف بڑے طمطراق سے کی۔ اور کسی طرح سے نہ رہنے قوم کے اس عام انتخاب کو پسند کیا۔ روسی ڈپلومیسی کو اسمین ذرا بھی شک نہ تھا کہ گو انکو نے الحال عہد نامہ برلین کی شرائط کے مطابق کامیابی نہین ہوئی تاہم اس ریاست کی پالیسی کا دہان یورپ ہی کے ہاتھ مین رہے گا۔ اور کہ آنکار روم کے برخلاف اس صوبہ کی کامیاب بغاوت مین کوئی اندرونی فراحمت یا مخالفت نہ واقع ہوگی۔

اعلیحضرت امیر المومنین سلطان عبد الحمید نے اس نئے شہزادے کو اوسکے پہلے ہی مرتبہ شرف ملازمت حاصل کرنے کیوقت کہا کہ تم حالت موجودہ کی مشکلات اور خطرات سے پورے آگاہ ہو۔ ان خطرات سے صرف اوس صورت مین بچاؤ ہو سکتا ہے کہ کل فریق عہد نامہ برلین کی لفظاً و معناً صدق دل سے متابعت کرین۔ انہون نے شہزادی پر مذہبی مساوات کے کہنے کیلئے بہت زیادہ زور دیا۔ اور اوس کو اس تمام خوشحالی کیطرف متوجہ کیا۔ جو بلگیریا مین عیسائیون کو کئی صدیون کی ترکی حکومت مین برابر حاصل رہی۔ باوجودیکہ پچھلی لڑائی مین مسلمان رعایا پر بڑے ظلم و تشدد کیے گئے۔ اور اوس کو جتادیا کہ انصاف اور مناسب پالیسی کا یہی تقاضا ہے کہ حتے المقدور ان سب کی یکسان محفوظ رکھے۔

مگر ایک سال آئندہ ہی کے واقعات نے بخوبی واضح کر دیا۔ کہ بلگیریا کے شہزادے و اپنے شہنشاہ کی نصایح سے کچھ فایدہ نہین اوٹھایا۔ کیونکہ سلطان کے پاس متواتر شکایتین آتی رہین۔ کہ سامانون پر لگاتار سخت تشدد ہو رہا ہے۔ اور یہ اون کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ اگر بہت جلد ہی اس حالت کو درست کر لیے تو اس نہ ہوا تو وہ اپنے سلطانی حقوق کو عمل مین لانے کیلئے مجبور ہونگے۔ مگر درین اثنا راونہون نے کل دول عظام کو یہ جتلا دینا مناسب سمجھا کہ عہد نامہ برلین کی وہ شرائط جو بعد کے معاہدے مین پوری نہین کیگئین بلگیریا کے قلعون کی مشروط انہدام کی تعمیل مین ایک منٹ بھی نہ اٹھا رکھیگی۔ اور اسپر اور انگلستان کی تاکید کے جواب مین پرنس الگزینڈر نے جواب دیا کہ استحکام کیلئے روپیہ درکار ہے اور بھاری موجود نہین۔ اور علاوہ ازین بارکون اور گرداگرد خانون کیلئے قلعون کیضرورت ہے۔ اصل مین یہ جواب ٹھیک ویسا ہی تھا۔ سلطان کو بار بار مجبور ہو کر

مشرقی رومیلیا مین اون روسی سازشون کا ٹوٹس لینا پڑتا رہا۔ جو عہدنامہ برلن کی پالیسی کے برخلاف اور عہدنامہ سین سٹی فانو کی پولیسی کے مطابق تھین۔ چنانچہ حضور معدوح نے باقی دول کو مطلع کر دیا کہ روس کی اس زبردست مستعدی کے باعث انہین مشرقی مسئلے کا پھر دوبارا ایجیٹیٹ کرنا پڑے گا۔ یہ ایسی پیشینگوئی ہے کہ اثنائے تحریر کتاب مین بھی مجھے ہر دن اور ہر تار سے اوسکے پورے ہو جانیکا اندیشہ ہے۔ بلغاریہ کے بالکل روسی بنانیکی کوشش ۱۸۸۶ء مین اچھی طرح ظاہر ہو گئی۔ جب کہ پرنس الگزنیڈر نے اپنے آپ کو ایک روسی جنرل کی ہدایات پر چھوڑ دیا۔ اوس جنرل کا نام اب پھر معاملات بلگیریا مین نمودار ہوا ہے۔ جنرل اگناتھ کی تجاویز کے مطابق سب سے پہلے ایسی کونسل آف سٹیٹ قایم کیگئی۔ جو ایسے اشخاص سے جو سلیو زبان بول سکتے تھے مشتمل تھی۔ اس کے بعد تمام ریاست مین روسی افسرون کو بطور جنگی کمشنرون کے مقرر کیا گیا۔ اور مین ذرا بھی شبہ نہین کہ اوس وقت شہزادہ نے اپنے آپ کو اوس مضبوط تعلق کا جو روسی قوم کو باشندگان بلگیریا سے وابستہ کرتا ہے "موید و حامی کرنے کی ٹھان لی تھی۔

پرنس کی یہ وضع آخر کچھ ایسی نمایان اور عجیب ہو گئی کہ سلطان المعظم کو کل دول کے نام ایک نہ بدست یادداشت روانہ کرنی پڑی جس مین اونہون نے مفصلاً اون امور کی نظیرین دین جن مین بلگیرین گورنمنٹ نے عہدنامہ برلن کی ذمہ واریون سے تقدم بقدم پہلوتہی کرنے کی کوششین کین۔ یادداشت مین یہ بھی جتایا گیا کہ بلگیریا مین مسلمانون کی نہ تو جایداد محفوظ ہے اور نہ اونکا مذہب۔ اور نہ مسلمانون کو پبلک کانونکی انتہام و نگرانی مین جو کہ اون کا حق ہے کسی قسم کا دخل دیا جاتا ہے! اور ترکی تجارتی گماشتون کے تقرر کی نہ تو اجازت دیجاتی ہے۔ اور نہ اگر انہین بطور خود مقرر کر کے بھیجا جائے تو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس مراسلے مین سلطان المعظم نے مسلمان نقل وطن کرنے والون کی تباہ حالت کیطرف بھی توجہ دلائی جن مین سے بیتیرون کو معاوضہ اب تک نہ ملا تھا۔ اور جن مین سے اکثر بلگیریا کو واپس چلے گئے۔ مگر اب تک اپنی جایدادون سے محروم اور فقیری کیحالت مین پڑے ہوئے ہین۔ یہ میمورنڈم اوس انصاف پسندی کی اپیل پر ختم ہوا جس کا زور شور بابعالی نے یورپ کے ساتھ تعلقات رکھنے مین سنا تو بہت تھا۔ مگر پایا بہت کم۔

اعلیحضرت سلطان المعظم کا یہ مراسلہ بے اثر نہ رہا۔ دول یورپ نے پرنس الگزنیڈر کو عہدنامہ برلن کی شرائط کی ٹھیک بجاآوری کی کافی طور پر تاکید کی۔ اوسے بتلایا گیا کہ بابعالی نے کافی اور قاطع شہادت سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بلگیریا کی گورنمنٹ نے بعض مختلف مذہب کی رعایا کیساتھ منصفانہ طریق پر برتاؤ نہین کیا۔ آخر مین اوسے جتلایا گیا کہ اوسکا تاج تخت اسی پر منحصر ہے۔

اس نمایش کے بعد الگزنیڈر روسی حمایت تمام تر یہ معلوم کر کے کہ یہ طرفداری صرف اپنی آزادی فعل کے

عرض میں حاصل ہوتی ہے کچھ بیزار ہو گیا بخواہ ارسنے یہ خیال کیا۔ کہ دول متحدہ صرف زبانی ہی
جمع خرچ پر نہ رہینگی۔ اور روس کا ستارہ بھی نے اقبال کچھ کچھ زوال پر ہے خیر و چھ کچھ ہی کیوں نہ ہو
لیکن یہ امر یقینی ہے کہ اسوقت اسنے کارروائی میں ایک آزادرویہ اختیار کر لیا جس میں اسے اسمبلی
کے ممبروں کی ایک کافی تعداد سے امداد ملتی رہی۔ پالیسی کے اس تغیر کا یہ سریع نتیجہ پیدا ہوا کہ
ملک میں ایک معتدبہ پولیٹیکل حرکت و تحریک پیدا ہو گئی۔ ریاست کو برلن فریق نے اس تحریک کو بہت
تقویت دی۔ اور تمام ملک بھر میں صاف صاف روس کی مخالف خیالات ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ مگر
اس پولیٹیکل تحریک سے پولیٹیکل تغیر بھی واقع ہونے شروع ہو گئے۔ اور ساتھ ہی شہزادے میں کمزوری و نعصفت
پسندی کی کمی پائی گئی چنانچہ اکتوبر ۱۸۸۶ء میں پرنس سلطان المعظم نے کل دول عظام کو مخاطب کیا۔ اور اونکو یکطرفہ
پہر عہدنامہ برلن کی حرف بحرف تعمیل کرانیکی تاکید مزید کی۔

اعلیحضرت سلطان نے پرنس الگزنڈر کی بعض حال ہی کی پیچون کیطرف اونکو توجہ دلائی جن میں
اونسے ایسے خیالات ظاہر کیے جو بالعموم کی شہنشاہیت کی ذمہ دارانہ تسلیم کے برخلاف تھے۔ اور آخر میں حضور
ممدوح نے دستخط کنندگان معاہدہ کو نہ مداخلت کرنیکی پالیسی اختیار کرنے پر سخت اعتراض کیا جس سے اونہوں نے
بتا دیا کہ رفتہ رفتہ بدنہی اور مشکلات پیدا ہو جائینگی جن کا نتیجہ ایک سخت پیچیدگی ہوگی۔ اور وہ پیچیدگی آخر کار
لڑائی پر ختم ہوگی۔ مگر دول نے شائد یہ خیال کر کے کہ وہ ایک بیجا ہے سادہ ترک کی نسبت حالات معاملات
کو بہتر جانتی ہیں برابر خاموشی اختیار رکھی جس کا انجام یہ ہوا کہ ۱۸۸۵ء میں بلگیریا میں پیلاک جوش ایسا زور پر
ہو گیا۔ کہ پرنس نے اپنے آپ کو اوس عام جوش کے دریا میں بہے جانے کو چھوڑ دیا۔ اور ایک ایسا کام کیا
جس سے آخر کار وہ اپنا تخت کھو بیٹھا۔ خلاصہ کلام یہ کہ مشرقی رومیلیا نے بغاوت کر کے اسکو دعوت کی کہ بلگیریا
کے ساتھ اس صوبے کو بھی ایک ہی حکومت میں ملا لیوے۔ اونسے اس امر کو قبول کر لیا۔ اور یہ بیان کر کے کہ
اسکی کل آبادی کی خواہشوں کے برخلاف نہ چلیگی کے باعث بلقان کی دونوں جانب کی متحدہ ممالک کی حکومت
اختیار کی ہے۔ مشرقی رومیلیا کو بلگیریا سے ملا لیا۔ اس نازک موقع پر عبدالحمید جیسی پالیسی پر چلے جسنے پولیٹیکل
مشکلات سے نپٹنے کے متعلق اونکی عمیق دور اندیشی اور قابلیت کو صاف صاف ثابت کر دیا۔ برلن کانگرس میں
اونہوں نے کل بلگیریا کو خود مختار ریاست بنانے جانیکی مخالفت اسلئے کی تھی کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس
کا صرف ایک ہی نتیجہ ہوگا۔ یعنی کہ روسی پروگرام اور مدعا کی عین کامیابی۔ چنانچہ اونکی مخالفت کامیاب ہو گئی
اور بلقان کا جنوبی ملک اونکے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ مگر اب صورت بالکل ہی بدلگئی تھی۔ بلقان کے
جنوب و شمال دونوں طرف رعایا روسی سازش اور مداخلت سے تنگ اور مضطر ہو گئی تھی۔ پرنس الگزنڈر نے

ایندرروسی مشیرون کو نکالدیا تھا۔ اوسکی بلند پرواز حرص اندازہ سے بڑھ گئی تھی۔ اوزار کی سابقہ مناسبت کو رد کیے کو وہ بہرنج ترک کرنے پر مستعد معلوم ہوتا تھا۔ قومی امنگون اور آزادی کا جان نثار دوست (زار) یہ جھکر کہ اوسکا اوزار اوسکے ہاتھ مین ٹوٹ گیا ہے یا اوس سے چھینا گیا ہے۔ اور خود اُسی کے برخلاف سید ا کر دیا گیا ہے ایکدم غضبناک غصہ مین آگیا۔ شہزادہ کا نام روسی فوجی لسٹ سے خارج کیا گیا۔ اور سکو بڑی بے لحاظی سے کہا گیا کہ ہمیشہ کیلیے روسی حفاظت اور حمایت اوس سے چھینی گئی ہے۔ اس کو جواب مین پرنس نے سلطان کی خدمت مین ایک ایڈریس روانہ کیا جس مین اُنہون نے ان ہر دو صوبجات متحدہ کا شہنشاہ بڑی صاف دلی سے تسلیم کیا۔

امیر المومنین عبدالحمید نے یہ دیکھکر کہ بلگیریا کی موجودہ صلح اور حالت یہی ہے کہ وہ دول عظام کو بخوبی یقین دلاوینگی کہ اوسکی راہین جو بار بار بیان کیگئی تھین۔ بالکل درست تھین۔ ان نئی صوبون کو پھر فتح کرنے سے احتراز کیا۔ اور صرف کسی اور زیادہ شورش ہو جانے کی انسداد اور پیشبندی کرنے کی تیاری پر ہی قناعت کی۔ اوسکو اس حالت کا ایک اور تعجب دیکھنے کے لیے زیادہ منتظر رہنا پڑا۔ ایک بڑے چالاک ماہر زمانہ سیاسان بادشاہ سرویا کی آنکھون کے سامنے ایک دلآویز طمع لٹکایا۔ یہی بتایا گیا کہ اُسکو تسلی ہے کہ وہ برلن کانگریس کی ناکامیابی کا عوض لیلیوے۔ جسمین کہ بوسنیا و ہرزیگوینا سرویا سے متعلق کیے جانیکی بجائے آسٹریا کو دیدیے گئے تھے۔ اوسی کہا گیا کہ یہی شہزادے کی برخلاف پیشقدمی کرنیکا جس سے اوسکی تمام عمایا ناراض ہے اب وقت ہے۔ اور اگر اتفاقاً اوسکے بہادر سپاہیون کو ترک بھی ملگئی تو بوقت ضرورت ایک پرتگال ہمسایہ (مانٹی نیگرو) اوسکی مدد پر تیار ہو جاویگا۔ زار کا یہ داؤ چلگیا۔ اور شاہ میلان نے بلگیریا کے برخلاف اعلان جنگ دیدیا۔ مگر اپنی سابقہ کمزوریون کیطرح سے یہ حرکت بھی اُنہو اپنی طاقت کی اندازہ کرنے کی جنیر کی۔ شہزادہ بٹنبرگ نے جلدی ثابت کر دیا کہ جیسا وہ بوقت صلح کمزور تھا۔ بوقت جنگ ویسا ہی نبرد آزما ہے چنانچہ بڑی سرگرمی اور دھوم دھام سے الگزینڈر نے اپنی چھوٹی سی فوجکی کمان لی۔ اور حملہ آورون کی مقابلہ کیلیے سرحد پر چل پڑا۔ اور بڑی جلدی اوسکا کام تمام کر دیا۔ کیونکہ اگرچہ اوسکے دشمنون کی سپاہیون اور مقبوضات اوسکو دفعتہً اور اچانک حملہ کر دینے سے اونکو حاصل ہو گئی تھین۔ من جنگ کے اصول کے مطابق بلگیریا کی محافظت اور بچاؤ کو ناممکن کر دیا تھا تاہم انکو بہت بڑی طرح سے شکست دی گئی اور سرحد سے باہر نکال دیگئے۔ اور نصرف کل یورپ کی ہمدردی اور تہنیت زنی کا موجب ہوئے۔ بلکہ یہی سرعت و دلیری ہمسایہ دول کو حیران کر گئے کہ بلگیریا پرنس الگزینڈر کے ترحم پر چھوڑ دیا گیا۔ مگر وہ ناممکن ہو پہنچا۔ کیونکہ اسوقت پر سلطان المعظم عبدالحمید نے سرویا کے شیر ببر کی جان بچانے کیلیے التوائے جنگ تجویز کیا۔ اور اس تجویز کی نظری نے لڑائی کا خاتمہ کر دیا۔

کل باشندگان بلگیریا کی آزادی پر حملہ کرنے مین ناکامیاب ہو کر روس نے خود شہزادے کی جسم پر حملہ کیا۔ اور

(آدمی کی) چہری سے ایسکا سیالی ہوئی جو ولائی ہیمرفتم بائیسے بھی حاصل نہ ہوتی۔ ماہ اپریل ۱۸۵۱ء آدھی رات کیوقت الگزینڈر کو ایک مسلح گروہ نے آگھیرا۔ اور اوسکی چھاتی پر پستول رکھ کر اوس سے تحریری دست برداری اورتاج وتخت پر جبراً دستخط کرالئے۔ اور پھر اُسے قیدی بناکر سرحد کے پار لیگئے روسی حسب معمول اس واقعہ سے بالکل علیحدہ رہنیکا اظہار کیا۔ مگر ویسے ہی حسب معمول یا المال گزٹ کو ایڈیٹوریل دفتر سے باہر کوئی شخص بھی اس انکار پر یقین نہ کرتا تھا۔ اور اس سینہ زوری کے برخلاف غصہ کا جوش کل یورپ میں بھرا ہوا تھا۔ پر یہ تھا کہ ہمیں کوئی شک نہیں کہ اگر الگزینڈر اپنے آپ کو پھر آزاد پاتا۔ اور اپنی رعایا کیطرف چلا آتا تو اکثر دل عظاوں سے مدد تبین اور وہ پہلے سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ تخت پر متمکن ہو جاتا۔ مگر اوسنے وہ مستعدی استقلال مزاجی نہ دکھلائی جو اوس سے سرویا کیساتھ جنگ چھڑ جانے کو ضرور ظاہر ہوتی تھی۔ وہ جھجکا۔ کارہا۔ اور قیمتی وقت کو ہاتھ سے گزر جانے دیا۔ اور آخر کار جب وہ بلگیریا کو واپس آیا۔ تو اُسنے اپنی اس دوسری آمد کو زار کیطرف ایک ایسا خط لکھنے سے ذلیل کیا جو ہیئی خوشامدانہ اور سفلہ پن کے لفظوں میں تھا کہ کل یورپ نے یکلخت اوسکا خیال تک کرنا چھوڑ دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ مشترکی شطرنج کی بساط سے غایب ہو گیا۔

اوس دنسی میکرا جتک یہ صوبہ جنسبی برلن کانگریس کے سفراء کی توجہ کو شدت اپنی طرف بند دل کیا۔ اور جسکی بہتری کیلئے دس سال ہوئے کل دول عظام نے بقدر تر دو ظاہر کیا تھا۔ ایسا منظر پیش کر رہا ہے جیسا انسان اور فرشتے رونق تو بجاتے ہے۔ اور جس منظر نے اوس نصیحت کی مدبرانہ عقلمندی کے قائل ثبوت دیدیئے ہیں جس کو متواتر گزرے فایدہ اوس ایک شخص (یعنے سلطان غازی عبد المجید خان ثانی) نے پیش کیا ہے جو اس مقدمہ کی ضروریات کا واقعی علم رکھتا ہے پرنس الگزینڈر کی آخری اور ذلیل روانگی کے بعد مہینوں تک بلگیریا کا قائیمقام حاکم ٹھہرا رہتا رہا کہ کوئی شخص آوے اور اوپر حکومت کرے چنانچہ بعد ۱۰ شطار بیسار سالگذشتہ کی جولائی میں ایک شہزادے سمی فرڈیننڈ آن کوبرگ نے جو کبھی ظلم نہ ہنیوالا جرمنی کے ٹیوٹانک شاہی خاندان کا ایک ممبر ہے اس عہدہ کو بشرط منظوری دیگر سلاطین قبول کیا۔ مگر یہ منظوری ابتک حاصل نہیں ہوئی۔ اور یہ معلوم کرنیکے لیے کسی اتنی بڑی پولیٹکل فراست کیضرورت نہیں کہ یہ بہت ہی جلد بلکہ شاید اس اثناء میں جب کہ یہ مضمون زیر طبع ہی ہوں شہزادہ کوبرگ بھی ٹیننبرگ کی پیچھے پیچھے کسی غلبظ جرمن ہوٹل کی تاریکی میں جا گھسے گا فقط ایک دفعہ یہ ناواقف شخص (یعنے فرڈیننڈ) درست رائے پر آیا ہوا معلوم ہوا جب کہ اُسنے کہا تھا اگر مجھے ہنگری دلی منشا کے مطابق چلنا ملے تو میں خود آقوام بلغار کے ہمخیال ہو جاؤں اور اوسکی کامل مختاری کا اعلان کر دوں لیکن ایک منتخب شدہ بلگیرین شہزادے کو عہد نامونکی توثیق کرنی ضروری ہے۔ اور یہ عرضداشت اوس کی حکومت کی مضبوطی

* شہزادہ دیساجہ کا یہ قیاس درست ثابت نہیں ہوا۔ شہزادہ ابتک بلگیریا کا فرمانروا ہے اور ۱۸۷۸ء میں امیر المومنین اور دیگر سلاطین یورپ نے اسکو باضابطہ والی بلگیریا تسلیم کر لیا ہے +

بگیرین رعایا کی خوشحالی کا موجب ہوگی" مین خیال کرتی ہون کہ اوسے دلی منشا پر چلنا ملا۔ کیونکہ اوس نے عہدنامہ کا کوئی لحاظ نہین کیا۔ اوسکی حکومت کچھ مضبوط بناء پر قایم نہین اور نہ ہی اوسنے بگیرین قوم کو کسیطرح مزہ الحال بنایا ہے اور اب صرف ایک ہی سوال ہے جو اوسکے بارے مین پوچھا جاسکتا ہے کہ وہ بگیریا مین کتنی مدت اور رہنے دیا جائیگا

اس معاملہ مین سلطان کی وضع بہت صاف اور مضبوط ہے جنوب مشرقی یوروپ کی بندوبستی کا کتفی علاج برلن کانگریس مین تجویز کیا گیا تھا۔ اور اس عہدنامہ کے دستخط کنندگان مین سے ایک ہونیکی باعث سلطان اعظم عبد الحمید اس معاہدہ کی حدود کی ٹھیک اندازہ رہنے کی کرتا ہے۔ اب اگر بندوبستی دور نہ ہو تو اس علاج کا قصور ہے سلطان نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہین کی۔ کل سلطنتون مین سے جن کے وکلا نے اپنے دستخط اس عہدنامہ پر کیئے صرف اوسی نے ہر ایک شرط پر پورا عمل کیا ہے اور وہ اب بمحاظ پریس سبارک کے الفاظ کیطرف جو جولائی ۱۸۷۸ء مین بولے گئے تھے توجہ لانیکی درخواست کرتا ہے

جب عہدنامہ کی پہلی دفعہ پر بحث تھی تو اوسکے کافی ہونے پر چند ممبرون کو شک پڑا۔ اور اونہون نے کسی طویل زمانہ کیلیے تخت کو خالی ہوجانے کیصورت مین اس اتفاقی ضرورت کے پورا کرنے کی کسی کافی اور دائمی تجویز سوچے جانے کی خواہش کی تب پرنس سبارک نے یہ کہا تھا کہ کانگرس کا یہ منصب نہین کہ تمام مشکلات کیلیے چارہ جوئی تجویز کرے۔ اگر بگیرین قوم نا اتفاقی یا ٹھیرنے کی نااہلیت کی باعث اپنے نئے قوانین کو نہ چلا سکیگی۔ تو سنہ ۱۸۷۸ء مین یوروپ کو ضرور مشورہ کرنا پڑے گا۔ مگر یہ مشورہ پیچھے کو اور صرف جب کہ ایسا وقت آپہونچا ہو پوچھا جاویگا"

وہ وقت آگیا ہے۔ بگیرین قوم کی نااتفاقی یا نااہلیت سے نہین۔ بلکہ روس کی بے ایمانی اور دول عظام کی بزدلانہ یا ایسی کے باعث یہ نئے قوانین کبھی نہین چلینگے۔ اب کیا یوروپ مشورہ کرے گا؟ اگر وہ ایسا کریگا تو اوسکی غرض و فکر کے صرف دو ممکن نتیجے ہوسکتے ہین۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ صوبہ پھر براہ راست سلطان کی حکومت اور تحت مین دیدیا جاوے اس فیصلے کی تائید مین وہ علمی ترقی پیش کیجاسکتی ہے جو برخلاف اوس تباہی۔ بدنہی اور نااتفاقی کے جوس بڑی لڑائی گئی خود مختار حکومت رہنے بگیریا مین پھیلی ہوئی ہے۔ اون لوگون نے کی ہے جو سلطان کی راہ رہت حکومت مین نہی دیئے گئے ہین۔ اس فیصلے سے کم از کم یوروپین امن عامہ تو ضرور قایم ہوجائیگا کیونکہ اس فیصلے سے بگیریا کی حکومت یوروپ کی ایک نہایت ہی کم خریدار رہیگی کہ غاصب طاقت کی تقویت ہوجاویگی۔ اگر مصیبت کیوجہ مستقل مزاجی۔ معاہدون کی وفاداری ہی قایم اور ہتھیار آپس پر گتھیون منے پر صابر رہنا مغربی طاقتون کی رائے مین پسندیدہ اور قابل تعارف اوصاف ہون۔ تو بیشک عبد الحمید کی بڑی فراخ حوصلگی سے یہ رائے تایید کرے گی۔ مگر افسوس برعکس اس کے پایا تو یہ جاتا ہے کہ ایسی خصایل جو دل سپردن مین تعارف ہی دیکھنے گستاخی کرنے اور زیادہ غاصب بننے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔ اور اگرچہ ایسے فیصلے سے بگیریا اور کل دنیا کو وہ سب فوایدجن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ حاصل ہوسکتے ہین تاہم مین اقبال کرتی ہون کہ ایسا فیصلہ ہونے کی بھی بہت کم امید ہے۔ دوسرا نتیجہ جسب ذیل ہے۔ اسپر غالباً عمل

ضرور رک جاوے گا۔ اور اسکے ظہور پذیر ہونے کی تمام موجودہ حالات اور بوعت بھی تائید کرتے ہین کیونکہ اب جب کہ اس علم کو رکھنے والی ہون جس ہوینے ایک لائق آدمی اور دانا فرمانروا کی داد دینے کی اہوری اور ناممکن کوشش کی ہے مین دیکھتی ہون کہ مطلع تاریک ہو رہا ہے۔ جنوب مشرقی یوروپ پر طوفانی گھٹائین چھا رہی ہین۔ اور ایک خطرناک طوفان کی پہلی گرگر جین سنائی دیتی معلوم ہوتی ہین۔ اس طوفان کی بجلی توپخانون کی چمکین اور جلتے ہوئے دیہات کے روشن شعلے ہونگے۔ اسکی دھارین سیلاب، مردون کا سرخ خون اور عورتون کے تلخ آنسو ہونگے۔ اور اسکا راستہ تاریخ مین برگشتہ تختون۔ ویران سلطنتون اور تباہ عیشون کے نشانون سے دیکھا جاوے گا۔

ترکون کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کا فوٹو } اس کتاب کا مضمون اسکے نام سے ظاہر ہو رہا ہے وہ اسکی بسیط تفصیلات مشتمل اگر ہر سابقہ مصنف اور خصوصاً عبد الرحمان صاحب دیگر اسلامی سیاحون اور خود مالف کی مختلف تحریرون کا مجموعہ ہے اس مین ہر مذہبی اسلامی ہمسایون اور ترقیون اور تمدن و محاسن معاشرت کی توضیح کرنے کے ساتھ ان جملہ امور کی کمیاب نہیں ہوا ان نئی کمی کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب لکھی گئی ہے جو فی الحقیقت ترکون کی صحیح فوٹو کہے جانے کے قابل ہے۔ مصنف نے ترکون کی اصلاحات کا اعتراف کیا ہے اور بالکل صحیح ثابت کر دیا ہے کہ مفسدہ آرمینیا کے تعلق یورپین مفتریون کے بہتان محض بے بنیاد تھے پھر اسکے واقعی حالات بتکرار اتنی بحث کی بناء پر لکھا ہے کہ اکثر مرکی عہدہ رنہایت باخبر اور قابل دید و کرکر کے معقول ترقی کو پہنچے ہیں اس ضمن میں مرحوم شاکر پاشا کا نام بھی لیا ہے اور دیگر مضامین بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ مسٹر کوکرائن نے سلطنت کی تقریباً تمام عجائبات قدیمہ کی پرانی تاریخ اور موجودہ حالت بیان کرنے کے بعد تجارت صنعت علم و فن زراعت الغرض تمام آثار تمدن و شائستگی کے ہر شعبہ اور صیغہ میں ملک کی قابل تعریف مسلسل ترقی کا ایسے لچسپ پیرایہ میں ذکر کیا ہے کہ گویا ہر پڑھنے والا آپ ہی موجود اپنی آنکھون سے مشاہدہ کر رہا ہے اور خود ان مضمون و غیرہ کی ایسی عمدہ توضیح کی ہے کہ از دیاد علم اور دماغی تفریح کے علاوہ ہر ایک طالب علم کو فائدہ سے خالی نہیں۔ ان دونون مصنفون کی کتابون کا ترجمہ حواشی متعددہ دینے کے ساتھ اکثر پارسی میں مجمع البحرین تجارت خانہ جہ ایران۔ ازلیقہ کے مختلف حصص الغرض دنیا کے کل ممالک اسلامیہ کی موجودہ حالت اور گذشتہ مجمل تاریخ دیدی گئی ہے جس سے وہ فی الوقت رفع اسلام کہلانے کی مستحق ہو گئی ہے مزید برآن تعلیمی مسئلہ ملک میں مزید آبادیان تجارتی سلسلہ قائم کرنے اور قوم کی ترقی کے دیگر وسائل متنوعہ پر سرسید مرحوم اور کئی فاضل قوم کو اپنی رائے دے کر جامع بحث کیگئی ہے اس کتاب کا مطالعہ تاریخی جغرافی صنعتی تجارتی و قومی ہر لحاظ سے نہایت مفید ثابت ہوگا۔ اس جملہ مضامین پر بصری ہونے کے ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۲۶ھ تک تین برسون کی مکمل تاریخ اسلامی بالخصوص سلطنت سابقہ کی [illegible] عمدہ و مدبرانہ اور اصلاحات کی تصویریں بھی دیدی گئی ہیں۔ ان خوبیون اور ضمانت کے مقابلہ میں قیمت فی جلد ۴ م

(گویا یہ کتاب ایسے سالہ عہد حکومت کا نگلہ ہے)

ضمیمہ نمبر اول (۱)

حضرت جلالتمآب اعلیحضرت سلطان الغازی عبد الحمید خان ثانی کی زندگی کے حالات

اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم عبد الحمید خان ثانی غازی کی پرائیویٹ اور پبلک لائف کے مختصر حالات جو اس کے ہواری سالہ ایشیا اور مؤرخہ جون ۱۸۸۸ء میں شائع ہوئے تھے چونکہ ہمیں اس کتاب سے ایک گونہ مناسبت تھی اسلیئے مترجم نے انکو بھی ترجمہ کرکے ضمیمہ کے طور پر کتاب کے اخیر میں لگا دینا مناسب سمجھا ہے تاکہ ناظرین انکی پڑھنے سے جی بھر اوٹھائیں ناظرین کو واضح رہے کہ یہ رسالہ پادریوں کا ہے اور جب منصب سے متعصب پادری ہی ہمارے امیر المومنین کی صفت وثنا کیلئے زبان کو وا کریں تو مخالفین خلافت علمائے روم کی نامنجاریوں اور افترا پردازیوں کا اس سے بڑھکر کونسا کافی ثبوت ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اصلی رسالہ میں مضمون کے لکھنے والے کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تاہم اس خاص نمبر کے جرائد میں تائید ہونے کیوجہ سے اسکو مصنف خیال کیا جاتا ہے۔ اور اس لیئے مترجم بڑی خوشی سے اسکا ترجمہ کرکے اپنے ہموطن عیسائیوں کے سامنے پیش کرتا ہے:۔

گو اس مضمون میں بعض واقعات اور بیانات ایسے ہیں جو اس کتاب میں پہلے بھی آچکے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ ہمارے ہر دلعزیز خلیفۃ المسلمین ابو المدائح الدین کی کوششہائے عظیمہ پر داد دینے کیلئے لکھے گئے ہیں۔ اور اپنے ہی موقعوں پر چند تکرار کا مزہ رکھتے ہیں۔ اس لیئے مؤلف انکو خلم انداز کرنا مناسب نہ جانکر انہیں مواقع اور انہیں محل پر بعینہ ترجمہ کرکے ناظرین کو ان فقرات کو دوبارہ پڑھنے کی تکلیف دینے سے معافی کا خواستگار ہے مضمون حسب ذیل ہے:۔

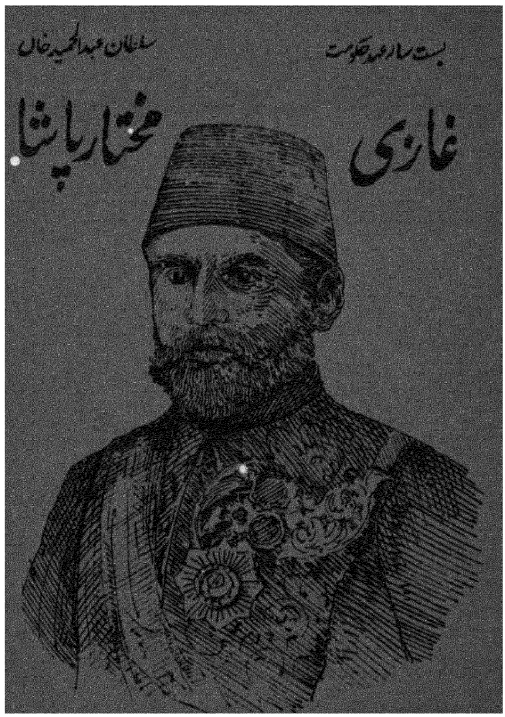
"ایک خوشنما محل میں جو باسفورس کے کنارے پر واقع ہے ایک نہایت ہی حیرت انگیز عبرت بخش سانحہ واقع ہوا جسکی نظیریں ہلال کی گزشتہ تاریخوں میں اکثر پائی جاتی ہیں۔ درحقیقت اس جگہ جو کچھ واقع ہوا تھا کبھی بھی معلوم نہ ہوا۔ اور اوسکی عقدہ کشائی کبھی بھی نہ ہو سکے بتمایہ ہے کہ آباء سلطان عبد العزیز نے خودکشی [illegible] معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ وہ قتل ہی کیئے گئے تھے سلطنت عثمانیہ روم اور اوسکے فرمانروادوں کی تاریخوں میں بارہا

سازشین کوئی نادر الوجود چیز نہین ہین بجز اس مین تو کوئی شک نہین کہ جب سلطان مرحوم خبط کیوجہ تخت سے علیحدہ کئے گئے تو انکا چچازاد بھائی سلطان مراد تخت نشین ہوا۔ تو اس تاریخ سے پانچ دن پیچھے وہ اپنے کمرے مین مردہ پائے گئے اور اون کے بازو پر ایک شدید زخم پایا گیا۔ یہ امر تو مسلمہ ہے کہ شہنشاہ مرحوم دماغی اور جسمانی قوی مین کمزور ہو گئی تھے اور سیورجہ سے اوس روسی اقتدار اور دباؤ کو جو اون پر پڑا ہوا تھا ہٹا نہین سکتے تھے۔ اور جس سے یہ خوف ہو گیا تھا کہ روم کہین روس کا ہی ایک صوبہ نہ بنجائے۔ مگر یہ کسیطرح بھی ثابت نہین ہوا کہ وہ درحقیقت ایسے ہی مجنون ہو گئے تھے کہ خودکشی کر بیٹھتے۔ تاہم اونکی علیحدگی اغراض مملکت کیلئے ضروری ہو گئی تھی۔ اسی لیئے وزیرون نے اونکے جنون کا بہانہ رکھ لیا۔ تاکہ یہ امر دنیا کو جائز معلوم ہو۔ سلطان مراد کے تخت نشین ہونے پر یہ امید کیگئی تھی کہ وہ اپنے آپ کو ایک لائق حکمران ثابت کرینگے مگر چند ہی ہفتے گذرنے پر یہ معلوم ہو گیا کہ وہ بھی اس بھاری بوجھ کو نہین اوٹھا سکتے جس کو اس نازک وقت مین برداشت کرنا عثمانی شہنشاہ کو ضروری اور لازمی ہو رہا تھا۔ اسی لیئے وزیرون نے صلاح کی کہ اس فرمانروا کو بھی معزول کر دینا چاہیئے۔ اور شیخ الاسلام (مذہب اسلام کے مذہبی صدر) سے اجازت حاصل کر کے سلطان مراد کو بڑی آسانی سے معزول کر دیا۔

اس کے بعد کونسل مین یہ قرار پایا کہ تاج و تخت سلطان مراد کے چھوٹے بھائی **عبد المجید** آفندی کو پیش کیا جائے اور اون سے درخواست کیجاوے کہ سلطنت کی اہم اغراض اس بات کی متقضی ہین کہ وہ تخت قیصری پر جلوہ افروز ہون۔ اور سیف عثمانی کو ربط کرین۔ مگر اس تاج و تخت کو وہ شخص جس کیخید مین یہ پیش کیا گیا کسی طرح پسند نہ کرتا تھا **عبد المجید** آفندی برسون سے تنہائی مین رہتے تھے۔ وہ حریص نہ تھے۔ اور اپنے اس باہمن گوشہ تنہائی کو سلطنت کی خاردار تاج سے بدلنا نہ چاہتے تھے۔ اونہون نے زور دیا کہ میرے بھائی کو اور موقع دیا جاوے۔ تاوقتیکہ حکمرانی کرنیمین اونکی نااہلیت بخوبی ثابت نہ ہو جائے۔ مگر جب بھرام پر وضاحت ثابت ہو گیا۔ تو اونہون نے بڑی مشکل سے اس درخواست کو قبول فرمایا اور ۱۳ اگست ۱۸۳۹ء کو اپنے بزرگان والاشان کی تخت پر اون بڑے نامور اور لائق بادشاہون مین سے جو سلطنت عظمیٰ روم پر عرصہ ہائے دراز تک حکمران ہی ہین اپنے آپ کو ایک ظاہر کرنیکے لیئے جلوہ افروز ہوئے۔

اعلیحضرت امیر المومنین خلد اللہ ملکہ کی پیدائش ۱۸۲۳ء مین ہوئی۔ اونکی والدہ ماجدہ سرکیشین تھین جو اپنے معصوم بچہ کے پیدا ہونیکے تھوڑے ہی عرصہ بعد عالم آخرت کو سدھار گئین۔ اور خورد سال بچے کی تعلیم و تربیت سلطان **عبد المجید** کی دوسری حرم محترمہ کے سپرد کیگئی جو خود والدہ تھین۔ وہ بڑی دانا اور نیکوکار عورت تھین۔ اونہون نے بے مادر بچے کو بڑی محبت سے پالا۔ اور نہایت ہی الفت اور مادرانہ غور و پرداخت سے حفاظت کی۔ انکا پہلا ادیب مصطفیٰ آفندی درباری ملا تھا۔ پھر کمال آفندی انکا اتالیق مقرر ہوا۔ جو مغربی تعلیم سے پورا ماہر تھا۔ اوسنے ہمارے امیر المومنین کو اونکی خرد سالی مین نہایت عمدہ قسم کی تعلیم دی۔ اور ساتھ ہی ساتھ مغربی خیالات بھی اونکے ذہن نشین کرتا گیا

* مغربی گویا ان اعلیحضرت کی مراد ہے عقائد کا اہم مبارک مقالہ


بست سالہ عہد حکومت
سلطان عبدالحمید خان
غازی مختار پاشا

اونہون نے عربی اور فارسی مین بڑی جلد کمال حاصل کرلیا۔ اور تواریخ اور جغرافیہ کو بڑے شوق سے پڑہا۔ مگر یورپ کی کل زبانون مین عموماً اور فرانسیسی مین خصوصاً اونہون نے بہت کم ترقی کی چنانچہ اس وقت بھی اگرچہ وہ ان زبانون کو سمجھ لیتے ہین۔ مگر بول نہین سکتے۔ اسی عہد سے یورپ والون کو اعلیحضرت کے ساتھ زیادہ راہ و ربط رکہنا دشوار ہے۔ بچپن ہی سے انمین غیر معمولی مزاجی کی علامات پائی جاتی تھین۔ اور کم گوئی اور شرمیلے پن مین مشہور تہے۔ لیکن ساتھ ہی اونکی طبیعت مین فہم و فراست اور ذہانت ذکاوت کوٹ کوٹکر بہری ہوئی تہی۔ اور خوض و فکر کی عادت بچپن ہی سے پڑی ہوئی تہی۔ اور چونکہ اونہون نے مادرانہ الفت و محبت کا منہ ہی نہ دیکہا تہا۔ اور والد بھی اونکی کچہ آنی عمر و پرورش نہ کرتے تہے۔ وہ اوائل عمر ہی سے بالکل تنہائی مین بسر اوقات کرتے۔ اور دوسرے بچون کیطرح آسائش و آرام اور کہیل کود سے بالکل الگ رہتے جوانی کے وقت بھی وہ سیر تماشے مین کہی شامل نہ ہوئے۔ اور اپنی آمدنی اور خرچ مین ہمیشہ محتاط رہے۔ تخت نشینی کے وقت تک اونہون نے ساٹھ ہزار پونڈ جینے ۹ لاکھ روپیہ جمع کرلیا ہوا تہا۔ ۱۸۵۶ء مین وہ اپنے چچا سلطان عبد العزیز* مرحوم کے ساتھ یورپ کی سیر کو گئے۔ اور جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہین۔ پیرس۔ لنڈن اور ویانا کی اس سیاحت نے اونکے خیالات کو وسیع کرنے اور علمی لیاقت بڑہانے مین بڑی مدد دی۔ اور جونہی وہ قسطنطنیہ مین واپس آئے۔ اپنی تعلیم کی کمی کو پورا کرنے کی خواہش اون کے دلمین بڑے زور سے پیدا ہوگئی۔ اور مطالعہ اور کتب بینی مین بڑی محنت سے مصروف ہوگئے۔ اور ساتھ ہی اونہون نے علم موسیقی کا بھی کچہ شغل کیا مگر پہلے کی طرح اب بھی وہ کبہی سوشل (اجتماعی) تفریحون یا نمائشون مین ہرگز شامل نہ ہوتے۔ بلکہ کسی قسم کا شکار تک بھی نہ کہیلتے تہے۔ یہ یکایک دورہ گردی کے بعد اپنے چچا سلطان عبد العزیز کے ظالمانہ طریق سے قتل کیے جانیکی خبر سن کر اونکو سخت صدمہ پہونچا۔ اور جب اُن کا بھائی مراد تخت نشین ہوا۔ تو سب سے پہلے اعلیحضرت ہی نے اوس کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ اور صرف دو سیر قتا اونکے کیریکٹر کی بلندی قوت اور طاقت نمایان ہوئی جب کہ سلطان مراد دماغی کمزوری کے باعث معزول کیئے گئے۔ اور یہ تخت عثمانی پر جلوہ افروز ہوئے۔ شاید اس سے پہلے یہ خود بھی اس خفیہ قوت سے جو انمین نہان تہی بیخبر ہون۔ اوسکے ظاہر ہونے کے لیئے موقعے اور وقت کیطرح تہی کیونکہ عنان سلطنت کو ہاتھ مین لینے ہی ہمارے متین کم گو۔ مطالعہ مین غرق۔ تنہائی پسند۔ عزلت نشین شہزادے وہ مستعدی چستی۔ اور ریاست خداداد ظاہر کی۔ کہ وہ اشخاص بھی جو انمین سے لیکر اس وقت تک انکے حالات سے پورے ماہر تھے۔ حیران و ششدر رہ گئے۔

ترکی تواریخ کے ایک نہایت ہی تاریک زمانے مین ان کو عنان سلطنت سنبھالنی پڑی۔ گورنمنٹ نے

---

* رسم خاندان کے موافق حضرت کی زبان سے سلطان کے موقع پر لی جاتی ہے۔

** سلطان عبد العزیز بھی اسی بہت بحث کرتے تھے۔

اس سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے اپنے آپ کو بالکل دیوالیہ بنا دیا ہوا تھا یعنی مال بالکل برباد کی حالت میں تھا۔ اور روسی ایجنٹ اور جاسوس ہر ایک شہر قصبہ اور گاؤں میں رعایا کو دلفریب وعدوں سے لالچ دلا کر اور چھینکتے ہوئے چمکدار سونے کی شوشہ میں دیکر بغاوت پر اُبھارنے میں بڑی مستعدی سے مشغول تھے۔ سرویا نے روم کے اعلان جنگ سے پیدا ہوا تھا اور فوج مشاہرہ نہ ملنے کے باعث بالترتیب ناراض ہو رہی تھی۔ مگر اعلیحضرت سلطان المعظم نے بڑی سنجیدگی اور متین آرائی سے ان تمام مشکلات کا مقابلہ کیا۔ اون کی اس تدبر اور فراست سے کل یورپ حیران رہ گیا اور وہ بادشاہ جو دریائے ڈینوب کے ساحل پر حکمران تھا یعنی زار اور جو سلطنت عظمیٰ روم کو یورپ میں برابر کی حالت سے سنبھلنے کو بالعین دیکھنا تک نہیں چاہتا تھا۔ رشک و حسد کے مارے جل بھن کر کباب ہو گیا۔ اس نازک وقت پر اعلیحضرت نے نہایت ہی بڑا حلم۔ بردباری اور فراست ظاہر کی۔ وہ اپنے وزیر اعظم و محب پاشا کی بے اندازہ قدر و منزلت کو نہ بڑھ گئے تھے۔ اور اسی بے چینے اوسکی اور دوسرے قدرت یافتہ وزراء کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کو سب سمجھا مگر اسکے ساتھ ہی وہ اپنی تجاویز کو بڑی احتیاط سے سوچتے رہے۔ اور مطابق منشائے خود حکومت کرنے کے لئے سامان تیار کرتے رہے۔

اپریل ۱۸۷۶ء میں زار نے آخر کار اوس خفیہ جنگ کی بجائے جو وہ کچھ عرصہ پہلے سے سرویا و الون کی آڑ میں کر رہا تھا۔ علانیہ ۲۴ اپریل جنگ دیدیا۔ اور اسکا باعث اور مدعا اوسنے یہ بتایا کہ "مشرق کی عیسائی رعایا کی حالت کے درست کرنے میں روسی قوم کے مضطربانہ تردد اور خواہش کو پورا کیا جاوے" مگر ہم نہیں جانتے کہ زار نے اپنی قوم کا عندیہ کیسے معلوم کر لیا جب کہ نہ تو اخبارون کو آزادی تحریر حاصل ہے۔ اور نہ قومی خیالات علم اور ہلاک تقریرون کی ذریعہ سے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ خیر کچھ ہی سہی حضرت زار فرماتے ہیں کہ یہ روم کے بیجا اور بے محابا کبر و غرور سے تنگ آکر ہم اپنی فوج پر تلطف ایزدی اور عنایات ربانی کی خود نگاری کر کے اوسکو اس دینی مہم کیلئے لڑنے کا حکم دیتے ہیں اور اجازت دیتے ہیں کہ وہ سرحد سے عبور کر جائے"

جس بہادری اور جرات سے ترک لڑے اور جیسی شجاعت سے انہوں نے پہاڑ فتح کئے تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور گو ترکون کو اکثر ہزیمتیں ملیں لیکن روسیون کی بھی کچھ کم گت نہ بنی تھی۔ آخر کار ۳ مارچ ۱۸۷۸ء میں عہد نامہ سین سٹی فانو پر دستخط کیے گئے جس کی شرائط اوسنے ایسی غاصبانہ اور جابرانہ مقرر کیں کہ اوسکے مشتہر ہوتے ہی کل یورپ میں تہلکہ برپا ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ باقی دول اوسکی شرائط کی بجا آوری کو ہرگز تحمل نہ کرینگی۔ اس جوش و خروش کا نتیجہ یہ ہوا کہ برلس کانگریس منعقد کیگئی۔

اس کانگریس سے جیسا کہ کل دنیا جانتی ہے عہد نامہ سین سٹی فانو کے پرخچے اڑ گئے۔ اس کے ختم ہونے پر لارڈ بیکنسفیلڈ لندن واپس گئے۔ اور فرمایا کہ صلح اور عزت صلح قائم کیگئی ہے۔ روسی شہزادہ گورچاکوف سینٹ پیٹرز برگ کو

سد باب کرے کہ بامانی کی معاملات اور کارروائیون مین اور نئی مشکلات اور پیچیدگیان پیدا کرین۔ اور ترکی کلارنے اسلام بول کیطرف محبت کی جس جگہ وہ اون کو نسلون اور تجاویزون مین باوقت پہونچکر معاون ہوے جن سے سلطنت عثمانیہ مین صلاح و فلاح کا دور شروع ہوگیا۔

لڑائی کے ختم ہوتے ہی اعلیحضرت سلطان غازی نے اپنی تجاویز عمل مین لانی شروع کردین۔ اون کو اب معلوم ہوگیا تھا کہ ہمارے قیام حکومت مین اب کسی قسم کا خدشہ باقی نہین رہا چنانچہ وہ اپنے تباہ شدہ ممالک محروسہ مین مخلوقی اور مزہ الحالی کو قایم کرنہین بدل وجان مصروف ہوگئے۔ مگر سب سے پہلا ضروری کام اوس بادشاہ ساز (یعنے حریت) کو شکنجہ سزا دینا تھا جو ہمن و امان اہل روملی مین مخل تھا۔ حریت پاشاکی کانسٹی ٹیوشن جس کے منظور فرمانے پر سلطان المعظم مجبور کئے گئے تھے منسوخ کیگئی۔ سلطان اعظم نے یہ جان لیا کہ اونکی رعایا ابھی پولیٹیکل ترقی کے اس درجہ تک کہ جسپر ہی صرف ہر ایک قسم کی کانسٹی ٹیوشنین چلسکتی ہین نہین پہونچی۔ اور کہ یکلخت گھڑی ہوئی کانسٹی ٹیوشنین جنسے وہ قوانین جو اصلی ترقی پر مبنی ہون ایک کوڑی کی حیثیت نہین رکھتے۔ شاید اونکی اس پولیسی کی مؤید بھی اغراض ہون۔ کیونکہ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ یکلخت اپنے خاندان کے قدیم طریقون اور پالیسیون کو بدلدیتے۔ قصہ کوتاہ طریق حکومت خصائص قوم اور قدرتی وضع ملک پر منحصر ہے اور کسی صف مزاج اہل الرائے کو اسمین شبہ نہ ہوگا کہ عالم تعلیمی حالت مین مردم کی وجود کمی اور حکومت خود مختاری کے اصولی قواعد سے ناواقف ہونے کیوجہ سے اونکی اصلی ترقی کیلئے کسی نہ کسی طرح کی براہ راست حکومت اگر نہایت ہی لازمی نہین تو اشد ضروری تو بہرحال ہے۔ اور پھر جہان نصیب اگر یہ حکومت ایک لائق شہنشاہ کے ہاتھون مین ہو۔

عالی جناب سلطان البرین والبحرین کی تجاویز پر نکتہ سنجی کے باعث یورپ والون نے شور و غوغا مچادیا۔ اور سلطان المعظم کی حکمت عملی اور تدبیر اکسیر حکم کو سوچے سمجھے بغیر وہان کے محض جاہل مدبران خود فروش نے واویلا شروع کردیا کہ فیصر روم نے اپنی ملک کی اٹھتی ہوئی آزادی کو کچلکر پھر وہی پرانی اور تاریکیا ریجا حکمت عملی اختیار کرلی ہے۔ مگر ہمارے فعل العقد اپنے کام کو ان بیہودہ مزبان بکنے والون سے بدرجہا عمدگی سے جانتے تھے۔ وہ کسی قسم کی ملایم کی پرواہ نکرکے اپنے کام مین بڑی دلاوری سے جرات کیساتھ مشغول رہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی عرش پایگاہ سلطان اللہ تعالی کے مخالفین اور مسلدین کی سازشون سے ذرا بھی غافل نہ رہے بلکہ جون جون وقت گذرتا گیا اون کو یہ رنگ دہ صداقت معلوم ہوگئی کہ اکثر وہ اشخاص جنپر اونہین کامل بھروسہ تھا۔ اور جن کو انہون نے حضیض ادبار سے نکالکر عزت و افتخار کی چوٹی تک پہونچادیا تھا ما تا ستین سے کم نہین ع دوست ہمچو تیے جنہین ہم وہی دشمن نکلے۔

اسی لیئے اونہون نے پیشتر لائیحہ ہمیونات خاص آہستہ آہستہ گریز اختیار کرلیا۔ مگر ساتھ ہی کار دار سلطنت کو ایک لمحہ کیلئے نہ چھوڑا۔

محل یلدز جو قسطنطنیہ سے باہر تھوڑے سی فاصلے پر ہے۔ اونکی پیاری جاے رہایش ہے اونکی

حکومت وزارت نمط کی پہلے مہینے کے ختم ہونے پر ایک راوی چشم دید بیان حسب ذیل لکھتا ہے:-

"مہر ایک اہم ملکی معاملہ میں سلطان عبد الحمید کی ذاتی رائے نے ایک بہت بڑا اور قطعی اقتدار حاصل کر لیا ہے۔ جو اقتدار دن بدن بڑھ رہا ہے۔ مگر یہ اسکے متقدمین کے رعب سے بالکل ہی مختلف قسم کا ہے۔ یہ وہ طلاقانہ یا متلون مزاجی کیسی مداخلت نہیں جو حاضی ترنگوں یا خفیہ مشورہ یا پوشیدہ دباؤ کا نتیجہ ہو۔ بلکہ یہ مداخلت سلطان کیطرف سے تمام امور سلطنت پر ہر ایک قسم کی آگاہی و قدرت حاصل کرنے اور پھر اوس آگاہی کی بنیاد پر اپنی رائے قایم کرنیکی باقاعدہ کوشش ہے۔ وہ کدورت جو شروع شروع میں اوس کے دلمیں اون وزیروں سے پیدا ہوگئی تھی جو اوسکی قابل حکومت کے زیر میں بہت کچھ چالاک ہو رہے تھے پوری وقفیت ہونیکے باعث بالکل دور ہوگئی۔ اور وہ تعلقات جو اوسکے اور اون کے درمیان قایم ہوگئے ہیں عجب ہی قسم کے ہیں۔ صدیوں کے قواعد و آداب کے مطابق سلاطین باقی کل دنیا کیطرح اپنے وزیروں کے ساتھ بھی بہت کم ملا ملا رکھتے تھے۔ مگر موجودہ سلطان نے اس نہاد ہے کی بندشوں کو توڑ دیا ہے۔ وہ اون کو اپنے حضور میں بیٹھنے کی اجازت دیتا ہے۔ اور کونسل میں معاملات پر بحث کرتا ہے۔ اوسنے حال ہی میں تجارت و حرفت کو ترقی دینے۔ زراعتی مدارس کھولنے اور آزمائشی زراعتی فارم قایم کرنے کی بڑی خواہش ظاہر کی ہے۔ (اوسکی یہ خواہش پوری ہوگئی) اوسنے اپنی ذاتی خدمات کیلئے اون افسروں کو منتخب کیا ہے جنہوں نے یورپین تعلیم پائی ہے۔ اور جو نہ صرف ان زبانوں ہی کو بول سکتے ہیں۔ بلکہ یورپ کو مہذب ملکوں کے بڑے بڑے اعلیٰ خیالوں سے بھی واقف ہیں"

اندرونی معاملات کے بارے میں اس مقبول و محبوب بارگاہ الٰہی کی کل خواہشیں بفضل ایزدی پوری ہوگئی ہیں سب سے پہلا امر جسکی اصلاح ضروری تھی صیغہ مال تھا جو نہایت ہی ابتر اور تباہی کی حالت میں تھا۔ سٹرنیکر کیوقت ہی بلکہ جس نے انقلاب کے فرانس کے خزانہ کو درست کیا۔ آجتک کسی انسانی دماغ نے کبھی ایسا مایوسی بخش اور بے سروپا منظر پیش نہ آیا تھا۔ سلطان المعظم کے حکم سے سرکاری کمیشن تحقیقات کیلئے مقرر ہوئی جس میں خفیہ ممبروں اور خیانتوں کی ایسی واردا تیں ظاہر ہوئیں جو کسی مشرقی ملک میں بھی اب تک نہ پائی گئی تھیں۔ انکو دور کرکے نہایت ہی عمدہ مالی پولیسی اختیار کیگئی جس کے مفید اور کارآمد ہونیکی کل سلطنت علیا کی موجودہ مرفہ الحالی اور صیغہ مال کی روز افزوں ترقی اور خوشحالی کافی شہادت دے رہی ہے۔ خزانے کی درستی کے بعد دوسرا امر فراغت کو روکنا تھا جو سلطنت روم میں بیحد و حساب تک بڑھ گئی تھی۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے بڑی مستعدی سے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فضولخرچیوں کی گرفتاری اور انکی جگہ کی کارروائیاں بڑی تیزی سے جاری ہیں جن کا نتیجہ صاف نمایاں ہو رہا ہے۔ ان کارروائیوں کے جھنڈے اسی طرح جاری رہنے سے تمام ممالک محروسہ سے فراغت کا نام و نشان تک دور ہو جاوے گا اور ٹرکی کی مالی حالت اور روم کی خوشحالی دن بدن بڑھتی چلی جائیگی۔

قرآن کی مقدس آیات لکھے ہوئے [illegible]

صرف یہی ترقیان نہین جو اعلیحضرت سلطان عبدالحمید کے عنان حکومت کو ہاتھ مین لینے کیوقت سے ہوئی ہین۔ ان کی خاص ذاتی نگرانی مین سلسلہ تعلیم مدارج اعلےٰ تک پہونچگیا ہے۔ اور صرف لڑکون کے لیئے ہی نہین۔ بلکہ تعلیم نسوان نے بھی جو انکے ظل حمایت مین ترقی کی ہے۔ وہ اعجاز سے کم نہین۔ ابتدائی تعلیم لازمی کیگئی ہے۔ اور ہر محلہ و بستی کیواسطے ضروری ہوگیا ہے کہ اوسمین ایک مدرسہ تو ایسا ضرور ہو جس مین تعلیم مفت دیجاوے۔ اور علاوہ قرآن شریف کے موجودہ علوم و فنون کی تعلیم دیجاوے۔ یہ کہنا شاید ضروری نہین کہ اعلیحضرت کو ہمارے مین سخت مستعد مخالفتون سے سابقہ پڑا۔ اور اسی وجہ سے ملک کو دور دراز حصے کی ترقی نہین کرسکے۔ مطابع بھی اعلیحضرت کی خاص ظل عاطفت مین لیے گئے ہین۔ اور خاص سرکاری مطبعے مین حکم شاہنشاہی کے مطابق یورپ کے علوم و فنون اور سائنس کی کتابون کے ترجمے برابر شائع ہوتے رہتے ہین۔ اس امر کی حکم نہائے سابقہ مین اجازت تک نہ تھی۔ سلطان المعظم کو ہر وقت یہی فکر لگی رہتی ہے۔ کہ اوسکی رعایا کی علمی اور دماغی لیاقت اعلےٰ درجہ تک پہونچائی جاوے۔

اعلےٰ حضرت سلطان عبدالحمید کی اصلاحین صرف یہین پر ختم نہین ہوگئین۔ فوج کو از سر نو مرتب کرنا اور اوس کو باقاعدہ تعلیم دینی سخت ضروری تھی۔ اور اونہون نے اس صیغہ مین بھی ویسی دلچسپی اور مستعدی سے کوشش کی جیسی کہ دوسرے صیغون مین کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج روم کی فوجی حالت درجہ کمال پر ہے اور وہ ایسی عمدہ اور باقاعدہ ہے۔ کہ امپراطور ولیم ثانی شہنشاہ جرمنی کی زبان بھی جو جنگی امور پر معتبر اور مستند اہل الرائے ہین۔ اوسکی صفت و ثنا مین لال ہے۔ سلسلہ ریلوے بہت کچھ بڑھایا گیا ہے۔ اور ایشیا مین کئی نئی لائنین زیر تعمیر ہین۔

ان سب کامون مین یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سلطان المعظم عبدالحمید خان ہی بذات خاص مستعد اور مصلح قوت ہین۔ اون کے وزرا صرف حکم کے بندے ہین۔ جو سلطان المعظم کے براہ راست احکام اور تجاویز پر کاربند ہوتے ہین۔ اور جو اکثر پرانے خیالات کے آدمی ہوتے ہین۔ بیشک یہ اعلیحضرت کیلیے ایک سختی ہے کہ اپنی رعایا کی بہتری مین گو وہ بذات خاص پیچ دل سے کیسے ہی گرمجوش اور مستعد ہین۔ مگر اون کے وزرا اور دوسرے حکام ماتحت مین ویسی پرجوشی اور مستعدی نہین پائی جاتی۔ اسی لیے صنوجات بعیدہ مین تہذیب و شائستگی کی ویسی ترقی نہین ہوئی جیسی کہ اون ضلاع و ممالک مین ہوئی ہے۔ جو اعلیحضرت کی خاص ذاتی نگرانی مین ہین یا قریب واقع ہین۔ سلطان المعظم بڑے ہی رحمدل شاہ ہین۔ اور یہ عام معلوم امر ہے کہ تخت نشین ہونیسے لیکر آج تک اونہون نے صرف ایک ہی فرمان قتل پر دستخط کیے ہین۔ اور اونہون نے یکطرح سے تو یہ سنگین سزا دینے ہی موقوف کر دی ہے۔ کیونکہ ایسی مجرموں کی قسمت کا فیصلہ وہ بذات خود فرماتے ہین۔

اس مین ذرا بھی شک نہین کہ روم کو اوسکی بدتہ ذیبان خواہ کتنی ہی کیون نہ ہون غلط بیانیون اور افترا پردازیون سے سخت نقصان پہونچتا ہے۔ جو کچھ اس جگہ داخل واقع ہو بیرونی دنیا مین اسکی خبر بالکل اُلٹی پلٹی ہوکر پہونچتی ہے۔ اچھا امر بالکل گھٹا کر مشتہر کیا جاتا ہے۔ اور بُرا امر بڑے مبالغہ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے یہ بات لوگون مین عام دلنشین ہوگئی ہوئی ہے۔ کہ کیا روم سے کبھی خیر کی خبر بھی آسکتی ہے؟ اور بھلا مسلہ مانا گیا ہے کہ سلطان ہر وقت عیش و آرام مین سرمست رہتے ہین۔ اور امور سلطنت مین ہرگز دخل نہین دیتے مگر وہ ہر ایک شخص جو اسلامبول مین رہتا ہے۔ اس امر سے اچھی طرح واقف ہے۔ کہ فرمانروائے حال نہایت ہی متین ہین۔ اور موجودہ اصلاحین اور ترقیان ثابت کرتی ہین۔ کہ اوسکی تمام توجہ اور تمام امور سلطنت مین مصروف رہتی ہے۔ اوسکی پرائیویٹ لائیف بجائے ایک مستی شہزادے کی طرح عیش و آرام مین سرمو نہیکے بالکل ایک یورپین شریف آدمی کطرح ہے۔ مالی صیغہ کی دیگر اصلاحون مین ایک یہ بھی ہے کہ اوسنے نواحرم کے اخراجات کو بھی بہت کم کر دیا ہے بذات خود اعلیحضرت صرف ایک ہی حرم محترم رکھتے ہین۔ گو اوسکی شرعی ازواج چار رہین۔ جو تعداد ہر ایک سلطان کیلئے لازمی ہے۔ مگر وہ کسی پر بھی خاص نظر عنایت نہین رکھتے۔ اور اگرچہ اون کے حرم کی تعداد اب بھی بہت بڑی ہے۔ مگر یہ صرف اپنے ملک اور اپنے خاندان کی رسوم و آئین کی پابندی کیوجہ سے ہے۔ وہ تو اپنی تین سو حرم محترم سے خلاصی کرانا چاہتے ہین۔ جو اونہین صرف زیر بار اخراجات کرتی ہین۔ اور تمام مشرقی ملکون کی طرح درباری سازشون کا اکثر باعث ہوتی ہین۔ مگر قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ صدیون کی قوت یافتہ رسوم آسانی سے توڑی نہین جاسکتین ہر سال مین ہر سالگرہ کو اور اور موقعون پر والدہ ماجدہ اعلیحضرت کو ایک ایک خوبصورت کنیز پیش کرتی ہین۔ اور یہ جوان خاتونین بطور حرم محل سلطانی مین داخل کیجاتی ہین۔ جہان ہر ایک کا الگ الگ سامان و انتظام ہوتا ہے۔ چنانچہ فی حرم بامید ائے گھوڑون۔ گاڑیون اور سائیسون کے کم از کم چار خواجہ سرا اور چھ خادمہ ہوتی ہین۔

اس ایک محل کی خرچ کو تین سو ضرب دو پر معلوم ہو جاوے گا۔ کہ سلطان معظم کی سالانہ سول لسٹ ۴۰ لاکھ پونڈ کیون ہے۔ اس تلم کا ایک معتد بہ حصہ جیزون مین خرچ ہوتا ہے۔ جو سلطان المعظم ان کنیزکون کو عطا فرماتے ہین۔ جن کا عقد وہ اول افسرون سے کر دیتے ہین جن پر عنایت خاص ہو۔ ہر سال تو بجائے کنیزون کے عقد کیے جاتے ہین۔ اور ہر ایک کو اعلیحضرت قانونا دس ہزار پونڈ بخشتے ہین۔ مگر افسوس ہے کہ ہر ایک دُلہا کے لیے جس کو سلطان المعظم کو کی حرم عنایت فرمائین یہ لازمی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس حرم کے عوض ایک غلام پیشکش خدمت سلطانی کرے۔ تاکہ امپیریل حرم سرا کے حرمون کی تعداد پوری رہے۔ اعلیحضرت سلطان جیسا کہ ہر ایک شخص جو اون سے واقف ہے جانتا ہے۔ اس تمام سلسلے سے نہایت ہی بیزار ہین مگر امپیریل حرم مین اس قدر

ازواج رہنے سے بہت بڑے تعلقات وابستہ ہین۔ اور اگر سلطان المعظم اس کارخانے کو دور کر دین تو بیشک وہ اکرے، یا تو معزول کر دیئے جاوین یا قتل کیئے جاوین۔ سر ولیم وائیٹ نے ایک دفعہ سلطان المعظم کی خدمت مین گزارش کی تھی۔ کہ وہ اس کارخانے کو اسطرح سے کم کر دین۔ کہ جو کیسان واقع ہون۔ اون کو پورا نہ کیا جاوے مگر یہہ امر آسان نہین کیونکہ ہر ایک درباری وزیر اور با اقتدار پاشا حرم سرائے سلطانی مین اپنی بیٹی کے داخل ہونے کو اوس کے لیئے جہیز کے حاصل ہونے اور والدہ کا خطاب ملنے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ جو شہزادی کے خطاب کے برابر ہے۔

یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اتنے بڑے کنبے کا خرچ بھی بہت ہی بڑا ہے۔ تاہم سلطان عبد الحمید بیجا اسراف کو روکنے مین از حد کوشش فرماتے ہین۔ پھر بھی جب کبھی وہ دلمہ باغچہ کے محلسرا مین روشناس فروز ہوتے ہین۔ تو چھ ہزار آدمیون کے لیئے روزانہ طعام تیار ہوتا ہے۔ اور شاید اسی لیئے وہ سبتا چھوٹے محل یلدز کو شک مین رہنا زیادہ پسند کرتے ہین۔ ایک واقف کار شخص سلطانی محل سرا کا مندرجہ ذیل نقشہ بتاتا ہے۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ اتنے بڑے کنبے کا انتظام اس خوبی سے ہوتا ہے کہ نہایت ہی بیوقوف فرمائشون پر بھی کبھی کوئی دقت واقع نہین ہوتی۔ ہر ایک مہینہ ایک ایک شخص کے زیر اہتمام ہے۔ جو اوسکے انتظام کا باہ راست ذمہ وار ہے۔ اوس کی ماتحت ملازمون اور غلامون کی ایک جماعت رہتی ہے۔ جو اوسکے احکام کی تعمیل کرتے ہین وہ بذات خود صرف محلسرا کے دفتدار کے ماتحت ہوتا ہے۔ عورتون کو کل محکمون کی کسی چیز کے انتظام مین ذرا بھی دخل نہین۔ وہ تو بیگمون کی خدمت مین مصروف رہتی ہین۔ یا خاص خاص صورتون مین سلطان المعظم کی خدمت گذاری کرتی ہین یہہ کل انتظام اسطرح منقسم ہے کہ سوائے لارڈ ہائی چیمبرلین (چیمبرلین باش) اور دفتدار کے کسی اور کو نخست مخست نہین کرنی پڑتی۔ چیمبرلین تو اکثر سلطان المعظم کی ذاتی خدمت مین رہتا ہے۔ اور ہر وقت حضوری مین حاضر رہتا ہے اوس لیئے کل محلسرا کا انتظام دفتدار کے ذمہ ہے۔ اوس نے خریداروں کی ایک جماعت مقرر کر رکھی ہے۔ اون مین سے ہر ایک اپنے اپنے صیغون کے لیئے خاص خاص اشیا کے خرید کرنیکا ذمہ دار ہے۔ اور اوس کے ماتحت بہت سے معاون غلام اور ملازم ہوتے ہین۔ ایک شخص مچھلی کے مہیا کرنے کی خدمت پر مامور ہے۔ اور چونکہ چھ ہزار آدمیون کیلئے مچھلی کا ایسی جگہ مین جہان مچھلی کی منڈی نہ ہو جیسے کہ اور بڑے بڑے شہرون مین ہے مہیا کرنا آسان کام نہین۔ اوسنے بیس آدمی چھوٹی چھوٹی منڈیون مین پھر کر ماہی گیرون سے مچھلی خریدنے کو لیئے مقرر کیئے ہوئے ہین اور پھلاون مین سے ہر ایک کے ساتھ دو دو آدمی ہوتے ہین۔ کہ خرید کر مچھلی کو اوٹھا کر لاوین۔ ہر ہفتے مین تخمیناً دس ٹن (۲۰ ہزار پونڈ یعنے ۲۲۵ من) مچھلی خرچ ہوتی ہے۔

۱۸ ہزار پونڈ (یعنے ۲۲۵ من) روٹی روزانہ کھانے مین آتی ہے۔ جو بڑے بڑے تنورون مین جو محل

سے ذرا فاصلے پر بنے ہوئے ہین پکتی ہین۔ باورچیخانے تمام محلون اور کوشکون سے علیحدہ از دور بنے ہوئے ہین۔ انکی پکانیکے لیئے باورچیونکی بہت بڑی جماعت مقرر ہے۔ اور علاوہ ازین آٹا اور ایندھن مہیا کرنے کے لیئے ایک اور بہت بڑی جماعت تعین ہے۔ ایندھن اکثر اونٹون پر لایا جاتا ہے۔ اور کچھ کشتیون کے ذریعے۔ ترکی روٹی بڑی موٹی مگر ہلکی نمدار اور شیریں خوش ذائقہ۔ اور ہر طرح سے نہایت ہی لذیذ ہوتی ہے۔ اور خاصکر وہ جو سوجی کی پکائی جاتی ہے۔

سلطان المعظم کا کھانا صرف ایک شخص معہ اپنے شاگرد پیشون کے پکاتا ہے۔ کوئی دوسرا اسے ہاتھ تک نہین لگا سکتا ہے۔ یہ چاندی کی دیگچون مین پکایا جاتا ہے۔ اور جب تیار ہو جائے تو ہر ایک دیگچی پر کاغذ کا ٹکڑا چسپان کیا جاتا ہے۔ اور وہ سربمہر بند کیجاتی ہے۔ جس کو ہائی چمبرلین سلطان کے حضور مین پہونچاتا ہے۔ اور ہر ایک برتن مین سوا ایک ایک مچھ لے کر پہلے خود چکھتا ہے یہ امر زہر کے اندیشے کے لیئے کیا جاتا ہے۔ طعام ہمیشہ انہین برتنون مین جن مین وہ پکایا جاتا ہے۔ سلطان المعظم کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ یہ اکثر سونے کے ہوتے ہین۔ مگر جس حالت مین کہ وہ اس سے کم درجے کی دھات کے ہون تو وہ سونے کی ایک کٹورہ نما برتن مین رکھے جاتے ہین۔ جن کو ایک غلام پکڑے رہتا ہے۔ اور سلطان المعظم تناول فرماتے جاتے ہین ہر ایک دیگچی مین مختلف قسم کا طعام ہوتا ہے۔ جس کو سلطان المعظم روٹی اور ایک قسم کی ترکیبون کے ساتھ جن کو دوسرا غلام ننھے دسترخوان مین پکڑے رہتا ہے نوش جان فرماتے ہین۔

سلطان المعظم دوسرے برتنون کا ہرگز استعمال نہین کرتے۔ بلکہ تمام کھانا انہی چھوٹی چھوٹی دیگچیون مین کھاتے ہین میز پر تو ہرگز کھاتے ہی نہین۔ اور چھری کانٹا گاہ گاہ برتتے ہین۔ وہ سالن اور چٹنیون کو انگلیون سے کھانا بہت مرغوب رکھتے ہین۔

جتنی قسم کے کھانے ہون اسی قدر غلام حاضر رہتے ہین۔ وہ عموماً کسی دسترخوان کے پاس جو آبنوس کے اوپر ہو۔ دیوان پر بیٹھ جاتے ہین۔ اور کھلے پائینچے کی ازار اور جھلک کو زیب تن فرمایتے ہین۔ اور آستینین اوپر چڑھا لیتے ہین۔ کھانا کھانیکے بعد دو قہوہ نوش فرماتے ہین پھر چرٹ لیکر اطمینان کے ساتھ نیچے لیٹ جاتے ہین۔ اور مختلف خیالات مین متغرق ہو جاتے ہین۔ اس آرام کو وہ سو کر بند فرماتے ہین تباہی ہے اوس شخص کے لیئے جو اون کو اوس وقت دق کرے۔

باقی تمام خاندان کے لوگ جب اور جہان چاہین اپنا کھانا کھا سکتے ہین۔ ہر ایک کے سامنے چھوٹا سا دسترخوان جسپر ایک چمچہ اور پتلی روٹیان ہوتی ہین بچھا دیا جاتا ہے۔ مگر طبقے اعلے کے سامنے روٹی کی جگہ پٹیان رکھی جاتی ہین۔

تخمیناً ہر روز پلاؤ کے واسطے ایک ٹن چاول۔ چھ سو پونڈ قند اور اسی قدر قہوہ علاوہ دوسرے مصالحوں پھلوں میوون۔ گوشت اور سبزترکاریوں کے خرچ ہوتا ہے۔

تقریباً کل ترک چاول۔ گوشت اور روٹی اکثر کھاتے ہیں۔ مچھلی۔ شیرینی۔ مٹھائی۔ مغزیات اور خشک اور تازہ پھل اور میوجات الگ ہیں۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ باورچیخانوں میں فضول خرچی اور افراط تو بہت ہوتی ہے اور ہر روز اس قدر کھانا پھینکا جاتا ہے۔ کہ اوسپر سو کنبے پرورش پاسکتے ہیں۔ مگر یہ فضولی صرف ترکی محلسرا پر ہی محدود نہیں۔ بلکہ یورپ کے اکثر شاہی محلوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ فالتو اور زائد کھانا فقیر اکٹھا کر لیتے ہیں۔ جو قسطنطنیہ میں افراط سے ہیں اور جو باقی بچ رہے۔ وہ آوارہ کتوں کے کام آجاتا ہے۔

سلطان المعظم کے ہر ایک طرح کے استعمال کیلئے اور باقی کنبے کے صرف پینے کیلئے پانی دو خوب صورت چشموں سے جو باسفرس کے کنارہ بیرہ اسو کیطرف محدود مقاموں پر واقع ہیں۔ پیپوں میں لایا جاتا ہے۔ یہ چوبی باشی کا ایک بھی لازمی فرض ہے کہ ایک گھوڑا اور دو لت پر ہر وقت تیار رہے۔ اور نیز ایک گاڑی ضرورت بتا رہے۔ کیونکہ شہنشاہ شاید تبدیل مکان کرنا چاہیں۔ جو کہ وہ اکثر صرف ایک لمحہ کی اطلاع پر کر دیتے ہیں

باوجود اپنے گرد اس بھاری خرچ کے کارخانے کے ہونیکے ان تمام چیزوں کا مالک خود بڑی سادگی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ امیر المومنین بہت ہی سویرے علی الصباح اوٹھتے ہیں۔ پوشاک پہننے میں۔ زیادہ دیر نہیں لگاتے جس میں یورپین قانون معاشرت کو مطلق دخل نہیں شاید بہت زیادہ دیر لگانی پڑے۔ پوشاک زیب تن فرما کر وہ فوراً نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد ایک پیالی سیاہ قہوہ کی نوش جان فرماتے ہیں۔ اور پھر فوراً ہی چرٹ پینا شروع کر دیتے ہیں جسے وہ سارا دن برابر پیتے رہتے ہیں۔ حاضری کے تناول کر لینے کے بعد وہ خانگی معاملات کیطرف بشرطیکہ ضرورت ہو۔ توجہ کرتے ہیں جس توجہ کی یہ خاندان میں جہاں مختلف عمروں اور مختلف احتیاجوں والے اشخاص بکثرت موجود ہوں۔ اکثر ضرورت رہتی ہے۔ یہ امر طے کر کے وہ حرم سے باہر نکلکر سلام لک (مردانہ مکان) میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ یہاں وہ درباری امور کے متعلق کل رپورٹیں سنتے ہیں۔ دس بجے کے قریب انکا درباری سیکرٹری اور دوسرے بڑے بڑے عہدیدار اوس دن کے مراسلے اور رپورٹیں لیکر حاضر ہوتے ہیں ان سب کو لیکر خلیفۃ المسلمین ایک صوفا پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کل مراسلے اون کے دائیں ہاتھ پر ہوتے ہیں۔ اور بائیں پر ترکی اخباروں اور یورپین اخباروں کے اقتباسوں کا ڈھیر ہوتا ہے۔ جن کو ملاحظہ سلطانی کیلئے مترجمون کا محکمہ جو صرف اسی لیئے مقرر ہیں ترکی میں ترجمہ کرتے ہیں۔

یہ کام ختم کر کے وہ نہایت ہی سادہ ناشتہ تناول فرماتے ہیں۔ جسمیں تھوڑا سا گوشت جس میں بہت سی ترکاری بہت سی پڑی ہوئی ہو۔ ناشتے کے بعد وہ باغبن چہل قدمی کرتے ہیں۔ یا اون جھیلوں میں سے کسی ایک میں

علاوہ ان چشموں کی مفصل کیفیت کتاب حالات استنبول میں درج ہے

جو پارک (رمنہ) مین موجود ہین کشتی پر سوار ہو کر سیر کرتے ہین۔ اس وقت چیمبرلین یا اور کوئی بڑا عہدہ دار ضرور ہمرکاب ہوتا ہے۔ اسطرح دو گھنٹے کے گشت کے بعد وہ نشست گاہ مین تشریف آور ہوتے ہین۔ اور بیگجہ یا تو دربار عام کرتے ہین یا کسی کمیٹی کے اجلاس مین شامل ہوتے ہین۔ غروب آفتاب سے ایک یا دو گھنٹے پہلے وہ پھر ہوا خوری کو جاتے ہین۔ انکا شام کا کھانا بھی ناشتے کیطرح بالکل سادہ ہوتا ہے۔ انکی مرغوب غذا پلاؤ شیرینی اور قدرے گوشت ہے۔ مخمرات کو اپنے احکام مذہبی کی پیروی مین ہاتھ تک نہین لگاتے۔ مگر شربت بہت پیتے ہین اور بیف کی بالائی کی تفلی اکثر کھاتے ہین۔ کھانا کھاکر ہضم ہونے کے بعد وہ یا تو سلاملک مین آتے ہین۔ یا حرم مین داخل ہوجاتے ہین۔ جہان انکی بیٹیان اونکو گانا سناتی ہین۔ یا کوئی باجہ بجاتی ہین۔ یہی موقعون پر وہ بذات خود اکثر پیانو بجاتے ہین جس مین اونکو کمال حاصل ہے۔

رات کو لکھنے پڑھنے کا بہت کام رہتا ہے۔ اس وقت ان کاغذات کو سنتے ہین۔ جو بارہ صینون سے آتے ہین اس سے اکثر رات کو دو بجے جاکر فارغ ہوتے ہین۔ اسکے بعد آرام چوکی پر بہت تھوڑا وقت سوتے ہین۔ شیخ ابوالحسن شاذلی کے حزبے پڑہتے ہین۔ اور وظائف بھی کرتے ہین۔

مصوری وغیرہ سے اونکو کچھ ایسا شوق نہین۔ نہ اونکو جوہرون کیطرف کچھ خیال ہے۔ مگر اپنی اولاد پر حد سے زیادہ نثار ہین۔ اور اپنے خاندان کے افراد سے نہایت ہی اُلفت رکھتے ہین۔

قد اعلیحضرت کا میانہ ہے۔ اور کل اعضاء مین بہت عمدہ تناسب ہے۔ وہ اپنی ثقیل الوزن ذمہ داریون اور فرائض کے بوجھ کو بڑی بہادری سے اوٹھائے ہوئے ہین۔ مگر بعض اوقات چہرہ مبارک پر بڑہاپے اور تکان کی علامات پائی جاتی ہین۔ ریش مبارک سیاہ ہے اور بال اور آنکھین بھی سیاہ ہین چشمہائے مبارک سے نرمی اور ملاطفت برستی ہے۔ مگر ساتھ ہی زیرک اور تیز فہم ہین۔ وہ اون لوگون کو جو شرف ملازمت حاصل کرنے آتے ہین خوب آنکھ بھر کر اچھی طرح سے دیکھتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونکے ضمیر کے کل حالات معلوم کر لین گے۔ مگر وہ دلفریب اور خوشنما جلوہ جو اول اول اون آنکھون سے دلون پر پڑتا ہے۔ اوس بے آرامی اور بے اعتباری کیحالت کو جو اون آنکھون مین بستی ہے دیکھکر دور ہوجاتا ہے۔ سلطان المعظم اپنے محل مین بھی اپنے آپ کو محفوظ خیال نہین فرماتے۔ اور گو کسی خاص شخص پر اون کو شک نہین۔ مگر وہ ہر ایک سے بچتے رہتے ہین۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہین کہ مشرقی بادشاہون کی زندگی مین درباری سازشین اکثر واقع ہوتی رہتی ہین۔ اور وہ اون عبرت خیز سانحون (یعنے سلطان عبد العزیز شہید اور سلطان مراد کی معزولی) کو بھول نہین سکتے۔ جو اون کے تاج و تخت حاصل کرنیکے باعث ہوئے تھے۔ کیا اون کو درحقیقت ہی ایسا چوکنا رہنا چاہئے؟ ایک پرش طلب امر ہے۔

الغرض تھوڑے ہی بادشاہ ایسے گذرے ہین جو ہمارے امیر المسلمین کیطرح اپنی رعایا مین ایسے ہر دلعزیز ہوئے ہون۔ وہ اپنی رعایا مین نئی ہی طرح کے سلطان ہین۔ اور رعایا بھی اس مدرت کی قدر کرنے مین کوتاہی نہین کرتی ہے ایسے سلطان نہین کہ دنیات حرم سرا مین پڑے رہین۔ اور اپنے غلامون کے ساتھ عیش و آرام مین مشغول رہین۔ بلکہ وہ اپنی رعایا کی بہتری مین سچا اور واقعی ذوق لیتے ہین۔ اور اپنے متقدمین کیطرح کل کاروبار سلطنت کو بعض چالاک درباریون کے ہاتھ مین دیدینے کی بجائے خود ہر ایک امر مین حصّے۔ کہ نہایت ہی چھوٹے چھوٹے معاملات کو بھی خود دیکھنے اور اون پر آپ فیصلہ کرنے مین از حد تفتیش کرتے ہین۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ اس عادت مین بھی بہت ہی بڑھ گئے ہین جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ پبلک امور کے اجرا اور تعمیل مین عموماً بہت توقف عاید ہو جاتے ہین۔ کیونکہ سلطان المعظم اتنا وقت کہان سے لائین۔ کہ ہر ایک چیز کو ایک ساتھ ملاحظہ فرمالیوین۔

سلطان المعظم بذات خاص نہایت ہی فیاض اور بدرجہ اتم نرم دل ہین۔ مشکل سے کوئی ایسا مہینہ گذرتا ہے جس مین وہ جیب خاص سے اپنی گرہ سے بڑی بڑی رقمین اپنی رعایا کے سرسے شقی اور تکالیف دور کرنے کیلئے مذہب و ملت کا لحاظ کیئے بغیر چندے مین عطا فرماتے ہون۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ اونہون نے خود بخود ۱۲ لاکھ پیاستر جزیرہ کریٹ مین ابتدائی مدارس کے قیام کیلئے عنایت فرمائے تھے۔ ایک دفعہ اونہون نے جواہرات اور ظروف نقرئی و طلائی کی بہت بڑا حصہ خزانہ عامرہ کی مدد کیلئے نقدی سے مبدل کر دیا اور دوسرے موقعہ پر اونہون نے اپنے ذاتی نوکرون کی بہت بڑی جماعت موقوف کردی کہ یہ بیحد مناسب خیراتی امور پر خرچ کیجاوے۔ وہ اپنی رعایا پر نہایت ہی کم خرچ کا بوجھ ڈالنے کیحالت مین گزارہ کرتے ہین۔ اور اونکی سول لسٹ ایک ٹرکی شہنشاہ کے لحاظ سے نہایت ہی کم ہے۔

اون کے کیریکٹر کا لب لباب بدرجہ غایت حزم و احتیاط ہے۔ اور یہی شاید اون کی متوازن بے اعتبادی اور عام تذبذب کا باعث قرار دیا جاوے۔ اور اسی لیئے شاید وہ کل کاروبار سلطنت کو خود سرانجام دیتے ہین۔ مگر شکر کا مقام ہے۔ کہ اس غلطی [illegible] واقعی علم و دو تعمیق اور ذہانت بھی شامل ہے اور یہی وجہ ہے اندرونی اور بیرونی پالیسی کے تمام مسایل اور مذاہب اور تعلیم کے متعلقہ مسائل عقدون کو سلجھانے اور کل باقی امور کا مقابلہ کرنے اور اون کو سرانجام دینے کے لیئے جو اون کے ہاتھون مین سے گذرتے ہین نہایت ہی قابل ہین۔ یہ ایک اور خوش قسمتی کی بات ہے کہ قدرت قادر نے اونکو کام کرنے کی غیر معمولی استعداد اور قوت بخشی ہوئی ہے۔ اوضاع و اطوار مین وہ حد سے بڑھ کر خلیق اور متواضع ہین۔ خاصکر یورپین لیڈیون کے ساتھ سلوک کرنے مین۔ اسبارہ مین بالتحقیق اون کو ایسا ماہر معلوم ہے۔ کہ جو کوئی ایک دفعہ شرف اندوز ملازمت

ہوتا ہے۔ بقیہ عمر کے واسطے اوسکا گرویدہ احسان ہوجاتا ہے۔ اور اوسکو جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ صحیح سمجھ کر بڑی احتیاط اور سلیقے سے گفتگو کرتے ہین۔ مگر جب کوئی ایسا مضمون آجاوے جس سے اونکا جوش موجون ہوجاوے۔ تو کمال رعب و داب سے تکلم کرتے ہین۔ مذہبی معاملات مین وہ متعصب نہین۔ گو اپنے مذہب کے پکے معتقد ہین۔ اور ہر ایک امر مین احکام شرعی کی پابندی کرتے ہین علماء و درویش اور فقراء کی اکثر مجالست رکھتے ہین اور بڑی فراخدلی سے اونکو انعام و اکرام عطاء فرماتے ہین۔ اور سچ پوچھو تو اونکا ہاتھ دینے کیلئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اپنی سخاوتون سے اونہون نے حاتم اور مقیناس کے نامون کو گرد کر دیا ہے۔ اونھون نے یوروپین ملاقاتیون کو عموماً اور صاحبان علم و ہنر کو خصوصاً بیش بہا تحائف نوازش کرتے ہین۔

اگر ہم اونکی گورنمنٹ کی ماہیت کو پرکھین تو کہہ سکتے ہین کہ وہ ایک لائق خیال شہنشاہ ہین۔ مگر ہمین کلام نہین کہ منزلی خیالات کی آزادی روم مین مفقود ہے۔ تاہم اعلیحضرت امیر المومنین یہ مرجعی طرح سے جانتے ہین کہ اپنے نے بحقیقت آزاد خیالات کو جو قلمرو عثمانیہ مین آزاد خیالی کی بنیاد قایم کر رہے ہین کسطرح اپنی ممالک محروسہ کے مقامی پولیٹکل اور قومی حالات کیموافق عمل مین لاوین۔ ظاہرا تو وہ ایک جابر اور مطلق العنان شہنشاہ معلوم ہوتے ہین مگر اصل مین اپنی رعایا کے ساتھ پدرانہ سلوک کرتے ہین۔ اور اوسکی بہتری کے خالص نیک ارادے رکھتے ہین۔ روم کی کتنی ہی خطائین کیون نہ ہون مگر اوس کے موجودہ فرمانروا اعلیحضرت سلطان المعظم خلیفتہ المسلمین **عبدالحمید خان** ثانی الغازی ایک خیر خواہ اور فیاض حکمران ہین۔ اونکی خواہش غلیہ اپنی رعایا کی خوشحالی اور بہتری ہے۔ سلطان المعظم کے قابلقدر اور بے نظیر عہد حکومت مین روم نے دوستی اور مہتابی کے راستے مین بہت بڑی سرعت کے ساتھ اور اطمینان بخش ترقی کی ہے۔ اب جس چیز کی اوس کو سب سے بڑھکر ضرورت ہے۔ وہ امن کا زمانہ ہے کہ جسمین وہ اپنی مالی حالت قوت اور طاقت کو بخوبی سنبھال لے۔

سالمت عثمانیہ کی نازک حالت کو سلطان المعظم سے بڑھ کر کوئی شخص نہین سمجھتا۔ اسی لیئے وہ تمام یوروپین منازعون سے الگ رہنا چاہتے ہین۔ اندرونی بغاوتون سے اونہین بے کھٹکے رہنا چاہیئے اون کا تخت محفوظ ہے۔ اور تمام کہانیان جو یوروپ مین خانگی سازشون کے متعلق پھیلتی ہین۔ اور یہ روایتین کہ لوگ اونکو معزول کرکے اون کے بھائی **مراد** کو تخت نشین کرنا چاہتے ہین۔ بالکل بنا دٹی اور افترا پردازیان ہین اس امر کو تو الگ ہی رہنے دیجئے کہ مراد نے الحقیقت ہی دماغ مین سخت کمزور ہین۔ اور کل خاندان کا ہر ایک فرد بشر اپنے خلیفتہ المسلمین پر جان نثار کرنے کو تیار ہے۔

ضمیمہ دوم (۲)

حضرت سلطان المعظم اور دنیائے اسلام

منقول از رسالہ قمر لکھنؤ بابت ۱۹۰۹ء

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی معرفت ہر ایک شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی بغیر دو تین خیال کرتی ہونگی کہ حضرت سلطان المعظم مثل اور مسلمان سلطانوں کے ایک بادشاہ وقت فرمانروا ہیں۔ اور انکی وہ عزت و وقعت صرف انہی کی حدود سلطنت میں ہے جیسا کہ اور سلطانوں کی ہوتی ہے۔ محدود ہے۔ مگر نہیں حضرت سلطان المعظم کی عزت محبت و حمایت کا جوش تمام دنیا کے پر جوش اہل اسلام میں ہے وہ ہے۔ میں اون قوموں کا تذکرہ نہیں کرتا جن دنیائے اسلام کی کچھ خبر ہی نہیں۔ میں اون قوموں کا نام نہیں لیتا جن میں مخرب نسبت کا خراب کن جوش باقی ہے۔ لیکن اس امر کو میں یقینی طور سے کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کی کوئی قوم اسلام ایسی نہ ہوگی جسے سلطان المعظم سے تعلق نہ ہو۔ آخر اس کا سبب۔ اسکی وجہ میرے نزدیک وہ جائز تعلق اسلامی جوش کا ہے۔ جو اسلامی محبت کے ساتھ ہمیشہ باقی رہیگا۔ اور کبھی کم نہ باقی ہے تمام دائرہ اسلام کے مرکز مسلمانوں کے قبلہ۔ ایمان کی جان حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما و تشریفا کی حمایت آج سلطان المعظم ہی کی **ذات بابرکات** پر منحصر ہے۔ اون مقدس اور مبارک مقامات کا شرف خادمیت جو تمام شرفوں اور اعزازوں سے بیقدر بالا ہے جس قدر مخدوم کا شرف خادم پر بالا ہوتا ہے۔ سلطان المعظم ہی کو حاصل ہے۔ اور علاوہ ان حرمین بیت المقدس بھی ہے جو عیسائیوں اور مسلمانوں کا ایک مشترک معبد ہے۔ اور جس کو دولت علیہ عثمانیہ کی بہادرانہ اور شجاعانہ تدبیر و قوت نے ایسے پر خطر اور خوفناک زمانے میں بھی اپنے قبضہ عاطفت میں لے رکھا ہے جسکی لیلیز کی ہر متعصب عیسائی سلطنت کو خواہش ہمیشہ لگی رہی ہے۔ سلاطین عیسائیہ کی قوت متفقہ سے بڑے بڑے شیروں کے زہر آب ہوتے ہیں۔ تمام عیسائی قومیں کو بیت المقدس کی ملکیت بلا شبہ متفق بنا دینے کے لیئے ایک پر تاثیر قوت ہے۔ اگر اہل یورپ علمی انسانیت اور فلسفی تہذیب کے ہوتے سے اپنے نا جائز مذہبی جوش کو نہ چھپا چکے ہوتے۔ تو تمام دنیا پر ظاہر ہو جاتا۔ کہ عیسائیوں کو بیت المقدس کا مسلمانوں کے قبضے میں ہونا کس قدر ناگوار ہے۔ لیکن علوم فلسفہ کی روشنی اور تہذیب انسانی کی چاندنی نے اپنے تمام ممالک عیسائیہ کی ظلمت تعصب کو بالکل ہی دور نہیں کر دیا ہے

ہے۔ بلکہ بہت سی متعصب خوفناک صورتین وحشت کی تاریکی مین اب تک موجود ہین کہ بلا بیائے اسلام اون یہودیون کو جنپر بزدلانہ حملے ہو رہے ہین۔ بعلا دے گی۔ میری رائے مین صرف ایک ہنگستان تعصب مذہبی تہذیب (فیانی) کو غالب رکھنے کی قوت اپنی پوری پوری ہمت سے ظاہر کرسکتا ہے۔ باقی تمام سلطنتین مذہبی جوش سے یہ خطرناک دعوت ین یہ کا ٹوٹ مرنا معیوب نہ سمجھین گی۔

مسلمانون کے مقدس رہبر کامل نے اون کو بیت المقدس کا حرمین شریفین ہو صرف ایک ہی وجہ کر ہونیکا بستی دیا ہے۔ تمام دنیائے اسلام بیت المقدس کو عزت بھری نگاہون سے ہمیشہ سے دیکھتی چلی آئی ہے۔ اور یونہی قیامت تک دیکھتی چلی جاوے گی جبتک اوسکا پاک ایمان باقی ہے۔ حرمین کے لیے صلیبی خونخوار لڑائیان جو اسی پاک سرزمین کے قبضہ حاصل کرنے کے لیے نہایت شدود سے ہوچکی ہین۔ اسلام اور بیت المقدس کے تعلقات ظاہر کرنے کو کافی ہین تمام دنیائے اسلام پر بیشک لازم ہے کہ وہ اپنی مقدس مقامات کی حفاظت کیلئے سب کامون سے زیادہ سرگرمی دکھائے۔ گو اس حفاظت کا بار زیادہ تر اوسی گروہ اور اوسی سلطان پر رکھا جاسکتا ہے۔ جو اطراف خطہ مذکور مین فرمانروائی اعلے قومون سے کر رہا ہو۔ اسلام کے مذہبی مقامات ہر متنفس سے برابر تعلق رکھتے ہین لیکن اہل اسلام صرف اسی امر سے مخوف نہین ہین کہ متعصب عیسائی دولتین جن کو فی زمانہ روز افزون ترقی حاصل ہے ہمارے مذہبی سلطان کے مقابلے کے لیے بیت المقدس کے قبضہ حاصل کرنے کی خواہش مین موقع پاکر ضرور آمادہ ہو جائینگی۔ بلکہ اونکی دور اندیش طبائع اپنی چشم بصیرت سے کام لیکر یا یقین اس امر کو سمجھ رہی ہین کہ کرسچن ڈم (کرسچانی ملت) اپنی ندامت مٹانے اور عوض لینے کے لیے صرف اسی تجدید پر اکتفا نہین کریگی۔ بلکہ وہ اسلام کے محفوظ اور مقدس قبلے تک بڑھنے کی جرأت اور کوشش کریگی۔ اور کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے ہوئے موقع پر اوٹھا نہ رکھیگی۔ اگرچہ اوس مقدس سرزمین کا نگہبان ہمیشہ کیلئے اوس کو محفوظ رکھنے کا وعدہ کرچکا ہے ؎ دشمن اگر قوی ہست نگہبان قوی تر است۔

لیکن اہل اسلام کا کشت وخون۔ اطراف وجوانب کا بھی قبضہ مسلمانون کا تنگ مقام محدود مین مقید ہو جانا۔ آجکل کے یہودیون کی شامل دخیل وخواہ ہونا۔ اور بڑے بڑے عزت کے مقدس مقامات پر صلیبی پھریرون کا اڑنا ہی کیا کم ہے ہر وہ مسلمان جسکی رگون مین حمیت کا جوش ہے۔ اس خوفناک سامان کے دیکھنے کے لیے زندہ رہنا پسند نہ کرے گا اور ایسی بے حیائی اور بیحمیتی کی زندگی بسر کرنے پر راضی نہ ہوگا۔ بیشک یہی وہ خیال ہے جو تمام دنیائے اسلام کو ہر وقت سلطان اعظم کی جانب متوجہ کرتا رہتا ہے کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ سلطان اعظم ہی کی ذات بابرکات تمام اسلامی فرمانروائون کے حلقہ مین اپنی نکلسکتی ہے۔ جو اسلامی خدمتون مذہبی حمایتون اور مقدس مقامون کی حفاظتون کو قایم رکھ سکے اور رکھتی ہے۔ بہرحال لاکھون حاجیون کا دنیا کے ہر حصے سے

حرمین شریفین کو جانا اور بیت اللہ اور بیت الرسول مین سلطان اسلام کا خطبہ سننا اور اون ممالک اور حمایتون کو دیکھکر اپنے اپنے ممالک کو واپس آنا تمام دنیا کے اہل اسلام مین ایک عجیب جوش محبت پیدا کرتا ہے۔ تمام بچے اور بچے اہل اسلام ہر وقت اپنے دینی محافظ اور اسلامی نگہبان کے لیے سجود کرون سے حضور مقدس بارگاہ تعالی مین ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر دین دعا کرنے مین مصروف رہتے ہین ؎

اندر بقائے عمر تو خیر جہانیان باقی بباد ہر کہ نخواہد بقائے تو

وہ پرانے خیال کے سچے اہل اسلام جن کو اخبارون کی کوئی ایسی دلچسپی حاصل نہین ہوسکتی۔ اخبارون کے دیکھنے ہی اپنے مذہبی سلطان کی خیر و عافیت کی خبرین دریافت کرتے ہین۔ اور نہایت ہی اشتیاق سے اگر انکی خوش قسمتی سے کوئی ایسی خبر ہوسنتے ہین۔ ہندوستان کے اکثر شہرون مین سلطان اسلام کی بقائے سلطنت کی دعا مانگتے ہین۔ شاید کوئی ناواقف اسلامی عورتون کا ناقدردان اعلیحضرت کے لیے نصرت و عزت کا طلب کرنا ناجائز سمجھتا ہو۔ ورنہ بالاتفاق حضرت سلطان المعظم کی محبت سے تمام دل بھرے ہوئے ہین مسلمانون کو بیشک بشارت ہے کہ اون کا موجودہ مذہبی سلطان بڑے بڑے اوصاف سلطانی کا منبع ہے جو اپنی خوش تدبیر اور مدبرانہ کارروائیون سے نہ صرف اپنے دوستون کا ممدوح ہے۔ بلکہ وہ قومین اوس کے اوصاف کی معترف اور اوسکی لیاقت کی قایل ہین جو ہمیشہ سلطان عثمانیہ کو ایک معمولی ایشیائی فرمانروا سمجھتی ہین چند فقرے مصنف کتاب نیو چرآف اسلام کے ہدیہ ناظرین کرتا ہون منصف مزاج اور عدل پسند اشخاص معلوم کرلین گے کہ حضرت سلطان کس دل و دماغ اور عقل و قوت کے فرمانروا ہین ؎

عبارت فیو چرآف اسلام۔[1]

"علمائے حنفیہ نے یہ عزم راسخ کرلیا تھا کہ سلطان کو بات پر مجبور کرین کہ وہ علانیہ مذہبی و انتظام مذہبی کے متعلق کارروائیون کے پیشوا بن جاوین۔ پس جب انہون نے دیکھا۔ کہ سلطان عبدالعزیز طریق خلافت پر ٹھیک ٹھیک نہین چلتے تو اونہون نے اونکو تخت سے اُتار دیا اور عبدالحمید سلطان حال کیلئے جو اون کی خیال کے مطابق سچے دلاور اسلام ہین راہ کھولی۔ مذہبی سلسلہ جانشینی پیغمبر مین خاندان عثمانیہ کی شاخون کا یہ پچھلا پیوند جو لگا ہے سلطان عبدالحمید تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو دیندار مسلمانون کو یہ ایک نعمت غیبی معلوم ہوئی یہ بات قابل یقین ہے کہ اگر عبدالمجید یا عبدالعزیز کا جانشین کوئی ویسے ہی نااہل اور غیر لوگون مین سے ہوتا جو اکثر تخت سلطنت پر پچھلے زمانی مین بیٹھ آئے ہین تو خلافت عثمانیہ اس وقت تک زمانہ گزشتہ کی بات ہوچکی ہوتی۔ لیکن سلطان عبدالحمید نہ تو نفس پرست اور آرام طلب تھے۔ اور نہ جسم یا طبیعت کے کمزور تھے۔ اور نہون نے بیہودہ خیال کو جسپر ایک شخص

[1] اس کتاب کا ترجمہ فرحیہ انجمن امرتسر سے عنقریب پرلسکا ہے۔

خواہ مخواہ آفرین کریگا۔ اوس جبل متین کو پکڑیگا۔ اور مذہب کے اعلے درجہ کے خیر خواہ گروہ کے پیشوا اور سردار بنگی
میری دانست مین یہ بات بلاشبہ کہی جاسکتی ہو کہ باعتبار مذہبی رایون کے وہ ایک پکے حنفی ہین۔ لیکن مین باوجود
شہزادگی کے وہ ایک متین شخص تھے۔ اور علمی مذاق خصوصاً جغرافیہ و تاریخ کا شوق رکھتے تھے۔ مذہبی اگرچہ عالم نہین
ہین تاہم مذہبی علم اونکو حاصل ہی۔ لہذا یہ بات تسلیم کرینی چاہیئے کہ اپنی مذہبی اور روحانی افسری یعنے منصب
خلافت کیحالت پر اونکو خلوص کیساتھ عقیدہ ہی۔ ایک شخص اپنا چشمدید واقعہ مجھ سے بیان کیا ہو کہ تخت نشینی
سے چند روز بعد جب حسب دستور مسجد ایوب مین اونکو تلوار خلافت بند ہوائی گئی تو اونہون نے نیو طرز وطریقے
مین ایک فقرہ تبدیلی سے اہل بارگاہ سلطانی کو متعجب کر دیا۔ اوسی روز بعد دوپہر سلطان عبد الحمید تمام دن
اون لوگون سے اپنے درجہ مذہبی (یعنے منصب خلافت) کا ذکر ہی زبان مین کرتے رہے۔ جو کئی صدیون سے
علمرائے سلطانی کی حدود کی اندر سنائی نہ دی تھی۔ یہ بھی تحقیق ہے کہ روسیون کے حملہ کے تردد سے نجات
پاکر اونکا پہلا کام یہ تھا کہ اوس اعلان اور وعظ کو جو شروع ہو چکا تھا۔ از سر نو نظم و نسق کے پیرائے مین لائین
اور ہندوستان اور ممالک باربری مین نئے وعظ اس لیئے بھیجین کہ اون مسلمانون پر جو غیر مذہب والون کی ماتحتی
مین رہتے ہین۔ خاص سلطان کی خلافت کا وعظ کہین۔ غیر ممالک کے اجنبی مسلمانون سے بھی سلطان کی تقریر ابتدا
ہی سے بہ نسبت دنیاوی بادشاہ کے زیادہ تر بطور حاکم مذہبی کے رہی ہو اور یورپ کے ساتھ سلطان نے اپنی
یہ حالت برابر اور مستقل طور پر اور نہایت تشدد کے ساتھ قایم رکھی ہے۔ سلطان عبد الحمید کی بیاقت کا یہ کچھ کم اور ادنے
ثبوت نہین ہے۔ کہ اونہون نے اپنی حکمت سے ہمارے اثر سفارت کو درہم برہم کر دیا۔ وہ نماز کے نہایت پابند ہین
اور درویشون۔ اہل کرامات اور مقدس لوگون کے بڑے فیاض مربی ہین۔ ایسے لوگون کی بڑی تلاش مین رہتے
ہین۔ اور انکی بڑی عزت کرتے ہین۔ امور سلطنت اور عدل گستری مین جب وہ خود عمل کرتے ہین تو سخت پابندی شریعت کی
کرتے ہین۔ اور مسائل مشتبہ مین ہمیشہ مفتی یا شیخ الاسلام سے مشورہ کرتے ہین جب کوئی یورپ کی نوایشین خلاف
قانون شریعت کی ہوتی ہین۔ تو سلطان اونکو رد کرنے مین کچھ کم اور ناقابل توجہ توصاور تہتلال ظاہر نہین کیا
یہ سلطان عبد الحمید نے نصرت علمائے ترک کو اپنا موید بنایا۔ بلکہ اپنی عملداری سے باہر بھی رایون کے ایک
بڑے اور ناقابل توجہ ذخیرے کو اپنا طرفدار بنا لیا ہے۔ یا تو مذہب کے حق مین یہ لوگ دغا بازی کرنے والے
سمجھ گئے تھے۔ یا اب انہی خاندان عثمانیہ کے سلطان پر پھر ایک مرتبہ بطور ولاور اسلام کے نظر پڑنے لگی۔ اور
پرانے فیشن کے علماء جو اسلام کی بازگشت ابتدائی حالت پر چاہتے تھے۔ سلطان عبد الحمید کو اسلامی پہلوان
اور پیر سمجھتے ہین ایک سال گذرا جب مین جدے مین تھا۔ تو اس وقت یہ بات نہ تھی۔ لیکن اب یہی حالت دکھائی
دیتی ہے۔ اوس وقت تک خود اونہی کے فریق کے لوگ اونکی نسبت شبہے کے ساتھ گفتگو کرتے تھے اور

ہو کہ۔ الجیریا۔ ٹیونس و ٹرپولی۔

بلاشبہ سلطان کی تخت نشینی کے وقت کوئی جوش پیدا نہیں کیا تھا۔ وہ لوگ اونکی منشا کو سمجھتے نہ تھے۔ اور یہ خیال کرتے تھے کہ سلطان ایک چال چلے ہے اونکے پیچھے مسلمان ہونے پر شبہ تھا۔ یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی کہ سلطان عبد العزیز کا لڑکا متین اور باوقار نکلیگا علاوہ بریں سلطان عبد الحمید نے اوس وقت تک اپنی قوت نہیں دکھائی تھی اور قوی ہونا ایسی چیز ہے کہ جس سے ہر ملک میں آدمی دلاوری کا لقب پالیتا ہے اور اونکی ستائش ہوتی ہے لیکن پہلے آٹھ ماہ میں بہت جلد جلد وقعات وتوعین آئے۔ یونان۔ البانیا اور کردستان میں عبد الحمید نے اپنی تدبیر سے یا اوی کو جیت لیا۔ انگلستان سے وہ کچھ نہیں ڈرے اور اصلاح مجوزہ غیر مسلم کا سامنا دلیری سے کیا۔ یوروپ کی آنکھوں کے سامنے اونہوں نے یہ جرات کی کہ مدحت پاشا کو جو یوروپ کی حمایت میں تھا گرفتار کرلیا۔ اور بالزام قتل اوسکی تحقیقات کی۔ بالآخر ٹیونس میں اہل فرانس سے بھی سلطان نے گویا اپنا ہی کام کرالیا۔ یعنی بطرز احسن شمالی افریقہ کے مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کا موقع ملا۔ حالانکہ یہ وہ خلقت تھی کہ صدیوں سے سلطان کی دعوی کے برخلاف تھی۔ بیس سال پہلے سلطان غیر ممکن کیلئے یہ بات قطعاً ناممکن تھی کہ ایک عرب کے سینے میں اپنی خیر خواہی اور وفاداری کے خیالات پیدا کردے۔ اوس زمانہ میں ٹیونس کو بالخصوص ایسا پر ناز تھا کہ ہم ٹرکی کی حکومت سے مراد ہیں اور باستثنائے حنفی فرمانروایان عالک ساحل افریقہ کے اور سب لوگ ترکون کیطرف سے لڑنے کے خیال کو لغو اور بیہودہ سمجھتے تھے۔ لیکن اب خود مالکی لوگ جو قیروان میں مفتخر اور گرامی قدر ہیں سلطان عبد الحمید کے اشارون پر حرکت کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہے کہ مصر میں بھی سلطان کس قدر کامیابی کے ساتھ تحریک کررہے ہیں ہندوستان کے مسلمان مساجد میں اونکیلئے دعا مانگتے ہیں۔ ہر جگہ وہ فرقہ جو اسلام کی بازگشت چاہتا ہے مسلح کھڑا ہے اور اوس خلیفہ کو جو اونکی مرضی کیموافق کام کررہا ہے اور یوروپ کو بے اصل سمجھتا ہے۔ اور بشرط ضرورت اس بات پر مستعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی دن اون لوگون کے ساتھ اون لوگون کا پیشوا بن کے علم جہاد بلند کرے۔ اپنا پیشرو تسلیم کرچلا ہے سلطان عبد الحمید پاکبازی کے ساتھ شریعت کی رجوع لاتے ہیں"

فقرات مندرجہ بالا سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت سلطان المعظم اون تمام اوصاف سلطانی سے موصوف ہیں جو ایک عالی ہمت۔ بلند خیال۔ پاکباز۔ مدبر منتظم۔ ہونہار و متشرع خلیفہ میں ہونی چاہئیں اور حضرت امیر المومنین اپنی اسلامی پالیسی میں ہمیشہ کامیاب و مظفر و منصور کے لقب سے ملقب ہونیکے مستحق ہیں۔ (گو مندرجہ بالا اقتباس کے کل خیالات سے ہمیں اتفاق نہیں) علاوہ بریں عقلائے فرنگ اور مدبران یوروپ کی رائے بھی اس وقت حضرت سلطان المعظم کی نسبت نہایت ہی عمدہ اور قابل وقعت ہے۔ **لارڈ مارکوئس آف سالسبری وزیر اعظم انگلستان** کے وہ تمام بیانات جو ٹرکی کی نسبت فرمائے ہیں۔ قابل لحاظ ہیں صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ ٹرکی کی حالت بہتر ہے۔ سلطان نہایت ہی قوی الارادہ حکمران ہیں اور انگلستان

کے دور کرنے میں جو اونکی ماسبق حکمرانون نے سلطنت میں پیدا کی تھی نہایت سخت محنت و جفاکشی ظاہر فرما رہے ہیں کل سلطنت عثمانیہ کی ترقی کیجانب کوشش ہو رہی ہے مجھ کو یقین کامل ہے کہ اگر ترقی برابر قایم رہی تو بالآخر اس سے امن و امان قایم ہوگا۔ اور یورپ کو اس سلطنت کی تنزل و تباہی کا ہرگز خوف نہ باقی رہیگا"

پروفیسر ریمبری نے دربار پلس سٹریٹ پیٹرسبرگ میں ۳۰ مئی ۱۸۹۱ء کو انبوہ کثیر کے سامنے جو لیکچر دیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلطان المعظم اس پالیسی میں کہ عزم آہن باہن توان نرم کرد۔ کسی سود کے نہیں ہے لائق پروفیسر کا بیان ہے کہ "ترک دیگر ایشیائی اقوام میں نہایت سرآمد اور ترقی یافتہ ہیں۔ الخ" (اس لیکچر کا ضروری حصہ کسی جگہ اس سے بیشتر حواشی میں درج ہو چکا ہے لہذا اعادہ بیسود ہے مترجم کتاب)۔

حضرت سلطان المعظم نے اپنی تدابیر اور حسن انتظام سے سالگذشتہ میں بلوہ کریٹ کو نہایت ہی مستقل مزاجی سے فرو کیا۔ اور اسسال تعزیا واقع یمن کا بلوہ بھی جو ایک حد تک نے درپکڑ گیا تھا۔ نہایت ہی شدومد سے فرو کیا گیا۔ فوجی طاقت کی قوت دینے اور مالی حالت کو درست کرنیمیں بھی باعالی نے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا چنانچہ اکثر محققین کی رائے ہے کہ سلطان نے اپنی مالی حالت کو درست کر لیا ہے۔ اب گورنمنٹ ٹرکی کا تہائی پہلے سے بہت بڑھ گیا ہے۔ ٹرکی نوٹ مثل اور یورپین نوٹون کے اعتماد کے ساتھ جاری ہیں سلطان نے ٹرکی کو اون آفتون سے بہت کچھ چھڑا لیا ہے جس میں اوسکو آخری زمانہ مبتلا کر چکا تھا۔ فوجی قوت بڑہانیکا عمدہ ثبوت وہ کردی رسالی ہیں جو ابھی بکثرت بھرتی ہوئے ہیں۔ اور روسائے عرب نے بھی امدادی فوج دینے کا منشاء اور ارادہ ظاہر کیا ہے ؎

آلہی بخت تو بیدار بادا ۔۔۔ ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ ۔۔۔ بچشم دشمنانت خار بادا

حضرت سلطان المعظم کے مذہبی جوش کا پورا ثبوت اس بیان سے ملسکتا ہے جو لیونٹ ہیرالڈ نے قسطنطنیہ کے رمضان المبارک کے بارے میں لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "ہر جمعے کے روز پو پھٹنے سے پہلے سلطانی توپخانون سے فیر ہونا شروع ہوئے جس نے تمام مومنین کو مطلع کر دیا کہ رمضان المبارک کا مہینہ اور دینی گرمجوشی دکھانیکا وقت آگیا قسطنطنیہ میں جمعے کے روز سے رمضان شروع ہوا۔ جمعرات کی شب سے تمام مساجد دارالخلافت خوب آراستہ و پیراستہ کیجانے لگیں۔ ہر محلے کی مسجدون میں قرآن سنانے اور سننے کی تیاریان ہونے لگیں۔ تمام مقامات اور بالخصوص ترکون کے محلون میں بڑا ہی جوش و خروش اور زیب و زینت نظر آنے لگی۔ تمام مساجد کے در و

۔ یہ اعادہ قوے سے خلل میں آچکا ہے۔ جیسا کہ کتاب کے کسی حاشیے میں اون کردی رسالون کا مفصل ذکر ہو چکا ہے مترجم

شب بھر کہلے رہینگے۔ بڑی بڑی مسجدون مین عجیب ضیاعیون سے آراستگی اور روشنی کیگئی۔ قرآن پاک کی آیات اونچے اونچے میناردن پر ایسے جلی حرفون مین لکھی گئین کہ دور سے پڑھ لیجاتی تھین۔ اکثرون ہی کیا گیا تھا کہ دونون میناردن کے درمیان ایک تار باندھا گیا تھا جس کے بیچ مین قرآنی شعلے روشنی کے ذریعہ سے نورانی حرفون مین چمکا کے دکھائی گئے تھے۔ پھر ہر طرف تار دوڑا کر ایسی خوبصورتی سے شیشہ آلات لٹکائے گئے تھے کہ نہین دیکھکر دلون مین ایک ولولہ جوش کا پیدا ہوتا تھا۔ اور اون کے حسن وخوبی پر غور کرنیسے نرکون کے ذوق آراستگی اور نفاست کا اندازہ ہوسکتا تھا۔ مکمہ اوقاف نے بحکم سلطانی تمام مساجد کی آراستگی کیلئے وہ سامان دیا تھا۔ جو مساجد کے اندر ہر جگہ شاہی جلال اور عظمت کو نمونے دکھلاتا تھا۔ پہلی تاریخ مین وزیر اعظم شیخ الاسلام تمام ممبران محکمہ وزارت۔ رضا پاشا جس نہی پاشا۔ یوسف ضیا پاشا۔ علمارمین سے رضا افندی توفیق بے۔ رشید بے۔ الغرض تمام عہدیداران دولت اس لیئے مدعو کئے گئے تھے کہ سلطان اعظم کے ساتھ پہلا روزہ روزہ افطار فرمایا۔ اور قبل افطار چیمبرلین حاجی علی کو ان سب مذکورہ عہدے دارون کے پاس بھیجا کہ سلطان کیطرف سے اونکو شاہی سلام کہہ آئین۔ خاص دار السلطنت کے کل اعیان رمضان یہ محل سلطانی ہی مین روزہ افطار کیا کیئے پہلی تاریخ گارڈ کے ایک گروہ نے بھی قصر یلدیز مین روزہ افطار کیا اور کھانا کھایا۔ اور تمام سپاہی خاص سلطان کے عطا کیئے ہوئے تحائف لیکر بعد افطار رخصت ہوئے۔ علاوہ معمولی روزانہ فیاضیون کے سلطان نے حافظ آفندی کو حکم دیا کہ حبیب خاص سے دو ہزار پیاسٹر اور کھانا اطراف یلدیز کے غربا مین تقسیم کرآئین۔ بیشک ان اعلے درجہ کی فیاضیون سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خود سلطان مین فی الواقع طور پر نہایت ہی دینی جوش ہے۔ اور وہ اسلام کی تمام رسوم مفروضہ کو بڑی شائستگی سے انجام دینا چاہتے ہین قرینے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت سالگذشتہ تخت شاہی طریقون کے اب سلطان نے اپنی حالت بہت کچھ بدلدی ہے۔ وہ سلطان فرمانروایون کیلئے ریفارمیشن کی ایک عمدہ نظیر ہین۔ فی الحال سلطان نے اپنی سالگرہ کے دن عساکر شمانیہ کے سردارون اور تمام اونی و اعلے سپاہیون کو سلام کہلا بھیجا تھا۔ خاص قسطنطنیہ مین تو سلطان کا سلام ہر سپاہی کو بحیثیت معلوم ہوگیا۔ اور اوسنے بجائے خود مسرت حاصل کی۔ مگر دیگر بلاد کے سپاہیون مین جو جوش وخروش پیدا ہوا۔ وہ ثابت کرتا ہے کہ ترک سپاہی تاج وتخت کے کیسے وفادار اور جان نثار ہین۔ جونہی تار یہ خبر [illegible] نوپل مین جیسے ہی یہ تار پہونچا۔ کہ سلطان کل سپاہیون کو سلام کہتے ہین۔ ہر سپاہی کے دل مین سرشار جان نثاری کا جوش پیدا ہوا۔ اور عاطف پاشا نے جو وہانکی جنگی کمان افسر ہین اکل [illegible] کرآیا [illegible] ستایا بستقام پروز [illegible] خاص سلطانی الفاظ درج کئے گئے تھے تین تین دفعہ نعرہ خوشی [illegible] اور کل [illegible] کیا [illegible] اس سب زحمات سے یہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضرت امیر المومنین ہمارے سلطان معظم اپنے [illegible]

زمانہ واہمین اور محض اوس رب کریم کا فضل واحسان ہی جس نے چودھوی صدی کی ایسے نازک زمانے مین ایسا پرجوش منتظم اور مدبر سلطان حمایت اسلام کے لیئے پیدا کیا۔ بیشک ہم مسلمانون پر واجب ہی کہ ہم اس امر کو اچھی طرح سمجھ لین کہ ہماری دینی و دنیاوی سرسبزی اس امر پر منحصر ہے کہ اپنے دینی و دنیوی سلطانون کو اپنے مجبتی دلون سے خوش و مسرور رکھین کیونکہ ہم اہل اسلام کے باغ زندگانی کے اشجار مسرت کا سرسبز و شاداب رہنا رطوبت معاشی و حرارت معادی پر منحصر ہے۔ حصول حرارت معادی اس امر پر موقوف ہی کہ ہم اپنے وجود خاکستری مین آلات محبت ہی استعداد قبولیت حرارت آفتاب شفقت سلطان السلاطین۔ خاقان الخواقین مالک البرین والبحرین خادم الحرمین الشریفین خلیفۃ الرسول رب العالمین امیر المومنین عبد الحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ و زاد اللہ سلطنتہ پیدا کرین جس کی پرتاثیر صورت یہی ہے کہ ہم اوسکی نصرت عظمت حشمت و دولت کے لیئے بارگاہ رب العزت سے ہمیشہ دست بدعا رہین علی ہذا القیاس حصول رطوبت معاشی کا وجود اس پر منحصر ہو رہا ہے کہ ہم اپنے خاکی دلون کو آلات اطاعت و فرمانبرداری سے اس طرح نرم کر دین کہ استعداد سرایت باران شفقت منبع الاحسان۔ ابر کرم علیا جناب مادر مہربان ملکہ معظمہ کوین وکٹوریہ قیصرہ ہند ادام اللہ اقبالہا و اجلالہا حاصل ہو۔

بے شبہ ان دونون شفقتون کے اتصال ہی ایسی سعید قوتین پیدا ہونگی جو بارآوری اشجار کیلئے لازم ہین۔ ہماری ملکہ معظمہ ادام اللہ اقبالہا و اجلالہا کا ابر کرم مادرانہ شفقت کے ساتھ ہمارے سرون پر سایہ کیئے ہوئے ہی۔ بموجب تعلیم اسلام کے حقوق عباد کے متعلق اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہین ہو سکتا کہ انسان جس سلطنت کے زیر سایہ امن و عافیت کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہو۔ اور جسکی حمایت مین اپنے دینی و دنیاوی اصول کی آزادی سے برت رہا ہو اوسکی بدخواہ و بد اندیش ہو جاوی بلکہ جبتک ایسی گورنمنٹ کا شکر گذار نہ ہوگا تبتک خدا کا بھی شکر گذار نہین ہو سکتا۔ بیشک مسلمانون پر جن کو اخلاقی اور مذہبی قوتون کا دعوی ہے۔ واجب ہی کہ وہ اپنی ایسی شفیق و رحیم گورنمنٹ کی ہر وقت مطیع و فرمانبردار اور اوسکے ہر کام مین معین و مددگار اور اوسکے دشمنون اور باغیون کے مقابلے مین جان نثار ثابت ہو کر وہ فکر کرین کہ جس سے ان کی دونون سلطانون مین اتحاد کامل پیدا ہو۔ اور یہ کام بیشک ہم سے ممکن ہی۔ اگر ہماری گورنمنٹ ہمسے کام لے۔

راقم نہال احمد سنا علوی دربھنگہ۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ (مترجم)۔

ضمیمہ سوم (۳)

خلیفۃ المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی

{منقول از اخبار موخرہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء}

دولت عثمانیہ جو کہ تاریخ عالم کے زمانہ وسطی مین دنیا بھر مین زبردست طاقت رہ چکی ہے کچھ عرصہ سے ناسازی طالع روزگار نا ہنجار سے کمزور ہوتی چلی آئی ہے۔ اسیواسطے وقت مین یورپ کی تمام عیسائی سلطنتون نے اس اسلامی طاقت کو کمزور کرنے مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔ اور روس نے پیاپے پیچھے کے قریب لڑائیان ترکون سے لڑی ہین۔ اس مین شبہ نہین کہ اگر یہ طاقت جو کہ روس نے سلطنت ٹرکی کی تخریب مین صرف کی ہے یورپ کی کسی دوسری طاقت کے مقابلہ مین صرف کرتا تو اب تک روس اور اوسکے مدمقابل کا نام تک صفحہ ہستی سے اوٹھ گیا ہوتا۔ روس کا تو اس لیئے کہ جو طاقت وہ ٹرکی کے مقابلہ مین ہر متواتر جنگ مین صرف کرتا رہا ہے اوس مین بہت کچھ حریف اقوام کی امداد ہوتی تہی۔ اور مدمقابل اس وجہ سے غارت ہوجاتی کہ اس بلا کے مقابلہ کیلیئے یورپ مین کوئی دوسری طاقت نظر نہین آتی۔ شاید بعض لوگون کا خیال ہوگا۔ کہ انگریز تو روس کے مدمقابل ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ انگریزون کو ہندوستان مین دقت معلوم ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر انگریزون کو یورپ اور ایشیا مین ایسی بامونقہ مقبوضات ماتحتہ نہ آتے اور سلاطین یورپ مین اس قسم کا پولیٹکل تہمد نہ ہوتا جیسا کہ آجکل ہے تو یہی روس ہے جو پولیٹکل لگا کہا سکتے خلاصہ یہ کہ اگر قوم ترک مین اسلامی جوش اور ایشیائی بسالت کا بقیہ اب تک نہ ہوتا۔ تو آج ٹرکی یورپ کی کئی سلطنتون مین قرعہ اندازی سے تقسیم ہوچکی ہوتی علاوہ اس کے ٹرکی کی خوش قسمتی سے جیسا کہ گزشتہ جنگ روم روس کے وقت انگلستان کے ایک معتبر اخبار نے لکھا تہا۔ اگر سلاطین یورپ آپسمین اس امر پر متفق ہوجاتے کہ فلان حصہ سلطنت فلان کو ملیگا اور دوسرا دوسری کو اور کہ انگلستان بھی اس تقسیم پر راضی ہوجاتا تو ٹرکی کے فتح ہونے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا رہ گیا تھا۔ مگر انگلستان کبھی نہین کہ کبھی اس امر پر راضی ہو کہ دول اتحاد ثلاثہ مین سے کوئی طاقت ٹرکی پر متصرف ہوجاوے کیونکہ اسطرح بحیرہ روم اس طاقت کو اس قدر اختیار ہوجاویگا۔ کہ انگلستان کے قبضہ ہندوستان کو سخت نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے

غیر یہ ایک پولیٹکل معما ہے کہ جسکی بحث کی اس وقت ضرورت نہین۔

سلطنت ٹرکی جب کہ اسطرح کمزور ہو گئی۔ اور دن بدن ہوتی گئی۔ اور یورپ اعظم یورپ مین اسکا نام مرد بیمار مشہور ہو گیا۔ تو خداوند کریم نے اپنی حکمت بالغہ سے عصائے سلطنت ہمارے مرد غریز سلطان المعظم عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے ہاتھ مین سونپا۔ چنانچہ اس صایب تدبیر و روشن ضمیر سلطان کی مسیحائی سے آج وہ مرد بیمار بالکل شفایاب ہو گیا ہے۔ اس مین شبہ نہین کہ ابھی نقاہت باقی ہے لیکن وہ بھی یقین ہے کہ عنقریب رفع ہو جاویگی۔

سلطان عبد الحمید خان ثانی ۲۲ ستمبر ۱۸۴۲ء مطابق ۵ شعبان ۱۲۵۸ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ سلطان عبد المجید خان کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ روم مین تخت نشینی کے لیئے قانون یہ ہی کہ جو شہزادہ حرم سلطانی مین خاندان مین سب سے بڑا ہو عام اس سے کہ حرم سلطانی سے ہو یا کنیز سے مستحق تاج و تخت سلطانی کا قرار دیا جاتا ہے سب سلطان کا جانشین اور سکا فرزند اکبر ہوتا ہے۔ جبکہ کوئی چچا یا چچا زاد بڑا بھائی باقی نہ ہو۔ انکی والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد انکو چچا عبد العزیز کے ہاتھ آیا۔ مگر ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو اونکی معزولی پر تخت و تاج انکے برادر معظم محمد مراد افندی کو ملا۔ اور جب کہ مجلس وزرا نے بوجہ فتور دماغی کے انکو بھی سلطنت کے قابل نہ پایا۔ تو ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو تخت انکے حصے مین آیا جس وقت سے آپنے عنان حکومت کو سنبھالا ہے سلطنت روم کے اقبال کا ستارہ پھر طلوع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ انکی حسن تدبیر سے قومی قرضہ دن بدن کم ہوتا جاتا ہے۔ تمام مالی اور ملکی بدنظمیون اور ہر نوع کی فضول خرچیون کی اصلاح ہو رہی ہے۔ سلطان اپنے اوقات گرامی زیادہ مہام سلطنت کی نظم و نسق مین صرف کرتے ہین۔ نو جو اصلاح کی جانب آجکل توجہ زیادہ مصروف ہے بخلاف سلاطین ماضیہ کے نہ تو آپ کے حرم مین سیکڑون خانونین اور کنیزین ہین۔ اور نہ آپ کے دسترخوان پر اس قدر اسراف ہوتا ہے جیسا کہ سلطان عبد العزیز کے وقت مین۔ اور جس کو برٹش پارلیمنٹ مین یکمرتبہ نہایت تعجب کی نگاہ سے دیکھا گیا تھا۔ غرضیکہ آپ بڑے سادہ مزاج۔ عارف اور دیندار بادشاہ ہین۔ پرہیزگار۔ اس قدر کہ آپنے حال ہی مین دول یورپ سے معاہدہ کیا ہے۔ کہ ٹرکی سپاہیون کے ہاتھ جہازون مین شراب فروخت نہ ہو۔ یہ بطور حالیہ ایک ارادہ فرمان جاری کیا ہے کہ ملک مین قرآن شریف صحیح چھاپنے کیطرف حد درجے کی کوشش کیجائے۔ اور ہر مکام پر خزانہ عامرہ سے روپیہ خرچ کیا جاوے۔ بحیثیت خلیفتہ المومنین آپ جمعہ کے روز ظہر کی نماز کیلئے مسجد مین بھی تشریف لیجاتے ہین۔ یہ نظارہ واقعی قابل دید ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک امریکن سیاح اوسکی بابت کیسقدر تفصیل سے لکھتا ہے ناظرین اس طویل رائے سے حظ اٹھاوین۔

"قسطنطنیہ مین جمعہ کی نماز بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔ اگر سلطان اس معمول کو چھوڑ دین تو

تو لوگون مین بڑی ہلچل پڑجاوی ہے لیکن جب سلطان برآمد ہوتے ہین تو سات ہزار فوج حفاظت کیلیے محلسرا سے عباذ گاہ تک راستہ مین صف بستہ کھڑی رہتی ہے سلطان کو جمیدیہ مسجد بہت پسند ہے جو نہایت خوبصورت سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے یہ کافی بلند ہے اور اونچے ہوادار گنبد ہین۔ وہان سے بسفورس قسطنطنیہ اور دریاے مارمورا کا منظر صاف دکھائی دیتا ہے۔ یہ سلطان کے اوس بڑے محلسرا کے متصل ہے کہ جس کا نام یلدیز کوشک ہے یہ مسجد قسطنطنیہ کی یورپین کوارٹر مین ہی جو پیرا کے نام سے مشہور ہے یلدیز کوشک سے پیرا تک ایک چوڑی سڑک ہے اور اوسکی ایکطرف غیر ملک کے معزز مہمانون کے لیئے سلطان نے ایک مکان بنوادیا ہے سلطان کی تشریف آوری سے دو گھنٹے پہلے تیاریان ہوتی ہین پہلے پہلے کچھ گاڑیان جن کے ہمراہ دستار بند لوگ ہوتے ہین صاف اور زرد ریت سے بھری ہوئی آتی ہین تو سڑک پر کئی انچ موٹی بچھادیتی ہین کیونکہ سلطان کا قدم نہایت مقدس خیال کیا جاتا ہے جب کبھی سلطان معظم برآمد ہوتے ہین تو سڑک پر بھی ریت بچھا دیجاتی ہے پھر پانی کا چھڑکاؤ کرتے ہین اور فوج کی آمد شروع ہوجاتی ہے پہلے تغار ایک ہی رنگ کی عربی گھوڑون پر سوار صف باندھ دیتی ہین کشتی فوجی ٹوپیان پہنے لمبی ہین جنپر سفید آدھی لپیٹی ہے اور اوسکی وردی بالکل یورپین ہے انکو بیدشیار کہا جاتا ہے داہن کوہ کے نیچے کے فاصلے پر یکے بعد دیگرے اور رسالہ پر اجاتے کھڑے ہین جن کے چہرون سے ایک شان اور سطوت ظاہر ہوتی ہے۔ ان سوارون کی وردی مین ترکی ٹوپی اور پگڑی ہے سوار اچھے کڑیل جوان ہین اونکے سینے خوب چوڑے اور تنے ہوئے ہین۔ دوسری سڑک پر پیادہ پلٹنین ہین جنمین کچھ کی وردیان سبز ہین اور کچھ کا لباس سرخی مائل نیلگون ہے جب سلطان المعظم کی آمد کا وقت قریب آجاتا ہے۔ تو سڑکین رنگین دیبا بچھاتی ہین۔ سڑک کے کنارے کنارے شائقین کا ایک عجیب و غریب قسم کا مجمع نظر آتا ہے۔ اس مجمعے کی داہنی طرف کچھ سفید سفید نظر آوے گا۔ جو تکلو غبارہ نما سفید ریشم یا روئی کے تھیلے معلوم ہون گے جو زمین پر سیدھے قایم ہین۔ لیکن جب عینک لگا کر دیکھوگے تو معلوم ہوگا کہ ہر تھیلے کے بالائی حصے سے دو دو سیاہ آنکھین چمک زن ہین۔ اب تم سمجھے۔ یہ مسلمان لیڈیان ہین جو سلطان کی زیارت کیلیے یہان آئی ہین۔ اب سرکاری افسرون کی آمد شروع ہوئی۔ گھوڑون اور بگھیون پر سوار ہین جن مین عمدہ عمدہ گھوڑے جتے ہوے ہین۔ ان افسرن کے سینے تمغون مین غرق ہین۔ انکا لباس بھی یوروپین قسم کا ہے۔ اور اون مین سنہری لیس لگی ہے۔ ٹوپیان سرخ ہین۔ ان لال ٹوپیون سے جو افسرون اور سپاہیون کے سرون پر ہین معلوم ہوتا ہے گویا انسانی پھولون کا فرش بچھا ہوا ہے۔ اب دس ہزار آدمیون کے منہ سے چیرز کی صدا بلند ہے۔ اور دور سے باجون کی سریلی آواز بھی معلوم ہوتی ہے سلطان کی آمد کا غلغلہ ہے غرض تھوڑی دیر کے بعد سلطان کی سواری بھی نمودار ہوئی۔ گاڑی مین سیاہ مشکی رنگ کی ایک عمدہ جوڑی ہے آگے آگے باڈی گارڈ کے سپاہی ننگی تلوارین لیے چلے آتے ہین۔ کوچمین مغلی وردی پہنے ہے اور پیچھے بگی

کام ہے۔ سر پر لال ٹوپی ہے اور اس ہاتھ مین ہے تمام زیبائشی سامان مطلا ہے۔ لالٹینین بھی طلا کا ہین۔ اور گھوڑون کا ساز و یراق بھی سنہری ہے۔ اس گاڑی مین تین آدمی سوار ہین۔ سامنے ایک بوڑھا آدمی جس کے بال سفید ہین بیٹھا ہوا ہے۔ جو سلطان کا منظور نظر ہے۔ سلطان المعظم گاڑی کے صدر مین متمکن ہے۔ لباس نہایت سادہ ہے۔ متقیانہ کوٹ زیب تن ہے۔ اوپر لال گوٹ لگی ہوئی ہے قمیص اور کالر بھی اسی قسم کا ہے۔ فرق مبارک پر لال ٹوپی ہے۔ جو ایک ڈالر کو ملتی ہے۔ آنکھین بڑی بڑی اور چہرا گورہ ہے۔ قد لمبا اور چہرہ ریش۔ شاید میرے خیال مین ۵ فیٹ اور ۱۰ انچ سے کم نہ ہوگا۔ پیشانی اونچی ہے۔ اور سیاہ گلہی ہین۔ جب مکان کی قریب سواری پہونچی تو سلطان المعظم نے حاضرین کی سلام کے جواب مین اپنا سر اوٹھایا۔ اوس کے بعد سواری بادبہاری مسجد کیطرف بڑہی۔ اور جب وہ مسجد مین داخل ہوئے تو سپاہیون نے اپنا مونہہ سلطان المعظم کیطرف کر لیا۔ اور جب آدہے گھنٹے کے بعد سلطان المعظم پھر سوار ہوئے تو سپاہی پھر اپنی اصلی حالت پر آگئے۔

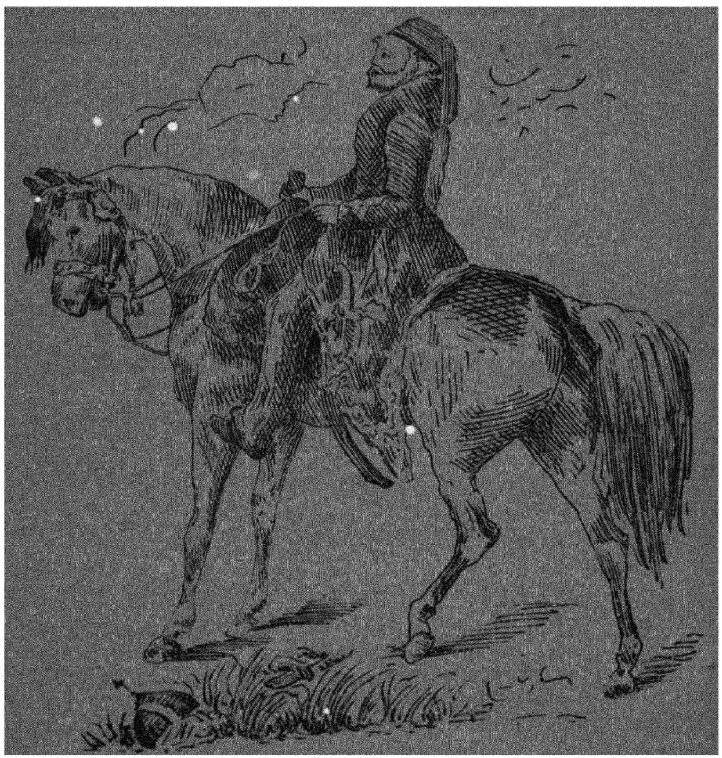
وہی امریکن سیاح آگے چلکر سلطان المعظم کی تعریف مین حسب ذیل لکھتا ہے:-

"یہہ ایک ایسی سلطنت پر خود مختار فرمانروا ہین۔ جو متحد البلاد امریکہ کے نصف کے قریب ہے۔ انکی ایک بان مین ۳۳ ملین سے زیادہ آدمیون کی حیات اور موت ہے۔ یہ مذہب اسلام کے دینی سرغنہ ہین۔ دو سو ملین آدمی ہر روز نماز کے وقت انکا نام لیتے ہین۔ ہندوستان۔ شمالی افریقہ اور چین اور جنوبی یوروپ کے مسلمان اونکو ظل اللہ کہتے ہین۔ اور ایشیائے کوچک کی ترکون کیطرح خلیفۃ الرسول مانتے ہین سلطان المعظم کی ممالک محروسہ کی سالانہ آمدنی دس کروڑ ڈالر ہے خزانے جواہرات سے مملو ہین۔ بیسیون شاہی مکانات اور منازل اور ہزارہا دن عربی گھوڑے ہین۔ لونڈی غلامون کا کوئی شمار نہین۔ ہر سال سلطان المعظم کا حرم جس کو مشرقی حسن و جمال کا مخزن کہنا چاہیئے۔ جارجیا اور سرکیشیا کی نہایت حسین اور نوخیز کنیزون سے معمور کیا جاتا ہے۔ اگر جسمانی آرام و آسایش۔ روحانی کامرانی اور دنیوی جاہ و حشم منتہاے زندگی ہین۔ تو انمین ہمکو شک نہین کہ سلطان المعظم اپنی فضیلت مین دنیا بھر سے خوش نصیب ہین"۔

حالات اسنبول و قسطنطنیہ اس کتاب مین اسلامی دارالخلافہ کی گذشتہ تاریخ دینے کے بعد شہر کی موجودہ کیفیت۔ وہان کی پبلک عمارات اور شاہی محلات دلفریب منظر اور ترکون کی موجودہ طرز معاشرت۔ اور خلقی اوصاف اور سلطان المعظم کے شاہانہ دربارون اور محاسن جسیمہ و اوصاف حمیدہ کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔ اور ہمنے آرمینیو کی طبیعی شجاعت بھی واضح کر دیگئی ہے۔ کتب سیاحت انگلستان کے مشہور سیاح اور مسٹر سوربن کو فورڈ اور لیڈی میکنزی صاحبہ کی کتابون کا ترجمہ دینے کے علاوہ گیمن ایڈمنڈ اور مسٹر ورکر کی اور دیگر مستند مورخین کی کتابون سے مدد لگی ہے عنقریب

المشتہر الواعظ محمد سنا رہنما سفیر جمعیۃ کنیسۃ ارتھ سرائل بازار

عمر پاشا



ضمیمہ پیام (۴)

حضرت سلطان المعظم کیسے جفاکش اور سادگی پسند ہین

گریالٹ کمپنی اودیہ فروشان پیرس (فرانس) کی سالگزشتہ کی جنتری مین حضرت سلطان المعظم کی نسبت ایک مختصر نوٹ چھپا تھا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہی:-

"اونکا طرز خیال اور طریقہ رہائش تقریبًا ویسا ہی ہے جیسا کہ یورپ کے دوسرے شہنشاہون کا ہوا کرتا ہی صبح کے ساڑہے نو بجے وہ اپنے کتب خانے یا اوس کمرے مین جہان مطالعہ کیا کرتے ہین داخل ہوتے ہین اور کاغذون کے دو پہاڑون کے درمیان جن مین سے ایک تو ترکی اخبارون اور مختلف ہفتہ وار اور دیار کے ہفتہ وار اور ماہرانہ پرچون کا ہوتا ہے اور دوسرا کاغذات سلطنت کا بیٹھ جاتے ہین سلطنت کا ہر ایک خط سلطان المعظم بڑے غور سے پڑہتے ہین جن کا یہ دعوی ہے کہ کبھی کسی تحریر کے نیچے دستخط نہین کرتے جبتک کہ وہ اوسے اول سے اخیر تک پڑہ نہین لیتے جب وہ دونون طرح کے کاغذات کا مطالعہ کر چکتے ہین تو پھر وہ صبح کا ناشتہ بغیر شراب کے تناول فرماتے ہین۔ اس وقت میز پر جو چیزین چنے جاتے ہین۔ اگر وہ تنہا کہانا کھاوین تو چینی کے ہوا کرتے ہین۔ لیکن دوسری صورت مین سونے کے ہوتے ہین کہانیکے بعد سلطان المعظم کا یہ معمول ہے کہ وہ یا تو بگھی پر سوار ہو جاتے ہین یا کثرت جسمانی مین مصروف ہوتے ہین جس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ پھر اپنے کتب خانے مین چلے جاتے ہین اور برابر اوس وقت تک کام کرتے رہتے ہین جبتک کہ اونکا دن کا کام ختم نہ ہو جاے۔

سلطان المعظم کی وہ زندگی جو وہ محلات مین بسر کرتے ہین۔ بہ نسبت اون خیالات کے جو عوام مین مشہور ہین بالکل برعکس ہے یہان حرم سرا کے معنی ہی کچھ اور ہین۔ اور اونکے حرم مین کوئی خصوصیت نہین کیونکہ وہ صرف ایک ہی بیوی کے ساتھ جو اونکی پسند خاطر ہے پانچ دن یورپ کے اور بادشاہون کیطرح اس وضع سے گذارتے ہین جس سے انہین اتنی محبت ہو کہ اونہون نے اوسکی حال کی بیماری کے دنون مین کہانا پینا چھوڑ دیا تہا۔ اور اپنا تمام وقت اوسی کے پاس بیٹھکر کاٹ دیا کرتے تھے۔ اونکی لڑکی نبیہ سلطانہ کو ٹیٹھ یورپین وضع کی تعلیم و تدریس دیگئی ہے۔ اوپیانو بجانے مین ایسا کمال رکہتی ہے کہ اوسکے ساتھ کی اور کوئی کم ہوگی۔

اعلیٰ حضرت عبد الحمید خان ثانی بڑے پکے مسلمان ہین۔ لیکن پیر بھی جانتے ہین۔ کہ مین جسطرح مسلمانون کا بادشاہ ہون۔ اوسیطرح یونان اور آرمینیا والے بھی میری ہی رعایا ہین۔ اور نہ صرف یہی

قوم کے موعظون اور مجتہدین کو ہی تحایف ارسال کیا کرتے ہین بلکہ یونان اور آرمینیا کے پادری بھی اون سے مستفید ہوتے رہتے ہین +

ضمیمہ نمبر پنجم (۵)

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی کی بے تعصبی

اس ضمن مین ایک عیسائی اخبار کتھولک فایر سائیڈ نامی لکھتا ہے:-

"سلطانی عملداری مین کتھولک گرجا کو بخوبی آزادی حاصل ہے۔ اور اوسکی وہ عزت ہے جو اون لوگون کی سمجھ مین بھی نہ آوے گی جنہون نے اس عملداری کو نہین دیکھا ہے سب گرجا خانقاہین۔ مدرسے و شفاخانے ٹیکس سے بری ہین۔ اور بریت کیوجہ یہ قرار دیگئی ہے کہ یہ سب چیزین رفاہ عام کی ہین جن سے سلطنت کو بڑا فایدہ پہنچتا ہے جب پرانی مقدمات مین فریقین کتھولک ہوتے ہین تو انکا مقدمہ ترکی عدالتہین فیصل کرتی۔ بلکہ پادری یا بشپ کے وکلا تجویز کے مجازہین قسطنطنیہ کی سڑکون پر جو کانسٹیبل کھڑے ہوتے ہین وہ پادری یا کسی نن یا کوئی پرسٹ کو دیکھتے ہی ہتھیار رکھ دیتے ہین اور اس عیسائی جلوس کے ساتھ ہمیشہ ترکی فوج آگے آگے جلو مین ہوتی ہے اور جب کسی بارک یا فوجی مقام کے پاس سے یہ مذہبی جلوس گذرتا ہے تو گارڈ رسمہ کر دیتے ہین۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہین کہ ترکی عملداری وقع ایشیا مین چھ لاکھ میرونائیٹ کتھولک رہتے ہین۔ اونکو پورا پورا امن کوہ لبنان پر حاصل ہے۔ وہان کا گورنر بھی سلطان المعظم نے عیسائی ہی مقرر کر دیا ہے فلسطین اور وادی نیل کے فرانسسکن کیتھولک کی بھی مسلمان بہت عزت کرتے ہین۔ حالیمین سلطان المعظم نے پرنس ولیم کے سردار پادری کو اول درجہ کے مجیدی تمغہ کا اعزاز بخشا ہے جو مسلمانون کو بھی بہت کم میسر ہے"

اب اسی قسم کا ایک بیان ہم ایک دیگر اخبار نور سے لیتے ہین جو ملک انگلستان کے شہر لورپول مین چھپتا ہے ماخبار مذکور لکھتا ہے کہ:-

"سلطان انگلستان کی دوستی پر فخر کرتے ہین۔ اور اون دنون کو بہت خوشی سے یاد کرتے ہین جب کبھی گزشتہ زمانہ مین انگریزون نے روم کی مدد کی ہو چنانچہ جنرل کینٹ کی جو اپنے سپاہی بہایون کی قیمت کریمیا مین دیکھنے گئے تھے سلطان نے بڑی عزت کی یہ جنرل انگریزون کی لڑائی مین سلطان کیطرف ہوکر روسیون سے کمال دلیری کیساتھ لڑے تھے۔ انگریزی ایلچی نے جنرل صاحب کی آمد کی اطلاع سلطان المعظم کو کی سلطان المعظم نے فوراً اونہین طلب کیا۔ اور اثنائے گفتگو مین انگریزی فوج کے بڑے احسانات روم کی نسبت بیان فرمائے۔ اور انگریزون کی

تعریف کی۔ اور فرمایا کہ مین اوس زمانے مین اپنے والد ماجد کے ساتھ سفر طرابلس گیا تہا۔ اور تمہاری فوجکا معائنہ کیا تہا۔ اور جنرل کینٹ کو مجیدی تمغہ ڈالے ہوئے دیکھکر جو اونہین جنگ کریمیا مین عطا ہوا تہا بہت خوش ہوئے اور اس سے زیادہ مرتبہ دیا یعنے گرینڈ کارڈن کا تمغہ بخشا۔ اور اپنے ہی محل مین اونکی دعوت کی۔ اور طبی توجہ سے جنگ کریمیا کی باتین کرتے رہے۔ اور اون سے کریمیا کی سیر کا حال پوچھتے رہے۔ روم مین فوجی مقامات اور بارکین دیکھنے کی کسی کو اجازت نہین ہے۔ گران جنرل صاحب کو بگئی سلطان المعظم نے اونکو اعزاز سے لا دیا اور فرماتے تھے کہ مین انگلستان کا بہت مداح ہون کہ سنہ روس کے مقابلہ مین ٹرکی کی حمایت کی۔

(اخبار سلام آگرہ۔ ۵ اگست ۹۳ء)

ضمیمۂ نمبر ششم (۶)

سلطنت ٹرکی۔

(منقول از ٹریبیون۔ مورخہ ۲۰ ستمبر ۹۳ء)

جناب بندہ سلطنت عثمانیہ کو اگر بڑی مضمون نگار تاریکی اور جہالت مین مبتلا بتلاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ چونکہ اس سلطنت نے مدت سے کوئی ترقی نہین کی۔ اسلیئے آج نہ ڈوبی تو کل ڈوب جائے گی۔ بلکہ یہانتک بڑہ گئی ہین کہ بامحالہ کو "مرد بیمار" کہنے لگے ہین اسبات کا ذکر کرنے کی احتیاج نہین ہے کہ اس صدی مین بہت موقعون پر ترکون نے سب سے قوی جنگی طاقت یعنی روس سے لڑائیان کرنے مین نہایت ہی جرأت اور بہادری ثابت کردی ہے چنانچہ اسلح سازی کی ترقی اور زمانہ حال کے فن جنگ مین کسی مشرقی طاقت سے پیچھے نہین ہین۔

اب رہا اوسکی اندرونی قومی اور مالی حالت کی بابت سو چند سطور ذیل جو ایک پیرس کے روزنامہ اخبار لاہیگ مین درج ہین۔ دنیا کو اسبات کا اطمینان دلانیکو کافی ہین۔ کہ ٹرکی مین سلطان حال کے عہد جلوس سے نہایت ہی ترقی ہوئی ہے اس امر کا مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک مسلمان کو جو اس سلطنت عظمیٰ کی خود مختاری کا چاہنے والا ہے خوشی بخشیگا۔ اخبار مجولہ حسب ذیل رقمطراز ہے:-

سلطان المعظم عبد الحمید دام اقبالہ کے سنہ جلوس کی سترہوین سالگرہ کو مین بدون چند سطرون کے اوس سراپا اور دانشمند بادشاہ کی خدمت مین کہ جو نہایت ہی سخت موقعہ کے دنون مین سلطان محمود کی حکومت کے زمانہ سے لیکر اب تک اپنی سلطنت مین ایک خلیفۃ المسلمین کی روایتی تدبیر حکومت قائم رکہنے مین کامیاب ہوسکا

ہے پیش کیے بغیر گذرنے نہین دیسکتا ہون۔

"ہمکو اس مذہبی آزادی کی جو اس عثمانی سلطان نے اجازت دی ہے۔ اور جس کی کہ تقلید بہت سی مشرقی قومون پر واجب ہو تو دل سے عزت کرنی چاہیئے حضرت سلطان المعظم نہ صرف ہر شخص کے مذہبی عقایدکی عزت کرتے ہین۔ بلکہ تمام مذہبون کے متقدین کے وجود کی بھی حفاظت کرتے ہین۔ اور انکی دریا دلی اور فیاضی تمام خیراتی اور رفاہ عام کے کامون اور تعلیمی درسگاہون پر بلا تمیز قوم اور مذہب کے یکسان مبذول ہوتی ہے"

"اگر ہم اون تحقیقات علمیہ نتایج پر جو کہ سلطان المعظم مدوح نے ملک کی مالی حالت کی ترقی کو متعلق حاصل کیے ہین وہ ترقی بھی اضافہ کرین کہ جو رعیت کو رونق دینے اور مختلف انواع کی صنعت و حرفت کو جاری کرنیسے پیدا ہوئی ہے۔ تو ہم بآسانی اوس جوش اور سرگرمی کو سمجھ سکین گے جس کو رعایائے عثمانیہ نے سلطان المعظم کے جلوس کی تیرہوین سالگرہ کی خوشی منانے مین ظاہر کر رہی ہے۔ اور جسکی کہ اور کوئی ملک مثال نہین پیش کر سکتا۔ سلطان المعظم موصوف جن کو ان مختلف قومون کے درمیان کہ جو انکی دوستی کے متلاشی ہین ہمیشہ سخت ثابتانہ حکمت عملی اختیار رکھنی پڑتی ہے۔ پھر ایک دفعہ اور بھی اسبات کو علانیہ ثابت کر دین گے کہ انہین ملک جرمنی کی نسبت وہ خیالی پاسداری جو بعض پیرس کے اخبارون نے انکو منسوب کی ہے ہرگز نہین ہے۔ اور یہ کہ وہ سب خیالات مرفہ ہمیشہ اپنی سلطنت کی بہبودی کی خاطر اون کے دل مین آیا کرتے تھے۔ لیکن ملک فرانس کی نسبت بھی انکی ہمدردی کبھی مخفی نہین رہی۔

سلطان المعظم عبد الحمید خان وہ سلطان ہے کہ جس نے اپنے خیالات مین سیکھا تو بہت کچھ لیا ہے اور فراموش کچھ بھی نہین کیا"

(راقم نہال چند از پیرس یکم ستمبر ۹۳ء)

ضمیمہ نمبر ہفتم (۷)

رعایائے دلون مین سلطان روم کی وقعت

جناب ایڈیٹر صاحب مہر نیمروز دام عنایتکم۔ اپنے بادشاہ اور حکمران کی عزت اور محبت رعایا کے دلون مین ہونی بہت بڑی اور مستحکم دلیل اسبات کی ہے کہ بادشاہ ہمیشہ اپنے ارادون اور رعایا اپنی مرادون مین کامیاب اور سرسبز رہیگی۔ بادشاہ کے واسطے اس سے زیادہ اور کوئی مسرت کا باعث نہین ہو سکتا۔ کہ

ماتحتون اور رعایا کے دلون مین اوسکی محبت اور وقعت اوس سے بہت زیادہ ہوگی جس کا وہ مستحق ہے۔

روے زمین کی سلطنتون مین شاہ ایران کی عزت اور عظمت جو ایران کی رعایا کے دلون مین ہی وہ کسی ملک باشندون کے دلون مین اپنے حکمران کی نہین۔ مہنیرون کے متعزز ناظرون مین سے اگر کسی نے قسطنطنیہ کی سیر کی ہوگی۔ تو وہ میرے اس قول کی پوری تصدیق کرسکتے ہین۔ خاص شہر ستنبول مین ساٹھ ہزار کے قریب ایرانی ہین جو اکثر تجارت پیشہ ہین۔ اور جن کی تجارت اکثر تو تن (ایک قسم کا باریک کپڑا) کے ہے جو سگار مین پیا جاتا ہی یا جائے وغیرہ کی ہے۔ اور یہ ایک ضروری اور لازمی بات ہی کہ ہر ایک شخص کی دوکان پر ایک تختہ آویزان رہے جسپر ایک یا دو شعر اپنے بادشاہ حال ناصر الدین[۱] کی تعریف کے جلی قلم سے لکھے ہوے ہون +

---

[۱] افسوس شاہ موصوف کتاب ہذا کے تیسرے ایڈیشن کے شائع ہونیکے وقت زندہ نہین ہے۔ اور یکم مئی ۱۸۹۶ء کو بروز جمعہ جامع مسجد کے صحن مین ایک ملعون کے ہاتھ شہید ہوگئے۔

ہم اس موقع پر شاہ مرحوم کی مختصر لائف اور سلطنت عظمہ عثمانیہ کے اسلامی ہمسایہ سلطنت ایران کی موجودہ حالت بمجمل طور پر بیان کردینا مناسب سمجھتے ہین +

سلطنت ایران کی اجمالی کیفیت

اور

شاہ کجکلاہ ناصر الدین قاچار مرحوم شہنشاہ ایران کی مختصر حالات

شاہ ناصر الدین مرحوم کی بیوقت موت سے کل دنیا کی نظرین سلطنت ایران کی طرف متوجہ ہوگئی ہین۔ اس لیے سلطنت مذکور کی موجودہ پولیٹکل جغرافیکل اور تمدنی حالت کا مختصر بیان درج اخبار کرنا غالباً نامناسب نہین ہوگا۔ ابتداے روزگار سے لیکر زمانہ فتوحات اسلام تک سلطنت ایران نے دنیا کی تاریخ مین جو حصہ کثیر لیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہین۔ مگر مسلمانون کے قبضہ مین آجانیکے وقت سے ہی کیا حیثیت کیا صورت خلفاے بنی امیہ و عباسیہ اور کیا حیثیت آزاد مملکت کے ایران کو کچھ کم عزت و وقعت حاصل نہین رہی پندرہوین اور سولہوین صدی عیسوی مین شاہان صفویہ کا جاہ و جلال دنیا کے کسی جہانبادشاہ سے کم نہین تھا۔ اور اٹھارہوین صدی کے نامور ایرانی فاتح نادر شاہ کی فتوحات یا کارنامے تیمور یا نپولین بونا پارٹ کے کارنامون کی سطح پر پہنچے ہوے ہین۔ البتہ نادر کے قتل ہوجانیکے بعد اندرونی سازشون کیوجہ سے ایران کی مجموعی حالت مضمحل ہونی شروع ہوگئی سلطنت کچھ عرصہ خاندان زند کے تصرف مین رہنے کے بعد خاندان قاچار کے قبضہ مین آگئی۔ انہی دنون روس کی سرحد ٹرکی سے چند صوبے چھین لینے کیوجہ سے ایران کی سرحد کو متصل ہوگئی۔ اور اسی ہمسائی سے روس ملک گیری کی پالیسی پر کاربند ہوکر دغا و فریب لڑائی ہنگامہ سے سلطنت ایران سے صوبہ جارجیا اور جمیل کا پسین کے کنارے کا مالک بیٹھا۔ اور رفتہ رفتہ اس قدر اقتدار بڑھایا کہ شاہ ناصر الدین مرحوم کی جگہ اگر کوئی اور فرمانروائے ایران ہوتا تو سلطنت ایران کا مدت سے نام و نشان تک مٹ گیا ہوتا۔ شاہ مرحوم کی تاریخ پیدائش و تخت نشینی اور اولاد و وفات کا ذکر ۱۸۹۳ء کے پرچہ مین درج ہوچکا ہے۔ مرحوم خاندان قاچار کے تھے (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ آیندہ پر)

ناظرین اب قیاس کر سکتے ہیں کہ ایرانیوں کے دلوں میں کس درجے بادشاہ کی محبت اور عزت ہے۔ ایران

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) بادشاہ تھے۔ بانی خاندان آغا محمد شاہ تھے جو ۱۷۹۶ء میں شاہ ایران ہوئے انکی بعد انکا برادر زادہ فتح علی قاچار راج پیش ۱۸۱۴ء میں تخت نشین ہوا۔ روسیوں نے اس بادشاہ کیوقت ایران سے متواتر لڑائیاں کیں اور متعدد صوبے غصب کر لیے اس کے بعد اس کا پوتا محمد شاہ ۱۸۳۴ء میں شاہ ایران ہوا۔ اور ۱۸۴۸ء میں اپنے باپ کیوفات پر شاہ ناصر الدین زید عزہ ایران ہوئے۔

خاندان قاچار تاتار کا ایک ترکی قبیلہ ہے تیمور نے اسی ترکستان سے لاکر ایران میں آباد کیا تھا۔ شاہ ایران اپنے ملک میں شاہنشاہ کہلاتا ہے اور اپنی رعایا کی جان مال کا مطلق العنان مالک ہے خزانہ سلطنت اور ملک کی کل آمدنی اسی کے اختیار میں ہوتی ہے اسی لیے جیسے پچھلے شہنشاہان ایران نے بے نہایت پرائیویٹ دولت فراہم کر لی۔ شاہ مرحوم کی ذاتی دولت کا اندازہ ساٹھ لاکھ پونڈ کیا گیا ہے جواہرات اور بے بہا صنع اشیاء کا تو کچھ بیان ہی نہیں ذخیرہ ہے۔ دریائے نور و زرنی ۱۸۸ قیراط اور تاج ماہ و زرنی ۴۶ قیراط دو سب سے بڑے ہیرے ہیں کا نام ہے۔ وراثت کیلئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں حکمران بادشاہ کا اختیار ہے کہ بلا لحاظ خورد و بزرگی شاہی خاندان میں جس کو چاہے اپنا ولیعہد مقرر کر دے ایران کی گورنمنٹ کا طرز بہت کچھ ٹرکی گورنمنٹ کی مشابہ ہے شاہ کا حکم اگر قرآن و حدیث کے مخالف نہ ہو تو واجب التعمیل ہے شاہ ایران خلیفہ رسول اللہ کہلاتا ہے مگر شیعہ علماء اور سید جو خلافت کو قبول نہیں کرتے انصرام امور سلطنت وزارت کے ذریعہ سے ہوتا ہے پہلے صرف دو وزیر ہوتے تھے مگر اب کچھ عرصہ سے اور وزیر بین قاعدہ کے مطابق الگ الگ محکمے بنا دیے گئے ہیں۔ وزیر اعظم صدر اعظم کا عہدہ ۷ جنوری ۱۸۷۹ء کو پہلے سر نو قائم کیا گیا۔ اور وزیر اعلی صنرخاں امین السلطنت اس پر مامور کیے گئے۔ علاوہ صدارت عظمی کے مال خزانہ اور محاصل کی وزارتیں بھی انہی کے پاس ہیں۔ دوسرے محکموں کی تفصیل یہ ہے صیغہ داخلیہ صیغہ خارجیہ صیغہ حربیہ عدالت عامہ تجارت (دونوں ایک وزیر کے ماتحت) تعلیم عامہ تار برقی معادن (تینوں ایک وزیر کے پاس ہیں) ڈاک اوقاف (دونوں ایک وزیر کے ماتحت) اور علاوہ جملہ آٹھ وزیر ہیں انکے علاوہ چودہ اور وزیر ہیں مگر کسی کے متعلق کوئی محکمہ نہیں ہے۔ امین الدولہ وزیر ڈاک و تجارت کونسل وزراء کے میر مجلس ہیں۔ ملک ۲۲ بڑے اور ۱۰ چھوٹے چھوٹے صوبوں پر منقسم ہے۔ ہر ایک صوبے میں گورنر جنرل مامور ہے۔ جو براہ راست شاہی حکومت کے ماتحت ہیں۔ اور اپنے اپنے علاقہ میں نائب خود مقرر کر سکتے ہیں گورنر جنرل اور لفٹنٹ گورنر عموماً حاکم کہلاتے ہیں۔ اول الذکر کو والی فرمانروا وغیرہ وغیرہ بھی پکارا جاتا ہے۔ اور آخر الذکر کو نائب الحکومت۔ چھوٹے ضلع کا حاکم ضابط کہلاتا ہے۔ ہر ایک شہر میں چیف مجسٹریٹ یعنے کلان تزہ دار وغیرہ یا میگل بیگی مقرر ہے۔ اور ہر ایک گانوں اور محلے میں نمبردار ضرور ہیں کہ خدا کہا جاتا ہے مقرر ہیں ان لوگوں کا کام وصولی محاصل ہے۔ اور اون کو اکثر لفٹنٹ گورنر اور گاہ گاہ رعایا منتخب کرتی ہے۔ اکثر گورنروں کے ماتحت وزیر یا پیشکار ہوتے ہیں کل صوبہ کا انتظام اور حساب کتاب انہی لوگوں کے سپرد ہے۔ اور وہ عموماً بڑے تجربہ کار ہوتے ہیں خانہ بدوش قبیلوں کے سردار ایل خانی۔ ایلی بیگی تیلی بیگی شیخ یا قوشال کہلاتے ہیں اور جس گورنر کے علاقہ میں انکا قبیلہ رہتا ہے اوس کو خود اپنے قبیلہ سے محاصل وغیرہ کر کے وار کرتے ہیں۔

بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ پر دیکھو)۔

سے بعد ترکون کا درجہ ہے۔ ترکون مین اپنے بادشاہ کو اسوقت تک ایسا عزیز سمجھتے ہین کہ انکو نزدیک سلطان کا

بقیہ فوٹ صفحہ گزشتہ) ایران کا عرض شمالاً جنوباً ۱۰۰۰ میل اور طول شرقاً غرباً ۱۰۰۰ میل ہے ۱۶ لاکھ ۲۸ ہزار مربع میل رقبہ ہے۔ اس قبہ کا بہت بڑا حصہ بالکل بیگستان ہے اور نی مربع میل آبادی اوسط بشکل ۱۲ کس ہر مشلاً ۱۹۰۰ مین مردم شماری مدین تفصیل ۶۵۳۶۰۰ تھی باشندگان شہر ۱۹۶۳۸۰۰ خانہ بدوش ۱۹۰۹۸۰۰ آبادی دیہات ۸۰۰۰۰۰۰ ۱۹۱۰ء مین آبادی کا اندازہ نو سے لاکھ کے قریب کیا گیا ہے۔ ایران مین یورپین لوگون کی تعداد آٹھ سو سے زیادہ نہین ہے۔ ایران کے بڑے بڑے شہر معہ آبادی یہ ہین۔ طہران (۲۱۰۰۰۰) تبریز (۱۸۰۰۰۰) اصفہان (۸۰۰۰۰) مشہد (۶۰۰۰۰) بار فروش (۵۰۰۰۰) کرمان (۴۰۰۰۰) یزد (۴۰۰۰۰) ہمدان (۴۰۰۰۰) تبریز (۳۰۰۰۰) قم (۲۰۰۰۰) کاشان (۲۰۰۰۰) ہر ایک کی آبادی تقریباً ۳۰ ہزار) خانہ بدوشون مین دو لاکھ ۶۰ ہزار عرب ہین۔ سات لاکھ ۲۰ ہزار ترک۔ چھ لاکھ ۵۰ ہزار کرد ایلیق۔ ۲۰ ہزار، سو بلوچی اور جپسی۔ ۲ لاکھ ۳۴ ہزار لر تقریباً ۶۰ لاکھ باشندگان کا مذہب شیعہ ہے۔ ۸ لاکھ سنت جماعت ہین۔ نو ہزار گبر یا پارسی۔ ۲۵ ہزار یہودی۔ ۳۰ ہزار ارامنی عیسائی اور ۸ ہزار نسطوریین فرقہ کے عیسائی ہین۔

ایران مین علما کا بہت زور ہے اور وہ تہذیب[1] کی ترقی کی سخت مخالف ہین۔ ہر ایک شہر مین کم از کم ایک مجتہد ضرور ہوتا ہے مگر مستند چار پانچ ہی مانے گئے ہین سب سے زیادہ عزت کربلائے معلی والے مجتہد کی ہے جسکو بعض نائب الرسول مانتے ہین گورنمنٹ کو مجتہدین کی تقرری مین کوئی دخل نہین ہے۔ البتہ شیخ الاسلام و امام الجمعہ کو وہی مقرر کرتی ہے مؤذن اور بعض متولی امام الجمعہ کے ماتحت ہوتے ہین۔ تمام مساجد و خانقاہون کے ساتھ کچھ نہ کچھ جایداد بن وقف ہین۔ اور اون کا خرچ وقف کی آمدنی سے چلتا ہے بعض متبرک مکانات (مثلاً مشہد مقدس) کو اوقاف اور چڑھاوون کی بہت آمدنی ہے۔ کہ بیشمار مجاورین۔ خدام اور متوسلین بڑی فارغ البالی سے اوقات بسر کر رہے ہین۔

ایران مین کالج بافراط موجود ہین۔ اونکا خرچ سرکار کے ذمہ ہے اور انمین دینیات۔ فارسی اور عربی علم ادب اور کسی قدر سائنس کی تعلیم دیجاتی ہے۔ مگر پرائمریٹ مکاتب کا ابھی بہت قحط ہے ۱۸۷۵ء مین خاص طہران مین ایک صنعتی کالج قایم کیا گیا تھا۔ اور اوسکے پروفیسر بھی یورپین مقرر کیے گئے تھے۔ اس کالج نے ایران مین مغربی علوم اور آرٹ کو رواج دینے مین بہت کچھ مدد دی ہے۔ طہران اور تبریز مین جنگی کالج بھی موجود ہین۔ قرآن شریف کی تعلیم عام ہے۔ مگر اکثر لوگ ابھی تک صرف قرآن مجید کے پڑھ لینے ہی کو کافی سمجھتے ہین

عدالتون کا انتظام گورنرون اور اونکے نائبین اور شیخ الاسلام اور علما کے ہاتھ مین ہے۔ اول الذکر صیغہ دیوانی کے حکام عرف عام قانون دنیاوی کو روسے تصفیہ تنازعات کرتے ہین۔ اور آخر الذکر سرع شریف کے مطابق۔ عدالتون کی کارروائی سرسری طور پر ہوتی ہے۔ اور جو ڈیشل تحقیقات نہین ہوتی۔

سنہ ۱۹۰۹ء مین کل آمدنی ۳ کروڑ ۴۰ لاکھ ۳۶ ہزار انگریزی قرار ہوئی اس وقت ایک قران مالیت مین تقریباً ۱۳ پنس کے برابر تھا

[1] خدا کی خاص مہربانی سے ان جنبہ ہوں مین علما یکبارگی کامل بیدار ہو کر ترقی و تہذیب کے ہر وسیلہ اور رتبہ کے زبردست حامی ہو گئے ہین۔

نام نہیں اشد ضرورت کو لینا اعلےٰ درجہ کی بے ادبی اور بد تہذیبی خیال کیجاتی ہے۔ دوران گفتگو میں اگر سلطان المعظم

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) - مگر ہندوستان کے روپیہ کی طرح چاندی کے دن بدن ارزان ہوتے چلے جانیکی وجہ سے اب اسکی قیمت تقریباً ۱/۶ پنس رہگئی ہے ۱۸۹۶ء میں کل آمدنی پانچ کروڑ سات لاکھ قرن ہوئی اور ۱۸۹۹ء میں ۵۴۴۰۷۶۳۰ قرن ہوئی جو اسی سال میں ۵۰۱۰۰۰۰۰ قرن ہوا جس میں سے ایک کروڑ تہتر لاکھ فوج پر ایک کروڑ نشیون پر ۳۰ لاکھ روپیہ قرضہ کی ادائی پر ۹ لاکھ راکین خاندان قاچار پر ۸ لاکھ صیغہ خارجیہ پر پچاس لاکھ دربار شاہی کے اخراجات پر ۵ لاکھ کالجون پر ۵ لاکھ ملازمان سول کی تنخواہون پر ۹ لاکھ ۳۰ ہزار اخراجات لوکل گورنمنٹ پر اور ۸ لاکھ معافی معاملہ پر صرف ہوتے ہیں باقی تمام شاہی خزانہ میں داخل کیگئی۔

تقریباً ۸۰ فیصدی آمدنی محاصلات رہنی سے ہوتی ہے جسکی وصولی میز یا بکس کلکٹر وقتاً فوقتاً تشخیص کرتے رہتے ہیں۔ اور تخمیناً ۱۰ فیصدی آمدنی محصول اسباب تجارتی ڈاک معادن اور اجارون وغیرہ سے ہوتی ہے۔ یہودی عیسائی اور پارسیون پر بہت کم خراج لیا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں گورنمنٹ نے امپیریل بنک طہران سے ۵ لاکھ پونڈ چھ فیصدی سالانہ سود پر قرض لیا تھا۔ یہ قرضہ اسی شاہی اقساط میں ادا کیا جاویگا۔ سلطنت ایران کی ذمہ صرف یہی قرضہ ہے۔ یہ روپیہ تباکو کی اجارہ داری کمپنی کو ہرجانہ ادا کرنے کے لیے برداشت کیا گیا تھا۔ اسکی کفالت میں خلیج فارس اور جنوبی ایران کی آمدنی محصول کیگئی ہے۔

ایرانی فوج کی جملہ تعداد ایک لاکھ پانچہزار پانچسو ہے۔ جسمیں سے ۵ ہزار توپ خانہ میں ہیں جس میں ۲۰ باتریان ہیں ۸۴۰۰ (رائفل پلٹنیں) فوج پیدل ہیں ۲۵۲۰۰ باقاعدہ اور بیقاعدہ فوج سواران میں اور ۲۰۰۰ (۲۴ پلٹنیں) فوج ملیشیا میں ہیں فوج کی تعداد بحالت امن صرف ۲۴ ہزار سو ہوتی ہے اور تعداد مندرجہ بالا میں سے فقط نصف باتین تعبیل جنگ کیلیے طلب ہوسکتی ہے۔ فوج پیدل ۳۵۴۰۰ فوج سواران ۳۳۰۰ توپ خانہ ۲۵۰۰ قریب ۱۰۰۰ غیر توپ خانہ ۹۰۰ انجنیر ۱۰۰ بیقاعدہ فوج ۱۲۱۳۰۰ - جملہ ۵۳۲۵۰ جولائی ۱۸۹۸ء میں شاہی فرمان جاری ہوا تھا کہ آئندہ ہر ایک ایرانی پر بارہ برس کیلئے فوجی خدمت لازمی ہوگی۔ مگر اوسکی تعمیل نہیں کیگئی۔ یہودی۔ عیسائی پارسی فوج میں بھرتی نہیں کیئے جاتے اور کردی ضلع کے مسلمان بھی فوجی خدمت سے مستثنےٰ ہیں۔ فوج کی تعداد گو تھوڑی ہے مگر تو اعد وان اچھی ہے۔ اور تقریباً ۳۰ برس سے یورپین افسرون کے زیر کمان ہے۔

ایران کی بحری طاقت نہ ہونیکے برابر ہے جسمیں کاسپین دس کے اقتدار میں ہے اور خلیج فارس انگریزون کے اقتدار میں ہے شاہی دریائی فوج میں صرف ۵ جہاز ہیں۔ ایک کا نام پرسی پولیس ہے یہ دخانی جہاز ہے اسکا وزن ۶۰۰ ٹن ہے اسکی طاقت ۴۵۰ گھوڑے کی ہے۔ اور چار توپیں ۳ انچ قطر کی اوپر چڑھی ہوئی ہیں۔ دوسرے کا نام سوسا ہے جو صرف دریائی سٹیمر ہے اور اوسکی اسی طاقت ۳۰ گھوڑون کی ہے۔

گندم۔ جو۔ چاول وغیرہ قدرتی پیداوار کے علاوہ ایران میں ریشم بہت عمدہ تیار ہوتا ہے۔ اسکی سالانہ پیداوار چھ لاکھ ۶ ہزار ایک سو پونڈ کے قریب ہے اور اس میں سے دو تہائی ممالک غیر کو بھیجا جاتا ہے۔

(بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ پر)

کے نام لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو بجائے اس کے کہ عبد الحمید خان کہیں "افندمز" شوکت مآب"

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) تمباکو۔ افیون اور اون بھی بکثرت ممالک غیر کو جاتی ہے ۱۳۰۰ھ میں ایک لاکھ چالیس ہزار پونڈ کی مالیت کا مال ایران سے باہر گیا۔

ایران کی تجارت زیادہ تر روس۔ ٹرکی اور انگلستان کے ساتھ ہے۔ اسباب درآمد پر پانچ فیصدی محصول لیا جاتا ہے اور برآمد پر ۳ سے لیکر ۶ فیصدی تک۔ تجارتی محصول امانی طور پر وصول نہیں ہوتا۔ بلکہ ٹھیکہ پر دیدیا جاتا ہے ۱۳۰۹ھ میں گرنٹ نے ۸۵ لاکھ قرن پر ٹھیکہ دار کو اجارہ دیا جسمیں بعد ادائے زر ٹھیکہ تقریباً ۵۰ لاکھ قرن کی بچت ہوئی۔

امپیریل بنک پہلا بنک ہے جو ۱۳۰۷ھ میں ایران میں قایم ہوا۔ اسکا بانی مبانی برن جولیس دی روٹیر باشندہ انگلستان ہے بنک مذکور کا سرمایہ ۴۰ لاکھ پونڈ ہے اور اب بڑے بڑے شہروں میں اسکی شاخیں موجود ہیں ۱۳۰۹ھ میں ایک کمپنی کو کان کنی کا اجارہ دیا گیا۔ گرجنوری ۱۸۹۲ء میں اسکا دوالہ نکلگیا۔ ۱۸۹۲ء میں نصلطنیہ کے امپیریل عثمانیہ بنک کے ہی ایران کے بڑے بڑے شہروں میں اپنی کوٹھیاں بنالیں۔ ایران میں ریلوے کو اب تک کوئی فروغ نہیں ہوا۔ طہران سے ریکر شاہ عبد العظیم تک (جہاں کی جامع مسجد میں شاہ مرحوم مقتول ہوئے ہیں) چھ میل لمبی لائن جولائی ۱۸۸۷ء میں کھولی گئی تھی۔ اسے لحیم کی ایک کمپنی نے بنایا ہے اور دوسری لائن ہے جو قیل کاہیین کے بندرگاہ محمود آباد سے بارفروش اور امول تک (جن کا درمیانی فاصلہ ۴۰ میل ہے) ایک ایرانی سوداگر نے تعمیر کرائی ہے۔ ریلوے جاری ہے۔ مگر ابھی ختم نہیں ہوئی۔ گویا کل مملکت ایران میں ابھی تک صرف ۴۰ میل ریل جاری ہے۔ دریائے کرون میں خلیج فارس سے شہر اہواز تک جہنی جہازوں کو جہاز رانی کی اجازت ہوگئی ہے۔ اور ایک یورپین کمپنی کا جہاز مہینہ میں دو دفعہ آمین سفر کرتا ہے۔ پختہ سڑکیں ابتک صرف دو ہیں طہران سے رقم تک اور طہران سے قزوین تک۔ ان دونوں کی لمبائی اکانوے میل ہے طہران سے اہواز تک اور قزوین سے انزلی تک اور طہران سے بغداد تک پختہ سڑکیں بنائی جانیکا اجارے دیا جا چکا ہے۔

ایران میں تار برقی کا سلسلہ ۱۵۰۰ میل لمبا ہے جسکی تار دنکی لمبائی ۷۰۰۰ میل ہے۔ تاگھر ان کی تعداد ۹۰ ہے۔ بمبای ایران کلکتہ سے لنڈن تار خبر بھیجنے میں سوا گھنٹہ خرچ ہوتا ہے۔

ڈاک خانہ کا انتظام اولاً ۱۳۰۱ھ میں ایک آسٹرین افسر ملازم گورنمنٹ ایران نے کیا۔ تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں میں ڈاک کا مستقل انتظام ہے اور ۵۰ ڈاک خانے قایم ہو چکے ہیں۔

ایران کا مشہور سکہ قرن ہے۔ اسکا وزن پہلے ۸ نخود (۴۸ گرین) ہوتا تھا۔ اب ۶ نخود کیا گیا۔ اور اب تقریباً ۴۳ نخود یا ۱۷ گرین ہے۔ چاندی کی تعداد ۹۰ فیصدی ہوتی ہے ۱۳۰۷ھ میں ۱۰ قرن ایک پونڈ کے برابر ہوتے تھے اور اب ۵۰ قرن ہوتے ہیں۔ شاہی ٹکسال میں مندرجہ ذیل سکے مضروب ہوتے ہیں۔ (بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ پر دیکھو)

لہ ترکی کا ایک مشہور لفظ "آفندم" جس کے معنے روم میں بہت سو زون اور عہدہ کے ہیں۔ اس لفظ کو ہر عزت اور تعظیم کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے مگر ترکی میں یہ صیغہ واحد مذکر خاص سلطان کیلئے مخصوص ہے۔ دوسرا کوئی لفظ جو آفندم ہی سے مشتق ہے "افندینہ" ہی جو خدا یا دوسرے کیلئے

سے تعبیر کرتے ہیں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ)

نام سکہ	دھات	مالیت بہ سکہ انگریزی	نام سکہ	دھات	مالیت بہ سکہ انگریزی
پول	تانبا	½ پنس	دہ شاہی = ½ قرن	چاندی	۲½ پنس
شاہی = ۲ پول	〃	¼ 〃	قرن = ۲۰ شاہی	〃	۵ 〃
دہ شاہی = ۴۰ پول	〃	½ 〃	دو قرن	〃	۱۰ 〃
چہار شاہی = ۱ عباسی	〃	۱ پنس	پنج قرن	〃	ایک شلنگ ۵ پنس
پنج شاہی	چاندی	۱½ 〃			

سونے کے سکہ ½ تومان۔ تومان۔ دو تومان۔ پنج تومان اور دہ تومان ہیں۔ تومان دس قرنوں کے برابر ہوتا ہے مگر ان دنوں قرن کی قیمت گر جانے کی وجہ سے ۴ قرن کے برابر ہے عام حساب کتاب کا یہ ایک فرضی سکہ سونے و دینار دونوں میں رہا جاتا ہے ایک قرن ایک زر دینار کے برابر شمار کیا جاتا ہے اور ایک شاہی پچاس دینار کے برابر۔

سلطنت ایران کی موجودہ حالت کا اجمالی خاکہ کھینچنے کے بعد ہم اسی کے وصدر کے اخبار میں مسٹر کرزن کی کتاب سے ناصر الدین شاہ مرحوم کی لائف کے متعلق مفصل حالات لکھنے کو تیار ہوتے تھے کہ بوجہ عدم گنجائش پیسا اخبار سے جنوری کی کتاب سے اخذ کیے ہے شاہ موصوف کے مختصر حالات درج کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ وھو ھذا۔

یہ شاہ ناصر الدین محمد شاہ کا سب سے بڑے بیٹے ہے۔ وصفر ۱۲۶۴ھ بروز دوشنبہ مطابق ۱۰-۱۰ جولائی ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے نامور دادا عباس مرزا۔ اور پردادا فتح شاہ نہایت وجیہ خوبرو تنومند اور قوی ہیکل جوان تھے۔ انکی ڈاڑھیاں گھٹنوں اور مطرزی میں مشہور ہیں۔ شاہ ناصر الدین اگرچہ ان کے برابر قوی الجثہ نہ تھے۔ لیکن تاہم خوبرو اور بارعب ہونے میں انکے کلام نہیں۔ جو انکی تمام قوم قاچار کا حصہ ہے یہ اور انکی اولاد اپنے بزرگوں کے طریق کو خلاف ڈاڑھیاں منڈوانے لگے اب سے برس پہلے کا ذکر مسٹر کرزن کہتے ہیں کہ "اگرچہ ۔۔۔ کے قریب ہے مگر شاہ ابھی تندرست و توانا ہیں اور رنگ صبیح آنکھیں اور بال سیاہ تمام قاچاریوں میں پائے جاتے ہیں۔

۱۸۷۳ء میں جب یہ سفر یورپ سے واپس آئے تو تبریز میں مقیم ہو کر انکے بیٹے کی امید تھی شاہ مرحوم عادات و اطوار میں بیشتر یورپین ہو گئے تھے اور جھانکی فرنچ میتر کار دیگر مرواند اشغال جو قاچاریوں کا خاصہ ہے۔ ہیں ہو شاہ کچھ نہ کچھ ہی کافی حصہ پایا تھا۔ مسٹر کرزن لکھتے ہیں کہ "انکی طبع نوازی گفتار نہایت شکل صورت اور ہر ایک بات سے جبلی حکمت اور طبعی لیاقت برستی ہے۔ دربار میں۔ مکان میں جہاں کوئی نہیں ملاتے انکے اقوال و افعال حرکات و سکنات سے ہوتا ہے۔ بادشاہ علوم کی ہے طبعاً مزاج میں جابجا رہا تھا۔ بات چیت کرتے اور نظر کے ساتھ کرتے تھے۔ اہل یورپ کی طرف سے عمدہ خیالات رکھتے تھے اور جو یورپین جانتا تھا۔ اکثر اوقات (باقی آئندہ صفحہ پر)

سلطنت ایران اور مسٹر کرزن کی کتاب سے ماخوذ ہے۔

دسترخوان شاہی سے جو کھانا لوٹ کر باورچیخانہ مین جاتا ہے اوس مین سے جو روٹی خاص سلطان المعظم نے کھائی ہو۔ اگر کچھ بچ رہتی ہے۔ تو وہ نہایت احتیاط کے ساتھ جمع کیجاتی ہے۔

اور جب کوئی شخص وزرا یا امرا مین سے یا اور کوئی شخص بیمار ہوتا ہے۔ اور ڈاکٹری علاج سے مایوسی

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) مشرف ہوتا تھا۔ اوائل عمر مین نمود کے زیادہ شایق تھے لیکن عمر کے ساتھ یہ عادت کم ہوتی گئی مال وجواہرات کے لحاظ سے دنیا مین اوّل درجہ کے والیٔ سلطنت خیال کیے جاتے تھے۔ لیکن باین ہمہ نہایت سادہ لباس رکھتے تھے جو شخص رعایا مین سے عرضی دینا چاہتا تھا وہ بے تکلف پاس جا سکتا تھا۔

زمانہ ولیعہدی مین بمقام تیوز سموئی تعلیم پاتے رہے اور تیرہ برس کی عمر مین جب وقت تخت نشینی کیلئے آیا۔ اوس کی عمر مین بلائے گئے اور وقت وہان قسکارین بہت مشہور تھی۔ ۱۶ برس کی عمر مین صاحب اولاد ہو گئے۔ چال چلن کی طرف سے شخص ایسا ثابت قدم تھا۔ کہ بقدر زندگی کسی زمانے مین سلطنت پاکر خوشامدیون کے ہتھکنڈون سے بچا رہا۔ نظم و نثر دونون مین بہت خوب لکھتے تھے۔ علم ترکی۔ فارسی فرانسیسی عربی وغیرہ مین مستعد دکانی تھی۔ امور سلطنت کو خوب سوچتے تھے۔ موسیقی اور تصویر کشی کا بھی مذاق تھا لیکن انکی تین عادتون کی بہت سے یورپین مشہور ہین۔ یہ کہ بچون کی طرح جدت پسند رہتے تھے۔ جو نئی بات یا چیز دیکھی یا سنی اوسے ضرور اختیار کیا۔ اور پھر تھوڑے دنون بعد اوس سے بے پروائی ہو گئی دوسری یہ کہ طبیعت مین مزاح بہت تھا۔ تیسرے جانور رکھنے اور پالنے کا بہت شوق تھا۔ مزاح زبانی نہین بلکہ عملی طور پر بھی بہت بڑھا ہوا تھا۔ ایک لطیفہ کسی متعلق بہت مشہور ہے کہ انہون نے بحر کی ایک کشتی جس مین ۱۰ اٹ لگائی جاتی ہے جب اول ہی اول کسی انگریز نے شاہ کو مذکی تو شاہ نے اول دربار مین معزز اہلکارون کو پھر سوار ہونیکا حکم دیا جب کہ وہ سوار ہو چکے تو شاہ نے کسیکو اوسکی ڈاٹ نکال دینے کا اشارہ کر دیا۔ اور چند سکنڈ مین وہ ایک درجن درباری قیمتی پوشاک پہنے ہوئے پانی مین غوطے کھانے لگے۔

امور سلطنت کو کبھی گوارا نہ کرتے تھے تمام اقتدار کا دربار کو نہایت شوق و ذوق کیساتھ انجام دیتے تھے۔ مدبرانہ حوالے رکھتے تھے ایران مین عام رائے یہ تھی کہ ممالک مین ناصر الدین سے زیادہ قابل عقیل اور صاحب تدبیر شخص حکمرانی کیلئے دستیاب نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اپنے اہلکار اور رعایا کے ساتھ بھی محبت اور ہمدردی کم کسی نے منصب نہ ہی بالکل نہ تھا۔ اور وجہ اسکی یہ ہے کہ تین مرتبہ یورپ کا سفر کیا تھا۔ ۱۸۷۳ء کو پہلا سفر اور ۱۸۷۸ء کو دوسرا۔ دو مرتبہ سلطان المعظم ترکی سے بھی ملے تھے۔

پرنس آف ویلز اور شاہ بکلاہ کے متعلق ایک قصہ یورپ مین بہت مشہور ہے۔ وہ یہ کہ جب شاہ ناصر الدین پرنس آف ویلز کے ہمراہ مینر پر کھانا کھا رہے تھے۔ باتون مین ہمہ مشغول ہوئے کہ یورپین آداب تناول کا خیال نہ رہا۔ اور اوسی خیر کی حالت مین جب کہ آلو بوٹی یا کوئی اور ایسی ہی شے کانٹے کے قبضے مین بآسانی نہ آئی۔ تو ہمہ وار انہون نے دوسرے ہاتھ کی انگلی سے اختیار کا اوسکی مدد سے کانٹے مین اوس چیز کو قبضہ لیا۔ لیکن فوراً ہی وقت انہین خیال آیا کہ یہ میز کے قواعد کے خلاف ہے۔ اور اس خیال سے اپنے کو جو اس وقت دسترخوان پر شریک تھے۔ اس نامناسب حرکت پر شرمندہ پایا۔ تب انہون نے کہا کہ [illegible] دوسرے ہاتھ کی انگلی سے [illegible] کو مدد دی ہے۔ اسی طرح ہمہ نے بھی اپنی انگلی کی مدد سے کسی چیز کو سیدھا کر لیا ہے۔ (بقیہ نوٹ صفحہ آیندہ)

ہو جاتی ہے تو وہ خشک روٹی اس مریض کو کہلائی جاتی ہے۔

ناظرین یہان ہو سلطان المظلم کی نسبت حسن عقیدت بھی سمجھ لیں گے۔ اور تجربے کے موافق بہت کم ایسے مریض ہونگے جو وہ روٹی کہلانیکے بعد صحت یاب نہ ہو گئے ہون۔

سلطان محمود اول کا ایک تاریخی قصہ زبانزد خاص و عام ہے جس کا اسوقت بیان کرنا ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ایک روز بادشاہ (محمود اول) اپنے معلسر کو تسکار سے واپس آ رہے تھے۔ کہ رستے مین گرمی اور پیاس کی شدت بہت زیادہ معلوم ہوئی۔ سامنے گلی مین ایک مختصر سا مکان معلوم ہوا۔ دریافت کیا تو ایک غریب مسلمان کا مکان تھا۔ بادشاہ نے اسوقت اس مرد خوش ظاہر کی کہ مین کچھ عرصے تک تمہارے مکان پر آرام لینا چاہتا ہون۔ کہ دھوپ کی گرمی ذرا مجھ پر بہت غلط کر رہی ہے۔ بادشاہ ایک گھنٹہ کے قریب بیٹھے اور اسکے بعد معلسر کو مراجعت فرمائی۔ وہ گھر جس مین ایک گھنٹہ تک بادشاہ کی نشست رہی۔ اسی روز سے آجتک برابر بند ہے۔ اور مقفل ہونیکی وجہ صرف یہ ہے کہ جس جگہ کو امیر المومنین اپنی تشریف آوری سے رشک ارم بنا چکے ہون۔ اس جگہ خود رہنا اور بیٹھنا بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی کی بات ہے۔ (مہر مصور ۲۰ ستمبر ۱۹۱۲ء)

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) شاہ ناصر الدین مرحوم کے قتل کی نسبت مزید حالات یہ معلوم ہوئے ہین کہ میرزا محمد رضا قاتل فرقہ بابیہ مین سے نہین ہو بلکہ مشہور صوفی شیخ سید جمال الدین وہی کے قاصدون مین سے ہے جن کو انہی شاہ مرحوم کے قتل کیلئے مامور کیا ہوا تھا۔ جمال الدین کو عام طور پر رومی مشہور ہے۔ مگر دراصل افغانی الاصل اور ایرانی المسکن ہے۔ وہ شہزادہ حکم خان کے ہمراہین مین سے ہے شہزادہ مذکور کے آزاد خیالات شاہ مرحوم کو ناگوار معلوم ہوتے تھے۔ اسلیئے وہ ایران سے جلاوطن کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد تھوڑی ہی مدت مین جمال الدین کو بھی خارج الملک کر دیا گیا۔ وہ بڑا عالم و فاضل آدمی ہے۔ کئی زبانین جانتا ہے اور دور دراز ممالک کی سیاحت کر چکا ہے۔ ایران سے نکلکر وہ مصر مین پہونچا مگر پولیٹکل سازشون کی وجہ سے وہان سے بھی کالا مصر سے آپٹی پہونچے۔ وہان بھی شیعون مین جھگڑا برپا کرنے کی کوشش کی۔ آخر کار وہان سے بھی اپنا ٹھکانہ نہ پاکر حیدرآباد پہونچے مگر وہان سے بھی اپنی تیزاری اور سازشی طبیعت کی بدولت ملک بدر ہوئے۔ انہین دنون مین انہی افغانستان اور پنجاب کے بڑے شہرون کا بھی دورہ کیا۔ اور ریلوے ٹھاٹھ سے گشت کرتا ہوا ہندوستان سے رخصت ہو کر وہ افغانستان پہونچا۔ جہان شہزادہ حکم سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ اور شہزادہ نے امیر ٹرکی سے سفارش کر کے اسکو گورنمنٹ ٹرکی نے ہوئے نظر بندی مین کر دیا۔ اور اسکے متعلق شاہ ایران اور سلطان کو دھمکیان کچھ عرصہ تک خطوط کتابت ہوتی رہی۔ مگر سلطان المظلم نے شاہ مرحوم کو یقین دلایا کہ جمال الدین برابر نظر بندی میں رکھا جاویگا۔ چنانچہ کچھ مدت تو وہ خاطر خواہ نظر بند رہا۔ لیکن تقریباً آٹھ مہینے ہوئے ہین کہ انہی محمد رضا قاتل اور آٹھ اور شخصون کو اپنے مکر و ریا اور دون کی تکمیل کیلئے ایران بھیجدیا۔ قاصد برابر آٹھ مہینے کے انتظار کے بعد یکم مئی کو اپنے خبیث اور ابلیسانہ مدعا مین کامیاب ہو کر۔ اگرچہ جدید روایت ثابت ہوئی۔ اور یہ محقق ہو گیا کہ جمال الدین کی سازش ہی جلوہ جاناکاہ ظہور مین آیا ہے تو کوئی شک نہین کہ اعلیحضرت سلطان المظلم اپنے مرحوم دوست اور عزیز بھائی کے قاتلون کو مدد گار دون خانکو علاقہ حکومت مین موجود ہین سخت بدلہ لینگے (از دیکر۔ مورخہ ۸ مئی ۱۹۱۲ء)

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید خان ثانی کے

کیریکٹر کا اجمالی بیان مرقومہ مسٹر ڈبلیو۔ ٹی سٹیڈ صاحب ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریویوز

مضمون مندرجہ عنوان کیطرف کتاب توجہات روم کے صفحہ ۵۰ پر مجملاً اشارہ کر چکا ہوں۔ اب جو مدہ ذیل مترجمہ بطور ضمیمہ شامل کتاب ہذا کیا جاتا ہے مسٹر ڈاس ولیم سٹیڈ صاحب انگلستان کے نہایت مشہور و معروف ادیبوں اور اخبار نویسوں کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اپنی پر زور تحریروں سے انہوں نے نہ صرف علمی دنیا میں بلکہ پولیٹیکل عالم میں بھی اپنا سکہ بٹھا دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ناظرین کو اسمضمون کے پڑھنے سے معلوم ہو جاوے گا۔

ایسے عالم و فاضل شخص کا دامن بھی تعصب کی آلودگی سے صاف نہیں ہے وہ رستگو اور منصف مزاج بننے کی کما حقہ کوشش کرتا ہے۔ اور اس کوشش میں بسا اوقات کامیاب بھی ثابت ہوا ہے۔ مگر گرگ کہن مسٹر گلیڈسٹون کیطرح ترکوں کا نام بیچ میں آتے ہی مسٹر سٹیڈ صاحب کو تعصب مذہبی یا عناد قومی ہٹ دھرمی اور ضد کے عمیق گڑھے کیطرف کھینچنا شروع کر دیتے ہیں جس سے بچنے کیلئے وہ گاہ بگاہ بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ لیکن عموماً دیکھا گیا ہے کہ وہ اس جد و جہد میں شاذ و نادر فائز المرام ہوتے ہیں۔ مضمون مندرجہ عنوان میں مسٹر موصوف کی بعینہ یہی کیفیت ہے جس کا ہمنے بالاختصار خاکہ کھینچدیا ہے۔ اعلیحضرت امیر المومنین کی فہم و فراست۔ خداداد لیاقت۔ حکمت و دانائی اور عبرت پر مبنی فلاح جوئی ملک و ملت کے بے تعداد کارنامون کو دیکھ کر بے اختیار اوسکی قلم سے بیحد صفت و ثنا کے کلمات نکلجاتے ہیں۔ مگر تعصب کے سیاہ بھوت کا سر پر مسلط ہوتے ہی اوسکی حالت بالکل بدلجاتی ہے۔ اوسکی حس انصافیہ نے جس عبارت کے لکھنے پر اسے مجبور کر دیا ہے۔ اسپر وہ دلیل سے اپنے دلکی کمزوری خیال کرنے لگجاتا ہے۔ اور اس کمزوری کی تلافی کیلئے موقعہ بموقعہ سلطان المکرم کی ذات بابرکات پر چھپی لگی چوٹیں اور ترکی قوم پر کھلم کھلا حملے کر دیتے ہیں۔

ناظرین اس موقعہ پر شاید بیجا اعتراض کریں۔ کہ جب یہ شخص تعصب سے ایسا مجبور ہے تو اوس کے مضمون کو

کتاب مین درج کرنے کی کیا حاجت تھی۔ مین نہایت مودبانہ طور پر اوس کے جواب مین یہ التماس کرتا ہون کہ جب ایسا خورد مین متعصب نکتہ چین تک باوجود سلطان المکرم کے افعال و عادات مین عیوب نکالنے کی بیطرح کوشش کرنے کو بالکنایت اس امر کا اعتراف کرنیسے نہین بچ سکا کہ حضور ممدوح الشان کے اوصاف کا پلڑا باہمہ وجوہ بھاری ہی رہا ہے۔ تو ایسی کتاب مین جو محض خلیفہ رحمۃ اللعالمین کے قیامت تک یادگار رہنے والے کارنامون کے بیان و تفصیل مین لکھی گئی ہو مضمون مذکور کا شامل نہ کرنا ایک صریح کوتاہی شمار ہوتا۔ علاوہ برین ناظرین کو یہ دکھانا بھی منظور ہے کہ ہمارے مہذب قوم انگریزی کے بڑے بڑے لیڈر اور علماء فضلاء تک باین ہمہ فضیلت و تہذیب اپنے زور قلم کے بہروسہ پر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوششون سے مطلقاً احتراز نہین کرتے۔ ہمین کوئی کلام نہین کہ مسٹر موصوف کی بعض اعتراضات بادی النظر مین بڑے زبردست معلوم ہوتے ہین مگر جینے جا بجا حتی الامکان اونکی کمزوری اور بودا پن کو واضح طور پر دکھلا دیا ہے تاکہ ناظرین اون کے مطالعہ سے مغالطہ مین نہ پڑ جائین اور دور از حقیقت خیال مین شک پیدا ہونیکا احتمال نہ رہجاوے۔

مضمون کو شروع کرنیسے پہلے مین صاحب موصوف کی مختصر سوانحعمری اور اونکی تصنیفات کا ذکر کر دینا مناسب خیال کرتا ہون۔ وہ پادری ڈبلیو۔ ہیٹیڈ۔ مذہبی امام قصبہ ہاؤڈن ٹائین کے فرزند ارجمند ہین۔ ۵ جولائی ۱۸۴۹ء کو متولد ہوئے۔ اور ۱۸۷۱ء مین بمقام ساکوٹس پرائیویٹ طور پر شادی کی۔ ۱۸۷۲ء مین ابتداءً مقام نیپکیل کی ایک تجارتی کوٹھی مین ایسوسی ایٹ ہوئے۔ ۱۸۷۳ء مین اخبار نارتھرن ایکو کی ایڈیٹری اختیار کی۔ ۱۸۷۴ء مین منہو ادیب و مدبر مسٹر جان مارلی کے ماتحت لندن کے نامور اخبار پالمالگزٹ کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ہوئے۔ اور ۱۸۷۵ء مین مسٹر موصوف کی جگہ اعلےٰ ایڈیٹر ہو گئے۔ مگر اخبار مذکور سے بہر جلدی ہی قطع تعلق کر کے اونہون نے خود اپنا ایک ماہواری رسالہ ریویو آف ریویوز نکالنا شروع کر دیا جس کو کل انگریزی دنیا نے بھی قبولیت کی نظر سے دیکھا کہ بہت کم اخبارون و رسالون کو ویسی کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ یکم جنوری ۱۸۹۶ء سے رسالہ مذکور کا تیرہوان برس شروع ہوا ہے اور اوسکی اشاعت اب کئی لاکھ تک پہونچی ہوئی ہے۔ مضمون زیر بحث دسمبر ۱۸۹۵ء کے رسالہ سے اقتباس کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکون یا سلطان المعظم ہی کے برخلاف اس شخص نے دل کا پھپھولے نہین پھوڑے ہین۔ بلکہ کل دنیا مین شاید ہی کوئی شخص اس سودا ثانی کی ہجو قبیح و قبیح یا منصفانہ اور زبردست گرفت سے بچ سکا ہے۔ وہ یہ خیال نہین کرتا کہ انسان آخر ضعیف البنیان ہے۔ ہر ایک شخص مین کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہوتی ہے۔ اور یہی نوع انسان کی معمولی کمزوریون مین خورد گیری کرنا گویا فطرت ثانیہ بن رہا ہے۔ مگر اس عیب کے ساتھ ہی صاحب موصوف مین یہ وصف بھی بہت بڑا ہے کہ کسی کی خوشامد یا بخشش کی مطلق کوئی پروا نہین۔ بلکہ جس طرح ضمیر ہدایت کرے اوس طرح کرتا ہے۔ اور عموماً مظلومون اور ستمرسیدہ زنگی

حمایت وطرفداری کو اپنا بڑا بھاری فرض تصور کرتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۷۷ء اور جون ۱۸۷۸ء مین روس کی سیاست کرنے کے بعد اوس نے یہودیونکی مظلومیت اور بے بسی اور روسی گورنمنٹ کی ظلم شعاری اور جور وتعدی پر دہان دھلہ مضامین لکھکر کل دنیا کے کان کھڑے کر دیئے۔ ۱۸۷۸ء مین آپ یہ جاکر وہان کے غبار کھالت زار کو اپنی آنکھون سے دیکھا۔ اور پھر اونکی حمایت مین بھی غضب کے مضامین لکھکر گورنمنٹ کو تر نوالہ گمان پر مائل کر دیا۔ انگریزون بحری طاقت کی اصلاح اور مضبوطی کیطرف انہی کی تحریرون کیوجہ سے جو اونہون نے اکتوبر ۱۸۷۸ء مین انگریزی بحری طاقت کی کمزوری اور نقایص پر شایع کین متوجہ ہوے۔ اور میٹر سٹیڈ ہی کی چونکا دینے والی تحریر کا اثر ہے کہ آج صرف گیارہ برس کے عرصہ مین انگریزون کی بحری طاقت تقریبا دوگنی ہوگئی ہے۔ ۱۸۷۹ء سے اونہون نے شعرائے انگلستان کی تصانیف ہفتہ وار یا مہینی (ایک نپس کی) مالیت کے رسالون مین شایع کرنی شروع کی ہین جن کی پہلے ہی چار مہینون مین بیس لاکھ جلدین فروخت ہوئین۔ پولیٹکل وجوہ سے مسٹر سٹیڈ لبرل گروہ مین شریک ہین۔ اور مذہبی اعتقادات کے لحاظ سے کچھ عرصے عقیدہ سپرچوالزم کے قایل ہوگئے ہین۔

اس تمہید کو ختم کرکے اب ہم اصل مدعا کیطرف آتے ہین۔

(هو هل ا)

امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی

"درشہوار زمان۔ مرکز امانی ردوان۔ سلطان البرین والبحرین فخر الممالک وتاج الملوک خلیفہ اکبر ظل اللہ علی الارض خلیفہ رسول رب العالمین الناظر المنصور الغازی سلطان عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ وحشمتہ الی یوم الدین ولازالت شموس اقبالہ بازغۃ الی انتہای دوران۔ کہ بر رود دولت فلک رفعتش مدحم وفہاف دست استادہ نظر جملہ اقوام وشامان فرمانستان بجانبش کشیدہ۔ و فرمانروایان جہان بر حشمت وشوکتش حیران ماندہ جملہ جہانیان از خرمن الطاف واکرام اش فیض یابندہ۔ رب کریم از چشمہ ہاے پر فیض وبرکت ارادہ ہاے نیک

سلہ اسطرح حضرت امیر المومنین کے ان معمولی القاب وخطاب کو جن سے ایشیائی طریقہ سے ہر ایک عمارزدار کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ مسٹر سٹیڈ عنوان مین بطور ستہزار لکھکر دعایہ فقرات کے جواب مین خود آمین آمین پکارنے سے مضمون کو شروع کرتے ہین بسم اللہ ای بحضور ممدوح پر دو چار ملنریہ چوٹین کر جاتے ہین۔ کہ خیر وبرکت اور نیک نیتون کا جو سلہ سلطان المعظم کے پاس ہے سو معلوم ہے۔ البتہ اس مین شک نہین کہ جنہی از قزان اور عقوبتون کی اونکے پاس کوئی کمی نہین ہے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

آن شہنشاہ عالیمقام جمیع ساکنین روئے زمین را مستفید و سیراب گرداناد و علم جاہ و شکوہ آن والا نژاد از شمس و قمر برافزاد" (اقتباس از اخبارات ترکی بحوالہ رسالہ نائینٹینتھ سنچری لندن مورخہ نومبر ۱۸۹۶ء) آمین آمین! لیکن یہ العالمین کے فیض و احسان کا خزانہ اگر صرف مسیحیوں ہی کے لئے مقدر ہے جیسا کہ اعلیحضرت سلطان المکرم کے نیک ارادوں سے حاصل ہوتا ہے تو اندیشہ ہے کہ باقی دنیا خداوند کریم کے فیض و احسان سے بہت کم مستفید ہو سکیگی۔ البتہ حضرت تقدس مآب ظل اللہ کے پاس اون سامانوں کی بیشک کمی نہیں ہے جن کی نسبت قدماء کی روایات سے یہ پتہ ملتا ہے کہ دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ کی تیزی ہے ہم مانتے ہیں کہ اونکی نیت بخیر اور ارادے اعلے ہیں۔ مگر کہاوتا یہ ہے کہ وہ عمل میں نہیں آتے اور یہی ایک ہوڑی سی کمی ہے جو ہو نہ صرف اعلیحضرت سلطان عبدالحمید کی نامور ی اور عزت کو شمس و قمر سے بھی بلند ہونیکے راستہ میں حایل ہوئی ہے۔ بلکہ جسنے اندیشہ کیا جاتا ہے۔ کہ اوس عزت کو بزمانی کے تہ عمیق میں ڈبو دیا ہے۔ لیکن اس پچھلی بات کو ہم تسلیم نہیں کرتے۔ یہ صریح ناانصافانہ ہے۔

(اعلیحضرت سلطان المعظم) عبدالحمید تمام آدمیوں سے بڑھکر اون لوگوں میں سے ہے جن کی حالت نہایت قابل رحم ہے۔ گو رعایا تو اوسکے ساتھ بہت ہی کم رحم یا ہمدردی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ دنیا میں یہ کی خطا پر عمر کو سزا دینی کا یہی رواج موجود ہے سطور سے تمام قوم ترک کی ظلم شعاریوں کو عوض اسکے عبدالحمید کو ساری زمانے کے الزامات کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ بذات خود تقصیر و خطا سے بالکل ہی بری ہیں نہیں بلکہ ایسے ایسے افعال کے مرتکب ہو چکے ہیں جو مغربی اقوام کے نزدیک نہایت ہی خوفناک اور مکروہ گنے جاتے ہیں۔ مگر ایشیائی لوگ تو نہیں اگر کوئی تصور دیکھتے ہیں تو بس یہی کہ وہ انکے حسب منشا ظالم و ستمگر نہیں ہیں اور بیرحمی کرتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ عثمانیہ گورنمنٹ اوس وقت سے لیکر جب کہ اول ہی اول ترک سلاطین نے ایشیاء کوچک پر اپنے خونناک فیض غضب اور خونخواری کا نمونہ چکھایا تھا برابر آجتک ایسی گورنمنٹ رہی ہے جس کا قیام ہی

دوستوں کی ہمدردی اور عیسائیوں کی رحم دلی کی متعدد مثالیں مظالم آرمینیا اور عہد حکومت عبدالحمید میں درج ہو چکی ہیں۔ اسلئے مسٹر سٹیڈ صاحب کو یہاں مکرر ندان تکن جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے

نوٹ۔ مسٹر سٹیڈ صاحب تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھکر اگر خود انہ ہے بن جائیں تو اوسکا کیا علاج۔ تاریخ حامد کے صفحات صاحب موصوف کی اس یاوہ گوئی کی نہایت ہی مکمل اور مکمل تردید کر رہے ہیں۔ کاش یہ عیسائی صاحب بہادر کسی عیسائی سلطنت کی نسبت ایسی قدغنا ثابت کر دیں یا زبانی ہی فرما دیں کہ اونسے ترکی گورنمنٹ کی نسبت رعایا پر سے زیادہ تر تعصبی اور رعایا پروری کا برتاؤ کیا ہے اور اس کے جور و مظالم ترکی گورنمنٹ کی جبر و تعدی سے بڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ کیا صاحب بہادر کو جرمانیہ۔ امریکہ۔ سوئس انگلستان فرانس کی عیسائی گورنمنٹوں نے جو جو سلوک اپنی ہم مذہب اور غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ کئے ہیں۔ یا اب فی زمانا کر رہی ہیں یہ خدمات تحریر کرتے وقت یا خاطر نہ رہی تھا اور کہ مفہوم دہم مذہب مسٹر رہوڈس صاحب جنوبی افریقہ کے بیان تاتا ملینکو حق ہیں جو کچھ کلمات شفقت و نوازش ارشاد فرمائے ہیں۔ اونکو پڑھ کر دنیا دیکھیں جیتے تو ہیں ہونگے۔ انگریزی میں ایک مثل ہے کہ جو خود شیشہ محل میں بتا ہو اوسے دوسرے پر

ملا علامہ بر اللہ کے متاز مرحوم انگریز فرنسیجر تھرسٹن نے حبسہ کی بغاوت میں ۱۸۹۶ء میں فوت ہوئے تھے۔ اپنی کتاب حالات

ایک اصول پر رہا ہے کہ رعایا کے دلون مین ہیبت قایم رکھی جائے اس ہیبت بٹھانیسے اونھون نے اپنے تئین پانچ صدیون سے قیاصرہ کے تخت پر قایم رکھا ہوا ہے اور سبسے وجہ سے کہ اب وہ اور زیادہ عرصہ کیلئے کافی ہیبت نہین بٹھا سکتے اونکی سلطنت تنزل حالت مین ہو رہی ہے۔ سلطان عبد الحمید خان نے اس تنزل کو دور کرنیکیلئے بیشک کشت وخون سے ٹھیک اسیطرح کام لیا جسطرح انگلستان کا وزیر اعظم اپنی طاقت کو پھر غیر مضبوط کرنے کیلئے پارلیمنٹ کو توڑ دیتا ہے مظالم ترکون کیلئے ایسی طبعی ہین جیسی کہ پارلیمنٹ رکھنے والی قوم کیلئے عام انتخاب ذمہ دار کے احکام کو اوقت نہ ماننے کیونکہ قدیم الایام سے ترکون کا یہی طریقہ چلا آتا ہے۔ اور یہ طریقہ لاکام مغربی تہذیب کو سخت ناگوار ہے۔ سلطان المعظم انیسوین صدی کی آخری دہائی مین تہذیب کی ضد موجود ہین۔ جو شخص اونکو ایک مہذب شہنشاہ یقین کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ اب اپنی امیدون کے باطل ہو جانے پر قدرتی طور پر اوس کے برعکس خیال کرتے ہین مگر جن شخصون نے ایک لحظہ کیلئے بھی یہ کبھی فراموش نہین کیا کہ ترک محض ایک پر نا وحشی ہی جو اوس تہذیب کے کھنڈرات مین جس کو سخت تباہ کیا ڈیرہ جمائے بیٹھا ہے۔ وہ شخص خاندان عثمان کے آخری فرمانروا کے خصائل کا اندازہ اگر نہین بہت زیادہ نرمی سے کام لیسکتے ہین کیونکہ وہ اونکی توقع اور اپنی قوم سے کم ستم شناسی ہے۔

اس مضمون مین بھی مین اسی کلیہ قاعدہ سے جسمین دیگر اشخاص کے خاکہ ہائے خصائل بیان کرنے مین ملحوظ رہا ہے گریز نہین کرونگا۔ مین اعلیحضرت سلطان عبد الحمید خان کو ویسا بیان کرنے کی کوشش کرونگا جیسا کہ وہ خود اپنا بہتر سے بہتر اندازہ لگا سکتے ہین نہ کہ ویسا جیسا کہ اونکے بدخواہ اور مخالفین اونکا بڑے سے بڑا اندازہ لگاتے ہین البتہ یہ ناممکن ہے کہ اونکی نسبت تحریر کرتے وقت ہم بھلائی یا برائی کے وہی معیار قایم کرین جو سلطان المعظم نے قایم کیے ہوئے ہین۔ ہان یہ ممکن ہے کہ سلطان المعظم کی نسبت رائے قایم کرتے وقت ہم یہ نہ سمجھین کہ وہ لندن کے کسی مضافات کو جہان عموماً امرا سکونت پذیر ہوتے ہین۔ ایک نہایت ہی نفیس مزاج اور پھونک پھونک کر زمین پر قدم دھرنے والے باشندے ہین۔ اور اگر شروع کرنیسے پہلے ہم یہ بات نہ خوبی ذہن نشین کرین کہ سلطان کیلئے قتل وخون کرنا ایسی ہی قدرتی اور طبعی عادت ہی جیسے کہ امریکہ کے سرخ اندام حبشیون کیلئے سر کی کھوپڑی کا چڑہ کھینچنا۔ تو ہم کم از کم ایک ایسی چیز سے بچ جائین گے۔ جو (سلطان المعظم) عبد الحمید کی پوزیشن کے سمجھنے مین نہایت ہی مہلک اور مانع ہوتی ہے۔

بقیہ صفحہ گذشتہ) ذرا سوچ سمجھکر پتھر پھینکنے چاہئین۔ حضرت! پہلے اپنے گریبان مین منہ ڈالکر اپنی مسیحی اقوام یا گورنمنٹوں کی کیفیت تو دیکھ لی ہوتی پہر ترکی گورنمنٹ یا اسلامیون پر جس قدر زہر چاہتے اگل لیتے۔ عربی مین مثل مشہور ہے کہ حب الشئی یعمی ویصم۔ یہ وہی کیفیت تعصب وعناد کی ہے۔ مسٹر سٹیڈ کو ہم اس کے سوا اور کیا جواب دیسکتے ہین کہ ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر۔

فصل اول (۱)

سلطان المعظم عبد الحمید اپنی تخت نشینی کے پہلے

تھوڑی دیر کے لئے تم اپنے تئیں اونکی جگہ پر تصور کرو عبد الحمید عبد العزیز کے بعد تخت محلسرا کی تنہائی میں جہان بیرونی دنیا کی کسی کو خبر نہیں ہوسکتی پرورش ہوئے اور آغاز جوانی پر معاملات ملکی میں کسیطرح کا بھی دخل دینے سے باز رکھے جانے کیوجہ سے وہ عیاشی کے اوس بھول بھلیان میں جا پڑے جسنے قسطنطنیہ کو دنیا بھر کا گنہ تالاب بنا رکھا ہے چند برس اونہوں نے اپنی عمر کو جوانی کی خرابا تیون میں صرف کیا۔ اور پھر بھلا تو بکلفت نہیں گیا۔ اور ایسا بھلا کہ عیاشی سے تقی و پرہیزگار بن گیا۔

پرنس ۲ مال کیطرح اونہوں نے اپنے تمام ہم پیالہ و ہم نوالہ و شریک مصاحبون کو یکسر سے دھتکار دیا۔ اور پاکیزہ و مقدس جوش و مستعدی سے نئی زندگی کو اعلے اور پاکیزہ طرز میں بسر کرنے کیلئے پوری طرح سے مصروف ہوگئے۔ انکے دشمن الزام دیتے ہین کہ یہ تبدیلی کسی دلی جوش و خیالات کی نظر تی پاکیزگی کی بنا پر نہیں بلکہ محض دنیا سازی اور خود غرضی پر مبنی ہے۔ مگر ہم اس اتہام کو تسلیم نہین کرتے اور مانتے ہین کہ دلی جوش و خیالات کی نظر تی پاکیزگی ہی اس تبدیلی کا موجب ہے۔ عیسائی لوگ یہ خیال نہ کرین کہ ایسی تبدیلی صرف اونہی کو مذہب میں

---

(۱) اگر مجھ سے کوئی یہ سوال کرے کہ تو نے اپنی تاریخ کا نام فرمان روا کیون رکھا تو میں اسکا جواب یہ دونگا کہ میں نے اسکا نام فرمان روا اسلئے رکھا ہے کہ تو اسکو دنیا بھر کی بدمعاشیون کا گندہ تالاب کہتا ہے کون نہیں جانتا کہ عیسائی سلطنتون کے دارالخلافون میں سال ہزارون حرامی بچے پیدا ہوتے ہین اسکے مقابلہ مین تو قسطنطنیہ مین بھی کوئی نظیر دیکھتا ہے۔ تیرے بیان کے موافق تو صرف لندن ہی مین ہر سال تقریباً ۱۰ ہزار بچے ولد الحرام پیدا ہوتے ہین اسکے پرورش خانون مین داخل ہوتے ہین کیا یہ کچھ وقت اپنی شہر کے کسی پرورش خانہ کا نقشہ تیری آنکھون مین نہین پھر گیا تھا کیا تجھے گلیون اور سڑکون پر نہیں نظر آئے معصوم بچے لاوارث پڑے ہوئے نہیں ملتے جن کو انکی خطاکار و سنگدل مائین نہایت بیدردی سے تلاش عالم پر پھینک جاتی ہین۔ اگر یہ باتین درست ہین تو تجھے قسطنطنیہ کی نسبت ایسا لکھتے ہوئے شرم نہ آئی۔

۲ جہان تک ہمین خیال ہے سر سٹیڈ ہی پہلا شخص ہے جس نے علیحضرت پر جوانی مین ہی ناپسند ہونیکا الزام لگایا ہے آجتک بہت لوگون نے مضمون مدوح کی مبالغہ اور پرائیوٹ لائف پر کتابین اور مضمون لکھے ہین مگر کسی نے اسبات کا اشارہ تک نہین کیا۔ اسلیئے جبتک کسی اور شخص کی زبان سے اس الزام کی تصدیق و تائید نہ ہو تب تک ہم صرف اس الزام کو دعوی بے دلیل سے زیادہ وقعت نہین دیسکتے۔

۳ ازمگنان کے بادشاہ ہنری چہارم کو زمانہ ولیعہدی مین پرنس ہال پکارتے تھے شہزادگی کے زمانہ ۲ کا صفحہ پر دیکھو

ہوسکتی ہے کسی ایسے گنہگار کی وقت اس سے کم نہیں ہوتی کہ وہ سابقہ خطاؤں سے توبہ کرنے کے بعد بجائے گرجہ کے مسجد کی طرف رجوع ہوا ہے۔ تو دغلبی اور دنیا سازی کے الزامات ہی سے پوچ ثابت ہوتے ہیں۔ کہ جس زمانے میں شہزادہ عبدالحمید ایسی طرز زندگی کو بدلکر اپنے مذہبی عقائد کے مطابق اپنے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم) کے مخلص اور جان نثار فرمانبردار بن گئے تھے۔ اوس زمانے میں اون کے فرمانروائے سلطنت عثمانیہ ہونے کی کوئی آثار موجود نہیں تھے۔ اور یہ تبدیلی بات ہی اور بھی زیادہ تعجب خیز اور حیرت افزا ہوجاتی ہے کہ انہوں نے کی سوسائٹی اوس جھوٹی طمانیت اور محفوظیت اور اوس فرضی امن کی آغوش میں سرست و سرشار تھی جو اون فرضوں کی بدولت پیدا ہو رہی تھی جن کو اوزکا چچا سلطان عبدالعزیز مرحوم عجیب اندا و بیہند اسراف نمود و نشت کر رہا تھا۔ سلطان عبدالعزیز کے عہد حکومت کا آخری حصہ شرق (ٹرکی وغیرہ) کیلئے ویسا ہی تھا جیسے کہ دوسری شہنشاہی یعنے نپولین سوم کے عہد حکومت کی آخری برس فرانس کیلئے۔ اس وقت سلطنتہ بھی شاندار دیا شانہ جشنوں اور جشنوں کی سیریں کی سبب بنا ہوا تھا۔ اور یہ جشن گویا بیلشفر شاہ بابل کے اوس جشن کے نمونہ تھے جس میں عین متوقعہ جشن برد دست

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) دار مین اُسے عیاشی کی کوئی ہ باتی نہیں چھوڑی تھی جبکہ سلطان ۳۱ سال کا بڑا ہوا تھا اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مرحوم عبدالعزیز کے دربار کے بعض بدمعاش مراب نوشی اور جوا کاریوں میں کمال کے درجہ پر پہونچا ہوا تھا۔ شہزادہ عبدالحمید نے یکلخت بلا تھا ان خرابیوں کو چھوڑ دیا اور جبکہ صاحب کو ہمہ تمام دیگر مصاحبوں کے اپنی ہم جلیسی سے خارج کر دیا تب کہیں جا کے شہزادہ کی حالات کو اور اوسکے موجودہ شہری جہاں میں جو اوصاف ہیں بیان کیا ہے۔

۱؎ صفحہ ۱۰۰ کا یہ بیان بالکل درستی پر مبنی ہے چنانچہ اخبار ویکلی مرقومہ ۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء میں جسنے ایک مختصر سے بیان میں اس کا ضمناً ذکر کر دیا ہے سہواً درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

امریکہ میں تمہارے امیر عورتوں کو ایسا بیکار اور فضول خرچ بنا دیا ہے کہ جو بارک کو صرف ایک زمانے زنانہ گاہکوں میں سے چالیس سال ہوئے میں دس دس ہزار روپے چالیس چالیس ہزار روپیہ کے بار جات خریدی تھی متوسط ۴۰ روپیہ ہوتی ہے جواہرات گوٹا کناری یا بساؤ سنگار کی دوسری چیزیں علاوہ رہیں شہنشاہ نپولین سوم کی ملکہ یوجین کی جبانشی اور آرام پسند ملکہ نے فرانس کی بیگمات کی یہی کیفیت ہوگئی تھی کسی پوشاک کا دوبارہ پہننا یا خرچ کا خیال کرنا گناہ کبیرہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر اس بیہودہ طمطراق اور جھوٹی شیخی کا خمیازہ بہت جلد ۱۸۷۰ء میں تمام ملک فرانس کو خانگ برمنی و فرانس میں اوٹھانا پڑا۔ سلطان عبدالعزیز محمد شاہ اول و اجعل علیتہ کے ملک کے لوگ ہی یوشیدہ نہیں ہیں کہ انکی عیاشیوں اور فضول خرچیوں کی بدولت انکی سلطنت کو کیسی ناشدنی مصائب کا سامنا ہوا۔ اور قوم پر انکی بری نظیر اور تعلید سے کیسا برا اثر پڑا۔ اسیطرح امریکہ کی بیگمات کا اگر کچھ عرصہ تک یہی حال رہا تو امریکہ کی عظمت اور جہانبانی کے خاتمے میں کوئی زیادہ مدت باقی نہیں ہوسکتی۔

۲ بیلشفر الملقب صاحب خزانہ بابل کا نہایت ہی عیش پسند بادشاہ تھا وہ اول مردوک کا بیٹا اور جو کہ نصر فاتح بیت المقدس کا پوتا تھا جس (باقی اگلے صفحہ)

غیب سے دیوار پر کچھ عبارت لکھدی تھی۔ اور اوس عبارت کا مطلب بتلانے کے ساتھ ہی دوسری طرف غوطہ لینے والا دروازہ پر آموجود ہوا تھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) قبل مسیح میں یہ تسلیم کے بادشاہ ہوکر تیسم کو اوس کے تیسرے سال جلوس میں شکست دیکر یروشلیم اور بیت المقدس کو بالکل تباہ و برباد کیا اور ہیکل کے تمام زر و جواہر اور یمین و طلائی برتنوں پر قبضہ کر لیا۔ اور قماہ ہودیوں کو قید کرکے بابل لیگیا حضرت دانیال پیغمبر بھی اونہیں اسیروں میں تھے۔ گرفتاری کیوقت اونکی عمر بہت کم تھی۔ اونکی پرورش بابل ہی میں ہوئی۔ اور زمانہ زن شاہ بنوکد نصر کے قبول نظر ہوگئے۔ شاہ مذکور کے بعد اوسکا پوتا بلیشفر تخت نشین ہوا جو تاتاری اور عیاشی میں بیحد مشہور ہے۔ اوسنے ایک دفعہ جشن منعقد کرکے حکم دیا کہ ہیکل کے پاک برتنوں میں شراب کے مجلس کو شراب پلائی بادہ حکم کی تعمیل کیگئی۔ اور وہ برتن حاضر ہوئے۔ الٰہی میں پسند نہ آئی۔ دیوار سے غیرت و خون ہوا۔ اور بلیشفر کا اسی رات ۳۳۹ قبل مسیح میں خاتمہ ہوگیا ہر دو بادشاہوں کا مفصل حال بابل کی کتاب دانیال میں مندرج ہے جسمیں ہر ہم مندرجہ بالا شرح بالتشریح نقل ہوا ہے۔ اگر ناظرین مسٹر سٹیڈ کے مندرجہ بالا عنوان کو بھی طرح سے سمجھ لیں۔ اقتباس مذکور کے اندراج سے پہلے یہ بیان کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نپولین سوم اور سلطان عبد العزیز کا بھی کچھ ویسا ہی خاتمہ ہوا جیسا کہ بلیشفر کا ہوا تھا سنہ ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں جرمنی والوں نے فرانس کے خمار کو اتارا۔ سنہ ۱۸۷۷ء کی جنگ میں روس نے ترکوں کا خمار اور نشہ مستی کو دور کرکے بادشاہ نپولین معزول جلاوطن ہوکر نہایت بیکسی کی موت سے مرا اور سلطان مراد بھی سنہ ۱۸۷۶ء میں معزول ہوکر جلدی ہی خودکشی کرکے قاتل ہوکر ملک بقا کو سدھار گئے مگر خدا کا شکر ہے کہ اب دونوں سلطنتوں کی حالت بہت کچھ درست ہوگئی ہے اور ہو رہی ہے۔ بائبل میں بلیشفر کا جشن اسطرح مرقوم ہے۔

اس بیان میں کہ بلیشفر کا کافر جشن جسکی سطریں دیوار پر لکھی ہوئیں دکھائی دیں۔ باب پانچوان دانیال باب ہفتم میں مجسی نبی پڑھکر بادشاہ کو گھبرا دیتی ہیں۔ ملکہ کی تعارض کے باعث دانیال حاضر کیا جاتا ہے وہ بادشاہ کو اوس کے غرور اور بت پرستی کے سبب ملامت کرکے اون سطروں کو پڑھتا اور اون کا مضمون بیان کرتا ہے۔ بابلی بادشاہت ماڈیوں کے ہاتھ میں کردیجاتی ہے۔

بلیشفر بادشاہ نے اپنے بیگھر امیروں کی مہمانی بڑی دھوم کی۔ اور اون ہزاروں کے آگے نوشی کی بلیشفر جب گرم ہوگیا تو حکم کیا کہ سونے اور چاندی کے ظروف جنہیں بنوکد نصر اوس کا باپ یروشلیم کی ہیکل سے نکال لایا تھا لائے جاویں۔ تاکہ بادشاہ اور اوس کے امراء اور اوسکی جوروان اور صریتیں اون میں پئیں تب سونے کے ظروف کو جو ہیکل سے یعنی خدا کے گھر سے جو یروشلیم میں تھا نکالے گئے تھے لائے اور اوسنے اور اوسکی جوروان اور اوسکی صریتیوں نے اون میں پینے لگیں۔ اونہوں نے پیتے ہی۔ اور سونے اور چاندی اور پیتل اور لوہے اور لکڑی اور پتھر کے معبودوں کی ستائش کی۔

اسی گھڑی میں کسی آدمی کے ہاتھ کی انگلیاں ظاہر ہوئیں اور اونہوں نے شمعدان کے مقابل بادشاہی محل کی دیوار کے چونے پر لکھا اور بادشاہ نے ہاتھ کا وہ سر جس نے لکھا تھا دیکھا۔ بادشاہ کا چہرا متغیر ہوا۔ اور اوس کے اندیشوں نے اوسے گھبرا دیا یہانتک کہ اوسکی کمر کے جوڑ ڈھیلے ہوگئے اور اوسکے گھٹنے ایکدوسرے سے ٹکرانے لگے۔ بادشاہ نے بڑی آواز سے پکار کر فرمایا کہ نجومیوں (باقی دوسرے صفحہ پر)

سلطان عبدالعزیز مرحوم کا غزل

فرنسیسی سلطنت ۱۸۷۰ء مین مقام سیدان کے زلزلہ عظیم مین پکڑون سے اُتر گئی اور اس سے پانچ ہی برس

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) کسدیون اور خانکبرین کو حاضر کرین بادشاہ نے بابل کے حکماء کو یہ کہکر فرمایا کہ جو کوئی اس نوشتے کو پڑھے اور اسکا مضمون مجھ سے بیان کرے اُرغوانی خلعت پاویگا۔ اور اوسکی گردن مین سونے کی زنجیر ڈالی جاویگی اور وہ مملکت مین تیسرے درجہ کا حاکم ہوگا۔ تب بادشاہ کے سارے حکماء حاضر ہوے پر اوس لکھی کو پڑھ نہ سکے اور نہ بادشاہ کو اسکا مضمون ظاہر کرسکے۔ تب بلشفر بہت گھبرایا اور اسکا چہرا مبدل ہوا۔ اور اس کے امرا اسمیں حیران ہوے۔

تب ملکہ بادشاہ اور اسکے امرا کے کہنے سے جشن مین آئی۔ ملکہ یون کہکر بولی اے بادشاہ ابد جیتا رہ! تیرے خیالات تجھ کو گھبرا نہ دین اور تیرا چہرا مبدل نہو۔ تیری مملکت مین ایک شخص ہے جسمین قدوس الہان کی روح ہے۔ اور تیرے باپکے ایام مین نور اور دانش اور حکمت انہی کی سی حکمت کے مانند اُسمین پائی جاتی تھی جسے بنوکدنضر بادشاہ تیرے ہی باپ نے بادشاہ تیرے ہی باپ نے ساحرون اور نجومیون اور کسدیون اور جادوگرون کا سردار کیا تھا۔ کیونکہ اُسمین ایک فاضل روح اور دانش اور عقل اور خوابون کی تعبیر کرنے اور رازون کے کہنے اور اُلجھنون کے حل کرنیکی قوت اُسی دانیل مین جسکو بادشاہ نے بلشفر نام کہا پائی گئی پس دانیل بلایا جاوے کہ وہ اسکی معنے تجھ بتاویگا تب دانیل بادشاہ کے حضور حاضر کیا گیا۔ بادشاہ دانیل سے یون کہکر بولا کیا تو وہی دانیل ہے جو یہوداہ کے جلاوطنون مین سے ہے جنہین بادشاہ میرا باپ یہوداہ سے لایا؟ مینے تیرا شہرہ سنا ہے کہ الہون کی روح تجھ مین ہے اور نور اور عقل اور خرد بایک تجھ مین موجود ہین۔ اب حکماء اور نجومی میرے حضور حاضر کئے گئے تاکہ اوس نوشتے کو پڑھین۔ اور اسکا مضمون مجھ پر ظاہر کرین۔ لیکن وے اسکا مضمون مجھ پر ظاہر نہ کرسکے اور مینے تیرا تذکرہ سنا ہے کہ تو معنے کہہ سکتا ہے اور شبہائل کرتا ہے پس اگر تو اوس نوشتے کو پڑھ لے اور اسکا مضمون مجھ سے بیان کرے۔ تو ارغوانی خلعت پاویگا اور تیری گردن مین سونے کی زنجیر ڈالی جاویگی اور تو مملکت مین تیسرے درجہ کا حاکم ہوگا۔ تب دانیل نے جواب مین بادشاہ کے حضور مین یہ کہا۔ تیرا انعام تیرے ہی پاس رہے اور اپنا صلہ دوسرے کو دے۔ تو بھی مین بادشاہ کیلواسے لکھی کو پڑھونگا۔ اور اسکی معنے اُسے بتلاؤنگا۔ اے تو بادشاہ خداوند تعالیٰ نے بنوکدنضر تیرے باپ کو سلطنت حشمت اور شوکت اور عزت بخشی۔ اور اوس حشمت کے سبب جو اُسے دی۔ ساری قومین اور امتین اور اہل لغت اوس کے حضور ترسان اور لرزان رہتے جسکو چاہا اوسکو ہلاک کیا۔ اور جسے چاہا زندہ چھوڑا جسکو چاہا سرفراز کیا۔ اور جسے چاہا ذلیل کیا۔ لیکن جب اُسکا دل مغرور اور اسکا دل طبیعت مین گھمنڈ سمایا اور وہ کاہل اور سخت ہوا وہ اپنے تخت سلطنت پر سے اُتارا گیا اور اسکی حشمت اُسپر سے چھینی گئی اور وہ بنی آدم کے درمیان سے نکالا گیا اور اسکا دل حیوانون سا بنا اور وہ گورخرون کے ساتھ رہتا تھا۔ اور سبزہ بیلون کی طرح گھاس کھاتا تھا اور اسکا بدن آسمان کی شبنم سے تر ہوا یہانتک کہ اُسنے معلوم کیا کہ خدائے تعالیٰ انسان کی مملکت پر تسلط رکھتا ہے اور جسے چاہے اسپر قایم کرتا ہے۔ لیکن تو اے بلشفر جو اسکا بیٹا ہے باوجودیکہ اوس سب سے واقف تھا تیرا بھی تو نے اپنے دل سے عاجز نہ کیا۔ بلکہ آسمان کے (بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ ۱۹۳ پر)

ھو سیدان مین ۱۸۷۰ء کو جس لڑائی مین فرنسیسی خوکیا تھا جس مین بادشاہ خود بھی گرفتار ہوا تھا اور اسکی سلطنت جاتی رہی تھی

بہ عبد العزیز پر بھی قہر الٰہی نازل ہوگیا۔ اوسکی فضول خرچیون سے خزانہ خالی ہوگیا۔ اور قرضون کے سود کی ادائیگی تک رکگئی جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ قرض لینا بند ہوگیا۔ اور قرض کے بند ہوجانیکے ساتھ ہی (سلطان عبد العزیز (مرحوم) کا آخری وقت آپہونچا۔ سود کے التواء کے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین سلطنت کے بعید ترین غربی صوبہ ہرزیگوبنا مین فساد کی گھنگور گھٹا اٹھ آئی۔ اور طوفان برپا ہوگیا۔ اور اسی اثناء مین سازشیون نے سلطان کو معزول کرنیکی تیاری کرلی۔ اس زمانہ مین وقعات برق رفتار سرعت سے پے درپے ظہور مین آئے۔ شاہزادہ عبد الحمید ملاون اور امامزکی ہم جلیسی مین اپنے گوشہ تنہائی مین بیٹھا ہوا پہلے تو اپنے چچا کے ناگہانی عزل اور پھر اپنے بہائی مراد کے سلطان ہونیکی خبرون کا منتظر رہ گیا اس واقعہ کے بعد فوراً ہی معزول سلطان کی خودکشی (خودکشی نہین بلکہ قتل کہنا چاہیے۔ مترجم) ظہور مین آئی۔ اور اسکے بعد رعد کی گرج کی مانند سلطان عبد العزیز کے معزول کرنے والے وزراء حسین عونی پاشا اور اوسکے قتل اور اوسکو قاتل (چرکس حسن) کی سرسری تعقیبات کے بعد پھانسی دیئے جانیکی وحشت انگیز خبر تمام دنیا مین منتشر ہوگئی۔ دریتولا جنگ کی مہیب سیاہ بادل روسی سرحد پر مجتمع ہو رہے تھے۔ بلگیریا کے مظالم اور کشت وخون نے یورپ مین تہلکہ برپا کر رکھا تھا۔ مانٹی نیگرو (جبل اسود) اور سرویا (صرب) نے پنجہ شہنشاہ سے لڑائی شروع کردی تھی۔ روسی مجاہدین کے غول کے غول سرویا مین داخل ہو رہے تھے۔ دار الخلافہ مین ایک عجیب تشویش و بیزاری اسلامبول مین انقلاب کے آثار نمودار تھے۔ اور یورپ اور ایشیا دونون براعظمون مین روسی حملہ کا خطرہ لگ رہا تھا۔ اور تمام یہ شگونیون کے طوفان بلاخیز مین متقی و زاہد گوشہ نشین (پرنس عبد الحمید) اس خبر سے ششدر رہ گیا کہ اسکے بھائی مراد دیوانہ ہوگیا ہے۔ اور اوسے اب ضرور تخت عثمانیہ پر جلوہ افروز ہونا پڑے گا)۔

بقیہ لوط صفحہ گذشتہ) خداوند کے آگے نہ سر کو ملن کیا۔ اور وہ اوس کے گھر کے طرف تیرے آگے لائے اور تونے اپنے امراء اور اپنی جورو دن اور اپنی صوتینون کے ساتھ اون مین مے پی۔ اور تونے چاندی اور سونے اور لوہے اور لکڑی اور پتھر کے معبودون کی جو نہ دیکھتے اور نہ سنتے اور نہ جانتے ہین اوکی حمد کی اور اوس خدا کی جس کے ہاتھ مین تیرا دم ہے۔ اور جس کے قابو مین تیری ساری راہین ہین اوکی تعظیم نہ کی۔ سو اوسکی طرف سو اوس ہاتھ کا سر بھیجا گیا اور یہ نوشتہ لکھا گیا۔

اور نوشتہ جو کہ لکھا گیا سو یہ ہے منے منے تقل ۲ و پھر سیان اور لطف سے کہ یعنے ہین کہ خدا نے تیری مملکت کا حساب کیا۔ اور اوسے تمام کردی الاتقیل کے یہ معنے ہین کہ تو ترازو مین تولا گیا اور کم نکلا پرسین کے یہ معنی ہین کہ تیری مملکت منقسم ہوئی اور رمادیون اور فارسیون کو دیگئی تب بلشفر نے حکم کیا۔ اور اوسنون نے دانیال کو ارغوانی خلعت پہنایا اور سونے کا کنٹھا اوسکی گردن مین ڈالا۔ اور اسکے لیئے منادی کروائی کہ وہ مملکت مین تیسرے درجہ کا حاکم ہو۔

اوسی رات کہ بلشفر حرک یہاں کا بادشاہ تھا قتل ہوا۔ اور دارا دی نے ۶۲ برس کی عمر مین ہوکے مملکت لیلی۔

سلطان مراد کا عزل

اوس آزمائش سے بڑہ کر کوئی آزمائش مشکل سے خیال مین آسکتی ہے جس مین سے پرنس عبد الحمید کو اپنے چچا کے عزل کیوقت سے لیکر اپنے بہائی کی معزولی کے وقت تک گذرنا پڑا تھا۔ وہ ایسی سخت آزمائش تہی کہ جنوبی امریکہ کی جمہوری ریاستون مین سے کسی نہایت ہی بے قرار اور پر از فساد ریاست کا نہایت ہی تجربہ کار مدبر بھی ویسی آزمائش مین بو کہلا جاتا۔ پس ناتجربہ کار اور گوشہ نشین عابد و زاہد پرنس عبد الحمید کے حق مین وہ جس قدر سخت ہوسکتی تہی۔ اوسکا پورا پورا اندازہ کرنا کسی فرد بشر کے امکان مین نہین ہے۔ البتہ اسقدر صاف آشکارا ہے کہ اوسنے سنہ ۱۸۷۶ء کے خطرناک عزت و اقتدار کو قبول کرنیسے بہت گریز کیا۔ اوس نے اپنے بہائی کے عزل پر رضامند ہونیسے انکار کیا۔ اوس نے اطبا کے بیانات پر کہ (سلطان مراد کا دماغ کمزور ہے) اعتبار کرنیسے پس و پیش کیا۔ اور اصرار کیا کہ غیر ملکی ڈاکٹرون سے بھی رائے لیجاوے مگر دست پا نے مراد کو اُنا زیکا عزم بالجزم کر لیا ہوا تھا۔

سلطان مراد کی نسبت حال ہی مین جو کتابین شائع ہوئی ہین۔ اون سے پایا جاتا ہے کہ اگر اُسے آرام کرنے دیا جاتا تو وہ آسانی سے صحت یاب ہو جاتا۔ لیکن اسی لیئے کہ اوسکی حالت ایسی نازک نہ تھی سازشیون نے اوسے علاج اور نازک بنا دیا۔ اور جونہی غیر ملکی طبیب نے پیٹھ پھیری۔ اونہونے اسکو ایسی کمزوری اور ناقابلیت کی حالت مین کر دیا۔ کہ اوسکی وجہ سے بیچارے مراد کا معزول کیا جانا گو ضروری نہ سہی۔ مگر قرین مصلحت ضرور ہو گیا پرنس عبد الحمید آخری وقت تک اپنے بہائی کے تخت سے اُتارے جانے کے سخت مخالف رہے اور خود تخت پر متمکن ہونے سے بڑے زور سے انکار کرتے رہے۔ مگر جس وقت اون کو علانیہ طور پر یہ واضح کر دیا گیا کہ مراد بہر حال معزول کیا جائے گا۔ اون کے اختیار مین صرف اسی قدر ہے کہ چاہین تو خود تخت پر بیٹھ جائین ورنہ جس کو مدحت پاشا اور اونکے عوض سلطان بنائے اوسے منظور کر لین تو اونہون نے آخر کار سر تسلیم خم کر دیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کے خار دار تاج کو سر پر رکہنا قبول کر لیا۔ اور اس مشکل کے دور ہوتے ہی سلطان مراد باضابطہ معزول ہو کر اونکی جگہ اعلیحضرت سلطان عبد الحمید ذیمتہ وار بنائے گئے۔

---

* سلطان مراد خامس کی نسبت یہ تحقیق طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ وہ واقعی ایسے کمزور دماغ ہین کہ اون کا تندرست اور صحت یاب ہونا قریبا ناممکن ہے۔ اور مدحت گر سلطان عبد العزیز کو شہید کرانے کی سازش مین شریک ہونے کی وجہ سے سزا کا مستحق تہا جو اعلیحضرت نے اسکے لیئے تجویز کی تاہم سلطان مراد کو معزول کر کے امیر المومنین عبد الحمید کے جانشین ہونیکیلئے صاف رستہ کر دینے سے وہ قوم پر کچھ کم احسان نہین کر گئے۔

فصل دوم (۲)

اعلیحضرت سلطان الحمید عبد الحمید خان ثانی

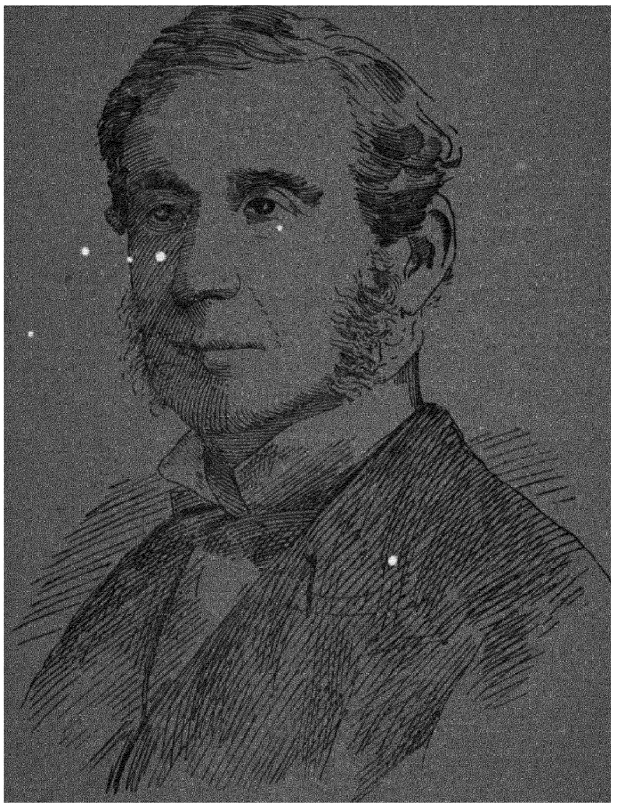
تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ایک مورخ نے سلطانی محل کی بابت بطرح تحریر کیا ہے۔ یلدز کوشک یعنی محل سلطانی میں پرانے اچھے زمانوں کے سرائے ہمایوں کیطرح وہ تمام اشخاص جنکا شہزادی کی کہانیوں (الف لیلہ) میں بیان ہوا ہے خواجہ سرا، علماء، پاشا، بے، خورمی، غلام، بیگیات، خادمین، رقاصہ لڑکیں، سرکیشیا اور جارجیا (کوہ قاف) کی کنیزیں جن سب کا اپنی تن پروری اور بہتری ہی کو زندگی کا اصل مدعا سمجھا ہوا ہے موجود ہیں۔ اور ان خوشنما لوگوں کی اس چھوٹی سی پہاڑی پر سلطان کی دلچسپی کے تصور سے سب سے علیحدہ ایک موثر انداز میں ٹھہری ہے۔"

اس خوشنما پہاڑی پر جب اعلیحضرت عبد الحمید بطور سلطان ترکی متمکن کیئے گئے تو حالت ایسی تھی کہ اسے دیکھ کر مضبوط سے مضبوط دل گروہ کا آدمی بھی لرز جاتا۔ اور ہکا بکا رنگ فق ہو جاتا۔ مگر غالباً سلطان کی لاعلمی و جہالت اس بڑے وقت میں انکے کام آگئی کیونکہ اگرچہ وہ نادان تو نہیں ہیں لیکن تمام دوسرے ترکوں کی طرح آجتک بھی اون تہیدی و قحبات و اسرار کو جو موجودہ دنیا کی سطح کی تہ میں چھپے ہیں سمجھنے میں پورے پورے کامیاب نہیں ہوئے۔ اگر ہوتے تو انکے علم و معلومات کا دائرہ وسیع ہوتا یا انکی قوت تخیلیہ زیادہ تیز و مشتعل ہوتی تو شاید وہ بھی سلطان مراد کی حالت کو پہونچ جاتے (یعنے نصیب اعداء بھی دیوانہ ہو گئے ہوتے)۔

بالکل یکہ و تنہا۔

سلطان معظم عبد الحمید کو جب اون شخصوں نے جنہوں نے اونکے چچا اور بھائی کو معزول کیا تھا اونکو گوشہ تنہائی اور گنج عافیت سے نکالکر تخت سلطنت پر جو اندرونی بغاوت اور بیرونی حملہ و جنگ کے صدموں سے ڈگمگا رہا تھا۔ لا بٹھایا تو ایک واحد شخص بھی انکا ایسا دوست نہ تھا جو پورہ بھروسہ کر سکتے اور نہ ہی وہ امور سلطنت اور رموز مملکت سے ذرہ بھر آگاہی رکھتے تھے۔ زمانہ والیکر متعلق اونکو کوئی تربیت نہیں ملی تھی اور نہ ہی اونکو اسکیلئے تیار کیا گیا تھا (صرف قسمت کیا خداداد وجہ ذاتی اور تائید ایزدی پر سہارا تھا) سلطنت کیحالت ایسی بدتر تھی کہ اوسکی آخری دن پہنچ گئے معلوم ہوتے تھے۔ دول اجنبیہ میں سے ایک بھی ایسی نہ تھی کہ وہ مددگار ہوگی۔ اعیان مملکت اور تمام پاشاؤں میں ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جسکی نسبت وہ یقین کر سکتے کہ اگر اتفاق یا بیباکی یا مصلحت عام مقتضی ہو تو وہ اون کو کل ہی تخت پر سے نہ اتار دیگا۔ خزانہ بالکل خالی پڑا تھا

سر ہنری ایلیٹ سابق سفیر انگلستان



سلطنت کی ایسی بگڑی ہوئی تھی۔ کہ کوئی جدید قرضہ ملنا ممکن ہی نہین تھا۔ مگر ان ہمہ باغی سربیا اور مانٹی نیگرو کی سرکوبی یا انکی پیشقدمی کو روکنے کے لیئے فوجون کا میدانِ جنگ مین قائم رکھنا اور روس کے حملہ کو جو اٹل ہو رہا تھا روکنے اور اوسکا مقابلہ کرنیکے لیئے سرحدون پر تیاریان کرنا ضروری تھا۔ یونان جنوب کی طرف سے اور روس شمال مشرق مین حملہ آور ہونے کی دھمکیان دے رہے تھے۔ اور آسٹریا صاحب بھی مغربی صوبون پر دندانِ آز تیز کیئے بیٹھے تھے۔ کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جس مین بغاوت کا اندیشہ نہ ہو۔ ادہر دل مستمند نہ صلاحات کیلیے ہائے پکار کر رہی اور گلے کاٹ رہے تھے۔ نادان یہ نہین سمجھتے تھے کہ صلاحات کی پہلی اور لازمی شرط (یعنے اندرونی امن اور بیرونی حملون سے خبطری) ہی مفقود تھی۔ مشکلات ایسی خطرناک! اور وسائل بالکل مفقود! وہ اشخاص کہان تھے کہ جنسے مشورہ کرین تو کس سے مشورہ کرین تو کس پر؟ اور کس ڈھونڈین تو کس سے ان سب سوالون کا جواب ہو۔

قسمت سے!

یہ تو ہم بتا چکے ہین کہ عبدالحمید (ایدہ اللہ بالدین) عالم فاضل نہ تھے۔ چالاک نہ تھے۔ جری و نبرد آزما نہ تھے۔ بلکہ بیمہ کہ کسی ایک بات مین بھی اونکو کوئی خاص فوقیت حاصل تھی۔ یہ سب کچھ سہی۔ مگر یہی اوصاف کچھ کم نہ تھے کہ وہ خاندان عثمان کے فرزند ارجمند اور (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کے پکے معتقد۔ اور جان نثار فرمانبردار تھے۔ برابر پانچ صدیون سے سنشاہ ابزدی یہی رہا ہے۔ کہ خاندان عثمان مین بنی نوع انسان پر بظل اللہ فرمانروا ہونیکے لیئے کوئی نہ کوئی فرد موجود رہے (اور یہ خاندان سلسلۂ اولاد کے منقطع ہونیسے مفقود نہ ہو جائے) ممکن ہے کہ اسی بات سے آنحضرت نے اوجب طبع پر یہ نتیجہ قائم کر لیا ہے کہ خداوند کریم کا یہی منشاء اور یہی مرضی ہے کہ اونکے تخت جلیس بزرگ خاندان کے جائز وارث اور مقدر قائمقام ہین۔ اسلام کو تباہی کے اٹھائے ہوئے سلطنت بلا انگیز سے بچائے۔ اور چونکہ منشائے ربانی یہی تھا۔ کہ یہ رہائی (سلطان اعظم) عبدالحمید کے ہاتھون ہو۔ اس لیئے یہ کسطرح ہو سکتا تھا کہ وہ اس کام سے جو قسمت نے اون کے لیئے مقدر کیا ہو انکا پہلوتہی کر سکتے۔ یا اوسکو ناتمام لینے سے خوف کھاتے۔

دنیا مین آج تک کسی ملک مین کسی ایک خاندان مین اتنی مدت سلطنت نہین رہی۔ یہ فخر آل عثمان ہی کو حاصل ہے سینکڑون خاندان لاولدی کے سبب گم ہوئے۔ ہزارون نکموں اور باغی وزراء اور ماتحت عاملون کی بغاوت کا شکار ہوئے۔ اور بے تعداد کو اجنبی دشمنون نے نیست و نابود کر دیا مگر اس مبارک خاندان کو خداوند کریم نے ہر بلا سے اپنے حفظ و امان مین رکھا ہے۔

اور یقین کامل ہے کہ ہمیشہ کیلیے رکھیگا۔

تخت نشینی سے کئی برس مشتبہ جب کہ وہ ابھی نوعمر ہی تھے وہ اپنے چچا کے ساتھ اوس مشہور و معروف یورپی سفر مین شریک تھے جس کے دوران مین سلطان عبد العزیز مرحوم لندن بھی رونق افروز ہوئے تھے اور لارڈ میئر (لندن کی سٹی میونسپلٹی کے حاکم اعلےٰ) نے اونکی (شہر کی سیر) دعوت کی تھی۔ اندنون یہ دیکھا گیا تھا کہ پرنس عبد الحمید خان بات ہی شرمیلے۔ کم سخن اور نہائی پسند طبیعت کے نوجوان ہین۔ بیان کیا گیا ہے کہ دوران قیام لندن بکنگھم پیلیس (محل) باغون مین ٹہلتے وقت اگر وہ کسی آدمی کو سامنے سے آتا دیکھتے تو درختون کی آڑ مین ہو جاتے۔ اونکی طبیعت مین خود نمائی اور مزاج مین خود ستائی نہ تھی۔ (ڈنمارک کے شہزادہ) ہملٹ کیطرح (جسکی کہانی شیکسپیر نے اپنے ناٹکون مین لکھی ہے) وہ بھی بگڑے معاملات کو رو باصلاح لانیکا کام سپرد ہونیکو اول ہی سمجھے کہ تقدیر نے کوئی پرانا بدلا لیا ہے۔ مگر ہملٹ کے برخلاف عبد الحمید (زاد اللہ مکہ وحشمتہ) مسلمان اور ایسے خاندان کے شہزادے تھے جس نے نسلاً بعد نسلٍ ایسے بہادر اور مدبر پیدا کیے ہین۔ جو عیسائی دنیا کے لیئے خوف اور دہشت کا موجب اور شرقی دنیا کی آنکھون کا تارا تھے۔ یہی لیے جب اونکو اس بوجھ کے اوٹھانے کو پکارا گیا تو اونہون نے پسا نکندا آگے کر نیسے کوئی پس و پیش نہ کیا۔ اور (اپنے خدا پر بھروسہ کرکے) سلطنت کو بچانیکا کام کا بار عظیم ؎

درین دریائے بے پایان مین طوفان موج انگیز ۔۔۔ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا

کہکر اوٹھا لیا۔ گو اس وقت اسکام کے کرنیکے لیئے بظاہر حال مین اسقدر قابلیتین بھی موجود نہ تھین جتنی کہ ایک معمولی گروہ سپاہی مین "فوج جرار کی کمان کرنیکے لیئے ہوسکتی ہین یعنی کہ بہت ہی کم تھین۔

مدحت اور اوس کی مجلس آئینی

جب اعلیحضرت سلطان ہوئے اس وقت مدحت کو کانسٹی ٹیوشن (مجلس آئینی) کے انعقاد کا اعلان کرکے یورپ کی آنکھون مین دھول ڈالنیکا خیال سوجھا۔ سلطان معظم نے اوسکو منظور کر لیا۔ کیونکہ اسوقت وہ بیرغلم اگر کوئی ایسی تجویز سوچتا تو وہ غالباً اوسے منظور فرما لیتے۔ مگر وہ اوسے دل سے ہرگز پسند نہین کرتے تھے اور یہ لوگ موقعہ ملتے ہی تیار

۔۔۔ اس مسئلہ پر شہزادی لوسگان نے نہایت عمدہ اور برجستہ بحث کی ہے۔ جو مین عہد حکومت مین درج ہے ؎

؎ یہ بھی اعلےٰ حضرت کی کمال دانائی اور تدبر کا ایک برہن ثبوت ہے کہ ابتداء مین بالکل خاموش بیٹھے اپنے زبردست سازشی وزراء کا تماشا دیکھتے رہے۔ اور جو کچھ اونہون نے کہا منظور کر لیا۔ مگر در اصل سلطنت کے کل نیک و بد سے واقفیت پیدا کرتے اور اپنی طاقت مضبوط بناتے رہے۔ اور جونہی موقعہ طلا ان نکحوام زبردن کو کان سے پکڑکر علیحدہ کر دیا جو فقط نکمے حرام ہی نہ تھے۔ بلکہ مغربی علوم اور مغربی تہذیب کے بیدریغ نے مجکو اہل کسل باقی ۱۹ صفحہ

کو شکست کر دیا۔ اور کانسٹی ٹیوشن کو الماری کے خانہ میں یا بالائے طاق رکھ دیا۔ اپنے ملک کی بیماری کیلئے جو علاج انہوں نے سوچ رکھے تھے۔ انمیں یہ مغربی تہذیب کی پارلیمنٹوں کا ٹھہراؤ شامل نہیں تھا۔ خاندان عثمان بہت سے اوصاف رکھتا ہے۔ مگر ان اوصاف میں آئینی بادشاہتوں کے اوصاف شامل نہیں ہیں۔ بانیٔ خاندان اور سکی تمام نہایت ہی مشہور و معروف جانشین مطلق العنان اور خود مختار اقتدار رکھنے والے بادشاہ تھے۔ اونہوں نے قوانین وضع کرنے کا اختیار بھی اونہوں نے اپنی ہی ذات میں محدود رکھا تھا۔ وہ صرف بادشاہی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ حکومت بھی کرتے تھے اونہوں نے جو سلطنت خود اپنی تلوار اور زور بازو سے اپنے لیئے بادشاہتیں بنائیں۔ اور ملک فتح کیئے۔ اور پھر اون پر اپنی خود مختارانہ مرضی سے اور نیز اپنے مذہبی احکام کے مطابق حکومت کی۔

(اعلیحضرت) عبد الحمید کو جو فقط دو چیزوں۔ خدا اور اپنے خاندان پر تعین رکھتے تھے۔ پارلیمنٹ بنانے یا سلطان کے شہنشاہی اختیارات کو کسیطرح سے محدود یا کم کر دینے کا محض خیال تک کفران نعمت اعظم معلوم ہوتا تھا اور اونکو یقین تھا کہ ایسی تدابیر سے اللہ مسلمانوں کو نرغۂ اعداء سے نہیں بچائے گا (اعلیحضرت) عبد الحمید نے اون خطرات سے بچنے کے لیئے جو اون کو چاروں طرف سے احاطہ کیئے ہوئے تھے پرانے طریقوں پر قائم رہنے اور پرانی تہذیب پر ہی چلنے کو مناسب سمجھا۔ کچھ عرصہ کے لیئے مدحت کی خاطر اونہوں نے کانسٹی ٹیوشن کے سر انگ دنقل کو باین امید گوارا کیا کہ شاید کفار زنہار اس سے ٹل جائیں۔ اور ٹرکی مصایب جنگ سے بچ جائے مگر جب اس سے یہ مدعا نہ نکلا۔ کفار نہ ٹلے اور روسی فوجوں نے دریائے ڈینوب سے عبور کر لیا۔ اور دوسری طرف آرمینیا پر حملہ کر دیا۔ تو سلطان المعظم نے سر انگ نما تماشا کو بند کر دیا۔ مدحت عرب کو جلا وطن کر دیا گیا۔ جہاں وہ تھوڑی مدت بعد فوت ہو گیا پارلیمنٹ توڑ دیا گیا۔ اور کانسٹی ٹیوشن دھواں بنکر تبخیر ہوا میں نایاب ہو گئی۔

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) نمک حرام مراد نامراد اور اوس کے دوسرے چالیس ایک چیلے چانٹوں (رضایے وغیرہ وغیرہ) کیطرح مخمل الحواس اور شوریدہ سر بنا دیا ہوا تھا۔ خدا نخواستہ اگر اعلےٰ حضرت تخت پر بیٹھتے ہی اپنی ذاتی رائے سے کام کرنا شروع کر دیتے جو ذاتی رائے ملک کی بیماری کی تشخیص اور اوس کے علاج میں اعلےٰ درجہ کی کامیاب ثابت ہوئی ہے تو ہمکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ نمک حرام وزراء اون کو بھی غریب سلطان مراد کیطرح فوراً تخت سے اتار دیتے۔ یہ محقق طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ مراد کے عزل کی اصل وجہ یہی تھی کہ اونہوں نے مسند نشین ہوتے ہی اپنی ذاتی رائے سے کام لینا اور مدحت اور اوسکی پارٹی کی صلاح و مشورہ کو نا پسند کرنا شروع کر دیا۔ اونہوں نے زعم سلطانی میں مدحت کی طاقت کا اندازہ نہ کیا۔ اور اوس کا بلدی ہی خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اصل مازاد ون کی معزولی کا یہ تھا۔ دیوانگی اور جنون محض بہانہ تھا مگر ہر فرعونے را موسائے۔ خداوند کریم نے اس گروہ کی سزا دہی کیلئے ایسے شخص کو موکل کیا جس نے انہیں لوگوں کے ہتھیار دن سے اونکو پامال کیا۔ (مترجم) +

اقتدار شخص واحد

اوس وقت سے سلطان سلطان ہوے اور تقریبًا بیس برس سے (اعلیحضرت) عبد الحمید بلاشک و شبہ سلطان علی آرہے ہین۔ اونکو سوائے اپنی ذات کے اور کسی پر یقین نہ تھا۔ اسی لیئے اپنی ذات کو سوا کسی اور پر اونھون نے بھروسہ نکیا۔ چارون طرف سے وہ ایسے شخصون سے گھرے ہوئے تھے جنھون نے اونکی چاپلوسی اور بہائی کو دھوکہ دیا اور جس آپ ہی ہو مین اُنھین سکوت اختیار کرنی پڑی وہ رشوت اور بدکاری کی گرم بازاری سے متعفن اور سازشون اور اندرونی و خفیہ داؤ گھاتون کے تاریک لجرات سے لبریز ہو رہی تھی۔ اسلیئے اونھون نے شروع ہی سے کسی غیر پر اعتبار نکرنے اور تن تنہا حکومت کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اور گو یہ کام ناممکن معلوم ہوتا تھا اور اس تجویز کی کامیابی کی پوری نا امیدی تھی۔ مگر پھر بھی (اعلیحضرت) عبد الحمید گو اونکی اس پالیسی پر کیسی ہی کتہ چینی کیون نہ کیجاے۔ کم از کم یہ دعوے کر سکتے ہین کہ اسی بدولت اونکو بہر کیف ایک بہت بڑی اور مسلمہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ کیا؟ یہ کہ اوسکی طفیل اونکی زندگی بچی رہی اور بچی ہوئی ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ اکثر اسے ناممکن خیال کرتے تھے۔ مگر وہ صرف تقریبًا بیس برس کیلئے زندہ رہنے مین ہی کامیاب نہین ہوے۔ بلکہ اب سے کچھ مدت پہلے (یعنے سنہ آرمینیا کے شروع ہونے کے زمانہ تک) وہ ہمارے زمانہ کے نہایت ہی لایق اور نہایت ہی کامیاب فرمانروایون مین سے ایک متصور ہوتے رہے ہین۔

(اعلے حضرت سلطان المعظم) عبد الحمید کے تخت سے تخت شمن بھی اسبات سے انکار نہین کر سکتے کہ وہ نہایت ہی جفاکش اور محنتی بادشاہون مین سے ہین۔ وہ موسم انہیرے سے لیکر بہت رات گئی تک سترہ سترہ اور اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے یومیہ کام کرتے ہین۔ اور یہ مسلم امر ہے کہ وہ لگاتار اس قدر محنت اپنے خیال مین اوس وسیع عظیم کے اصلی مفاد و بہبودی ہی کیلئے کر رہے ہین۔ جو خلاق زمین و زمان نے اونکی سپرد کی ہے۔ وہ کروڑون بندگان خدا پر حکمران ہین۔ اور انکے محل ہمایون مین ہزارون شخص بستے ہین مگر وہ اپنے کمرہ کی سنسان تنہائی مین اپنی سلطنت کی بھلائی کیلئے غلامونکی طرح محنت کر رہے ہین۔ وہ شہنشاہ ہین۔ مگر اونکی حالت بعینہ اوس قیدی کیطرح ہے جسکے پیر و ولم کے ساتھ ہی محنت شاقہ کی بھی زنجیر لگی ہے اور جسکو اس کے علاوہ ہر وقت قتل کیے جانیکا بھی دھڑکا لگا ہوا ہو۔ اونھون نے عیش و آرام کو تیاگ دیا۔ اور شب و روز مسلسل نہایت ہی سخت محنت کرنیکو گوارا کیا ہے۔ اونکا دماغ دوسرے لوگون سے زیادہ قوی نہین۔ لیکن یہ کلام نہین کہ اونھون نے آزاد ملک کیحالت کو سنوار دیا۔ وہ یہ نہین۔ مگر اونھون نے ایک نہایت ہی طویل اور محنت طلب دور (جنگ روس) کے بوجھ و رحمت کو بخیر گزرنے کی برداشت کیا۔ اور اب خواہ وہ (خدا نکرے) کل ہی اپنے بزرگون کی خاک کے ساتھ ہم آغوش ہو جاوین۔ اونکے کارنامے ایسے ہونگے۔ کہ اگر اونکی حوالی مشکلات پر نظر

کیجائے تو اونکی نسل کے سلطانون مین سے ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو اون کارنامون پر فخر کرے +

ہمت مردانہ اور اپنے آپ پر بھروسہ

اعلیحضرت سلطان المعظم عبدالحمید کو بزدل اور ڈرپوک مشہور کرنا آجکل کا فیشن ہو رہا ہے۔ مگر بدنام کنندگان کو جان لینا چاہیئے کہ خاندان عثمان کا بزدلی کبھی خاصہ نہین ہوئی۔ یہ خانوادہ مردوثی بہادر و جری ہے۔ اور اعلیحضرت امیر المومنین نے اپنی جرأت اور مردانگی کا کافی ثبوت دے کر ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنے شہنشاہی خاندان کی اس خاصیت سے معرا نہین ہین۔ اونکی تخت نشین ہونے کے بعد فوراً ہی روسی حملہ کا مقابلہ کرنا پڑا۔ مشرقی و مغربی دونون سرحدون پر روسی جنگ کا طوفان برپا ہو گیا۔ اسوقت اونکی اسلحہ خانے تقریباً خالی و ذخیرہ بالکل تہی تھا حتی کہ فوج کے لیئے رائفلین بھی موجود نہ تھین۔ اور وہ سرتوڑ جلدی سے بحر ظلمات کے پار (یعنے امریکہ) سے خریدنی پڑین۔ اون کے پاشاؤن کا یہ حال تہا کہ انمین سے بعض نہایت ہی اعلے اور با اعتبار عہدے رکھنے والونکی نسبت یہ عام یقین تہا کہ وہ روس کے تنخواہدار ہین۔ وزراء و اعیان مملکت اور سپہ سالاران سلطنت مین ایک بھی ایسا فرد موجود نہ تہا جسپر امیر المومنین اعتماد کر سکتے۔ یا یورپ ہی کر سکتا۔ دول عظام مین ایک سلطنت بھی ایسی نہ تہی جس سے ایک کارتوس یا ایک پیسہ کی امید ہوتی۔

انگلستان جو اونکا قبل نشینون کا گہرا دوست اور رفیق تھا۔ بغاوت بلگیریا کی سختی سے فرو کیئے جانے پر بگڑ گیا ہوا تھا۔ مگر اونکی یہ نفیس مزاجی اور ترقی تقلبی ایسی عجیب و غریب اور بعید از فہم و ادراک ہے کہ اعلے حضرت ہی اسکو سمجھنے سے قاصر رہے ہین۔ (کیونکہ جو کچھ نیک سلوک انگلستان نے اپنی باغی رعایا سے کیئے باب کر رہا ہے۔ وہ اعلیحضرت سے پوشیدہ نہین ہین۔ اور وہ اسکی خود فضیحت و دیگران نصیحت کی پالیسی پر جس قدر متحیر ہون کم ہے) فرانس جرمنی سے شکست کہا کر بالکل بے جان ہو رہا تھا۔ اور ہکا عدم وجود برابر تھا۔ پس اعلیحضرت عبدالحمید کو اپنے بزرگون کیطرح صرف اپنی ذات یعنی اللہ کی تلوار۔ اور اپنے قادر مطلق پر بھروسہ کرنا پڑا۔

قسطنطنیہ کی مورچہ بندی اور حفاظت

ہر ایک طرف سے مایوس و بے امید ہو کر اعلے حضرت سلطان المعظم نے بغیر کسی زیادہ تردد و اضطراب کرنے کے روسی حملہ کے سیل بلاخیز کو روکنے کے لیئے اپنی کمر ہمت چست باندہ لی۔ آنے والے خطرناک ال (شتہ ۱۰)

نے گذشتہ برس (۱۸۷۶ء) کے مہیب واقعات پر اپنے نئے اور زرخیز واقعات کا ذخیرہ بڑھا دیا۔ البتہ متواتر جنگی مریشتون کی ہر ساعت ترقی پذیر تاریکی مین فقط غازی عثمان پاشا نے پلیونا کی بہادرانہ حفاظت کرکے منور روشنی کی ایک شعاع پیدا کردی تھی۔ یورپ اور ایشیا برہ دونون براعظمون مین روسی محاہرین آہستگی مگر ثابت قدمی سے بڑہتے چلے آئے۔ آمینا مین قارص فتح ہوگیا۔ اور یورپ مین پلیونا بھی آخر کار غنیم کے حوالہ کردیا گیا جس سے روسی فوجون کو جو ایک مدت سے مورچے سنبھالے ہوئے سیلاب کیطرح بند پڑی تھین آگے بڑہنے کا موقعہ ملگیا۔ وہ کوہ بلقان پر سے طوفان بلاخیز کی طرح کل مزاحمتون کو توڑتی ہوئین عبور کرگئین۔ اور اسلام بول کے عین دروازون تک جا پہونچین۔ پس یہ وہ نازک وقت تھا جس مین اعلیحضرت نے ثابت کردیا کہ نہین اپنی قوم کی جنگی سپرٹ اور قدیم فوجی قابلیتون کا کچھ نہ کچھ حصہ موجود ہے۔

باب عالی مین ہر رنگ مچ گیا تھا۔ اور تمام پاشا اپنی فوجون کے اچانک تہ و بالا ہوجانیسے حواس باختہ ہوکر فے الفور زیرہ مارمورا کی دوسری طرف قصبہ بروصہ کیطرف ہٹ جانے کی صلاح دے رہے تھے مگر اعلیحضرت سلطان المعظم نے بالکل اوسان نہ ہارے۔ اور بڑے استقلال و استقامت سے اپنی کل طاقتون کو قسطنطنیہ کی حفاظت کیلئے تیار یان کرنے پر مجتمع کردیا۔ غازی مختار پاشا شہر کے حفاظتی مورچون پر افسر اعلے مقرر کیے گئے اور مورچون کے پیچھے عثمانیہ فوج کا بچا کھچا حصہ آخری مقابلہ کیلئے جمع کیا گیا +

بروصہ جانیکی صلاح کو مسترد کرتے ہین

اعلے حضرت ابھی وسیدن سے اپنے دارالسلطنت کو بچانے کے لیئے تیاریان کرنے ہی مین مصروف تھے

بروصہ ایشیائے کوچک کا مشہور شہر ہین سو برس ہوئے ہرکا یا نامی پر سوا تھا یہ زیرہ مارمورا سے تقریبا تیس میل کے فاصلہ پر کوہ المپس کے دامن مین آباد ہے۔ فتح قسطنطنیہ سے پہلے یہ سلطنت عثمانیہ کا ایشیائی دارالخلافہ تہا۔ سلطان عثمان بانی خاندان اور اوس کے یانچ عالی قدر جانشینون کے یہان مزار ہین۔ اس شہر مین ۶۵ مساجد ہین جن مین سے اکثر نہایت عالیشان اور عجوبہ روزگار ہین۔ اس شہر مین ریشم کی بہت صنعت کاری ہوتی ہے اور اوسکے متصلہ میدان مین ریشم بکثرت پیدا ہوتی ہے یہ شہر پہلے بہت آباد تہا مگر صدر مقام نہ رہنے اور متواتر زلزلون سے جن مین سے ۱۸۶۵ء کا زلزلہ نہایت سخت تہا کم رونق ہوگیا ہے۔ مگر اب بھی یہان ایک لاکھ کے قریب آدمی بستے ہین۔ بروصہ سے بندرگاہ مودانیہ واقع برساحل مارمورا تک بڑی لاگت سے ریلوے لائن تیار کیگئی ہے۔ جسکا مفصل حال کتاب ہستول و قسطنطنیہ مین درج ہے +

(مترجم)

کہ اونکو اس خبر نے چونکا دیا۔ کہ انگریزی بیڑہ جہازات جو سارا سوسم خزان علیحدہ بیکار آبنائے ڈارڈنلز کے دہانہ کی قریب میں بیکار پڑا فریقین کی طمع آزمائیون کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اب آبنائے ڈارڈنیلز میں سے بحر گذرنے پر مستعد ہوگیا ہے۔ قلعون کو اس بحری حملہ کے روکنے کے لیئے احکام بھیجے گئے۔ اور اون قلعون کے گولہ انداز جو آبنائے کی دونو ساحل پر بغرض حفاظت بیٹھے ہین۔ انگریزی امیرالبحار نے ہائی کے آہنپوش جہازات سمیت دو دو ہاتھ کرنے کے لیئے تیار ہوگئے مگر آخر کار جہازات کو گذرنے کی اجازت ملگئی۔

لارڈ ہگلینفیلڈ کا مدعا تو اس پیشقدمی سے بلاشک مشہ روسیون کو ڈرانے کا تھا۔ مگر اتفاق وقت سے اوسنے بیچل زیادہ ڈالدی ترکون مین۔ جو یہ سمجھے کہ ہم پہ آگے بھیجو دونون طرف سے اب ایک اور نیا دشمن حملہ آور ہوگیا ہے۔ اور تیر بالکل ٹھیک نہیں وقت جبکہ انگریزی بیڑہ دردانیال سے گذر کر پرنس آیلینڈ (شہزادہ کا جزیرہ) مین جو قسطنطنیہ سے غربی جہازون کا ایکمقام کا راستہ ہے۔ لنگر انداز ہوا۔ دارالسلطنت مین وزیر اعظم کی اس تجویز پر کہ ایشیا کو فوراً ہٹ جانا چاہیئے غور کرنے کو لیئے ایک کونسل منعقد ہوئی۔ اس کونسل مین بڑے بڑے عہدون والے اور باقتدار پاشا اور وزراء بیشمار جمع ہوئے۔ اور غالب اسے یہ تھی کہ چونکہ دارالخلافہ اب دو دشمنون کے درمیان ہوگیا ہے۔ انگلیٹرہ روسی سیون سٹی فانو مین مقیم ہین۔ اور دوسری طرف انگریزی بیڑہ جزیرہ شہزادہ مین لنگر زن ہے۔ اس لیئے ایشیا کو بھاگ جانیکے سوا اور کوئی چارہ نہین رہگیا۔ یہ وہ دوسرا اشد نازک وقت تہا جس مین اعلیحضرت سلطان معظم نے اپنے تئین عثمان کا سچا جانشین اور سپوت فرزند ثابت کر دکھایا۔ باوجود اپنے بزدل شیرون کے اژدہام مین پھنسے ہونے کے جو گریز بلا تاخیر پر تخت مصر تھے۔ اعلے حضرت نے اپنے دارالسلطنت کے چھوڑنے سے کمال استقلال اور مردانگی سے بڑے زور کے ساتھ انکار کر دیا۔ اور صاف کہہ دیا۔ کہ ہرچہ آید مین برابر قسطنطنیہ مین رہونگا۔ اور اوس شہر کی اچھی یا بری قسمت مین جو چار سو برس سے میرے خاندان کا تخت گاہ چلا آرہا ہے شریک حال ہونگا اونکی رائے سب کی رائے پر غالب آئی۔ بروصہ کو بھاگنے کی صلاح مسترد ہوگئی۔ اور اعلیحضرت نے باوصف بزدل اور کمزور وزراء و امراء مین گھرے ہونے کے سینٹ صوفیا کے بڑے کلیسا کے کلس پر ہلال کو صلیب پر غالب رکھا یعنے مسجد ایا صوفیا کو جو قبل از فتح قسطنطنیہ عیسائیون کا بڑا معبد تھی پھر گرجا ہو جانیسے بچا لیا۔

وہ ترکی بیڑہ جہازات کو بھی بچا لیتے ہین

جو کچھ ہمنے اوپر بیان کیا ہے اونکی ہمت مردانہ اور مضبوط دل کا صرف وہی ایک امتحان نہ تھا۔ جب

بمقام سین سٹی فانو جنرل اغناٹیف (روسی سفیر) اور ترکی سفراء (صفوت پاشاء وغیرہ) مین صلح کی نسبت گفتگو ہوئی تھی تو روسیون نے مقام جنگ مین کل ترکی بیڑہ کو بھی بطور غنیمت طلب کیا۔ احمد وافق۔ اور صفوت نے جو موجودہ وزارت کے سب سے زیادہ مضبوط دل اور جری ارکین ہین۔ روسی مطالبات کو منظور کر لینے کی بڑے زور سے صلاح دی۔ اونہون نے اپنی رائے کی تائید مین دلیل یہ پیش کی۔ کہ ترک مقابلہ کی طاقت نہین رکھتی۔ روسی شرائط کے نہ ماننے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جنگ پھر چھڑ جائے گی۔ اور اگر جنگ دوبارہ چھڑ گئی تو کامک یا قزاق (روسی سوار ان مقابلہ) بلا کسی مزاحمت کے بیدر تک سلطانی محل کے دالان تک پہونچ جاوین گے۔ اور اپنے دار الخلافہ کے مفتوح ہو جانیکے بعد سلطنت عثمانیہ جان بر نہین ہو سکے گی۔ مگر سلطان بھی اعلیحضرت کی متحکم طبیعت اپنا رنگ دکھا گئی۔ وہ پکار اوٹھے "یہ کبھی نہین ہوگا۔ یہ کبھی نہین ہوگا" اور پھر دست خاص سے گرینڈ ڈیوک نکلس (برادر زار) الکسندر وکمانڈر انچیف افواج) کو خط لکھا کہ ترکی بیڑہ جہازات کا حوالہ کرنا ناممکن ہے۔ اور ایک خلاف عادت اور غیر معمولی جوش سے اُس خط مین یہ بھی ایزاد کر دیا۔ کہ بیڑہ کو روسیون کے ہاتھ مین پڑا دیکھنے سے مین اوسکو ترجیح دونگا۔ کہ مین خود جہاز پر بیٹھا ہون اور کل بیڑہ معہ میرے بارود سے کرۂ ہوا مین اُڑا دیا جائے۔ ممکن ہے کہ یہ لاف زنی ہو۔ مگر ہو بھی تو اسمین کلام نہین کہ نہایت ہی اعلےٰ قسم کی ٹونگ ولاف تھی۔ یہ ایک ایسی بادشاہ کی لاف زنی تھی جو تباہی کے کنارے پر کھڑا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ایسی لاف تھی جو کارگر ہو گئی۔ روسیون نے یہ مطالبہ ترک کر دیا اور ترکی دار الخلافہ کیطرح ترکی بیڑہ کو بھی سلطان اور اکیلے سلطان نے بچا لیا۔

وہ رزمِ من اللہ ہین کہ ادنیٰ اعلےٰ سب کی خونگرانی کرین

انہی دو نہایت ہی نازک موقعون کا یاد کر لینا اسبات کے سمجھنے کے لیئے کافی ہے کہ اعلیحضرت امیر المومنین کیون یہ بار بار کہا کیئے ہین کہ بادشاہ ہون کہ بادشاہون کے بادشاہ رب کریم نے انہی کی ذات مبارک کو گورنمنٹ کی ذمہ داری ودیعت کی ہے پس یہی سمجھے کہ برابر اس وقت سے لیکر (مولانا سلطان المعظم) عبد الحمید تن تنہا حکومت کرنے پر مصر رہے مین جسمین کام ہو یا بڑا ارض روم کے دور دست قصبہ مین کسی پولیس کنسٹبل کو مقرر کرنا ہو تو سلطنت مین کسی تغیر کیلئے قواعد وضوابط منضبط ہونے

* مسٹر سٹیڈ اس ایک ہی فقرہ سے تو نے اپنی سادت طبلی اور سلنگدلی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے تو خود جانتا ہے۔ کہ سلطنت عثمانیہ آدھے زمانہ دار کے سر پر اس وقت ظالم جلاد کی تلوار صرف ایک باریک بال کے سہارے پر کھڑی تھی تو نادان تو ذرا غور کر کہ کیا یہ ٹونگ اور لاف زنی کا موقع تھا۔ افسوس ہے

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نمایدہنرش در نظر

ہون۔ انمین ہی سلطانی احکام کا حصول ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ سلطنت کی بڑے بڑے اہم معاملات مین وہ یہ لازمی سمجھتے ہین کہ ہر ایک چیز کی نسبت وہ بذات خاص حکم دین ہر ایک چیز کو وہی منظور کرین۔ اور ہر ایک بات کی بہ نفس نفیس نگرانی کرین۔ جیسے خدا کی نظرون مین کوئی چیز بڑی ہے نہ چھوٹی بلکہ سب چیزین یکسان وقعت رکھتی ہین بعینہ وہی خدا کے برگزیدہ کا حال ہے۔ جو سلامبول مین بادشاہی و فرمانروائی کرتا ہے۔

فصل سوم (۳)

اونہون نے اچھے کام کون سے کیے ہین

جس سلطنت پر (اعلیٰحضرت مولانا السلطان) عبد الحمید فرمانروائی کر رہے ہین اوس کے لیے اونہون نے کیا کیا ہے؟ سب سے اوّل اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اونہون نے اوسکو بیس برس سے قایم رکھا ہے اور اونکی ذات مبارک جنگ و بغاوت۔ غداری۔ نمکحرامی۔ قاتلانہ سازشون اور رویہ الیہ پن سے بچتی چلی آئی ہے اور اکیلا یہ امر ہی بذاتہ کچھ کم قابل وقعت کامیابی نہین ہے۔ اس بات کی کسی کو امید نہ تھی کہ وہ کامیاب ہونگے۔ مگر وہ کامیاب ہوئے ہین یعنے کہ وہ کم از کم اسقدر کامیاب تو ضرور ہوئے ہین جس قدر کہ اوس شخص کو کامیاب کہا جا سکتا ہے جو تباہی و معدومیت کے مسلسل خطرہ سے بچنے مین کامیاب ہو رہا ہو۔

اونکی خارجیہ حکمت عملی۔

ثانیاً یہ کہ وہ دول اجنبیہ سے معاملات کرنے مین اوس سے زیادہ معقولیت پسند اور پریکٹیکل ہے ہین۔ جتنے کہ وہ ہو سکتے تھے۔ یعنی اگر چاہتے تو اسقدر معقولیت پسند اور پریکٹیکل نہ بنتے۔ مانٹی نیگرو کے بندرگاہ ڈولسنگو[1]

---

[1] یہ انگریزی لفظ اردو مین اب عام مستعمل ہو گیا ہے۔ اگر انسان کی صفت ہو تو ہمکو یہ مفہوم ہے کہ وہ شخص نکما سودا و خیالی پلاؤ پکانے والا نہین ہے۔ بلکہ وہ بات یا کام کرنے والا ہے جو ممکن الحصول ہے۔

[2] مانٹی نگرو سرویا وغیرہ کو زاید خطابات دلانیکے علاوہ عہد نامہ برلن مین یہ شرط کیگئی تھی۔ کہ ٹرکی (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶)

اور یونان کو علاقہ ثایئرس حوالہ کرنے میں مدد ابتداءً بہت کچھ پس و پیش کرتے رہے۔ اور انکو عزم کو جلد پختہ کرنے کیلئے بحیرہ ایدریاٹک میں بحری طاقت کی نمائش اور سرنا کے پرسٹ خانوں پر حملہ آور ہونے کی دھمکی دینے کی ضرورت پڑی مگر آخر میں اونہوں نے ضد چھوڑ دی اور یورپ کا کہا مان لیا۔

معاملات بگیریا میں اونہوں نے توقع سے بڑھکر مقبولیت سے کام لیا جب ۱۸۷۸ء میں) صوبہ مشرقی رومیلیا نے عہد نامہ برلن کو باطل رکھ کر خود کو بلگیریا کی ریاست سے ملحق کر دیا تھا۔ سلطان المعظم اگر حملہ آور ہو کر باغی صوبہ کی گوشمالی کر دیتے اور فلپ پولی (صدر مقام مشرقی رومیلیا) میں اپنی حکومت پھر قائم کر دیتے تو عہد نامہ برلن کے رو سے اسپا نکے مجاز تھے اور غالباً روس بھی اونکی مزاحمت نہ کرتا

بقیہ صفحہ ۱۸۵ یونان کو کچھ ملک دیکر راضی کر لیتے اور اگر دونوں سلطنتوں کا باہمی تصفیہ نہ ہو سکے تو دول یورپ سرحد مقرر کر دیتی اسیطرح اماٹی نگرو کو جو زائد قطعہ دلایا گیا۔ اسمیں دول یورپ نے پنہ پگاہ ڈلسگنو کو (جو بحیرہ اڈریاٹک کے کنارے صوبہ البانیا کا شہر بندرگاہ ہے اور جسکی آبادی ۱۵ ہزار کے قریب ہے) خلاف مشاہدہ کے شامل کر دیا۔ سلطان المعظم کو یہ ہے انھوں کو کوئی زائد ملک یونان یا اماٹی نگرو کو دینا سخت ناگوار تھا۔ اور دبی یونان روسے بھی بندرگاہ کی شہ سے اس قدر تیز ہو رہی ہیں کہ سالونیکو تسلی۔ آیا ئرس اور قریباً نصف مقدونیہ اور البانیا صوبہ پر قبضہ جنیا کا مطالبہ کرتی ہیں سلطان کچھ عرصہ تک تو ٹالمٹول کرتے رہے مگر یورپ کی یکجا رائے دول مجتمعہ کے سپین لینے والی تھیں۔ اونہوں نے بمقام برلن کانگریس کی پہل ۱۸۷۸ء میں اماٹی نگرو کی سرحدوں کو ۱۸۷۸ء میں یونان کی سرحد کا خود ہی فیصلہ کر کے سلطان کو مجبور کیا کہ بندرگاہ ڈلسگنو اور کل علاقہ متعلقہ صدر مقام مینیا یونان کو دیدیا اور سلطان المعظم نے نہ مانا تو اکتوبر ۱۸۸۰ء میں سب طاقتوں نے یکجا جنگی جہازات بندرگاہ ڈلسگنو پر بھیجدیئے سلطان بیچارے میں وقت مقابلہ کی طاقت نہ تھی لاچار بندرگاہ خالی کر کے اماٹی نگرو کو دیدیا۔ لیکن یونان کو دیا ہوا علاقہ جس کا فیصلہ دول نے کیا تھا پھر سے انکار کر دیا جسپر دول نے پھر جنگی دھمکی سے کام لیا۔ اور آخر کار ۱۸۸۱ء میں یونان کو تسلی اور ثایئرس میں مشہور بندرگاہ و دولہاٹی دیا۔ مگر ان عیسائی ریاستوں اور اونکی معاون مسیحی طاقتوں کی ایمانداری دیکھئے کہ ان مخصوصہ علاقوں کے عوض کی قومی قرضہ کا کچھ حصہ جو اون کے سر پر ڈالا گیا تھا ہرگز ادا نہ کیا۔ اپنی ۱۸۷۸ء و ۱۸۸۱ء کی جنگی دھمکیوں اور بحری نمائشوں کے ہوا ہوئے۔ دول یورپ اور خاصکر انگلستان نے شورش آرمینیا کے متعلق ۱۸۹۶ء میں جنگی جہازوں کی نمائش کر کے اعلیحضرت کو باوجھکا کرنا تو سیدھا کرنا چاہا تھا مگر نادان یہ نہ سمجھے کہ ہر دفعہ نسبت کسطرح خود کو دیکھے ابدہ ۱۸۷۸ء والی حالت نہیں ہے کہ امیر المومنین دبجائینگے ابدہ کلمہ یہ کہ جواب دینے کیلئے کافی مضبوط اور مستعد ہیں چنانچہ ترکی جواب سننے کے بعد سارے بہادر یکے بعد دیگرے وہ دم دبا کر بھاگ آئے اور کسی کو جوں و چرا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ فقط دھمکی کریٹکی باتیں تھیں کہ فرانس اور روس نے کچھ نہیں کہنے دیا ۱۸۷۸ء اور ۱۸۸۰ء بلکہ ۱۸۹۶ء میں بھی یہی روس و فرانس تھے جو ہمیشہ انگریز دوست کے ساتھ ہو کر یونان کو آزاد کرا دیا۔ و دینیا سے مروایا۔ اماٹی نگرو کو خود مختار بنایا اور انکو مزید علاقے دلائے آخر ۱۸۷۸ء میں بھی یہی روس و فرانس تھے جنہوں نے انگریز دوست کے ساتھ ہو کر صوبہ کریا۔ اور آخر کار جنگی دھمکی میں شامل ہو کر اماٹی نگرو اور یونان کو زائد علاقہ دلایا۔ اصل بات یہ ہے کہ سلطان المعظم کی طاقت بمقابل اتحاد مسیحان اب یہ بیسی ثابت ہو گئی ہے کہ وہ انکی گیدڑ بھبکیوں کی جنداں پروا نہیں کرتے اس وقت بفضلہ تعالیٰ سوا ایک گزرمین کا ملک اعلیحضرت امیر المومنین کی جنگی طاقت کا مقابلہ کرنیکی کوئی دوسری سلطنت روئے زمین میں نہیں دیکھی +

مگر اونہون نے دونون صوبون کو اپنے حال پر چھوڑکر مداخلت کرنے سے ہیلوتہی کیا۔ اور اوس مین سالہا تدبیر و تحمل کا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ آجکے دن بلغاری روسیہ کی نسبت جنہون نے اونکو آزاد کرایا۔ غالبًا سلطان المعظم کے زیادہ ممنون اور ہوا خواہ ہین۔ اسکا یہ کہ مصر مین اونہون نے کوئی پر شرارت دست اندازی نہین کی۔ جسے وہ چاہتے تو کر سکتے تھے اگر وہ مقبوضہ کی تجویز کو منظور کر لیتے تو معاملات مصر مین نہایت خوفناک پیچیدگیان پیدا ہو جاتین۔ لیکن اونہون نے انکار کر دیا۔ اور گو وہ اس انکار کا اب تک ہی کیون نہ افسوس کرتے ہون مگر اوس کے ذریعہ سے اونہون نے قاہرہ مین انگریزی حکومت کو قایم ہونے مین فی الحقیقت بہت بڑی امداد دی ہے۔ افواہ ہے کہ عرابی پاشا کو بغاوت کرنے پر اونہون نے آمادہ کیا تھا۔ اگر یہ درست ہی تو ہم (یعنے انگریز) اونکے اوز یادہ ممنون ہین۔ نہ عرابی بغاوت کرتا اور نہ قاہرہ کی بارکون مین سر خ کوٹ گورے قامت گزین ہوتے۔ الغایہ کہ اونکو عرب مین ایک نہایت ہی خطرناک بغاوت سے سابقہ پڑا۔ اوسے اونہون نے زمی اور بخوبی کی پالیسی سے فرو کر دیا۔ اس حکمت عملی سے سلطنت عثمانی ایک نہایت ہی سنگین عقدہ سے بچگئی۔ اور ساتھ ہی عربون کو جو روتعدی سے بچنے کے لیئے کافی ضمانتین ملگین۔

مالی حالت کی درستی اور فوجی اصلاح

غالبًا یہ کہ اونہون نے قرضہ عمومی کے سود کی ادائگی کیلئے ایک انٹرنیشنل کمیشن (کونسل وکلاء ممالک متمدنہ) قایم کی یہ بڑے دل و گردہ کا کام تھا۔ اور ہمین بڑی جرات و ہمت مطلوب تھی۔ مصر مین انٹرنیشنل کمیشنون سے جو نتایج پیدا

+ یہ اشارہ ہے اوس سالانہ کمیشن جو ڈوروشنڈ والف کی شرن کو تسلیفیہ بھیجکر گورنمنٹ انگلستان نے تجویز کیا تھا۔ گرچہ سلطان معظم ہمین کی حکمت عملی کا ذکر کتاب عہد حکومت کے بابسلسلہ مصر مین مندرج ہے۔

++ مسٹر سٹیڈ نے افسوس کی ہی ایک ہی کہی۔ افسوس و کرے جو بے بس ہو شیخ تمہارے ہی اکثر ہم علانیہ طور کر رہے ہین کہ سلطان المعظم اگر چاہین تو ایک گھنٹہ کے اندر انگریزون کو مصر سے باہر نکال سکتے ہین۔ یہ خدا جانے کونسی مصلحت ہے جو وہ دم سادھے بیٹھے ہین۔ اور خدا معلوم وہ خود الگ تھلگ ہو کر اس مصر کی پڑی پر کتنے یتیمون کو آنسون کٹتے مرتے دیکھنا چاہتے ہین۔ یہان اُنجی حافظ کا یہ شعر کہان تک صحیح ہے ؎

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش ۔ رموز مملکت خویش خسروان دانند

+++ مصر مین دو دل یورپ کے قدم مبارک انہی کمیشنون کے طفیل داخل ہوئے تھے۔ اسمعیل پاشا مرحوم نے کروڑون روپیہ قرض لے کر نضول خرچیون مین برباد کر دیا۔ حتے کہ نوبت آخر کار یہان تک پہونچگئی کہ سود کی ادائگی بھی دشوار ہو گئی۔ اور نرخ قرضہ کی طرح مصری قرضہ کا سود بھی قرضخواہون کو ملنا بند ہو گیا۔ پاشا مرحوم نے تک کی حالت درست کرنے کے لیئے اہل کمیشن مقرر کر کے چند انگریزون فرانسیسیون اور دیگر ملک کے بعض نامور آدمیون کو اسکا ممبر بنایا (بقیہ بر صفحہ ۱۸۸)

ہوئے تھے۔ وہ انکو دیکھ چکے تھے۔ قدرتی بات ہے کہ عین اپنے دروازہ پر حکومت کے اندر ایک اور حکومت قائم کرنے سے بہت جھجکتے تھے۔ مگر جب اونکو یقین ہو گیا کہ یہ ضرور ہے تو اونہون نے اس ضرورت کے آگے سر تسلیم خم کر دیا جس ایثار اور جان نثاری کا یہ انعام ملا کہ اونکی سلطنت کی ساکھ یورپ کے شاک ایکسچینجون (تبادلہ گاہان دستاویزات سرکاری) یعنے دول متمدنہ کے مکانات اور پراسیسری نوٹون کی خرید و فروخت کی منڈیون) پر قائم ہو گئی جب وہ تخت پر بیٹھے تو ٹرکی دیوالیہ تھی۔ اونسے اپنا سب سے آخری قرضہ ۱۱ فیصدی سود پر لیا تھا۔ آج خزانہ گوہر بار ہو کر اچھل رہا ہے اگر اپنی ذمہ واریون کے ادا کرنیکے قابل ہے۔ اور اونکو ایسی باقاعدگی اور چستی سے ادا کرتا ہے کہ ٹرکی پانچ فیصدی سود پر جتنا قرضہ چاہے لیسکتی ہے۔ سادہ سا یہ کہ اعلیحضرت نے فوج کی آراستگی اور تربیت کو بڑھانے مین بہت کوشش کی ہے۔ اونہون نے ٹرکی اصلاح جرمن افسرون کے سپرد کی۔ اور کپتان نارمن جسنے اس مضمون پر رسالہ یونائیٹڈ سرس میگزین مین تحریر کیا ہے سلطانکی ہمت تعریف کی ہے اونہون نے فوجکو ایک بیش قیمت جنگی طاقت بنانے مین بہت کچھ محنت کی ہے۔ اونہون نے فوجکے باتریون کو توپون سے بہ پور اور کل سپاہیون کو میگزین رائفلون سے مسلح کر دیا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اب پانچ لاکھ آدمی میدان جنگ مین لاسکتے ہین۔

تعلیم و فنون

سابقاً (اعلیحضرت سولطانا امیر المومنین) عبد الحمید نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ تعلیم کی اعلےٰ قدر و منزلت کے کمال متعرف اور اسکی نہایت ہی قدر کرنے والے ہین جب کہ روسی فل پارچ کرتے ایڈیا نوپل پر بڑھے چلے آرہے تھے تو وہ ملکیہ سکول کے قائم کرنے مین جو سول سروس کیلئے تیار کرنیکا کالج ہے نہایت مشغول و مصروف تھے۔ جنگ کے ختم ہو جانے پر کیونکہ جنگ کا موقعہ پر تو قانون ہی حاکمت ہو جاتا ہے۔ اونہون نے دار الخلافہ مین ایک قانونی مدرسہ قائم کیا۔ یہ ایسی اصلاح ہے کہ برطانیہ کلان بھی اس بارہ مین ابتک سلطان المعظم کی برابری نہین کر سکا۔ وہ بیشمار دیگر سپیشل سکول بھی قائم کر چکے ہین۔ اور انکے عہد حکومت مین آج تک دو ہزار نئے ابتدائی مدارس تیار ہو چکے ہین جن مین ایک لاکھ طلباء تعلیم پاتے ہین۔

ثانیاً۔ اعلےٰ حضرت نے تعلیم نسوان کی ترقی مین جو شوق ظاہر کیا ہے۔ اوس کے لیے وہ خاص تعریف کے مستحق ہین اسلامبول اور دیگر شہرون مین مختلف زنانہ مدارس قائم کرنیسے اونہون نے اس بارہ مین قابل تعریف بیشقدمی کی ہے۔

بقیہ (فوٹ طصفحہ گذشتہ) اس کمیشن کی بدولت رفتہ رفتہ فرانس و نگلستان کا سرمہ مین بہت سستا پڑھ گیا کیونکہ زیادہ تر قرضخواہی دوون ملکون کی تھی کچھ عرصہ۔ دو علی بنے کی مدعزلی کی بغاوت ہونے پر تنہا انگریزون کا قرضہ ہو گیا آج تک مالی حالت درست کرنے اور عہدون سے ملک پاک ہوا اس کمیشن کی آخری نتیجہ اور اسی نتیجہ سے سلطان المعظم خائف تھے۔

تاسفا۔ اعلے حضرت نے فنون کیطرف کسیقدر توجہ مبذول کی ہے۔ جو سلاطین عثمانیہ کیلئے ایک بالکل نئی بات ہے۔ انکی سلطنت مین صنعہ عالم کے باقی تمام گلیون کی نسبت بہت زیادہ دخیلے موجود ہین۔ مگر سلاطین عثمانیہ نے یونانی فن وہنر کی بے بہا یادگارون اور آثار سے بیقدر شوق ظاہر کیا جس قدر کہ اٹھارہوین کے حبشی اعلے ریاضی شوق رکھتے ہین حضرت موصوف نے اس وحشیانہ جہالت کو دور کر دیا ہے۔ مسٹر شامپنیور جو ۱۸۵۶ء مین ٹرکی گئے حسب ذیل تحریر کرتے ہین:۔

"اب پہلی مرتبہ سلطان کے خزانہ کی نادر و بیشبہا اشیاء مرتب ہوکر رکھی گئی ہین۔ اور خاص اجازت سے انکا معائنہ ہوسکتا ہے۔ سلطان معظم نے قیصر کی زیر نگرانی قدیم اشیاء کا ایک عجایب گھر بھی قایم کیا ہے۔ جسمین قدیم اشیاء کا بڑا ذخیرہ ہے۔ وہ مذہباً مسلمان ہے مگر ہیٹا ایک یونانی کا ہے۔ جو چھٹین مین جزیرہ ساؤس سے چوراکر لایا گیا تھا۔ اب حال ہی مین سدوم کے کھنڈرات سے تین سالیشان تعویذ یا سنگین تابوت دستیاب ہوئے ہین جن مین سے ایک مین خیال کیا گیا ہے کہ سکندر اعظم یا اوسکے کسی جرنیل کی لاش مدفون تھی۔ پرُاونس مانے کے دسنکار ونکے تصویرین اور بیل بوٹے بنائے ہوئے ہین جب کہ یونانی فن عین عروج پر تھا۔ انکو خیال ہے کہ خوبی مین تو وہ الجن کے مرمرین سنگون کے برابر اور نقش و نگار کے قایم رہنے مین ان سے بڑا ہوا ہے۔ اکیلا یہی تابوت عجایب خانہ کو مشہور آفاق بنانیکے لیئے کافی ہے۔ وہ بالفرض تمام یورپ کے سنگتراشون کی نگاہین اپنی طرف متوجہ کرایگا۔ اعلے حضرت نے فنون لطیفہ کا بھی ایک مدرسہ بنایا ہے"۔

انتظامی اصلاح

عاشراً۔ اعلے حضرت نے جو ڈیشل انتظام کی ترتیب و اصلاح مین بہت محنت کی ہے۔ اس محنت کے نتایج کا مین تو قایل نہین۔ مگر ممکن ہے کہ سلطان جہانتک فہم ہوسکے سب اچھی بات کرنی چاہتے ہون۔ اس مین شک نہین کہ انھون نے اسبارہ مین بیحد محنت کی ہے۔ بقول حقی بے اعلیحضرت کی عہد حکومت مین یہ اس امر کے متعلق نہایت ہی کارآمد اور مفید اصلاحات عمل مین آئی ہین۔ منصفاتی عدالتون کی از سر نو درستی و ترتیب۔ سرکاری مختارون اور ایڈوکیٹ جنرلون کا تقرر۔ ججون کیلئے ترقی کا باقاعدہ سلسلہ مقرر ہونا۔ جو انکو دیانتدار اور منصف بنانے کے واسطے نہایت زبردست آلہ ہے۔ اگر دیوانی و فوجداری ضابطون کا انضباط طریقہ پر۔ علمانہ پولیس کے نتایج مین جو جنیفہ معدلت عامہ مین برتی گئی ہے علاوہ برین محکمہ معدلت عامہ کے لیئے لایق اور تعلیم یافتہ عہدہ دار بہم پہنچانے کے لیئے ایک قانونی مدرسہ قایم کیا گیا ہے۔ پولیس کی درستی بھی اسی مبارک عہد مین ہوئی ہے جس مین عثمانی رعایا کی بہتری کیلئے بیشمار کام ظہور مین آچکے ہین پولیس چندارمہ (وردی پولیس) اور محکمہ عدالتہائے فوجداری کے قرائض مین جو قدیم سے کھلبلی پڑی

ہوئی ہے اسکے عجائب جاز اور لوسکی اتیار کے مصنف حالات کتاب ملاقات استنبول و مضافات مین بہت حصہ بڑی دلچسپی کے ساتھ لکھی ہوئی ہے

چلی آتی تھی۔ کہ ایک کے فرائض دوسرے سے ممیز نہ تھے۔ اوسکا خاتمہ ہوگیا ہے۔ جندرمہ مسلح جماعت ہونیکے باعث محکمہ حربیہ کے ماتحت کر دیگئی ہے۔ اور حفاظت عامہ کے لیئے وزارت پولیس معہ اپنے ضروری لوازمات و اختیارات کے علیحدہ کر دیگئی ہے۔

یازدہم۔ اعلیحضرت مولانا السلطان المعظم عبد الحمید نے ریلوں کی تعمیر، سڑکوں کی تیاری اور اپنی سلطنت کے شہروں کو موجودہ تہذیب کے ضروری لوازمات (پانی کے نل، گاس یا برقی روشنی، صفائی وغیرہ) سے پیراستہ کرنے پر بھی کسیقدر توجہ کی ہے۔ یہ سچ ہے کہ یہ کل باتیں جو اوپر درج ہوئی ہیں۔ محض جزوی اصلاحات ہیں جو معمولی وقعت رکھتی ہیں۔ مگر پھر بھی جتنی کچھ کہ وہ ہیں۔ اوکا بیان کر دینا ضروری تھا۔

سلطان المعظم کی بیحد مصروفیت

اعلیحضرت نے اور کچھ نہیں تو کم از کم یہ تو کیا ہے کہ اپنی سلطنت کو جنگ کے مصایب سے محفوظ رکھا ہے۔ اگر وہ چاہتے تو اوسے بڑی آسانی سے کبھی کسی جنگ میں مبتلا کر دیتے۔ دشمنوں نے اوکو بہت دفعہ بھڑکایا اور جنگ پر آمادہ کیا۔ مگر وہ اون کے فریب میں نہ آئے۔ اگر کوئی سلطان ہوتا۔ تو عیسائی طاقتوں نے جیسا اوکو وقت کیا ہے پہلی ہی دفعہ برافروختہ ہو جاتا۔ جنگ روس کیلئے وہ جوابدہ نہیں۔ وہ تو اکیطرح اوکو میراث کی ساتھ ملی تھی اور مسودے نے پر جو کچھ اون پر پڑا اونہوں نے اپنے امکان بھر کیا۔ مگر اسکے بعد اپنی ہمسایوں سے جنگ مٹ بھیڑ کرنیسے بچتے رہنے کی کوشش میں وہ کامیاب رہے ہیں۔ اور اونہوں نے اپنی تمام ہمت و کوشش کو اوس چیز پر صرف کیا جسپر وہ اپنے خیال میں اپنی رعایا کے حق میں واقعی و حقیقی بہتری سمجھتے ہیں۔ پروفیسر آرمینس وبمری حالمین سلطان المعظم سے ملے تھے۔ وہ سلطان المعظم کی بڑے زور سے تعریف کرتے ہیں کہ حضور ممدوح امور سلطنت میں بے نظیر جانفشانی اور محنت سے کام کرتے ہیں پروفیسر موصوف کی تحریر حسب ذیل ہے:۔

"سلطان المعظم کو جب اپنے ہی باغمیں چہل قدمی کرنے تک کی فرصت بمشکل ملتی ہے۔ تو یہ کسطرح ممکن ہے کہ وہ اپنے لیئے کوئی زیادہ لمبی آسائش روا رکھ سکتے ہونگے۔ اعلیحضرت سلطان عبد الحمید کیلئے تخت سلطنتی کوئی آرام کی جگہ نہیں ہے۔ اور چونکہ چند ہفتے ہوئے مجھے اونکا مہمان رہنے کی عزت حاصل ہو چکی ہے اس لیئے میں اپنے ذاتی مشاہدہ کی بناء پر بیان کرتا ہوں کہ آج تک کوئی مشرقی بادشاہ ایسا نہیں ہوا جسنے ٹرکی کے موجودہ فرمانروا کیطرح اپنی کل ہمت و قوت اپنے ملک کی بہبودی اور خوشحالی کیلئے صرف کی ہو۔"

فصل (۴) چہارم

اعلیحضرت نے غیر پسندیدہ کام کونسے کئے ہین

اچھا اگر مندرجہ امور سلطان کی اچھے کام ہین تو بُرے کونسے ہین؟ خاندان عثمان کے خیالات اور اصولون کو اگر مدنظر رکھا جاوے تو وہ دو ہین۔ مگر یہ دونون ایسے ہین کہ اون کے نہایت ہی سخت مخالف اور منتقدین بھی کچھ چندان گرانبار نہین سمجھتے۔ اور ان دونون کی بابت یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ یہ اون حالات کے لازمی نتایج ہین جو اب موجودگی مین علیحضرت تخت خلافت کے وارث ہوئے۔

بیڑہ جہازات کیطرف سے غفلت

سب سے اول اور سب سے بڑھ کر اور سب سے بڑا یہ کام ہے کہ اونہون نے بیڑہ جہازات کو بھلا دیا ہے۔ اسکی خاطر انہون نے سلطنت کو معرض خطر مین ڈالنا منظور کیا۔ مگر اوس کا روپیون کے تبضہ مین چلا جانا گوارا نہ کیا۔ وہی بیڑہ اون کی آنکھون کے سامنے زنگ اور عدم استعمال سے تباہ ہو رہا ہے اور اونکو کوئی پرواہ نہین۔ آہن پوش جہازات اب بھی بنا رہے مین لنگر انداز ہین۔ مگر نہ ہی وہ جنگ کر سکتے اور نہ ہی سفر کر سکتے ہین۔ اون کے انجن بالکل ناکارہ ہو گئے ہین (۱۸۹۳ء) مین جب نہر کیل (واقع جرمنی) کا افتتاح ہوا اور تمام قومون کے جنگی جہاز اس جدید مفید دنیا شاہراہ کی خوشی مین وہان اکٹھے ہوئے تو سلطان معظم کو معلوم ہوا کہ اون کے تمام بیڑہ مین صرف ایک آہن پوش ایسا ہے جس کے بایلرون (اور انجنون) پر بھروسہ ہو سکتا ہے کہ وہ قسطنطنیہ سے کیل اور کیل سے قسطنطنیہ تک کا سفر (جو کہ ایک معمولی مسافت ہے) نباہ سکین گے۔ یہ جہازات ہی بھی غفلت پر وہی کی بدولت اونکا دارالخلافہ آج زار کے تابع ہین ہے۔ کہ جب چاہے لے لے۔ بحیرہ اسود کا روسی بیڑہ جب چاہے کسی رات کو باسفرس[1] مین بجبر داخل ہو کر قسطنطنیہ کو تباہ

---

[1] مسٹر سٹیڈ کے اس سوال کا میں مفصل جواب کتاب ذہبات روم مین بحری توجگ باب مین دے چکا ہون یہان اعادہ کی ضرورت نہین مگر موصوف کا بھی اعتراض انکے مضمون کے ترجمہ کرنے کا محرک ہوا تھا۔ مترجم۔

[2] باسفرس کے ہر دو سو میل کے مہیب بلندون کئی سیلون تک بار بار چلی گئی کوہ شکن باتریون اور سب سے بڑھ کر جہاز کو کاگ کبطرح اڑا دینے والے تارپیڈورون کو کیا مسٹر سٹیڈ صاحب کی قوت تخیلہ یا ہوائی گولے پہلے ہی سے اڑا چکے ہیں؟

---

[1] اسکی درستی و ایزادی کے حالات کتاب ترکون کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کے فوٹو میں جو ہمنے بمقام بمبئی امرتسر سنہ ۱۹۰۰ء

توپون، کانسٹانٹینوپل اب ہر طرف سے روس کا علاقہ ہو گویا جنگی خدمت کے عوض مین سلطان کو جاگیر مین ملا ہوا ہے۔ اور سلطان جیسے کہ روسی کہتے ہین زار کے دربان ہین۔ جو روسی سلطنت کے چور دروازہ در دانیال و باسفرس) کی حفاظت کر رہے ہین۔ سلطان المعظم نے ابھی اور ستر برس تک روس کو سالانہ تین لاکھ پونڈ سالانہ خراج ادا کرنا ہے۔ پس جب کبھی سلطان سے ادا نہ ہوئی۔ روس نے اندر ترقی کر سکتا ہے۔ ترکی فوج بحری مین ایک آہن پوش ایسا موجود نہین ہے۔ جو روسی بیڑہ کو کہہ سکے کہ سنبھل کر آنا روسی تو بحالت موجود ہے۔ اب تو یونان بھی عثمانی ترک کا مقابلہ کرنیکے قابل ہو گیا ہے جس کی بحری و لاوری کی کسی زمانہ مین دھاک بندھی ہوئی تھی۔ ترکی جو کبھی دنیا کی نہایت ہی عظیم الشان بحری طاقتون مین شمار ہوتی تھی۔ اب مطلقاً بحری طاقت نہیں رہ گئی۔ اس کے اپنے سمندرون مین بھی اوسکی یہی کیفیت ہے پس ایک عثمانی کے خیالات کے مطابق بیڑہ کو زنگ خوردہ و بوسیدہ ہو جانے دینا سب سے بڑا جرم ہے جس کا الزام سلطان المعظم کے سر تھوپا جا سکتا ہے +

وہ کیون حالت کس مپرس مین ڈالا گیا ہے

اعلیحضرت کے ہر دو قبل نشینون کے عہد حکومت کی پر درد داستان کو یاد کرنیسے اس تغافل کیوجہ تو معلوم ہو سکتی ہے مگر وہ واقعات ہی کو سلطان اس تغافل کے الزام سے بری الذمہ نہین کر سکتے۔ سازشیون نے جب سلطان عبد العزیز مرحوم کو معزول کیا۔ تو انہون نے بحری فوج کو سب سے پہلے اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا۔ اور جب حریان نصیب سلطان نے تغافل کرنے کی دھمکی دی تو سازشیون نے دیچون مین سے باسفرس کیطرف جہان کہ ہمارا آہن پوش صف جنگ بانہ ہے ذرا سی مزاحمت کی بھی علامت معلوم کرنے پر محل سلطانی کو توپون سے اڑا دینے کیلئے تیار کھڑے تھے۔ اشارہ کر دیا۔ یہ بیڑہ جہازات ہی تھا جنہی سازشیون کو محفوظ اور سازش کو کامیاب کیا۔ اس وقت سے سلطان عبد الحمید کا بحری فوج پر اعتماد نہین جما۔ اسی ہتھیار سے اونکا چچا معزول کیا گیا تھا۔ اور یہ کون کہہ سکتا تھا کہ کس قدر جلد یا دیر مین وہ اونکے بھی برخلاف کام مین نہ لایا جاتا۔؟ پس اس خوف سے کہ مبادا آہنپوش سلطان کو معزول کر دین۔ سلطان نے فی الحقیقت سلطنت کو آہن پوشونکی حفاظت سے محروم کر دیا ہے۔ یہ صریح اعتماد پالیسی تھی کیونکہ جو آہن پوش مخالف بیڑہ کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ ہو۔ وہ پھر بھی سلطانی محل کے اڑانے کے لیے کافی طاقتور ہوتا ہے۔ بہرکیف بیڑہ کی تباہی کا الزام سلطنت

+ خاندان جنگ کی سالانہ ساڑھے تین لاکھ پونڈ کی قسط کو مسٹر سٹیڈ صاحب اپنی بلند خیالی سے زائد سے تعبیر کر رہے ہین تاکہ ناظرین کو مغالطہ نہ ہو جائے ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہین کہ یہ قسط زائد نہین ہے +

فی زمانا سلطان کے پاس کوئی ایسا بیڑہ نہین ہے جو بیڑے کے نام سے پکارے جانیکے قابل ہو۔ اور جب بیڑہ نہین تو کوئی بھی چیز نہین کیونکہ بحری طاقت ہمیشہ سے سلطنت (عظمیٰ) کی بنیاد رہی ہے! اور جب ترکی سلطان "خاقان البحرین" نہ رہا تو وہ مشرق کا شہنشاہ بھی زیادہ عرصہ کیلئے نہین رہے گا۔

کل کاروبار کے ایک ہی شخص کی ذات پر محدود ہونے سے نظام مین ابتری

دوسرا بڑا نقص علیحضرت کا یہ ہے کہ کل سلطنت کے ہر ایک طرح کے کام یکجا جمع ہونیسے انتظام مین بہت ابتری پیدا ہو رہی ہے۔ وہ ہر ایک کام کو بذات خود کرنے پر اصرار کرتے ہین جس سے کام کبھی ختم نہین ہوتا ہر وقت کام کا بے انتہا بقایا اونکو ستانے پڑا رہتا ہے۔ ہمارے محکمہ امیر البحری کے لارڈ صاحبان کی نسبت کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ وہ سارا دن کاغذون پر دستخط کرنے مین اس قدر مصروف رہتے ہین۔ کہ اون کو خود بیڑہ جہازات کیطرف خیال کرنیکے لئے مطلق وقت ہی نہین ملتا۔ یہی کیفیت سلطان المعظم کی ہے مسٹر پیفیر رہ لکھتے ہین کہ "انتظام حکومت کا کوئی ایسا کام نہین کہ خواہ وہ کیسا ہی معمولی اور چھوٹا کیون نہ ہو جو اونکی منظوری اور دستخط کیلئے سلطان المعظم کے روبرو پیش نہ ہوتا ہو۔ انگریزی سفیر نے بطور مثال مجھ سے ذکر کیا کہ وہ اپنی ذاتی کشتی کو خود اپنے خرچ پر ترکی ڈاک یارڈ (وہ مقام جہان جہاز ونکی مرمت ہوتی ہے) مین مرمت کرانیکو جب تک یہ معاملہ سلطان المعظم کے روبرو پیش ہوکر انسے منظوری نہ ملگئی۔ ایک اور سابق سفیر کا بیان ہے کہ جب وہ سلطان المعظم سے محل سلطانی مین ملنے گیا تو علیحضرت نے کام کی زیادتی کی شکایت کی۔ اور کاغذات کا ایک انبار کیطرف اشارہ کیا جو اونکی میز پر رکھا ہوا تھا۔ ان سب کاغذات کی نسبت اونکا فیصلہ مطلوب تھا۔ سفیر نے کاغذات کیطرف دیکھا تو اوسے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے کاغذ مین وہ قواعد و ضوابط مندرج تھے جو محلہ پیرا کے کسی نئے قہوہ خانہ کیلئے تجویز کئے گئے تھے۔"

اس کثرت اجتماع کا یہ نتیجہ ہے کہ کام کوئی نہین نکلتا ٹھیک وقت پر کوئی کاغذ پیش نہین ہو سکتا۔ اور ہر ایک چیز بے ربط و بے جوڑ ہو جاتی ہے۔

وہ موجودہ تہذیب سلطان المعظم کیلئے بڑی ہی اوپر پیچیدہ چیز ہے

یہ معلوم کرنا آسان بات ہے کہ یہ طریقہ اجتماع کاروبار سلطنت پیدا کسطرح ہوا۔ اور یہ معلوم کر لینا اور بھی آسان ہے کہ اس طریقہ کو چلانا کسطرح چاہیے سلطان المعظم کو فقط اپنے آپ پر بھروسہ سے اور وہ ہر ایک کام کو

بدات خود ہی کرتے رہینگے۔ انکا خیال ہے کہ انکا کام کیلئے خداوند کریم نے کسی اور کو نہین۔ بلکہ صرف انہی کو منتخب کیا ہے۔ اس لیئے یہ ضروری ہوا کہ وہی ہر ایک چیز کا فیصلہ کرین۔ اور وہی ہر ایک چیز پر دستخط کرین گویا وہ قادر مطلق کے ایسے نایب ہین کہ انکو پھر اپنے اختیارات کسی دوسرون کو سپرد کرنیکا اختیار نہین ہے۔ یہ بات اس وقت تو ممکن تھی جبکہ سلطانون کو اپنے مقبوضہ ممالک کی حکومت سے بہت کم واسطہ تعلق ہوتا تھا۔ یا سرے سے ہوتا ہی نہین تھا۔ ابتدائی سلاطین عثمانیہ کے سیدھے سادے زمانہ مین ملکی معاملات مین چندان تردد نہین کیا جاتا تھا۔ قاضی کھجور کے درختون کے نیچے مسند عدالت بچھاکر عدالت و انصاف کیا کرتے تھے اور سلطان اپنے سپاہیون کے درمیان چبوترہ مین بیٹھا کرتے۔ اور سپہ سالاری کا کام کرتے تھے۔ بایزید یلدرم کو انتظامی معاملات سے اوس لیے انتہا ذخیرہ جزئیات وکلیات سے سروکار نہ تھا جو اجمل علیحضرت کو لیئے وبال جان ہو رہا ہے مراد اول کو تو وہ خانوں کی تواعد و ضوابط خود مقرر کرنیسے کوئی تعلق ہی نہ تھا نئی تہذیب نے عثمانیون کی سیدھی سادی طرز زندگی مین بیشمار ضروریات پیدا کردی ہین۔ سلطان اعظم ان پیچ در پیچ تہذیب کے بکھیڑون کو من تنہا نپٹنے کی کوشش کرتے ہین۔ مگر وہ اس سے ایسی ہی عاجز ہین جیسے کہ قیصر جو لیس کا توشہ بردار ہوتا اگر اوسے اچانک یہ حکم دیا جاتا کہ انگلستان کی سب سے بڑی لائن۔ لنڈن اینڈ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر جو اسباب وغیرہ ڈھویا جاتا ہی اوسے وہ بیل گاڑیون سے منزل مقصود تک پہونچاوے۔

انگلستان مین بھی ایک عبد الحمید موجود ہے

مگر ہم انگریز لوگ بیچارے ظل اللہ پر جو محل یلدز کو شک مین میٹیا بلانا غہ ہر روز نہایت مستعدی سے منتظہائے بے پایان مین مصروف رہتا ہے۔ اعتراض نہین کرسکتے۔ وہ اپنے ہوس آف کامنز دار عوام اکو دیکھین کہ وہ کیا چیز ہے۔ اور اسکا کیا حال ہے؟ کام کے بقایون مین وہ دبا ہوا ہے۔ قدم قدم پر اوسکی فراغت ہوتی ہے۔ اور کام کو ختم کرنے مین وہ نہایت ہی عاجز اور لاچار ہے پس وہ گویا برٹش عبد الحمید ہے (یعنی انگلستان کا عبد الحمید ہے) جو مختلف بیکار و ماسے لدے ہوئے مختلف مینون اور مکنون کا ایک نہایت ہی منجمد انبار اور تودہ ہے۔ وہ کام چلانے سے عاجز ہونے مین عثمانی عبد الحمید سے کم نہین بلکہ زیادہ۔ کیونکہ اوس مین بجائے ایک کے چھ سو ستر دماغ (ممبران پارلیمنٹ) کام کرتے اور اوس کے منتظم ہین۔ ہمارا ہوس آف کامنز بھی ٹھیک سلطان اعظم کیطرح اپنے اختیارات کی کمی کو ہرگز گوارا نہین کرسکتا۔ وہ کام کو تقسیم کرنے سے قطعی انکاری ہے۔ اور پرانے طریقون پر بڑی ضد اور اصرار سے قائم ہے۔

دی گرینڈ اولڈ مین (بزرگ پیر مرد یعنے گلیڈسٹون) سلطان المعظم

سلطان المعظم کا دوسرا عیب بھی ایسا نہیں ہے کہ انگلستان میں اسکی نظیر موجود نہ ہو۔ ہمارا لبرل فریق اسوقت سلطنت عثمانیہ سے بھی بدتر حالت میں ہے۔ اور وجوہات تقریباً یکساں ہیں۔ دی گرینڈ اولڈ مین جو بہت برسوں تک امیر المومنین کیطرح ہر چیز پر اپنا سایہ ڈالے رہا ہے۔ ہمارا ظل اللہ تھا۔ اور اوس کے سایہ کے نیچے کوئی ساتھی یا ہمعصر اتنا اقتدار حاصل نہیں کرسکتا تھا۔ کہ وہ اپنی پارٹی کا متمد بن جائے یا اوسکو جوش کو اور بھار سکے جو کچھ سلطان المعظم اپنے پاشاؤں کیلئے ہیں۔ وہی کچھ مسٹر گلیڈسٹون اپنے ساتھیوں کیلئے تھا۔ مسٹر گلیڈسٹون کو یہ بات اپنی شاندار پولیٹیکل فرست اور لمبے تجربہ کاری کے قدرتی اور جایز قوتیت کیوجہ سے حاصل ہوئی۔ اور اعلیحضرت میں یہ بات اونکی اعلے نزلت اور اوس بے اعتباری کیوجہ سے پیدا ہوئی جو ایسی بادشاہ میں طبعی طور پر موجود ہوجاتی ہے جسنے اپنے قبل نشین بادشاہ کے وزراء کی سازش کی بدولت تخت و تاج ملا ہو۔ خیر وجہ کچھ ہی ہو۔ نتیجہ بہرحال یکساں ہوتا ہے ظل اللہ اپنے سوا کسی اور پر بھروسہ نہیں کرتے۔ اون کے ماتحت مدبرین و مشیر کام نہیں کرتے۔ دینے کہ انکے وزرا وغیرہ اپنی تدبیر و لیاقت کو کام میں نہیں لاسکتے۔ صرف بندہ حکم ہیں۔ بلکہ وہ لوگ صرف ایک عارضی اوزار ہیں جن کو وہ تھوڑی دیر کے لیے استعمال کرکے پھر ایک طرف کو پھینکدیتے ہیں۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایک واحد شخص ایک سلطنت کا انتظام کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ فقط شہنشاہی امور سے سروکار رکھے۔ لیکن شہنشاہ ہونے کے ساتھ ہی اگر وہ شخص راضخود ہی باورچی خود ہی اردلی اور خود ہی خانساماں بننے پر اصرار کرے تو ظاہر ہے کل آخر کار ایکدن ٹوٹ ہی جاوگی۔

اعلیحضرت سے مسٹر ہیوٹ کی ملاقات۔

یہ تو ہوسکتا ہے کہ اعلے حضرت جو چاہے سو کرسکیں۔ مگر یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ اوسکی سب چیزوں کا علم بھی ہو

---

* مسٹر سینڈے نے انہی کا مقیاس لیے استعمال کیا ہے کہ مسٹر گلیڈسٹون ۱۸۹۵ء سے پرنسپل لائف انشورنس آفس کا ایک علیحدہ ہوکر جا تھیں ہوگئے ہیں۔ اور گو انکا جواب بھی کبھی کبھی آجاتا ہے۔ مگر امید نہیں کہ پھر پالیٹکس میں قدم رکھیں اور اوکا علیحدہ ہوجانا لبرل فریق کے سردار ہوگیا ہے اور اسمیں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو شہ گلیڈسٹون کا قائم جانشیں کہلا سکے۔ وجہ یہی ہے کہ مسٹر گلیڈسٹون ایک سایہ تھا جس کے سامنے کوئی چراغ جل نہیں سکتا تھا۔ اسکے ہمعصروں میں سے کسی کو اوکی موجودگی میں ایسا نمود نہ ملا کہ وہ نیک و بد سے واقف ہوتا۔ یا اپنی جماعت کا متمد بنتا۔

ناممکن ہے کہ ملیذ کو شک مین مبتلا ہو جو کچھ اونکے صوبجات بیدہ مین گذر رہا ہے۔ اوس سب کا اونکو علم ہوچکا ہے مسٹر ہیوبٹ نیویارک کے سابق میور نے مجھ سے ایک نہایت ہی دلچسپ گفتگو سنائی جو بمقام تسلطنیہ ایکدفعہ اونکی اعلیحضرت کیساتھ ہوئی مسٹر موصوف بڑے ذہین اور تیز طبع آدمی ہین۔ ایشیائے کوچک مین سیاحت کرنے کے دوران مین وہ ایک کسان کو اپنے دروازہ کے سامنے ایک نہایت عمدہ کھجور کا درخت کو کاٹتا دیکھ کر نہایت متاثر ہوے۔ کسان مذکور درخت کا محصول نہین دیتا تھا جس سے بچنے کیلیے اونسے مجبوراً درخت کو کاٹ دیا۔ اور طرح ہمیشہ کیلیے محتاج ہو گیا جب وہ سیاحت سے تسلطنیہ واپس آئے تو اونہون نے اعلیحضرت سے یہ ذکر کرکے بڑا افسوس ظاہر کیا۔ اور کہا کہ اوس مرغی کو جو سونے کا انڈے دیتی ہو مار ڈالنا سخت بیوقوفی ہے (اعلیحضرت مولانا السلطان) عبد الحمید نے اونکی گفتگو کو کمال ہمدردی اور غور سے سنکر صاحب موصوف کا دلی شکریہ ادا کیا۔ اور اوس عہدہ دار کو جو علاقہ مذکور مین وصول محاصل کا ذمہ دار تھا موقوف کر دیا مگر ساتھ ہی بڑی حسرت سے ارشاد فرمایا کہ سلطنت کے کل حصون پر نگرانی رکھنا ناممکن امر ہے۔ اس کے بعد حضور موصوف نے مسٹر ہیوبٹ کو ایسی دلسوزی اور پوری ہمدردی سے کہ اونہو دیکھکر صاحب موصوف پر بڑا گہرا اثر پڑا تاکید فرمائی کہ جہان کہین وہ کوئی ایسی بات دیکھین یا کہین جس کا جاننا سلطان المعظم کیلیے ضروری ہو تو وہ فوراً اونکو تحریر کر دیا کرین مسٹر ہیوبٹ نے اس اجازت سے فائدہ اوٹھایا۔ اور جب یہ ذکر مجھ سے ہوا تو مینے اونکو سلطان کی آنکھ اور کان بننے کا موقعہ کہو دینے پر کسی قدر ملامت کیا۔ بہرحال مسٹر ہیوبٹ اس بات کا پورا قایل تھا کہ سلطان المعظم بھلائی کرنے کی سچی دل سے کوشش کرتے ہین۔ مگر افسوس ہے کہ اونکو بیشمار مجبوریون اور لاچاریون کے مقابلہ مین کام کرنا پڑتا ہے۔

دہقانون کا افلاس

ٹاکس اکسپینجون اور سرکاری قرضہ کی شرح وغیرہ کے لحاظ سے تو سلطنت کی مالی حالت بیشک بہت درست ہوگئی ہے۔ مگر یہ اندیشہ کرنے کیوجہ پائی جاتی ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی ساکہ کی درستی غالباً محاصل کو ایسی سختی سے تحصیل و وصول کرنیکی تحریک دیرہی ہے کہ اونہو دہقانونکی خوشحالی کے وسائل کو مسدود کر دیا ہے۔ نظامی قرضہ کی انسٹرکشن کمیشنر کے انگریزی ممبر مسٹر کیلڈ نے ۱۸۹۶ء کی رپورٹ مین صوبجات حالات مایوسی بخش ہوتی جاتی ہے اور

* خلط رد اضافی کی یہ عبارت اصل مضمون مین مفہوم ہے۔ مسٹر کیلڈ کی پہلی رپورٹ بابت ۱۸۹۵ء کا اقتباس درج کرنیسے مسٹر سٹیڈ کا یہ مختار ہے کہ جب ۱۸۹۵ء مین یہی حالت بدتر ہو گئی تھی۔ تو اب ۱۸۹۶ء مین زیادہ خراب ہوگئی ہوگی۔ مگر ہم اونکو اطمینان دلاتے ہین کہ بفرض محال ۱۸۹۵ء مین اگر دہقانون کی حالت خراب ہی تھی۔ تو اب یقیناً وہ کیفیت نہین رہی۔ اور اونکی حالت نہایت اطمینان بخش ہے۔ اگر اونہین ہماری بات کا اعتبار نہ ہو تو اسی مسٹر کیلڈ صاحب کی رپورٹ ہائے بابت سنین گزشتہ (بقیہ نوٹ صفحہ آئندہ پر دیکھو)

اب پانچ چھ برس بعد خدا معلوم حالت اور کیسی ابتر ہوگئی ہوگی) صاحب موصوف اپنی رپورٹ میں جسب ذیل لکھتے ہیں:-

"ملک کے اندرونی حصص میں کاشت کار لوگ اپنی ضروریات کو جہاں تک ممکن تھا محدود کرکے سادہ سی شکل میں لے آئے ہیں۔ اور اس امر کے ثبوت میں بہت علامات موجود ہیں۔ کہ وہ دن بدن اپنی سعدود چند اٹل ضروریات کو خریدنے سے زیادہ عاجز ہوکے چلے جاتے ہیں۔ مثلاً چند برس ہوئے متوسط الحال کاشتکاروں کے مکانات میں کہانی پکانے کی سستی ظروف نظر آتے تھے۔ مگر ضروری احتیاجات وقت کو پورا کرنے کے لیے وہ آہستہ آہستہ بیچ لیے گئے میں اور اب انکا نام و نشان نہیں رہ گیا۔ انکی جگہ مٹی کے برتنوں نے لی ہے۔ اور اگر کسان کی بیقد رخوشحال ہو تو لوہے کے برتن نظر آجائیں گے۔ کسانوں کا سب سے بڑا خرچ انکی ملبوسات کی پوشاک ہے۔ وہ چھینٹ وغیرہ اور ململ کے کپڑے پہنتے ہیں۔ مگر اب وہ ان پارچات کو جتنے الامکان بہت کم بلکہ نہ خریدنے کے برابر خریدتے ہیں کیونکہ وہ انکی قیمت ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ یہ کم استطاعتی بھی ایک بڑی وجہ ہے۔ کہ اشیاء درآمد کی مقدار میں کیوں ایسی آہستگی سے ترقی ہوتی ہے۔ کسان لوگ نقد روپیہ دیکر بہت کم سودا خریدتے ہیں۔ جو کچھ تھوڑی بہت انکے پاس نقدی ہوتی ہے وہ محاصل کے ادا کرنے میں چلی جاتی ہے۔ اسی لیے وہ زیادہ تر خرید و فروخت تبادلہ اشیاء سے کرتا ہے۔ افلاس کی ایک بہت بڑی علامت ڈاکہ زنی کی کثرت ہے۔ جو آجکل بہت زوروں پر ہے۔ ڈاکوؤں کے نئے نئے گروہ پیدا ہورہے ہیں۔ اور اندرون ملک سے ہر روز کسی نہ کسی تازہ ڈاکہ زنی کی خبر موصول ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ اشد تلاش و مفلس ہوجاتے ہیں۔ اور فاقہ کا مہیب دیو جن کے سامنے نمودار ہوجاتا ہے۔ وہ اپنا پیٹ پالنے کیلئے قزاقی و راہزنی اختیار کرلیتے ہیں۔

سلطان کا تول۔

مگر ہون جون وہقان مفلس ہوئے جاتے ہیں۔ تون تون سلطان اعظم دولت مند ہوتے جاتے ہیں۔ انہون نے جسطرح بن پڑا بڑے بڑے وسیع اور بیش بہا املاک حاصل کرلیے ہیں۔ ایک مورخ یورپین جو ایشیا کی تاریخ

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ) ملاحظہ فرمایون یہ رپورٹ یون انکی ۱۸۸۵ء والی رپورٹ سے بالکل برعکس کیفیت ظاہر کرتی ہیں۔ ناظرین چند ایک پیراگراف کا خلاصہ دو صفحات دم میں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ البتہ ہندوستان کے کاشتکاروں کی نسبت مسٹر سٹیڈ صاحب اگر یہ تحریر فرماتے تو بیشک ہم تسلیم کرلیتے نزک بیجاپوری کا مقولہ ہیں نام بدنام ہے۔ عدل اور رعایا پروری انگریزی گورنمنٹ کے زیر سایہ جو کاشتکار آباد ہیں۔ انکی نسبت ہمیشہ شکایت ہوتا رہتا ہے۔ کہ وہ زراعت کی محنت و مشقت سے اگر کسی نے اپنی بیوی کیلئے دو چار روپیہ کی ڈھڈی بالی گلوبند یا چاندی کا برتن خرید کے دیا تو وصولی مالگذاری کے وقت بالضرور رہن یا بیع ہوکر مہاجن یا بنیا کی دوکان پر پہنچ جاتے ہیں۔ افلاس کی دوسری علامت جیسی ڈاکہ زنی کی بھی ہے۔ ہندوستان میں کمی نہیں رہ گئی۔ اور ابھی آگے دیکھا جاتا ہے کیا ہوتا ہے کیا ہوگا۔

جس نے چند برس بغداد اور شام مین رہائش رکھی حسب ذیل لکھتا ہے:-

"یہ صوبہ بغداد کی نصف اراضیات سلطان المعظم کے ہاتھ مین چلی گئی ہین۔ انہون نے کل وادی دیالہ[1] خرید کر اپنے تصرف مین کرلی ہے۔ اسکا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ صوبہ مذکور شاہی خزانہ کو زاید محاصل ادا کرنے کو بار ہمیشہ کیلئے دوش ہو گیا ہے کیونکہ سلطانی اراضیات اور اونکے کاشت کار محصول سے بری الذمہ ہوتے ہین"۔

فصل (۵) پنجم

سلطان المعظم کی ایوبیٹ زندگی

یہ کسی شخص کو ٹھیک طور پر معلوم نہین کہ سلطان المعظم اپنی زندگی کسطرح بسر کرتے ہین تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک شخص اعلیحضرت سے ملاقات کرنے کے لیے یلدز محل مین گیا تھا۔ اوسنے تین پاشاؤن سے دریافت کیا تھا کہ اعلیحضرت اپنا دن کسطرح سے کاٹتے ہین۔ مگر تینون نے ایک دوسرے سے مختلف جواب دیا۔ یہ تینون پاشا ایسے تھے کہ ہر ایک کی نسبت یہ یقین ہوتا تھا کہ وہ بحیثیت اپنے عہدہ و منصب کے اصل حقیقت سے ضرور واقف ہونگے۔ جو کچھ معلوم ہے وہ اسقدر ہے۔ کہ اعلیحضرت یلدز کوشک مین جہان دوسرے محلات کی نسبت زیادہ تنہائی میسر ہوتی ہے نہایت ہی سادگی سے زندگی بسر کرتے ہین۔

لیڈی فرانسس الیبٹ نے اپنی کتاب "سفرنامہ قسطنطنیہ" مین اعلیحضرت کی روزانہ اوقات بسری کا حال لکھا ہے اس سے بہتر کوئی صحیح اور درست بیان غالباً یورپ کی کسی اور مطبوعہ کتاب مین نہ ملیگا۔ وہ حسب ذیل تحریر کرتی ہین:-

یلدز کوشک۔

اعلیحضرت سلطان عبد الحمید ایک ناز کمزاج آدمی ہین۔ اپنے چچا کی دردناک موت کیوقت سے اونہون نے یلدز کوشک

---

[1] دیالہ یہ ایران تمام کا شہر ہے جو شہر شہرزور سے گذرتا ہوا میسوپوٹیمیا کی سرحد پر ہے۔ اسکا طول ۵۰ میل ہے۔ یہ جبل بنجوین سے جس کا پانی نام ہمرین سے نکلکر مصب دجلہ کے پاس سے گذرتا ہوا ایک چھوٹی سی جھیل سونہ اولہ بنا لیتا ہے پھر اس سے نکلکر جھیل ظلیرس مین گرتا ہے اور وہان سے جنوب کیطرف گذر کر بیلہ سردار مین جا گرتا ہے۔ اوسکی وادی تمام تمام مین نہایت زرخیز اور آباد شہرون سے مثلاً جم جالبس بکتہ

[2] اگر اسکا نام کاکا ہی آف اسٹال دوبس ۱۱ کو کہنا غلط نہ ہو۔

جس کا لغوی ترجمہ ہے ایک چھوٹا سا محل یا کوشک کا نام ہے۔

کے چھوٹے سے محل میں رہائش تبدیل کرنے کو پسند نہیں کیا۔ یہ محل شہر سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر باسفرس کے یورپی کنارے پر پہاڑیوں کے سلسلہ پر واقع ہے۔ یلدز کا راستہ محلہ پیرا کی ٹیرسی اور ٹرام کاروں سے گذر کر ایسی علاقہ میں پہونچتا ہے جسکو شہری علاقہ کی نسبت دیہاتی علاقہ کہنا زیادہ مناسب ہے۔ پھر پہاڑی پر سرٹوڑ رفتار سے چڑھنے اور اترنے کے بعد ایک محل نما کوشک کا نقشہ جو چھوٹا سا اور موجودہ طرز عمارت میں بنا ہے۔ درختوں کے سیاہ جھنڈوں کے حلقہ کے اوپر سے اٹھتا ہوا نظر آجاتا ہے۔ یہی یلدز کوشک جہاں امیر المومنین رہتے ہیں یہ محل ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ابتداء موسم گرما کے رہنے کا بنگلہ تھا۔ اسکا رقبہ جسمیں درخت بافراط موجود ہیں بہت وسیع ہے۔ گھاس کے تختوں عجب دلکش ہیں۔ اور یہیں دو بھی بنگلے بنے ہوئے ہیں جنپر بھی درختوں کے جھنڈ سایہ کیئے ہوئے ہیں۔ یہ چھوٹے پہاڑی کے دہن پر تا لب باسفرس گہاٹ تک چلے گئے ہیں یہاں سے سمندر خشکی یوروپ و ایشیا سب طرف نہایت دلفریب نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ باسفرس جس کا نہایت ہی نیلا پانی آسمان کی نیلاہٹ کو مات کرتا ہے۔ اور جس کے دونوں کناروں پر سفید سفید محلوں کی قطاریں دور تک چلی گئی ہیں۔ بالکل قریب ہے۔ اور سٹیمر کشتیاں اور بادبانی جہاز ہر لحظہ پاس سے گذرتے رہتے ہیں"

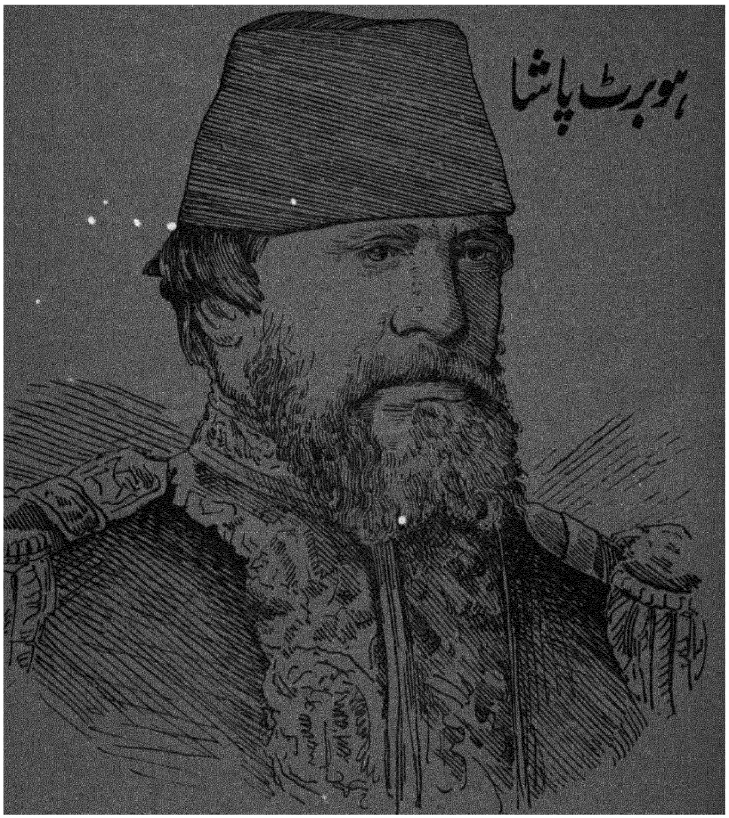
اعلیٰ حضرت کی روزانہ اوقات بسری

"محمد ثانی کے تخت پر کوئی ایسا سلطان جلوہ افروز نہیں ہوا جو پرائیویٹ لائف میں حضور موصوف سے زیادہ پاک و صاف ہو۔ یا جس کو انہی بڑھ کر عام ہمدردی و محبوبیت و نیکدلی عطا کیگئی ہو۔ معصوم یتیموں کو قتل کر دینے کی کروڑ وہیں سم اون کے عہد حکومت میں بند ہوگئی ہے۔ اپنے حرم کے لوازمات و اخراجات میں وہ نہایت ہی محتاط و میانہ رو ہیں۔ یورپ کیطرح سلطان اعظم بھی تنہا کھانا تناول فرماتے ہیں۔ عموماً وہ اون دریچوں کے قریب بیٹھکر جو باسفرس کے اوپر بنے ہوئے ہیں کھانا کھاتے ہیں مگر بعض خاص موقعوں پر وہ شریک مجلس ہو جاتے ہیں۔ اور اون موقعوں پر شاہی مہمانوں سفراء اور اونکی لیڈیوں کے ساتھ نہایت ہی شائستگی اور خوش اخلاقی اور تواضع سے پیش آتے ہیں میز اور کھانے کی میز پر تمام یورپی انعمہ و طعمہ موجود ہوتے ہیں حضور ممدوح بالعادت صرف پانی پیتے ہیں جو خاص قسم کے سلیمانی کے ساتھ پیپوں میں بھر کر محل میں لایا جاتا ہے۔ اونکی خوراک بہت ہی سادہ ہوتی ہے۔ اور ہمیں زیادہ تر مقولات اور ترکاریاں ہوتی ہیں۔ وہ نقرئی دیگچیوں میں جو سربمہر ہوتی ہیں۔ اور اون کے سامنے میز پر چنی جاتی ہیں کھانا کھاتے ہیں۔ نسبی بڑھ کر کوئی شخص محنت نہیں کرتا۔ وہ بہت تھوڑے گھنٹے سوتے ہیں اور بعض اوقات قلم ہاتھ میں لیئے ہر ایک کاغذ پر جن میں محل کے نہایت ہی ادنے ملازم سے لیکر گورنر کی تقرری تک کے کاغذ ہوتے ہیں۔ دیر رات خاص دستخط کرنے ہی میں ساری رات گذار دیتے ہیں"

"صبح سے شام تک کیا کرتے ہین"

اکثر مشرقی لوگون کیطرح اعلیحضرت بھی سویرے جاگتے ہین۔ وہ بڑے پکے اور عابد و زاہد مسلمان ہین۔ فجر اور نماز کے بعد جو انکے مذہب کے رو سے ہر فرد پر فرض ہے۔ قہوہ کی ایک پیالی پیتے ہین پھر سگریٹ پینا شروع کرتے ہین جنہین لوگون نا پارٹ کیطرح وہ برابر سارا دن پیتے رہتے ہین۔ دس بجے صبحکو وہ وزراء کی رپورٹین سنتے ہین اور تن تنہا یا اپنے سیکرٹریون کی سمیت ایک بجےتک کام کرتے ہین۔ پھر کھانا تناول فرماتے ہین جسکو بعد وہ محل کے رستہ مین دو گھنٹہ تک باز گاہ مین ہوا خوری کرتے ہین یا سہری گلٹ کی ہوئی کشتی مین جھیل پر جو رستہ مذکور مین ہے سیر کرتے ہین۔ وہ سوائے اس وقت کے کہ جب کسی مسجد مین جانا ہو کبھی محل یلدز کے احاطہ سے باہر نہین جاتے سیر یا ہوا خوری کے بعد وہ پھر محل مین داخل ہو جاتے ہین۔ اور کونسل آف سٹیٹ کی سیر مجلسی کرتے ہین یا سفراء ممالک غیر سے ملاقات فرماتے ہین۔ رات کا کھانا وہ شام کیوقت تناول فرماتے ہین۔ یہوقت ترکون کا شہوتی کھانا پلاؤ و ماذیات اور برفدار شربت سلطانی میز پر چنے جاتے ہین۔ اسکی بعد وہ سلاملق (ملاقات کا کمرہ) مین تشریف لیجاتے ہین اور وہان عثمان غازی اور اون ایسے بڑے بڑے پاشاؤن اور جرنیلون کو شرف تدبوسی سے ممتاز فرماتے ہین۔ یا کہانیسے فراغت پاکر بالعموم حرم سرا مین چلے جاتے ہین اور شام کے گھنٹے یہو حرم محترم۔ بال بچون اور والدہ کی صحبت مین صرف کرتے ہین موسیقی سے انکو بہت اُنس ہے۔ اور بنج مین خود بھی پیانو بجاتے ہین۔

وہ ٹھیٹھ ترک اور عثمانی ہین۔ انکو کامل یقین ہے کہ اونکے سپاہی دنیا مین سب سے اچھے سپاہی ہین۔ اور گو وہ نہایت ہی تحمل اور فوجی قواعد کی دلسے متابعت کرتے ہین۔ اعلے حضرت دیہی آوازمین نہایت آہستگی اور صفائی سے آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہین۔ مگر کبھی کبھی قوت بیانیہ کے موجزن ہونیسے فصاحت کا دریا اُمڈ آتا ہے۔ درویشون اور علماء کے معروضات بڑے غور سے سنتے ہین۔ اور اونکے بڑے حامی ہین یہ لوگ فی الفور شرف باریابی حاصل کر لیتے اور امیر المومنین کی داد دہش سے مالا مال ہو جاتے ہین۔ وہ بڑے فیاض ہین جو اونکی جانفشانی سے خدمت کرتے ہین۔ انہین انعام و اکرام عطا فرما کر نہایت خوش ہوتے ہین۔ یورپین لیڈیون کو جو تحفہ تحائف مرحمت فرماتے ہین۔ وہ خاصکر بہت ہی قیمتی اور اون کے جواہرات اور موتی نہایت بیش قیمت اور آبدار ہوتے ہین۔ اعلے حضرت کے پاس جواہرات اور موتیون کا لا انتہا خزانہ ہے۔ اور اون سے قدیم سلسلہ امین الملیون پر الماریان بھری پڑی ہین۔


ہوبرٹ پاشا

سلاملق

اعلےٰ حضرت صرف جمعہ کے دن جب کہ وہ مسجد کو تشریف لے جاتے ہیں۔ رمنہ کی حدود سے باہر نکلتے ہیں تمام فوج آراستہ ہو کر راستہ میں صف بستہ کھڑی ہو جاتی ہے۔ وزراء ہمرکاب ہوتے ہیں اور بے تعداد خلقت امیر المومنین کے روئے مبارک کی زیارت کرنے کے لیئے جوق در جوق جمع ہو جاتی ہے۔ ایک اخبار کا نامہ نگار سلطانی جلوس کی کیفیت اسطرح لکھتا ہے:۔

"اعلےٰ حضرت ایوان شاہی سے باہر قدم رکھتے ہیں۔ یک لخت چاروں طرف پوری خاموشی چھا جاتی ہے۔ اور پھر جب وہ بیرون دروازہ پہونچ جاتے ہیں۔ تو سینکڑوں بحری سپاہیان خاص ایک آواز ہو کر ترکی ہمرآہ (بادشاہم چوق یشا) کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ اور کھلی گاڑی آہستہ آہستہ پیچ سے گذر جاتی ہے۔ دائیں طرف اعلیحضرت رونق افروز رہتے ہیں۔ انکی ڈاڑھی کے بال سفید ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ قد کسیقدر خمیدہ ہو گیا ہے۔ وہ چہل زردی مائل سفید ہے (افکار سلطنت کیوجہ سے) وہ اپنی اصلی عمر سے آٹھ دس برس بڑے معلوم ہوتے ہیں۔ انکی بائیں طرف غازی **عثمان پاشا** بیٹھے ہوئے ہیں یہ نامور بہادر بھی اپنے آقا کے ساتھ ساتھ بوڑھا ہوا جاتا ہے۔ دور دیہ کانات کے دریچے ممالک اجنبیہ کے سیاحوں سے پر ہیں (ادب سے) تمام رعایا خاموش کھڑی ہے۔ ہزاروں کی تیز نگاہیں اوس گاڑی پر لگی ہوئی ہیں۔ جسپر وہ شخص بیٹھا ہے۔ جو کروڑوں جانوں کا مالک ہے اور جس کے دل کا بھید کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ گاڑی آخر کار دروازہ مسجد پر پہونچ جاتی ہے۔ اور جونہی سلطان المعظم اوسکی سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہیں۔ مؤذن سر بفلک مأذنہ یا مینار کی کٹہرہ دار چوٹی پر کھڑا ہو کر آذان دینی شروع کر دیتا ہے۔ جس کی بلند اور خوش آیند آواز اوس سناٹے میں عجیب دلکش معلوم ہوتی ہے۔ اعلےٰ حضرت کے اندر داخل ہونے پر مسجد کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور جلوس ختم ہو جاتا ہے۔ تمام لوگوں کی زبانیں کھلجاتی ہیں۔ اور باہمی گفتگو اور غل غپاڑہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایک امریکن نے ہو بہو بیان کیا کہ مثل جے گولڈ امریکن اعلےٰ حضرت سے ایسا مشابہ ہے۔ کہ واپس آتی دفعہ اگر غازی عثمان کے ساتھ اوس کو بٹھا دیا جائے تو کوئی شخص اس تبدیلی کو نہ معلوم کر سکے"۔

آدھا گھنٹہ گذرنے کے بعد سلطان المعظم مسجد سے برآمد ہوتے ہیں۔ اور وکٹوریہ قسم کی دو گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر دونوں گھوڑوں کی راسیں دست خاص میں پکڑ لیتے ہیں۔ اور قدم بقدم رفتار سے محل ہمایوں کو واپس تشریف لیجاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کیسے دکھائی دیتے ہیں۔

مس اسیٹ نے جب ان کو دیکھا تھا۔ تو اونکے حلیہ کی نسبت بھی بیان کیا ہے سلطان اون تمام بادشاہون مین سے جن کو مینے دیکھا ہے۔ نہایت ہی غمگین صورت اور اداس شکل ہین۔ انکا جسم بھاری نہین۔ رنگت گندم گون ہے۔ اور بڑی بڑی آنکھون مین دہشت اور خوف بسا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہین۔ کہ اون کو ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے۔ مگر اونکے قبل نشین سلطان عبد العزیز کی قسمت کو یاد کرنے سے یہ امر کچھ عجیب نہین رہ جاتا۔ البتہ افسوسناک ضرور ہے۔ کیونکہ اگر وہ اون خطرات پر غالب آجاتین۔ اور اونکو دل سے دور کر دین۔ تو اونکا چہرا نہایت ہی دلفریب خوشنما۔ شگفتہ اور خوبصورت ہو جائے۔ اب اس وقت اس چہرہ کی یہ حالت ہے۔ کہ اونکی آنکھون کا نقشہ کئی دن عالم تصور مین مجھے متوحش بنائے رہا۔ وہ ایسا پژمردہ ہو رہا ہے۔ کہ سلطان اگر یورپین ہوتے تو اطباء حکم لگا دیتے کہ اونکی حالت بہت ردی ہے۔ مین نے سنا ہے کہ سلطان کا سب سے بڑا دوست اور رفیق اونکا طبیب ہے۔ یہ بھی کوئی تعجب خیز امر نہین کیونکہ جسطرح وہ زندگی بسر کر رہے ہین۔ اسمین اونکو طبیب کا ہمیشہ محتاج رہنا لازمی بات ہے"

اللہ اکبر۔ اس شاہی حرمان نصیبی کے سبب کے سامنے مشرقی بادشاہونکی حیرت افزا شان و شوکت اور طمطراق کیسی حقیر اور بے وقعت معلوم ہوتی ہے!۔ اسمین مبالغہ نہین کہ سلطنت عثمانیہ کا عاجز ترین گدا سلطان سے زیادہ خوش ہے!!!

اون کو قاتلون کا بڑا خوف رہتا ہے

اعلیٰ حضرت کا بدمنش قاتلون کے داؤ گھات سے ترسان رہنا کوئی حیرانی کی بات نہین۔ سلطان عبد العزیز کو زہر سے مار دیئے جانیکا ایسا خوف دہشت گیر تھا کہ وہ اکثر خوب اُبلے ہوئے انڈون پر گذارہ کرتے تھے۔ عبد الحمید اپنے یارک (تفریحگاہ۔ دسنہ) سے کبھی باہر نہین نکلتے۔ شہنشاہ جرمن جب قسطنطنیہ مین گئے تھے تو اعلیٰ حضرت نے اون کے ساتھ مسجد ایا صوفیا تک جانیسے انکار کر دیا تھا۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ [illegible] دی سے اعلیٰ حضرت نے دربار مین ملاقات کی۔ اور باتون باتون مین اوس سے اپنی صحت کی کمزوری کی شکایت [illegible] سے جو [illegible] اور کھانے ملتے ہین

تبدیلی آب و ہوا اور ہوا خوری کے لیئے سیر کیا کیجئے۔ سنا گیا ہے کہ اوس کے چلے جانے کے بعد سلطان المعظم نے بڑی حسرت کے ساتھ فرمایا کہ مین نے اس عورت کا کیا بگاڑا ہے۔ کہ وہ میری ہلاکت چاہتی ہے؟ وہ مجھکو کیون اس خطرات مین پڑنے کی صلاح دیتی ہے"۔

جاسوسی عام ہے

اس عنوان کے تحت مین مسٹر سٹیڈ تحریر فرماتے ہین۔ کہ سلطان کو اپنے جمیع حوالی کیطرف سے دل مین شک رہتا ہے۔ اور اون لوگون کو بھی ہر وقت یہی دھڑکا لگا رہتا ہے۔ کہ اگر سلطان کو ذرا سا بھی شک ہو گیا۔ کہ اون مین سے کوئی اونکی جان لینے کے درپے ہے تو اوسکی خیر نہین۔ وہ ہر ہفتہ باڈی گارڈ تبدیل کرتے رہتے ہین۔ اور وزرا کو بغیر تحریری اجازت کے محل سے باہر نہین جانے دیا جاتا۔ ہر ایک جگہ اونکے جاسوس موجود ہین۔ حرم سرا۔ وزرا۔ عام مکانات اور بازار کوئی جگہ اون سے خالی نہین۔ بھائی کو بھائی پر اعتبار نہین ہر ایک دوسرے کو یہی سمجھتا ہے کہ وہ سلطانی جاسوس ہے۔ سلطان کی زندگی کرہ ہوائی کی بجائے شک و شبہ کے کرہ مین بسر ہو رہی ہے۔ اور یہی اونکی زندگی کا موجب ہے۔ اگر خانسامان کو باورچی پر اعتبار ہو تو ممکن ہے کہ پہلی ہی رات سلطان المعظم کی جان لے لی جاوے۔ اونکو ہر ایک شخص سے بے اعتباری ہے۔ حتے کہ ایکدفعہ عثمان پاشا کو عثمان غازی عثمان فاتح عثمان بہادر معرکہ پلیونا کو اس جھوٹی اطلاع ملنے پر کہ مریم آپہ نے رشاد پاشا و یسہد تخت و تاج کو سلام کیا تھا۔ تین دن کیلئے نظر بندی مین ڈالدیا۔ قصہ مختصر کل سلطنت مین کوئی شخص سوائے (اعلیحضرت) عبد الحمید کے کوئی شخص نہین ہے پریس کی زبان بند ہے۔ اوسے ذرہ بھر آزادی نہین۔ وزرا محض کٹ پتلیان ہین۔ اگر کوئی شخص کسیطرح کا کوئی امتیاز حاصل کرتا ہے۔ تو وہ امتیاز اوسکے لیئے وبال جان ہو جاتا ہے۔ اوسے جلا وطن کر دیا جاتا ہے۔ کہ کہین نمایندہ لوگ اوسکے گرد جمع نہ ہو جائین۔ ہر ایک شخص کے لیئے لازمی ہو رہا ہے۔ کہ وہ ممتاز[1] نہ بنے۔ اور کسی متوسط الحالی کی سطح سے درمیانی جماعت کے طبقہ سے اوپر سر نہ ابھارے۔

[1] یہ سارا مسٹر سٹیڈ کا ہذیان ہے۔ واقعات گزشتہ اور حالات موجودہ اس بہتان کی سراپا تکذیب کرتے ہین۔ بر خلاف اس اتہام کے ترکون کی تمدنی۔ اخلاقی۔ مذہبی اور ملکی حالت کو سنوارنے اور کل قوم کو ترقی کی شاہراہ لانے مین جس قدر کامیاب کوشش اعلیحضرت کی ہین اوسکا عشر عشیر بھی کسی سابقہ عثمانی سلطانی یا دنیا کے دیگر تمام موجودہ مین سے سوائے شاہ جاپان کے کسی بادشاہ نے نہین کیا۔ اگر کوئی متعصب اون کو شش ترکی قدر و منزلت کو تسلیم کرنیسے تجاہل عارفانہ برتے تو اس ہاوس قائل تعریف جد و جہد کے وجود پر کوئی شبہ عیان

تا بنام لارڈ سالسبری

یہان تک کسی قدر نیک نیتی اور کسیقدر تعصب پر مبنی سے لکھنے کے بعد مسٹر سٹیڈ صاحب اوس تار پر بھی آتا ہے جو سلطان المعظم نے نومبر ۱۸۹۵ء کے وسط مین لارڈ سالسبری کو باین مضمون روانہ کی تھی کہ لارڈ صاحب نے سلطنت ٹرکی اور شورش آرمینیا کے متعلق تقریر کرکے اعلیحضرت کے نیک ارادون کی نسبت جو شک کیا ہی اوس سے حضور ممدوح کو کمال رنج پہونچا ہے۔ اور وہ امید کرتے ہین کہ لارڈ موصوف اوس دوستانہ تعلق اور ہمدردی کے لحاظ سے جو اونکو اعلیحضرت اور اون کے ملک سے ہے اپنے شبہات کی تردید مین دوسری تقریر کرین گے۔

(اعلیحضرت کی اس تار کا کچھ حصہ لارڈ سالسبری نے بمقام برامین عام جلسہ مین سنایا تھا) مسٹر سٹیڈ لکھتا ہے جائے غور ہے کہ سلطنت عثمانیہ کبھی ایسی طاقتور تھی کہ اوس کا ایک نامور اور فاتح سلطان (بایزید یلدرم) فتنہ[1] اوٹھائی تھی کہ مین روتہ الکبرے کے بڑے گرجہ سینٹ پیٹرز کے قربانگاہ پر اپنے گھوڑون کو جو کھلاؤنگا۔ اور آج اوسکا جانشین کفار انگلستان کے وزیر اعظم کو تار دیتا ہے کہ اوس دوستانہ تعلق و ہمدردی کے لحاظ سے جو آپ کو مجھ سے اور میرے ملک (اسے) ہو ایکدوسری تقریر کرکے اپنے سابقہ شبہات کو واپس لے لین۔ مسٹر سٹیڈ اس کو زوال کی نمایان علامت قصد کرتے ہین۔ مگر شاید تعصب مذہب اور بیجا طرفداری نے اونکو تحریر مضمون کے وقت موجودہ تہذیب کے اصول و قواعد و آداب ہی بھی نا واقف بنا دیا۔ آجکل کے اصول جہانداری کا مقتضا ہی یہ ہے کہ دشمن کے ہتھیارون سے بھی فایدہ اوٹھایا جاوے۔ ترک سلطان المعظم کے تخت نشین ہونیسے پہلے سفارتانہ چالبازیون اور علمی داؤ گھات سے اچھی طرح واقف نہ تھے۔ اب اگر اونہون نے اس میدان مین بھی جواب ترکی بترکی دینا شروع کیا۔ تو اوسے کمزوری کی علامت بتایا جاتا ہے۔ مگر ترکون کی کمزوری بھی اس غضب کی ہے۔ کہ انہی لارڈ صاحب کو جن کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ سلطان المعظم نے خلاف معمول اپنے بزرگون کے اونکی خوشامد درآمد کی۔ دو تین مہینہ بعد آخر مین بڑی ذلت اور خفت کے ساتھ تسلیم کرنا پڑا۔ کہ ہم

[1] محمد فاتح نے اپنے جد امجد کے اس ارادے کو پورا کرنے کے لیے سب سامان مکمل کر لیا تھا۔ اور کل نو مین جمع ہو چکی تھین۔ مگر سرکے بہلت نہ دی۔ اور غازی محمد فاتح اچانک فوت ہو گئے۔

ترکون سے بزور شمشیر اپنی باتین نہین منوا سکتے۔ اور ہم مین اتنی طاقت نہین ہے۔ کہ ہم مظلوم دیسنے مقدس آرمینیون کی حمایت کے لیے آرمینیا پر توپ سکین یا ہمارے جنگی جہاز سوائے چند ایک پرمسٹ خانون پر گولہ باری کرنے کو سلطنت عثمانیہ کے کسی بندرگاہ یا قصبہ پر قبضہ کر سکین۔ لارڈ موصوف کی یہ تقریر مسٹر سٹیڈ کے اطمینان کے لیے کفایت کر گئی ہوگی۔ اور وہ سمجھ گئے ہون گے۔ کہ سلطان المعظم نے کسی کمزوری کی وجہ سے یا لارڈ صاحب کو خوشامد سے خوش کرنے کے لیے محولہ بالا تار روانہ نہین کی تھی۔ بلکہ کسیقدر موجودہ تہذیب اور زیادہ تر خود اونکی ذاتی شرافت و نجابت اور بلند حوصلگی نے تقاضا کیا کہ انگریزون کو سخت جواب دینے سے پیشتر جو آخر کار دینا پڑا پہلے اونکو زبانی ہی سمجھا دیا جاوے۔ ورنہ بجائے اس پیغام بھیجنے کے سلطان المعظم اگر چاہتے تو انگریزی سفیر کو اپنے دربار سے چلے جانے اور اپنے سفیر کو انگلستان سے واپس آجانیکا حکم دیدیتے جیساکہ اونہون نے امریکہ کی گورنمنٹ کے ساتھ کیا اور اس صورت مین طاقتور انگلستان کمزور ٹرکی کا وہی کچھ بگاڑ لیتا جو کچھ اوس کے بجاو تیانوس پاشا کے بھائی نے بگاڑا۔ جینے بس یہی کہ چتاب کھا کر آخر کار معافی مانگ لی۔ مسٹر سٹیڈ لکھتے ہین۔ کہ سلطان اپنے ممالک محروسہ مین تو کسی کی نکتہ چینی گوارا نہین کر سکتے لیکن ٹرکی سے باہر دوسرے ممالک کے اخبارات جو کچھ اونکی نسبت لکھین۔ اوسکی طرف بڑا خیال رکھتے ہین۔ اور اونکی بجا اس اور ہزلیات کو بڑی متانت سے نظر انداز کرنے کی بجائے اون کے لیڈنگ آرٹیکلون کا ذاتی معائنہ کے لیے ترجمہ کراتے ہین۔

اخبارات اور پیغامات کے متعلق دریافتی کرنے کے بعد مسٹر سٹیڈ صاحب عجب تمسخرانہ انداز مین مسٹر کرسٹ پالمال گزٹ کے سابق جادو نگار و سحر پرداز ایڈیٹر کی زبانی مندرجہ ذیل عجیب و غریب باتین بیان کرتے ہین۔ مسٹر کرسٹ نظام آرمینیا کی شروع ہونے پر ۱۸۹۵ء مین بذات خود اصل معاملہ کے معلوم کرنیکے لیے ٹرکی تشریف لیگئے تھے چونکہ یہ اخبار عموماً دوسرے اخبارون کیطرح ٹرکی کے حق مین بیہودہ اور سراپا بہتان نہین باندھتا تھا۔ اعلیحضرت سلطان المعظم مسٹر کرسٹ صاحب سے بکشادہ پیشانی پیش آئے۔ اور اونکو کئی دفعہ شرف باریابی حاصل ہوا۔ ایک ملاقات مین اعلیحضرت نے مسٹر کرسٹ کو بتایا کہ ہم چند ایسی اصلاحات بنشاء خود جاری فرمانا چاہتے ہین جن کا دول یورپ سے مطلقاً مطالبہ نہین کیا تاکہ اونکو معلوم ہوجاے کہ ہمکو دول عظام کی کیسی خاطر منظور ہے۔ اور اونکے بغیر ہمین اپنی رعایا کی بہتری کا کیسا خیال ہے۔ دربار سے آکر مسٹر کرسٹ نے باین خیال کہ سلطان المعظم میری اس کارروائی سے خوش ہون گے پالمال گزٹ مین اپنے اخبار کو ایک تار بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔ اور جو کچھ اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔ اوس کا لب لباب اور مطلب تار مین درج کر کے تار گھر مین بھیجدیا۔ دوسرے دن علے الصباح ایک سوار مسٹر کرسٹ کے پاس پہونچا کہ سلطان المعظم نے آپ کو ابھی محل یلدز مین طلب فرمایا ہے۔ وہان پہونچکر صاحب موصوف کیا دیکھتے ہین کہ تار بجاے پالمال گزٹ کے دفتر مین پہونچنے کے سلطان کے روبرو پڑی ہے۔ اور وہ اوسپر کمال غور و فکر سے توجہ کر رہے ہین۔ اعلیحضرت

نے مسٹر کرسٹ سے دریافت کیا کہ کیا مذکورہ تار مین کچھ تغیر و تبدل کرنا پسند کرین گے ؟ مسٹر کرسٹ نے جواب دیا کہ یہ امر سطلوبہ تبدیر کے معلوم ہونے پر منحصر ہے۔ اسپر سلطان المعظم اور ارون کے زرار نے تار کا نیا مسودہ بنانا شروع کیا۔ جو کچھ وقفہ کے بعد تیار ہو کر باہر بھیجا گیا۔ اور مسٹر کرسٹ سے دریافت کیا گیا کہ اونہین یہ ناپسند تو نہین۔ مسودہ مذکور اسطرح سے شروع ہوتا تھا نہز اپیرئیل مجسٹی کی فائدہ رسان نیک نیتی کا ایک اور ثبوت یہ ہی الخ۔ مسٹر کرسٹ نے اُسے دیکھتے ہی کہا کہ بالکل فضول ہے لنڈن مین اگر ایسی تار شایع ہو تو اوس سے سلطان کی اور کھلی اڑے۔ یہ پیغام پہونچنے پر سلطان اور ارون کے زرار نے پھر دوبارہ مسودہ تیار کیا۔ مسٹر کرسٹ نے اُسے بھی پسند نہ کیا۔ تیسری مرتبہ کی کوشش بھی اکارت ہو گئی۔ اور اسطرح پورے سات گھنٹون کی مسلسل اور لگاتار محنت سے ایک ایسا مسودہ تیار کیا گیا جس مین طول طویل القاب اور لمبی چوڑی تعریفین درج نہ کیگئین۔ مگر پھر بھی وہ کسیقدر مہمل سا رہا۔ اور جس امر کیلئے اسے خاصکر مسٹر کرسٹ نے ابتدا تیار کیا تھا کہ سلطان کے نیک ارادون کو مشتہر کرے وہ اسطرح ظاہر کیا گیا کہ اوس سے سلطان پر وعدہ ایفائی لازمی نہ ہو سکے۔ مسٹر کرسٹ نے لاچار ہو کر اس آخری مسودہ کو بھیجنا منظور کر لیا۔ کیونکہ پہلے بھی اُسنے صرف سلطان کو خوش کرنے کے لیئے تار لکھا تھا۔ وہ تار کو تار گھر لیگئے۔ اور تار بابو کے حوالہ کر کے گھر چلے آئے۔ مگر دوسرے دن پھر سلطانی قاصد آیا۔ اور انکو بلوا کر تسلی مین لیگیا۔ جہان انکو اطلاع دیگئی کہ تار ابھی روانہ نہین کیگئی تاکہ اعلے حضرت اوس پر مزید غور کر لین اوس پر مزید غور کیا گیا۔ اور بالآخر یہی قرار پایا کہ ہر نوع تار کا بھیجنا ہی مناسب نہین۔ پس وہ ردی مین پھینکدیگئی اور تار کا اسطرح سے خاتمہ ہوا۔

اس روایت کو بیان کرنیکے بعد جس کی تصدیق اور بناوٹی ہونے کا ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ مسٹر شیڈ صاحب بھی چوڑی سنق چھانٹتے ہین۔ کہ جب اعلیحضرت معہ وزیر اعظم غازی عثمان پاشا اور بہتیرے دیگر پاشاون کے ایک تعریفی تار کا مسودہ تیار کرنے مین فضول اور ناکارہ کام مین ہی برابر سات گھنٹہ مصروف رہے۔ اور اس اثنا مین سلطنت عثمانیہ کی تمام انتظامی مشین بیکار پڑی رہی۔ اور تمام کاروبار سلطنت معطل رہا۔ تو اس سے بڑھ کر کیا خرابی ہو سکتی ہے۔

آپ فرماتے ہین۔ کہ اگر سلطان کی طبیعت کمزور اور متلون نہ ہوتی۔ تو اتنا وقت صرف نہ ہوتا صرف چند منٹ کافی تھے۔ اور اگر کل سلطنت کا دار و مدار اور کل کاروبار اون کے ہاتھ مین نہ ہوتا۔ تو خواہ وہ سات کی جگہ سات گھنٹے صرف کرتے۔ کاروبار سلطنت کو ایک منٹ بھی معطل نہ رہنا پڑتا۔ نتیجہ و اعتراض تو بیشک ٹھیک ہین بشرطیکہ مقدمات اور واقعات درست ہون۔ تار کا قصہ من گھڑت اور کذبی لسیح و متلون مزاجی کا اتہام بالکل غلط ہے۔

شیطان کا چرخہ

اس سے آگے چلکر صاحب بہادر اعلیحضرت پر الزام لگاتے ہین کہ "وہ ہر طانی معاملات مین وسیع الخیال اور بلند نظر نہین ہین۔ ذرہ ذرہ سی بات کیلیے وہ اپنا دماغ پراگندہ کرتے ہین۔ مثلاً آپنے قسطنطنیہ اور اوس کے قرب وجوار مین بائیسکل کی سواری کی ممانعت کر دی ہے۔ کہ یہ سلطنت کیلیے خطرناک اور بیشرم سواری ہے۔ چنانچہ ایک طالعین جہاز کے افسر کو بائیسکل پر بیٹھے ترک شیطان کا چرخہ کہتے ہین۔ سواری کرنے کے جرم مین زیر حوالات کر دیا گیا تھا جس لفات مین (انقلاب۔ مساوات۔ آزادی۔ بغاوت وغیرہ وغیرہ جیسے الفاظ ہون۔ اوسے شایع نہین ہونے دیا جاتا۔ کہ ایسے الفاظ سے لوگون کے دلون مین تحریک پیدا ہوتی ہے۔ ہلٹ بیک بیتیز جیسے ناٹک دو راما جس مین بادشاہون کے قتل اور رعایا کی بغاوت کے قصے درج ہون۔ اوسکو تھیٹرون مین ایکٹ کرنے نہین دیا جاتا۔ توریت۔ انجیل کے وہ فقرے جن مین یہودیونکی برخلاف یروشلیم پر دوبارہ قابض ہونے اور مسیح کی بادشاہت کے قایم ہونے کی خوشخبریان ہین خارج کر دیے گئے ہین۔ اور تاریخ کتاب مقدس مین جابجا کانٹ چھانٹ کر دیگئی ہے[1]۔ ان فضول اور لغو کامون پر بڑے زور سے بحث مباحثہ ہوتے رہتے ہین۔ اور ادھر دوسری طرف صوبجات تباہ و دیہ مربی سلطنت برباد ہو رہی ہے۔ کوئی اون کیطرف توجہ نہین کرتا"

ان سراپا لغو اور دروغ افترا پردازیون مین اپنا زور قلم دکھانے کے بعد مسٹر ہیٹ۔ اپنے مضمون کی چھٹی یعنے آخری فصل کو "کیا علاج کرنا چاہیے" کے عنوان سے شروع کرکے پادری میک کول کے ہم آہنگ ہوکر مظالم آرمینیا کے متعلق بہت کچھ شور وغوغا مچاتے ہین۔ اکثر جگہ پادری مذکور اور اوس ہی جیسے متعصب اخبار نویس کے نامہ نگارون کی تحریرون کا اقتباس درج کرتے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ "ظلم وستم اور قتل وغارت کرنا ترکون کی گھٹی مین پڑا ہوا ہے۔ وہ اپنی فطرت سے لاچار ہین یہی کیفیت موجودہ سلطان کی ہے۔ وہ اپنی آبائی اور قومی خو کو نہین چھوڑ سکتے (یہ بزدلی۔ اور بدخیالی خونخواری کا خاص طور سے اون پر الزام لگانا۔ (جیسا کہ پادری میک کول نے کیا ہے) غلط ہے۔ وہ صرف اپنے اباؤ اجداد کے قدم بقدم چل رہے ہین۔ ساسون۔ ساؤ۔ تبک اور ارض روم کے مظالم بیشک نہایت خطرناک ہین۔ مگر سلطان اپنی موروثی خونخواری سے مجبور ہین۔ اون پر الزام لگایا گیا ہے۔ کہ یہ کل ظلم سلطان المعظم کے براہ راست

[1] اس جھوٹے اتہام و افترا کی تردید کے لیے دیکھو رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا من لارڈ نفٹس بری کی تقریر۔

تحریک ایماد سے ہوئے ہین - مجھکو یہ الزام درست معلوم ہوتا ہے - بلکہ گمان غالب ہے کہ وہ دل مین اسکی آرزو کرتے ہون گے - کہ عیسائیونکی خونریزی مکمل طور پر نہین ہوئی - اونہون نے کردون کو مسلح کرکے آرمینیون کیساتھ اونکو تاتلان خونخوار دیلائے بیدرمان بنادیا ہے - ان لوگون کی باقاعدہ فوج سوار ان موسومہ عسکر حمیدیہ بنائی گئی ہے - انکا صدر مقام مشرقی فرات کے کنارے بمقام میلائی گرد ہے - انکی تیس رجمنٹین تیار ہوچکی ہین - اور نئی رجمنٹ ۵۰ سے ۶۰ تک آدمی بھرتی ہین - جدید اسلحہ اور گولہ بارود کے ملنے اور اونکا استعمال کرنا سیکھ جانے سے انکی وحشیانہ خونخواری اور درندگی دس گنا بڑھ گئی ہے - آرمینیون کے قتل کرنے کیلئے باقاعدہ طور پر ترکی فوج نظام حامور کیگئی - اور افسرون نے ایسا ظالمانہ احکام جاری کیئے کہ بعض وقت ترک سپاہی بھی اونکی تعمیل باکراہ کرتا تھا - ترکی فوج نظام اور حمیدیہ سوارون نے آرمینیون کا نام و نشان صفحہ زمین سے مٹا دینے مین کوئی کسر باقی نہ چھوڑی - مگر یہودیون کیطرح یہ قوم ایسی سخت جان اور جلد بڑھ جانے والی قوم ہے - کہ ہمین مغربی ایشیا سے اونکے نابود ہوجانے کا کوئی اندیشہ نہین - مظالم کی تواتر اور بیحد بدانتظامی سے اکثر لوگون کا خیال ہے کہ یہ سلطنت جلدی غارت ہوجاویگی - یہ بات ناممکن نہین - مگر اتفاقات اس کے برخلاف ہین - ایک عالی مرتبت فرنسیسی مدبر کا مقولہ ہے - کہ یہ خیال نہ کرو - کہ سلطنت عثمانیہ برباد ہورہی ہے - وہ ایسی مدتون قائم رہیگی - یہ قدیم سلطنتین اون پرانی وضع کے چھکڑون کی مانند ہین - جو دور دراز فاصلہ کے دیہات مین نظر آتے ہین - وہ چنچوجاتے ہین - اور ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ تمام جوڑ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوکر زمین پر گر پڑینگے - مگر منزل کے خاتمہ پر بھی وہ گاڑی ویسی ہی پائی جاتی ہے - جیسی کہ صبح کو آغاز سفر کے وقت تھی - یہی کیفیت پرانی سلطنتونکی ہے - گو بظاہر معلوم ہوتا ہے - کہ وہ نیست و نابود ہونے کو ہین - مگر جس طاقت و سخت جانی نے اونکو کئی صدیون سے قایم رکھا ہے - وہی اونکو اب بھی قایم رکھے گی - پس سلطنت عثمانیہ کا جلدی معدوم ہوجانا مشکل نظر آتا ہے - اس لیئے یہ ضروری ہے - کہ اوسکی عیسائی رعایا کے بچاؤ کے لیئے کوئی مستقل علاج کیا جائے - اور وہ علاج یہی ہے کہ جتنے صوبے سلطان کے قبضے سے نکل سکتے ہون اونکو نکال لیا جاوے - آرمینیا - روس کو - البانیا اٹلی کو - مقدونیہ اور سالونیکا آسٹریا کو اور شام فرانس کے حوالے کردیا جائے - اور باقی جو عاقبت سلطان کے پاس رہے - اوس کا انتظام دول عظام کے سفرائے کے سپرد کردیا جائے - اور سلطان کو کونسل سفراء کا پریذیڈنٹ بنا دیا جاوے - اور اگر ہوسکتا

لہ مسٹر سنیڈ لارڈ سالسبری کی تقریر پڑھ لو - تمہارا اطمینان ہوجاویگا - کہ سلطان الہند سے بڑھکر کوئی فرشتہ خصلت بادشاہ ہونا محال ہے - اگر اس سے بھی تسلی نہ ہوئی ہو - تو سلطان کا تازہ فرمان پڑھ لو *

ہو تو قسطنطنیہ صوبجات متحدہ امریکہ کے سپرد کر دیا جائے" قصہ مختصر کئی ایک دوسرے سودایوں کی طرح جن کی تجاویز عموماً اخبارات میں اونکی پریشان دماغی کے ثبوت میں شہرت ہوتی رہی ہیں۔ مسٹر سٹیڈ صاحب بھی اپنے اس خیالی علاج و تجویز کی خوبیوں کو زوردار عبارت میں بیان کرنے کے بعد یوروپ کے متفق الرائے ہونے کی درخواست کرتے ہیں کہ بنیاد اتفاق کے عیسائی طاقتوں کو کبھی کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔ اور اسی درخواست پر اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

صاحب موصوف نے اس آخری تجویز سے نہ صرف اپنے مضمون کو بلکہ اپنے تدبر و دانائی اور قوت معاملہ فہمی کو بھی داغ کے نزدیک بیوقعت اور ذلیل کر دیا ہے۔ اونکی تحریر کا یہ آخری حصہ ایسا طفلانہ ہے۔ کہ اونکی تردید کرنا محض اپنا وقت رائیگاں کرنا ہوگا۔ البتہ مسٹر سٹیڈ کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ اگر دول مسیحی ہمیشہ متفق و یکدل ہو جائیں۔ تو مسلمانوں کی موجودہ حالت بھی نہیں کہ وہ اپنی اسلامی سلطنت کو اونکی دست برد سے بچا سکیں۔ یہ ہوں تو کارساز کے کارنیارے ہیں۔ مگر بظاہر حال ایسی صورت میں سلطنت علی عثمانیہ کا بچنا محال ہو جائے۔ لیکن کیا مسٹر سٹیڈ کو یہ حکم الٰہی معلوم نہیں ومن الذین قالوا انا نصاریٰ اخذنا میثاقھم فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ وسوف ینبئھم اللہ بما کانوا یصنعون (سورہ مائدہ ۳۶) +

تاریخ خاندان عثمانیہ۔ اس کتاب میں صرف خاندان عثمانیہ کے حالات پر ہی کفایت نہیں کیگئی۔ بلکہ ضمناً کئی دیگر اسلامی سلطنتوں کے سر دیرپا دی کے واقعات درج ہوئے ہیں۔ اور بالیسی و شرقی مسئلہ پر بھی مفصل بحث کرنے کے ساتھ ہی اُن ضروری وصافوں و حوہیوں کی توضیح کیگئی ہے جنکے بغیر کوئی قوم مقتدر اور زندہ قوم نہیں رہ سکتی۔ یقین ہے۔ کہ تاریخ کا یہ حصہ اسلامی تاریخ سے واقفیت پیدا کرنے اور دول یورپ و اسلامی طاقتوں کے موجودہ وسابقہ تعلقات کے اسرار کو معلوم کرنے کے شائقین اس بسیط کتاب کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں پائیں گے۔ آجتک اردو میں کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی تھی۔ جس میں مسلمانوں کی اس واحد مقتدر سلطنت کے حالات جو کئی صدیوں سے اسلام کی پولیٹکل طاقت کو قائم رکھنے کا کام دے رہی ہے۔ ایسی شرح وبسط سے جدید تاریخی اصول پر لکھے گئے ہوں۔ اس کتاب کی دو جلدیں ہیں۔ جلد اول میں تمہید خاندان سے سلطان محمد چہارم کے عہد تک کے حالات ہیں قیمت ۸ عہ

اور دوسری جلد میں سلطان سلیمان ثانی ۱۶۸۷ء سے لیکر جلوس آفتاب سلطان عبدالحمید خان ثانی شہنشاہ حال کی تخت نشینی تک کے مفصل حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ جسکی قیمت ۸ عہ ہے۔ ہر دو حصہ للہ ۱۶ عہ ہے +

المشتہر ابوالخیر محمد ثناء اللہ منیجر حمیدیہ کمپنی امرتسر ہال بازار۔

دی سلطان آف ٹرکی

منقول از اخبار زمانہ کا پنجوتر جمہ مضمون مولوی رفیع الدین احمد صاحب بار ایٹ لا سکن جبل اللہ

تمام باشندگان ممالک مغربیہ و شرقیہ کے نزدیک کوئی شخص اس خانہ ہستی مین شاید حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ سے بڑہ کر قابل غور نہیں ہے جو اس وقت جلوہ آرائے سریر سلطنت قسطنطنیہ و خلیفہ مذہب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین۔ اور کسی شخص کے حالات شاید آپ سے بڑہکر تاریخانہ ہا اور بخیال پولیٹکل معاملات کے موجب دلبستگی نہ ہونگے۔ یہ سچ ہے کہ ٹرکی کی اب وہ غیر مغلوب ہمیشہ فتح کرنے والی اور زبردست قوت باقی نہین ہے۔ نہ اب وہ برعظم یورپ مین صلح اور جنگ کا فرمان جاری کرسکتی ہے۔ نہ بڑی بڑی قومون کے درمیان اب وہ ثالث کا کام دے سکتی ہے۔ اور سب سے بڑہ کر یہ ہے کہ وہ اب مسیحی ممالک کو اپنے خوف سے ہلا دینے والی سلطنت نہین رہی۔ لیکن اب بھی وہ ایک ایسے خطہ مملکت پر قابض ہے۔ جو تینون برعظم مین پھیلی ہوئی ہے۔ اور اون سرزمینون پر حکمرانی کا دعوے کرتی ہے۔ جو سب سے زیادہ دولتمند ہین۔ اور جہان کی سب سے بڑہ کر اپنے دلربا حسن کا جلوہ دکہاتی ہے۔ کثیر التعداد مختلف قومین مختلف نسلون اور مختلف مذہب کے لوگ اوسکے زیر حکومت مین۔ اوسکا پایہ تخت جو بڑی بڑی شاہنشاہیون پر بڑی بڑی برعظمون اور بڑے بڑے مذہب کے بدلنے کی جگہ ہے۔ اپنے ہی پاس مشرقی اور غربی سلطنت کی کنجی رکہتا ہے۔ اوسکی پاس اب بھی ایک ایسی قوی اور زبردست فوج ہے۔ جو بمقابلہ بہادری اور حب الوطنی کے کسیطرح سے کم نہین سمجہی جاسکتی۔ پولیٹکل ضرورتون سے قطع نظر کرکے جو درحقیقت بہت بڑی ہین سلطان ٹرکی خلد اللہ ملکہ۔ مثل خلیفہ اسلام و محافظ قبر مقدس کے اپنی بیشمار عایاء پر اپنی ذات تقدس آیات سے ایک ایسا اخلاقی اثر ڈالتے ہین۔ جو اس زمانہ تدبر اور لامذہبی مین اونہین اپنے پیرو مذہب کا عاشق اور دیگر اقوام کے آگے لاثانی اور یکتا بنا دیتا ہے۔ اور باوجود ان سب باتون کے یہ امر کس قدر تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے۔ کہ کوئی حکمران اور اور کوئی بادشاہ یورپ و ایشیا والون مین اپنے ملک سے باہر اس قدر کم مشہور نہین ہین جسطرح کہ سلطان عبد الحمید خان۔ یہ صحیح ہے کہ بہت سے سیاحان یورپ و امریکہ نے رسالے اور مضامین حضرت جہان پناہ کے حالات مین لکہ ڈالے۔ لیکن اون مین سے ہے کم ایسے ہین کہ جو طرفداری کے ناوجب اثر سے بری ہون۔ اور قریب قریب سب کے سب وہی لوگ ہین۔ جو پولیٹکس کی ننگ اور روندی ہوئی نالی مین

دوڑتے ہین۔ ان حضرات مین چند ایسے بھی ہین جو حضور سلطان کی فیاضانہ دعوت کا مزہ لیکر اور بدرجہ غایت انکی شخصی الفت کا دعوے کرکے جب اپنے ملک مین واپس آتے ہین۔ تو زیادہ سرگرمی سے اون پر الزام لگانیکا ارادہ کرلیتے اور فضول رائے زنی مین مشغول ہوجاتے ہین۔ اور چاہتے ہین کہ اونکی سلطنت کے حصے کرکے اپنی اپنی یوروپ کی ریاستون مین ملالین۔ ایسے نامرغوب تجربون کے بعد کیا کوئی سلطان کو اجنبی سیحی ملاقاتیون کیطرف سے بدگمان پاکر متحیر ہوسکتا ہے؟ اگر وہ اپنے ملاقاتیون کے ساتھ بطور ڈپلومیٹک برتاؤ کرین۔ بخیال اسکے کہ ایسا نہ ہو کہ آپکی غفلت سے کوئی راز آپکی سلطنت کا اوس کے کان مین پڑجاوے۔ اور وہ مثل پولیٹکل جاسوس کے بعد ازان اوسے لغت اذہام کرے۔ تو اسکی نسبت کون شخص آپ پر الزام رکھ سکتا ہے؟

بہت کم یوروپین سیاح ایسے ہین کہ جن کے پاس وہ ذرائع موجود ہون جن سے وہ سلطان کے مذہبی اور سوشیل وضع کو اسکی اسلامی سلطنت کی بادشاہ کی پولیٹکل کامیابی کا دارومدار ہے وتہقیت حاصل کرسکین۔ سلطان مسجد مین بہت زیادہ قابلقدر سمجھے جاتے ہین۔ بنزلہ کوشک (محل) کے۔ کیونکہ بہت سی ایسی نوا ہین جو مسجد مین بیٹھکر بادشاہ کے خلاف ایکدوسرے کو کان مین کہی جاتی ہین۔ بارہا اوس بادشاہ کے زوال کا باعث سمجھی گئی ہین حکمران ٹرکی کی کچھ حقیقت نہین ہے۔ اگر وہ ساتھ ہی ساتھ خلیفہ بھی نہ ہو۔

سلطان اور اونکی عظمت کی نسبت سچو نتیجے پر پہونچنیکے لیے ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ ایک مشرقی مسلمان کے چشم اور اور گوش ہوکر قسطنطنیہ مین داخل ہو۔ یوروپین وزیٹر (سیاح یا ملاقاتی) ایک ہوشیار اور مدبر ترک کی شرشت الطبیعت کا اندازہ کرنیسے بطریق قاصر ہے جسطرح کہ ایک چینی ایک جرمن کی خلقت کو جانچنے سے۔ ایک مشرقی ملک کا رہنے والا انگلستان پہونچکر اوس عدم واقفیت سے سخت متحیر ہوتا ہے۔ جو مسلمانونکی نسبت یہان پائی جاتی ہے۔ بارہا بے بنیاد غیر معتبر تنقیح آمیز اور فضول مضامین کا رآمد اور قابل اعتبار خبرون کا جامہ پہن کر برٹش پریس (انگریزی مطابع) مین پہونچتے اور وہان سے شائع ہوتے ہین۔ مگر اب وہ زمانہ قریب ہو کہ اس قسم کی شکایتین رفع ہوجائین۔ درحقیقت یہ نہایت ضروری اور لازمی ہے کہ اس ملک انگلستان کے ہر ایک فریق کو دنیا کے جملہ مسلمانان کے حالات کے متعلق مستبر علم رکھنا چاہیئے۔ لارڈ بکنسفیلڈ نے نہایت دانشمندی سے ایک مرتبہ بطور ریمارک یہ فرمایا تھا کہ ہندوستانکی گنجان قندہار مین نہین ہین۔ بلکہ وہ لنڈن مین ہین۔ بلاشبہ یہ اور کہدینا چاہیئے۔ کہ اسلام کی قوم کا پولیٹکل ستون لنڈن مین نصب کردیا گیا ہے۔ کیونکہ گریٹ برٹن اور مسلمانون کا میل ملاپ اور محبت اور ہر گھڑی ہمین (لنڈن مین) رہتا ہے یہ امر جس قدر حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔ اوسیقدر افسوسناک اور رنجدہ بھی ہے۔ کہ مشرق کے کثیر التعداد اور لاکھون مسلمان جو سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ کو اپنے سچے دین کے خلیفہ سمجھتے ہین۔ اور جو ہر آٹھوین دن جمعہ کے خطبہ مین اونکی خیریت اور

سلامتی جان کی دعائین مانگتے ہین۔ اپنے خلیفہ کے ذاتی حالات سے سراسر بے علم اور بے خبر ہین۔ اس لیئے اگر انہین مین کا کوئی شخص حضرت سلطان بارگاہ پناہ کے حالات کی روشنی کا ایک پرتو بھی اونکے روبرو پیش کرے تو یقین کامل ہے کہ وہ ضرور اونکے نزدیک مقبول اور دل پسند ٹہیرے گا۔

ذیل کے حالات جو چند صفحون مین درج ہین۔ اس غرض سے لکھے گئے ہین کہ اون سے باشندگان دیار انگلستان وغیرہ مسلمانان ممالک مشرقیہ سلطان کے حالات سے پوری پوری واقفیت حاصل کرین یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ انگریزی رسالہ اور دوراز ممالک کے مسلمانون مین خبر پہونچانے کا ایک عجیب ذریعہ ہے۔ بلاشک وہ عجیب ہے تاہم یہ سب سے زیادہ محفوظ زود ترین اور بہترین خیال کیا جاتا ہے۔ لنڈن کی خبرین اسلامی ملک مین اور اسلامی ملک کی خبرین لنڈن مین بمقابلہ دوسرے اسلامی ملکون کے جلد تر پہونچتی ہین۔ اور حقیقتاً ایسی ہی وہ کہنی ہے جس کے ذریعہ سے برٹش سلطنت سے مشرقی ممالک کی تنظیم و نسق مین کامیابی حاصل کی۔ آج اور ہر افغانستان مین کوئی پولیٹکل تحریک ہوئی اور اور جیون کی تیون برٹش پریس مین جا پہونچی۔ اور اس لیئے آپ کل ہی ہر انگریز کی زبان پر اوسکا ذکر موجود پائینگے اور یہی خبر شاید چند گھنٹون مین شاہ ایران کے کان تک پہونچے قبل اس کے کہ بمبئی کے مدہبی بلوے کی خبر ہو۔ لنڈن کے روزانہ اخبار کو آپ دیکھین گے۔ کہ وہ اوس کے اسباب و نتائج پر غور کرتے ہین اسی طرح مراکو کے شاہی خاندان کی شادی کا حال ترکون کو معلوم نہین ہوتا ہے۔ مگر ملکہ انگلستان کے نبیرہ جانشین کی تخت نشینی کی خبر دوسرے ہی دن قاہرہ اور قسطنطنیہ مین خبر گرمی کرتی ہوئی ملیگی۔ بہت کم مسلمان قسطنطنیہ مین ہندوستانی زبان بولتے ہین۔ مگر ایک کثیر تعداد انگریزی اور فرنسیسی بخوبی بول سکتے ہین۔ لہذا لنڈن اسلامی دنیا کا عام ڈاک خانہ کہا جاسکتا ہے۔

عرصہ چھبیس سال کا ہوا کہ مسیحی تواریخ مین پہلے پہل ایک حکمران ترکی نے انگلستان کے ساحل پر قدم رکھا۔ یہ ایک خوفناک غنیم کے وارد ہوا تھا۔ بلکہ انگلستان والون اور اوس کے فرمانروا کے ایک طاقتور دوست اور ذی عزت مہمان کی حیثیت سے ہو پہنچا تھا۔ اس بادشاہ کے تشریف لاتے ہی اولین بار سلطنت انگلشیہ کی تاریخ مین ہلالی پرچم اور ستارے دار جھنڈے قصر بکنگہم کی دیوارون کے اوپر پہلو بہ پہلو اڑتے ہوئے نظر آئے۔ یہ سلطان عبدالعزیز کی تشریف آوری کی مقدس یاد ہے جو دو ملکون کے حاکم۔ دو سمندرون کے مالک دو مقدس شہرون کے خادم اور خلیفۃ السلام کے لقب سے مشہور تھے۔ ملکہ انگلستان اور رعایا کے لوگون کیطرف سے نہایت

سلطان عبدالعزیز شہید ۱۸۷۶ء مین پیرس اور لنڈن تشریف لے گئے تھے جس مراج کو اب ۲۹ برس ہوتے ہین۔ مگر چونکہ سرای صاحب اس مضمون کو ۱۸۹۳ء مین لکھا تھا۔ اس لیئے ۲۲ برس تحریر کیئے ہین۔

(مترجم)

تکلف اور خوبی کے ساتھ مہمان نوازی و تعظیم آئی۔

لارڈ میئر شہر کا بڑا حاکم نے گڈہال مین بادشاہ موصوف کا استقبال کیا۔ اور اس قصر کی تاریخی دیوارون کے اندر کھڑے ہو کر یوروپ کے کارنامے مین اولین بار سلطان والاجاہ نے عیسائی سامعین کے روبرو اسپیچ دی حضور سلطان المعظم نے اپنے میزبانون کا شکریہ ادا فرمایا۔ اور بعد ازین اپنی زبان معجز بیان سے یون فرمایا:-

"اس ملک مین اور نیز یوروپ کے دیگر ممالک مین میرے آنے کی غرض اور غایت یہ ہے کہ (۱) ان ملکون مین جو شائستگی کے مرکز کہے جا سکتے ہین یہ دیکھون کہ اب کونسی بات ایسی رہ گئی ہے کہ جو ہمارے یہان نہین ہے۔ اور جو ہمارے اوس کام کی تکمیل کیلئے درکار ہونگے جسے ہمنے شروع کیا ہے اور (۲) ہمارے اپنی اون خواہش کا ظاہر کرنا ضروری ہے جو ہمارے اور تمامی ہمدردی کے متعلق رکھتا ہون۔ اور جسے نہ صرف ہمنے اپنی رعایا مین قایم کیا چاہتا ہون۔ بلکہ میری دلی تمنا ہے کہ محبت اور اتحاد ہمارے لوگون اور نیز یوروپ کی دیگر اقوام مین قایم و دایم رہے کس لیے کہ یہی ہمارے زمانہ کی ترقی اور رونق کی بنا ہے"

سلطان کے ہمراہ اون کے دو بھتیجے مراد آفندی و جمال آفندی بھی تشریف لائے تھے۔ ان دونون مین شہزادے جمال۔ غایت درجہ شرمگین۔ کم سخن متین اور سنجیدہ تھے۔ چنانچہ آپ اس قدر شرمگین تھے کہ اپنے چچا بارگاہ پناہ کو قصر بکنگہم کے باغ مین ٹہلتا دیکھ کر آپ اپنے تئین درختون مین چھپا لیتے تھے۔

یہ وہی شہزادہ تھا جو اس وقت سلطنت ٹرکی کا نام آور روشندل حکمران ہے۔ شاید سب سے بڑا کام جو سلطان عبدالعزیز نے اپنے بھتیجے یا اپنے ملک کے ساتھ کیا وہ یہی تھا۔ کہ اونہون نے اس ہوشیار شہزادے کو سفر یوروپ اور خصوصاً لندن کی سفر مین اپنے ہمراہ رکھا۔

وہ رنجیدہ اور سانح خیز حالات جن مین پڑکر سلطان عبدالحمید نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی تھی۔ ناظرین کو بخوبی یاد ہون گے۔ اس لئے اونکی تفصیل بیان کی چندان ضرورت نہین ہے۔ لیکن اس متین اور سنجیدہ شہزادے کی دوامی امور کیلئے یہ کہدینا بے جا نہ ہوگا۔ اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو عوام مین مشہور بھی نہین ہے۔ کہ جب تاج سلطنت عثمانیہ کو آپکے فرق مبارک پر رکھنے کو ڈیپوٹیشن پہونچی۔ تو آپنے صاف طور پر اوسکے قبول کرنے سے انکار کیا بہت کم شہزادے ایسے ملین گے۔ جو اس قسم کے ہدیہ سے انکار کرین گے۔ اور آپنے اوس وقت تک سلطنت کے نہایت خطرناک اور ذمہ داری کے عہدے کو نہ قبول فرمایا۔ جبتک کہ برادر بزرگ کی ویرانگی اور شوریدگی قطعی طور پر ثابت نہ ہوگئی۔ اور نیز اوسکے ساتھ ہی ساتھ آپکی اعلےٰ سمجھ روشن دماغی اور حب الوطنی کا بھی اندازہ ہوگیا

آپ کو اوس وقت قدیم دستور کے مطابق مسجد ایوبی میں لیگئے۔ جہان پہونچکر شریف قوچ نے آپ کو دست مبارک مین تیغ عثمانی عطا فرماکر آپ کو تمام اہل اسلام پر حکومت بخشی۔ یہ شریف قوچ قسطنطنیہ مین خاص اسغرض سے بلائے گئے تھے۔ ۱۰۰۰ھ سے یہی دستور چلا آتا ہے۔ کہ اس موسم کا شرف انہین لوگون کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ جو اسعہدے پر امور ہون۔ ترکی کی تاریخ مین یہ زمانہ نہایت نازک خیال کیا جاتا ہے۔ تخت سلطنت پر ایک قوی و زبردست بادشاہ کی ضرورت تھی۔ اسوقت سلطنت رہتا ہی لالو کیلئے شہزادہ کا ایک نادرست فعل اونے ناجائز حرکت اور تھوڑی سی کوتاہ اندیشی کافی تھی۔ وہ لوگ جو سلطان عبدالحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ کے چال و چلن اور انکی روش کو جنگ و جدال کے طوفان کے مانے سے لیکر ایام امن تک نہایت خبرداری و غور سے دیکھتے رہے ہیں۔ اس امر کے اقبال سے ذرا بھی تامل نکرین گے۔ کہ آپنے ایسے موقعہ پر نہایت فراست و دانش و ادراک سے کام لیا۔ اور خوش انتظامی کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ یہی وہ باتین ہین جن مین کم سے کم حکمران ترکی تو بمشکل اسپر سبقت لیگئے ہونگے۔

گذشتہ شوال سے سلطان محکمہ خارجیہ کے خود ہی سیکرٹری ہین اور آپ اپنی سلطنت مین سیاسی مسائل کے سمجھنے مین سب سے زیادہ قابل اور زود فہم تصور کیے جاتے ہین۔ آپ اپنی مملکت مین نہایت محنتی اور جفاکش مشہور ہین۔ کیونکہ آپ اکثر ہر قسم کے کاغذات خود ہی ملاحظہ فرمایا کرتے ہین۔ اور ہر طرح کے خط و کتابت آپ ہی کیا کرتے ہین۔ آپ کسی کاغذ پر جب تک اچھی طرح پڑھ نہ لیا ہو۔ دستخط نہین کرتے۔ سبھون کو اس امر سے حیرت ہوگی آپ اس قدر کام کیونکر کرتے ہونگے۔ چونکہ بادشاہت کی ترقی و زوال آپ ہی کے ہاتھ مین ہے۔ پس تقاضائے طبیعت یہی ہے کہ ایسا آدمی کا وجود دل چسپی اور دل گرمی سے خالی نہ ہوگا۔ اسلیئے ہر نوادار آپ کو دیدار کا دل ہی خواہشمند ہوتا ہے۔ اگرچہ بہت کم ایسے ہین جن کو آپکی ذاتی حالات کے معلوم کرنے کی غرض حاصل ہوئی ہو۔ یورپ کے دیگر شہنشاہون اور بادشاہون مین سلطان خلد اللہ ملکہ از حد خوش اخلاق مشہور رہین۔ جتنے سیاح وہان جاتے ہین وہ آپکے لاانتہا حسن خلق کے تعریف بھی اپنے ہمراہ لیے آتے ہین۔

ترکی کی تاریخ اور اوسکے مذہب سے سبھ کو ایک قطرتی دلبستگی ہی۔ اور ہین اوسکے حکمران کے حالات خواہ وہ مذہبی ہون یا پولیٹکل ہندوستان مین اور زیادہ اپنے قیام یورپ مین اکثر دریافت کرتا اور اوس سے واقف ہوجاتا اور اسی اشتیاق مین میرا گذر ۱۹۰۰ء کو موسم خزان مین اوس سرزمین مین ہوا۔ سلطان بارگاہ پناہ کی حضوری کا بھی

لہ ۱۹۰۰ء مین لفظ یہ اعداد ہیں سے متبدل ہوگئے۔ اور ۳۱ اگست ۱۹۰۰ء سے اعلیٰحضرت امیرالمومنین کو عہد حکومت کا اکیسوان برس شروع ہوگیا ہے + ۳۱ اگست ۱۹۰۰ء کو قمری حساب کے مطابق ۲۵ سالہ عہد حکومت کی نقرئی جوبلی کا جشن منایا گیا۔

(بندہ محمد اللہ عفی عنہ)

کی تمنا کا اظہار میرے بذریعہ عرضی کے کیا جس کے جواب میں سلطان معظم نے میرے ملنے کیلئے ۱۲ اگست ۱۸۹۲ء روز جمعہ بعد قراءت نماز کے وقت قرار دیا۔ میں سر الفرڈ سندیسن کے ہمراہ جو برٹش سفیر اور میرے معزز انٹرپریٹر (مترجم) تھے قصر شاہی کو روانہ ہوا۔ میں سب سے پہلے اوس جارس اور اہتمام کو قلم بند کروں گا۔ جو جمعہ کی نماز کے ساتھ متعلق ہے۔

ٹرکی میں جمعہ کے دن جب سلطان خلد اللہ ملکہ اپنے قصر سے جامع مسجد میں اوس شہنشاہ دو جہان بادشاہ عالم و عالمیان کی حضوری میں بندگی کو شامل اپنی دیگر رعایا کے تشریف لاتے ہیں۔ اوس وقت خلیفۃ المسلمین کی عظمت و جلال اور اسلام کی شان و شوکت قابل دید ہوتی ہے۔ درحقیقت یہ نظارہ کسی دوسرے اسلامی خواہ عیسائی ملک میں آنکھوں کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ تو جبکے نہایت عمدہ جوانوں میں سے بارہ ہزار وفادار سواروں کی جمعیت جمعہ کے روز اوس سڑک کی ہر دو جانب کھڑی ہوتی ہے۔ جو قصر سلطانی سے جامع حمیدیہ تک چلی گئی ہے۔ یہ فوج ہالی جھنڈے ماتھوں میں لیے اوس شہنشاہ کی سلامی کو حاضر ہوتی ہے جس کے دست تصرف میں اسلامی پرچم اور جس کے نام کے ساتھ خلیفۃ المسلمین کا لقب لگا ہے۔ یہ سوار بادی النظر میں جری اور بہادر ہوتے ہیں۔ اور یہ طرز کے نوجوان جنگی ہتھیاروں اور زرق برق لباسوں سے آراستہ دکھائی دیتے ہیں۔ سلطانی ایڈیکانگ بنزہ عربی النسل مرکبوں پر سوار سیاہ رنگ کی خوشنما قسم کی وردیاں جن کے کناروں پر سنہری اور جڑاؤ بیل جڑی ہوئی ہے زیب تن کیئے سرخ سرخ کمخواب فیز قسم کلاہ سروں پر رکھے۔ اور بہادری کے تمغے اپنے اپنے سینوں پر لٹکائے وفادارانہ جوش کے ساتھ یہ شہنشاہی پیغامبر ادھر ادھر گذرا کرتے ہیں۔

جامع مسجد کے مقابل اور قصر یلدز کے قریب ایک چھوٹا سا خوبصورت بالاخانہ واقع ہے جس جگہ معزز ذی عزت کو بخاطر تمام ایک اشرفی بھجوا کر بٹھاتا ہے۔ اور جہاں سے وہ لوگ حضور سلطان معظم کو مسجد میں تشریف لیجاتے دیکھتے ہیں۔ جیونہی کہ ٹرکش کلاک (گھڑی) میں چھ بجتے ہیں۔ بیٹے (انگریزی وقت کے مطابق بارہ) بادشاہی امام و ہیلاڈ ماا قبا پہنے اور سبز عمامہ باندھے عبا در بر یا (شام) کے چند علماء جو اپنے اپنے ملک کی لباسوں میں ہوتے ہیں ہمراہ لیئے قصر شاہی کے حدود سے باہر نکلکر خانہ خدا کی راہ لیتے ہیں۔ انکے پیچھے دو گاڑیاں جن میں سلطانی حرم کی عورتیں ہوتی ہیں مسجد کیطرف روانہ ہوتی ہیں۔ مسجد کی حدود میں پہونچ کر گھوڑے کھولدیئے جاتے ہیں۔ اور تا اختتام نماز یہ خاتونان حرم اونہیں گاڑیوں میں بیٹھی رہتی ہیں۔ انکے بعد وزیر اعظم۔ شیخ الاسلام۔ افسران فوج۔ وزرائے سلطنت وزیر جنیہ امیر البحری۔ بڑے بڑے عہدہ داران ملکی۔ اور ایک معتدبہ جماعت ارکین اور اکابران سلطنت کی عجیب شان و شوکت اور جاہ و احتشام کے ساتھ یکے بعد دیگرے گذرتی ہیں۔ اور جن کی رفتار سے نام گذرگاہ جاگتا اور گھنٹا ہے۔ اس عالمگیر خاموشی میں بگل کی آواز یکایک کان میں پہونچتی ہے۔ جس کا

منہوم یہ ہوتا ہے۔ کہ اب خارجی حضور بارگاہ پناہ تشریف لاتے ہین۔ سلطان المعظم ایک کھلی ہوئی گاڑی مین جس مین دو خوب صورت عربی گھوڑے جتے ہوئے تھے جلوہ فروز ہوئے۔ آپکی حضوری مین شان پاشا پلینوا کو مشہور پیر و جن کو بادشاہ کے مقابل بیٹھنے کی عزت حاصل ہے موجود تھے۔ گاڑی کو چارون طرف سے حضرت جہان پناہ کے باڈی گارڈ کے افسر احاطہ کیے ہوئے تھے۔ ان چیدہ شخصون کی جماعت ایسی جری اور خوبصورت تھی کہ مجھ کو اس سے پہلے ایسی وجیہ اور خوشرو جوانون کو دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا۔ یہ محافظان بادشاہی عربی گھوڑون پر سوار تھے۔ اور ان کی جسمون پر نہایت زرق برق کی یورپین وردیان تھین۔ سلطان کے مشاہدہ جمال سے ایک گنج کی سی آواز دلی جوش اور جان نثاری کے اظہار مین نوج کے، زبان سنائی دی۔ اور یکبارگی صدا بادشاہم چوق یشا۔ ہمارا بادشاہ بہت زندہ رہے" کا نعرہ بلند ہوا۔ نعرون کی گونج کئی منٹون تک کم نہین ہوئی جب گاڑی اوس بالاخانہ کو جو بہ پہونچی جہانکہ مختلف مقامون کے سپاہ اور مہمان تشریف رکھتے ہین تو لیڈیان اول حضور کی تعظیم کیلئے کسی قدر جھکتی ہین۔ اور انکے بعد شیخین بھی اسیطرح پر اظہار تسلیم مین سر جھکا لیتے ہین۔ عالیجاہ سلطان بارگاہ پناہ ترکش طریقہ سے انکی سلامون کا جواب دیتے ہین آپ پہلے اپنے دست مبارک کو سینہ پر رکھتے اور پھر اوس کو متبرک بناتے ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انکی تشریف آوری سے خوش ہین اور خوش آمدی کا اظہار کر رہے ہین۔ در مسجد پر پہونچتے ہی امام اور چند مشہور افسر حضرت جہان پناہ کا استقبال کرتے ہین۔ اور آپ وہان سے چلکر اپنے مخصوص گیلری (مسقف برآمدہ بالکہ) پر تمکن ہوتے ہین جہان سے کہ حضور صحن مسجد کے اندر کی چیزون کو بخوبی دیکھ سکتے ہین۔ اور آواز بہ سن سکتے ہین۔ لیکن دیگر نمازی بہ شغل آپ کے دیدار کی جھانک دیکھ پاتے ہین۔ مین بھی بالاخانہ کے جروکہ سے جو معزز مہمانون کے لیئے تعمیر ہوا ہے۔ سلطان کو تشریف لاتے دیکھکر خوش ہوا۔ بادشاہ عالم پناہ کے مسجد مین داخل ہوتے ہی سلطانی ایڈیکانگ کا ایک شخص میرے پاس آیا اور وہ اپنے ہمراہ مجھے مسجد کے اندر لیگیا۔ جہان مجھ اوس نے ایک عمدہ جگہ بیٹھنے کیلئے بتا دی۔

جب لوگ باطمینان بیٹھ چکے تو امام صاحب نے خطبہ شروع کیا۔ جس کے ختم ہونے پر اونہون نے سلطان اور خلیفتہ الاسلام کی صحت۔ درازی عمر دولت و اقبال کے دعائیہ الفاظ اوسی طریقہ سے نہایت جوش مین زبان سے فرمائے جسطرح انگلستان کے گرجون مین ملکہ کے واسطے دعا کیجاتی ہے مگر یہان ایک نئی بات دیکھنے مین آئی جسپر مین حیرت اور خوشی دونون ملی ہوئی تھی۔ اور یہ مشاہدہ تھا سلطنت اسلامیہ کے ایک قدیم دستور کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب قریب زمانہ خلافت مین یہ دستور تھا کہ جمعہ کے دن نماز اور خطبہ کے موقعہ پر کوئی شخص مسلمان خواہ وہ ادنے ہی کیون نہ ہو۔ امیر خلافت کے چال و چلن

وغیرہ پر نہایت آزادی سے کھڑے ہو کر اعتراض کر سکتا تھا اور ایسی نظام کا جن پر پوری پوری توجہ کیجاتی تھی اظہار کر سکتا تھا یہاں بھی جو نہی نام نامی سلطان **عبد الحمید خان** خلد اللہ ملکہ کا خطیب کی زبان پر آیا۔ کہ چند اشخاص جنکے ہاتھون مین اپنے اپنے عرض حال کی درخواستین اور عرضیان تھین۔ اٹھ کھڑے ہوئے یہ وہی لوگ ہین جن کے مظالم کی چارہ جوئی یا تدارک سے اوسے انسان عدالت انکار کر چکتے ہین۔ اور وہ اس طریقہ سے خلیفۃ المسلمین سے داد خواہ ہوتے ہین۔ عرض بیگی ان کاغذون کو اسطرح جمع کرتا جاتا ہے گویا وہ بجنسہ سلطان کے حضور مین پیش کیے جاوین گے۔ یہ نہین جانتا کہ کہانتک سلطان ان کاغذون کیطرف اپنی توجہ مبذول فرماتے ہون گے۔ مگر یہ رسم مجھے از حد بھلی معلوم ہوئی اور مجھے اوس سے بے اندازہ مسرت حاصل ہوئی۔ اول اسوجہ سے کہ شروع زمانہ اسلام کی خود مختاری کے بھولی حمیت کا ایک پسماندہ اور بیش بہا متبرک نمونہ ہے اور دوئم اس خیال سے کہ یہی ایک ایسا دستور ہے جس کے ذریعہ سے مظلوم اور ستمدیدہ کی فریاد شہنشاہ وقت کے کان تک پہونچ سکتی ہے۔ خانۂ خدا کا تقدس ہی ہر قسم کے زور و ظلم کے روکنے کیلئے بس کا ہے۔ علاوہ بریں اس مقام پر شہنشاہ اور گدا برابر ہین زبردست سے زبردست حکمران کی وقعت مسجد مین کسی طرح عام اور غریب نمازیون سے زیادہ نہین سمجھی جاتی۔ یہ وہ عدالت ہے۔ جہان مالک اور غلام پہلو بہلو اس بادشاہ دوجہان اور شہنشاہ کون مکان کے روبرو کھڑے ہوتے ہین جس کے قہر اور جلال کے آگے بڑے بڑے خود مختار بادشاہ کانپتے اور تھرتھراتے ہین۔ نہایت سنجیدگی سے جیسی نماز ادا ہونی چاہیئے دگانہ ادا ہوا لیکن امام جمعہ کی اس فصیح تقریر سے جو اونہون نے بطرز ہندوستان محافظ دین متین اور خلیفۃ المومنین سے مخاطب ہو کر دربارہ مذہب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ اور نیز اوس دعا سے جو اونہون نے بارگاہ ایزدی مین اسلام کی گرہی قوم کے ابھرنے اور خلیفۃ المسلمین کی نگہبانی کے واسطے مانگی۔ اور جس مین تمام حاضرین شریک تھے۔ ایک عجیب دل سوز اثر اور کیفیت میرے دل پر ظاہر ہوئی۔ ترکی کی حالت کو دیکھ کر اور مسلمانون کے حالات کا اندازہ کر کے میرا دل اور میری آواز اوسکی اس عام دعا مین جوش کے ساتھ شریک ہوئی۔ نماز کے بعد حضور سلطان بارگاہ پناہ گاڑی پر سوار ہو کر قصر شاہی کو روانہ ہوئے۔ راہ مین آپ بابر بسب کی سلامون کا جواب دیتے جاتے تھے۔ جناب ممدوح کے تشریف لیجانے کے بعد مین سلطان کے ایڈیکانگ کے ہمراہ اوس محل کو روانہ ہوا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اور وان لارڈ چیمبرلین کے حکم کا منتظر رہا۔ اوس دن چند پولیٹکل معاملات ایسے درپیش ہوئے جس مین آپ کو خاص طور پر مصروف ہونا پڑا۔ مونشیور کامبون سفیر فرانس رخصت پر اپنے وطن جانیوالا تھا۔ اسی وجہ سے وہ سلطان سے چند ڈپلومیٹک معاملات مین گفتگو کرنے کا خواہشمند ہوا۔ اس کے بعد نیم خود مختار ریاست بلغاریہ کا وزیر اعظم مونشیور اسٹامبولوف

پہلے ہی بہل سلطان المعظم کی قدمبوسی کو حاضر ہوا۔ چنانچہ فرانسیسی سفیر کے بعد ہی وزیر موصوف طلب کیا گیا اوس کے چلے جانے کے بعد بلغاریہ کا ایجنٹ پیرے کرے مین آیا جیسے سفیر برطانیہ (انگلستان کے۔ اوسکے سیکرٹری (سیکرٹری معاملات شرقی) نے مجھ سے انٹروڈیوس (معرفی) کرایا تھوڑی دیر کے بعد اوس نے ایک دلچسپ تقریر شروع کی جس مین اوسنے بیان کیا۔ کہ باشندگان خاک بلغاریہ، سلطان کے دل سوز جان نثار اور فرمانبردار ہین جس کے سنتے سے مجھکو خوشی ہوئی۔ اور مینے اوس سے پوچھا کہ کیا آپکے ہموطن روسیون کے مقابل کسی حملہ مین سلطان کیطرف سے لڑنا پسند کرین گے جس کے جواب مین اوسنے بیحد تسبن دلایا کہ وہ ضرور لڑین گے کیونکہ انکی ہستی بہ حیثیت قوم یورپین ٹرکی کے برقرار رہنے تک خیال کیجاتی ہے۔ اوسکی رائے سلطان کی نسبت نہایت عمدہ تھی اور وہ سلطان کو تربیت یافتہ حکمران اور بیدار مغز ڈپلومائسٹ (مدبر) خیال کرتا تھا جب کہ اس قسم کے عمدہ ذکار مین مشغول تھا سلطان عالم نے مجھکو طلب فرمایا۔ سر الفرڈ سٹیون کے ہمراہ مین یلدز کوشک کے نوتعمیر قصر مین داخل ہوا۔ دروازہ پر متعینہ بے جو مہانون کے استقبال اور خاطر و مدارات کرنے والی جماعت کی افسر اعلے تھی ہمارے استقبال کو آئے اور ہمراہ لیکر اندر داخل ہوئے۔

مجھے نہایت حیرت ہوئی جب مینے دیکھا کہ ایک مشرقی بادشاہ کا قصر ہو بہو مثل ایک انگلستان کے شریف آدمی کے ڈرائینگ روم یا دیوان عام کے ہے۔ اگر مین دہلی مین خاندان مغلیہ کے شہنشاہ کے قصر مین داخل ہوتا تو مین ضرور اوسکے دیوان خاص کو بیش بہا اور نادر جواہرات سے مزین اور عمدہ قسم کی ارشیدہ سے آراستہ و پیراستہ پاتا۔ اور مین درحقیقت یہ نہین بتا سکتا کہ مین اور کیا کچھ نہ دیکھتا

مگر ناظرین کو اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہئیے۔ کہ سلطان کے تبضہ مین کوئی عمدہ اور شاندار عمارت نہین ہے اونکے قبضہ مین بیشمار ایسے بہت سے مکانات ہین۔ لیکن وہ خود انکو بہت کم اپنے استعمال مین لاتے ہین۔ اور نہین محلون مین اوقات مہمان ٹھیرتے ہین۔ اور آرام پاتے ہین۔

جسوقت ہم کمرہ مین داخل ہوئے۔ تو حضور سلطان خلد اللہ ملکہ کو جسنے بطریق مہمان نوازی لیتا دہ پایا یہ بری روس وقت کی بیرت کا اندازہ نہین ہوسکتا جب یہ ممالک محروسہ حکمران سلطنت ٹرکی کو اس حال مین دیکھا۔ مین نزکون کے اوس بادشاہ کے حضور مین اوسوقت کھڑا تھا۔ جو محمد ثانی اور سلطان سلیم کی نسل سے ہین۔ آپ کے فرق مبارک پر کوئی قیمتی عمامہ یا جسم پر کوئی جڑاؤ جامہ تھا۔ اور نہ جواہرات یا اس قسم کی کوئی چیز تھی جس کیوجہ سے مشرقی شہزادے عوام سے تمیز کیئے جاتے ہین۔ بلکہ بجائے اس کے آپ زیور شرافت سے مزین اور جامہ خلق و تواضع سے آراستہ نظر آتے تھے۔ آپ بظاہر ایک یورپین شہزادے معلوم ہوتے تھے۔ لیکن عوام سے زیادہ خلیق اور عوام سے زیادہ صاف دل۔ مشرقی ممالک مین یہ قول بطور علوم متعارفہ کے سمجھا جاتا ہے کہ

یہ شہزادے کو ایک نظر دیکھ کر اسکی رعایا کے حقیقت حال سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ مجھو اسوقت اپنی ہندوستانی پگڑی اور ڈیسکوٹ کے عزلی بجائے بخت شرمندگی ہوئی کیونکہ بخیال تعظیم سلطان معظم بہادری ملک مجھکو لازم تھا کہ میں بھی ترکش فراک کوٹ (چست اور لمبا کوٹ) اور زیبا قراقلی ٹوپی کو ساتھ جناب معدوح کے روبرو حاضر ہوتا۔ آپنے اپنے خزینہ میں ہیرون اور جواہرات کا طرہ لگانا جو انکے ابا واجداد کیوقت سے چلا آتا تھا قطعی طور پر ترک کر دیا ہے۔ ایک دوسرے امر نے میری توجہ کو اپنی طرف مائل کیا۔ اور جس سے مجھو کچھ کم حیرت نہ ہوئی۔ وہ یہ تھا کہ سلطان المعظم کے حضور میں بیوقوفی اور اس قسم کے پیچیدہ رسوم و آداب اظہاروفاداری کے بجالانے کی کوئی ضرورت نہیں پڑی جن کا برتاؤ مشرقیہ خاندان کے بادشاہون کے روبرو یا دیگر مشرقی دربارون میں لازمی سمجھا جاتا ہے۔ اوس کمرہ میں کوئی ملازم جیسا کہ عموماً مشرقی شہزادون کے خاص کمرون میں ہوتے ہیں حاضر نہ تھا۔ یہانتک کہ بجز میرے۔ سر الفرڈ مندیسن اور ایک خاص افسر کے دوسرا کوئی شخص بھی وہان نہ تھا مجھو آخر الذکر شخص نے جن کا خیال غالباً یہ تھا کہ میں ایک یورپین شخص ہونے کے علاقے سے تعظیم بجالاؤنگا حضور سلطان المعظم کیخدمت میں پیش کیا۔ لیکن کچھ تو میرے دلی جوش نے اور کچھ اوس دستور نے جو پشت در پشت سے آرہا ہے مجھکو اس امر پر مجبور کیا۔ کہ میں خلیفتہ المومنین کیخدمت میں آداب اور کورنش اوسی طریقہ سے جھک کر بجالاؤں۔ جو طریقہ کہ سلطنتہائے مشرقیہ میں رائج ہے۔ غرض جب یہ رسم ادا ہو چکی تو حضور معدوح نے مجھسے ہاتھ ملایا اور اپنی جگہ پر تشریف رکھنے کے بعد مجھسے بیٹھنے کو اشارہ کیا۔ آپ کی ذرہ نوازی جو آپنے اپنی حضوری میں میرے حال پر فرمائی۔ زیادہ تر مثل ایکدوست کی تھی۔ نہ صرف مثل ایک ہم مذہب کے۔ مجھو ایک لوہزم بادشاہ کے اتھون اخلاق اور تواضع کی ہرگز امید نہ تھی۔ مجھے سلطان جہان پناہ کو اپنے ملاقاتیون کو بیٹھنے کو کہنے فرماتے سُن کر حیرت ہوئی۔ کیونکہ یہہ ایک ایسی عزت افزائی تھی جس کو آپکے آباؤاجداد نے شاید ہی عطا کرنا قبول فرمایا ہو۔

حضور معدوح کی زیب تن ایک سادہ مرکش کوٹ تھا اور اوسپر ایک لمبا فوجی لبادہ۔ آپنے منہ کی ترمے کوئی جنرسٹل آرڈرز (علامات نایٹ ہوڈ) ستارے یا نشنی نہیں پہنے جو بطور آرائش کے مستعمل ہیں نہیں رکھے ہو سلطان المعظم بہت حسین ہیں۔ اور آپ کے گول سر پر بھورے بال بہت خوشنما نظر آتے ہیں۔ آپکے خال وخط اور چہرہ کے نقشے عجیب ہیں۔ جو بادی النظر میں بہت خوبصورت اور بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک شاہ روم اور ایک ہندوستانی مسلمان کے درمیان برطانیہ کی زبان کے وسیلہ گفتگو ہوئی ہے۔ سلطان معظم فارسی اور چند یورپ کی زبانون کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں لیکن آپ اپنی زبان کے سوا، دوسری زبان میں شاذونادر گفتگو کرتے ہیں۔ مجھو معلوم ہوا کہ ٹرکی زبان میں آپ کی تقریر بہت شیرین اور فصیح ہوتی ہے۔ مجھو بے انتہا ملال تھا کہ میں اپنی ناقابلیت کیوجہ سے آپکے سخن کی حسن وخوبی جو آپکے لب مبارک پر آتے تھے نہ پہچان سکا آپنے ایک تبسم کے ساتھ جس کا ہونا بادشاہون میں خصوصاً مرغوب وخوش آئیندہ ہے۔ اپنی گفتگو شروع کی آپ کی

سادگی خود آپکے ملاقاتیون کی توجہ کو ہر لحظہ آپکی طرف زیادہ کرتی تھی۔ آپکی گفتگو شیرین بیانی اور صاف دلی کا اس درجہ اظہار فرماتے ہین۔ کہ جس سے تھوڑی دیر کیلئے سامعین کے دل سے آپکے بادشاہ ہونے کا خیال جاتا رہتا ہے۔ اور آپ جب اپنے منظور نظر سفیرون سے باتین کرتے ہین۔ تو اونہین ازراہ مہربانی سگرٹ بھی عطا فرماتے ہین

مسلمانان ہند کے حالات سے سلطان المعظم کو بہت دلچسپی ہے۔ اور آپ اونہین مین سے کسی شخص کی زبانی یہ سنکر کہ ملکہ وکٹوریہ خلد اللہ ملکہا کے عہد سلطنت مین وہ لوگ خوش ہین اور برسر ترقی۔ بیحد مسرور اور شاد ہوتے ہین۔ آپ بہ حیثیت مسلمانون اور اونکے علوم کے سرپرست ہونیکے اس خبر کے سننے سے بہت خوش ہوئے کہ شہنشاہ علیا قیصرہ دام اقبالہا نے مشرقی لوگونکی زبان پڑہ کر اونکو عزت بخشی۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ تو کیا ملکہ ہند و سانی کچھ پڑہ گئی ہین"۔ جس کا جواب مین نے اثبات مین دیا مین سن چکا تھا کہ سلطان کو اپنی معلومات کے وسیع کرنیکا بہت خیال رہتا ہے۔ اور یہ کہ آپکی عام تعریف غایت درجہ پڑہی ہوئی ہے۔ چنانچہ اوسکو دیکھنے کا مجھکو بھی اوسوقت موقعہ ملا۔ آپکو گفتگو کرتے وقت کسی قسم کی دقت نہین پیش آتی۔ آپ بخوبی جان لیتے ہین کہ کس وزیٹر سے کس امر مین گفتگو کرنی چاہیئے۔ اس خیال سے کہ مجھ کو قانون اسلام سے خاص دلبستگی ہے حضور ممدوح نے دو ایک سوال اوسکی تعلق مجھ سے دریافت کیے۔ اور آپنے اپنی زبان مبارک سے یہ بھی فرمایا کہ مین تمہین دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور مین امید کرتا ہون کہ تم میرے دار الخلافت کی سیر سے بہت محظوظ ہوگے۔ مین حضرت جہان پناہ کی اس عنایت خسروانہ کا دل سے شکر گذار ہوا۔ اور بارگاہ ایزدی مین سلطان ٹرکی اور خلیفتہ الاسلام کی اولوالعزمی کا داعی ہوا۔ میری ہوتوت کی ملاقات کا نتیجہ بہت ہی پر اثر تھا۔ جب مینے رخصت کی اجازت چاہی تو سلطان المعظم نے میرے سر اور شانے پر ہاتھ رکھا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ گویا حضرت جہان پناہ بہ حیثیت خلیفہ دعائے برکت دے رہے ہین۔

تقریبا چار صدی کا زمانہ گذرا کہ سلطان حال کے جد امجد سلطان سلیم کو بعد فتح مصر خلیفتہ الاسلام کا خطاب دیا گیا تھا۔ ہمین شک ہی کہ اوسوقت سے لیکر اب تک شاید کسی شہزادے نے تخت سلطنت ٹرکی پر اپنے تئین اوس درجہ مستند خلیفہ ثابت کیا ہوگا جس درجہ کہ موجودہ حکمران ٹرکی نے۔ سلطان عبد الحمید خان ثانی سے چند پولٹکل غلطیان ہوئین ہون۔ لیکن انکی دوامی ناموری کے لیئے یہ ضرور کہہ دینا چاہیئے۔ کہ آپ جب سے مسند نشین تخت سلطنت عثمانیہ ہوئے۔ اوس وقت سے لیکر آج تک آپنے اپنے تئین نہایت خوبی اور قابل تحسین طریقہ سے بیشمار اور طرح طرح کے امورات مین مثل خلیفہ اسلام مشغول و مصروف رکھا۔ باوجود متعدد خدمات منصبی کے جسے آپ پورا کرتے ہین۔ آپ حسب معمول اہل اسلام ہر روز پنجگانہ نماز پابندی وقت کے ساتھ جو

گھڑی کے مطابق ہوتی ہے ادا کرتے ہیں۔ آپ ماہ رمضان المبارک میں تیسوں روزے رکھتے ہیں منشی آشیا کے استعمال سے پرہیز کرتے اور ہمیشہ اپنے تئیں قمار بازی سے باز رکھتے ہیں۔ آپ مذہبی اور اخلاقی تعلیم گاہوں کی نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ دنیا کے کسی اسلامی حصہ میں کیوں نہ ہو قدر کرتے اور سرپرستی فرماتے ہیں۔ علاوہ برایں آپکی دادہش صرف انہی مذہب کے غربا و مساکین تک محدود نہیں ہے بلکہ مطابق فرمان الٰہی و کلام ربانی ہر ایسے شخص کی آپ مدد کرتے ہیں جو مدد کا مستحق ہے خواہ وہ کسی مذہب یا کسی فرقہ کا ہو۔

اگر شیخ الاسلام کو کوئی تحفہ عنایت ہوتا ہے۔ تو یونان اور آرمینا کے پٹیرپارک (بڑے پادری) بھی مرحمت خسروانہ سے محروم نہیں رہتے۔ آپ اکثر اوقات عنایت درجہ کے تحمل سے کام لیتے ہیں۔ اور اپنے تئیں کسیقدر متعصب نہیں ثابت ہونے دیتے۔ علوم کیطرف آپکی خاص توجہ ہے۔ چاہے وہ جس قسم کا ہو۔ اس امر کا جاننا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ نقاش اور سنگتراش جن کا پھیلانا آپکے اکثر آباو اجداد روا نہ رکھتے۔ آپ ہی کی تحریک سے تمام مملکت میں پھیلے اور برسرترقی ہیں۔ آپ ہر ملک اور ہر دیار کے علماء اہل اسلام کی جانب پورا پورا التفات فرماتے اور نہایت خندہ پیشانی سے انکی عزت اور تواضع کا خیال رکھتے ہیں جس کیوجہ سے آپکے بزرگوں کی یادگار مہمان نوازی ابتک بدستور قائم ہیں حتے کہ مسیحی ملاقاتیوں کی بھی آرزو محبت آپکے دربار میں اوس کشادہ دلی سے وتوعمیں آتی ہے جو انکو دیگر یوروپین درباروں میں ہرگز نصیب نہیں ہوسکتی۔

سلطان عبد الحمید خلد اللہ ملکہ زمانہ قدیم کے توہمات اور تعصبات سے بالکل مبرا ہیں۔ اب وہ نہایت خوشی سے مشہور یوروپین لیڈیوں کو اپنی بزم میں رکھانے میں شریک کرتے اور سچے عزلی طریق کی مہمان نوازی کا اظہار فرماتے ہیں۔ آپ کو جرمنی کے شہنشاہ بیگم کے ساتھ گاڑی میں پہلو بہ پہلو بیٹھ کر سیر کرتے اور اون کو اپنے ہمراہ شاہی ڈنر میں بزم پر جگہ دیتے دیکھکر تمکو انکی جماعت میں ایک عجیب ہنگامہ برپا نظر آئیگا چونکہ حضرت جہان پناہ سلطان المعظم خلیفہ بھی سمجھے جاتے ہیں۔ اسلیے اس موقعہ پر اگر چند امور آپکے گوش گذار کیئے جائیں تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ جو جو یکلیفیں[1] کہ ہندوستان کے زائرین مکہ معظمہ اوس مقدس شہر کو جاتے ہوئے راہ میں جزیرہ کامران اور دیگر مقامات میں برداشت کرتے ہیں۔ بلاشک اسلام کے پیارے نام پر بنا دہبے لگاتی اور اور اوسکی حرمت کو کم کرتی ہیں۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ بمبئی کے ایک متمول اور ذی امتیاز سوداگر نے جو خود حج بیت اللہ شریف کو تشریف لیگئے تھے۔ ساحل عرب سے مجھو ایک خط لکھا جس میں صاحب موصوف نے بعد لکھنے زائرین کی تکالیف اور اون دقتوں کو جو راہ میں نہیں پیش آئی ہیں۔ مجھ سے درخواست کی۔ کہ میں اونکے رفع کرانیکی کوئی تدبیر سوچوں جب میں قسطنطنیہ میں پہونچا۔ تو شکایت مذکور کا اجمالی ذکر میںنے احمد جلال الدین پاشا سے جو سلطان المعظم کے ایڈیکانگ تھے۔ کیا اونہوں نے وعدہ فرمایا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہوگا۔ میں اس معاملہ کو

[1] یہ تکلیفیں اب جدید رفع ہوگئی ہیں۔ اور اسکا تعلق اور شکر حجاز لائن بننے سے جسکا قصہ وسط سنہ ۱۹۰۰ء سے

سلطان کے روبرو پیش کرونگا۔ مگر سال بھر ہوگیا۔ ابتک اوسکے متعلق کوئی خبر سننے مین نہین آئی مین ملکی اور مالی مشکلات سے بخوبی واقف ہون۔ اور مین جانتا ہون کہ اس مسئلہ کے حل کرنے مین کیا کیا دقتین پیش آسکتی ہین۔ لیکن اس معاملہ کی مجموعی وقعت اور نیز فوری ضرورت اسقدر بڑھی ہوئی ہے۔ کہ مین اوسکے متعلق حضرت خلیفۃ المسلمین کی خدمت مین بار دیگر عرض کرنا اپنا عین فرض سمجھتا ہون۔ تاکہ حضور ممدوح اپنی توجہ اسطرف مبذول فرمائین۔ مجھے یقین کامل ہے کہ اگر مالی امداد کی ضرورت ہو۔ تو شہزادگان و سوداگران ہند ٹرکی کے اون عہدہ دارون کے پاس جو عرب مین رہتے ہین۔ زر چندہ بھیج سکتے ہین۔

بعد ازان ایک اور تجویز مین پیش کرتا ہون۔ جو دربارہ یونیورسٹی قایم کرنے کے ہے۔ یہ یونیورسٹی۔ یا دار العلوم غلطے قسطنطنیہ مین قائم ہونی چاہیئے۔ جو مسلمانون کو علم ادب اور اونکے قانون مین ڈگریان (یا فضیلت کے خطاب) عطا کرتی رہے۔ فی الحال اسلامی دنیا مین اس قسم کا کوئی مدرسہ نہین ہے۔ جسمین یونیورسٹیان اون ڈگریون کو عطا فرمین کرسکین۔

ایسے دار العلوم کے قایم ہونیسے بڑے بڑے ادیب اور لایق اشخاص اسلامی دنیا کی ہر سمت سے اکٹھا ہو ٹرکی مین جمع ہونگے۔

یہ دار العلوم تہذیب اسلام کے اندر ہی اندر جلنے والی آتش کو از سر نو روشن کرے گی۔ اور اون باہمی مودت اور اخوت کی گرہ کو مضبوط کرے گی جسکا ہونا مسلمانون مین خواہ وہ کسی فریق کا ہو ضروری ہے۔ سلطان عبد الحمید خلد اللہ ملکہ کا نام بھی یونیورسٹی کی بنا ڈالنے کیوجہ سے زیادہ تر آئندہ آنے والی نسل مین پیاری یادگار سمجھا جائے گا۔ اور ہمیشہ برقرار رہیگا۔

سلطان عبد الحمید جیسے حکمران کے حالات سے بھی واقفیت حاصل کرنے کیلئے ہر شخص کو لازم ہے۔ کہ وہ اون متعدد دقتون اور پیچیدگیون کو جان لے۔ جو دول یورپ کیوجہ سے آپکے قدم کو آگے بڑھنے سے روکتین اور آپکے راہ مین اٹکاؤ کا کام دیتی ہین۔ اول دار الخلافت کو جسے قسطنطنیہ جملہ اقوام جملہ مذاہب اور جملہ فریق کے ملے کی جگہ ہے۔ وہ پولیٹکل۔ تھیولوجیکل (انسان کی مختلف نسلون کے علم کے متعلق) تھیالاجیکل (مذہبی علم ویقینیات کے طلبا کے لیئے بیحد دلچسپ یا عجایب گھر ہے۔ وہ پولیٹکل سازش کرنے والون جیلون کے گھڑنے والون خارجی اخبارون کے اجرتی نامہ نگارون اور ہر قسم کے جاسوسون سے معمور ہے۔ دوسرے ملک کا رہنے والا وہان ایک طرح کی رعیت کی حیثیت سے بھی رہ سکتا ہے اور نیز اپنے بادشاہ کی رعیت کی حیثیت سے بھی یعنے کہ جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے۔

تمام مشکلات کو سلطان المعظم کے عہد حکومت مین بہت اصلاحات عمل مین آئین۔ ٹرکی کی مالی حالت آپکی وقت مین بہت درست ہوگئی ہے۔ اور اوسکی فوجی طاقت بھی ہر طرح پر بہت کچھ بڑہ گئی ہے۔ جس کیوجہ سے اب کسیطرح بغیر کامل فکر اور غور کے دوسری سلطنت کی چڑہائی ٹرکی پر آسان نہین سمجھی جاسکتی۔ سلطان المعظم نے تمام بری باتون کی ایک سرے سے بیخکنی کردی۔ اور آپ اپنی رعایا مین تعلیم کے پھیلانے مین ہمہ تن مشغول ہین۔ ہر وقت دار السلطنت ٹرکی مین ہیں اور دیگر صوبون مین سو دوسرے درجہ کے مدارس ایسے موجود ہین جنہین سلطان حال نے قایم کیا ہے۔ ابھی بھی آپنے باوجود گرفتون کے لیئے بھی مدرسے اور سکول قایم کیئے۔ بلاشک اسپر بھی ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ لیکن ہمین سلطان المعظم کی ان چھوٹی چھوٹی مہربانیون کا ضرور شکر گذار ہونا چاہیئے۔ مجھکو خصوصاً اس بات کے معلوم ہونیسے بڑی خوشی ہوئی۔ کہ حضرت ممدوح تعلیم نسوان کے سلسلہ اور اوسکے سرپرست ہین۔ اور آپنے ٹرکیون کی تعلیم کے لیئے مدرسے جاری کیئے ہین۔ بعض موخہ پر یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ٹرکی مین بعد سلطان المعظم کوئی ایسا شخص نہین ہے جو قابل دلبستگی خیال کیا جاسکے۔ اس مین کوئی شک نہین کہ سلطان المعظم باوجود پولیٹکل اور مذہبی اعزاز اور امتیاز کے اپنے ملک مین ثانی پایہ رکھتے ہین۔ مگر یہ کہنا درحقیقت منزل حیثیت عرفی ہوگا۔ کہ ٹرکی مین کوئی شخص قابل دلبستگی نہین ہے۔ اکثر پاشائے ٹرکی بے انتہا بیدار مغز اور شخصی لیاقت کی وصف خداداد سے بہرہ مند پائے جاتے ہین۔ مجھکو چند پاشا وزیر اعظم سے بابعالی سے بہت دیر تک ملنے اور گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ مختلف سبجکٹ اور باتون پر آپس مین گفتگو رہی جس سے ظاہر ہوا کہ وزیر موصوف کو بہت سی باتون سے جن کو آپکے سلسلۂ ملازمت سے کوئی تعلق نہین ہے۔ پوری پوری واقفیت حاصل ہے۔

سنیف پاشا وزیر سررشتہ تعلیم اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم اور مشہور تربیت یافتہ خیال کیئے جاتے ہین۔ آپ کو انگریزی۔ فرنسیسی۔ جرمن۔ عربی اور فارسی زبانون پر پوری مہارت حاصل ہے۔ آپ انگلستان کے پولیٹکل معاملات مین قابلانہ گفتگو کرسکتے ہین۔ دیگر اشخاص مین اُن حضرات کے نام نامی جو ذیل ہین ہ جن کی قابلیت شہرت۔ اور لیاقت اور دانشمندی نے مجھے اپنا گرویدہ احسان بنالیا۔ غازی پاشا۔ رضا پاشا نوشی بے اور جنرل شاکر احمد پاشا مصور۔ اون کے علاوہ ٹرکی مین دو اور مشہور اشخاص ہین۔ جن مین سے ایک جودت پاشا قانون اسلام کے نامور عالم ہین۔ جو حالمین منسٹر آف جسٹس (وزیر محکمۂ عدالت) تھے۔ اور جن کی محنت اور کوشش کا نتیجہ ٹرکی کے حال کا مجموعہ قانون دیوانی ہے۔ اور دوسرے احمد مختار پاشا سلطانی سفیر مصر ایک نامی ڈپلومیٹسٹ ہیں جن کی شہرت سے برٹش پبلک کے کان بھی ناآشنا نہین ہ

ترکی سے زیادہ مجھے یہ بتا دینا ضروری ہے، کہ ترکون مین مذہبی تعصب بالکل معدوم ہے مسلمان اور عیسائی ایک ہی دسترخوان پر بیٹھکر کھانا کھاتے ہین۔ اور آپس مین آزادانہ ایک دوسرے سے ملتے ہین۔ ایک نوجوان ترک ہمیشہ سلیم الطبع اور سنجیدہ شاندار اور حسن ضابطہ اور قانون کا پابند پایا جاتا ہے۔ ترک چونکہ بادہ نوشی سے جو تمام بدکاریون اور ہر قسم کی خرابیون کا باعث سمجھی جاتی ہے۔ آزاد اور مبرا ہین۔ اسلیئے نوجداری عدالتون مین بہت کم ماخوذ پائے جاتے ہین بلکہ اونکی بجائے ایسی عدالتون مین تمام عیسائی فرقون کا اژدحام رہتا ہے +

حمید یہ ایجنسی امرتسر اور پنجاب کی مصنوعات اور پیداوار از قسم پشمینہ ریشمی پارچات قالین ریشمی ازار بند زیورات طلائی و نقرئی۔ پتہار اور ہاتھی دانت کے کھلونے۔ چارنبہ و سیاہ۔ اور دیگر اشیاء مذکورہ انگریزی یونانی و ہندی بہیج سکتی۔ اور بلاد متصرفہ روم سے ہر قسم کی کتاب بیطلا قرآن شریف مالیتی سنہ۔ دلائل الخیرات مطلا قیمتی عدد۔ مطلا قطعات قیمتی فی عدد ایک روپیہ۔ اور دیگر اشیاء ترکی ٹوپیاں وغیرہ منگوا دیسکتی ہے۔ اور یہانسے باتصویر و خوشخط پرانی قلمی کتابون کی فروخت کا انتظام کرسکتی ہے۔ ان تمام فرمایشون کی تعمیل مین ہر طرح کی مستعدی خوش حاصلگی اور احتیاط برتی جائے گی۔ جو خریداروں کی خوشنودی کا باعث ہوگی۔

کتابون کے علاوہ دیگر فرمایشات کے واسطے کم از کم اشیائے مطلوبہ کی تخمینی قیمت کا پانچواں حصہ پیشگی وصول ہونا ضروری ہے۔ ایجنسی ان فرمایشات پر انکی نوعیت کے لحاظ سے ایک آنہ سے لیکر دو آنہ تک فی روپیہ کمیشن چارج کریگی۔ جملہ فرمایشیں نیچے لکھے ہوئے پتہ پر ہون۔

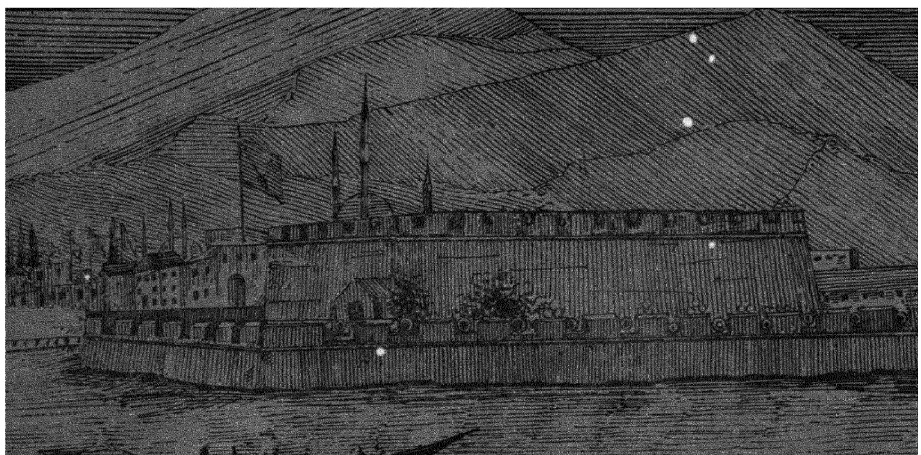
المشتہر ابو الخیر سید ثناء اللہ منیجر حمیدیہ ایجنسی ہال بازار امرتسر

(تاریخ مراکو)

اس کتاب میں اسلامی دنیا کے مغربی حصن حصین کی جسکے متعلق ابتک اردو میں کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ ابتدائی زمانہ سے لیکر اسوقت تک کی سلسلہ وار مفصل تاریخ کے علاوہ موجودہ پولیٹیکل تمدنی اور ملکی اور جغرافی کیفیت مشرح درج کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی تمام عرب ویدہ بین مورخین اور انکی تصنیفات کی جامع فہرست مع مختصر سوانحعمریون کے اضافہ کیگئی ہے۔

تین حصون میں قیمت فی حصہ ایک روپیہ ایک آنہ ہے۔ عہ ام

المشتہر ابو الخیر سید ثناء اللہ منیجر حمیدیہ ایجنسی ہال بازار امرتسر



قلعہ چناق کالیسی - (جانب ایشیا موجودہ دارڈانلز)

۲۵ سمبر ۱۸۹۵ء سے لیکر تا حال کے واقعات

جنکو خاکسار مؤلف حسب وعدہ مندرجہ عرض حال رسالہ مغفورہ مظالم ارمینیا یہاں بطور ضمیمہ درج کئے دیتا ہے

سلطنت عظمیٰ عثمانیہ و صوبجات تحت کے متعلق ہفتہ مختتمہ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تاریخیں و دیگر خبریں و مضامین خاص

تار کی خبریں

آبنائے ڈارڈنلز کے قریب انگریزی بیڑہ کی آمد کی وجہ سے جس سترہ جنگی جہاز ہیں استنبول میں بہت جوش پھیل رہا ہے۔ ارمنی بطریق (پاپای اعظم) ارمنیان کے مقابل ارمنی لوگوں کا ایک بڑا مجمع ہوا۔ پولیس نے انکو منتشر کر دیا۔ چند آدمی مقتول اور کچھ مجروح ہوئے۔ اور بہت سے گرفتار کئے گئے۔ اسی خبر کے متعلق مابعد کی تار سے معلوم ہوا۔ کہ سوموار کے دن ارمنی لوگوں کی طرف سے جو بلوہ استنبول میں ہوا اُسکا نتیجہ بہت سنگین ہوا۔ بلوہ کی یہ وجہ تھی۔ کہ ارمنی باغیوں کی تحدیت میں ایک جتھا باندھکر پروسشن میں روانہ ہوئے۔ پولیس نے انکو روکا۔ اور انہوں نے پولیس کا مقابلہ کیا جسپر بندوقیں سر کیگئیں۔ پولیس کا میجر گولی سے مارا گیا۔ اور اُسکے بعد کُل شہر میں بلوہ ہو گیا۔ آرمینیوں سے ۸ مقتول و مجروح ہوئے۔ اور ۵۰ گرفتار ہوئے۔ دوسرے دن بھی فساد ہوا گلی کوچوں میں فوج پہرہ دے رہی ہے۔ بابعالی کی حالت بہت غیر تسلی بخش ہے۔ ریوٹر نے قسطنطنیہ سے بذریعہ تار خبر مورخہ ۳ اکتوبر اطلاع دی ہے۔ کہ بلوہ کشت و خون منگل کی رات کو پھر شروع ہوا۔ سونتا اور مسلمانوں نے آرمینیوں کو بھگا دیا۔ اور قتل کیا۔ یہاں کہا جاتا ہے کہ ستارہ ارمنی مارے گئے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ تو سن ارمنی منفسد کمیٹی کے ذریعہ برپا کیگئی ہے۔ کیونکہ باغیوں کے قبضہ سے سینکڑوں بم برآمد ہوئے ہیں۔ جو ایکدن نمونے ہیں۔

ربوٹر کا دوسرا پیغام اسی تاریخ کا لنڈن سے موصول ہوا ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں امنی بلوہ کے بعد جو کشت وخون ہوا اسکی وجہ سے باب عالی کو دول خارجہ کی اصلاحات کے تقاضا کا مقابلہ کرنے میں بہت تقویت ہوگئی ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ بہت آرمینیوں کے قبضہ میں سے جو اس شورش میں شریک تھے۔ پستولیں برآمد ہوئیں +

کامل پاشا بجائے سعید پاشا کے وزیر اعظم ٹرکی مقرر ہوئے +

ربوٹر مخبر ہے۔ کہ کامل پاشا نیا وزیر اعظم ایک لائق اور روشن دماغ ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ انگریزوں کی نسبت میل رکھتا ہے +

ہفتہ مسل کور کی دیگر خبریں

پیٹرس وارالخلافہ فرانس میں قسطنطنیہ سے آیا ہوا ایک خط چھپا ہے۔ جسکا مضمون ایک سلسلے سے لیا گیا ہے۔ جو ستمبر ۱۸۹۵ء کو سفیر دولت عثمانیہ مقیم لنڈن کی طرف سے وزیر خارجیہ دولت عثمانیہ کے نام لکھی گئی تھی۔ اس سلسلے میں اُس ملاقات کا حال درج ہے جو کنسل موصوف و لارڈ سالسبری کے مابین دربارہ معاملات آرمینیا کے ہوئی تھی۔ اُسکا ترجمہ حسب قبل ہے۔ جسنے لارڈ سالسبری سے ملاقات کرنکی درخواست کی جسکی منظوری کے ساتھ اُنہوں نے ہمکو یہہ بھی اطلاع دی۔ کہ وہ سفر اور پارلیمنٹ کے کاموں سے اسقدر تھک گئے ہیں کہ وہ بہت تھوڑا وقت آپکو دسکیں گے۔ ملاقات کے وقت گفتگو شروع کی۔ کہ باب عالی کو عہدنامہ برلن کی دفعہ ۶۱ کی تعمیل میں کوئی عذر نہیں ہے۔ مگر متحدہ کمیشن کی نگرانی کو لسد نہیں کرتے۔ جسنے اسقدر کہا تھا کہ لارڈ سالسبری نے روکر کے جواب دیا۔ کہ "اس معاملہ کے متعلق زیادہ کہنا بے سود ہے۔ ہم اسی بات کو دوہرا کر پھر کہتے ہیں۔ یعنی اگر تمہاری گورنمنٹ انکار کریگی تو ہم ایک کانگریس کا اجتماع کرکے متحدہ کمیشن کے ذریعہ۔ دفعہ ۶۱ کی تعمیل کرینگے آپ بخوبی سمجھ لیں۔ کہ اگر آپکی طرف سے اب بھی مخالفتوں کا ظہور ہوا۔ تو یہ ٹرکی کی ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے کا ایک فرمان ہے" یہ سفیر یہ کہتا ہے۔ یہ سُنکر سر آنسو بہہ آئے اور اس ملاقات کے حالات بذریعہ تار آپکو روانہ کرنے ہوئے میرا دل بھر آتا ہے (بسا اجرا لعمد میں غلط ثابت ہوا)۔

ہفتہ مختتمہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

یورپ کے سلاطین نے ایک عمومی یادداشت باب عالی کو پیش کی ہے۔ اور تقاضا کیا ہے۔ کہ گذشتہ فسادوں کی نسبت پوری پوری تحقیقات کیجائے۔ بے قصور قیدی مکتے جاویں۔ اور قسطنطنیہ میں امن قائم کرنے کیلئے کافی تجاویز عمل میں آئیں یقین کیا جاتا ہے کہ کامل پاشا وزیر اعظم سلطان کی خدمت میں اُن آرمینوں کی نسبت جو پچھلے بلووں میں گرفتار ہوئے ہیں عفو تقصیر کی درخواست کرینگے +

ایک۔ کاری یادداشت انگلستان فرانس اور روس کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ جس میں تحریر ہے۔ کہ گذشتہ فسادات جاری رہنے کے مانع نہیں ہوں گے۔ جو غرض قیام امن اصلاح اور حفاظت عیسائی رعایا کی

آرمینیا میں عمل میں آرہی ہیں +

سلطان نے مارشل نوادپاشا کو ڈارڈنیلز کے قلعوں کے ملاحظہ کے واسطے بھیجا ہے۔ اور آبنائے ڈارڈنلز میں تارپیڈو رکھے جانے کے لئے بھیجے گئے ہیں +

۹۵- آرمینیوں کی نعشیں جو پچھلے فساد میں مارے گئے تھے۔ دفن کئے جانے کے لئے جمع کیگئی ہیں۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سی نعشیں سمندر میں پھینکی گئیں گرجے اب تک آرمینیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور وہ نکلنے سے انکار کرتے ہیں اجنبیوں کی حفاظت کے لئے یورپین طاقتوں کی گارڈ شپ (جہازات حفاظت) گلاٹا پر لنگر انداز کی گئی ہیں +

سلطان نے دارالخلافہ کے تمام ارمنی گرجوں کو بند کر دیا ہے۔ پناہ گزینوں کو باہر آنیکی اجازت ہے۔ اور خوراک وغیرہ داخل ہونیکی ممانعت ہے۔ جو جو ارمنی بے قصور ثابت ہوتے جاتے ہیں انکی رہائی عمل میں آنی شروع ہو گئی ہے۔ ٹریبزنڈ سے خبر آئی ہے۔ کہ ترکوں کے ایک مسلح گروہ نے جن کیساتھ کچھ سپاہی بھی شامل ہیں آرمینیوں پر حملہ کیا۔ اور کئی ایک کو قتل کیا +

گورنمنٹ یونان نے اپنی کونسلوں کو جو کریٹ میں ہیں ہدایت کی ہے۔ کہ باشندگان کریٹ پر زور دیں۔ کہ موجودہ شور و شر کے زمانے میں وہ خاموش رہیں۔ کیونکہ یونان مشرقی معاملات کی پیچیدگی میں مبتلا ہونا پسند نہیں کرتا +

رومانیا کی تار خبر جو قسطنطنیہ سے ۱۰ تاریخ کو موصول ہوئی ہے۔ مظہر ہے کہ بابعالی نے بحساب یا مداخلت بموجب مدبارہ بغاوت ارمنی لوگوں کی تحقیقات کرنیکا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ظاہر کیا ہے۔ کہ حملہ آور ارمنی تھے۔ اور یہ کہ انہوں نے بیگناہ مسلمانوں کو قتل کیا۔ بالی نے سفیروں سے کہا ہے۔ کہ سازشی کارروائیاں جن سے کہ اور مشکلات کا پیدا کرنا مقصود ہو۔ روکی جاویں +

ہفتہ حال کی دیگر خبریں

پیرس دارالخلافہ فرانس کے اخبار موسومہ آرٹسٹ نے رتقریب یادگار تخت نشینی سلطان المعظم عبد الحمید خان ایک دعوت کی۔ مشہور امرا و فضلا و ارا کین فوج شامل ہوئے۔ سلطان کے جام صحت بڑی خوشی سے نوش کئے گئے سلطان المعظم کی تخت نشینی کی تقریب پر مصطفےٰ کامل صاحب نے باشندگان مصر کی دعوت پر ہر ہز کی بعد تناول طعام میزبان نے ایک لمبی تقریر کی۔ جسمیں انگلستان کے قبضہ اور حضرت سلطان کی خیر خواہی کی وفاداری کا تذکرہ تھا۔ مبارکباد بذریعہ تار کے سلطان المعظم کی خدمت میں بھیجی گئی +

قسطنطنیہ و تمام ممالک روم میں عیسائی اور مسلمان رعایا نے سلطان عبد الحمید خان کی تخت نشینی کی نقرسا پر بڑی گرمجوشی سے خوشیاں منائیں۔ اس سالانہ مدلق تقریب پر استنبول کے فرانسیسی باشندگان نے روسی کی اک تار سے وزیر اعظم انگلستان کے اس کلام کی نسبت جو مارشالی اور فریچ گورنمنٹ کے وزیر خارجہ کے وزیر خارجہ کے

پیدا کرنیکی غرض سے کیگئی تھی۔ اپنی مخالفت کا اظہار کیا۔ اس بار وفق جشن سے فرانسیسی باشندگان نے حضرت سلطان المعظم کی الطاف بے پایاں کے اظہار شکریہ کا ثبوت دیا +

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص

ٹرکی اور انگلستان

نہایت افسوس سے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان دو نامور سلطنتوں کے دوستانہ تعلقات میں بہت کچھ کشیدگی واقع ہوتی جاتی ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ روس کے ساتھ آسٹریا اور جرمنی بھی شامل ہو کر ٹرکی سے صف آرائے میدان کارزار ہو گئے تھے۔ یورپ کی قریباً تمام سلطنتیں ٹرکی کے مقابلہ پر آگئی تھیں۔ صرف انگلستان اسکا حامی رہا تھا۔ اب یہ نوبت پہنچی ہے۔ کہ خود انگلستان رشتہ اتحاد کو بالائے طاق رکھکر مقابلہ کو تیار ہوا ہے +

اس ہفتہ کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان کا ایک بڑا جنگی جہازات کا ڈارڈنلز کے دہانہ پر مقام لیمناس پہنچگیا ہے۔ قسطنطنیہ میں اسوجہ سے بڑا جوش پھیل رہا ہے۔ تمام تہوہ خانوں اور عام گذرگاہوں کے مقاموں میں اسکا چرچا ہے۔ سلطان المعظم نے مارنسل فواد کو اُن قلعجات کے ملاحظہ کیلئے روانہ کیا ہے۔ جو لب دریائے ڈارڈنلز اور ماموراکی حفاظت کیلئے واقع ہیں۔ خود آسائے ڈارڈنلز میں تارپیڈو ڈالدیئے گئے ہیں تاکہ وقتِ ضرورت پر غنیم کے جہازوں کو روکنے میں دیر نہ لگے +

باب عالی نے برطانیہ کلان کی گورنمنٹ سے دریافت کیا ہے۔ کہ اس بیڑے کے بھیجنے سے گورنمنٹ کا منشا کیا ہے۔ غرض اب ایسی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جنسے اندیشہ ہوتا ہے۔ کہیں اُن سلطنتوں کی آپسمیں چھڑ نہ جائے +

اس میں شک نہیں۔ کہ اگر جنگ شروع ہو گئی۔ تو اس تمام قتل و خونریزی کا بانی مبانی وہ مشہور پولیٹیشن ہوگا جسنے مذہبی تعصب اور قومی اخوت پر انصاف و احتیاط کو قربان کرنا گوارا کر لیا ہے۔ بدقسمتی سے مسٹر گلیڈسٹون ہمیشہ سے قوم ترک کی مخالفت پر تلے رہے ہیں۔ گذشتہ موقعہ جنگ روس و روم پر یہی اگلارڈ بیکنسفیلڈ مرحوم سا جوانمرد فصیح اللسان آدمی گورنمنٹ برطانیہ کا حامی تھا۔ تو مسٹر گلیڈسٹون اُسوقت یہی انگریزی قوم کو ترکوں کا مخالف بنا دیتے۔ ترکوں سے مسٹر گلیڈسٹون کی ہمیشہ بڑی عزت کی ہے۔ اُسکی گورنمنٹ کو بہت غرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مگر افسوس کہ مسٹر ممدوح نے ہمیشہ ترکی قوم کیساتھ ایک ہی طرز کی پالیسی پیش نہاد خاطر رکھی ہے یہ پالیسی جسکو مسٹر ممدوح اپنے منہ سے پالیسی آف کوارشن یعنے جبر و تشدد کی پالیسی کہتے ہیں +

مسٹر گلیڈسٹون نے حال میں ایک خط لکھا ہے۔ جس میں فرماتے ہیں کہ میں ترکوں کا ہوا خواہ ہوں۔ مجھ ترکوں سے ہمدردی ہے۔ میں مخالف ہوں تو گورنمنٹ ترکی کا ہوں۔ یہ خوش اخیر خواہی اور ہمدردی کا حق بھی مسٹر ممدوح

ہی ادا کرتے ہیں۔ کہ قوم کی نو صلاح و فلاح کے خواہاں ہیں۔ مگر سردار قوم کے دشمن جانستاں ہیں۔ ع

ابں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ترک ہمیشہ سے مسٹر مدحوح کے مداح و شکر گذار رہے ہیں۔ گذشتہ روم و روس کے محاربات کے دنوں میں جب ٹرک مسٹر گلیڈسٹون کی تقریریں سنا کرتے تھے۔ تو تعجب کیا کرتے تھے۔ کہ کیوں مسٹر مدحوح اُن کی نسبت ایسے مخالفانہ خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ باوصف اسقدر عالیت و فضیلت کے کیوں اُنکو اس قوم سے ایسی سخت عداوت ہے +

کہا جاتا ہے۔ کہ مظالم آرمینا نے مسٹر گلیڈسٹون کے رحم اور ہمدردی انسانی کے مادہ کو تحریک دی ہے۔ اور اسی سبب سے وہ ایسی سخت پالیسی پر آمادہ ہوئے ہیں۔ یہ ممکن ہے مگر سلاطین یورپ کی آزادانہ تحقیقات نے روز روشن کیطرح فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ سب مبالغے اور پارلوگوں کی زیادتی تھی۔ مظالم کی فرضی داستانیں بڑی رنگ آمیزی کیساتھ بڑھا کر بیان کیگئی تھیں۔ اور سلطنت ترکی کو ناحق بدنام کیا گیا۔ کمیشن کی تحقیقات سے جھوٹی کھالی بنانے والوں کی کارستانیاں اور ارمنی شریروں کی شرارتیں بخوبی عیاں ہوگئی ہیں +

ارمنی شریروں کی شرارتیں اب حد سے گذر گئی ہیں۔ شروع ماہ حال میں خود دار الخلافہ سلطنت ٹرکی کے اندر اں لوگوں نے شرارت کرکے ارمنی بطریق کے مکان کے سامنے ایک بڑا جلسہ کیا۔ اور وہاں سے ایک جلوس بنا کر اس بھانہ سے باعالی کو روانہ ہوئے کہ سب ملکر ایک عرضی دینے جاتے ہیں۔ پولیس کو انکی سازش کی اطلاع ہوگئی پولیس نے روکا۔ تو اُنہوں نے مقابلہ کیا۔ پولیس نے فائر کئے کئی ارمنی مارے گئے۔ اور بہتسے پکڑے گئے۔ ان ماخوذین کے پاس سے تلاشی لینے پر کئی سو چہرے برآمد ہوئے۔ جو خوش باعرضی دینے جاتے ہیں۔ اور چہروں سے مسلح ہو کر!!! اس شرارت کو دیکھکر تمام یورپ انگشت بدندان رہگیا۔ کہ جب اُنکی شرارت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے۔ تو اُنکی حمایت میں باعالی پر جبر روا رکھنا قرین انصاف نہیں +

آرمینیوں کی اس شرارت سے دار الخلافہ میں ایک کھلبلی برپا ہو رہا ہے۔ حضرت سلطان المعظم ماخوذین کو رہا کرتے جاتے ہیں۔ مفسدان ارمنی بھاگ بھاگ کر اپنے گرجاؤں میں جا گھستے تھے۔ اور وہاں سے نکلنا نہیں چاہتے تھے۔ اب بحکم سلطانی وہ لوگ گرجاؤں میں سے نکلتے جاتے ہیں۔ سلطان المعظم کے حکم سے تمام ارمنی گرجے بند کر دیئے گئے ہیں ماخوذین کو رہا کیا جا رہا ہے +

اب مسٹر گلیڈسٹون ازراہ مہربانی فرماویں۔ کہ کیا ارمنی ہمدردی اور مہربانی کے مستحق ہیں؟ یا سزا کے مگر افسوس کہ مسٹر گلیڈسٹون کی تقریریں اُن لوگوں کے دلوں پر جنکے ہاتھ میں عنان حکومت انگلستان ہے۔ ایسا گہرا اثر کر چکی ہیں۔ کہ خود جناب وزارت مآب لارڈ سالسبری نے سفیر ترکی متعینہ لنڈن کو بروقت ملاقات فرمایا۔ کہ اگر باعالی اصلاحات مجوزہ انگلستان پر عملدرآمد نہیں کریگا۔ تو اوسکی سلطنت کا عہد بند جدا کر دیا جاویگا۔ اس

تقریر کو سنکر رستم پاشا سپہ سالار ممدوح آبدیدہ ہوگئے +

غرض جس گلیڈسٹون کو ترک ایسا لائق۔ فاضل۔ مہربان خیال کرتے تھے۔ جسکی نسبت انکا خیال تھا کہ وہ ایک انصاف پسند آدمی ہے۔ وہ نرا پتھر نکلا ؎

مہر کی جس سے توقع تھی ستمگر نکلا + موم سمجھے تھے جسے وہ پتھر نکلا۔

مرحوم و مغفور مولوی چراغعلی نواب اعظم یار جنگ نے اپنی کتاب "جواب ریفارم انڈر مسلم رول" میں ایک باب لکھا ہے۔ جسکا نام انڈین امپائر دی گرٹیسٹ محمڈن امپائر یعنے سلطنت ہند سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ اسی کتاب میں نواب ممدوح نے بڑی قابلیت سے ثابت کیا ہے۔ کہ جسقدر مسلمان بکجائی طور پر اس ملک میں رہتے ہیں۔ انتوار کہیں نہیں رہتے۔ پس عمائد سلطنت انگلشیہ کو اس امر کا خیال بھی کر لینا چاہیئے۔ کہ سلطان المعظم کے ساتھ بگاڑ کرنیسے وہ صرف مسلمانان انگلستان کی دل آزاری کرتے ہیں۔ بلکہ ہندوستان کے ایک حصہ عظیم کے دلوں کو بھی ٹھیس پہونچاتے ہیں۔ یہ دل آزاری اور رنج دہی ہندوستان پر محصر نہیں رہے گی۔ بلکہ خادم الحرمین شریفین امام المومنین خلیفۃ المسلمین کی مخالفت و مقابلہ سے جو رنج ہوگا۔ اسکا اثر ہندوستان کی سرحد پار اس علاقہ میں بھی پہونچے گا۔ جو ہندوستان اور روس کے درمیان بطور ڈیفنس ورک یعنے حفاظت سرحدی کے ہے۔ غرض گورنمنٹ انگلستان کے لئے کسی صورت میں یہ پالیسی مناسب نہیں ؎

ماتصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم + از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس)

ہفتہ مختتمہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قادیر فی آمدہ قسطنطنیہ مورخہ ۱۸۔ اکتوبر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ البستیائی روم کے صوبہ لبنان میں بھی بڑے زور شور سے فساد پھیل گیا ہے۔ عام ڈروسوں اور متولی ڈروسوں میں کئی مہلک لڑائیاں ہو چکی ہیں۔ آخر الذکر ترکی کی ناانصافی کی شکایت کرتے ہیں۔

اسی تاریخ کی تار برقی آمدہ لنڈن مخبر ہے۔ کہ لارڈ روزبری نے بمقام سکاربورو آج رات تقریر کرتے ہوئے لارڈ سالسبری کو مسئلہ آرمینیا کے تصفیہ کیلئے مبارکباد دیکر کہا کہ لبرل پارٹی حتے الامکان خارجی معاملات میں گورنمنٹ کی معاون رہیگی +

اسی تاریخ کی ایک اور تار برقی میں روٹر ایجنسی بتاتی ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں یہ عام خیال ہے۔ کہ سلطان کے

نو ترمیم شدہ ارمنی اصلاحات کو قبول کر لینے سے جیسا کہ چاہیئے۔ ارمنی مسئلہ نہیں سلجھا۔ اور ساتھ ہی اس تبدیلی سے مسلمان بربروں میں ناراضگی و سہم بڑھتی جا رہی ہے +

۱۲ اکتوبر کو نیم سرکاری روسی اخبار نو وورمیا ایک خاص مضمون میں یہ تجویز پیش کرتا ہے۔ کہ اگر باب عالی دول ثلاثہ کی مجوزہ اصلاحات سے انکار کرے تو اس ارمنی مسئلہ کے تصفیہ کیواسطے ایک یورپین کانفرس ان صوبوں میں جہاں ارمنی آبادی ہے۔ یورپین نگرانی کا انتظام کرے +

ارمنی پناہ گزینوں نے گرجوں کو خالی کر دیا ہے +

صوبہ طرابزون میں فوج ٹرخائی گئی۔ اور امن قائم ہو گیا ہے +

باب عالی نے انگریزی بیڑے کی آمد کے جواب میں خلیج بسکا کو جو مقابل کنارے پر گیلے لو لی آباد ہے قلعبندی سے محفوظ کر دیا ہے +

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۵۔ ماہحال کو سفرائے دول ثلاثہ و ترکی وزیر صیغہ خارجہ نو ترمیم شدہ ارمنی اصلاحات کے قبول کرنے میں متفق ہو گئے ہیں۔ اور عیسائی کنسر کا تقرر وزیر نے منظور کر لیا۔ یقین کیا جاتا ہے کہ سلطان المعظم بھی انکو بہت جلد قبول فرمالیں گے +

اگرچہ اخبار نو وورمیا یورپین کانفرس کے تقرر کی تجویز پیش کرتا ہے۔ مگر تمام باقی روسی پریس مسئلہ آرمینیا کے متعلق انگریزوں کے سخت برخلاف لکھ رہے ہیں +

ٹرکی گورنمنٹ نے حاجیوں کی آسائش کے واسطے مکہ معظمہ کی سڑک پر بموضع سمہ بارہ پانی کے حوض بنانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ ممبر کا کام بہت جلد شروع ہو جائے گا +

جزیرہ کریٹ میں ترکی انتظام حکومت کے برخلاف جوش ناراضی پھیل رہا ہے۔ وہاں کے عیسائی مغربی چاہتے ہیں۔ کہ اس صوبہ کو حق حکومت عطا کیا جائے +

حسن بن عبد اللہ نواب عماد نواز جنگ بہادر کی یورپین خاتون والا منزلت لیڈی جمیلہ بیگم نے قسطنطنیہ میں ترکی سلطانہ سے ملاقات کرنیکے متعلق ایک نہایت ہی دلچسپ مضمون ٹائمس آف انڈیا مورخہ ۲۸ ستمبر میں دیا ہے جسکا ترجمہ ذیل میں مندرج ہے +

ایک قیصری کی سلطانہ کی ملاقات

چونکہ میری ابتدائی زندگی مشرق کے ان مختلف خطوں میں بسر ہوئی ہے جہاں یورپین کو دیسی باشندوں سے ربط و ضبط پیدا کرنیکے بہت کم موقع ملتے ہیں اسلئے میں نے اس سے ارادہ کر رکھا تھا۔ کہ اگر مجھ کو اور ممالک کی سیر کا موقع ملا۔ تو مشرقی عورتوں کی حالت اور انکی فانگی زندگی کے حالات پبلک کے روبرو پیش کرونگی۔ میرا

ذاتی تجربہ ہے کہ یورپین سیاحوں نے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت اپنی تصانیف میں ہماری مشرقی بہنوں کے حالات درج کرنے میں بڑی ناانصافی کی ہے حالانکہ ہماری مشرقی بہنیں مغربی ممالک کی عورات کی طرح اپنی خانگی اور سوشل زندگی میں پورا اثر رکھتی ہیں +

چونکہ میری زندگی کے حالات اور تجارب کی نوعیت دیگر یورپینوں سے جداگانہ ہے۔ اور نیز عرصہ دراز سے مشرقی طریقوں کو دیکھ رہی ہوں۔ اسلئے مجھکو بالطبع بچپن ہی سے خواہش تھی۔ کہ مشرقی عورتوں کی اندرونی آرزوؤں اور طبعی حالتوں کو دریافت کروں۔ اور میں خدائے ذوالجلال کی نہایت مشکور ہوں کہ مجھکو ان امور کے دریافت کرنے کا ایک موقع حاصل ہوا۔ اب میں ذیل میں اُن واقعات کو درج کرونگی۔ جو میری آرزو اور مقصد برآری کا راستہ کھولنے کے باعث ہوئے :-

چونکہ میں اپنے انگلش والدین سے ہندوستان میں پیدا ہوئی تھی۔ میں نے اپنی طفلی کا زمانہ ہندوستان کے مختلف حصص میں بسر کیا۔ اسکے بعد میں بغداد اور ترکی عرب کے دیگر حصص میں رہنے کیلئے چلی گئی۔ اور وہاں مجھکو معزز اور ذی رتبہ عربی اور ترکی لیڈیوں سے ملنے کے موقعے حاصل ہوئے۔ وہاں میں سات برس رہی اور اس عرصہ میں مینے بہت کچھ آگاہی حاصل کرلی۔ چونکہ میری والدہ نہایت ہی آسانی سے عربی میں گفتگو کرسکتی تھیں اسلئے اعلےٰ گروہوں اور معزز خاندانوں میں اُنکی رسائی تھی اور وہاں اجنبی نہیں بلکہ ایک خوش آیند ملاقاتی سمجھی جاتی تھی۔ چونکہ میں بھی اپنی ماں کے ساتھ رہتی تھی۔ اسلئے اس روزمرہ کی آمدرفت کی وجہ سے مجھکو بھی عربی رسم ورواج اختیار کرنے اور عربی زبان بولنے کا شوق ہوگیا۔ ترکی عرب میں بہت عرصہ قیام کرنیکے بعد مجھکو اپنی والدہ کے ہمراہ ایران میں سفر کرنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ اور حالانکہ میں نے یہاں صرف ایک قلیل عرصہ تک قیام کیا۔ لیکن اس ملک کے رسم ورواج سے مجھکو بڑی دلچسپی حاصل ہوئی۔ مینے جسقدر زیادہ مشرقی ممالک میں سفر کیا اُسیقدر مجھکو اپنا مقصد پورا ہوتا ہوا نظر آیا۔ میں ایران سے روس کو روانہ ہوئی۔ اور وہاں سے روانہ ہوکر یورپ کے مختلف ممالک کی سیر کی۔ اور اپنی مذاق کے مطابق حالات جمع کرتی ہوئی آخر جنوبی افریقہ میں آئی۔ مینے کچھ دن تک وہاں قیام کیا۔ اسکے بعد ہندوستان کو واپس آئی۔ اور حال میں اپنے شوہر نواب عماد جنگ کے ہمراہ دُنیا کے گرد ایک پورا دورہ ختم کیا۔ میں نے اثنا دورہ میں جتنے مقامات دیکھے۔ اُن میں قسطنطنہ فاہرہ اور مکہ سب سے زیادہ دلچسپ معلوم ہوئے خدا کا شکر ہے۔ کہ اس حال کے سفر میں مسلمانوں کے ایک نہایت مفید فرض یعنے حج کعبہ کی دولت مجھکو حاصل ہوئی اور اس حج کی بدولت مجھکو بہت سے دلچسپ حالات معلوم ہوئے۔ غرض یہہ میری زندگی کے حالات ہیں اور میرے ناظرین انصاف کرسکتے ہیں۔ کہ آیا میں اس خدمت کے قابل ہوں یا نہیں۔ جس کو میں نے اپنے ذمہ لیا ہے +

مشرق کے لوگوں کی سادگی و لفر پیانہ اخلاق اور خدا پرستی نے مجھکو ہمیشہ سے مجبور کر رکھا تھا۔ کہ میں مذہب اسلام کو سنجیدگی کی نظر سے دیکھوں۔ چنانچہ اس شوق نے جو مجھکو ابتدا ہی سے تھا۔ آخر مذہب اسلام کی واقفیت حاصل کرنیکے لئے آمادہ کیا۔ اور مینے ایک معزز استاد ملا سید احمد سے بغداد کی ایک مسجد میں سبق لینا شروع کیا۔ اور بالآخر مذہب اسلام نے میرا دل مسخر کر لیا۔ جو خیالات میرے دل میں مدتوں سے جاگزین تھے۔ انکی تصدیق ہوئی۔ اور تا وقتیکہ ملک الموت نہ آئے میں مذہب اسلام کی پابند رہونگی ✦

یہ کہنا چنداں ضروری نہیں ہے کہ مجھکو مشرقی عورتوں کی حالت کے متعلق بہت سے مفید اور دلچسپ حالات دریافت کرنیکے بیشمار اور غیر معمولی موقعے حاصل ہوئے۔ اور میرے شوہر نے جہاں کہیں ضروری سمجھا میرے تجربہ کی اصلاح کر دی۔ پس میں امید کرتی ہوں۔ کہ جب میری تصنیف طبع ہو جاویگی۔ تو اس سے اہل یورپ و ایشیا دونوں کو یکساں دلچسپی ہوگی۔ اور اسمیں وہ کل باتیں درج ہونگی جو مینے دنیا کے کل حصہ میں مشاہدہ کیں بطور تمہید کے میں پہلے کے روبرو اپنی کتاب کا ایک دلچسپ حصہ پیش کرتی ہوں۔ اس حصہ میں اس ملاقات کا بیان ہے جو مینے ہر امپیریل ہائینس زکیہ سلطانہ خانم دختر کبری ہز امپیریل ہائینس سلطان ترکی سے کی۔ چونکہ یہ ملاقات میرے قیام قسطنطنیہ میں ایک نہایت خوشگوار واقعہ ہے جو ہمیشہ لوح دل سے کبھی نہیں مٹے گا۔ اسلئے اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ کہ میں اس بیان کو ہر امپیریل ہائینس کے نام سے اس تحریر کے صدر میں معنون کروں جو مجھکو انکی بدولت حاصل ہوا۔

زکیہ سلطانہ خانم کے علاوہ مجھکو اور بھی بہت سے معزز اور متمدن لیڈیوں سے قسطنطنیہ میں ملاقات کا فخر حاصل ہوا لیکن زوجۂ عثمان پاشا کی عنایت اور اخلاق کی خصوصاً مشکور ہوں اسلئے کہ صرف انکی وجہ سے مجھکو سلطانہ (جو انکی بہو ہیں) کی ملاقات نصیب ہوئی ✦

دار الخلافہ ترکی میں عثمان پاشا "پلیونا کے ہیرو" بڑے معزز شخص ہیں۔ اور اسی طرح انکی بی بی بھی اور ترکی کی عورتوں کی بہ نسبت بڑی خلیق ہیں۔ مجھکو خیال ہے۔ کہ یورپین لیڈیوں میں صرف مجھ ہی کو ترکی کے خاندان شاہی کے ایک ممبر کے ہاتھ سے یہ خاص عزت حاصل ہوئی۔ سلطان کی دختر کی ملاقات سے مجھکو اپنی تصنیف میں کامیاب ہونے کی اور امید ہو گئی۔ اسلئے کہ زکیہ خانم جنکی ملاقات کا مجھکو شرف حاصل ہوا تھا۔ مشرقی عورتوں کا نمونہ ہیں اور انکا ذکر کرنا اُن کے بڑے گروہ کا سچا حال ظاہر کرنا ہے ✦

زکیہ سلطانہ کی ملاقات

جسطرح زکیہ سلطانہ کو ہز امپیریل مجسٹی سلطان کی دختر ہونے کا فخر حاصل ہے اسیطرح عثمان پاشا کی بہو ہونیکا بھی فخر ہے۔ بہتوں کو خیال ہوگا۔ کہ ایسے ناجی تعلقات کی وجہ سے زکیہ سلطانہ میں وہ رعونت اور غرور ہوگا۔ جو دنیا میں دولتمند اور اعلے نسب کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ لیکن میں اس لحاظ سے دیکھتی ہوں۔ کہ وہ حد درجہ خلیق

مہربان اور ہ ان نوازہیں۔ وہ نورالدین پاشا کو بیاہی ہیں جو "پلیونا کے ہیرو" یعنے عثمان پاشا کے بیٹے ہیں۔ ان کی ایک لڑکی ہے جو نہایت ہی حسین اور اخلاق اور دلفریبی میں اپنی ماں کے قدم بقدم چلتی ہے۔ زکیہ سلطان کو اُن کے والد سلطان ترکی اسقدر چاہتے ہیں۔ کہ اُن سے جدا ہونا نہیں چاہتے۔ اور اسیوجہ سے اُن کے اور اُنکے شوہر کیلئے ایوان شاہی میں مکانات مختص کر دیئے ہیں۔ تاکہ وہ اُن کے ساتھ رہیں۔ سلطان کی لڑکیوں کا رتبہ حرم کی اور خانونوں کی بہ نسبت بڑا ہوتا ہے۔ لیکن ہزاپیریل محبتی کی دختر کی سب سے زیادہ عزت ہوتی ہے +

عثمان پاشا کی خانم نے مجھکو دو دن قبل نہ صرف اُس تاریخ اور وقت کی اطلاع دیدی تھی۔ جو سلطان سے ملاقات کیلئے مقرر ہوا تھا۔ بلکہ یہی وعدہ ہوا تھا۔ کہ وہ مجھکو اپنے ہمراہ لیجاوینگی۔ چنانچہ میں بموجب صبح خانم کے محل کو روانہ ہوئی اور وہاں پہنچے چند خواجہ سراؤں کو حسب دستور حاضر پایا۔ گاڑی سے اُتر کر میں سیدھی زنانہ کے دروازے کو گئی۔ اور عورات ملازم کا کچھ خیال نہ کر کے میں خانم سے ملنے چلی گئی۔ جو میرا انتظار کر رہی تھیں۔ اُنھوں نے زینہ پر میرا استقبال کیا۔ میرا بوسہ لیا۔ اور ایک آرام پلنگ پر مجھکو بٹھایا۔ چند منٹ بعد ہمنے قہوہ پیا۔ اور سلطانہ سے ملنے کیلئے جو بہت شوق سے ہمارا انتظار کر رہی تھیں چلنے کی تیاریاں کیں۔ مگر ہماری روانگی کچھ دیر کیلئے ملتوی ہو گئی۔ اسلئے کہ میں برقعہ اوڑھے تھی۔ جسکو پہن کر شاہی محلات میں جانیکی اجازت نہ تھی۔ خانم نے مہربانی فرما کر مجھکو ترکی پوشاک عنایت کی۔ اور ٹرکی فیشن کے مطابق مجھکو پہنائی۔ جب میں کپڑے پہن چکی۔ تو ہم دونوں ایک بردہم (ایک قسم کی فٹن) پر سوار ہوئے۔ اور ایک مترجمہ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اور ایک صاف اور چوڑی سڑک طے کر کے بڑے محل کے دروازے پر پہنچے۔ جسکے سامنے چند ترکی عربی اور البانی سپاہی پہرا دے رہے تھے۔ یہ لوگ بڑی صاف اور عمدہ وردی پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ اُنکے ہتھیار چمک رہے تھے۔ اور چہرے سے خوشی نمایاں تھی۔ اور ان میں عربی سپاہی عمدہ باندے۔ اور ترکی اور البانی سپاہی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے۔ یہاں سے گذر کر چند سپاہی ترکی پرانی فیشن کے نظر پڑے اور چھوٹا باغ طے کرنیکے بعد شاہی زنانہ نظر پڑا۔ جونہی ہمنے گاڑی سے نیچے قدم رکھا اور اندر داخل ہوئیں۔ ہمنے بہت سے ملازم عورتوں کو مختلف رنگ کے لباس پہنے ہوئے موجود پایا۔ ان میں سے کئی قطار یا باڑی آگے بڑھی اور مصافحہ کیا۔ اور باظہار عزت میرا دامن اوٹھایا جب ہم دروازے سے گذریں۔ تو ہمیں ان ملازم عورتوں نے چھوڑ دیا۔ اور دوسری عورتیں ساتھ ہوئیں۔ ان عورتوں کی پوشاکیں مختلف وضع اور رنگ کی تھیں۔ اب ہم وسیع محل میں وارد ہوئیں۔ جس میں اعلے درجہ کا فرنیچر بہرا ہوا تھا۔ اور بہت سی خوشنما چیزیں نہایت سلیقہ سے آراستہ تھیں۔ اس محل کو طے کر کے ہم دوسرے محل میں پہنچیں جسے آرائشی سامان شیشہ آلات زیورات جھاڑ فانوس قالین اور پردوں کو دیکھکر آراستہ

کرنیوالیکا اعلےٰ مذاق ظاہر ہوتا تھا۔ اُسکے بعد ہم جس کمرہ میں پہنچے۔ اُس میں زکیہ سلطانہ خانم تشریف فرما تھیں۔ یہ کمرہ نہایت عمدہ طرز پر آراستہ ہے۔ لیکن اسوقت مجھکو نہ تو پارچہ یا اوسکی آرائش کا چنداں خیال نہ تھا۔ بلکہ میری توجہ صرف سلطانہ کیجانب مبذول تھی۔ جسکی ذات سے اُس کمرہ کو خاص رونق حاصل تھی ✦

سلطانہ کی ملازم عورتیں صف باندھکر کھڑی ہوگئیں۔ اور واقعی سب کی سب ایک سے ایک بڑھکر تھیں۔ کسلئے کہ ہزارہا میں انتخاب کی ہوئی تھیں۔ اُنکی پوشاکیں جو مختلف قسم کی تھیں۔ فرانسیسی فشن سے بہت ملتی ہوئی نہیں اور کل صف میں ہر تیسری لڑکیاں یکساں پوشاک پہنے ہوئے تھیں۔ اُنکے سروں پر زردوزی کے کام کی ٹوپیاں تھیں۔ جو کچھ کچھ اُن ٹوپیوں سے ملتی ہوئی تھیں۔ جنہیں حیدرآباد کے نوجوان اُمرا استعمال کرتے ہیں حالانکہ میں نے ایسی خوبصورت اور دلفریب عورتوں کا غول کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن مجھے اُن میں دو عیب بھی پائے۔ ایک عیب تو قدرتی ہے جو چند عورتوں میں پایا گیا لیکن لاعلاج ہے۔ وہ یہ کہ اُنکے دانت باقاعدہ اور خوبصورت نہیں ہیں۔ دوسرا عیب جسکا علاج اُنکے ہاتھ میں ہے یہ ہے۔ کہ اُنکی پوشاکیں فرانسیسی وضع کی ہیں جو اُنکے مذاق کے خلاف ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر وہ اس پوشاک کو استعمال کرتیں۔ جو اُنکی قوم کے لوگ مدتوں سے استعمال کرتے رہے ہیں۔ تو اُنکا حسن دوبالا نظر آتا۔ کسلئے کہ رنگین کپڑوں اور اُنکی چمک سے جسم کی اور زیادہ بہبود ہوجاتی ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ یوروپ کی عورتیں کسی دن فرانسیسی فشن کا شوق ضرور ترک کردینگی۔ لیکن فی الحال مجھکو یہ دیکھکر بہت افسوس ہوا کہ ترکی لیڈیاں بھی ترکی اور عربی پوشاکوں اور زیورات کی بجائے فرانسیسی وضع کی بدنما پوشاکیں پہننا اختیار کرتی جاتی ہیں ✦

میں خیال کرتی ہوں۔ کہ ترکی خاتونوں کی ترکی اور عربی پوشاکیں فرانسیسی فشن کی پوشاکوں کی بہ نسبت بہت اچھی ہیں۔ کسلئے کہ اون سے پہننے والیکا حسن دوبالا ہوجاتا ہے۔ اور یہی اُسکے استعمال کا مدعا ہے ✦

زکیہ سلطانہ زردوزی کے کام کے ایک فرش پر جو ایک تخت پر بچھا ہوا تھا۔ تشریف رکھتی تھیں۔ اس کمرے کا آرائشی سامان زیورات اور زرپارچہ وغیرہ جنکو میں نے اب ذرا اطمینان سے دیکھا تھا۔ ایسا اعلےٰ درجہ کا تھا کہ میں نے سکاٹانی یوروپ یا امریکہ میں کبھی نہیں دیکھا۔ اس کمرے میں جتنی چیزیں تھیں خواہ زرپارچہ ہو خواہ قالین یا اور سب بہت قیمتی اور خوبصورت تھے وہ کنیزیں میرے آگے تھیں۔ عثمان پاشا کی خانم نے جو مجھ سے پیشتر سلطانہ کی خدمت میں چلی گئی تھیں۔ موجودہ رواج کے مطابق اُنکے لباس کا دامن چومنا چاہا۔ لیکن سلطانہ نے اپنی قریبی رشتہ کے خیال سے چومنے نہ دیا۔ بلکہ خود خانم کے رخسار کو بوسہ دیا۔ اسکے بعد میں پیش کیگئی۔ اور میں نے بھی خانم کی مثال کی پیروی کرنی چاہی۔ مگر سلطانہ نے نہایت مہربانی سے مجھکو بھی معاف کیا۔ اس خیال سے کہ میں مسافر تھی۔ مجھکو معلوم ہوا۔ کہ مجھ پر بہت سی رسوم سے جس کا ادا کرنا یورپ کے شعار کے خلاف تھا۔ سلطانہ نے بڑی مہربانی سے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے قریب بٹھا لیا ✦

عثمان پاشا کی معزز اور محترم لیڈی اور حلمی پاشا کی دو لڑکیاں جنہوں نے انگریزی میں معقول تربیت پائی تھی۔ بطور ترجمان کے ہمارے روبرو کھڑی تھیں۔ کل ملازم عورتیں مودب کھڑی رہیں۔ کیونکہ اپنی ملکہ کے روبرو کسیکو بیٹھنے کا حوصلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ میں سلطانہ کے بہت قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ اسلئے میں اونکی صورت اور پوشاک کو بہت غور سے دیکھ سکتی تھی۔ پوشاک ایک گلابی کپڑے کی تھی جسکی تراش خراش فرانسیسی فیشن کی تھی۔ اور جس سے سینہ کچھ کچھ کھلا ہوا نظر آتا تھا۔ سر پر ایک چھوٹا سا تاج تھا جو یورپین شہزادیونکی تاج سے مشابہ تھا لیکن زیادہ قیمتی تھا۔ اور جواہرات جگمگ جگمگ کر رہے تھے۔ اور انمیں تین جواہر بڑے اور آبدار تھے۔ اونکی گردن میں جواہرات کا ایک ہار تھا۔ اور کمر میں ایک مرصع پیٹی تھی۔ اس پیٹی کے وسط میں ایک ہیرا جڑا ہوا تھا۔ جو کوہ نور سے چوگنا بڑا تھا۔ میں بخوبی جانتی ہوں کہ یہ ہیرا سلطانہ کے پاس کیونکر آیا۔ ابتدائیہ ہیرا کیپ میں ملا تھا۔ اور بعد اسکے دو ٹکڑے ہو کر ایک شہنشاہ روس اور دوسرا سلطان نے خرید کیا تھا۔ سلطانہ کے سر کے بال فرانسیسی طرز کے تھے۔ اور سر سے پاؤں تک جواہرات سے لدی ہوئی تھیں۔ کان اور ہاتھ سے جو نیچوں تک ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ ہمکو بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ کہ قہوہ اسطور پر لایا گیا۔ اوّل تین زنانہ ملازم جو یکسان پوشاک پہنے ہوئے نہیں۔ ایک بڑی سنہری کشتی جسپر غلاف پڑا ہوا تھا لئے ہوئے آئیں چونکہ محل کے آداب سے میں واقف تھی۔ اوٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ملازمہ نے میرے نقاب کو اوٹھا کر کشتی میں رکھدیا۔ اور مودبانہ طریقہ سے لیگئیں۔ اُن کے جاتے ہی تین دوسری عورتیں آئیں جو یکساں پوشاک پہنے ہوئے نہیں۔ مگر جنکی پوشاک اول الذکر عورتوں کی پوشاکوں سے جداگانہ تھی۔ وہ عورتیں تین خوبصورت قہوہ کی پیالیاں جنمیں جواہرات جڑے ہوئے تھے لئے ہوئے تھیں۔ ہر ایک نے ہم میں سے ہر ایک کے روبرو قہوہ کی پیالی پیش کی۔ اور اُن لیڈیوں کی مدد سے جو ترجمہ کرتی جاتی تھیں۔ گفتگو کا سلسلہ جاری ہوا۔ جسنے گفتگو کے اس حصہ کا بالخصوص خیال کیا۔ جو سلطانہ فرماتی تھیں۔ اور جسنے مشاہدہ کیا کہ حد درجہ کی خلیق اور متین تھیں۔ حالانکہ وہ کم سخن نہیں۔ لیکن اُنکی رائیں اسقدر پر مغز اور معنی خیز ہوتی تھیں۔ کہ اُنکی زبان سے کوئی لفظ ایسا نہیں نکلتا تھا۔ جو اون کی خودداری پر حرف لاسکتا۔ میں اُنکی تفصیل نہیں لکھوں گی۔ لیکن میں جو کچھ لکھتی ہوں وہی ہماری میزبانہ کی لیاقت کا کچھ خیال پیدا کرنے کے لئے کافی ہوگا +

شہزادی میں یہ سنکر بہت خوش ہوئی۔ کہ آپ اپنا مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہوگئیں +

میں میرے دل میں ابتداہی سے اسلامی خیالات پیدا ہوگئے تھے۔ اور میں کئی برس تک اپنی والدہ کی ہمراہ عرب میں رہی۔ اور اسوقت سے اپنے آبائی خیالات ترک کئے +

شہزادی آپکا مسلمانی نام کیا ہے +

میں میرے شوہر نے میرا نام "جمیلہ بیگم" رکھا ہے۔ لیکن بغداد میں مجھ کو "لولو خانم" کہتے تھے۔

شہزادی کیا آپ عربی میں گفتگو کر سکتی ہیں؟

میں جی ہاں کر سکتی ہوں۔

شہزادی آپ استنبول میں کتنے دن قیام کرینگی۔

میں پانچ دن اور۔

شہزادی۔ یہ سنکر مجھے بڑا افسوس ہوا۔ اگر آپ کو اسقدر جلدی ہی جانا تھا تو اس سے یہی اچھا تھا۔ کہ مجھ سے نہ ملتیں کیا آپ یہاں سے مکہ شریف کو جانے کا قصد کرتی ہیں؟

میں میری پیاری شہزادی۔ مجھکو خود اپنے چلے جانیکا افسوس ہے آپ بڑی خلیق اور مہربان ہیں (عثمان پاشا کی خاتون کیطرف مخاطب ہوکر) اور آپکے اخلاق اور مادرانہ توجہ مجھے آپکو چھوڑ کر جانیکی اجازت نہیں دیتی مگر میں افسوس کرتی ہوں کہ میرا سفر مرضی خواہش پر مبنی نہیں ہے۔ اور حج کی تاریخ نہیں مدلی جا سکتی۔ لیکن میں آپکے اور آپکے محترم والد کیلئے بارگاہ کعبہ معلےٰ میں دعا کروں گی۔

شہزادی (خوشی سے) خدا آپکو حج نصیب کرے۔ آپ بہت سفر کر چکی ہیں۔ اور اب بھی بڑا سفر باقی ہے جب حج ہو جائے تو مہربانی فرما کر مجھے یاد کیجئے گا۔ اور تھوڑا سا آب زمزم میرے لئے بھیجدیجئے گا (بھئی کے کونسل جنرل کے ذریعہ سے سلطان کے پاس آب زمزم کا ایک بڑا گھڑا بھیجدیا گیا ہے)

شہزادی کیا آپ دنیا کی سیر کر آئی ہیں؟

میں۔ جی ہاں۔ اور اس سفر کے متعلق مجھکو یہ عرض کرنا ہے۔ کہ چین میں تقریباً چھ ملین مسلمان آباد ہیں۔ اور چینی شہر کنشاں میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک چچا کی قبر ہے۔ جسکی تین دفعہ زیارت کی ہے اسکے علاوہ اس شہر میں چار مسجدیں ہیں۔ جنکو چینی مسلمان مشرق کے کعبہ کی طرح مانتے ہیں۔

شہزادی عرصہ ہوا میں نے سنا تھا۔ کہ چین میں مسلمان رہتے ہیں۔ اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ بخلاف چینیوں کے حلال و حرام کا خیال رکھتے ہوں گے۔ کیا نماز پڑھتے ہیں؟

میں جی ہاں۔ چینی مسلمان حلال و حرام اور روزہ نماز کے بڑے پابند ہیں۔ سلطنت کیطرف سے کسی قسم کی مداخلت نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے ہر مسجد میں اسمضمون کا اعلان آویزاں ہے۔ کہ غیر مذہب کے لوگ جو مسجد میں نظر آئینگے مار ڈالے جائینگے۔ مگر چینی مسلمان مدتوں سے چینی رسوم کی پابندی کرتے آتے ہیں اور وہ چینیوں کیطرح چوٹی رکھنے کیلئے مجبور ہیں۔ وجہ کہا کہ فغفور کا یہی حکم ہے اور جو پابندی نہ کرے۔ وہ فعل سے جانیکا مستوجب سمجھا جاتا ہے۔

اس اثنار میں ہم قہوہ پی چکیں۔ اور مجھکو یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی۔ کہ شہزادی کی گفتگو اور سوالات نہایت عاقلانہ اور پرمغز اور اُس شخص کے لئے شایان تھے جنکی پولٹیکل حالت اسقدر اعلےٰ تھی۔ میرے جوابات پر اُنکی رائیں بڑی بردست ہوتی تھیں۔ اور اُن سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اُنکی واقفیت اور معلومات کا ذخیرہ اُن معاملات پر بہت بڑا تھا جنپر ہم میں گفتگو ہوئی۔ اور جو سلطانہ نے یا توسیاحوں سے گفتگو کرکے یا کتب بینی کے ذریعہ حاصل کیا ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد چند عورتیں جو یکساں لباس پہنے ہوئے نہیں آئیں اور ایک سنہری پیالہ میں بہت اچھا شربت لاکر پیش کیا۔ اور اُسکے پندرہ منٹ بعد مٹھائی کی ایک کابی پیش کیگئی۔ یہ مشہور ہے۔ کہ ترکی مٹھائی اور مٹھائیوں سے بہتر ہوتی ہے لیکن وہ مٹھائیاں جو شاہی خاندان کیلئے بالتخصیص بنائی جاتی ہیں۔ نہایت ہی خوش ذائقہ ہوتی ہیں پندرہ منٹ کے بعد کوئی اور نئی خوشگوار مٹھائی ہمارے روبرو پیش کیگئی۔ اخیر کھانا ختم ہوا۔

سلطانہ اُٹھیں اور ایک خوبصورت باغیچہ کیطرف تشریف فرما ہوئیں۔ باغیچہ سے گذرتے وقت ہمنے چند پھول توڑے جو ہمارے گرد ہزاروں لگے ہوئے تھے۔ اور چلتے چلتے ایک بڑے محل میں پہونچیں۔ جہاں چند ترکی لڑکیاں خدمتگاری کے عہدوں میں اپنے اپنے منصب کے مطابق بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ سلطانہ کی نہایت تعظیم سے آداب بجالائیں اور گانے لگیں۔ چونکہ مجھکو بھی نغمہ سرود سے بڑی دلچسپی تھی۔ اسلئے مجھکو اُنکا گانا سُنکر بڑی خوشی حاصل ہوئی گو کہ ترکی تھی لیکن فرانسیسی ہم آہنگ میں گائی جاتی تھی۔ یہ نظم سلطانہ مہان اور موسم کی تعریف میں گائی جارہی تھی۔ اور اسمیں ایک شعر خصوصیت کے ساتھ گایا جارہا تھا۔ اور ایک خوبصورت لڑکی اس سوز و گداز سے اُسکو بالحان داؤدی گارہی تھی۔ کہ اُسکا سارا جسم اُسکے جذبات سے کانپ رہا تھا۔ میرے استفسار کے جواب میں ایک مترجم نے مجھکو مطلع کیا کہ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ "ایک معشوقہ اپنے عاشق کی جدائی کا افسوس کررہی ہے۔ اور اپنی تکلیف کو مچھلی سے تشبیہ کررہی ہے۔ جسکو پانی سے نکال لیا ہے۔ اور وہ پانیمیں جانیکے لئے نہایت بیقرار و آرزومند ہے" اس شعر کا خواہ کچھ ہی مطلب ہو۔ خیالات کی عمدگی میں شک نہیں اور گانیوالی اس تکلیف کو خوب ظاہر کررہی تھی

جب گانا ختم ہوچکا ایک عجیب تماشا دیکھنے میں آیا۔ جسکا مجھکو خیال بھی نہ تھا۔ یہ لڑکیاں یا تو اپنی خوشی سے یا سلطانہ کے حکم سے غائب ہوگئیں۔ (لیکن مینے سلطانہ کو کوئی اشارہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ہمارے روبرو آہستہ آہستہ ایک پردہ اوٹھا۔ اور خوبصورت لڑکیوں کا ایک گروہ نظر آیا۔ جنکے غمگین راگ سے مجھے اسقدر دلچسپی نہیں معلوم ہوئی۔ جسقدر اُنکی خاص انداز سے معلوم ہوئی۔ اس راگ سے عشاق کی جدائی کا غم ظاہر ہوتا تھا۔ اور بڑی لے سے گایا جارہا تھا۔ ان گانیوالیوں کے بعد دوسری گانیوالیاں آئیں جو باجا بھی بجاتی تھیں۔ اور اس طرح گاتی تھیں۔ جس سے کچھ کچھ فرانسیسی تھیٹر کا لطف آتا تھا۔ یہ تماشے ایسے تھے۔ کہ انکی بیان کرنیمیں میری زبان قاصر ہے۔ صرف بوٹواو، نوٹوگراف سے ناظرین انکی خوبیوں کا کافی طور پر اندازہ کرسکتے ہیں۔ ابتک

سلطانہ ہمسے گفتگو کرتی رہی۔ اور مختلف امور مثلاً تھیٹر قسطنطنیہ کی آب و ہوا۔ شاہی فوج اور جنگی بلت وغیرہ پر میری رائے دریافت کرتی رہیں۔ اور میں جو جوابات موزوں سمجھتی تھی۔ دیتی رہی ✦

شہزادی نے مجھسے پوچھا کہ کیا کانوں میں بھاری زیور پہننے سے آپکو تکلیف تو نہیں ہوتی؟ میں نے جواب دیا کہ اگر اس سے ہماری زیور ہوتب بھی عورتوں کو جواہرات اچھے معلوم ہوتے ہیں اور علاوہ اوس کے چونکہ میرے زیور ہندوستانی ساخت کے ہیں۔ اسلئے ہندوستانی فیشن کے موزون ہے۔ اور میں اُنکو پہننے کیواسطے مجبور ہوں۔ جب سلطانہ اور ترکی لیڈیوں کی فرانسیسی پوشاکوں کا ذکر آیا۔ تو میں نے اپنی پسندیدگی ظاہر نہیں کی۔ لیکن عرب اور ترکی کی قومی پوشاکوں کی تعریف کی۔ سلطانہ نے نہایت اخلاق سے قدیم عربی اور ترکی پوشاکوں کی برتری قبول فرمائی۔ لیکن بیان فرمایا کہ ان دنوں ترکی میں فرانسیسی پوشاک پہننے کا رواج ہوگیا ہے۔ اسکے بعد شہزادی نے مجھکو اپنی شادی کی پوشاک دکھائی جو نہایت محنت سے تیار ہوئی تھی۔ یہ لباس اس نفاست اور نزاکت سے بنایا گیا تھا۔ اور اسمیں اس کثرت سے جواہرات ٹھکے تھے آنکھیں چوندھیائی جاتی تھیں۔ ازاں بعد مجھکو ایک تاج دکھایا گیا۔ جسمیں بہت بڑے بڑے ہیرے جڑے ہوئے تھے اور دو زنجیریں دکھائیں جو گلمیں پہنی جاتی ہیں۔ اور پائوں تک لٹکتی رہتی ہیں۔ چونکہ انمیں ہیرے اور مختلف رنگ کے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اسلئے وہ اسقدر آبدار نظر آتی تھیں کہ انکی دیکھنے سے بڑی خوشی پیدا ہوتی تھی سلطانہ نے اپنی شادی کی کل رسوم (مثلاً شاہی محل سے برات کی روانگی اور عثمان پاشا کی محل میں داخلہ وغیرہ) بیان کیں چونکہ سلطانہ سلطان کی بڑی چہیتی لڑکی ہیں۔ اسلئے سلطان انکا اپنے پاس سے علیحدہ رہنا پسند نہیں کرتے۔ اور یہی سبب تھا کہ شاہی محلات میں انکے اور انکے شوہر کیلئے مکانات مخصص کر دیئے گئے ✦

کاغذخانہ قسطنطنیہ سے تقریباً پانچ میل پر ایک بڑا عمدہ محل ہے۔ جسمیں جمعہ کی شام کو مرد اور عورت تفریح کیلئے جاتے ہیں۔ وہاں نورالدین پاشا کیطرف مجھکو اشارہ کیا گیا۔ اور میں نے سلطانہ سے اثنائے گفتگو میں کئی مرتبہ انکے شوہر کا ذکر کیا۔ انہوں نے کنایتاً جوابدیا کہ مسلمان لیڈیوں میں اپنے شوہروں کا صراحتاً ذکر کرنا خلاف ادب سمجھا جاتا ہے۔ میں دیکھتی تھی۔ کہ جب میں نے انکے شوہر کی خوبصورتی کی تعریف کی تو اطمینان ہوا کیلئے کہ انہوں نے ایک دبی آواز میں میرا شکریہ ادا کیا اور انکی ایک تصویر دی۔ میں انکی عنایت کی بڑی مشکور ہوں) میں نے اثنائے گفتگو میں کئی مرتبہ رخصت چاہی مگر شاہزادی نے نہ سنا اور زیادہ دنوں تک ٹھیرنے کا اصرار کرتی رہیں کہا میں دس دن رہیسا کہ وہ چاہتی تھی نہیں ٹھیر سکتی میں نے کمال ادب سے عرض کی کہ مجھکو زیادہ قیام کرنیکا بڑا افسوس ہے کیونکہ حج کی تاریخ بہت نزدیک رہگئی ہے۔ اسپر انہوں نے جواب دیا کہ اگر آپ پندرہ روز اور ٹھیر جائیں تو میں آپکو اپنی والدہ کے پاس لیچلتی۔ میں نے انکے اخلاق کا شکریہ ادا کیا اور اس عزیز لیڈی سے ملنے کا افسوس ظاہر کیا۔

سلطانہ سے گفتگو کرتے وقت میں نے ذکر کیا کہ میرے شوہر یہی منتظر ہیں اور بہتیرے کو سلیم کی غرض سے قسطنطنیہ

بھیجنا چاہتے ہیں۔ اسپر سلطانہ نے فرمایا کہ اگر وہ آئینگے تو انکی بڑی خبرگیری کیجاویگی۔ لڑکی عثمان پاشا کی خانون کی سپردگی میں رہیگی۔ اور لڑکا سلطانی مدرسہ اور ملٹری کالج میں بھرتی کرادیا جاویگا۔ اور فوجی افسروں اور عثمان پاشا کی نگرانی میں رہیگا۔ سلطانہ نے بچوں کی تعلیم میں اسقدر دلچسپی ظاہر کی کہ میں یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوئی کہ خدا نے ان میں بڑی علمی قابلیتیں دی ہونگی۔ جب تیسرے اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ تو انہوں نے مجھ سے وعدہ کرایا۔ کہ قسطنطنیہ میں پھر آؤنگی۔ اسدفعہ پرنسپ رخصت کی اجازت چاہی۔ عثمان پاشا کی خانم اٹھ کھڑی ہوئیں اور ہم لوگ چلے گئے۔ اور جو رسمیں ہماری آمد پر برتی گئی تھیں۔ وہی روانگی کے وقت میں عمل میں آئیں۔ واپسی کی دفعہ ہم کو ہر کیلئے عثمان پاشا کی محل میں قہوہ پینے کیلئے ٹھیرگئیں۔ اور اسکے بعد اپنے مکان کو گاڑی پر سوار ہوکر چلی آئیں

(جمیلہ بیگم)

ڈیوک آف ویسٹ منسٹر نے لارڈ سالسبری کو ارمنی امدادی فنڈ میں سے اور زائد رقوم بھیجتے ہوئے ساتھ ہی یہ امید ظاہر کی ہے۔ کہ وزیراعظم کمیٹی کیساتھ اس امر میں متفق ہونگے۔ کہ سفارتنامہ نامہ وپیام اور گفتگو و مصالحت کرنیکا وقت گذر گیا ہے اور اب دوسرے وسائل کو کام میں لانا ضروری ہوگیا ہے ✦

بابعالی نے ٹارٹر و لیبائی باسفورس کے دہانوں کی مضبوطی مسٹر ٹرین سے کرانی شروع کردی ہے جو کہتا ہے کہ اب صرف کسی ایک سلطنت بلکہ کل روئے زمین کی طاقتوں کے جنگی بیڑونکی یہ مجال نہیں کہ ان دونوں یا دونوں میں سے کسی قسطنطنیہ سے خبر آئی ہے۔ کہ صلح اسمیرنا کے مختلف مقامات پر سخت فساد ہوا۔ بہتیرے آدمی قتل ہوئے۔ نہ معلوم خدا واہی معلوم نہیں ✦

دوسری اخبار نویسی کہتا ہے۔ کہ برطانیہ کلان نے مسئلہ آرمینیا میں حد اعتدال سے گذر کر گرمجوشی دکھلائی ہے جو مقصود بالذات اور انصاف پسندی سے بعید ہے۔ اور جس سے معرکے سوا کے پیدا ہونیکا اندیشہ ہے۔ احباب مذکور امید کرتا ہے کہ بابعالی دول عظام کی مشترکہ درخواست درباره اصلاح آرمینیا کو قبول کرینگے۔ اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو روس و فرانس اس امر کا خط تقدم کرینگے۔ کہ انگلستان ۱۸۷۸ء کے محاصرہ و گولہ باری اسکندریہ کیطرح قسطنطنیہ کو اپنی توپوں کا نشانہ بناسکے ✦

اسکندریہ میں عہد جلوس حضرت سلطان المعظم کی خوشی میں جشن منایا گیا۔ رات کے وقت بندرگاہ میں تمام جہاز و کشتیاں بیرقوں اور بادبانوں اور طرح طرح کی روشنیوں سے آراستہ کئے گئے۔ صبح کو طلوع ہونیسے پہلے ہی قلعہ سے سلامی کی توپیں سر ہونگیں اور تمام ملازمین سرکاری عمائد میں شہر و معززین و وکلاء دول اجنبیہ فوج در فوج غازی مختار پاشا و محری پاشا اور مختار پاشا کے خدیوی کے محلات میں دعائے تہنیت کہنے اور مبارکباد دینے کیلئے حاضر ہوئے ✦

بولس کا ایک اخبار اپنے پریس کے نامہ نگار کی سند دیکھتا ہے۔ کہ روس اور فرانس نے باہمی طور پر یہ سمجھوتہ کرلیا ہے۔ کہ جاپان کو روس سے نکالنے کیلئے عنقریب جو کچھ کارروائی روس کریگا۔ فرانس اسمیں معاون ہوگا۔ اور اسکے عوض مصر سے انگریزوں کے نکالنے میں فرانس کی مدد کرے گا

انگلستان فرانس و روس کے سفرائے نے بڑے پرزور الفاظ میں باب عالی سے مکرر اسطالبہ کیا ہے۔ کہ انکے مقتول و مجروح کونسلوں کا معاوضہ جسکی تعداد بیس ہزار پونڈ تین لاکھ روپیہ مقرر کیگئی ہے خوراً ادا کیا جاوے۔ اور نیز اس بلوہ کی پوری تحقیقات ہو کر مجرموں کو سزا مناسب دیجاوے +

۱۵۔ اکتوبر کی تار برقیوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قسطنطنیہ میں حالت روبہ بہتری ہے۔ اور لوگوں میں امن و امان ہے۔ حضرت سلطان المعظم نے اصلاحات آرمینیا منظور کر لی ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہہ بھی لکھا ہے کہ تھیلی پر سرسوں جمانا تو میرا کام نہیں۔ رفتہ رفتہ اصلاحیں کیجاوینگی اور ضرور کیجاوینگی۔ اس سے مجھ کبھی انکار نہ تھا۔ اب چونکہ طاقتیں ورڈال رہی ہیں۔ اگر یہ دباؤ سے چاہیں۔ تو مجھ سے کچھ امید نہ رکھیں۔ ورنہ درحقیقت وہ کونسا دن ہے جسمیں فرزند سلطان نے ملکی اصلاحات کے بارگران سے اپنے آپکو سبکدوش خیال کیا ہے انہوں نے اور آپکے والد بزرگوار نے ملکی خدمات اور ملکی اصلاحات کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور ٹرکی کو اب جو دیکھ رہے ہیں یہ انہی جناب اقبال بادشاہونکی ہمت بلند کا نتیجہ ہے

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

بڑے بڑے فرمانروائوں کی روزانہ آمدنی یہ بیان کیجاتی ہے۔ زار روس ... ۶ پونڈ۔ سلطان روم ... ۴ پونڈ۔ شہنشاہ آسٹریا ۲۵۰ پونڈ۔ شاہنشاہ جرمنی ... ۲ پونڈ۔ شاہ اٹلی ... ۶۰ پونڈ۔ ملکہ معظمہ ... ۱۶۰ پونڈ۔ شاہ بلجیم ... ۴ پونڈ۔ پریسیڈنٹ فرانس ۲۴۰ پونڈ۔ پریسیڈنٹ صوبجات متحدہ امریکہ ۳۵ پونڈ +

ایک انگریزی اخبار لکھتا ہے۔ کہ انگریزی ملاحونپر بمقام پورٹ سعید وہاں کی پولیس نے بڑا سخت تشدد کیا ہے جسکا جواب مصری گورنمنٹ سے سرکار انگلشیہ طلب کریگی۔ اور اس زیادتی کے کافی تدارک کئے جانیکا سخت مطالبہ کریگی۔ ہم حیران ہیں کہ جب مصر کی عنان حکومت ایک طرح سے انگریزوں ہی کے ہاتھہ میں ہے۔ تو پھر مصری گورنمنٹ سے کیا مراد لیجاتی ہے۔

ہفتہ مذکور کے دیگر مضامین

فی انگریزی اخباروں کی نئی گفتگو۔ سلطان المعظم اور خدیو مصر کی

انگلستان کی اخبارونکی جہت پسند طبیعتیں اور مخترع دماغ غضب کرتے ہیں۔ خدیو کی خلوص عقیدت۔ اور حضرت سلطان المعظم کی انکے حال پر شاہانہ بلکہ پدرانہ الطاف و اکرام مبذول رکھنے کو کون نہیں جانتا۔ لیکن ہماری شوخ طبع انگریزی اخبارات نے خیال کیا۔ کہ خدیو المعظم کے اپنے شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہونیکے اس واقعہ کو بغیر کسی گل کھلانے اور محبین خلافت کے دلوں میں کسیطرح کی تشویش ڈالنے کے خالی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ چنانچہ اس بیفکر دنیا نے یہ نیا شوشہ چھوڑ دیا ہے۔ کہ خدیو موصوف قسطنطنیہ سے خوش نہیں واپس آئے۔ اور اگر آئندہ بھی سلطان المعظم سے ایسے ہی سلوک ہونیکی امید ہوئی۔ تو اگلے سال دار الخلافہ تشریف نہیں لیجاوینگے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سلطان المعظم اثنائے ملاقات میں اگر کوئی پولیٹیکل ذکر درمیان آجاتا تھا۔ تو اسے ٹال دیتے تھے۔ اور خدیو کو وائسرائے اور جزیرہ نما سوس جانیکی اجازت نہ دی۔ ماسوا اسکے رنجش کی بڑی وجہ یہہ

بیان کیگئی ہو۔ کہ عباس پاشا کے چند مقدمات ذاتی جائیداد و ورثہ اسمٰعیل پاشا مرحوم کے ترکہ کی بابت ترکی عدالتوں میں دائر تھے۔ جنکا فیصلہ جیسا کہ وہ چاہتے تھے اُنکے حق میں نہیں ہوا۔ ان دعوات کو پڑھکر ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کسی پوچ اور لغو ہیں۔ اوّل تو اُسکا کوئی ثبوت ہی نہیں کہ جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ صحیح ہو۔ اگر بفرض محال ہو بھی تو ثابت ہوتا ہی کہ اس ملاقات میں پولیٹیکل معاملات پر ہرگز گفتگو نہیں ہوئی کہ جسکا دیکر یورپین طاقتوں کے دل کو لگا ہوا ہو۔ قطع نظر اسکے عالیجناب کا روانی کو شہنشاہ اور اسکے نائب السلطنت کے ذاتی و سرکاری تعلقات سے کیا واسطہ۔ کہ عباس حلمی پاشا ایسے غیر منصف مزاج اور ناداں ہیں۔ کہ یہ خواہش کریں۔ کہ جو ڈیسٹل عدالتیں انکی ناجائز طرفداری کریں انگریزی اخبارات کو معلوم رہنا چاہیے۔ کہ ہر جگہ ہمارا روپیہ میں حوری موجود نہیں۔ جو قتل عمد کے مجرموں کو فضول بے بنیاد تحقیقات بری کردیتی ہیں اور کیا کوئی انسان کو بھی یہ مان سکتا ہی کہ ہندوستان جیسے عامل ملک کا بچہ بچہ پولیٹیکل معاملات پر ہر وقت رائے زنی کرتا رہے۔ اور وہ دو ما موٹر شخص جنہیں شہنشاہ و نائب السلطنت کا تعلق ہو۔ اور جنکے سر پر اسوقت ایک سخت مصیبت عظیمہ نازل ہو رہی ہو۔ اس بلائے بے درماں کے دفعیہ کے متعلق کوئی گفتگو نہ کریں۔ بانی رسائی نہ ہوتا ہوس جائے تو بنا۔ سو صریحاً غیر اغلب معلوم ہوتا ہی۔ کہ کریمیا اور اُڈیسہ جانیکی اجازت ملجائے۔ اور آسٹریا جائے سے مارکہا جائے۔ ہاں اگر لٹھوں کہدیا ہوتا تو کچھ ٹھیک بھی تھا۔ قصہ کوتاہ یورپ کی اخبارات اپنے عالی دماغ مدبروں کی طرح جھوٹ بولنے اور افترا باندھنے میں بھی عمر مہذب ممالک کی اخبارات سے بدرجہا بڑھکر گویا سبقت لیگئے ہوئی ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ موجودہ تہذیب و شائستگی کے بھی تو کرتے ہیں +

ہفتہ مختتمہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں

تار کی خبریں

لنڈن ۲۱ اکتوبر۔ بمبئی کی بندرگاہ دسبا طاعون سے پھوٹ نکلا ہے۔ جمعہ کو ۹ اور ہفتہ کو ۱۰ موتیں ہوئیں۔ مقام مصدقہ میں بھی یہاں دسبا طاعون کے سیکڑوں باشندے سفر کے شروع ہونے پر بھاگ گئے تھے کئی وارداتیں ہو چکی ہیں +

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ ٹیلیگراف کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے خبر دیتا ہی کہ ترکی لبرل فرنچ ۵ ممبروں کو سرحدی تجویز کے بعد سزائے موت کا حکم دیا گیا ہے +

سینٹ پیٹرزبرگ ۲۴ دسمبر۔ روٹر کا خاص نامہ نگار قسطنطنیہ اس اطلاع کی تصدیق کرتا ہی۔ کہ ریفارم پارٹی کی کمیٹی کے سرگروہوں کا کوئی پتہ نہیں کہ کہاں غائب ہوگئے۔ حلقہ رائے میں تشویش پھیلتی ہی اور اندیشہ ہی۔ کہ عیسائی بغاوت کریں گے +

۲۵ اکتوبر۔ ڈیلی میل کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہی۔ کہ لبرل پارٹی کے سرغنوں کو ایک جنگی جہاز کی کشتیوں پر سوار کرکر سمندر میں لیجا کر غرق کردیا گیا ہے +

۲۵ اکتوبر۔ تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوتا ہی۔ کہ آرمینیا کے مختلف حصوں میں سخت ہنگامے اور کشت و خون واقعہ ہوئے ہیں۔ صرف عالم رزن میں ساٹھ ارمنی قتل کئے گئے ہیں +

قسطنطنیہ ۲۰ اکتوبر۔ سر فلپ کری سفیر انگلستان نے آج سلطان المعظم کیساتھ ہر برایک گھنٹہ تک ملاقات کی جسکے دوران میں شہنشاہ موصوف نے اطمینان بخش یقین دلائے کہ وہ ان ترمیم شدہ اصلاحات کو جنکو طاقتیں منظور کر چکی ہیں نیک نیتی سے آرمینیا میں جاری فرماوینگے۔ اور لائق اور ہوشیار افسروں کو ترویج کی نگرانی کرنیکیواسطے مقرر فرماوینگے +

ہفتہ ص کور کی دیگر خبریں

ضظالم آرمینیا کی کمیشن تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ابتدائے فساد آرمینیوں ہی کی تھی۔ انہوں نے پر چلو ڈرر اتفلوں اور بمہ گولوں سے کام لیا۔ اور تعداد مقتولین جو ۶۰۰ اشہور کیجاتی ہے۔ بالکل غلط ہے وہ پانسو سے ہرگز کسی صورت میں متجاوز نہیں +

قسطنطنیہ کے ارمنی ہنگاموں کے متعلق جو مزید حالات معلوم ہوئے ہیں۔ انسے واضح ہوتا ہے۔ کہ آرمینیوں نے ہی یہاں بھی ابتدائے فساد کی ہے۔ اور پار بوجود قانونی ممانعت کے جلوس تک مسلح ہو کر جانے پر اصرار کیا۔ اور مسوفت پولیس کے موجب انجونہ الفرض کے جلوس کے منتشر ہو جانے کا حکم دیا۔ تو آرمینیوں نے اسپر باڑہ ماری شروع کر دی اور پہلی ہی باڑہ میں ثروت بے ایڈیکانگ زیر پولیس دو ماتحت عہدہ دار اور متعدد سپاہی شہید ہو گئے +

میذھراد لگانو لگا دنے ڈیلی کرانیکل میں ایک مضمون دیا ہے۔ اور اُسمیں لکھتے ہیں۔ کہ مسئلہ آرمینیا کی موجودہ مشکلات کی اصلی وجہ مشرقی مسئلہ کی پرانی دقتیں اور مشکلات ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ روس اس سفارتی نکتہ کو جو کانگریس برلن میں طے ہوا کبھی نہیں بھول سکتا۔ اور انگلستان کو لازمی طور پر یہ توقع رکھنی چاہئے کہ وہ اسی فرو رمحصے میں اکیلا چھوڑ کر خود الگ ہو جائے گا۔ یہ راز اب عام افشا ہو گیا ہے۔ کہ روس نے بالعالی کو رپر وہ جتلا دیا ہوا ہے کہ وہ صرف ظاہری طور پر دوسری طاقتوں کے ساتھ شامل ہے اور روس کے برخلاف کسی جابرانہ کارروائی کرنے میں وہ ہرگز سرگرمی نہ ہوگا +

ہفتہ ذکور کی دیگر مضامین

منقول از وکیل مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۰ء

معاملات ٹرکی۔ اور انگریزی پالیسی پر ایک نظر

ولایت کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا کہ ہفتہ مختتمہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۰ء میں سلطنت عثمانیہ کے اندر بڑی ہولناک فسادی وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ سب سے بڑا فساد وہ ناگہانی (واقعہ ملک شام) میں ہوا ہے۔ عیسائی اخباروں کا بیان ہے۔ کہ چند عثمانی افسروں نے مسلمانوں میں یہ افواہیں مشتہر کر کے کہ ارمنی لوگ خفیہ طور پر اسلحہ جمع کر رہے ہیں۔ اور مسلمان باشندوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں بڑا جوش پھیلا دیا جسپر مسلمانوں نے آرمینیوں کے گھروں کی تلاشی یعنی شروع کر دی۔ پولیس نے اس کارروائی میں مسلمانوں کی اعانت کی اور چند افسر انکے ہمراہ ایک ارمنی گرجا میں جا گھسے۔ جہاں انہیں یقین تھا کہ قربانگاہ کے پردوں کے نیچے آرمینیوں نے ہتھیار چھپا رکھے ہیں انہوں نے متبرک میزوں اور بنچوں کو توڑ پھاڑ کر پھینکدیا اپنے معبد کی یہ توہین دیکھکر آرمینیوں کو سخت اشتعال پیدا ہوا اور وہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دس ارمنی مقتول و مجروح ہوئے

وہی اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ اضلاع کیماخ اور ارزن گیہان میں ترکی عہدہ داروں اور باشی بزوق سرداروں کے ظلم وستم سے نہایت خوف چھارہا ہے۔ ان خبروں کے مطالعہ سے علاوہ اسباب کے معلوم ہونے کے کہ سلطنت عثمانیہ کا کوئی حصہ فتنہ وفساد سے خالی نہیں رہا۔ یا رہتا دکھائی نہیں دیتا۔ بظاہر یہ مستنبط ہوتا ہے۔ کہ ہر موقعہ پر ابتدا اور زیادتی ترکوں ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ مگر ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ جس وقت دنیا میں چار و نطرف ترکوں ہی کا دور دورہ تھا۔ اور کوئی اُنکا مدمقابل نہ تھا اُسوقت تو وہ عیسائی رعایا کو بڑے امن وامان سے رکھیں اور اُنکو وہ حقوق عطا کریں جو آجتک کسی مہذب عیسائی سلطنت نے بھی اپنے غیر مذہب رعایا کو نہیں دیئے۔ اور اب جبکہ ہر ایک طرف سے اُنپر جھوٹوں سچوں مارا مار ہورہی ہے۔ اور بڑی بڑی زبردست عیسائی طاقتیں ترکوں کا اونی اونی سی باتوں پر قافیہ تنگ کررہی ہیں۔ تو ایسی صورت میں کیا یہ ممکن ہے۔ کہ ترک اپنی ذاتی رحمدلی اور رعایا پروری چھوڑ دیں۔ اور اُسپر زیادتی کرنا اور اُن فسادوں میں خود ابتدا کرنا شروع کردیں۔ حاشا وکلا یہ ہرگز ممکن نہیں۔ بلکہ تجربہ ہمیں بتارہا ہے۔ کہ ایسے معاملات میں جو کچھ یورپین حضرات تحریر کریں۔ اصل واقعہ اور کیفیت ہمیشہ اس کے برعکس ہوتی ہے۔ جس قاعدہ کو اگر مدنظر رکھا جائے۔ تو ان خبروں کا ماحصل یہ نکلتا ہے۔ کہ ارسن اور دیگر عیسائی رعایا ہمسایہ زبردست طاقتوں کا غلبہ اور ترکوں کی بیبسی دیکھکر نہیں بلکہ عیسائی طاقتوں کی جابرانہ اور حملہ آورانہ کارروائیوں سے دلیر ہوکر خود ابتدا کرتے ہیں کہ ترک خواہ مخواہ فساد فرو کرنیکی کوشش کرینگے۔ جس سے ایک تو اُنکی حکومت کو اور زیادہ مشکلات پیش آتی جائینگی۔ اور دوسری اُنمیں سے جسقدر شہید ہوں گے وہ تو الگ رہے۔ خود مفسدوں میں سے ہی لازمی طور پر کچھ نہ کچھ مقتول ومجروح ہورہینگے۔ جو دوسری عیسائی طاقتوں کے ترکوں کو مجبور کرنے کے لئے معقول حجت اور بہانہ کا کام دیجائینگی۔

باقی رہا ہمارا یہ دعوی کہ یہ تازہ فسادات صرف عیسائی طاقتوں کی حمایت سے ہورہے ہیں۔ سو اسکی تصدیق اسی سے بخوبی ہورہی ہے۔ کہ گو مظالم آرمینیا کا قضیہ تقریباً دو برس سے جاری ہے اور وہ بھی اسلوسطے کہ روس کی ہمسائگت کا بڑا اثر اس صوبہ کے عیسائیوں پر پڑتا تھا۔ مگر سلطنت عثمانیہ کے دیگر حصص میں جدہ کے بلوہ سے پہلے کوئی ہنگامہ نہوا۔ کیونکہ وہاں کی عیسائی رعایا کو کوئی یسی طاقت قریب نظر نہیں آتی تھی۔ اور نہ اُسکو کسی طاقت کے حمایتی ہونیکی توقع تھی۔ لیکن اس نامراد بلوہ جدہ کے بعد جونہی انگریزی بیڑہ جہازات کو ترکی سمندروں کیطرف حرکت دیگئی۔ تو اول مقدونیہ والوں نے فساد کیا۔ جنکو اگرچہ اس انگریزی بیڑہ کی حمایت کے علاوہ زیادہ تر بلگیریا کی طرفداری کا بھی گھمنڈ تھا۔ مگر جسوقت بلگیریا والوں کی گوشمالی کردیگئی۔ اور انگریزی بیڑہ جہازات بجائے بحیرہ مجمع الجزائر کی طرف بڑھنے کے سواحل شام کی جانب چلاگیا۔ تو اُنکی اُمنگیں سرد ہوگئیں اور اسکے ساتھ ہی وہ فتنہ بھی فرو ہوگیا۔ لیکن اسکے عوض جبکہ بیڑہ مذکور نہر سویز کے دہانہ پر کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد سواحل شام کے کنارہ کنارہ ڈارڈنلز کی طرف آنکلا۔ ملک شام میں ہی فساد شروع ہوگیا۔ آج جافہ میں فساد ہوا۔ تو دوسرے دن عکہ میں

اور اسیطرح انطاکیہ اور لبنان میں (ناظرین کو خیال رہے۔ کہ گو انطاکیہ کے فساد کی خبر اب ملی ہو مگر اُسکا وقوعہ ستمبر میں فساد اسمدر و قسطنطنیہ سے پہلے ہوا تھا) اور پہر یہاں تک کہ جسوقت وہ ڈارڈنلز کے دہانہ پر پہونچگیا۔ تو باسفرس کے دونوں طرف اسمدر اور قسطنطنیہ میں بدباطن مفسدوں نے فساد کر دیا۔ اور انمیں اسقدر جسارت پیدا ہوگئی۔ کہ پستولوں اور خنجروں سے مسلح ہوکر خاص دار الخلافہ میں نہ صرف ترکی پولیس کے مقابل ہوئے۔ اور پولیس کے بہتیرے افسر اور متعدد سپاہیوں کو قتل کیا۔ بلکہ خاص بابعالی کے جوار میں وزیر صیغہ خارجہ اور وزیر صیغہ داخلیہ اور وزیر محکمہ پولیس کی گاڑیوں پر جنمیں سوار ہوکر وہ دار الوزارت کو جارہے تھے بدوقوں کی باڑھیں سر کیں۔ اور اُنکی گاڑیوں کو مارے گولیوں کے چھلنی بنا دیا۔ یہ کچھہ اُنکی زندگی باقی تھی۔ کہ خود بچگئے۔ اور پولیس نے باوجود اپنی فوج کے بہت سے سپاہیوں کے مارے جانے کے اُن شریر النفسوں کو جو چار و نطرف سے آزادی یا موت کے نعرے بلند کرتے ہوئے وحشیوں کی طرح بابعالی کی طرف بڑہے چلے آرہے تھے بس پار کر دیا۔ ورنہ وہ محلسرائے خاص میں پہنچ جاتے تو خدا جانے کیا غضب ڈہاتے۔ اور نیز اسیطرح سے اُنہوں نے بیت العدالت میں گہسکر دو ترکی ججوں کو میں برسر اجلاس قتل کر دیا۔ اور وہاں سے صاف بچکر نکلجانے ہی کو تھے۔ کہ پولیس نے اُنکو گرفتار کر لیا۔ آرمینیوں کے یہ تازہ ظلم اس ہفتہ کی ولایت کی ڈاک سے معلوم ہوئے ہیں اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ اس مختصر سے بیان سے ہمارے دعوے کی بخوبی پوری تصدیق ہوگئی ہوگی اسمیں کوئی شک نہیں کہ سانحہ ناشنیدنی کے بعد دوسرے دن مسلمان رعایا اور طلبا (نہ کہ ترکی پولیس و سپاہ) نے سہی ہفتہ اُنسے ہوسکا اُس ظلم کا انتقام لیا۔ مگر ہمیں تو سب سے بڑہکر افسوس خود اپنی گورنمنٹ کی خونخوارانہ پالیسی پر آیا ہے کہ بظاہر کہا جاتا ہے کہ یہ سب کوششیں ہمدردی انسانی کیوجہ سے کیجارہی ہیں اور عمل ایکی جاتے ہیں۔ کہ جن سے خونریزی تباہی اور بربادی کو ساعت بساعت ترقی ہو۔ چنانچہ یہ سمناس پر جہازات بھیجے جانے کا نتیجہ دیکھہ لیا کیا نکلا یہ بہی خدا کا شکر ہے کہ آبنائے ڈارڈنلز کچھہ ایسی محفوظ کیگئی تہی کہ بیڑہ انکو اُسمیں داعل نہیں ہوسکتا تہا۔ ورنہ خدا جانے نہ امنی مفسدا اور دوسری عیسائی رعایا اُسکی شہ میں آکر کیا کیا کر گذرتی +

لارڈ سالسبری صاحب ترکی مسلمانوں اور آرمنیوں کو اس بیرحمی سے آپسمیں لڑا دینے سے بدیہی طور پر معلوم ہوا ہے کہ ہمدردی کا بہانہ کرنا یا اوسکی آڑ لیکر اُنا آفتاب کے چہرے پر ایک بار تک جالی کا نقاب ڈالنا ہی اور دراصل کوئی سخت ناگزیر ملکی تمادی پیش ہے جسکو اس جابرانہ دہمکی سے سلجہانیکی کوشش کیجارہی ہے۔ لیکن لارڈ موصوف ایسے معاملہ فہم اور دیرینہ تجربہ کار مدبر کی ان چالوں کو دیکہکر ہم حیران ہو رہے ہیں کہ ایک طرف تو شمال مغربی سرحد ہندوستان کی طرف سے خوشہ لگ رہا ہے۔ اور گویا ہر کمیشن کی حد بندی کر دی ہے اور چترال پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ گویا اس نہ صرف اور طرف ہی میں ہمارے لئے مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ بلکہ ہر روز اس جانب ہی قدم آگے بڑہاتے چلا آرہا ہے۔ اور اس امر کے حفظ ما تقدم کیلئے کہ اس طرف جنگ چھڑ جانے کے وقت جابان حوالیک ہی اندیشہ ناک طاقت اسکی بغل میں موجود ہوگئی ہے۔ سائبریا پر چڑہا آرہا ہے اور یہ ہوئے

اپنی ایشیا کے مشرقی سواحل کو لگاتار مضبوط کر رہا ہے اور وہاں فوجیں بھیج رہا ہے۔ ساتھ ہی ایسکے امیر صاحب فوجی سامان ہی فراہم نہیں کر رہے۔ بلکہ کئی ایک سرحدی علماء کو جو جہاد کا وعظ کرتے رہے انعام واکرام دیکر پھوڑ دیا اور عمر اخان باچی سباچی ہم چترال اور سردار فساد پر خاص عنایات مبذول فرما رہے ہیں اور ہر دو سر لیپرف لارڈ موصوف امریکہ میں سلطنت نیچی زرلاکو الٹی میٹم دے رہے ہیں۔ تو افریقہ میں شاہ اشانٹی پر نوجکشی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ بحرین۔ سرحد سیام۔ معاملہ تبت وغیرہ معاملات الگ رہے۔ اور سب سے اہم معاملہ خلوی مصر یورپ کا دباؤ ڈالنا مزید برآں ہے۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ اتنی جگہوں پر ٹانگیں پھیلائے ہوئے ہونے پر کیا روم سے اسقدر تک بگاڑ پیدا کرنا کہ نوبت بجنگ پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ خطرہ کی بات نہ ہوگا۔ معاملہ آرمینیا کے سلجھاؤ کے متعلق جو خبر کہ سلطان المعظم نے اصلاحات کا حاری فرمانا منظور کر لیا ہے۔ معاملہ سلجھ گیا ہے۔ اور لارڈ سالزبری حامد سابق وزیر اعظم۔ وزیر اعظم حال کو اس تصفیہ پر مبارکباد دیتے ہیں۔ کچھ ایسی معتبر نہیں ہیں اگر ہوں بھی تو کیا حاصل۔ انکی بعد کی تاریں کہہ رہی ہیں کہ سلطان المعظم کے اصلاحات کو منظور کرنے سے ہی یہ معاملہ کما حقہ نہیں سلجھا۔ نصرانی خوش ہی نہیں بلکہ بطور سابق فساد پر ابھرتے ہوئے ہیں اور آزادمنش مسلمان بھی چنداں خوش نہیں۔ پس خبریں بتلا رہی ہیں کہ ابھی تک لارڈ سالسبری اس تصفیہ سے فارغ نہیں ہوئے۔ تاہم ہماری التجا ہے۔ کہ وہ سلطنت کے جمیع طرف مدنظر رکھکر جو ایسی مناسب وقت ہو اسپر عمل فرماویں۔ کیونکہ بسا اوقات بڑے بڑے مدبروں کو بھی غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں۔ اور بعض اوقات ان غلط فہمیوں کا اثر بہت مضر پڑتا ہے +

ہفتہ مختتمہ ۴ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۲۷۔ اکتوبر معاملات آرمینیا کے تصفیہ کی نسبت مسٹر گلیڈسٹون نے میدم ماویلگاف کو ایک چٹھی لکھی ہے۔ اسمیں بیان کیا ہے کہ بخیت سلطان نبی آدم کیلئے خدا کیطرف سے بمنزلہ لعنت کے ہے اسکو فتح نصیب ہوئی اور روس اور فرانس انگلستان اسکے قدمو پر جا پڑے۔ چٹھی کی اخیر میں مسٹر موصوف نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ خداوند عالم زمانہ آئندہ کا بعد اسکے تمام کاموں کو بہت جلد خاتمہ کرے گا +

قسطنطنیہ ۲۷۔ اکتوبر جمعہ گذشتہ کو ایشیا کوروم کے مقام بطلس میں مسلمانوں اور نصرانیوں کے درمیان ایک خونخوار ہنگامہ ہوا۔ ترک بیان کرتے ہیں۔ کہ نصرانیوں نے مساجد پر حملہ کیا تھا۔ اس ہنگامہ میں بہت سے قتل اور زخمی ہوئے +

ایضاً ۲۷۔ اکتوبر ترک قبول کرتے ہیں۔ کہ ارزن گیہان میں نصرانیوں نے ایک امام کو قتل کیا۔ اور اسپر مسلم عام کا بازار گرم ہوا ایک جرمنی نے اس ہنگامہ کی چشمدید کیفیت ظاہر کی ہے۔ کہ ۱۸۔ اکتوبر کو طرابزون میں ایک تعداد نصرانیوں کی بہر حالہ طور پر قتل کیگئی۔ جرمن مذکور اندازہ کرتا ہے کہ چھ سو آدمی قتل ہوئے تھے +

ایضاً۔ ۲۸۔ اکتوبر کو ترکوں نے صوبہ آرمینیا کے مقام بیوت میں ۱۵۰ آدمیوں کو قتل کر دیا اور بہت سے عورتوں کو مجروح اور بیحرمت کیا ہے ترکوں نے اکثر مکانات جلا دیئے اور اسیطرح کی زیادتیاں طرابزوں کے نزدیک بمقام گشوع کی گئی ہیں۔

لنڈن ۳۰۔ اکتوبر لارڈ سالسبری نے بمقام واٹ فوڈ آج شام تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ یورپین قومیں متواتر کیخاطر وہ اپنے قبل نشینوں کی خارجیہ پولیسی پر کلہ بند ہونیکی کوشش کرتے رہینگے ✦

لارڈ موصوف نے سلطان المعظم اور مسئلہ آرمینیا کے متعلق مسٹر گلیڈسٹون کی درفشانی پر سخت افسوس ظاہر کرکے کہا ہے کہ اس سے دول کو اصلاحات کے متعلق نامہ و پیام کرنے میں اور مشکلات حادث ہو جائینگی ✦

لارڈ سالسبری نے یہ بھی بیان کیا کہ آئندہ سشن میں گورنمنٹ کیطرف سے جو بڑا اہم ملکی مسئلہ پیش ہوگا۔ وہ پبلک کی سوشل ترقی کی بابت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ آزاد تجارت کے باعث قیمتیں اسقدر گھٹ گئی ہیں کہ اکثر اصلاعیں زراعت کا تقریباً ستیاناس ہو گیا ہے

قسطنطنیہ ۳۰۔ اکتوبر روسی ٹریبون ہفتگامہ جرنل کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ ترکوں نے طرابزون میں بہت زیادتیاں کی ہیں۔ اور بیان کرتے ہیں۔ کہ سات آٹھ سو کے درمیان ارمنی مرد آ گئے۔ اور دیہات متصلہ کو فوجی معاونت پولیس جلا دیا۔

ایضاً۔ ۳۰۔ اکتوبر ترکی روایت کے مطابق ضلع زیتون کے کوہساروں میں ۲۶ ہزار ارمنی باغی موجود ہیں ✦

قسطنطنیہ یکم نومبر۔ ایک نئی سازش طشت از بام ہوئی ہے جسمیں شبکہ کیا گیا ہے کہ مسلمان البانوں نے محل یلدز سرائے کی البانی گارڈ فوج کے سپاہیوں کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا ہوا تھا۔ گارڈ کے آٹھ سپاہی سرکاری حکم سے قتل کئے گئے ہیں۔ بڑا خدشہ اندیشہ ہو رہا ہے۔ کہ مسلمان اور ارمنی جو حکومت سے ناخوش ہیں عنقریب کوئی فساد مچانیوالے ہیں۔

لنڈن یکم نومبر۔ روسی سرکاری اخبار کیونک لکھتا ہے۔ کہ پولیٹیکل آثار بڑے اطمینان بخش اور با امن ہیں۔ اور بنابریں تشویش پیدا ہونیکی کوئی وجہ نہیں ہے ✦

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

مولوی محمد سعید صاحب مکہ معظمہ سے ایک مفصل خط درباره تکالیف قرنطینہ اودہ اخبار کو بھیجکر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حجاج کو بیشک کامران میں بہت سی تکلیفیں ہوتی ہیں مگر انکا بہت سا حصہ صرف انکی اپنی بے سمجھی سے واقعہ ہوتا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ امسال حج کیوقت مولوی رفیع الدین صاحب کی شکایات پر حضرت سلطان المعظم نے رفعت پاشا کو خاص طور پر حجاز روانہ کیا تھا۔ کہ وہاں جسقدر شکایات تحریری یا زبانی حجاج کیطرف سے پیش ہوں۔ وہ اُن سب کو براہ راست حضرت سلطان المعظم کے حضور میں پہنچا دیں لیکن ہندی صاحبان میں سے جو بڑے بڑے لائق شخص تھے اسموقعہ سے انہوں نے بھی کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اور یہ کہاوت ثابت کر دیا کہ جو کچھ ہم پر گذرنا تھا گذر چکا۔ اب کون محنت میں دردسری کرے۔

مولوی صاحب مسلمانوں کی بداقبالی اور لاپرواہی پر افسوس کرنیکے بعد اسبات پر زور دیتے ہیں۔ کہ بجائے کامرانی کے

قرنطینہ آوں تو عدن میں ہوا کرے۔ اور اگر یہ ناممکن ہو تو ناچار مجبوری جدہ میں اور آخر میں حسینی نامی جہاز کو یا لیں مکے بعد جزیرہ کامران سے حج کا موقعہ گذر کر واپس کر دینے کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ اسکی وجہ دراصل نہ بابا حجاج کی بیماری نہ تھی۔ بلکہ بھید بات تھی کہ بمبئی کی کمپنیوں نے عبد القادر نامی ایک ترکی جہاز پر جو جدہ سے حاجیوں کو لیکر بمبئی گیا تھا۔ بوجہ قدیمی حسد کئی ایک جھوٹے دعوی دائر کر دیئے تھے جنکے باعث وہ آٹھ ماہ تک بمبئی میں رکا رہا۔ پس حکام ترکی نے اس بدمعاشی کا عیوض بمبئی کی کمپنی ہائے آگ بوٹ سے اسطرح لیا کہ انکی جہاز حسینی نامی کو تکلیف دی اور حاجی بیچارے مفت میں اسکے ساتھ گھن کیطرح پس گئے +

اگر پچھلی بات درست ہے۔ تو ہم حیران ہیں یہ بدقسمت قوم کیونکر حضیض ادبار سے نکل سکیگی۔ عیسائیوں کے ساتھ انکا بگاڑ ہندو ہیں۔ تو انکے ساتھ فساد اور آپسمیں یہ حسد و رقابت و نااتفاقی۔ اور زیادہ افسوس اسبات کا ہے کہ یہ الزام بمبئی کے مسلمان تاجروں پر عائد کیا گیا ہے (کیونکہ عموماً مالکان جہاز ہی پر حجاج سفر کرتے ہیں وہی ہیں) جنکی نسبت یہ عام خیال ہے کہ وہ اتفاق و اخوت کے بڑے شیدا اور پکے متدین اور ہمدرد ہیں۔ لیکن اس واقعہ کی پوری تصدیق ہونیسے پہلے ہم سردست اس معاملہ پر زیادہ رائے زنی کرنا نہیں چاہتے۔ اور بمبئی کے مسلمان حمایت اور ذی مقدرت تجار سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اصلیت کو ظاہر کر کے پبلک کی بدگمانی کو رفع کریں اور خدانخواستہ یہ معاملہ درست ہو تو آیندہ آپسمیں صلاح و مشورہ کر کے ایسی نامناسب کارروائیوں کے انسداد کی کوشش کریں۔

ہفتہ وار کوہ کی مضامین

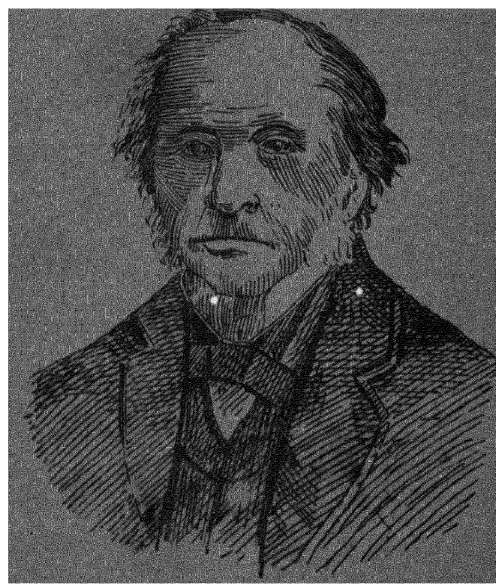
منقول از وکیل مورخہ ۴۔ نومبر ۱۸۹۵ء

[دی گرینڈ اولڈ وومین اور سلطان المعظم]

اُن بزرگوار و نکی زبانی جنہوں نے غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ اکثر سننے میں آیا ہے کہ جب انگریزوں کی توپوں کے گولے دلی شہر کے اندر آکر گرتے تھے۔ تو وہاں کی سن رسیدہ بڑی بوڑھی عورتیں مکانات کی دیواروں کو گولوں کی ضربات سے گرتا ہوا دیکھکر سہناک اور پر درد لہجہ میں بددعائیں دیتی تھیں کہ "ای الرالعالمین ان موئے فرنگیوں کی توپوں میں کیڑے پڑیں"

۲۹۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء کے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں روٹر کی تار برقی شایع ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی مرچ پر دی گرینڈ اولڈ مین یعنے مسٹر گلیڈسٹون نے میڈم نوڈی گاف کو جسنے تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ انگریزی پولیسی پر ایک اعتراضی مضمون انگلستان کے اخبار ڈیلی کرانیکل میں دیا تھا۔ ایک چٹھی جو غالباً اسی مضمون کے جواب میں ہوگی لکھکر بوڑھی عورتوں کیطرح یہ رونا رویا ہے کہ "کمبخت سلطان (خاک بروئے دشمنانش) جسکو خدا نے بجا آدم کھلئے ایک قہر بنایا ہے۔ آخر فتحیاب ہوا اور روس اور فرانس اور انگلستان اوسکے پاؤں پر گرے ہوئے ہیں۔

مسٹر گلیڈسٹون



خدا کے کرکوں کی حکومت اور اونکی ظالمانہ کارروائیوں کا جلد خاتمہ ہو، گویا آخری دارخطاب جو ہمارے بہادر گلیڈسٹون نے ترکوں کے برخلاف کیا ناظرین جانتے ہیں کہ یہی ذات اقدس اس سارے شور شر کے بانی مبانی تھے اور اُنہوں نے ہی ایک طرف آرمینیوں کو اُکسا کر آمادہ فساد کیا۔ اور دوسری طرف اپنے ملک کی گورنمنٹ کو جو اسوقت اُنہی کے چیلے چانٹوں کے ہاتھ میں تھی مجبور کیا تھا۔ کہ وہ دو ایک دیگر دول یورپ کو ساتھ ملا کر ٹرکی گورنمنٹ کے برخلاف بڑے زور شور سے کارروائی کرے +

پہلے پہل تو اُنہوں نے جعفر زٹلی کے رستم کیطرح ترکوں کے ڈرانے دھمکانے کیلئے بہت سے ہوائی گولے چلائے۔ لیکن متحمل مزاج جری ترک اُنکی کچھ پرواہ نہ کرکے مفسدوں کو فرار واقعی سزا دیتے رہے۔ اور دول ثلاثہ کو بھی دھتا بتاتے رہے مگر آخر کار جب سلطان المعظم نے دیکھا کہ روس و فرانس انگلستان سے الگ ہوگئے ہیں۔ اور وہ اکیلا رہجانے سے ایسا کھیا نا ہوگیا ہے۔ کہ تمام جہان میں بزدل مشہور ہونیکی خفت سے بچنے کیلئے جنگی داؤ پیچ پر آمادہ ہوجائیگا۔ تو اُنہوں نے قدیمی خاقت کا پاس کرکے چند ضروری اصلاحات کا نئی مناسب پر منظور فرمانا منظور کرلیا اور اسطرح انگلستان کو اس ناگوار مخمصہ سے بچ جانیکا ایک اور موقعہ دیدیا +

فی الحقیقت سلطان المعظم نے بڑا غضب کیا کہ دول ثلاثہ کے لئے کوئی حجت ایسی باقی نہ چھوڑی کہ وہ جیسا کہ مسٹر موصوف کی عین دلی خواہش اور آرزو تھی اُنکے ممالک محروسہ پر چاروں طرف سے حملہ آور ہوکر اُنکی سلطنت کو ملیامیٹ کردیتیں۔ اور پینک دول ثلاثہ اور خاصکر انگلستان نے یہ بڑی بزدلانہ کارروائی کی کہ باوجود ارمنی مفسدوں کے ہر روز کیفر کردار کو پہنچتے رہنے کے ترکوں کے برخلاف جنگ کا اعلان نہ دیدیا +

اپنی پُرفتن پالیسی کی ناکامیابی پر ہمارے بہادر مستعفی وزیر اعظم جو عملاً پہلے ہی مردانگی کو خیرباد کہہ چکے تھے اب خالی ہاتھ ہوکر چھوٹے ہتھیار پر اُتر آئے اور اُن بڑی بوڑھی عورتوں کیطرح جنکا ذکر ہم تمہیدیں کرآئے ہیں کوسنے پر کمر باندھ لی الکمار دمی کو چھوڑ عورتوں کے فرقہ میں آجانیکا بدیہی ثبوت یہ ہی ہے کہ مخاطب کرکے واسطے اُنکو کوئی مرد نہ ملا بمصداق کند ہم جنس باہم جنس پرواز ایک متعورت میڈم نورڈلیگاف کے سر سے سر جوڑ کر اپنا دکھڑا رونے پر آمادہ ہوگئے ان حالات پر اگر ہم اُنکے حق میں بجائے گرینڈ ڈیوک کے گرینڈ ڈچس کی ہمتی جائیں۔ تو بجا نہ ہوگا بلکہ اُنکے حالات کی مناسبت کے لحاظ سے بالکل ٹھیک ہوگی +

ہم افسوس کرتے ہیں کہ صاحب موصوف ایم ڈی لیسپ بانی مبانی نہر سویز کی طرح آخر عمر میں اپنی مٹی خراب کرانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ جسطرح مانسیور لیسپ نے خاکنائے پاناما میں ایک عظیم الشان نہر سویز کھودنیکا کام شروع کیا اور خود غرضی سے اُسکو ایسا بگاڑا کہ آخر کار جیلخانے میں موت کا شکار ہوکر اپنی سابقہ نیکنامی اور ملک کی عزت کو خاک میں ملادیا۔ اسیطرح یہ حضرت بھی اتنا عرصہ اپنے ملک کی ناؤ کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اُس کو ڈبونے کے فکر میں ہیں یا شاید اپنے مجوزہ ہوم رول بل اور پریشر کونسل بل کی ناکامیابی سے اُنکا دل جل رہا ہے۔

اور یہ چاہتے ہیں کہ ایسی ناسپاس قوم کو اپنی آنکھوں سے ذلیل ہتا دیکھکر میں جسنے اس پہلی عمر میں انکو ساتھ اسطرح پر بیوفائی کی اور یہی وجہ ہے کہ وہ قوم اور گورنمنٹ کو اب جو صلاح دینگے اوندھی اور مخرب۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ انگلینڈ والے ایسے نادان نہیں ہیں۔ کہ اُنکے چنگل میں آکر اپنی عاقبت خراب کرالیں وہ بڑے مآل اندیش ہیں۔ اور باستثناء چند ایک فتنہ پرداز افراد کے مسٹر موصوف کی زہریلی پند و نصایح اور گورنمنٹ کی پولیسی دربارہ مسئلہ آرمینیا کو بڑی حقارت سے دیکھ رہے ہیں +

یہ اُنہی کی دوراندیشی کا نتیجہ ہے۔ کہ حضرت رانڈوں کیطرح ماتھا اوٹھا اوٹھا کر کوسنے دے رہی ہیں۔ ادھر تو سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ کو قہر خدا بنا کر جلے پھپھولے پھوڑ رہے ہیں اور آدھر روس اور فرانس اور انگلستان کو بزدل اور ذلیل بتا رہی ہیں۔ اور بمصداق "خجہ چوں پیر شود" خود تو کسی لائق رہی نہیں۔ آرمینیوں کو بغاوت اور دول ثلاثہ کو لڑائی پر اکسا کر باقی ماندہ حسرتوں کے نکالنے کے فکر میں لگی ہوئی ہیں۔ ڈر ہے کہ حضرت کے سر پر کوئی بہوت سوار نہ ہو گیا ہو۔ یا تقاضائے سن کیوجہ سے دماغ میں کچھ فتور نہ واقعہ ہوا ہو۔ اس عمر کا جنون اچھا ہوتے بہت کم دیکھا گیا ہے زیادہ جوش یا ناکامی میں جینے سے تنگ آکر کہیں خودکشی نہ کر بیٹھیں ہاں ایک شکر ہے۔ کہ خوش قسمتی سے آپنے اس قسم کی کارروائی یا مجنونانہ حرکت آرمش پارٹی یا سوشلسٹوں کے خلاف نہیں کی ورنہ اُنہیں سے کسی بگڑے دل نے ابتک کبھی کی حضرت کو ان مخمصات اور تلخ زیست سے نجات دلوادی ہوتی یہ نرکوں ہی کی عالی حوصلگی ہے۔ کہ بغوائے۔ اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ چپکے بیٹھے اس مجنونانہ نرکو سن رہے ہیں اور ان گیدڑ بھبکیوں اور مجنونانہ حرکات کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے نہ مسلمانوں کا پاک اور سچا مذہب انہیں اس قسم کے بزدلانہ حملہ کی اجازت دیتا ہے +

سچ تو یہ ہے کہ عیسوی بنکے تعصب نے اس گرگ کہن کو نفس اسلام کا دشمن بنا رکھا ہے۔ اور یورپ و امریکہ میں مذہب اسلام کی اشاعت اور بہت سے انگریزوں کے مسلمان ہو جانے نے آپکی حالت دیوانہ بندر کی سی کر رکھی ہے۔ ورنہ ہمدردی بنی نوع انسان کیلئے تو ہمیشہ اور ہر روز بہت سے مواقع پیش آتے رہتے ہیں۔ اگر ایسا ہی جوش ہمدردی ہے۔ تو خدارا ذرا غریب اور نیم وحشی ہندوستانیوں کے حال پر بھی نظر الطاف مبذول فرماویں اور دیکھیں کہ اُنکی حالت کیسی قابل رحم ہو رہی ہے +

آخیر میں ہم ناظرین کو آمین کے لئے کہتے ہیں۔ اور خود سچے دل سے دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم اپنے لطف عمیم سے اس گرینڈ ڈلڈوومین کو تعصب کی اندھیری غار سے نکالکر سچی ہمدردی انصاف پسندی۔ اور ایمان و عرفان کے سیدھی راستہ کی طرف رہنمائی کرے۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ کو ایسے بغلی گھونسوں کی زد سے محفوظ رکھے۔ تاکہ دنیا میں امن و امان قائم رہے +

ہفتہ مختتمہ ۱۱۔ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲۔ نومبر۔ یہاں مالی حالت سخت نازک ہو رہی ہے۔ باب عالی نے چار ماہ کیواسطے سو لاکھ لیرہ (ادائیگی روپیہ کی روک) کا اعلان دیا ہے +

ارمنی بغاوت کے متعلق تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ باغیوں نے ریتون کے قلعہ گیر فوج کو جو تعداد میں صرف چار سو ہے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور اُسکی حالت سخت تشویش ناک ہو رہی ہے ترکی حکام بسرعت تمام کمک کی فوج کو موقعہ جنگ پر روانہ کر رہے ہیں۔ ارض روم میں بھی نہایت خطرناک بلوے وقوع میں آئے ہیں۔ ایک لڑائی میں جو ترکی فوج اور ارمنی باغیوں کے مابین ہوئی۔ متعدد ارمنی مقتول و مجروح ہوئے ہیں۔ کمیشن نگرانی اصلاحات آرمینیا کے ممبر ولنکا انتخاب اطمینان بخش ثابت نہیں ہوا۔ کامل پاشا وزیر اعظم نے مستعفی ہونا چاہا۔ مگر سلطان المعظم نے منظور فرمانے سے انکار کیا +

قسطنطنیہ۔ ۴۔ نومبر۔ مالی خطرہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ارمنی تاجروں نے ہنڈویات کو نامنظور کر دیا تھا۔ اور ٹھپا لگانیوالے گماشتے عثمانیہ بنک کو اُٹھ دوڑے۔ مگر بنک مذکور نے تمام نوٹوں کو منظور کر لیا +

ایشیائی روم کی حالت نہایت ہی خطرناک ہے۔ اور ایک عام بغاوت کی حد تک پہنچ رہی ہے۔ بنابریں باب عالی نے ہر ایک ضرورت کیلئے تیار رہنے کو چالیس ہزار فوج طلب کی ہے۔ ترکوں کے متواتر ظلم سے تنگ آکر ارمنی زار کے پاس درخواست کرنیکی تیاریاں کر رہے ہیں کہ وہ اُنہیں اپنی حفاظت میں لے لیں +

قسطنطنیہ۔ ۵۔ نومبر۔ دُوَل اجنبیہ کے تمام سفیروں نے آج فرداً فرداً باب عالی پر زور ڈالا ہے کہ ملک میں سے موجودہ بدنظمی دُور کرنیکے لئے جو کل اقوام کے عیسائیوں کے حق میں مضر ہے۔ فوراً بندوبست کیا جاوے۔ ورنہ ضروری انتظامات کے متعلق وہ خود اکٹھے ہو کر تجاویز کرینگے +

قسطنطنیہ۔ ۶۔ نومبر۔ کامل پاشا جو سعید پاشا کی بجائے وزیر اعظم مقرر کئے گئے تھے۔ علیحدہ کر دیئے گئے +

ایشیائی روم کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کردوں نے دیار بکر پر حملہ آور ہو کر متواتر تین دن تک عیسائیوں کو قتل کیا۔ اور اُنکے گھروں کو لوٹا۔ اور محض فرانسیسی گورنمنٹ کے سخت دباؤ ڈالنے پر جسکے کونسل کی سلامتی معرض خطر میں تھی حکام نے بدامنی کو رفع کیا +

قسطنطنیہ۔ ۶۔ نومبر۔ دمیاط سے ہیضہ بالکل جاتا رہا +

قسطنطنیہ۔ ۷۔ نومبر۔ یہاں نئی وزارت قایم ہو گئی ہے۔ احمد توفیق پاشا ترکی سفیر متعینہ برلن وزیر صیغہ خارجہ صابری بے۔ وزیر صیغہ مال۔ رضا پاشا وزیر صیغہ جنگ مقرر ہوئے ہیں۔ خلیل رفعت پاشا وزیر اعظم

مدحت پاشا کے سابقہ طرفداروں میں سے ہیں۔ اور ایک لائق اور قابل منتظم ہیں۔ لیکن صدارت عظمیٰ کے عہدہ پر انکا تقرر موجودہ خطرناک حالت کو سنبھالنے میں چنداں کامیاب ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ سفیران دول نے ۵۔ ماہ حال کو موجودہ حالت بدامنی کے دور کرنے کیلئے فوراً مناسب تدارک کرنیکے متعلق بالعالی پر سخت اصرار کرتے وقت سلطان المعظم کو ۱۸۷۶ء میں شام پر دول اجنبیہ کے قبضہ کر لینے کا واقعہ بھی یاد دلایا تھا۔ اور اس امر کا اشارہ کر دیا تھا کہ دول کیطرف سے دوسری مداخلت کرنا اب بھی ضروری ہو جائے گا۔

سلطان المعظم نے نرمی اور مصالحت کی پالیسی ترک کر دی ہے

لنڈن ۹۔ نومبر۔ ٹرکی وزارت سے یہ خیال کیا گیا ہے کہ سلطان المعظم نے مشورۂ دول کا جواب نکی نہ کی دیا ہے۔ ہز امپیریل مجسٹی نے حال ہی میں بحری پاشا کو سب سے اعلیٰ امتیاز عطا فرمایا ہے۔ جنکا اور میتیوں کیساتھ برابر تذکرہ کرنیکی وجہ سے سر فلپ کری سفیر انگریزی کی تحریر پر ٹرکی گورنمنٹ نے صوبہ وان کی گورنری سے موقوف کیا تھا۔ تمام آثار نہایت ہی خطرناک مصور کئے جا رہے ہیں۔

ٹائمیز۔ ایک تازہ نامہ آمدہ اردوم (پایہ تخت اٹلی) کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ اطالین بیڑہ جہازات کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ جہاں کہیں یورپ کی امن و امان کی اغراض اسباب کے متقاضی ہوں۔ وہ انگریزی بیڑہ کے قدم بقدم چلنے کے لئے تیار رہے۔

قسطنطنیہ ۸۔ نومبر۔ جو رعایت عثمانیہ بنک کو ملی ہوئی تھی سلطان المعظم نے اسے دو بارہ برس کیلئے بڑھا دیا ہے اور بینک کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ طلائی سکوں میں جو قرضہ لیا گیا تھا ان کے تمسکات کو ترکی پونڈوں میں بدلے جانیکے دوران میں نوٹوں کے عوض طلائی سکہ دینا بند کر دے۔ لیکن یقین کیا گیا ہے۔ کہ بینک کو اس اجازت سے فائدہ نہیں اٹھائیگا۔

لنڈن ۸۔ نومبر۔ ایک جرمن شخص نے طہران سے بغداد تک سڑک بنانیکی اجازت حاصل کر لی ہے۔

قسطنطنیہ کامل پاشا مستعفی وزیر اعظم حلب کے گورنر جنرل مقرر کئے گئے ہیں۔

مصر سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے کہ ڈیوک آف ڈیون شائر ایسے متحمل مزاج اور آل انڈیا مدبر کی اس تقریر سے کہ انگریزی قوم اور دول اجنبیہ کو ہر امر کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور ٹائمز کی بحری طاقت پر زور دینے۔ لنڈن و ممالک غیر کے تبادلوں کے مذبذب ہو جانے اور سفیر انگلستان متعینہ واشنگٹن کی امریکہ کو ساتھ ملانیکی کوشش کرنیسے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ صورت حال سخت خطرناک ہو رہی ہے۔ اور اسبات کا بڑا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ سلطان المعظم ایسی مشکلات کے حادث ہو جانیسے جنکا سنبھالنا اون کے حیطۂ اقتدار خارج ہے۔ لاچار اور سازش و بغاوت سے خوف زدہ۔ سفرائے ممالک غیر کی رنجش آمیز تنبیہوں سے برافروختہ۔ اپنے گرد و پیش کے مذہبی اور پر تعصب

عناصر سے مجبور اور دول یورپ کی باہمی رقابت سے دلیر ہو کر کہیں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں۔ جس سے دونوں مکورہ کو انکی حمایت یا مخالفت میں مجبوراً جنگی کاروائیاں کرنی پڑیں۔ انگلستان نے ابھی سے جابرانہ کاروائیاں کرنیکی دھمکی دیدی ہے۔ اور صوبجات متحدہ سے شامل ہونیکی درخواست کر دی ہے۔ لیکن روس اور فرانس پیشرو بننے سے کبیدہ خاطر ہو رہے ہیں۔ اور بیدلی سے اُسکے ساتھ شامل رہے ہیں۔ چنانچہ ان سلطنتوں نے اگرچہ انگلستان کے ساتھ ملکر بالعالی کو متفقہ یادداشتیں تو بھیجی ہیں۔ لیکن سابقہ تجربوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ عملی طور پر متفقہ کارروائی کرنا اور معنی رکھتا ہے۔ فارسی مشرقی مسئلہ کی اس تیزی سے چھڑ جانیکے علاوہ دور مشرق میں بھی (یعنے چین کیطرف) تباہی بخش آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ اور ان سب باتوں کو اگر مدنظر رکھا جاوے۔ تو معلوم ہو جائیگا کہ ڈیوک آف ڈیون شائر کی تقریر بڑے گہرے معنے رکھتی ہے۔ اور سرسری طور پر ٹالدیئے جانیکے قابل نہیں ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

اخبار ٹائمز کا نامہ نگار قاہرہ سے لکھتا ہے۔ کہ علمائے مصر نے قسطنطنیہ میں اپیل کیا ہے کہ ایک توپ کی افسر نے تیس ہزار پونڈ رشوت لیکر تین لاکھ پونڈ کی رقم غیر مستحق اشخاص کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ کہتے ہیں کہ گر سلطان المعظم نے ہماری داد رسی نہ کی تو ہم انگلستان سے اپیل کرینگے +

سلطنت روم کے میدانی توپخانہ میں ۲۵۲ باتریاں اور پہاڑی توپخانہ میں ۵۰ باتریاں فی باتری چھ چھ توپ کی ہیں جو کل کرپ کی ساخت کی ہیں۔ قلعوں کی توپیں انسے علیحدہ ہیں اور وہ بھی یا کرپ کی ساخت کی ہیں یا کرپ ہی کے نمونہ پر قسطنطنیہ کے شاہی توپخانہ میں تیار کیگئی ہیں +

دمشق میں فرانسیسی قونسل گاڑی پر سوار جا رہا تھا۔ کہ چند لڑکوں نے گاڑی میں خربوزوں کے چھلکے پھینکنے شروع کر دیئے۔ اردلی نے اُتر کر ڈانٹا تو بازار والوں نے اُنکی حمایت کر کے اُسکو سخت سُست کہا جسپر قونسل صاحب گاڑی سے اُتر آئے۔ لیکن تماشائیوں نے انکو بھی ذلیل کیا۔ انہوں نے اس امر کی والی کے پاس شکایت کی۔ جسنے اُس محلہ کے ۱۲۰ اشخاص کو زیر حراست کر دیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ روسی قونسل کی بھی دمشق میں اسیطرح بیحرمتی کیگئی ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر مضامین

اینگلو انڈین اخبار سول ملٹری گزٹ گورنمنٹ کو نصیحت کرتا ہے کہ مشرقی سلطنتوں سے مہذب دولوں کی طرح درباری سفراء و محکمہ ہائے خارجیہ کی وساطت سے نام و پیام کرنا بالکل بے سود ہوتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے بلکہ سرزمین یورپ سے نکل کر جسوقت ہم مشرقی سمندروں میں جا پہنچیں۔ تو صرف جنگی جہازوں کے کپتان ہی بخوبی عہدہ ایلچیوں کا کام دیسکتے ہیں۔ مشرقی سلطنتوں سے ہمارے مہذب ہمعصر کی مراد سلامت ہائے روم چین و جاپان ہیں دیکھیے گورنمنٹ اس مدبرانہ نصیحت پر کاربند ہوتی ہے یا نہیں +

ہفتہ مختتمہ ۱۸۔ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۱۰۔ نومبر۔ تبادلۂ امور طرف کی کمانیں آج نہایت ہی مدہم ہیں۔ اور لنڈن اور ہر اعظم میں ترکی معاملات کی وجہ سے نہایت تشویش ناک حالت طاری ہو رہی ہے +

ایضاً۔ اصلاحات آرمنیا میں لارڈ سالسبری نے کسی طرفداری کرنیکے الزام سے بچنے اور ہمارے ہمعصر مسلمانوں کو جو ملکہ معظمہ کی نہایت ہی وفادار اور امن پسند رعایا میں سے ہیں۔ یہ جتانے کیلئے کہ وہ شہنشاہی گورنمنٹ سے ہمیشہ اُسی غیر طرفداری اور انصاف کی توقع رکھیں جسکے وہ زیادہ از یکصدی سے گورنمنٹ ہند کے برتاؤ سے عادی ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی جگہ عیسائی عہدہ داروں کے مقرر کئے جانیکی سخت مخالفت کی +

ایضاً ۱۱۔ نومبر۔ انجمن اسلام نے کل لنڈن میں ایک جلسہ کے باتفاق رائے لارڈ سالسبری کے شکریہ کا ایک ریزولیوشن پاس کیا کہ لارڈ موصوف نے آرمنیا میں مسلمان افسروں کی جگہ عیسائی عہدہ داروں کے تقرر کی مخالفت کی۔ ریزولیوشن میں یہ بھی اُمید ظاہر کیگئی۔ کہ ترکی ممالک محروسہ کو محفوظ و قائم رکھا جاویگا۔

ایضاً ۱۱۔ نومبر۔ انگریزی پریس نے یک زبان ہو کر لارڈ سالسبری کی تقریر کو جو اُنہوں نے گلڈہال میں کی پسند کیا ہے۔ خاصکر اسکے اس حصہ کو جو ٹرکی کے تعلق تھا اور جسمیں لارڈ موصوف نے سلطان المعظم کو متنبہ کیا تھا +

قاہرہ ۱۱۔ نومبر۔ نوبار پاشا پریسیڈنٹ کونسل اور وزیر داخلہ بوجہ پیرانہ سالی کے مستعفی ہو گیا ہے۔ مصطفےٰ فہمی پاشا اُسکی جگہ مقرر ہوئے ہیں۔ اور رائی پاشا وزیر صیغہ جنگ بنائے گئے +

قسطنطنیہ ۱۲۔ نومبر۔ یروشلیم کے قریب قصبہ نابلوس کے انگریز پادریوں کے مکان پر ایک مجمع نے حملہ کر کے کئی نوکروں کو قتل کر دیا ہے۔ پادری جان بچا کر بھاگ گئے +

کامل پاشا باوجود بیمار ہونے کے براہ سمندر سمرنا جانے پر مجبور کئے گئے ہیں +

پیرس۔ ۱۲۔ نومبر۔ ایک خاص فرانسیسی بیڑہ آج مشرقی سمندروں کیطرف روانہ ہوا ہے +

قسطنطنیہ ۱۲۔ نومبر۔ خبر ملی ہے کہ زیتون کی قلعہ گیر فوج نے باغیوں کے آگے ہتھیار رکھدیئے ہیں بالعلائی اور ریزرو فوج کو جھنڈوں کے تلے جمع ہونیکے لئے طلب کیا ہے اور اُسکا ارادہ اناطولیہ کے ہر ایک کارآمد ناکہ پر قبضہ کر لینے اور ہنگاموں کے فرو کرنے کے لئے ایک سبکسار دستہ بنانیکا ہے +

لنڈن ۱۲۔ نومبر۔ ٹائمز نوبار پاشا کے مستعفی ہونے پر نہایت افسوس ظاہر کرتا ہے کہ مشرقی مدبروں میں وہ ایک نہایت ہی لائق اور مشہور شخص ہے۔ فہمی پاشا نوبار پاشا کی پالیسی کو قائم رکھیں گے۔ اور وہ ثابت کر چکے ہیں کہ وہ برٹش خیالات کے طرفدار ہیں +

روم ۱۳۔ نومبر۔ اطالین بیڑہ کو بحیرہ لیوانٹ جانیکا حکم دیا گیا ہے +

ایضاً۔ بعد کی خبر۔ اطالین بیڑہ غالباً انگریزی بیڑہ کو سالونیکا میں جا ملیگا +

قسطنطنیہ ۱۳۔ نومبر۔ بالعالی نے ایک سرکلر جاری کرکے گورنران صوبجات کو بڑی مستعدی سے امن قائم کرنیکا حکم دیا ہے لیکن اس کام کیلئے روپیہ اور فوجیں بکفایت موجود نہیں ہیں +

لنڈن ۱۴۔ نومبر۔ آسٹریا بحیرہ لیوانٹ میں جنگی جہاز بھیجنے والا ہے۔ دول ترکی معاملات کی نسبت دائما کو مقام بحث مقرر کرکے تبادل آرا کر رہی ہیں +

سینٹ پیٹرزبرگ ۱۴۔ نومبر۔ پانچ روسی جنگی جہازوں کو فوراً لیوانٹ کیطرف جانیکا حکم ملا ہے +

قسطنطنیہ ۱۴۔ نومبر۔ پیرا (قسطنطنیہ کا ایک محلہ) میں سونیکے بانواط آجانے پر لوگوں نے خوف زدہ ہوکر بنکوں سے جو لگاتار روپیہ نکال لینا شروع کر دیا تھا۔ وہ مہنگاب ختم ہوگیا ہے۔ اور اعتبار اب پھر قائم ہوگیا ہے +

لنڈن ۱۵۔ نومبر۔ گورنمنٹ صوبجات متحدہ امریکہ نے ایک بیڑہ جہازات کو بحیرہ لیوانٹ جانیکا حکم دیا ہے +

تازہ ترین خبر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ صوبہ لبنان میں تشویش اور بے امنی پھیلی ہوئی ہے اور دمشق کے مسلمان عیسائیوں اور کمزور ترکی گورنمنٹ دونوں کے برخلاف سخت پرجوش ہو رہے ہیں +

ٹائمز اپنے خاص نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کی مرسلہ تار خبر کے حوالہ پر لکھتا ہے۔ کہ ترک بڑی مستعدی سے جنگی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ڈارڈنلز میں افواج قلعہ گیر دوگنی کر دیگئی ہے۔ اور دہانہ ڈارڈنلز سے پرے جزیرہ ٹنی دوس میں دن اور رات کی دیدبانی کرنے اور اعدا کی حرکات کا خیال رکھنے کیلئے پہرہ دار مقرر کئے گئے ہیں +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

۹۔ کی شب کو لارڈ سالسبری نے لارڈ میور کی دعوت پر بمقام گلڈہال دوران شائے تقریر کہا کہ "روس اگر بندرا تھریس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ تو انگلستان بھی اُسطرف ہر ایک اجتماع کیلئے خواہ وہ جنگ کے لئے ہو یا تجارت کیلئے۔ ہمہ تن تیار ہے۔ اور اُس شخص سے بڑے استقلال کے ساتھ نظر ملا سکتا ہے۔ جو یہ خیال کرتا ہو کہ ہمکو اُس ذخیر ملک سے باہر نکال سکتا ہے" میں لارڈ بیکنسفیلڈ کے یہ الفاظ ناظرین کو یاد دلاتا ہوں کہ "ایشیا میں ہم سب کیلئے کافی جگہ ہے" مجھے اسمیں شک ہے کہ سلطان آرمینیا میں ضروری اصلاحات جاری کرینگے لیکن تمام دولتیں یورپ کے امن کو قائم رکھنے میں یکساں ساعی و خواہشمند ہیں۔ اور اگر سلطان نے اصلاحات مطلوبہ کو جاری نہ کیا۔ تو ترکی گورنمنٹ کا ضرور خاتمہ ہو جائیگا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ دول یورپ ترکی کے قیام کی ضرورت تسلیم کئے ہوئے ہیں اور یورپ میں تباہی بخش جنگ کے چرچا سے بچتی ہیں۔ دول یورپ کے باہم ملکر کارروائی کرنے کی طرف مائل ہونے اور علیحدگی کے مہیب خطرہ کو سمجھنے سے مجھپر بڑا گہرا اثر پڑا ہے +

ولایت کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ قراسو ۔ سوداونیا اور ایشیائی روم کے دیگر مقامات میں بھی عیسائیوں نے بلوے کئے ہیں ۔ اور دول ثلاثہ کے سفراء نے باب عالی کو یہ نوٹ بھیجنے کا فیصلہ کر لیا ہے ۔ کہ حسب مسودہ اصلاحات گورنروں کی قابل اعتراض تقرری پر انکو معترض ہونیکا حق حاصل ہوگا +

اطلاع ملی ہے ۔ کہ اہل مقدونیہ کے ایک مسلح گروہ نے جو ایک ترکی گاؤں کو تباہ کر کے واپس جا رہا تھا ۔ ترکی فوج کا جو اسکے تعاقب میں بھیجی گئی تھی ۔ بڑی کامیابی سے مقابلہ کیا ۔ اور ۲۵ سپاہیوں کو قتل کر کے باقی ماندہ کو بھگا دیا +

مصر کے محکمہ آبپاشی کی رپورٹ بابت ۱۸۹۳ء شائع ہو گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں زراعت نے پچھلے چند سالوں میں بہت ترقی کی ہے ۔ اور وہ بیل میں بھی حسب دلخواہ طغیانی آتی رہی ہے ۱۸۸۸ء میں کپاس کی پیداوار ۲۰ لاکھ قنطار تھی ۔ جو اس سال باوجود طرح طرح کی بیماریوں اور کیڑا پڑ جانے کے ۵۲ لاکھ قنطار ہوئی ۔ شکر ۱۸۸۳ء میں صرف ۳۰۵۰ ٹن تیار ہوئی ۔ لیکن ۱۸۹۳ء میں ۶۹۰۰۰ ٹن کی معقول مقدار تک پہنچ گئی ۔ کل خرچ اس محکمہ پر سال زیر رپورٹ ۱۷۰۰۰ پونڈ ہوا جس میں ۹۰۰۰ پونڈ ان کاموں پر خرچ ہوا ۔ جو پہلے بیگار کے ذریعہ سے مفت کرائے جاتے تھے ۔ جنوبی مصر میں بائیکو نکاس کا کچھ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے زراعت کو سخت نقصان پہنچتا تھا ۔ اس سال نوے میل نکاس کیلئے نہر تیار کر لیگئی ہے ۔ پچھلے بارہ برسوں میں بارہ سو میل لمبی نالی تیار ہو چکی ہے ۔ جو ۱۴ لاکھ ایکڑ زمین سے پانی کو نکالتی ہے ۔ جنوبی اور وسطی مصر میں مزروعہ رقبہ ۲۰۷۰ لاکھ ایکڑ ہے ۔ یعنی ابھی ۳۳ لاکھ ایکڑ زمین پر نکاسی آب کا کوئی بندوبست نہیں ہوا لیکن ایسی اراضیات پر نالیاں نکاس کا بنانا جہاں بوقت ضرورت پانی بکفایت میسر نہ ہو سکتا ہو ۔ کسی قدر مضر امر سمجھا گیا ہے ۔ فی ایکڑ تقریباً ۶ شلنگ پر روپیہ بنانے پر صرف آتا ہے اس سال ۲۰ میل نئی نہریں بنائی گئیں ۔ جن سے کل ہیزان ان نہروں کی لمبائی ۳۰ میل ہو گئی ہے ۔ مصر میں نیشکر کی کاشت کرنا بڑا فایدہ مند تصور ہوا ہے +

پیرس کے مشہور ساہوکار بانشیو رالی یون کی میم صاحبہ نے قسطنطنیہ کے محتاج خانہ اور میونسپل ہسپتالوں کو پانچہزار تیمیں بھیجی ہیں ۔ جس فیاضی کے صلہ میں اعلیٰ حضرت سلطان المکرم نے لیڈی صاحبہ کو طبقہ شفقت کا اعلیٰ نشان عطا فرمایا ہے +

مشہور مفسدہ پرداز کنین میک کول صاحب نے مسئلہ آرمینیا اور حضور سلطان المعظم کو چھوڑ کر امیر عبد الرحمن خان صاحب والی دولت خداداد افغانستان کیطرف توجہ مبارک کو مبذول کیا ہے اور رسالجات فورٹ نائٹلی ریویو و کولٹری ریویو میں حضور ممدوح کے برخلاف اندھا دھند مضامین شایع کر رہے ہیں +

عرب اور کردستان کی طرف سے ہر روز تازہ درخواستوں کے آنے پر کہ ان کے لڑکوں کو بشکتاش کے مدرسہ

عشیرت میں داخل کیا جاوے۔ ارادہ سنیہ ظاہر فرمایا گیا ہے۔ کہ اس مدرسہ میں ایک جماعت کھول دیجاوے ✦
اعلیحضرت خلافت پناہی نے اسلامبول کے مدرسہ محمد آغا کی فقہ پڑھنے والے طالب علموں میں تقسیم کئے جانیکے لئے مقدر روپیہ اور ماکولات ارسال فرمائیے ✦
گورنمنٹ عثمانیہ نے طبقہ سینٹ جوسف کی خواہروں کو حلب میں ہسپتال تعمیر کرنیکی اجازت عطا فرمائی ہے
سالونیکا میں دار الخلافہ کی انجمن کے نمونہ پر ایک طبی مجلس قایم کیگئی ہے۔ جس میں ۳۰ ڈاکٹر ممبر ہیں۔ اور ڈاکٹر اسکندر پاشا اسکے میر مجلس ہیں ✦
حکومت سنیہ سلطانیہ نے صوبہ معمورۃ العزیز کے ضلع چار سنجق کے کاشتکاروں کو تخم ریزی کے لئے ۳۰ ہزار قیلوس گندم مرحمت فرمائی ہے۔ ان لوگوں کی پچھلی فصل گندم بوجہ آفت سماوی برباد ہوگئی تھی ✦
سلطنت روس نے اپنی مملکت میں ٹرکی کے خلاف اظہار مخالفت کئے جانے کو گوارا کرنا ترک کردیا ہے۔ قصبہ نفس اسکندر ایوال اور قارص میں کئی معزز اور بارعب شخص روم کے برخلاف جوش پھیلانے کے جرم میں قید اور گرفتار کئے گئے ہیں ان میں مشہور فسانہ نویس ایم کزروس اغنی آرمینی عہدہ دار ٹفلس کمرشل بنک۔ ایم۔ ایوان آغا۔ میرزیان سوداگر ایم اسکندر شیفانیان اور کئی مدرس شامل ہیں ✦
خدیو المعظم کے چچا حسن پاشا کی بیٹی شاہزادی فرید کا حج بیت اللہ سے بخیریت قاہرہ پہونچ گئی ہیں۔ یہ پہلی مصری شاہزادی ہیں۔ جنہوں نے موجودہ زمانہ میں حجاز کا سفر اختیار کیا ✦

هفتہ مذکور کی دیگر مضامین

نوبار پاشا وزیر اعظم مصر بوجہ ضعیفی ۱۱ نومبر کو مستعفی ہوگیا ہے۔ اور اُسکی جگہ مصطفے فہمی پاشا مقرر کئے گئے ہیں نوبار پاشا عیسائی اور ارمنی ہے۔ اُسکی عمر ستر برس کی ہے۔ جو شرگاہ پاسٹون یا پرنس بسمارک کی عمر سے کئی برس کم ہے ضعیفی کا بہانہ محض بہانہ ہے۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ وہ انگریزوں کا بڑا خیر خواہ اور بوجہ قومیت و مذہب ارمنی مفسدوں کا بڑا ہوا خواہ ہے۔ اسلئے سلطان المعظم کو یہ کبھی گوارا نہیں ہوسکتا تھا۔ کہ ایک ایسا شخص انکی نیابت السلطنت کے دربار میں موجود رہے۔ چنانچہ خدیو المعظم کو دار الخلافہ میں شرف باریابی حاصل کرنیکیوقت یہ اپما کردیا گیا تھا کہ اُس شخص کو پہلا موقعہ ملتے ہی برطرف کیا جاوے۔ ورنہ کون شخص خود بخود ایسے عہدہ جلیلہ سے الگ ہونا پسند کرتا ہے۔ مصطفے فہمی پاشا کی تقرری پر اگرچہ انگریزی اخبارات سوفت توڑی خوشنودی ظاہر کررہے ہیں لیکن ناظرین کو خیال رہے۔ کہ یہ وہی صاحب ہیں جنکو دو ڈھیر سال ہوئے خدیو المعظم نے جسوقت وزیر اعظم مقرر کیا تھا۔ تو لارڈ کرومر سخت برافروختہ ہوگئے تھے۔ اور انگریزی گورنمنٹ نے اُنکی آزادانہ پولیسی سے مخوف ہوکر خدیو کو مجبور کیا تھا کہ اُنکی جگہ نوبار

جیسے دشمن وطن یا محسن کش کو مقرر کریں۔ جو واقعہ صاف طور پر ثابت کر رہا ہے۔ کہ انکی یہ تازہ تقرری وزارت خطے اور صدارت کونسل زار پر پولٹکل اسباب پر مبنی ہو سے خالی نہیں ہے اور انگریزی اخبارات اور بالخصوص ٹائمز کا خوشنودی ظاہر کرنا اصل میں اس انگریزی رعب کی پیوتری کو چھپانا ہے۔ جسکے وجود کے سر زمین معمر میں موجود ہو جانیکو تردد بدل بغیر کسی زیادہ غور و تحقیق کرنے کی ظاہر کر رہا ہے +

ہفتہ مختتمہ ۲۵۔ نومبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۱۶۔ نومبر۔ ٹائمز ایک خاص آرٹیکل میں بیان کرتا ہے۔ کہ یہ خیال روبہ ترقی ہے۔ کہ ٹرکی میں مصیبت کے وارد ہونیکو ٹلا دینے کیلئے فوراً کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ اور کردوں کا موجودہ اتفاق سب سے بہترین عمل ہے۔

لنڈن ۱۶۔ نومبر۔ روم میں قوم اور مذہبی جوش اس زور سے بڑھ رہا ہے کہ حکام کیلئے اسکا قابو کرنا مشکل ہوتا جاتا ہے اور یہ شک کیا گیا ہے کہ ہنگاموں کے فرو کرنے میں ترکی سپاہیوں کا اعتبار کیا جائیگا۔ کہ مسلمانوں پر بندوقیں چلائینگے۔ آرمینیا میں ہر ایک جگہ عیسائی نہایت سخت خطرہ میں ہیں۔ بمقام خریوت واقعہ آرمینیا عیسائیوں کو بڑی بیرحمی سے قتل کیا گیا ہے۔ مقتولین کی تعداد آٹھ سو ہے۔ امریکن مشن کی عمارت بھی جسکی مالیت پندرہ ہزار پونڈ لگائی جاتی ہے جلا دیگئی۔ لیکن پادری جان بچا کر بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے +

لنڈن ۱۸۔ نومبر۔ تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایشیائے کوچک کے مختلف مقامات میں عیسائیوں کا قتل عام برابر جاری ہے۔ ارمنی ایجنٹ متعینہ قسطنطنیہ نے بذریعہ تار لنڈن درخواست بھیجی ہے۔ کہ اس خونریزی کے بند کرنے میں مدد دیجاوے۔ نوجوان پارٹی کے سرغنہ سلطان المعظم سے ذاتی دشمنی رکھنے سے انکار کرتے ہیں اور صرف انصاف اور انفرادی آزادی کی خواہش کرتے ہیں +

لنڈن ۱۹۔ نومبر۔ بروئے معتبر خبروں کے اسکندرون اور نواح حلب میں عیسائیوں کا قتل عام ہوا ہے +

لنڈن ۱۹۔ نومبر۔ ترکی حکومت کے برخلاف یمن میں بڑی سخت بغاوت پھیلگئی ہے پینتالیس ہزار عربوں نے جو مذہبی جوش سے مسلح ہیں۔ ترکی افواج کو تین لڑائیوں میں شکست دی۔ اور اب صنعا میں ترکوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں +

قسطنطنیہ ۱۹۔ نومبر۔ آرمینیا اور سلطنت عثمانیہ کے دیگر مقامات میں معاملات کی نازک حالت سے سلطان المعظم سخت متخائف ہو گئے ہیں۔ اور گورنران صوبجات کو بدامنیوں کے فرو کرنے کیواسطے بے درپے تاریں بھیج رہے ہیں۔ اعلیحضرت نے پانچ لاکھ فوج اکٹھی کئے جانیکا حکم دیا۔ لیکن اس حکم کی تعمیل کیواسطے روپیہ موجود نہیں ہے۔ بالعالی اب قرضہ کا انتظام کرے گا +

لنڈن ۱۹۔ نومبر۔ آج شام لارڈ سالسبری نے بمقام برمنگھم ایک جلسہ میں سلطان المعظم کا پیغام پڑھا جو انکو

اعلیٰحضرت کیطرف سے موصول ہوا ہے۔ اور جس میں حضرت سلطان المعظم فرماتے ہیں۔ کہ انکو لارڈ موصوف کی دعوت گلڈہال کی تقریر پڑھکر سخت رنج ہوا۔ جس میں اُنہوں نے اصلاحات کے آرمینیا میں جاری کئے جانے کے متعلق شبہ ظاہر کیا تھا اسلئے حضرت اپنے سخن عزت کی قسم پر یقین دلاتے ہیں۔ کہ اصلاحات ضرور جاری کیجاوینگی۔ اور وہ اس معاملہ میں بذات خاص نگرانی فرماوینگے۔ آخر میں اُنہوں نے یہ اُمید ظاہر کی ہے کہ لارڈ سالسبری ایک دوسری تقریر کرکے سلطان المعظم کا منشا اور ارادہ پبلک پر واضح کردینگے ✦

اسکے بعد لارڈ موصوف نے اس استفاق کے قائم رکھی جانے پر زور دیا۔ جو دول یورپ میں اسوقت موجود ہے۔ اُنہوں نے افسوس کیا۔ کہ سلطان المعظم کے اردگرد لائق اور بھادر شخص نہیں ہیں۔ اور کہا کہ نئی قوانین لائق گورنروں کا کام نہیں دیسکتے ✦

لنڈن ۔ ۲۰۔ نومبر۔ لارڈ سالسبری نے جو کل بمقام برائٹن سپیچ کی تھی۔ اُس میں اسبات پر بھی زور دیا تھا۔ کہ ہمیں اپنی بحری قوت کو قائم رکھنے کی بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ گو سلطنت روم کے جلدی نیا منشیا ہو جانے کی امید نہیں ہے لیکن پھر بھی ممکن ہے کہ وہاں اور نیز دیگر ممالک میں کچھ ملکی اور پولیٹیکل تغیرات واقع ہوں۔ جنکے لئے ہمارا بہادر برطانیہ تیار رہنا لازمی ہے ✦

قسطنطنیہ ۲۰۔ نومبر۔ روسی سفیر ایم۔ نیلی ڈوف نے آج میدان کے کیتھولکوں کے سیوریل کے جواب میں کہا ہے کہ اکثر آرمینیوں نے ان ہنگاموں کو برپا کیا ہے۔ جن میں عیسائی ترکوں کے ہاتھ سے قتل کئے گئے ہیں۔ اور وہ آرمینیوں کو نصیحت کرتا ہے۔ کہ اس بیہودہ امید کو چھوڑ دیں کہ یورپ مداخلت کریگا۔ بلکہ اُن کو باہم ملکر اس نئے انتظام کی مدد اور اعانت کرنی چاہیئے ✦

قسطنطنیہ ۲۱۔ نومبر۔ سفرائے دول نے سلطان المعظم سے درخواست کی ہے۔ کہ ہر ایک سفارت کو قسطنطنیہ میں ایک ایک دوسرا حفاظتی جہاز رکھنے کی اجازت عطا فرمائی جاوے ✦

وائینا ۔ ۲۱۔ نومبر۔ ہنگریا کے وزیر اعظم نے آج ایک تقریر میں کہا کہ طاقتوں کے کہنے سننے سے نہایت ہی اطمینان بخش اثر پیدا ہوا ہے۔ اور اسکی وجہ سے باب عالی نے عیسائیوں کی حفاظت کرنے اور اُن اضلاع میں جہاں فساد برپا ہوئے ہیں امن قایم کرنیکا پختہ ارادہ کرلیا ہے۔ اُسنے یہ بھی کہا کہ کُل طاقتیں امن اور ملکی صورت موجودہ کو قایم رکھنے پر بالکل متفق ہیں اور انہوں نے بحیرہ لیوانٹ میں صرف اسی مقصد کیلئے اپنی بحری بیڑے بھیجے ہیں۔

قاہرہ ۲۱۔ نومبر۔ آج انگلستان اور مصر کے درمیان ایک زبردست معاہدہ بروہ فروشی کے بارے میں ہوا ہے۔

لنڈن ۔ ۲۲۔ نومبر۔ سلطان المعظم نے ایک خاص کمیشن تقرر کی ہے۔ کہ اناطولیہ میں امن قایم کرنیکے لئے جو تدابیر کیگئی ہیں۔ الخ

نتیجہ سے شب و روز اطلاع دیتی رہے۔ کہا گیا ہے کہ سلطان المعظم نے ضروری فرمان جاری کر دیئے ہیں۔ کہ سفراے دول ایک ایک جہاز حفاظتی اور بڑھا لیں۔ ارادہ کیا گیا ہے کہ تمام دول کے ان جہازوں کے بحری سپاہیوں کی تعداد ٹھیک ایک ہزار ہو جاوے۔ باب عالی نے گو ان صوبجات کو بندرایہ نارتا کسدی کہ بدامنیوں کو رفع کریں۔

ہفتہ مذکور کی مضامین

پارلیمنٹ صوبجات متحدہ کے ممبر سر ٹیننڈ لرصاحب اپنے اخبار میں ایک خاص مضمون لکھکر پیش گوئی کرتے ہیں۔ کہ صوبجات متحدہ و برطانیہ کلان میں ضرور لڑائی ہوگی۔ برطانیہ کلان صوبجات متحدہ کی ملاوٹ سے اغراض کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اور دوسری قوموں کے برخلاف بلا وجہ ناحق حملہ آور ہوا کرتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ نکلیگا کہ لڑائی ہو۔ اس لڑائی میں روس صوبجات متحدہ کا معاون ہوگا۔ اور اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ بیڑا ہمکو ملجاویگا۔ اُدھر دوسری طرف شاہی بحری صیغہ کے کپتان کمبر صاحب سالنامہ فورٹ نائٹلی ریویو میں ایک مضمون بعنوان "انگلستان کی خارجی حکمت عملی" بڑے زور شور سے تحریر کرتے ہیں اور اُسمیں گورنمنٹ برطانیہ کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ ٹرکی وغیرہ کی طرفداری چھوڑکر روس کو اپنا مخلص دوست بنانیکی کوشش کرے۔ فرانس ہمارا کبھی خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ اُسکا بچہ بچہ تک انگریزوں کے خون کا پیاسا ہے۔ ہمارے موجودہ دوست دول ثلاثہ (جرمنی۔ آسٹریا۔ اور اٹلی) پر کبھی بھروسہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اڑے وقت ہمارا ساتھ دینگے۔ اسلئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہم روس کو اپنے ساتھ ملالیں اور اسات کی کچھ پروا نہ کریں۔ کہ وہ قسطنطنیہ لینا چاہتا ہے یا ایشیائے کوچک پر کیونکہ سے ہمکو کبھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ مصر کی فوجوں کو تو اعدواں بنانے سے ہمارے واسطے ایک زبردست دشمن کو تیار کر رہے ہیں۔ مصر ہمکو فوراً خالی کر دینا چاہیئے۔ اُسکا قبضہ ہمارے مقبوضات کی نگہداشت میں کوئی مدد ہمکو نہیں دیسکتا۔ ہماری تجارت کی توسیع و ترقی اور مقبوضات و سلطنت کی سلامتی کیواسطے روس کی دوستی سے بڑھکر کوئی اور چیز کفیل نہیں ہو سکتی الخ۔ کپتان مذکور اپنے دعوی کی تائید میں بہت سے دلائل پیش کرتے چلے گئے ہیں۔ جنکا مفصل ذکر کرنا باعث طوالت ہے۔ قصہ مختصر دیکھنا یہ ہے کہ دیکھئے ہماری گورنمنٹ کی پالیسی کس کروٹ بیٹھتی ہے۔ ابھی تک یہی معلوم ہو رہا ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ ایک مذبذبانہ چال چل رہی ہے۔ آج اس پہلو پر ہے۔ تو کل دوسرے پہلو پر۔ کبھی روس سے صلح اور ٹرکی سے مخالفت کبھی ستے۔ اور دوسری ہی دن خبر آجاتی ہے کہ روس سے بگڑ گئی اور خدا ان سے آشتی ہو گئی ہے۔ بہرکیف صورت حال اس امر کی متحمل ہو رہی ہے۔ کہ اس پر آشوب زمانہ میں ایک مستحکم پالیسی اختیار کرکے اُسکی تکمیل پر کوشش کیجاوے ورنہ تذبذب اور حیرا ہمیشہ کا نتیجہ اکثر اوقات مضر ہوتا ہے۔

ہفتہ مختتمہ ۲ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تاریخی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ۔ ۲۲۔ نومبر۔ حلب کے نزدیک بمقام عین تاب عیسائیوں کے تازہ کشت و خون ظہور میں آئی ہیں اور وہاں دو معمار مارے گئے ہیں۔ بمقام مراش بھی بہت سے عیسائی مارے گئے ہیں۔

ایضاً۔ متوسط البانیا میں بے عملی و بدنظمی مستولی ہو رہی ہے۔ اور اسجگہ کے رؤسا باب عالی کی حکومت سے خود سری کر رہے ہیں

لنڈن ۲۳۔ نومبر۔ ٹائمز ایک تار آمدہ از سالسٹوپل کی سند پر لکھتا ہے۔ کہ بحیرہ اسود کا روسی بیڑہ سب طرح لیس کیا گیا ہے۔ اور اوڈیسہ کی فوجیں جنگی کارروائیوں کیلئے بالکل تیار ہیں ✦

لنڈن ۲۴۔ نومبر۔ سر فلپ کری سفیر انگلستان قسطنطنیہ واپس پہنچ گیا ہے ✦

قسطنطنیہ ۲۵۔ نومبر۔ کریٹ سے جو آئی ہے کہ صدر مقام قینیا کے قریب باغیوں اور ترکوں میں لڑائی ہوئی ہے جسمیں ترکوں نے شکست کھائی اور انکے ۴۰ آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ ایشیائی کریٹ میں حالات درست ہو رہے ہیں

سفرائے دول متعینہ قسطنطنیہ یقین کرتے ہیں کہ ترکی معاملات کی درستی کیلئے کانفرس کا انعقاد لابدی ہے مگر دست سوائے سفارت خانوں کے حفاظتی جہازوں کے روکنا کرنیکے وہ کوئی اور کارروائی کرنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن باب عالی اجازت دینے میں ابھی تک عذر کر رہا ہے ✦

لنڈن ۲۶۔ نومبر۔ ترکی مسئلہ کے تعلق کانفرس کی جانیکی کوئی تحریز دول کے روبرو پیش نہیں ہوا اور جملہ سلطنتیں یہی خیال کرتی ہیں کہ کانفرس قائم کرنے کے واسطے کوئی کافی وجہ موجود نہیں ہے ✦

لندن ۲۷۔ نومبر۔ یہ عام مفہوم ہے کہ باوجود باجائی کے عذر الٹنا کے دول اپنے حفاظتی جہازات قسطنطنیہ کو روکنا کرنے پر اصرار

قسطنطنیہ ۲۶۔ نومبر۔ مراش کے امریکن پادری اطلاع دیتے ہیں۔ کہ وہاں ۱۹۔ ماہ حال کو سخت خوفناک کشت خون ہوا ہے اور کئی سو آدمی مارے گئے ہیں۔ ارمنی اندازہ لگاتے ہیں۔ کہ پہلے واقعات میں ۴ ہزار ارمنی ماریگئے ہیں ✦

قسطنطنیہ ۲۷۔ نومبر۔ ترکی وزیر خارجہ نے کل سر فلپ کری بریٹش سفیر کو اطلاع دی۔ کہ حفاظتی جہازوں کے روکنا کر لینے کی اجازت دول اجنبیہ کو ملجاویگی ✦

قسطنطنیہ ۲۹۔ نومبر۔ سلطان المعظم محلسرائے کے ملازمان خاص کے ہاتھ پر جنکا افسر عزت بے ہے از حد چڑھے ہوئے ہیں اور ابھی تک سفارت خانوں کے حفاظتی جہازات کے روکنا کرنیکے واسطے ضروری فرامین صادر فرمانے سے انکار کر رہے ہیں وزراء ہر وقت محل ہمایوں میں حاضر خدمت رہتے ہیں تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ارض روم میں جدید ہنگامے واقعہ ہوئے ہیں۔ جنمیں بارہ ارمنی مقتول و مجروح ہوئے ہیں ✦

ایضاً۔ انگریزی جہاز موسومہ ڈرائیڈ جو انگریزی دارالسفارت کیلئے ایک زائد حفاظتی جہاز مقرر کیا گیا ہے ڈارڈانیلز کے دہانہ پر رکا ہوا ہے کہ سلطان المعظم فرمان اجازت صادر فرمائیں تو آگے بڑھے ✦

قسطنطنیہ۔ ۲۸۔ نومبر۔ باوجودیکہ منگل کے دن ترکی وزیر خارجہ نے سرفاپ کری کو یہ یقین دلایا تھا۔ کہ بابعالی دول اجنبیہ کے حفاظتی جہازوں کا دوگنا کیا جانا منظور کرلیا ہے۔ ابتک اسبارہ میں کوئی فرمان صادر نہیں کیا گیا۔

(روصا۔ ۲۸۔ نومبر۔ آج شام بیت الوکلا میں دوران مباحثہ مگر کرسپی وزیر اعظم اٹلی نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ امن وصلح قایم رہیگی۔ لیکن بدقسمتی سے اگر یہ قایم نہ رہی تو اٹلی کے حقوق کی حفاظت کیجاویگی +

برلن بلینگ نے ان پرزور کوششوں کا ذکر کیا جو اٹلی نے تمام دوستوں میں مصالحت اور اتفاق قایم رکھنے کے بارہ میں کیں۔ اور کہا کہ اب اگر اٹلی غلطی کرے گا اگر اُسنے یہ خیال کیا کہ گذشتہ واقعات کی نسبت بحث مباحثہ اوٹھانیسے منع نہ کرسکیگا اور نیز اگر اُسنے دول اجنبیہ کو اپنی اغراض مصالحت کی بحری حفاظت کرنیسے روکنی کی خواہش کی +

قاہرہ ۲۸۔ نومبر ۱۸۹۶ء کی مصری بجٹ میں ۶۰ لاکھ ۳۵ ہزار پونڈ کی زیادتی خرچ پر دکھائی گئی ہے +

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

گورنمنٹ روس نے گورنمنٹ بلغاریا کو لکھا ہے۔ کہ اگر یہ چار شرطیں مان لی جاویں تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ شرطیں یہ ہیں (۱) پرنس فرڈیننڈ تخت چھوڑ دیوے (۲) معصوم شہزادہ بوریس (فرزند پرنس فرڈیننڈ) کو باپ کے تخت چھوڑنیسے پہلے کلیسیا یونانی کے مطابق بپتسما دیا جاوے (۳) شہزادہ مذکور کے بالغ ہونے تک تین ایجنٹ کارپرداز سلطنت کا کریں۔ اور شہزادہ کا تالیق ایک روسی پادری مقرر کیا جاوے۔ (۴) وزیر صیغہ جنگ روسی ہو۔ کہا جاتا ہے۔ کہ پرنس فرڈیننڈ نے اصولاً ان شرائط کو مان لیا ہے +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے سیجر ثروت بے مرحوم کے خاندان کو جو ہنگامہ قسطنطنیہ میں ۳۰ ستمبر کو شہید ہوا تھا پچاس پونڈ صرف خاص سے عطا فرمائے ہیں +

بوٹھا مخبوط الحواس سٹر گلیڈسٹون اب انگلستان کو مشورہ دیتا ہے کہ جزیرہ قبرس یونان کو دیدیا جاوے ہم پوچھتے ہیں۔ کہ مالٹا اٹلی کو اور جبرالٹر ہسپانیہ کو کیوں نہ دیدیا جاوے + ؟

لنڈن کی اینگلو آرمینین کمیٹی نے بصدارت ڈیوک آف ویسٹ منسٹر ۲۔ نومبر کو ایک جلسہ کرکے سلطان المعظم کی گورنمنٹ کے برخلاف ریزولیوشن پاس کئے۔ اور دول عظام کے پاس درخواست کی ہے کہ انگلستان کیساتھ متفق ہوکر سلطنت عثمانیہ کی عیسائی رعایا کی حفاظت جان ومال اور دین وایمان کا مستقل انتظام کریں۔

آرمینوں کیواسطے آٹھ ہزار پونڈ کے امدادی چندہ کی ایک اور فہرست کھولی گئی۔ پانسو پونڈ اسیوقت اکٹھا ہوگیا۔ یہ رقم بھی بطور سابقہ رقوم کے برٹش سفیر متعینہ قسطنطنیہ کے پاس بھیجی جاویگی۔ کہ اربنی محتاجوں میں تقسیم کیجاوے۔

ترکی سفارت متعینہ برلن نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ غازی عثمان پاشا کی میز پر ایک مفسدانہ خط پڑا ہونے کیوجہ سے محل یلدیز میں ۱۴۔ ۱۵ ارکین خاندان شاہی قتل کئے گئے ہیں۔ ایک جرمن اخبار لکھتا ہے۔ کہ یہ خبر بھی

انگریزوں کی : پسند طبیعت کا ایک نیا گل تھا +

مانٹی نگرو سے خبر آئی ہے۔ کہ بمقام سکوڈر ترکوں اور رومن کیتھولکوں میں خوفناک لڑائی ہوئی ہے جسمیں فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے +

مصر کے علماء دردینے ہیں۔ کہ ملا ابو الہدیٰ جو گذشتہ گرمی سے سلطان المعظم کا شیر خاص ہو گیا ہے اور اسلطانی سے خلع کروا جاوے۔ اُسنے اپنا اقتدار ایسا بڑھا لیا ہے۔ کہ کسی کی فریاد سلطان المعظم تک پہنچنے نہیں دیتا۔ اور مسلمانوں کو اُنکے خلیفہ کیطرف سے بدظن کر رہا ہے۔ علماء جامع ازہر نے ایک طویل عرضداشت مصری گورنمنٹ کی وساطت سے دربار سلطانی میں ارسال کی ہے جسکے اخیر میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ جو تعلق سپاہیوں کو بادشاہ سے ہے وہی تعلق علماء دین کو خلیفہ سے (اس خبر کا ماخذ انگریزی اخبار ہیں)

جاہ عالی نے جو اصلاحات آرمینیا کی منظور کی ہیں وہ یہ ہیں (۱) چند جوڈیشل انسپکٹر جلفاتخانات کا معائنہ کیا کرینگے (۲) ہر ایک صوبہ کی آبادی کے لحاظ سے جندرمہ (مسلح پولیس) اور دہقانی پولیس مقرر کیجاویگی (۳) زمیندار اور دوسری رعایا جب اپنی پھاڑی چراگاہوں کو جائیں تو موجود پولیس اُنکی حفاظت کیلئے ہمراہ جایا کریگی۔ (۴) خانہ بدوش قومیں سرکاری زمینوں پر آباد کیجاویگی (۵) جمیدیہ فوج کیلئے وزیر صیغہ جنگ خاص قواعد منضبط کریگا (۶) چار مبشروں کی ایک کمیٹی بصدارت ڈائریکٹر محکمہ پیمائش ہر ایک لائیٹ اور سنجق میں ملکیت ارضی کے دعاوے کی تصدیق کیلئے مقرر کیجاویگی۔ (۷) ہر سال چار عہدہ دار اس امتحان کیلئے قسطنطنیہ سے بھیجے جایا کرینگے کہ نئے انتظام کے عملہ آمد میں کوتاہی تو نہیں کیجاتی (۸) محاصل کی تحصیل مختار اور محصلان کرینگے۔ جنکو رعایا منتخب کیا کریگی (۹) اجارہ عشر گاؤں میں علیحدہ علیحدہ نیلام ہوگا (۱۰) بیگار قطعاً موقوف کیجاویگی (۱۱) جو اشخاص سرکاری یا غیر سرکاری تر ضونکی علت میں گرفتار کئے جاوینگے اُنکی زمینیں اور مویشی نیلام نہیں ہوں گے +

پوپ روم نے بیروت کے نجیب آفندی البوستانی صاحب کو طبقہ سینٹ گریگوری اعظم کا امتیاز عطا کیا ہے +

۹۰ مسلمان مہاجرین کشتی سے پچھلے مہینہ کی پہلی حجرات کو قسطنطنیہ میں پہنچے۔ جو اسیوقت صوبہ بروصہ بھیجدیے گئے۔ جہاں اُنکو سرکاری زمینوں پر آباد کیا جاویگا +

عثمانی گورنمنٹ نے پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے قبرستان کیلئے بصرہ میں ایک قطعہ اراضی اور چار دیواری بنانے کے لئے نقد روپیہ عطا کیا ہے +

قسطنطنیہ کے جنگی مدارس میں عنقریب ردوبدل ہونیوالا ہے۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہوگا کہ مدرسہ اعلیٰ کی تین جماعتوں میں سے سب سے ادنے جماعت اعدادیہ (درمیانی) مدرسہ کو منتقل کیجاویگی اور اعدادیہ سکول کی تین جماعتوں میں سے سب سے ادنی جماعت رشدیہ (ابتدائی) مدرسہ میں بھیجی جاویگی۔ جبکہ اس انتظام سے اب چار جماعتیں ہو جاوینگی

۲۵ اکتوبر کو بروز جمعہ بطابق کے مسلمان نماز جمعہ پڑھ رہے تھے۔ کہ آرمینوں نے اچانک حملہ آور ہوکر بہت سے مسلمانوں کو قتل کردیا۔ مسلمانوں کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ وہ کچھ عرصہ پتھروں اور لاٹھیوں سے مقابلہ کرتے رہے تھوڑی دیر میں حکام پولیس کچھ فوج لیکر آپہونچے۔ جنکو دیکھتے ہی آرمینیوں نے متعدد مسافر خانوں میں گھسکر انکی دروازے بند کرلئے اور اندر سے بندوقیں مارنی شروع کردیں اور بڑی مشکل سے گرفتار کئے گئے +

ہفتہ وار کوکے مضامین

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۲ دسمبر ۱۸۹۵ء

فی سلطنت عثمانیہ اور اسکی اندرونی حالت

سلطنت عثمانیہ کو صرف عیسائی رعایا کی بغاوت اور دول اجنبیہ کے حملوں کا ہی دن رات اندیشہ نہیں بلکہ ایک اور بہت بڑا چور بھی اسکے گھر میں عرصہ سے نقب لگا رہا ہے۔ اور اگر چندے یہی حالت رہی۔ تو ہمکو اس سلطنت کی بربادی پر کچھ تعجب نہیں ہوگا۔ بلکہ اس امر پر تعجب ہوگا۔ کہ وہ کیسے قایم رہی۔ سلطان المعظم کی سعی و محنت و جانفشانی لیاقت خداداد اور حسن انتظام کے نہ صرف ہم مسلمان ہی بلکہ متعصب سے متعصب عیسائی تک مقر اور معترف تھے۔ اور ہیں۔ مگر اس کیفیت کے معلوم ہونے پر جو ہم آگے چلکر بیان کرینگے۔ اگر ہمیں اعلیٰحضرت پر بالکل بے اعتباری اور بے یقینی نہیں ہوگئی۔ تو اسمیں کچھ بھی شک نہیں کہ جو اعتماد اور بھروسہ ہمکو انپر پہلے تھا۔ اسمیں اب بہت کچھ کمی ہوگئی ہے۔ شاید اسکا جواب یہ دیا جاوے۔ کہ سلطان المعظم بذات خاص تو بہت کچھ اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر انکی پیش نہیں چلتی اور وہ بالکل بے بس ہیں۔ اسصورت میں یہ سوال ہوگا کہ پھر کس کائنات پر فخر و ناز کیا جاتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی جنگی اور مالی حالت بہ نہایت مضبوط ہے۔ بقول مرزا حیرت صاحب[1] دارالسعادت جواہرات اور سیم و زر سے مالا مال ہے۔ اور مرد بیمار صرف تندرست ہے۔ بلکہ اعدا کا قافیہ تنگ کرنے کیواسطے کافی توانا اور مضبوط ہوگیا ہے۔ دارالسعادت کے زر و سیم سے مالا مال ہونیکا قصہ شاعرانہ بندپروازی اور بے حقیقت فسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور اسکی بہر پور یکی کیفیت اسی سے معلوم ہوسکتی ہے۔ کہ ۱۸۷۹ء میں روزمرہ کے اخراجات کے واسطے بھی کوئی روپیہ خزانہ عامرہ میں نہیں رہگیا تھا۔ اور اعلیٰحضرت کو اپنے سیمین و طلائی ظروف کے تکسال میں بھیجنے کی مجبوری پیش آئی تھی۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ ان گھر کے جواہرات سلطان کے پاس بے تعداد مالیت کے ہیں۔ لیکن پہلے اونکو لاکھوں روپیہ خرچ کرکے اسٹرڈم کے الماس تراشوں سے درست کرایا جاوے تو وہ موجودہ زمانہ کے مذاق کے مطابق قابل فروخت ہوسکتے ہیں۔ مگر اس درستی کے بعد بھی انکا خریدار کھاں سے پیدا ہوگا۔ وہ زمانہ ہی نہیں رہا۔

[1] مرزا صاحب کا یہ مضمون تفہیم مدعا کے لئے اس مضمون کے اخیر پر درج کیا جاتا ہے۔ (مولف)

کہ اس قسم کی بے مصرف چیزوں کی بجہ۔ فذر و منزلت کیجاوے۔ آجکل کے جواہرات آہنی جہاز اور کرب توپیں ہیں۔ سوائے حضور نظام کے ہمنے موجودہ سلاطین یا امرا میں سے کسی کا نام نہیں سُنا جنسے مدت العمر میں پچاس لاکھ کے جواہر بھی خرید کئے ہوں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ ہم اس امر کے ماننے کو تیار ہیں کہ فوجیں آراستہ ہیں مالی حالت سنبھلی ہوئی ہے۔ اور اشد ضرورت کے وقت سلطان المعظم حوض میں غوطہ لگا کر ایک آہنی برج میں سے جسقدر سونا چاندی اور لعل الماس چاہیں باہر نکال سکتے اور اپنے مصرف میں لا سکتے ہیں۔ لیکن اس بے بسی کا کیا علاج کہ شیران و بار ہمایوں سے لیکر ایک نئے ڈسپارٹمنٹ کے اعلےٰ عہدہ داران تک اکثر وہ شخص ہیں جو نہ صرف غیر مذہب کے پابند ہیں۔ بلکہ غیر ممالک اور مخالف سلطنتوں کے جاسوس باکم از کم انکی وفادار اور مستعد ایجنٹ اور گماشتے ہیں۔ ایک لاکھ نمک حلال اور جانباز سپاہی اُس نقصان کی تلافی نہیں کر سکتے۔ جو ایک نمکحرام جرنیل کی بے ایمانی سے پہنچے۔ ایک سو خیر خواہ وزراء کی جان تو اکو شیں اس زخم کو مندمل نہیں کر سکتیں۔ جو ایک نمکحرام رازدار سلطنت کو کسی نازک وقت پر پہنچا سکتا ہے۔ نپولین بونا پارٹ کئی لاکھ جانثار بہادروں کے دلوں کا مالک اس بے ایمانی کا شکار ہوا۔ سلطنت عباسیہ کا چراغ اسی نمکحرامی کی بدولت گل ہوا۔ ہندوستان اسی کیوجہ سے آماجگاہ اغیار بنا۔ اور خود سلطنت عثمانیہ کئی صدیوں سے اسی بلائے بے درمان کے احت حضیض ادبار میں گرتی چلی جا رہی ہے۔ مگر افسوس صد ہزار افسوس عبد الحمید سا لائق سلطان۔ جسمیں کل دنیائے اسلام کی امیدیں مجتمع ہو رہی ہیں اُسکا کوئی علاج نہیں کر سکتا۔

اعلیحضرت خلافت پناہی کے اپنے بکاگر یا اور ان فوج خاص میں ایک یا ورہ برن۔ وان گلش پاشا جو منی عیسائی ہے جو جنگی منسٹا کا پریسیڈنٹ بھی ہے۔ دوسرا یاور ایک اور جرنس جنرل کیمیفو پاشا ہے۔ اور یہ بھی جنگی منسٹا کا ایک اعلےٰ عہدہ دار ہے۔ تیسرا یاور ایک آسٹرین جنرل مسٹر شنی پاشا ہے۔ جو ساتھ ہی وزارت داخلیہ کے ایک ممتاز عہدہ پر مامور ہے جو تنہا ایک آلمین جنرل و تالیس پاشا ہے۔ جو تر کی صیغہ تجریہ کا بھی ایک افسر ہے۔ وزیر مختار خاص ہز ایکسیلنسی نیکائیل پاشا ایک منی عیسائی ہے۔ ایلچی مختار خاص ہز ایکسیلنسی ماروخنی پاشا ایک ارمنی ہز ایکسیلنسی نیکولائی ہز ڈائرکٹر ایسپرل سیکرٹریٹ بھی یونانی ہے۔ علاوہ ازیں وزارت جنگی درحقیقت جرمنیوں کے ہاتھ وزارت بحریہ انگریزوں کے قبضہ میں۔ وزارت صیغہ خارجیہ تمامتر آرمینیوں کے پاس۔ وزارت معدلت عامہ یونانی اور آرمینیوں کے ہاتھ میں۔ وزارت انتظام اندرونی آرمینیوں کے اقتدار میں۔ وزارت تعمیرات عامہ فرانسیسی اور آرمینیوں کے زیر دست۔ وزارت تعلیم عامہ بالکل فرانسیسیوں کے تصرف میں۔ اور محکمہ جات ڈاک تلغرافی اور زراعت و فلاحت سرے پاؤں تک آرمینیوں منشا عیسائیوں کے ہاتھ میں ہیں۔

اب بتائیے۔ یہ ایک اسلامی سلطنت ہے کہ معجون مرکب۔ جس سلطنت کی کل تار و پود غیر ملک اور غیر مذہب کے لوگوں کے ہاتھ میں ہوں۔ اس ملک کا خدا ہی حافظ و ناصر ہو سکتا ہے۔ ورنہ اسکا بچا رہنا عجائبات روزگار سے کم نہیں اس سے بڑھکر کیا لاچاری ہو سکتی ہے۔ کہ اگر کسی غیر مسلم وزیر یا عہدہ دار کی نمکحرامی معلوم ہو جائے تو

تو اعلیٰحضرت اسے برطرف نہیں کر سکتے۔ کسی نہ کسی غیر سلطنت کی اغراض اُس سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اور اگر شاذ و نادر وہ کبھی موقوف بھی کر دیا جاوے۔ تو اُسکی معاون سلطنت اُسے پھر بحال کرا دیتی ہے۔ بطور مثال ہم اسوقت ایک شخص کا نام پیش کئے دیتے ہیں۔ ہز ایکسلنسی آرتین داویان پاشا ایک ارمنی عیسائی ہے۔ باوجودیکہ ترکی وزارتیں پچھلے دس پندرہ برس میں کئی دفعہ بدل چکی ہیں۔ مگر وہ برابر مدت مدید سے نایب وزیر صیغہ خارجیہ چلا آتا ہے۔ اور اُسکی نمک حلالی کا یہ ادنیٰ ثبوت ہے۔ کہ جسوقت ارمنی باغیان قسطنطنیہ سے دریافت کیا گیا کیا چاہتے ہو۔ تو جواب ملا کہ آزادی و خود مختاری۔ پھر پوچھا گیا۔ اپنا بادشاہ کسکو بنانا چاہتے ہو۔ تو اُنہوں نے جوابدیا کہ پرنس آرتین داویان پاشا کو۔ ممکن ہے۔ یہاں یہ سوال اوٹھایا جاوے۔ کہ یہ ارمنی باغیوں کی خواہش تھی نہ کہ خود اُسکی۔ اچھا اسے جانے دو۔ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ وہ روسی سفیر سے ایسا خلط ملط ہے کہ کوئی روسی ہی ایسا نہیں۔ چنانچہ اوسکی نمکحرامی اور بدذاتیوں سے تنگ آکر عالیجناب سعید پاشا سابق وزیر اعظم نے بکرات ومرات عتبۂ سلطانی میں اُسکے الگ کر دینے کی التجا کی۔ لیکن سلطان المعظم روسی سفیر کے کہنے سُننے کیوجہ سے ٹالدیتے رہے۔ آخر کار سعید پاشا نے صاف صاف عرض کر دیا کہ اگر آرتین کو برطرف نہیں کرنا تو بندہ کا استعفا منظور فرمایا جاوے۔ جسپر سلطان المعظم نے داویان کو برطرف کر دیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جناب سعید پاشا کے وزارت عظمےٰ سے مستعفی ہونے پر سفیر کی سعی و سفارش سے وہ پھر بحال ہو گیا۔ اب فرمایئے جہاں یہ کیفیت ہو۔ وہاں جانبازِ ترک سپاہی کیا کر سکیں گے۔ اگر سلطان المعظم نے عیسائی سلطنتوں سے دلکیر پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ اور ان کافر انِ نعمت کو سیاہ و سفید کا مالک بنا یا ہوا ہے۔ تو پھر ظاہری کہٹراگ اسلامی حکومت کاہی کا ہیکو بنا رکھا ہے۔ کہہم کہلا ملک عیسائی سلطنتوں کے حوالہ کیوں نہیں کر دیا جاتا۔ اب بھی وہی مالک ہیں پھر بھی وہی ہوں گے۔ اور اگر واقع سلطان المعظم کو اپنی قوم و مذہب کے لائق آدمی میسر نہیں آتے اور نہ ترک لائق ہونیکی کوشش کرتے ہیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط اکیلے سلطان المعظم یا غازی عثمان و غازی احمد مختار کیا کر سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ بد انتظامی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ سلطنت عظمےٰ کے کسی نہایت ہی دلی رفیق اور خیر خواہ سلطنت کے طفیل یمن کو عربوں کی بیالیس ہزار ملٹینی رائفلیں بہم پہونچ جاویں۔ اور وہی سلطنت عرصہ سے اُنکو بغاوت پر تیار کر رہی ہو۔ مگر حکام صوبجات کے خُون تک نہ جلی اور اُنکو اسوقت ہوش آئی جبکہ سرکاری فوج کو پے در پے چند شکستیں ملگئیں۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ دو ہفتہ سے اس بغاوت کے متعلق کوئی اور خبر نہیں آئی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کا انتظام معقول ہو گیا ہو گا۔ ورنہ اگر صورت دگرگوں ہوتی۔ تو حضرت روٹر صاحب جو ترکی کے برخلاف تاروں کو بھیجنے پر اودھار کھائے بیٹھے ہیں۔ کبھی نہ چوکتے اسی طرح سے اس ہفتہ کی تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ دول اجنبیہ کا جوش و خروش کچھ مدھم پڑ گیا ہے اور قضیۂ نامرضیہ روبا صلاح ہو رہا ہے۔ البتہ اٹلی کے وزیر اعظم اور وزیر صیغہ خارجیہ نے

اب اخیر پر اگر کچھ نصیحت و مشورہ دیا ہے کہ وہ بھی پانچوں سواروں میں گنے جاویں۔ مگر یہ اب باسی کڑھی میں اُبال ہے۔ اور اُنکا نبانی جمع خرچ چنداں قابل غور نہیں ہے۔ مسودہ اصلاحات شائع ہوگیا ہے۔ اور اُسکا خلاصہ ناظرین کیلئے اسلامی دنیا کی خبروں کے ضمن میں درج کردیا ہے۔ مفصل پھر کسیوقت شائع کیا جاویگا +

سیک مین اور اُسکا دار السعادت

یہ عجیب سرخی دیکھکر ناظرین کو تعجب ہوگا۔ کہ سیک میں کے ساتھ دار الشفاء تو موزون ہوسکتا ہے۔ مگر دار السعادت تو کسی طرح موزونیت نہیں کھاتا۔ حقیقت میں جبتک اس راز سربستہ کا اظہار نہ ہوگا۔ جو اس سُرخی میں کہا گیا ہے۔ کبھی تعجب رفع نہیں ہوسکتا +

یورپین اور خصوصاً انگریزی اخبار سیک مین اُسے کہتے ہیں۔ جو ہمارا امیر المومنین ہے۔ اور جسے ہم حافظ حرمین شریفین امیر المجاہدین اعلےٰ حضرت سلطان المعظم کے نام سے پکارتے ہیں۔ دار السعادت اُسکے خزانہ کا نام ہے جہاں تمام ملکی زر و جواہر اور تہنشاہان سابق کی دولت ٹھساٹھس بھری ہوئی ہے +

حوکہ اس مختصر توضیح سے ناظرین کا تعجب دور ہوگیا ہوگا۔ اسلئے دونوں الفاظ کی نوعیت پر کچھ بحث کرتا ہوں۔ کہ سیک مین کیونکر نام پڑگیا۔ اور خزانہ سلطانی میں کتنی دولت ہے۔ یا بچارہ دار السعادت انگریزی اخبارات اور بعض نئی روشنی کے ہندو مسلمانوں کے خیال کے موجب خزانہ خالی پڑا ہوا ہے۔ یا اُسی طرح سے پُر ہے جیسا سلطان سلیمان کے زمانہ میں تھا +

یہ کہنے سے میں کبھی باز نہیں رہ سکتا۔ کہ انگریزی اخبار ونکو خواہ لنڈن کے ہوں یا ہندوستان کے ترکوں سے جانی دشمنی ہے۔ اور یہ متعصب جب بس آکر اپنی آزادی اور راستی بھی کھو بیٹھے ہیں۔ ترکوں کے کسی شہر میں اپنا فرضی نامہ نگار بناکر جو جی میں آتا ہے کہہ گذرتے ہیں۔ اور خداوند مسیح اور اپنے تئیں مسیحی دین مسیحی کو بدنام کرتے ہیں +

چونکہ اس اخباری دنیا میں میری عمر کا بہت سا حصہ ہوشیاری اور سمجھ کے ساتھ گذر چکا ہے۔ اس نظر سے میں دعوی کرتا ہوں کہ فیصدی ایک بات بھی جو وہ سلطان اور ترکونکی نسبت لکھتے ہیں مشکل سے صحیح ہوتی ہوگی +

حال کے جنگ دوم روس کی نہایت شرح کبسط بصورت کتاب دو جلد وہیں لنڈن میں بڑی ضخامت کے ساتھ بہین ٹائپ میں طبع ہوئی ہے۔ اور اُسکا نام "رشیوا ٹرکستن وار" رکھا گیا۔ بس مصنف سے خداوند مسیح ہی سمجھیں کیا عرض کروں وہ وہ زہر اگلا ہے۔ اور ترکوں کو جنہیں تمام یورپ مرد میدان بہادر اور تندرست تسلیم کرچکا ہے۔ ایسا بزدل اور مسیحیا بنایا ہے اور انہیں خداوا سط ساتھ ساتھ ہزار اور ایک ایک لاکھ کی تعداد میں مردیوں کی چند پلٹنوں سے وہ شکست دلوائی ہے کہ کچھ بیان نہیں کیا جاتا۔ جب مینے ریوٹر کی تار برقیوں اور لنڈن ٹائمز وغیرہ اخبارات سے اُسکی تحریرات کا مقابلہ کیا تو عظیم التفاوت فرق پایا علاوہ مبالغہ آمیزی کے غضب خدا کا

واقعات غلط کہیں ترک جھوٹ پھوٹ کے رو رہے ہیں۔ کہیں سلطان بیٹھے کانپ رہے ہیں اور کہیں حرم سرا اندرون محلمیں نالہ و بکا کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ غرض ایسی لایعنی خرافات باتوں سے یہ ضخیم کتاب بھری پڑی ہے اور پیٹ بھر کر ترکوں اور اسلام کو گالیاں دیگئی ہیں۔ یہ ان ہی لوگوں اور ایسی ہی بے بنیاد تحریروں کا طفیل ہے۔ کہ نہایت مکروہ لفظ سِک مَین اعلےٰ حضرت سلطان المعظم کیساتھ چسپاں کیا جاتا ہے۔ اور اُسے تمام جہان میں شہرت دیجاتی ہے +

یہ بیان کرنا اور بھی زیادہ دلچسپ ہوگا۔ کہ لفظ سِک مَین کی ایجاد اور اشاعت کس طرح کیونکر ہوئی اور اسے شہرت زیادہ کس نے دی +

نکولس نارروس نے سر جارج سیمور سفیر انگریزی متعینہ روس سے معمولی طور پر اثنائے گفتگو میں ٹرکی کی نسبت "سِک مَین یعنے بیمار کا لفظ ۱۱ جنوری ۱۸۵۳ء کو استعمال کیا تھا۔ نکولس کی غرض اسکے کہنے سے یہ نہیں تھی۔ کہ اس لفظ کو شہرت دیجاوے۔ اور ہمیشہ ٹرکی اور والی ٹرکی کے نام کیساتھ زبردستی چسپاں کیا جاوے نہ انگریزی سفیر نے اسپر زیادہ توجہ کی۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ اُسکے کان میں اس لفظ کی آواز گونجتی رہی۔ اُسکی بعد دو مرتبہ اور بھی ٹرکی کی نسبت اس لفظ کا استعمال کیا گیا۔ اور بڑا غضب یہ ہوا کہ لنڈن کی پارلیمنٹ میں بھی کہیں اتفاق سے اسکا ذکر آگیا۔ اب کیا تھا یہ ہوا لنڈنی پرچوں کو پہنچی وہ ٹرکی کی مخالفت میں اودھار کھائے بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے اسقدر رنگ آمیزی کرکے اُسکو شہرت دی۔ اور تمام دنیا میں اس لفظ کو ایسا مشہور کیا کہ آخر کار یورپ میں یہ لفظ گویا ٹرکی کا مترادف ہوگیا۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یورپ کے کل اخبار ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ مگر فرانسیسی انگریزوں کی دشمنی میں آکر ان کی بہت سی قلعی کھول دیتے ہیں۔ اور کبھی کبھی بعض باتیں صحیح بھی چھاپ دیتے ہیں +

جب انگریزی اخباروں نے سِک مَین کو بانس پر چڑھایا۔ اور تمام جہان میں شہرت دی۔ تو روسی اخباروں نے دھواں دھار تحریریں لکھنی شروع کیں کہ یہ ہمارے شہنشاہ کی ہرگز مرضی نہیں تھی۔ کہ اپنے ہمسایہ اور دوست سلطنت کا مترادف ہمیشہ کیلئے یہ لفظ قرار دیا جاوے۔ مگر انگریزی اخباروں کی شرارتوں نے اس لفظ کو ٹرکی کا خواہ مخواہ مترادف کرکے دکھایا" +

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا سِک مَین ابھی اپنی اُسی حالت میں ہے یا صحیح و تندرست اور قوی ہوگیا ہے؟ ہم اسکا جواب ٹرکی کی موجودہ حالت پر موقوف رکھتے ہیں۔ اور اپنے اس مضمون کیطرف جو چودھویں صدی میں چھپ چکا ہے۔ اور جسکی سرخی "اعلیحضرت سلطان المعظم کا زمانہ سلطنت" ہے۔ ناظرین کی توجہ پھیرنا چاہتے ہیں +

گوفو کی کا نام ۱۸۴۳ء میں سکندر تسلیم ہو چکا تھا۔ مگر ۱۸۵۶ء کی جنگ میں بھی سکندر ایک بوا در فوی ہیکل پہلوان سے ہمزور ہو چکا ہے۔ اسکی مفصل کیفیت بعض انصاف پسند انگریزوں نے بھی قلمبند کی ہے۔ کہ سکندر نے کیسے کیسے تنومند دیو کو دیئے اور کتنے کتنے زور کے ریلے اُسکے سنبھالے۔ اس معرکہ کی مفصل کیفیت بیان کرنی لاحاصل ہے بیسیوں کتابیں ان حالات سے بھری پڑی ہیں۔ اور لاکھوں آدمیوں کو سکندر کی کشتی کے داؤ پیچ اور کئی کئی بار قوی خوفناک پہلوان روس کو چت کر کر دینا یاد ہے ✦

زمانہ کی موجودہ حالت برابر اسکی پیشینگوئی کر رہی ہے۔ کہ ایکدن یہی سکندر ایک بہت بڑی سلطنت کا مالک بنے گا۔ کیونکہ یہ ہم جانتے ہیں کہ جسطرح سکندر قوی کا مترادف ہے۔ اسی طرح متعصب اخباروں کی نظروں میں اسلام کا بھی مترادف قرار پا چکا ہے۔ روزانہ سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ ایکدن اسلام دنیا بھر کا مذہب ہو کر رہیگا۔ اور اب الحمدللہ دن بدن روزانہ کے اس فیصلہ کی تصدیق ہو رہی ہے۔ دیکھئے یہ سکندر کتنے تندرستوں کو میدان عالم میں پچھاڑتا ہے۔ اور یورپ کس وقت تک اُس سے بچا رہتا ہے ✦

ملیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۴۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء میں سر سید نے پروفیسر سٹرائیڈ وارڈ مون ٹبٹ صاحب (جو سوئٹزرلینڈ کے شہر جنیوا میں عربی کے پروفیسر ہیں) کا لکچر نقل کیا ہے۔ اُسکا ایک جملہ بطور تمثیل کے ہم بھی یہاں نقل کر دیتے ہیں۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ سکندر کی کیا حالت ہے۔ اور اُسکے اعضا کتنے کمزور یا قوی ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"ایشیائے کوچک۔ کردستان۔ میسوپوٹیمیا۔ عراق عرب۔ شام۔ عرب۔ فارس۔ افغانستان۔ بخارا۔ ترکستان وغیرہ یہ مذہب اسلام کے قلعے تصور کرنے چاہئیں۔ لیکن اُسکے مقبوضہ ممالک گو کتنے ہی وسیع خیال کر لئے جائیں مگر محدود نہیں ہو سکتے"۔ جن ملکوں کے اوپر نام لئے گئے ہیں۔ انہیں سوا دو مؤخر الذکر ملکوں کے سب ملک اسی سلطنت میں ہیں جسے سکندر کے نام سے پکارا جاتا ہے اور انہی کو اسلام کے قلعے فاضل پروفیسر تسلیم کرتا ہے۔ آگے جا کر ان قلعوں کی بیانظیر مضبوطی کی نسبت لکھتا ہے۔

"ایشیا میں اسکی (یعنے اسلام کی) بالکل مختلف صورت ہے۔ اسلام اس وسیع براعظم کے ہر حصہ میں پہلا ہوا ہے اکثر مقامات میں نہایت مضبوطی کیساتھ قائم ہو گیا ہے۔ اور روز بروز تعجب انگیز استحکام مستقل کامیابی اور کامل تندرستی کے ساتھ آگے بڑھتا جاتا ہے"۔ ✦

اب بھی سکندر کی صحت میں کسیکو شبہ باقی ہے؟ ہم سڑی ہوئی مچھلیاں اور دال بھات بابوری کچوری کھانے والوں سے نہیں دریافت کرتے۔ جو آئے دن اپنے ذلیل پرچوں میں ٹوٹی ہوئی کرسی پر بیٹھکر ٹین پلیٹ کی میز لگا کر ٹرکی کے حصے کر کے مختلف سلاطین یورپ کو تقسیم کیا کرتے ہیں اور اور کا تقسیم کرنا ایسا ہی ہوتا ہے جیسا خانظ

اپنی مشوق کے سیاہ تل پر سمرقند اور بخارا کو بخش دیا ہے۔ ہمارا سوال ان روشن دماغوں سے ہے۔ جو زمانہ کی موجودہ رفتار کو دیکھ رہے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ اس رفتار کا مفہوم کیا ہے منصف ہیں۔ حق کی جانبداری کرتے ہیں اور اپنی آزادانہ منصفانہ آرائے کو تلوار کے سایہ میں بھی نہیں چھپاتے۔ ایسے لوگ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ ایکدن یورپ کی سرزمین پر اسلامی پرچم اڑ کر رہیگا۔ اور عیسائیوں کی تمام نمائشی شان و شوکت منکر رہیگی۔ حضرت عیسےٰ کے قول کے مطابق عیسائی مذہب تمام دنیا کا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا (متی ۱۵۔ باب ۲۴ آیت) مگر حضور انور جناب محمد عربی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ العالمین کا لقب خدا کیطرف سے ملچکا ہے اور تب ہی پورا صادق آسکتا ہے۔ کہ جب تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ متعصب خواہ کتنا ہی زہر اسلام کی نسبت کیوں نہ اگلیں اور اسکی موجودہ سلطنت کو خواہ سکین ہی کے نام سے کیوں نہ پکاریں مگر ایک دن خدا کی مرضی کے پورا ہونیکا دن ضرور آئیگا۔ زمین و آسمان کا ٹل جانا آسان ہے۔ مگر اس ربانی بشارت کا ٹلجانا ممکن نہیں پر ممکن نہیں +

اسکے بعد اب میں دار السعادت کی کچھ دلچسپ کیفیت لکھتا ہوں۔ جو سب سے زیادہ لطف افزا اور عجیب و غریب ہے۔ یہ میں پہلے گذارش کر چکا ہوں۔ کہ ترک سلطانی خزانہ کو دار السعادت کہتے ہیں۔ اس خزانہ کی جگہ اور کیفیت بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اور کوئی شخص سوا اعلیحضرت سلطان المعظم کے یا جسے حضور اپنے ساتھ لیجائیں کوئی شخص جتنے کہ ولیعہد یا بیٹے یا وزیر اعظم بھی نہیں جا سکتا۔ حاکم وقت کو اسے اپنے تصرف میں لانے کا اسوقت اختیار حاصل ہے۔ کہ جب سلطنت کے تحفظ میں دم آجائے اور یہ یقین کر لیا جائے کہ اب یہ سلطنت نہیں بچیگی اور بغیر خرچ کئے چارہ نہیں۔ دار السعادت کے دروازہ پر ایک قیمتی پتھر لگا ہوا ہے۔ جسپر حکمران وقت کو اس خزانہ کے بیحد صرف کرنیکی قسم دیگئی ہے۔ اور یہ تمام ہدایتیں روشن خط میں کندہ ہیں۔ جب کوئی سلطان تخت نشین ہوتا ہے اور پہلی مرتبہ اس خزانہ میں جاتا ہے۔ تو پتھر کی ہدایتوں کو دیکھکر یہ عہد کرلیتا ہے۔ کہ میں کبھی ان ہدایتوں سے روگردانی نہ کرونگا۔ اور اپنے زندہ و توانا خدا کے آگے سچے اور خالص دل سے قسم کھاتا ہے۔ جب یہ سب کچھ ہو چکتا ہے۔ پھر دار السعادت کے اندر جاکر سیر کرتا ہے

جدید ایوان میں جو دولما باغیچہ کے قریب ہے۔ ایک بہت بڑا سنگ مرمر کا دیوان عام ہے اسکے گرد بلند بلند دیوار بغیر کھڑکیوں کے ہیں۔ اور اسکی چھت حمام کیطرح پٹی ہوئی ہے۔ اسکا فرش بالکل گلابی پتھر کا ہے۔ اسکے وسط میں ایک حوض ہے جسمیں ہر وقت پانی بہتا رہتا ہے۔ اور یہ پانی ماسفورس سے آتا ہے۔ اور پھر چند گز آگے بڑھکر ایسے آپ پانی نکلجاتا ہے تاکہ کبھی صفائی کیلئے ملازموں کی ضرورت نہ پڑے۔ اسمیں ایک چھوٹے سے برنجی دروازہ سے داخل ہو سکتے ہیں۔ جو حرام سرا یا اندرونی کے کمرہ میں لگا ہوا ہے۔ اور اس دروازے کی کنجی ہر وقت سلطان وقت کے پاس رہتی ہے +

حوض پر ہمیشہ سرو کی لکڑی کا بڑا تختہ ڈھکا رہتا ہے۔ جب سلطان وقت خزانہ میں جانا چاہتا ہے۔ تو اس حوض میں

تختہ ہٹاکر کودپڑتا ہے۔ اور نیچے پہنچکر ایک پیچ پہرتا ہے۔ پیچ پہرتے ہی چھوٹا سا آہنی برج پانی پر نکل آتا ہے۔ سلطان عبدالعزیز کبھی کبھی اسی برج کے راستہ سے دارالسعادت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور باہر نکال نکالکر جواہرات وغیرہ کا معائنہ کیا ہے۔ یہ تحقیق نہیں معلوم کہ اس برج میں مکان کسقدر بڑا ہے۔ اور کس قرینہ سے جواہرات یا نقد روپیہ رکھا ہوا ہے مگر ہاں ایکدفعہ سلطان عبدالعزیز نے چند بیش قیمت چیزیں حوض کے کنارے پر نکلوا کر ملاحظہ فرمائی تھیں دو غلام خاص اور ایک سرکیشیا کی لونڈی تھی۔ جنہوں نے مکر سلطان عبدالعزیز کے آگے چھڑے کی تھیلیاں جنمیں جواہرات بھرے ہوئے تھے لاکر رکھی تھیں۔ ان جواہرات سے دارالسعادت کی بے انتہا اور لازوال دولت کا کافی اندازہ ہوسکتا ہے یہ جواہر جو تھیلیوں سے نکال نکالکر سلطان کے آگے رکھے گئے تھے۔ بیشتر الماس اور زمرد تھے۔ جنمیں چھوٹے بڑے سب ہی قسم کے معلوم ہوتے تھے۔ کچھ نئے یورپ میں جڑے ہوئے تھے۔ کچھ پیٹیوں تلوار کے پرتلوں اور شاہان یورپ و ایشیا کے تاجوں سے نچے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ علاوہ تھیلیوں کے ایک ٹوکرا گٹھے ریشمی رومالوں کا بھی سلطان کو حکم سے لایا گیا تھا ان رومالوں میں بڑے بڑے ہیروں اور بیش قیمت موتیوں کی جھالریں تاڑے کی ہی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے صندوقچوں میں بڑے ہیرے اور یاقوت روئی کے پہاؤں میں لپٹے رکھے تھے۔ ایک خنجر کا قبضہ بالکل زمرد کا ہی نظر آیا۔ صندوقچوں میں یاقوت اتنے بڑے تھے۔ جنکی معقول طور پر ڈبیاں بن سکتی ہیں۔ اور صاف حروف میں نمبر قرآن مجید کا ایک سورہ کندہ ہوسکتا ہے۔ بعض الماس اتنے بڑے تھے جیسے چڑیا کا انڈا۔ بہت سے ہار ایسے نکلے۔ جنمیں اٹھانوے اٹھانوے دانے یاقوت کے تھے۔ انکے علاوہ لاجورد تاڑے اور سیاہ موتیوں کی بھی مالا تھی۔ غلام بہت سی کشتیاں نکالکر لائے۔ جو سنگ یشب۔ مرجان۔ عنبر اور طلائی نہیں۔ اور یہ سب مکلل اور مرصع نہیں۔ ان چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں جو کپڑے کی تھیں۔ ان میں بیس بیس فیروزے ہم شکل اور ہم قامت تھے۔ اکثر تھیلیاں جن میں کروڑہا روپیہ کے جواہرات نکلنے کی امید تھی۔ کھولی نہیں گئیں۔ جب دیکھتے دیکھتے سلطان کی تسکین ہوگئی اور مزید جواہرات لانیکے لئے منع فرمایا گیا۔ تو ابھی تک دارالسعادت کا ایک کونہ بھی خالی نہ ہوا تھا۔ اگر کل جواہر ہی جواہر سلطان المعظم دیکھنا چاہتے۔ شاید دو تین مہینے میں ہی شکل سے ملاحظہ فرما سکتے۔

جہانتک مجھ خزانہ دارالسعادت کی بابت تحقیق ہوا ہے۔ اور جسکی چیزیں سلطان عبدالعزیز ملاحظہ فرمایا کرتے تھے انکی کیفیت تو اختصار کے طور پر ہدیہ ناظرین کرسکتا ہوں۔ زیادہ حالات سے مجھے قابل اطمینان واقفیت نہیں ہے۔

یہ تحقیق معلوم ہوگیا ہے۔ کہ دارالسعادت میں جواہرات اور موتیوں کے بنے فرش بچھے ہوئے ہیں۔ عمدہ عمدہ زین۔ زرہ بکتر۔ اور گھوڑوں کا ساز و یراق مرصع۔ بندوقیں مرصع۔ الماس اور کلغیاں مرصع۔ اور درباری کرسیاں مرصع۔ ہاتھی دانت کے قیمتی گھنٹے اور پھولدان ہیمنل سنگھار میزیں۔ اور آئینے بکثرت رکھے ہوئے ہیں۔ بہت سی میزیں ایسی دیکھی جائینگی جنکے تختے لاجورد کے ہیں۔ بلوری ڈنڈے۔ اور ٹھیک بالکل ہیروں زمرد اور لعلوں کی ہی۔ سوائے اس کے اور کچھ بیان نہیں ہوسکتا اگر یکل زر و جواہر فروخت کیا جاوے تو یورپ کی دولتمند سی دولتمند سلطنت بھی اسی نہیں خرید سکتی

یہ اُن جواہرات کا ذکر نہیں۔ جو محل یلدز میں بکھرے ہوئے ہیں۔ اور جن سے اعلیحضرت سلطان المعظم کی بیوی اور بیٹیوں کے رہنے کے کمرے سجے ہوئے ہیں۔ اُسکی مختصر کیفیت جمیلہ بیگم نے ٹائمس آف انڈیا بمبئی اخبار میں دو تین ہفتے ہوئے طبع کرائی تھی۔ اور لکھا تھا کہ جب مجھ اعلیحضرت سلطان المعظم کی صاحبزادی عثمان پاشا فاتح پلیونا کی بھو کی حضوری حاصل ہوئی۔ تو اُنہنے ہر مجسٹی کی پٹی میں ایک ہیرا دیکھا جو کوہ طور اور کوہ نور ہیروں سے بہت بڑا تھا۔ اُسکی علاوہ جمیلہ بیگم نے اور بھی جواہرات کا بیان کیا ہے۔ جو اُنہوں نے اپنی آنکھوں دیکھا۔ اور جس سے ہر مجسٹی کے کمرے سجے ہوئے تھے +

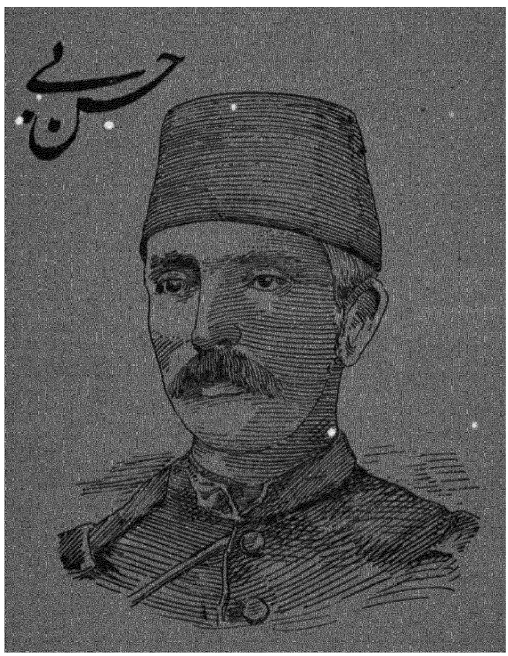
یہ سکہ بین تھا۔ اور اب یہ اُسکا دار السعادت ہے۔ جسپر ایک انگریزی اخبار نے چھاپدیا تھا۔ کہ اِسی مفلسی کی یہ کیفیت ہے۔ کہ سلطان کو تصانی گوشت بھی کھانیکو نہیں دیتے۔ اور اُسکی تائید ایک جلسہ میں جسمیں میں بھی شریک تھا۔ بڑے بڑے بیرسٹر سند ہوا اور ڈاکٹر کر رہے تھے۔ یہانتک کہ بعض سے میری گفتگو سخت ترشی تک پہنچگئی تھی +

تزوار السعادت کی توضیح یا حقیقت بیان ہوئی۔ اب ملکی یا سیاسی اور قومی قرضہ کی تعداد بھی دیل میں لکھتا ہوں جسے میں اپنے ایک مضمون میں لاہور کے پرچہ میں لکھ چکا ہوں +

۱۸۶۹ء میں ترکی کی قومی قرضہ کی صورت حسب ذیل تھی۔ گو اِسی ٹھیک ٹھیک میں نہیں بتا سکتا مگر یقیناً تین حصے قرض کے اُتر چکے ہیں +

(۱) گلاٹا کے ساہوکاروں کی دستاویزات کی بابت	۷۰۰۰۰۰۰ - پونڈ
(۲) راس المال مجتمع " " " "	۹۰۰۰۰۰۰۰ - پونڈ
(۳) قرضہ ضمانتی خراج مصری بکفالت دول فرانس بانگلستان	۱۴۰۰۰۰۰۰ - پونڈ
(۴) دستاویزات ریلوے " " "	۱۴۰۰۰۰۰۰ - پونڈ
(۵) اندرونی قرضہ تقریباً " " "	۱۸۰۰۰۰۰۰ - پونڈ
(۶) بقایا تاوان جنگ روسی جسکی بابت ہر سال اقساط ادا کی جاتی ہیں	۳۰۸۰۳۵۰۰ - پونڈ
میزان کل ...	۱۶۳۸۰۳۵۷۰ - پونڈ

اگر ہم بعرض محال یورپ کی بھیتی سکہ بین کی ترکی کے لئے موزون ہی سمجھ لیں۔ پھر بھی ہمیں مجبوراً یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ سکہ بین تدبر سنوں سے زیادہ چاق اور چست ہے۔ بلعاریا کے وکیل نے سفرائے دول کی تقلید پر باب عالی میں سمونیہ میں ایک مفتی کے زیادہ ہونیکی اجازت چاہی سعید پاشا نے (یہ حال ہی کا ذکر ہے) باب عالی میں سے رشکو دلوا کر نکلوا دیا۔ اور کہا کہ تو ایک ماتحت صوبہ کا وکیل ہے عرضی دی ہوتی۔ کیا یہودگی کی کہ دول عظام کے سفراء کی برابری کرکے اپنی حیثیت کو خود مختار بنانا چاہتا ہے یہ جگر ہے اس سکہ بین کا کہ اب بھی اسی قوت اور خود غروری سے سلطنت کر رہا ہے جیسے کسی زمانہ کی ہے


حسن بی

آرمینیا کا فیصلہ ہو چکا۔ سلطان المعظم نے دول یورپ کی انتظام کی بابت تسلیم کر لی لارڈ روزبری نے لارڈ سالسبری کو انکی کامیابی کی مبارکباد دیدی۔ مگر اسکے بعد پھر گونگی ہڑب کا سا معاملہ ہوا نہ منظور شدہ ترمیموں کی مہر ست چپی۔ نہ یہ لکھا گیا۔ کہ تعمیل درآمد کب سے ہوگا۔ ریوٹر کی ایجنسی بھی منہ میں گھنگنیا بھر کر چپکی ہو رہی۔ صوبونمیں ارمنی بغاوت کر رہے ہیں اور برابر قتل ہو رہے ہیں انہیں کوئی نہیں سمجھاتا! اپنی جانیں ناحق ہلاکت میں ڈالتے ہیں

بڑے بڑے متعصب مشنریوں کی شہادتوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سکھ مسلمانوں کی رعایا نہ منصب ہے یہ عیسائی عداوت اپنی ہے۔ آج جو خان انکا ہے دنیا کی کسی قوم کو یہی نصیب نہیں ہے نہ ہوگا جبتک وہ مسلمان نہ ہو جائیں اپنے دعوے کے ثبوت میں میں مسٹر ایس ڈبلیو کولی پی ایچ ڈی آرکا چالیس برس کا تجربہ جو انہیں سکھوں میں کی مسلمان رعایا کا ہوا ہے صاحب موصوف کی کتاب محمڈانزم مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۹ء صفحہ ۵ تمہید کا قول نقل کرتا ہوں +

"مسلمانوں سے میری عملی واقفیت چالیس برس پر ہے ہے سب میں مغربی افریقہ کے ساحل پر آبنائے فوج میں چرچ مشنری کالج میں عبرانی کا پروفیسر تھا۔ میں اپنے قریب اسلامی گاؤں میں اکثر جایا کرتا تھا۔ مجھ سے انکا مقتدا یا شیخ الاسلام انتہا درجہ محبت اور ایسی مہربانی سے پیش آتا تھا کہ اپنی سالانہ مسجد میں لیجایا کرتا تھا۔ مصر۔ فلسطین۔ یورپین ٹرکی میں رہنے سے مجھے بہت سے موقعے اسلام اور مسلمانوں سے تعارف پیدا کرنیکے ملے ہیں۔ ہر قسم کی اعلیٰ اور ادنیٰ اسلامی سوسائٹی میں نہایت خوشی سے شریک ہوا ہوں جس سے میں ملا اسے سچی محبت والا۔ ایماندار اور نیک فطرت کی ذات وصفات سے مملو پایا مسلمانوں کی اصلی کیفیت تو یہ ہے۔ یہ ہم گلیڈسٹونی تقریروں اور تحریروں کو کیونکر نہیں کر لیں جو محمدی مذہب اور خلق کے منافی بکی اور گھسیٹی جاتی ہیں" مضمون کو طول ہوا جاتا ہے۔ اسلئے اسی پر ختم کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اور بھی ترکوں کی حالت پر مضامین لکھونگا + راقم مرزا حیرت دہلوی۔

ہفتہ مختتمہ ۹ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ۔ ۳۰۔ نومبر۔ ترکی میں ہر طرف سخت نازک حالت ہو گئی ہے سلطان المعظم باب عالی کے مشوروں کے خلاف سفارت خانوں کی حفاظت کیلئے زائد جہازات کے بلانے کی اجازت دینے کے بارہ میں متواتر دے رہا ہے۔ کچھ پروا نہیں کرتے ملکہ معظمہ کا جہاز ڈریڈ دمانہ ڈارڈنلز سے واپس آگیا ہے +

دریو لایقام عین تاب عیسائیوں کے جدید کشت وخون ہوئے ہیں۔ کرد اور عسکر حمیدیہ (جو اپنے اپنے سرداروں کے ماتحت ایک فوج ملشیا ہے اور فوج انمیں کی ساتھ شامل ہے) کل صوبجات میں تاخت وتاراج اور نہایت خوفناک ظلم کر رہے ہیں موضع برطالوں کے کل باشندے جو شمار میں دو سو سے زیادہ تھے قتل کر دیئے گئے ہیں +

ایضاً ۳۰۔ دسمبر۔ سلطان المعظم ابھی تک اپنی ضد پر قائم ہیں اور حالت اور بھی نازک ہو گئی ہے +

برلن۔ ۳۰۔ دسمبر ریکسٹاگ (جرمن پارلیمنٹ) کا آج افتتاح ہوا۔ شہنشاہ ولیم نے اپنی تقریر از جانب تخت میں کہا۔ کہ جرمنی کے تعلقات خارجیہ برابر دوستانہ ہیں۔ جنگ کیوجہ سے جاپان اور چین کے درمیان جو مزید مشکلات حادث ہونے کو تھیں انکے دور کرنے میں جاپان کی منصفانہ صلاحیت کی طفیل جرمنی روس اور فرانس کی کوششیں کامیاب ہوئی ہیں اور اوسکے نتائج جرمنی کی صنعت اور حرفت و تجارت کے لیئے باامن محنت و شقت کے میدان کو قائم رکھنے اور وسیع کرنے میں مدد ہونگے۔ ٹرکی میں قابل افسوس واقعات کے ظہور سے جو حالت قائم ہو رہی ہے اسکی طرف جرمنی کی خاص توجہ مبذول رہی ہے اور وہ اپنے اتحادات اور اپنی پالیسی کے اصولوں کی خالص متابعت میں ان سلطنتوں کے ساتھ ملکر کارروائی کرنیکو ہمیشہ تیار رہی ہے جن کی اغراض و مقاصد اُنسے اسبات کے متقاضی ہیں۔ کہ وہ قیام صلح کیواسطے کوئی کارروائی کریں۔ تمام دول کے اس متفقہ ارادہ سے کہ حالات موجودہ کو رد باصلاح لانے میں عہدناموں کی نگہداشت اور سلطان المعظم کی حکومت کی تائید کیجاوے۔ یہ امید کچھ بیجا معلوم نہیں ہوتی کہ اُنکی کوششیں ناکامیاب نہیں رہینگی ✦

لنڈن ۴۔ دسمبر۔ آرمینین کمیٹی کے قاصد جنوبی روس میں وارد ہو کر آرمینیوں کو ترکوں کے برخلاف بغاوت میں شامل ہونیکے لئے اکسانیکی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر روسی گورنمنٹ اُنکی سازشوں کو دبا رہی ہے۔ زائد حفاظتی جہازات کے بارہ میں ابھی تک وہی انکار قایم ہے ✦

قسطنطنیہ ۵۔ دسمبر۔ سلطان المعظم نے روس آسٹریا۔ فرانس اور جرمنی کے پاس درخواست کی تھی۔ کہ قسطنطنیہ کے سفارت خانوں کے لئے زائد جہازات کے مسئلہ پر زیادہ اصرار نہ کریں مگر اسکا کچھ اثر نہیں ہوا ✦

پرنس لابنانف روسی وزیر صیغہ خارجیہ نے دوسری گورنمنٹوں کا عندیہ معلوم کرنے کا ذمہ اُٹھایا تھا مگر اُسے کہیں سے حسب دلخواہ جواب ملا۔ اور اوسنے بابعالی کو اطلاع دی ہے۔ کہ وہ خود کو دوسری دول سے علیحدہ نہیں کر سکتا ✦

کونٹ گلوچوسکی آسٹرین وزیر صیغہ خارجیہ نے سلطان المعظم کی درخواست کے جوابمیں دل کا اتفاق موجودہ پر بڑا زور دیا ہے اور سلطان المعظم کو صلاح دی ہے کہ وہ اپنے لیت و لعل کی پالیسی کو ترک کر دیں ✦

ایضاً۔ سفرائے بابعالی کو معاملہ زائد جہازات کے متعلق پھر تحریر کیا ہے۔ یہاں کے ملجیوں کی رائے بڑی وثوق کے ساتھ یہ ہے۔ کہ اگر اُنکی درخواستوں کے ماننے میں توقف کیا گیا۔ تو اور زیادہ صبر نہیں کیا جاویگا ✦

ایضاً۔ سعید پاشا سابق وزیر اعظم کو محل سلطانی میں رہنے کا حکم دیا گیا۔ مگر اُسنے قتل کی خوف سے انگریزی دارالسفارت میں پناہ لی ہے ✦

لنڈن ۵۔ دسمبر۔ رستم پاشا مرحوم کی جگہ قوستاقی پاشا لنڈن میں ترکی سفیر مقرر ہوئے ہیں ✦

قسطنطنیہ ۶۔ دسمبر۔ سعید پاشا کے سلطان المعظم کے احکام کی نافرمانی کرنیسے یہاں سخت تشویش پھیل رہی ہے۔ اعلیحضرت نے مختلف وزیروں اور اپنے پرائیویٹ سکرٹری کو اُسکے پاس بھیجا کہ کوشش کریں اور اُسکو انگریزی سفارت سے

چلے آئینگی ترغیب دیں اور آسے یقین دلادیں کہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ مگر سعید پاشا نے تعمیل حکم سے صاف انکار کر دیا۔ سر فلپ کری نے بھی سعید پاشا کو جانے پر راضی کرنے سے انکار کر دیا۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے۔ کہ جن اخبارات میں لارڈ سالسبری کی برائیوں والی سپیچ درج ہو۔ وہ قلمرو عثمانیہ میں داخل نہ ہونے دیئے جاویں +

قسطنطنیہ، دسمبر۔ زیتون کے باغی گروہوں کے سرغنے آرمینین بتائے جاتے ہیں +

گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے ٹرکی سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ اُس افسر کو سزا دیجاوے جس نے فساد سراش کے موقعہ پر امریکن مشن کے پادریوں کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کی۔ اور نیز ان ٹرکی سپاہیوں کو سزا دیجاوے۔ جو شوخانو کو لوٹنے کے مجرم ہوئے ہیں۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

۱۶۔ نومبر کو ۱۸۰ مسلمان مہاجرین وارنا سے جہازات بوریس اور اپریور قسطنطنیہ پہنچے +

ترکی صیغہ خارجیہ نے ایک جرمن پرچہ عثمانش پوسٹ کو جو قسطنطنیہ میں چھپتا تھا غیر معین وقت تک بند کر دیا ہے۔ اُس نے ایک مضمون بلا اجازت محکمہ مطابع شایع کیا تھا +

ترکی جدید وزارت کے ارکان حسب ذیل ہیں:۔ وزیر اعظم خلیل رفعت پاشا (سابق گورنر آیدین و سالونیکا و سمرنا) وزیر صدارت عبدالرحمن پاشا (گورنر ایڈریانوپل) وزیر جنگ ضیا پاشا۔ وزیر بحری حسن پاشا۔ پریسیڈنٹ سٹیٹ کونسل سعید پاشا۔ وزیر خارجیہ توفیق پاشا (سفیر دربار برلن) وزیر داخلیہ ممدوح پاشا (گورنر انگورا) وزیر اوقاف غریب پاشا۔ وزیر تعلیم زہدی پاشا۔ وزیر تجارت و تجارت محمد جلال الدین پاشا۔ وزیر مال صابری پاشا۔ عارفی پاشا جسے کوئی سرشتہ متعلق نہیں +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے مندرجہ ذیل اشخاص کو نشانات امتیازیہ عطا فرمائے ہیں:۔ ڈاکٹر شولمو پرنسپل جرمن سکول و مانیسوار ارنسٹ لینگ سابق پروفیسر مدرسہ مذکور۔ اور فرزند جنرل شریکر پاشا مرحوم کو نشان مجیدیہ درجہ چہارم و شریکر پاشا کو نشان شفقت درجہ سوم۔ مگیر گریگوری گریک اسقف اعظم خزیر سموس۔ ولفٹینٹ کرنیل اکرمجیدی پروفیسر امپریل میڈیکل کالج کو نشانات عثمانیہ درجہ دوم و سیوم۔ اور بریگیڈیر جنرل نجیب پاشا امپریل گارڈ قسطنطنیہ ریزرو فوج کے بریگیڈ اول کے کمانڈر کو نشان مجیدیہ درجہ چہارم +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے جناب احمد آفندی مدیر عثمانیہ مدرسہ عربی کے ساتھ کبرلی (واقعہ جنوبی افریقہ) کی مسجد نور حمیدیہ کیواسطے نہایت بیش قیمت تحائف ارسال فرمائے ہیں +

ہفتہ مذکور کے مضامین

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۹ دسمبر ۱۸۹۵ء

{معاملات ٹرکی پر ایک نظر}

فرانس کی مشہور و معروف مسز ویل صاحبہ لکھتی ہیں، کہ دا سیکونٹ ڈی کرزن نے ایک پمفلٹ بنام "بغاوت آرمینیا" اسکی بنیاد اور "اسکا مدعا" پیرس میں شایع کیا ہے جسمیں وہ قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ یہ بغاوت چند ارمنی سازشیوں کا کام ہے۔ جنکو کسی مغربی دولت عظمیٰ نے خفیتاً امداد دی اور بغاوت پر ابھارا انگریزی صیغہ خارجہ نے کہلم کہلا کوئی اعانت نہیں کی مگر در پردہ ان انگریز فتنہ پردازوں کا معاون رہا ہے۔ جسکو اسنے پچھلے دنوں اسکندیہ کریٹ اور عرب میں بغاوت کرنے پر مامور کیا تھا اور جو آجکل مقدونیہ میں بڑی گرمجوشی کیساتھ اسی قسم کی ہتھکنڈے دکھلا رہی ہیں۔ یہ انگریزی فتنہ پرداز صیغہ خارجیہ کے خفیہ گماشتے ہیں۔ وہ جوش پہلے ہی پیدا کرتی ہیں بعد میں لکھتی ہیں اور جلسی کرتی ہیں۔ اور اس اثنا میں انگریزی گورنمنٹ بظاہر بڑی خاموشی سے مناسب وقت کا انتظار کرتی ہے اور موقعہ ملتے ہی یہ جھٹ ان تمام سازشوں اور ہنگامہ پردازیوں کے بار در نتائج سے فایدہ اوٹھا لیتی ہے۔ گورنمنٹ کی سفارتانہ چالبازی اور حکمت عملیوں کا یہی سب سے بڑا داؤ ہے۔ جس دلیرانہ اور جسارتانہ طریق سے اسنے مصر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس ڈھنگ سے وہ ایشیائی روم پر قابض نہیں ہو سکتی اور وہ اسجگہ صرف سازشیں اور بغاوتیں ہی برپا کر سکتی ہے +

کردستان جسمیں ۱۵ لاکھ کرد آباد ہیں خواہ مخواہ کچھ مدت سے آرمینیا کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اسملک میں صرف آٹھ لاکھ ارمنی بستے ہیں۔ اور یہ لوگ بڑے خوبصورت۔ صلح پسند۔ ذہین اور قانع ہیں۔ اور علاوہ ان خوبیوں کے اپنے فوایدکو بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اور سلطنت عثمانیہ کے زیر فرمان جو کچھ آزادیاں انکو ملی ہوئی ہیں۔ انسے بہت خوش ہیں وہ اپنی زبان بولتے ہیں انکے مذہب میں کوئی داخلت نہیں کیجاتی اور انکی مدارس و شفاخانے معابد و تمام خیراتی انجمنیں برابر قایم ہیں۔ اور اسباب کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ کہ یہ امن پسند نرم دل ملنسار قوم خانہ جنگی کیواسطے تیار ہے +

جب جلال الدین پاشا کی کوشش اور مستعدی اور عقلمندی سے کریٹ کا فساد دور ہو گیا تو انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے ٹرکی کو ان تازہ مصایب میں اس شرط پر امداد دینی چاہی۔ کہ سلطان المعظم انگلستان کے مصر پر پوری طرح قابض ہو جانیکے راستہ میں اب اور زیادہ کوئی مشکلات نہ پیدا کریں۔ اس اینگلو آرمینین قضیہ نامرضیہ کا یہ ہی اصلی راز جادو وہ جو سر پر چڑھکے بولے جب سلطان المعظم نے انگلستان کے اس ارادہ کو معلوم کر لیا۔ تو یہ کسطرح ممکن ہو سکتا تھا۔ کہ وہ اسکو اپنا دوست سمجھکر اسکی نصیحت و مشورہ پر کاربند ہوتے۔ یہ وجہ اگرچہ ہم سب سے پہلے جولائی کے مہینے کی کسی پرچہ میں اپنے ناظرین کو بتا چکے ہیں۔ مگر اسوقت ہمارا یہ قیاس تنہا۔ اور اب اسکا کافی ثبوت ملگیا ہے۔ گو اسوقت بھی ہمنے اس قیاس کی درستی ہونیکو دلایل شافی ثابت کر دیا تھا۔ اس انفشار راز سربستہ سے بالوضاحت پتہ ملگیا ہے کہ سلطان المعظم کا اپنی رای پر مصر رہنا اور کل یورپین طاقتوں پر بالعموم اور انگلستان پر بالخصوص ذرہ بھر اعتبار نہ کرنا بالکل حق بجانب ہے اسمیں کوئی کلام نہیں ہے۔ کہ اگر سلطان المعظم سلطنت عثمانیہ کی حدود میں ان قواعد کے خلاف جو زمانہ آئندہ دیگر

سلاطین کے ساتھ قرار پا چکے ہیں۔ ایک سپاہی یا ایک کشتی کو بھی آنیکی اجازت دیں۔ تو وہ اپنی سلطنت کے تحکمنی کی موجب ہونگے لیکن نہیں یہ یورپین سلطنتیں خواہ ہزار سر پٹکیں وہ ہرگز اُن کو جہازات کو اپنے دار الخلافہ کے قریب نہیں آنے دینگے۔ اور بظاہر یہ قریباً بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ اِن پر فن طاقتوں کے جہازات جبرالٹار ڈارڈنلز میں داخل ہو سکیں۔ ورنہ یہ چھوٹے دے کب صبر کرنیوالے تھے کبھی کے دار الخلافہ پر آدھمکتے +

محسن کُش اور کورنمک نوبار کے مستعفی ہونیکی بھی جو اصلی وجہ تھی بیان کی تھی۔ اُسکی اب کماحقہ تصدیق ہو گئی ہے وہی ڈاسکونٹ صاحب اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اس عجب و غریب بادشاہت آرمینیا کی بادشاہ بننے کا جہاں اس لوگ کل آبادی کا صرف چھٹا حصہ ہیں نوبار پاشا کو خبط سمایا ہوا ہے۔ یہ شخص انگلستان کا آلہ ہے اور اسنے مصر کو انگریزوں کے حوالہ کیا ہے اور اب آجکل باوجود نوجوان خدیو اعظم کی مخالفت کے جو وہ از راہ حب الوطنی بڑی زور سے کر رہے ہیں وہ وادی نیل میں انگریزی اقتدار کے بڑھانے اور دیسی باشندوں کے ملیامیٹ کرنیمیں بڑی کوشش کر رہا ہے" +

آگے چلکر امیر موصوف لکھتے ہیں۔ کہ "انگلستان کی تحریک پر مفروضہ مشکلات آرمینیا کی تحقیقات کرنیکے لئے ایک مشترکہ کمیشن مقرر کیگئی ہے۔ انگلستان روس فرانس نے اپنے اپنے نایب اسمیں شامل کئے۔ اس کارروائی سے حکومت عثمانیہ کی عزت و وقار پر صریحاً حملہ کیا گیا۔ پچھلے دنوں میں جو کشت و خون فرانس کے قصبہ فورمیز میں ہوے تھے۔ انکی تحقیقات کے لئے اگر دول اجنبیہ کوئی اجنبی کمیشن بھیجدیتیں تو کیا فرانس اعلان جنگ نہ کر دیتا؟ بنابریں یہ تحقیقاتیں تعلقات باہمی و قوانین بین الاقوام کے تمام قواعد اور اصولوں کے بالکل برخلاف کیگئی ہیں +

"فرانس اور روس کے انگلستان کیساتھ شریک ہو جانیکو دنیا نے تعجب کی نگاہ سے دیکھا ہوگا۔ لیکن اسکی تشریح بہت آسان ہے انگلستان کا تو منشا ہی یہی تھا کہ وہ اکیلا تحقیقات کرے۔ اور پھر یورپ میں اپنی من گھڑت قصص و افسانہائے خورد و نعدی و ظلم و ستم سے جنکے گھڑنے میں اسے خاص ملکہ حاصل ہے ایک طوفان بے تمیزی کھڑا کر دے۔ اُسکو اگر بھی موقعہ نصیب ہو جاتا تو اُسے اور کیا چاہیئے تھا۔ وہ بہرحال یہ ثابت کر دیتا۔ کہ نہایت خوفناک کشت و خون ہو رہی ہیں ارمنی ہر روز بہ تعداد کثیر قتل کئے جاتے ہیں۔ اور یورپ کی دول عظام کی مداخلت از بس ضروری ہے +

"کیا صرف عربی پاشا کی سرکوبی کیلئے مصر پر قبضہ نہیں کیا گیا تھا؟ کیا اندرون ملک میں امن قایم کرنیکی غرض سے اسکندریہ پر امیر البحر سیمور نے گولہ باری نہیں کی تھی؟ کیا ایکدفعہ سرزمین فراعنہ پر قابض ہو جانیکے بعد اُسنے باوجود بالعالی کے متواتر تقاضوں اور فرانس کے لگاتار زور دینے کے ابتک اُسکو خالی کیا ہے؟ اس مکارانہ فتح مصر سے انگریزوں نے فرانسیسی پولیسی کو بڑی سخت زک پہنچائی تھی۔ اسلئے اب انگلستان نے جسوقت یہ ظاہر کیا کہ ارناطولیہ میں تحقیقات کا ہونا بڑا ضروری ہے۔ تو فرانسیسیوں نے فوراً جوابدیا۔ ہاں بیشک تحقیقات ہونی چاہیئے۔ مگر ہم سب مل کر کرینگے۔ اور ہم اپنے دوست روس کو بھی ساتھ ملائینگے۔ تاکہ اکیلا انگلستان ہی شر فمیں خدائی کو توال نہ بنا رہے۔ اسی

شمولیت کی وجہ سے تحقیقات بلا دو رعایت ہوئی۔ اور یہ واضح ہوگیا۔ کہ چند باغی آرمینیوں نے انگلستان کی انگیخت پر اور روس سے ہتیار لاکر بغاوت کے اس قتنہ بمعنی کی ورق گردانی کی تھی۔ اور یہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ بہادر اور شریف ال مارشل ذکی پاشا کے برخلاف تمام الزامات محض افترا تھے۔ اور انہوں نے بغاوت کو بڑی بردباری اور متانت و حلیمی سے فرو کیا تھا۔ چھ مہینہ کی محنت شاقہ کے بعد ایک مسودہ اصلاحات گورنمنٹ عثمانیہ کے روبرو پیش کیا گیا جو محض کارہ بلکہ پوچ تھا۔ پالمال گزٹ اسکی نسبت لکھتا ہے کہ۔ اگر وہ ریاست کانگو (وسط افریقہ کا ایک وحشی ملک) کے لئے بھی ہوتا۔ تو بھی سخت بیہودہ۔ مضحکہ خیز۔ پُر از اتضادات اور نہایت قابل افسوس لغو تحریر متصور کیا جاتا۔ تعجب ہے کہ انگریزی سفیر نے قسطنطنیہ نے اُسپر دستخط کیسے کر دیئے "

اسکے بعد امیر موصوف نے ابتدائی مسودہ اصلاحات کے حسن و قبح اور کُردوں کی وفاداری اور انکی آزادانہ نظر معاشرت پر جرح و قدح کرکے اپنے مضمون کو اسطرح ختم کیا ہے "ابتک صرف علیحضرت سلطان المعظم کی تدبیر اور دانائی نے یورپ کو ایک عالمگیر جنگ کی تباہی سے بچایا ہے۔ اور اسصورت معاملات کو قائم رکھنے کیلئے روس و فرانس کا فرض ہے کہ وہ سلطان المعظم کی ذات بابرکات کو بالکل بغرض مستعدی اور استقلال سے وفاداری کیساتھ امداد دیتے رہیں۔ مشرق میں امن قائم رہنا یورپ میں امن قائم رکھنے کے سنے رکھتا ہے" اس ہفتہ کی تاریں پہر بہت مخدوش ہیں پریسیڈنٹ امریکہ علانیہ طور پر اور شہنشاہ جرمن ایچ بیچ ڈالکر متفقہ کارروائی کو پسند کرتے ہیں۔ روٹر نے سعید پاشا کی نسبت عجیب بے سروپا خبر اڑائی ہے۔ جو ناظرین نے تاروں کے کالم میں پڑھ لی ہوگی۔ یاروں کو یہی دور کی سوجھی ہے۔ انگریزی سفارت نہ ہوئی باسٹوپل کا قلعہ ہوا کہ سلطان سے بگڑے اور جھٹ اُسمیں داخل ہوکر مامون و مصئون ہوگئے اور بگڑے بھی کون؟ سعید پاشا سابق وزیر اعظم اور حال پریسیڈنٹ سٹیٹ کونسل جو آئینیان و ادیان کو نکھرا می کیوجہ سے سلطان المعظم سے بالضد ہوکر موقوف کیا ہے۔ انگریزی پالیسی کو بڑی حکمت سے زک پر زک دیتا رہے اور اگر سلطان المعظم اسکو محل سلطانی میں رہنے کا حکم دیں تو وہ انگریزی سفارت میں پناہ جالے۔ خلافت پناہی اُسکو بار بار طلب کریں اور وہ عورتوں کیطرح جان کے خوف سے دبکا بیٹھا رہے۔ اور انگریزی سفیر اسکو منشا سلطانی کے برخلاف اپنی پناہ میں لے لیوے +

الغرض یہ خبر بادی النظر ہی میں اپنی تکذیب کر رہی ہے اگر یہ نہیں تو اس چالبازی کے پردہ میں ضرور کچھ نہ کچھ بہبد کی بات پوشیدہ ہے جسکا مقصود اصلی غالباً یہ ہوگا کہ بیچارے سلطان کو سر اوٹھانیکی مہلت نہ ملے +

ہفتہ مختتمہ ۱۶ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۷ دسمبر۔ تمام سفراء بلکہ ترک بھی سر جاپ کری کے اس فعل کو بالعموم پسند کرتے ہیں کہ اسنے سعید پاشا کو برٹش سفارت میں پناہ دینے میں بہت اچھا کام کیا ہے سلطان المعظم قاصد پر قاصد بھیجکر سعید پاشا کی منت (!!!) کر رہے ہیں

کہ برٹش سفارت سے چلا آوے۔ مگر تمام کوششیں بیہودہ ثابت ہوئی ہیں ۔

ایضاً۔ ۸ دسمبر۔ سفراء دول کو پھر ہدایت کیگئی ہے کہ زائد حفاظتی جہازات کی اجازت پر اصرار کریں دول کیطرف سے مزید کارروائی کیجانی اب ٹل ہوگئی ہے۔ پنجشنبہ کی تمام رات کو ترکی اسپیس کی کشتیاں ملکہ معظمہ کے جہازات ڈاک موسومہ کوکاٹریس اور ایموجین کا جو بسفرس میں لنگرانداز ہیں محاصرہ کئے رہیں کہ شاید سعید پاشا انپر پناہ گزین ہونیکی کوشش کریں اور طلوع آفتاب پر واپس چلی گئیں سرفلپ کری نے اس حرکت کے مرخلاف بازپرس کی ہے ۔

قسطنطنیہ ۹۔ دسمبر۔ روسی سفیر ایم نیلڈوف زار روس کا خط پیش کرنے کیلئے کل اعلیٰحضرت سلطان المعظم کیخدمت میں حاضر ہوں گے ایضاً ترکی وزارت کے پھر بدلنیکی توقع ہے۔ سعید پاشا سابق وزیر خارجیہ (دو وزیر اعظم جو قوم کے کرد ہیں) کہا جاتا ہے کہ وزیر اعظم ہوں گے ۔

قسطنطنیہ ۱۰۔ دسمبر۔ سعید پاشا جسنے برٹش سفارت میں پناہ لی تھی۔ کل شام اپنے گھر واپس آگیا ہے ۔

قسطنطنیہ ۱۰۔ دسمبر۔ سلطان المعظم نے فرمان جاری کرکے دولتوں کے زائد جہازات کو ڈارڈنلز سے گذرنیکی اجازت دیدی ۔

قسطنطنیہ ۱۱۔ دسمبر۔ سعید پاشا نے برٹش سفارت چھوڑنیسے پہلے سرفلپ کری کو لکھا کہ سلطان المعظم کے متواتر اصرار کیوجہ سے مجھے اپنا ارادہ جو صحت کے بحال کرنے کے لئے باہر جانیکا تھا ترک کرنا پڑا اور اس امر کے اظہار کے لئے کہ مجھے سلطان المعظم کے ان تسلی آمیز الفاظ پر کہ وہ مجھ پر ویسے ہی مہربان ہیں پورا یقین ہے۔ میں اپنے گھر کو لوٹ آیا ہوں مگر میری صحت ایسی خراب ہوگئی ہے کہ میں اپنے عہدہ پر نہیں جاسکونگا ۔

قسطنطنیہ ۱۲۔ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ایم نیلڈوف روسی سفیر نے زار کیطرف سے اعلیٰحضرت سلطان المعظم کیخدمت میں گذارش کیا تھا کہ وہ زائد حفاظتی جہازات کے مسئلہ پر مصر رہنے سے دول کو الٹی میٹم پیش کرنیکا موقعہ نہ دیں۔ چنانچہ اعلیٰحضرت نے اسدرخواست کو قبول کرکے اجازت عطا فرمائی ۔

ایضاً۔ برٹش اور اطالین زائد حفاظتی جہازات قسطنطنیہ جانیکے لئے آج آبنائے ڈارڈنلز میں سے گذرے ۔

ٹرکی کی حالت اور مسلمانوں کی عام رائے

انجمن اسلامیہ لنڈن نے ۱۰۔ اکتوبر کو ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور اسمیں بالاتفاق مندرجہ ذیل ریزولیشن پاس کیا گیا ۔

یہ انجمن اسلامیہ لنڈن کو جو کئی مہینوں سے برٹش پبلک جماعت اور حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر اس امر کی ضرورت ظاہر کرتی آئی تھی۔ کہ مسلمانان ہندوستان کے مذہبی خیالات اور خواہشات کا معاملات ٹرکی کے متعلق بتاکید لحاظ رکھا جائے۔ اسبات کے دریافت ہونے سے بہت اطمینان ہوا کہ مارکوئس آف سالسبری نے اپنی تقریر للڈہال میں حضور ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا تعداد میں پانچ کروڑ کی خیرخواہی اور انکے خیالات کی پاسداری کی ضرورت کی جانب توجہ دلائی۔ اور اسوجہ سے انجمن موصوف اسموقعہ پر اپنا دلی شکریہ مارکوئس موصوف کی نسبت ظاہر

کرکے امید کرتی ہے کہ مسئلہ ٹرکی نے اگر کچھ طول کھینچا تو آئندہ کسی موقعہ پر برٹش گورنمنٹ قدیم حکمت عملی انگلستان پر عمل کرکے قلمرو حضرت سلطان المعظم امیر المومنین امین کعبہ کی سلامتی اور خود مختاری کو قائم رکھے گی"+

انجمن اسلامیہ نے ایک نمودار دے تک خیالات ظاہر کئے ہیں جو حضور قیصرہ ہند کی مسلمان رعایا ہندوستان کے طبقہ کثیر میں پائے جاتے ہیں۔ اور بمبئی اور دوسرے مقامات میں جو تحقیقات سارہ میں کیگئی۔ اس سے ہماری مرزکور کی تصدیق ہوئی چنانچہ اسکا آگے ذکر آتا ہے +

ہمارے ہمعصر بمبئی گرٹ نے کسی قدر زحمت اوٹھا کر پہلے تو اس طرف کے مسلمانوں کی رائے کا پتہ دریافت کیا ہے اور ان باتوں کی بالکل ان خیالات سے مطابقت پائی جاتی ہے جو لکھنو اور مسلمانوں کی آبادی کے دوسرے بڑے بڑے مقامات میں پائی جاتے ہیں۔ سربرآوردہ مسلمان باشندگان بلاد ہندوستان ہیں اس امر کی تفتیش کرنے پر دریافت ہوا کہ معاملات ٹرکی اور ان پولیٹکل معاملات کیجانب جو مسائل مشترقی کے نام سے مشہور ہیں ہندوستان کی مسلمان آبادی کا خیال اُس سے کہیں زیادہ رجوع پایا جاتا ہے۔ جسکی امید کیجا سکتی تھی +

اس امر کی تحقیقات میں کہ "مسلمان عوام الناس کو پولیٹکل معاملات یورپ کی کیا خبر ہے"۔ معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں جو لوگ خواندہ ہیں۔ وہ دیکھتے رہتے ہیں کہ اونکی طبقہ کے دیسی اخبارات انہیں مضمونوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور جو لوگ ناخواندہ ہیں وہ مختلف مقامات پر جہاں لوگ یکجا جمع ہوا کرتے ہیں۔ اخباروں کو پڑھا جاتا ہے اور اکثر مضامین سنتے رہتے ہیں ایک جنٹلمین نے جو گذشتہ چند مہینے سے ہندوستان کی سیاحت کرتا آیا ہے۔ ہمکو یقین دلایا کہ عرصہ سے اس معاملہ پر مسلمانوں میں نہایت محویت اور توجہ کیساتھ بحث ہو رہی ہے۔ جو حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے مطیع پائے ہیں سلطنت کے مختلف مقامات میں ضابطہ اور بضابطہ طور کے مختلف جلسے منعقد ہوئے اور مختلف قابلیتوں اور صلاحیتوں کے لوگ ان جلسوں میں تقریر کرکے صورت معاملات پر بحث کرتے اور اسکے مختلف پہلوؤں کو سمجھاتے رہے۔ پس یہ لوگ اگرچہ یورپین سلطنتوں کے حقوق متعلقہ معاہدات باہمی کے بارہ میں بنسبت اس امر کے کہ وہ کہانتک سلطنت عثمانیہ کے متعلقہ کارروائی کر سکتی ہیں۔ چنداں معین خیالات نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن اسبات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں کہ انتزاع سلطنت مذکور میں فی الواقع بہت بڑے بڑے خطرات ہیں اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکی طرف سے انکو مطمئن نہ رہنا چاہیے کیونکہ اس سے اُنکے خلیفہ کا حاکمانہ اقتدار بالکل سلب ہوا جاتا ہے اور اہل اسلام سے حکومت کے آخری آثار بھی اوٹھ جاتے ہیں۔ معاملات ٹرکی میں یورپین سلطنتوں کے دستاندار ہونیکی خلاف اُنکی متصفہ کارروائی کی ایک اور وجہ یہ بھی پائی جاتی ہے۔ کہ اُنکو شبہ ہے۔ کہ خاص مذہب اسلام کو اقل درجہ مسلمانان سلطنت ٹرکی کے متعلق کم و بیش ضعف پہنچا ہے۔ اور جسوقت یہ بیڈھب سوال اُنکے روبرو پیش آیا کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ سلطنت عثمانیہ کو دول یورپ اپنے ہضم کر لیں۔ تو وہ اہل آرمینیا پر اسی طرح ظلم کرتی رہے

ٹرکی کی بحری فوج کے بارہ میں سوال کیا گیا۔ تو جنٹلمین موصوف نے بڑی متانت کیساتھ سر ہلا کر جواب دیا کہ سلطنت عثمانیہ نے اپنی حالت قائم رکھنے کیلئے فوج بحری پر نہیں۔ بلکہ فوج بری پر ہمیشہ بھروسہ کیا ہے اس نے اس امر کی بحث کرنے سے انکار کیا۔ کہ ٹرکی کی تقسیم کن اصولوں کی بنیاد پر عمل میں آسکتی ہے۔ کیونکہ اسکو یقین ہے کہ یورپ کی سلطنتوں کے مابین سلطنت ٹرکی کے باہم تقسیم کرلینے کے متعلق کسی تصفیہ پر اتفاق ہونا سخت دشوار پایا جاتا ہے۔ آخر میں اسنے کہا کہ:۔

یورپ کی سلطنتوں سے اسبات کا یقین ہے۔ کہ وہ موجودہ حالت کے قائم رکھنے میں اپنی بہترین مساعی کو کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھینگی اور اس ذریعہ سے روس کو دوہری بازی چلنے کا موقعہ نہ حاصل کرنے دینگی۔

قفقاز کور کی دیگر خبریں

وکالائیت کی ڈاک مورخہ ۲۲۔ نومبر مخبر ہے کہ آرمینیوں نے زیتون اور مرعش کے قریب مسلمانوں کی ایک گاؤں کو لوٹ لیا۔ اور پچاس مسلمانوں کو قتل کردیا۔ اور اسی گروہ نے پھر مسلمانوں کے ایک دوسرے گاؤں موسومہ قمرطال کو لوٹا اور کل باشندوں کو بلا تمیز زن و مرد تہ تیغ کیا۔ اور ہر دوسری طرف لائیت سیوا س کے قصبہ گیرو دم میں کردوں نے چار ہزار آرمینیوں کو محصور کیا۔ اور پھر ۱۵ نومبر کو انہیں قتل کرڈالا۔

حوران کے کل دروس ہتیار بند ہوگئے ہیں۔ اور انہوں چشمہائے جاڑون کے قریب متعدد دیہات کو لوٹ لیا ہے۔ انگلستان کے اخبار زور دے رہے ہیں۔ کہ سلطان المعظم سے کردستان کا فساد دفعہ نہیں ہوسکیگا۔ کردوں کی بغاوت فرو کرنیکیواسطے روس کو مامور کیا جاوے۔

ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ سلطان المعظم کو آگاہ رہنا چاہئے کہ اگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے۔ تو کل یورپ اسپر حملہ کردیگا۔ ان سب بیڑہ ہائے جہانات بحیرہ روم کے سواحل کے تمام بندرگاہوں کو گولہ باری سے نیست نابود کردینگے۔ اور اگر دوسری طاقتیں ساتھ نہ شامل ہوئیں تو بھی انگلستان اکیلا ہی حملہ آور ہوگا۔ اور وہ بڑی آسانی سے بحیرہ قلزم اور خلیج فارس کے بنادر کو تباہ کرسکیگا۔

دستم پاشا مرحوم سفیر روم متعینہ دربار لندن مسلمان نہیں تھے۔ بلکہ اطالین نسل کے عیسائی تھے۔ دین عیسوی کے پابند تھے۔ اور ہم برگ (واقعہ جرمنی) میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۰ نومبر کو انکی طبیعت بگڑی اور ۲۰ نومبر کو ۳ بجے صبح کے وقت اس جہان سے چلدیئے۔ سینٹ جیمس چرچ کے پادری کینن بیری نے اتوار کے دن عیسائی طریقہ کے مطابق مذہبی مراسم ادا کیں انکی وفات پر سلطان المعظم۔ زار روس۔ شہنشاہ جرمن اور یورپ کے ہمدردی کی تاریں بھیجیں پاشا مرحوم ساری عمر مجرد رہے۔ اور آسٹریا کی ایک تجارتی کمپنی کی کلرکی سے بڑھتے ہوئے سلطنت روم کے ایک جلیل القدر عہدہ دار بنے۔ فواد پاشا کی توجہ انکی طرف مبذول ہوجانے سے وہ بتدریج ترقی پاتے گئے۔ اور کئی صوبوں کے گورنر۔ دربار سینٹ پیٹرزبرگ

اور وہاں آلی وغیرہ میں سفیر رہنے کے بعد ۱۸۸۶ء میں دربار لندن میں سفیر مقرر کئے گئے۔ سلطان المعظم نے اُن کو کئی دفعہ وزیر خارجہ بنانا چاہا۔ مگر انہوں نے لندن کی سفارت کو ہی پسند کیا۔ سلطان محمود کے عہد حکومت میں وہ ترکی سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے۔ سلطان مرحوم کو اپنی مخلصانہ خدمت سے بہت خوش کیا۔ سلطان عبدالمجید اور عبدالعزیز کے وقت میں بھی بڑے نیک نام رہے اور اعلیحضرت سلطان المعظم کو تو انپر بیحد اعتبار اور بھروسہ تھا مگر ہمیں تو اسبات پر سخت افسوس آتا ہے۔ کہ سلطنت روم میں ابھی تک ایسی مسلمان پیدا نہیں ہوئے جو اپنی اسلامی سلطنت کے رازدار عہدہ ہائے جلیلہ کو خود سنبھال لیویں۔ اور حضرت خلافت پناہی کو غیر قوموں کے لوگوں کا محتاج اور دست نگر ہونے سے بچالیں +

ہفتہ مختتمہ ۲۳۔ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ۔ ۱۳۔ دسمبر۔ جمعرات گذشتہ کو کسی خانگی تنازعہ میں پستول کے چل جانے پر تمام قسطنطنیہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک عیسائی اور ارمنی خوف کے مارے ایسے بوکھلا گئے کہ دوکانوں اور بازاروں سے بھاگ گئے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی تک وہاں کیسی از حد بے اعتباری مستولی ہو رہی ہے +

ایضاً ۱۴۔ دسمبر۔ جو قوت ملکہ معظمہ کا جہاز وراید جو برٹش سفارت کیواسطے نیا سفارتی جہاز مقرر کیا گیا ہے۔ دارڈنلز کے قلعہ کے پاس سے گذر رہا تھا۔ تو قلعہ والوں کو آگاہ رہنے کا نشان دیا گیا تھا۔ جسپر تمام گولندازی اسی لمحہ اپنی توپوں کے اردگرد تیار ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آبنائے مذکور کی حفاظت میں بڑا انداز چوکسی کیجاتی ہے

لندن ۱۳۔ دسمبر۔ آرمینیا سے کئی رسائل سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں پوری پوری تباہی برپا ہے۔ اور ہزاروں آدمی بے خانماں بھوک اور سردی سے تباہ ہو رہے ہیں +

قسطنطنیہ۔ ۱۴۔ دسمبر۔ آج سلطان المعظم نے ایک فرمان نافذ فرما کر حکم صادر کیا ہے۔ کہ تمام لٹیروں اور قاتلوں کو سخت بیرحمی سے سزا دیجاوے۔ اور فوجیں جہاں کہیں فساد ہو جبراً فرو کریں +

ایضاً ۱۵ دسمبر۔ ایک ہزار آرمینیوں نے بحیرہ اسود کے بندرگاہوں میں پناہ لی ہے۔ کرد بلا مزاحمت تمام اطراف میں قتل و غارت کر رہے ہیں۔ اور پچھلے دو ہفتوں میں ایک سو ساٹھ مواضعات لوٹ چکے ہیں۔

ایضاً ۱۶۔ دسمبر۔ آرمینیا میں حالت نہایت خوفناک ہے۔ ہزاروں آرمینیوں نے قتل سے بچنے کیلئے مجبور ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے

فرانسیسی اور آسٹرین زائد حفاظتی جہازات بالسفرس میں پہنچ گئے ہیں +

ایضاً ترکی فوج کے ایک حصہ نے قریطش مصلحین پر حملہ کیا تھا۔ مگر ۴۰ مقتول اور ۳۶ مجروح ہوئے۔ اور باقی پس پا ہو گئے کمکی فوج اُنکی امداد کیواسطے بھیجی جا رہی ہیں +

روسی زائد جہاز بسفرس میں آگیا ہے ۔

قسطنطنیہ ۱۷۔ دسمبر۔ عام حالت اب یہاں تشویش ناک نہیں ہے۔ لیکن صوبجات سے ابھی خبریں برابر غیر اطمینان بخش آرہی ہیں۔

قسطنطنیہ ۱۹۔ دسمبر۔ ترکی خزانہ بالکل خالی پڑا ہے۔ اور عثمانیہ بنک اور قرضہ دینے سے انکار کرتا ہے ۔

ایضاً۔ کریٹ سے خبر آئی ہے کہ تمام جزیرہ میں عام بغاوت ہوجانیکا اندیشہ ہو رہا ہے۔ گورنر نے مکمل فوج کی درخواست کی ہے۔

لنڈن ۔ ۲۱۔ دسمبر۔ اٹلی بحیرہ لوانٹ سے اپنی بڑے جہازات کا بہت سا حصہ واپس بلا لینے والی ہے۔ دول سر دست ٹرکی میں عملی دست اندازی اور مداخلت کرنیکے مخالف ہیں۔ آرمینیوں کے رفیق اور طرفدار اسپر سخت جھلا رہے ہیں!!! وہ سب کو اپنے گھر کی پڑی نوٹرکی سے دُم دبا کر بھاگے ۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

مسئلہ زائد جہاز کے متعلق دول عظام نے کوئی متفقہ نوٹ دوبارہ سلطان المعظم کی خدمت میں پیش نہیں کیا تھا۔

مسئلہ آرمینیا کے متعلق روس اور فرانس نے دیگر دول کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اور باضابطہ طور پر اس مخمصہ سے الگ ہو گئے ہیں۔

سلطنت اٹلی نے کئی مرتبہ کی لگاتار کوششوں اور معاہدوں کی بے اندازہ خلاف ورزیوں سے شرقی افریقہ کے ساحل پر جبش اور سوڈان کے مقابل کچھ ملک حاصل کیا تھا۔ اور دوسری یورپین سلطنتوں کی طرح یہ سمجھ بیٹھی تھی۔ کہ باشندگان ایشیا و افریقہ کی کیا بساط ہے۔ کہ اسکے مُنہ آویں۔ مگر جبش والوں کے ایک ہی حملے میں اسکے چھکے ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ اور اندرونی مقبوضات چھوڑ کر ساحل کے قلعوں کو مورچہ بند کرنے پر نوبت آپہنچی ہے۔ ناکار اٹلی اس ننگ کے واسطے سر توڑ تیاریاں کر رہا ہے۔ اسنے جنگی اخراجات کے واسطے ایک معقول رقم پارلیمنٹ سے منظور کرائی ہے اور فوجیں بھیجنے کا انتظام کر رہا ہے۔ لیکن خرچ کا منظور کرنا اور روپیہ کا بہم پہنچانا دو مختلف امر ہیں۔ اٹلی کی مالی حالت ایسی خراب ہے۔ کہ پچھلے سال بجٹ میں دس کروڑ چالیس لاکھ روپیہ کی کمی تھی۔ ٹیکسوں کی اسقدر بھرمار ہے۔ کہ خود یورپین رعایا بغاوت پر تلی ہوئی ہے۔ اور سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں اسیوجہ سے کمی کر دیگئی ہے۔ کہ وہ رعیت کو لوٹ کر اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ ادھر دوسرا خطرہ جبش کی حملہ آور فوج کی موجودہ تعداد ۳۰ ہزار کے قریب ہے۔ اور خدا معلوم ابھی یہ زور میں کسقدر ہوگی۔ علاوہ ازیں یہ کسیطرح ممکن نہیں کہ سلطنت روس جسنے حال میں سلطنت جبش کو اپنی زیر حفاظت کر لیا ہے۔ یا اس سے رشتہ مودت مستحکم کیا ہے۔ اُسے سپاہی اور افسروں سے یہی اسلحہ وغیرہ سے مدد نہ دیوے۔ اور فرانس تو پہلے ہی سے اٹلی کا پورا رقیب ہے۔ پس بحالات موجودہ یہ رائے لگانا کہ اٹلی اس مہیلے سے مدت مدید تک فارغ ہو سکیگا غلط اور پیش از وقت نہیں ہوگا۔ اور یقین واثق ہے۔ کہ وزرائے اٹلی سلطنت عثمانیہ کے متعلق جو اسقدر شیخی بگھارتے تھے۔ کہ اگر سلطان نے یہ نہ کیا تو وہ یوں انتظام کریگے۔ فلاں تدارک کریگے ساری چوکڑیاں بھول جائینگے۔ اور شرقی مسئلہ کو خیرباد کہنے کے علاوہ انکو اپنی ہی مقبوضات کے سنبھالنے کے لالے پڑ جائینگے۔ (اس فوٹو کے لکھے جانیکے بعد تار کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ہمارا یہ قیاس بالکل درست ثابت ہوا)

ہفت من کوہ کی مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲۳۔ دسمبر ۱۸۹۵ء

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

۲۰۔ اکتوبر کے ایڈیٹر میں معاملات ٹرکی اور انگریزی پولیسی پر بحث کرتے ہوئے ہمنے صاف صاف جتلا دیا تھا کہ انگلستان کو ہرگز واجب نہیں ہے۔ اور اسکے لئے سخت مضر ہے۔ کہ وہ دنیا کے ہر ایک حصہ میں بکھیڑے سر پر لیا کرے اور اگر ان قضیوں کا حادث ہونا لابدی ہو تو کم از کم اسقدر عقلمندی تو ضرور برتے۔ کہ سلطنت عثمانیہ سی جس کو اسکے ساتھ کوئی رقابت نہیں اور جو آیندہ فتوحات کی اُمنگ کہنے کی بجائے۔ صرف اپنی جان بچانے میں مصروف ہے ہرگز ہرگز بگاڑ نہ کرے بلکہ اسکے ساتھ ایسا برتاؤ رکھے کہ لڑائی وقت پر وہ اُسکی امداد کرے مگر افسوس کہ ؎ وہی پیش آیا جسکا تھا کھٹکا ہمکو انگلستان کے دشمن روس اور فرانس اپنی چالوں میں کامیاب ہوئے۔ اور اُسکو ہر طرف سے نیچا دیکھنا پڑا اور ابھی آیندہ بہت کچھ خجالت اُٹھانیکا اندیشہ ہے۔ جاپان کے معاملہ میں اُسنے سخت منہ کی کھائی۔ اور فرانس اور جرمنی اور روس بازی لیگئے۔ انگلستان نے اگر عالی ہمتی دکھائی تو صرف یہ کہ بدعہدی کرکے چین کا کچھ ملک برہما کی حدود پر دبالیا۔ روم کے معاملہ میں بھی اسکے دشمنوں کو پوری کامیابی نصیب ہوئی۔ انگریز سلطان المعظم سے نہ تو پہلے جنگ کرسکتے تھے۔ اور نہ اب ہی ان میں سلطان کے مقابلہ پر بلا امداد دیگر دول یورپ کے کھڑے ہونے کا حوصلہ ہے۔ اس سارے شور و غل ہائے پکار سے منشا صرف یہی تھا کہ خالی دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں کے ذریعہ قبضہ مصر کے متعلق اپنا الو سیدھا کرلیا جائے ؎

ارمنی قضیہ اک بہانہ تھا۔ مدعا مصر کا دبانا تھا

مگر یہ پالیسی کچھ ایسی الٹی پڑی۔ کہ انگلستان نے سلطان المعظم کو ہمیشہ کیلئے بدظن کردیا بلکہ اپنا دشمن بنالیا اب انگلستان لاکھ دوستی کے نقشے جمائے اور سلطان کو کیسے ہی کمزور ہوں مگر وہ اسکے ہتے پر کبھی چڑھینگے۔ اور ہمیشہ اس سے متنفر رہینگے۔ کوماسی کے معاملہ میں بھی انگریزی پولیسی ناکامیاب ہی رہی۔ اور شاہ اشانٹی پر فوجکشی کرنی پڑی۔ مان لیا کہ شاہ اشانٹی کی انگریزوں کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں۔ لیکن اس زمانہ میں جنگی کارروائی کی ضرورت آپڑنا بھی سخت سفاستانہ شکست تصور کیجاتی ہے۔ تین براعظموں میں تو انگلستان کی یہ گت ہوئی رہا امریکہ وہاں بھی وینی زولا کا معاملہ الجھن میں پڑا ہوا ہے۔ اور اگرچہ امریکہ کے چند امور اور سربرآوردہ مدبر (جیسا کہ ہم ۲۵۔ نومبر کے ایڈیشوریل نوٹس میں لکھ چکے ہیں) انگلستان کے بارہ میں اچھی رائے نہیں رکھتے مگر بدیں خیال کہ دونو فریق عیسائی بھائی ہیں۔ امید کیجاتی تھی کہ معاملہ صلح و صفائی سے نپٹ جائے گا۔

اور اسکے جواب میں انکی جانب سے یہ بیان ہوا کہ مظالم آرمینیا کے بارہ میں انتہا مرتبہ کا مبالغہ کیا گیا ہے۔ انکو اس امر کی پذیرائی سے انکار ہے۔ کہ جن مظالم کی شکایت کیجاتی ہے۔ وہ ٹرکی کے سپاہیوں کے اغوا سے وقوع پذیر ہوتے ہوں اور انکی طرف سے یہ بیان کیا گیا کہ انکی گورنمنٹ نے انکا جیسا حکم دیا اسکی انہوں نے تعمیل کی۔ ایک جنٹلمین نے تو اپنے علم و یقین کی باتوں کو اس حد تک۔ بیان کر دیا کہ گورنمنٹ ٹرکی کی حالت مظالم آرمینیا کے متعلق اسیطرح کی پائی جاتی ہے۔ جیسی برٹش گورنمنٹ کی حالت قیام اور زور آور زیادتی کی ان دوسری واردا توں کے بارے میں پائی جاتی ہے۔ جو برٹش ہندوستان کے بعض اضلاع میں ظہور پذیر ہوا کرتی ہیں۔ اُس نے یہ بیان کیا کہ :-

"یہاں بالعموم یہ رائے پائی جاتی ہے۔ کہ سلطان کیلئے اس تمام امداد کی ضرورت ہے جسکو انگلستان امن و امان قائم کرنیکے لئے دیسکتا ہے۔ اور برٹش سلطنت کیلئے بہ نسبت اس امر کے کہ وہ بحیرہ لوانٹ میں یورپین سلطنتوں کی بحری قوت کے اظہار میں سرغنائی کرے یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ وہ امن و امان قائم کرنے میں سلطان کی مدد کرے۔ اسکام میں سلطان کو مدد کی ضرورت پائی جاتی ہے نہ کہ اس امر کی کہ اُنپر جبر کیا جائے اگر انکو ایسی مدد ملتی تو بڑی تقویت ہو جاتی اور سلطنت کو معمولی حالت پر قائم رکھنے میں اصلاح کی صورت پیدا ہوتی"۔

ایک اور مسلمانوں کے قائمقام نے یہ دلیل پیش کی کہ سلطنت عثمانیہ کو ان بلووں کے بزور تبع دور کرنیکا ویسا ہی حق حاصل ہے جیسا برٹش لوگوں کو شمالی امریکہ کی تاریکی زمانہ میں ہندوستان میں تھا۔ اور اسکی رائے میں امنی باغی اُسی انجام کے سزاوار ہیں۔ جو باغی دیسی سپاہیوں کا ہوا تھا۔ کہ غدر میں بغاوت کرنے کے جرم میں ان کو پھانسی دیگئی۔ ایک یہ حجت پیش کیگئی کہ سلطان کی دوسری رعایا کی طرح اہل آرمینیا پر ٹکس بہت ہلکا پڑتا ہے۔ اور بہت کم ٹکس دیکر ملک میں بستے ہیں۔ اور اہل آرمینیا اور دوسرے عیسائیوں کو جو آزادی عطا کیگئی ہے۔ اسکی نظیر یہ بیان کیگئی ہے۔ کہ انکو ہتھیار باندھنے کا پورا اختیار دیا گیا ہے اور اسبارہ میں کوئی قید و شرط نہیں رکھی گئی ہے۔

جماعت اسلامیہ کے بعض واقفکار ممبر جنکی رائیں دریافت کی گئیں اسبات کا یقین کرتے ہیں کہ یہ بات ہر طرح سے ممکن معلوم ہوتی ہے۔ کہ اگر دول عظام یورپ کی جانب سے سلطنت ٹرکی کے باہم تقسیم کر لینے کا تقاضا کیا گیا۔ تو سلطان (جو ان حالات میں بموجب فتوی علمائے مذہب کی مشورت پر عمل کرتے ہیں) خاموشی کے ساتھ اسباب کو قبول نہ کر لینگے۔ بلکہ جہاد کا اعلان دیدینگے بعض حالتوں میں سلطان المعظم کو جنگجو جماعت کے بہم پہنچنے کے متعلق ضرر اپنی خاص جانبازی پر بھروسہ کرنا پڑا لیکن اگر جہاد کا اعلان دیا گیا۔ تو اُس قابل ہو سکینگے کہ

افریقہ اور ایشیا کے جن ممالک میں مسلمانوں کی آبادی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ وہاں کے بیشمار لوگ سلطان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں۔ ممکن ہے کہ شیعہ لوگ خونخشی سے باز رہیں۔ لیکن پیغمبر اسلام کے پیروؤں میں انکی تعداد بہت کم ہے۔ اور یہ لوگ بھی اسبات کی دعا اور خواہش کرینگے۔ کہ مسلمانوں کی ایک عظیم الشان سلطنت قائم موجود ہے۔ اسکو فتحمندی حاصل ہو۔ ایسی جنگ کے نتیجہ کے متعلق ہندوستان کے مسلمانوں کو خاص طور سے اتفاق رہیگا۔ لیکن بعض صریحی وجوہ سے امید نہیں ہے کہ وہ اس جہاد میں شریک ہونیکا ارادہ کریں لیکن افریقہ کے مسلمان بتعداد کثیر سلطان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے۔

ایک جنٹلمین نے بیانیہ ظاہر کی اور اسکو وہ بہت قرین قیاس سمجھتے ہیں) کہ عرب بھی اس میں شریک ہو جائینگے اور جہانتک ممکن ہے۔ ہر سو بغاوت کو بند کرکے دنیا بھر کی پیچیدگیاں پیدا کرینگے۔ جنٹلمین مذکور نے یہ بھی بیان کیا کہ:-

"یہ عام خیال پایا جاتا ہے۔ کہ سلطنت ٹرکی کو شکست ہوئی۔ تو وہ صرف ایک خاص وقت کیلئے ہوگی اور اس مقصد کیلئے بیشمار مسلمان جنگ کرینگے۔ کیونکہ وہ سلطان کے مطیع ہیں۔ جنکو وہ صرف ایک بنا دی ہی حاکم نہیں سمجھتے بلکہ ایک دینی پیشوا بھی تصور کرتے ہیں۔ لیکن مجھکو اسبات کا یقین نہیں ہے۔ کہ آجکل کے زمانہ میں عیسائی سلطنتیں بار دگر عیسائی جہاد کیلئے متفق ہونگی"۔

جسوقت جنٹلمین موصوف کو یہ یاد دلایا گیا۔ کہ سلطان عبدالحمید کی مسلمان رعایا میں سے بہت لوگ ناراض پائے جاتے ہیں۔ اور یمن میں عربوں نے بلوہ کیا ہے۔ تو جنٹلمین موصوف نے بیان کیا۔ کہ یہ بات صوبجے گورنروں کی بدانتظامی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اور اگر وہاں کے بلوائیوں کو معلوم ہوا کہ ایک ایسی جنگ پیدا ہوئی ہے۔ جس میں انکی مذہبی تعصبات ہیں تو اسصورت میں انکی خیرخواہی کچھ کم نہوگی۔

ایک اور واقفکار نے بیان کیا۔ کہ مسلمانوں میں جو ناراضی پائی جاتی ہے وہ بوجہ سلطان کی اس کمزوری کے پیدا ہوئی ہے کہ انہوں نے ابتدا ہی میں اس مطالبہ کو قبول کرلیا کہ ناراض آبادی کے صوبجات میں جہاں اب تک کہ لوگ مقرر ہوتے آئے عیسائی کمشنر مقرر ہوں۔ جو واقعات جنٹلمین مذکور کی اطلاع میں آئے حاصل انکی بنیاد پر اسنے اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ کہ عبدالحمید کو لوگ ناپسند نہیں کرتے اور سلطان نے بہت سی باتوں میں اپنی پیشرو سلاطین کی نسبت زیادہ تردد و شخصیری ظاہر کی ہے۔ علی الخصوص معاملات محاسر کی اصلاح اور اس امر میں کہ انتظامی عہدے پر تعلیم یافتہ اشخاص مقرر کئے جاویں۔

جنٹلمین موصوف نے بیان کیا کہ:-

"چونکہ طالبان اصلاح انتظامات اور درباریوں کی جماعت میں اختلاف عظیم موجود ہے۔ اسوجہ ہر جگہ کو

معاملات کے طے کرنے میں بڑی بڑی دقت ہوتی ہے۔ لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ اصلاح معاملات کی جو کوششیں انکو امکان میں ہیں اُنسے وہ غافل نہیں ہیں"۔ +

مسلمان جماعت کے بہت سے سربرآوردہ اشخاص سے پوچھا گیا تھا کہ اگر کسیصورت میں انگلستان ملک عرب کے مقدس شہروں کا محافظ ہو تو انکی نزدیک اُسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ اور یہ بات اسصورت میں واقع ہوگی جب ٹرکی سلطنت کا انتزاع عمل میں آیگا اسکے جوابمیں اُنہوں نے برٹش حکومت کی بے لوثی کی نسبت اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔ اور کہا نسبت اس امر کے کہ یورپ کی کوئی دوسری سلطنت بحیرہ قلزم کے سواحل پر قبضہ کرے یہ انتظام بہتر ہوگا۔

ایک جنٹلمین نے عند الملاقات بعض سوالات کے جواب میں بیان کیا کہ:۔

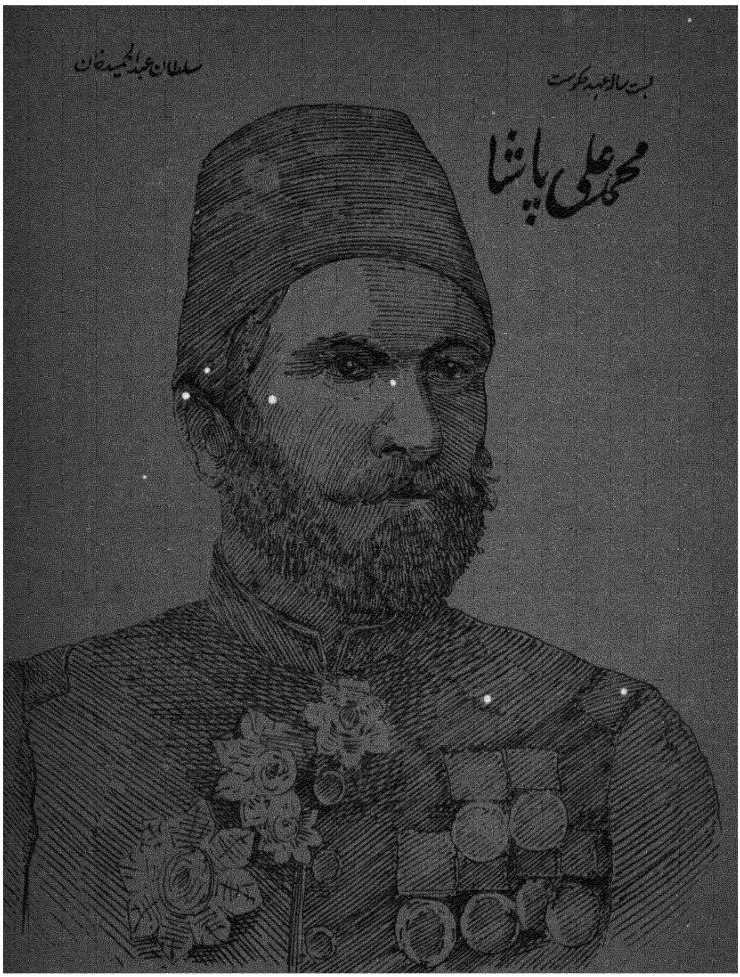
"یہ اسمیں شک نہیں کہ مسلمان لوگ ہمیشہ اسبات کو ترجیح دینگے کہ اُنکے مقدس شہروں کی محافظ وہ سلطنت رہے جسکا فرمانروا مسلمان مذہب رکھتا ہو۔ لیکن اگر یہ نہ ہو سکا تو انگلستان کا یہہ کام اپنے ذمہ لینا مرجوع دعوے کا کام ہوگا اور یہ نسبت کسی اور سلطنت کے انگلستان کی مخالفت عربوں کی جانب سے بہت کم ہوگی پھر پولٹیکل وجوہ سے یہ بات بھی نہایت ضروری ہے۔ کہ سلطنت مصر پر قابض ہو اور جسکے نہایت ضروری مقاصد نہر سویز اور بحیرہ قلزم کے راستہ میں فوت ہونیوالے ہوں۔ وہی معاملات عرب کا بھی انتظام کرے ہم اسبات پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ کہ مسلمان سلطنتوں کو جنکے جہازات بحیرہ لوانٹ میں جمع ہوتے ہیں۔ برٹش لوگ عرب کے مقدس شہروں کا انتظام مسلمانوں کی خیالات کی نگہداشت کے ساتھ اور حاجیوں کی راحت رسانی کا خیال کرکے نیاز مندی کے ساتھ کر سکینگے۔ یا نہیں یہ خیال نہیں کرتا کہ مسئلہ کے مقاصد کی حاجت ہو اور سلطنت ٹرکی کا باہم تقسیم ہونا ایک آخری کارروائی اسوقت کی ہے۔ جب اور تمام کارروائیاں ہو چکیں گی"۔

ایک جنٹلمین نے جسکو معاملات سلطنت عثمانیہ کی کیفت دریافت کرنے کے خاص موقعے حاصل ہیں بروقت گفتگو ہمارے ایک ہمعصر اخبار کے کارسپانڈنٹ سے بیان کیا کہ:۔

"اہل آرمینیا کو ٹرکی حکومت کے خلاف اہل امریکا اور دوسرے اجنبی باشندے بھڑکاتے رہتے ہیں۔ اور اس جوش و خروش کے پھیلانے کیلئے پیرس اور وینس میں خفیہ سوسائٹیاں قایم ہیں۔ اسی قسم کی ایک سوسائٹی یونان میں بھی ہے۔ اور حال میں ایک سوسائٹی نیویارک میں قایم ہوئی ہے۔ ٹرکی کے ارمنی باشندے جو اعلیٰ طبقہ کے ہیں۔ علی الخصوص جو دارالسلطنت میں رہتے ہیں۔ ان جھگڑوں سے بالکل علیحدہ ہیں۔ اور بالکل ادنیٰ درجہ کے لوگ اس فتنہ و فساد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اناطولیہ اور دیگر مقامات سے جو حالات پرائیویٹ وسائل سے معلوم ہوئے ہیں اُنکی بنیاد پر میں یقین دلا سکتا ہوں کہ ان فسادات کے جو حالات انگلش اخباروں میں چھپتے ہیں۔ اُنکے بیان میں نہایت ہی مبالغہ کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ قتل کر ڈالے گئے اُنکی تعداد صدی

اشخاص تک ہو تو ہو لیکن ہزار تک نہیں ہے۔ اور مجھکو یہی اطلاع ملی ہے۔ کہ ان بلووں کی ابتدا ہمیشہ اہل آرمینیا کی جانب سے ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی جانب سے نہیں ہوتی۔ آپنے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ مسلمان آبادی کی جانب سے جو ناراضی کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اسکا کیا سبب ہے۔ اسکی نسبت آپکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ایک جماعت ایسی پائی جاتی ہے جو درباری جماعت کے خلاف ہے۔ اور یہ جماعت "نوجوان ٹرکش پارٹی" کے نام سے مشہور ہے اور تمام جوش و خروش جو سننے میں آتا ہے اسی کی وجہ سے قائم ہے۔ اصلاح کوش اشخاص کو اسبات کی بڑی حیرت ہے کہ تمام انتظامات ملک کی اصلاح کی اس کارروائی میں وہ کیوں نہیں شریک ہوتے۔ اور انکی اس علیحدگی کے معنے یہ سمجھے جاتے ہیں۔ کہ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ انکی خواہش یہ پائی جاتی ہے۔ کہ ملک آرمینیا اہل آرمینیا کے لئے ہے۔ مجھکو یقین ہے۔ کہ جیسا جیسا زمانہ گذرتا جاویگا۔ نوجوان ترکوں کی جماعت کی تعداد اور اثر بڑھتا جاویگا۔ اور جمہوری اصولوں کی حکومت جس گورنمنٹ کے وہ خواہاں ہیں۔ انکو حاصل ہو جاویگی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ بات کس حد تک صحیح ہے کہ اس جوش خروش کے فرو کرنے کیلئے اس گروہ کے سرغنہ لوگ رات گئے دریائے باسفرس میں ڈبوئے جاتے ہیں۔ لیکن اتفاق سے مجھکو یہ بات البتہ معلوم ہو گئی ہے کہ نوجوان ٹرکی جماعت کے ایک سرآوردہ ممبر عفت آفندی کی آزادی صرف اسوجہ سے جاتی رہی کہ وہ برٹش سفارت کو لارڈ سالسبری کے نام ایک خط لیجاتا ہوا گرفتار کیا گیا۔ ٹرکی میں بہت عمومیت کے ساتھ یہ خیال پایا جاتا ہے۔ کہ سلطنتوں کو اسی طریقہ پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ سلطان کی تعلیم یافتہ رعایا باوصف اس امر کے کہ وہ اپنے بادشاہ کی خیرخواہ ضرور ہے۔ اس امر کی سخت ضرورت دیکھ رہی ہے۔ کہ قوم ترک کو اگر اپنی موجودہ حالت قائم رکھنا ہے۔ تو اسکے معاملات کی عام اصلاح ہونی چاہیئے۔ اس بیان کی ابھی تک تصدیق نہیں ہوئی۔ کہ عربستان میں عرب بلوہ کر رہے ہیں۔ لیکن مجھکو اس خبر کی صحت میں شک نہیں ہے۔ گو میرا یہ خیال دم بھر کیلئے بھی نہیں ہو سکتا کہ پینتالیس ہزار آدمی اس بلوہ میں شریک ہوں گے +

جنٹلمین موصوف نے اس بیان کی جو دوسرے مقامات پر کیا گیا ہے تصدیق کی کہ فوج عثمانیہ جیسی عمدہ حالت میں اسوقت پائی جاتی ہے ویسی بیس برس کے زمانہ سے کبھی ویسی نہ پائی گئی ہوگی۔ اور اوسنے یہ بھی بیان کیا کہ سلطان کی سلطنت میں فوج محفوظ کی بھی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ جسکو گورنمنٹ ٹرکی عند الضرورت فوراً طلب کر سکتی ہے۔ جو لوگ فوج میں ملازمت کر چکے ہیں۔ وہ بھی ہمہ وقت پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ ترک لوگ اپنا وطن کبھی نہیں چھوڑتے اور اس امر کی تصدیق کے لئے جنٹلمین مذکور نے نظیراً بیان کیا کہ گو عرب اور دوسری رعایائے سلطنت ترکی میں سے ہزارہا آدمی بمبئی میں موجود ہیں لیکن خاص الخاص ترکوں کی تعداد ہندوستان میں جسقدر قلیل پائی جاتی ہے کہ وہ سب کے سب ریلوے گاڑی کے ایک کمپارٹمنٹ میں بیٹھ سکتے ہیں


محمد علی پاشا
سلطان عبدالحمید خان

اور سفیر انگلستان متعینہ واشنگٹن نے جو گورنمنٹ صوبجات متحدہ سے معاملہ آرمینیا میں انگلستان کے ساتھ شامل ہو جانے کی درخواست کی تھی۔ اس سے گمان ہوتا تھا۔ کہ صوبجات متحدہ کے تعلقات انگلستان سے دوستانہ ہوں گے۔ مگر ؎ غلط خود بودآنچہ ما پنداشتیم۔ اب سوال یہہ ہے کہ انگلستان کی خارجی حکمت عملی معاملہ دینی زولا کے متعلق بر اعظم امریکہ میں کچھہ کامیاب ہوئی یا کہ نہیں؟ اور اسوقت اس مغربی کرہ میں انگلستان کے موافق یا مخالف پولٹیکل آثار کیسے ہیں؟ قبل اسکے کہ اس سوال کا جواب دیا جاوے۔ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل بنائے تنازعہ اور اسکے متعلقہ حالات ناظرین کی آگاہی کے لئے ظاہر کر دیئے جائیں +

دینی زولا جنوبی امریکہ میں ایک جمہوری ریاست ہے۔ جسکے اندرونی انتظام کے انگریز آجکل کچھہ ایسے شاکی ہیں۔ کہ آرمینیا میں حکومت عثمانیہ کو اسکے مقابلہ میں نہایت معقول اور ایک حد تک بیان کیا جاتا ہے۔ اس ریاست کے حدود ملک برٹش گائنا سے ملتے ہوئے ہیں۔ جسے انگریزوں نے تقریباً سو سال ہوئے ہالینڈ والوں سے فتح کیا تھا۔ وہ حصہ ملک جسپر اب تنازعہ ہے دریائے ایسی کیبو کی وادی ہے۔ فتح برٹش گائنا سے چالیس سال بعد تک دینی زولا نے اسپر کوئی دعوٰی نہیں کیا۔ اور انگلستان اسکو اپنی ممالک محروسہ میں تصور کرکے اہل ہالینڈ کی طرح وہاں کے سرحد انداز و بسی باشندوں کو سالانہ امدادی رقوم دیتا رہا۔ اور ملک کو بجز اسکے کہ اسمیں سے تھوڑے سے وبسی باشندے آباد تھے بغیر آباد پڑا رہا۔ ۱۸۵۰ء میں وہاں سونے کی کانوں کے برآمد ہو جانے سے نقشہ بالکل بدل گیا۔ اور ملک مذکور تھوڑے دنوں میں آباد ہو گیا۔ اسپر دینی زولا اور انگلستان میں اسکی ملکیت کے متعلق جھگڑا کھڑا ہوا۔ چنانچہ کچھہ حصہ دینی زولا نے اور کچھہ انگلستان نے دبا لیا۔ لیکن سرحد کی نسبت کوئی فیصلہ قرار نہ پایا۔ پچھلے برس دینی زولا نے ایک خاص قطعہ اراضی سے انگریزی پولیس اور آبادکاروں کو نکالکر باہر کیا۔ اور خود قابض متصرف ہو گیا۔ جسپر دونوں سلطنتوں کے سفارتی تعلقات بالکل منقطع ہو گئے۔ ۱۸۵۰ء سے پہلے صوبجات متحدہ کے پریزیڈنٹ منرو صاحب نے یہ اصول مقرر کر دیا تھا کہ "مغربی کرہ میں کسی یورپین طاقت کو اپنی قلمرو یا مقبوضات بڑھانے دینا صوبجات متحدہ کی پالیسی کے برخلاف ہوگا"۔ اس اصول کو تمام ملک نے نہایت خوشی سے تسلیم کر لیا۔ اور یہی اصول اب تنازعہ دینی زولا کے تصفیہ میں مدنظر رہا ہے اگرچہ لوگوں کے دلوں میں اسکا اثر یہاں تک ہو گیا ہے۔ کہ کسی انگریز رعایا امد باشندہ امریکہ میں کوئی ذاتی جھگڑا ہو جاتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم انگلستان سے اس انگریز کی زیادتیوں اور بےعنوانیوں کا عوض طلب نہیں کرینگے انکا عام مقولہ یہ ہے۔ کہ "انگلستان امریکہ کے خوف سے اپنی رعایا کی امداد کرنے سے بالکل بےبس ہے اور اس لئے اگر کسی انگریز سے زیادتی ہو جاوے تو امریکہ یہی بڑا عالی حوصلگی اسکے بدلہ نہیں لیگا"۔ مذکورہ بالا اصول پر کاربند ہو کر جولائی گذشتہ میں پریزیڈنٹ امریکہ نے انگلستان کو لکھا کہ تنازعہ دینی زولا کا تصفیہ بروئے پنچایت کر لو۔ اور اگر تمہارا منشاء دینی زولا سے جنگی کارروائی کرنیکا ہو تو ہم اسکو کبھی روا نہیں رکھیں گے۔ اسپر انگلستان نے حال ہی میں

یہ جواب دیا کہ اگر فی الحقیقت کوئی ایسا متنازعہ ہو۔ تو ہم خوشی سے پنچایت قبول کرنے پر تیار ہیں۔ لیکن یہ تو ہماری ہی زمین ہے۔ اور ہم ہی اسپر قابض اور متصرف ہے ہیں۔ دینی زولا کبھی اسپر حکمران نہیں ہوا۔ اسصورت میں ہم کیونکر اسکا تصفیہ پنچایت پر چھوڑیں۔ اس جواب سے پریزیڈنٹ امریکہ سخت برافروختہ ہو گئے ہیں۔ اور انگلستان اور امریکہ کے تعلقات میں اس قسم کی کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ کہ جنگ چھڑ جانیکا اندیشہ ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ انگلستان امریکہ کو ٹرکی کی برخلاف اپنی ساتھ دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ آج اسی امریکہ کا پریزیڈنٹ کلیولینڈ انگلستان کی ناکارہ حکمت عملی کی بدولت مندرجہ ذیل پیغام جو تار آمدہ ۱۷ دسمبر سے معلوم ہوا ہے۔ اپنے ملک کی کانگرس کو بھیجتا ہے۔ "چونکہ سرحد وینی زولا کے مسئلہ کی متعلق انگلستان نے تقرر پنچایت کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسلئے میں کانگرس کے پاس سفارش کرتا ہوں۔ کہ وہ درست سرحد قایم کرنے کیلئے ایک کمیشن مقرر کرے۔ اور وینی زولا کی جو سرحد کمیشن مقرر کر دے۔ اس سے تجاوز کر کے۔ گرانگلستان کی ملک کے لینے کی کوشش کرے۔ تو امریکہ کا فرض ہوگا کہ تمام وسائل مزاحمت جو اسکی طاقت میں ہوں عمل میں لائے۔ ممکن ہے کہ اس تجویز سے نہایت اہم نتایج پیدا ہوں مگر اس سے ڈر کر امریکہ اپنے فرض کی پورا کرنے میں پہلو تہی نہیں کرنی چاہیئے۔ لارڈ سالسبری نے اپنے جواب میں تحریر کیا ہے۔ کہ امریکہ اصول منرو کو ایسی جدید اور عجیب توسیع دے رہا ہے۔ جو قانون تعلقات باہمی میں اسسے پہلے بالکل نامعلوم تھی۔ اور کم از کم وہ اصول اس موجودہ مسئلہ وینی زولا سے بالکل تعلق نہیں رکھتا۔ مگر لارڈ موصوف کی یہ رائے درست نہیں۔ اصول مذکور کو اس مسئلہ سے بالکل تعلق ہے۔"

اس پیغام کے موصول ہونے پر تمام ممبران کانگرس نے بڑے زور سے نعرے بلند کئے اور اسکو نہایت خوشی سے سنا۔ انگلستان کے اخبارات اور دوسرے انگریزی اخبارات بڑی لن ترانیاں دکھا رہے ہیں۔ اور جوش میں آکر لکھ رہے ہیں کہ صیغہ متحدہ امریکہ کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انگلستان کی خارجی معاملات میں کوئی دست اندازی کرے یا اسے اپنے اصولوں کا پابند گروانے۔ لیکن امریکہ کے تمام اخبارات باستثنائے نیویارک ہرلڈ کے جو پیغام مذکور کو سخت غلطی پر مبنی قرار دیتا ہے۔ پریزیڈنٹ کے پیغام کی تعریف کر رہے ہیں۔ اور صیغہ جات متحدہ کی کانگرس نے پیغام مذکور کے بھیجنے سے دوسرے دن یعنی ۱۸ دسمبر کو باتفاق رائے قانون پاس کر کے پریزیڈنٹ مذکور کو مسئلہ وینی زولا کی قرار داد کیلئے کمیشن مقرر کرنیکا اختیار دیدیا۔ اور اس کے اخراجات کیلئے ایک لاکھ پونڈ کا رکھ دیا جانا منظور کر لیا ہے۔ اور حفظ ماتقدم اور انگلستان کی شیخی کر کری کرنیکی غرض سے ساٹھ لاکھ بندوقین ایک ہزار میدانی توپیں۔ اور پانچہزار قلعجاتی توپیں اور بڑھائے جانیکے لئے دس کروڑ ڈالر کا خرچ منظور کئے جانیکی غرض سے مل بھی پیش کر دیا ہے۔ جو اسلحہ کے لئے جنگی کمیٹی کے پاس بھیجا گیا ہے +

ان حالات سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ انگلستان کی حکمت عملی معاملہ وینی زولا کی متعلق کچھ کامیاب نہیں ہوئی۔ اور اسوقت امریکہ میں انگلستان کے برخلاف پولٹیکل اطلع میں ایک گھنگھور سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ انگلستان کی جوانمردی سے یہ تو کبھی توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ لڑائی پر آمادہ ہو۔ دوسرے کا پلڑا بھاری دیکھکر دب جانیکو مسخ

ایک دانہ بیشانہ پالیسی سمجھتا ہے۔ اور گو دوسرا اسکی نرولانہ پالیسی کو کیسا ہی قلیل سمجھیں مگر وہ اس قسم کی دقتیں اور خفتیں اٹھانے کا عادی ہے۔ خیر کچھ ہی کیوں نہو اسمیں کلام نہیں کہ زبردستی کی ناعاقبت اندیشی سے جارد نظر سے انگلستان کی بخت بلی آبروئی ہو رہی ہے۔ انگلستان کو اب مناسب ہے کہ ان متواتر زکوں سے تجربہ حاصل کرکے اپنے مغرور اور اس پر بیجا ہمسایوں اور دوستوں کی برخلاف جابرانہ اور غاصبانہ کارروائیاں کرنا چھوڑ دے۔ یا کم از کم ایسا کرنے سے پہلے اپنی نفع و نقصان کو اچھی طرح سمجھ لیا کرے۔ انگلستان کو سلطان المعظم خانہ ولیسے مشکور ہونا چاہیے کہ وہ کوہ وقار تحمل سے انکی مخالفانہ حرکتوں سے ذرا بھی برافروختہ نہیں ہوئی۔ اور قدیمی دوستی کا پاس کرکے اُملی متواتر چشم پوشی کرتے درگذر کرتے رہی۔ اسمیں کلام نہیں کہ اروداخبارات کی وقعت جسقدر گورنمنٹ اور مدبران سلطنت انگلستان کی نظروں میں اُس سے ہم بھی واقف ہیں۔ گو جوش خیر خواہی ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ معاملہ فہمی کے متعلق جو خیالات باشندگان ہندوستان کے ہوں انہیں بے کم و کاست ظاہر کر دیا جاوے۔ انگلستان کی طاقت برقرار رہنے سے ہندوستان کی روز افزوں ترقی کسی دن اس درجہ پر ضرور پہنچ جائیگی۔ کہ ہماری اے کو فرمانروایان ملک استقدر حقارت کی نظر سے نہیں دیکھینگے۔ جیسا کہ اب دیکھ رہے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲۴۔ دسمبر۔ ترکی افواج نے ۱۹۔ ماہحال کو دروسوں کو ہزیمت دی۔ صوبجات بیواس بطلس اور ارض روم میں عیسائی نایب گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔

لنڈن ۲۵۔ نومبر آرمینیوں کی حمایت میں دست اندازی کرنیکے لئے انگلستان میں جو تحریک ہو رہی ہے اُسپر رائے زنی کرتے ہوئے ٹائمز قمطراز ہے۔ کہ بالکل ناممکن ہے۔ کہ ہم اسمعاملہ میں تن تنہا کارروائی کریں۔ (ایڈیٹر کہیں ٹائمز کی وہ مجذوبانہ بڑ کیا ہوئی کہ سلطان کو اگر انہوں نے ہماری شرائط کو نہ مانا تو ہم تن تنہا ہوش میں لاینگے۔ اور بحیرہ شام اور خلیج فارس وغیرہ کو تمام ترکی بنادر کو ایک پل میں غارت کر دینگے۔ اللہ اکبر! کہاں وہ تعلی اور نخوت اور کہاں یہ عاجزانہ انکسار۔ اللہ اللہ ہم نواسی توقع میں بیٹھے تھے۔ کہ یورپین قانون ٹٹوارہ کے رو سے جو دادگری تقسیم کی صادر ہوئی ہے اُسکے مطابق چند دنوں تک انگلستانی بیڑہ دریائے فرات اور حجاز پر لہرا رہا ہوگا۔ کہ ادھر آرمینیوں کی حمایت تو کیسی اُسکا نام تک لینے کی جرأت نہیں رہی۔ کیوں سلطان کی زبردست پالیسی پر اب بھی یورپ کو کچھ شبہ باقی رہگیا ہے کیسے سب کے سب ہیچ ہیچ ہو گئے)

لنڈن ۲۶۔ دسمبر۔ قیصر ہند نے نوبا شا مستعفی وزیر اعظم مصر کو انگلستان اور مصر کے درمیان دوستانہ تعلقات برقرار رکھنے کے متعلق حسن خدمات کے صلہ میں طبقہ ستارہ ہند کے نایٹ کمانڈر کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ مصر میں انگریزی اور دیسی عہدہ داروں میں ایسا پورا اتفاق اور اتحاد پہلے کبھی نہیں ہوا تھا جیسا کہ اب ہے۔ اور مصطفےٰ فہمی پاشا برابر نوبار پاشا کی پالیسی پر قدم بقدم چل رہے ہیں۔

ایضاً۔ انگلستان میں ڈیوک آف آرگائل کی اس تجویز کی تائید میں کہ آرمینیا میں امن قائم کرنیکا ذمہ اُٹھانے کی روس سے درخواست کیجاوے۔ تحریک پیدا ہونی شروع ہوگئی ہے + کیا لبرل پارٹی کی ترکی تمام شد؟

ایضاً۔ ترکی افواج نے زیتون فتح کرلیا ہے۔ مگر مفصل حالات ابھی معلوم نہیں ہوئے +

قسطنطنیہ ۲۷۔ دسمبر۔ ٹرکی فتوحات بمقام زیتون کے تفصیلی حالات سے واضح ہوتا ہے کہ قصبہ کور کے فتح ہونیسے پہلے بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ آرمینیوں کے اڑھائی ہزار آدمی مقتول ہوئے اور ترکوں کے اڑھائی سو +

قسطنطنیہ۔ ۲۸۔ دسمبر۔ تمام طاقتیں بالاتفاق پر زور دے رہی ہیں۔ کہ باغیان زیتون کیساتھ جو پہاڑوں میں پناہ گزین ہو رہے ہیں۔ نرمی کا برتاؤ کرے +

ٹرکی کی انتہامی حالت پر ایک سرسری نظر

گزشتہ ہفتہ میں ہمنے ٹرکی کے معاملات پر کچھ رائے ظاہر نہیں کی یہ امر محض بے پروائی سے نہ تھا۔ کیونکہ ہمارے خیال میں جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ انگلش اخبارات کی ہرزہ درائی ہمیشہ تعصب سے تھی۔ اور یقیناً انکا انگلا نامہ بھی اسی رنگ میں رنگا ہوگا۔ واقعی بات یہ ہے کہ اس تمام بربادی کا جو کچھ حال دنیا میں ظاہر کیجاتا تھا۔ اور ٹرکی اور سلطان المعظم کی کمزوریاں جسطرح بیان کیجاتی تھیں اُنکا انداز بیان اُن کو بے اصل بتاتا تھا یورپین مدبران اور انگلش اخبارات لنڈن کا کیا ذکر پاریس نے بھی نہایت کشادہ دلی سے ٹرکی کی فاتحین تمام بنام نژاد شکر ایک قلب میں کہہ ہی نہیں۔ تمام انگلش اخبارات روزانہ ان کو الف کے ساتھ نکلتے تھے۔ کہ تمام مسلمانوں کے دلپر یہ امر نقش ہوجاوے۔ کہ سلطان المعظم کسقدر ناقابل فرمانروا ہیں۔ اور اُن کے وزرا اور کارکن انسے زیادہ سبک دماغ۔ اسی کیساتھ ان تمام مظالم کا بھی ذکر کیا جاتا تھا۔ جو آرمینیا کی علاوہ خاص ترکی لبرل مسلمانوں کیلئے تھے۔ انکی حالت کو اسقدر ترقی دیگئی تھی کہ گویا تمام نوجوان ترک سلطان کے خلاف اپنے ملک مذہب کے لئے جاں نثارانہ آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔ غایت اسکی یہ تھی۔ کہ جذبہ مذہبی پر جوش مسلمانان ٹرکی سلطان المعظم سے اسقدر منحرف ہیں۔ تو سلطان المعظم کیلئے روئے زمین پر کسی مسلمان کے دل میں ہمدردی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اور یہ ایک واقعی کیفیت ہے کہ اگر ایک منٹ کو بھی سلطان المعظم کی نسبت ان خیالات کا ذکر کیا جائے جو مخالف اخبار بیان کر رہے ہیں تو سلطان المعظم سے زیادہ قابل نفرت شخص کوئی موجودہ دنیا میں نظر نہ آئیگا۔ غرضیکہ جہانتک جن جن حکمت عملیوں سے ممکن تھا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ اور اُسکے اثر نے یہانتک ترقی کی۔ کہ بعض تعلیم یافتہ مضمون نویس مسلمان ہوں یا ہندو مسلمان بہت کچھ بہک گئے۔ اور اس ہفتہ میں کئی مضمون ایسے نکلے۔ جو خیالات کے افسردہ کرنیوالے تھے۔ بہت بڑا اثر چند اہم خبروں کی اشاعت کیوجہ سے پیدا ہوا (۱) سلطان المعظم کا پیام بنام لارڈ سالسبری (۲) یمن کے بیالیس ہزار باغیوں کی سرکشی اور جنگ آزمائی متواتر ترکی فوج کی تین تکتیں ترکی فوج کا محصور ہوجانا۔ بیالیس ہزار ماشی الفعل بندوقوں سے اہل یمن کا مسلح ہونا۔ اور اس خیال کا اظہار کہ کسی غیر سلطنت نے انکو یہ اسلحہ پہنچائے ہیں (۳)

وزراء کا جلد جلد تغیر (۴) سعید پاشا کا انگلش سفارت میں پناہ گزین ہونا۔ (۵) مختلف صوبوں میں عام غدر (۶) حفاظتی زائد جہازات کیلئے سلطان المعظم کی مدبرانہ آخر منظوری (۷) خزانہ اور فوج کی کمی (۸) سلطان المعظم پر عزت بے کا حاوی ہونا۔ (۹) سلطان المعظم کی دماغی کمزوری اضطراب پریشانی وغیرہ وغیرہ۔ بیشک یہ تمہیدی واقعات اور انکی تائیدی خبروں کا یہ تقاضا تھا کہ جنکو کسیقدر یہی سلطان کیساتھ ہمدردی تھی۔ وہ بالکل از کار رفتہ ہوجاتے تھے۔ اور انکو یہ تہ پاؤں اسطرح پھول جاتے تھے کہ رائے قایم کرنیکی بھی قابلیت جاتی رہتی تھی۔ اسی اثر کیساتھ جب یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ تمام یورپ کی مخالفت پر تلا ہوا ہے۔ تو سلطان المعظم کے دل و دماغ کی کیا کیفیت ہوگی۔ جلسۂ دار کی حالت سلطان سے بدتر سمجھی جاتی تھی۔ کہ انپر تین جانب سے دہشت غالب تھی۔ سفیران یورپ کا انپر اثر۔ سلطان المعظم کے رعب جانکاہ کا انپر اثر۔ عام پرجوش رعایا فوج کا انپر اثر۔ غرضیکہ ٹرکی یک شبہ دوشبہ مہمان تھی۔ وہ بھی اس اعتبار پر کہ یورپ غفلت کرے۔ ورنہ ساعت دو ساعت کی مہمان تھی۔ فوج اسکے پاس نہیں خزانہ اسکے پاس نہیں۔ ہر صوبہ میں غدر۔ غیر مذہب کی رعایا اسکی دشمن۔ اہل مذہب اسکے دشمن۔ سلاطین یورپ اسکے دشمن۔ اور تمام سلطنتیں اسکے حصے کرنیکو تیار۔ مگر باینہمہ دشمن سلطنتوں کو خدا جانے کیا ترس آتا تھا کہ اسکی سبھال جانیکی کوششیں کرتی تھیں۔ مگر یہ رحم بے موقعہ اور بہت ہی بے محل تھا۔ جس جلاد سلطنت نے اتنے بڑے مظالم آرمینیا کے لوگوں پر روا رکھے ہوں کہ یقین ہونے پر مسلمان سے مسلمان غیظ کی تاب نہیں لاسکتے۔ باوصف قومی اور مذہبی ہمدردی کے ایسے دشمن پر رحم اور دشمن بھی ایسا متعصب کجرائے ضدی کہ ہزار کہئے ہزار سمجھایئے کسی طرح کہنا ہی نہیں مانتا۔ پھر بھی رحم کی تخم کاشت یہ سمجھا اور یقین کرنا کسی مٹی کے پتلے کا کام نہیں ✦

بات یہ ہے کہ تمام اصلی حالات پردے میں تھے۔ اور ابتک ہیں مصنوعی واقعات کہانتک کارروائی کو ترقی دیسکتے ہیں۔ ابھرنے کو مسٹر گلیڈسٹوں کہانتک نہیں ابھرے۔ مگر عرصہ ہوا کہ ٹھٹھر کے بیٹھ رہے ہیں۔ لارڈ سالسبری کی تقریریں کسقدر کہاؤ کے ساتھ تھیں۔ مگر نا معلوم نتائج کیواسطے احتیاط کو لئے ہر سری طور پر اس اہم اخبارات پر غور کیجئے جنکو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ تو کچھ بھی اثر نہیں پیدا ہوسکتا ✦

(۱) سلطان المعظم کا پیام لارڈ سالسبری کے نام

یہ تو بہت ہی نئی بات ہے۔ کہ سلطان المعظم کا پیام براہ راست لارڈ سالسبری کے نام آیا ہو۔ جسپر خود انہیں اخبارات نے تعجب ظاہر کیا ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے۔ کسی وزیر نے سلطان کے خیال کا اظہار اپنے الفاظ میں کیا ہو۔ ہاں شاید اس طرز سے ٹرکی نے مناسب خیال کیا ہو۔ کہ لارڈ سالسبری پر اثر ڈالکر ان خرابیوں کو روکا جائے۔ جو انگلستان کی لاطائل وعود سے پیدا ہوئی ہیں۔ کیونکہ سلطان المعظم نے باوصف عظیم کارروائی آمادگی جنگ ہر موقعہ پر اسکا ثبوت دیا ہے۔ کہ وہ تمام معاملات کو دوستی طے کرنا چاہتے ہیں۔ اور سلطان المعظم کی یہ زبردست پالیسی ہمیشہ بہت ہی بوالہوس قدر سمجھی گئی۔ کہ انہوں نے اعزاز کی

نگہداشت کیسا تھ جنگ کو ٹرکی کی ترقیات میں خلل انداز نہ ہونے دیں۔ گویا اس پیام سے ایک آخری حد پر انگلستان کو روکنا تھا لہذا کوئی وجہ اسکی باقی نہیں رہی تھی کہ انگلستان کو کچھ بھی سلطان المعظم کے وعدہ میں تامل ہو سکے۔ یہ لارڈ سالسبری کی سبک خیالی اپنی اظہار عظمت کیلئے تھی۔ کہ انہوں نے سوزوں الحاط استعمال نہیں کئے۔ اور اپنی شک کی وہی حالت قائم رکھی جو پہلے تھی۔ جو نتائج اتفاق دول یورپ سے اسکے ذہن میں تھے۔ انہیں کے اعتبار پر بعد و اندیشی اور نازک حالت کے قیاس سے مبہم الفاظ اپنی زبان سے نکالنے میں انہوں نے تامل نہیں کیا۔ جو لوگ اس پیام کو نشر طبکہ اسکا وجود مان کر وہ طریقہ پر یہ سلطان کی کمزوری کا سبب سمجھتے ہیں سخت غلطی کرتے ہیں ایسے خانشناز کی حالت میں اس خیال کا اعلان ہمت ہی پسندیدہ تھا اور الفرد الحاط کا اثر اکثر اخبارات غیر سلطنتوں جو یورپین سلطنتوں کی زبان میں ہیں قبول کیا۔ روس کے اخبارات نے سختی سے کہا کہ ایسے تباہی رازوں کا افشار بالکل خلاف ادب بے اعتباری کا باعث ہے +

(۲) یمن کی بغاوت

اسکی واقعیت صرف اسی سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ ۴۰ ہزار ماٹنی رائفل انکے پاس کہاں سے پہنچے۔ اول تو عاماً یمن بہت معمولی حالت میں ہے۔ اتنی استطاعت نہیں کہ خریداری کر سکے۔ دوسرے اگر ایسا کیا گیا تھا۔ تو کون سلطنت زمانہ اس دینی میں اسکو روا رکھ سکتی تھی بغرض محال کسی شریر النفس سلطنت نے یہ روا رکھا تھا تو اس سلطنت کو کیا اعتبار مسلمان رعائے یمن پر ہو سکتا تھا۔ جسکا ہر فرد کفر و اسلام کے فرق کو عمدہ طور پر سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہے تیسرے ناممکن ہے کہ ایسا راز عظیم کا زیر سازند مخفی رہا ہو۔ ترکی حکام یمن سے چھپا رہتا۔ اب یہ سب باتیں بھی لیا جائے تو کیا فرے کی بات ہے۔ ۴۰ ہزار عرب کی سرکشی اور جنگ آزمائی۔ متواتر ترکی فوجوں کا محصور ہو جانا۔ اور ایسے ہی دیگر امور کا اظہار صرف ایک ہی تاریخ کے تار میں۔ کم سے کم پہلے باغیانہ خیالات کی خبر آتی۔ پھر ایک شکست کی پھر دوسری تیسری شکست کی پھر محصور ہونے کی اور اگر اتفاق سے کوئی فوری ذریعہ روٹر کو اس آگاہی کا پیدا ہوا تھا تو اسکے بعد ۴۰ ہزار عرب کی کارروائی سرکشی کیا ہوئی۔ محصورین کا کیا حشر ہوا یمن ٹرکی کی مخالفت سے نکلکر کسکی حکومت میں آگیا۔ آجتک اسکا ذکر کچھ ہی نہیں ہے ہم یہاں تک لکھ چکے تھے کہ اسی وقت ڈاک میں ہمنے دیکھا کہ بالعالی نے اس خبر کی سخت تردید کی ہے اس سے زیادہ بیہودہ شوشہ اس سرکا کیا ہو سکتا ہے کہ کسطرح غلط بیانیوں سے ٹرکی کے خلاف اثر ڈالا جاتا ہے +

(۳) وزراء کا جلد جلد تغیر

وزراء کے جلد جلد تغیر سے سلطان کی پوری قوت دماغی قابلیت اعلیٰ حکمت عملی کا اظہار ہوتا ہے۔ یہاں کے بیٹھنے والے قیاس کر لیں گے کہ یہ کمزوری کا ثبوت ہے۔ اگر سلطان المعظم میں کمزوری ہوتی۔ تو وزراء اسقدر بے اختیاری کیساتھ تعمیل احکام پر مجبور نہ ہوتے۔ اور اگر دو ایک مرتبہ ایسا ہوا تھا۔ تو وزراء میں نہایت بد دلی پیدا ہو جاتی اور انتخاب وزراء دشوار کیا محال ہو جاتا۔ خیال انتخاب کے ساتھ ہی عظیم واقعات کشت و خون ظہور پذیر ہو جاتے

اور سلطانی ایوان جیسا کہ اب قتل گاہ بیان کیا جاتا ہے۔ واقعی مقتل ہونے پر دو راز حال سلطان المعظم کے لئے زبان ہوتا۔ در پردہ وزارتوں کے تغیر و تبدل سے سلطان المعظم نے بو پن پالیسوں کو الیقین متواتر شکستیں دی ہیں جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ تمام معاملات میں باوصف اسقدر برشورز انگیز جانے کے ہنور در اتول ہے۔ اور تمام یو پین قومیں بجز کھیلنے اتفاق کی داستانیں سُنا رہی ہیں۔ حلقۂ وزارت کی طاعت شعاریاں علاوہ تعمیل احکام کے اس کیفیت سے ظاہر ہو رہی ہیں کہ وزارت تو لگا تغیر ایک صیغہ سے دوسرے صیغہ پر یا وزارت عظمےٰ پر یا وزارت عظمےٰ سے وزارت خارجیہ وغیرہ پر باہم رشک و حسد کا باعث ہوتا ہے۔ نہ کوئی خرابی اس سے ظاہر ہوئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام وزرا ایک ہی سلسلہ سے وابستہ اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ کامل پاشا کا تقرر وزارت عظمیٰ پر الیقیں کسی مصلحت سے تھا جسکا فوری انتر طافتوں کی سفارتوں پر پیدا کر کے کسی تجویز کو تامل میں ڈالنا مقصود تھا جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ فوراً تقرر کیساتھ کامل پاشا کی تعریفاً وراپنر اطمینان کے نار آنے لگے۔ اور وہ اسوقت تک اپنے عہدے پر رہے۔ جبتک اسکی ضرورت تھی۔ اس عہدے سے علیحدہ ہونے پر مبنی الفیس نے یہ معنے لگائے کہ وہ جلاوطن کئے گئے۔ اگر کسی صوبہ کی گورنری کا اعزازیہ معنے پیدا کرنا ہے تو ہزارہا افسر ہر سلطنت کے سزایاب جلاوطنی سمجھی جاتے ہیں +

(۴) سعید پاشا کا انگلش سفارت میں پناہ گزین ہونا

اس خبر سے ضرور حیرت کو ترقی ہوئی۔ اور متحیر ہونیکے یہ اسباب تھے کہ سعید پاشا اس تمام زمانہ معاملات آرمینیا میں بہائت ہی اعتبار اور رشد ضمیری کیساتھ اپنے فرائض انجام دیتے رہے اور کسی وزارت عظمےٰ کا چارج بھی انکے ہاتھ میں رہا۔ سلطان المعظم نے اکثر انکی رائے سے کام لیا موجودہ اصلاحات آرمینیا میں جو کچھ ترمیمیں ہوئیں انہیں کی اعلیٰ پولیسی اور مدبرانہ بحثوں کا نتیجہ تھیں۔ ایسے شخص کا بلا کسی خاص وجہ کے جسکا اظہار آجتک نہیں کیا گیا۔ محض کسی قیاس و شک پر اتنی بڑی حرکت کا گزرنا جو اُس کے اعزاز کو پامال کرنیوالی تھی۔ محض فرضی خیال حفاظت جان کیلئے جسکی بہادر حرکت کبھی پروا نہیں کرتے اور اُسکے لئے ضرب المثل ہیں ضرور حیرت افزا معاملہ تھا مگر حیرت افزائی حوصلہ دانشمندانہ خیالات پر اثر ڈالنے والی تھی۔ اور ضرور یہی امر قابل قبول تھا۔ کہ یہ فعل کسی بڑی اہم مصلحت پر مبنی ہو۔ ایک نادان نرک ہی سمجھ سکتا تھا۔ کہ اگر اپنے صرف چند روز کیلئے اپنے اعزاز کو پامال کر کے جان بچائی۔ تو اُسکا فایدہ چند روز کے بعد وہ کیا اُٹھا سکتا ہے۔ کیا کوئی سلطان جو سلطان عبد الحمید خان کی معزولی ہونے پر تخت نشین ہوتا۔ وہ انکو کامل اعتبار کیساتھ وزارت عظمےٰ کا چارج دیدیتا۔ یا انکی ذلیل حرکت بدنام کنندہ قوم و سلطنت سے متاثر ہو کر ان کو حوالہ زدان کرتا۔ کوئی نادان نرک اپنی جان بچانیکے لئے وہ بھی محض ایک فرضی شک پر اپنے تمام خاندان و مال متاع و ناموس کو عتاب سلطانی کیلئے سلطان کے قبضہ میں چھوڑ سکتا تھا۔ کبھی نہیں۔ بس ضرور یہ کارروائی کسی مصلحت خاص پر مبنی تھی۔ اور اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ کارروائی محض اس ضرورت سے تھی۔ کہ وہ سفارت انگلش کی حفاظت

میں جاکر انگلش جہاز پر پوشیدہ نکلنے کی کوشش کریں۔ اس یقینی کارروائی کا ثبوت اس سے ملتا ہے۔ کہ جو قرارداد ہوکر احکام خفیہ جاری ہو چکے تھے۔ انکی مطابق انگلش جہاز کو ٹرکی بحری جنگی بوٹوں نے گھیر لیا۔ اور جبتک انکو اطمینان نہیں ہوا کہ سعید پاشا جہاز پر نہیں ہیں۔ انکا محاصرہ روز روشن تک برابر قایم رکھا یقیناً اسی مصلحت سے سعید پاشا کی یہ کارروائی تھی۔ کہ اگر پورے طور پر اُسکا ظہور ہو جاتا۔ اور سعید پاشا کی گرفتاری انگلش جہاز پر عمل میں آجاتی۔ ٹرکی انگلستان سے وہ باز پرس کرتی کہ معاملات آرمینیا کا پورا معاوضہ ہو جاتا اور اعلان جنگ میں کچھ شک باقی نہیں رہتا اور یہ فعل سفیر انگلش کا ایسا تھا کہ کسی سلطنت کو سوا الزام دہی انگلستان کوئی چارہ نہ تھا۔ اور نہ اس معاملہ میں کوئی سلطنت شریک انگلستان کیلئے معقول وجہ کہنی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ انگلستان ایک ایسی عظیم طاقت ہے۔ کہ وہ تنہا ٹرکی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی۔ ٹرکی کرتے گو کچھ نتیجہ پیدا ہوتا۔ مگر وہ اس حکمت عملی میں ضرور بازی جیت لیتی کہ انگلستان کو تنہا اپنا مدمقابل پاتی ۔

(۵) مختلف صوبوں میں عام غدر

اسکی ابتدا تک صرف اسیقدر پائی گئی کہ جن جن مقامات میں عیسائیوں اور آرمینیوں نے سرکشی کی اُنکو سزائیں دیگئیں جہاں کردوں سے اُنہوں نے چھیڑ کی وہاں اُنکو سزا ملی۔ مختلف مقامات میں ان امور کا ظہور ہوا۔ اور اُسی کے افسانے سُنے گئے۔ صرف یہ حالت بھی عام غدر کی تعریف میں نہیں آسکتی۔ نہ اس سے بڑھکر مختلف اتہام کیساتھ خبریں تراشی گئیں اُنکی اس سے تصدیق ہوتی ہے ۔

(۶) حفاظتی زائد جہاز

اُنکی منظوری صحیح ہے تو زار روس کے پیام پر ہے۔ جو نہایت ہی دوستانہ طریق پر خاص مصلحت کیساتھ تھا۔ اور چونکہ سلطان المعظم کو برابر اسکے موقعے حاصل ہوئے۔ کہ وہ یقین کریں کہ روس اور جرمنی کو کوئی دلچسپی ان معاملات سے نہیں ہے اسلئے نہایت ہی عالی خیالی سلطان کی تھی۔ کہ ایک بہت ہی چھوٹے سے امر کو جسکا کچھ بھی اثر وقت جنگ ڈارڈنلز اور ٹرکی پر نہیں ہو سکتا قبول کرلیں اور جبکہ تمام سلاطین یورپ کا اس امر کی منظوری کیلئے اتفاق ہو گیا۔ تو کچھ سلطان المعظم کی توہین اس منظوری سے متصور نہیں ہو سکتی سلطان المعظم کی تمام تر کوشش اس تفتیہ کی طوالت سے یہ تھی۔ کہ ایسے موقعے پیش آئیں جنسے یورپین سلطنتوں میں نفاق پیدا ہو۔ اور ایسی کوئی صورت پیدا ہو جاوے پانیر نے بھی ولایت کے اخبار کے حوالہ سے اسکا اظہار کیا ہے۔ کہ یہ سلطان روم کو ان تمام معاملات میں بخوبی واقفیت حاصل ہوتی ہے جو دربارہ ٹرکی یہاں اخبارات میں شائع ہوتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ انگلستان کی مشرقی حکمت عملی کو جرمنی اور روس کے لوگ نگاہ شک سے دیکھتے ہیں یا وہ سلطنتیں دوستانہ اتفاق سے گزر کر رہی ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ اخبارات جرمنی اظہار ہمدردی علاوہ اس اطلاع کے کیا ہے۔ جو سفیر جرمنی نے دی ہے تو سلطان

کے نزدیک یہ خیال کرنا ذاتی ہے۔ کہ اتفاق سلاطین صرف ظاہری ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں۔ پس یہ چاہتے ہیں۔ کہ اپنا فایدہ حاصل کرنیکی غرض سے شاہوں میں تفیض پیدا کریں۔ مثلاً ایک ایسا ہی فقرہ ڈیلی ٹیلیگراف میں شایع ہوا ہے۔ کہ انگلش کیطرف سے بوجہ ترکی حکمت عملی کے جرمنی میں کسیقدر بے اعتباری ہے۔ ڈیلی کرانیکل میں بھی ایسا ہی بیان شایع ہوا ہے کہ بوجہ اخلت آسٹریا کے اتفاق یورپ میں بہت کچھ کمزوری پیدا ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ سو اسے سلطان اپنی ضد پر قایم ہے"

(۵) خزانہ اور فوج کی کمی

روس کے لیے یہی اکثر خزانے کی کمی کا ذکر ہوا ہے مگر جو کچھ عملی کارروائی سے اس نے ظاہر کیا وہ تمام دنیا پر روشن ہے۔ یہ کہا گیا کہ سلطان نے حکم دیا فوج پوری تعداد کیساتھ غدر نہ کرے نوحانیہ چڑھایا گیا ہے کہ نہ خزانہ ہے نہ فوج ہے تعمیل کیونکر ہو۔ جب سلطان نے حکم دیا کہ فوج تیار ہو تو صرف خزانہ کی شکایت باقی رہی اور اسکی تاویل یوں کیگئی کہ ترکی نے قرض کا اعلان دیا ہے۔ اور پھر اسکے بعد کوئی خبر اسکے متعلق نہ آئی اگر قرض کسا جائے ترکی نے قرض لینا چاہا تو کس سلطنت کو ضرورت قرض پیش نہیں آتی۔ ایک دیسی مضمون نگار صاحب جنکی طرز تحریر سے پایا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ دار السعادت کا ذکر محض افسانہ ہے ۱۸۷۶ء میں سیمین اور طلائی ظروف سلطان نے ٹکسال کو بھیجدیئے خزانہ عامرہ میں انکے ذاتی صرف کو روپیہ نہ تھا یہ تو نامہ نگار صاحب کو ہی تحقیق ہوگا۔ کہ سلطان کے ذاتی صرف کو روپیہ نہ تھا۔ سلطان کے ذاتی مصارف کے لئے خزانہ علیحدہ ہے۔ اور ہزارہا کام ابتک سلطان نے اس سے رفاہ عام کے کئے ہیں۔ جن سے تمام اخبار بھرے پڑے ہیں۔ تین کروڑ کے تحایف قیصر جرمن کو دیئے گئے تھے۔ یہ علاوہ اس مقدار مصارف کے ہیں جو انکی مہمانداری میں صرف ہوے۔ صدہا تعمیریں مدرسے اور رفاہ عام کے کام سلطان المعظم اپنے بیحد کے خزانہ سے کرتے رہے ہیں۔ شاید ہی کوئی لایعقل اسکے خلاف قیاس کرسکے ترکی نے جنگ روس کے بعد اسقدر طویل زمانہ کس عافیت سے بسر کیا۔ مصارف جنگ کی قسطیں بھی ادا کیں۔ اپنے تمام صیغوں کو سنبھالا کہاں تک اسکی توجہ اپنے خزانے کی طرف ان خرابیوں کے لئے نہ ہوگی۔ جو اتفاقات سے پیش آسکتی ہیں۔ ترکی کو اگر اپنی حالت پر بھروسہ نہ تھا تو اس نے انگلستان کی تعظیم الشان سلطنت اور متفقہ دول ہائے یورپ کے مقابل میں ایک بہت ہی چھوٹی سی بات کو جو کسی قدر شایان شان نہ تھی۔ کسقدر طوالت دی اور کس حد تک غیر سلطنتوں کو عاجز اور پریشان کیا۔ جسکے لئے بے اختیار مسٹر گلیڈسٹون کی زبان سے نکلا۔ انگلستان روس فرانس سلطان کے مدعوں پر گرے ہوئے ہیں۔ اور اسنے نمایاں فتح حاصل کی ہے یہ ترکی ہی کا کام تھا کہ سلاطین یورپ سے کیسی نازک گفتگو کس بے تکلفی کیساتھ چھڑی ہوئی تھی۔ سازشی کمیٹی آرمینیا کے لوگوں کی شیطانی حرکات کو کسقدر ترقی دی رہی تھی مسلمان بھی دربردہ برانگیختہ کئے جاتے تھے۔ ترکی مالخت صوبوں پر ہر جگہ اتر ڈالا جاتا تھا۔ بغاوتیں پیدا کی جاتی تھیں مگر سلطان اعظم کا استقلال اور تیور کچھ اور ہی کہہ رہے تھے۔ پس ظاہر ہے کہ ایک دولت علیہ سلطنت تک بیمار سلطنت یورپ کی بغیر مالی اور فوجی حالت کی عمدگی کے کیونکر [illegible]

(۵) سلطان المعظم پر غرت بے کا حاوی ہونا

یہ بیان انہیں شگوفوں میں سے ایک شگوفہ تھا جو اوپر بیان ہوئے وزیر اعظم اور دیگر وزراء و سفراء سلطنت کے بس میں تو سلطان آئے نہیں ایک ایوانی دار و غہ اسطبل کے بس میں سلطان کا آجانا کس کے خیال میں آسکتا ہے ایسے رذیل داغ سلطانی کی نسبت جب بہت ہی نازک نازک اتہام تراشے گئے۔ تو یہ اتہام ایک بہت ہی موٹی بات ہے۔ بڑی بڑے بااعتبار منجملہ کا غازی عثمان پاشا غازی مختار پاشا وغیرہ کا کبھی نام ہی نہیں سنا گیا کہ سلطان المعظم انکی مشورت کے محتاج ہیں یوں مشورے کے لئے اراکین سلطنت کی کمی ہے مگر سلطان المعظم کسی کی رائے کے پابند نہیں ہیں وہ بہت ہی گہری نگاہ سے تمام معاملات کو دیکھ کر اور عمدہ مشورے لیکر اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی غلطی پر طرف رجوع نہیں کرتے ہیں۔ اسلئے کہا جاتا ہے یونکس میں بھی پوپ کو ڈکی کا لوہا ماننا پڑا ہے ✦

(۶) سلطان المعظم کی دماغی کمزوری وغیرہ

یہ بھی بات بالکل سے ظاہر ہے روز تخت نشینی سے تمام یورپ جسکے اوصاف میں زبان رہا سلطان حال کو زمانہ کی مختلف تاریخیں تالیف ہوگئیں اور انکی دل و دماغ کو سر اٹھانا پڑا۔ اس یاوہ گوئی کا دنیا پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ تمام اخبارات متفق اللفظ اگر کہیں تو بھی دنیا یقیں نہیں کر سکتی ایک کمزور دماغ کا سلطان جو سفیر انگلستان سے تقریر کیوقت کانپ جاتا ہو خوف سے گوشہ گزیں ہو۔ اضطراب و اضطرار نے جسکے دماغ کو بیکار کر دیا ہو کیا اسی کی یہ کارنامی ہیں۔ جو ۱۲ سال سے متتر سو رہے ہیں۔ اور ان کارناموں کا نتیجہ کیا ہے۔ ۲۰ دسمبر کا تار کہ

"اٹلی مبتلا پڑہ جہازات موجودہ لواسٹ کو واپس طلب کر رہا ہے۔ سلاطین نے الحال یہں چاہتے کہ کارروائی کے ساتھ ٹرکی سے مداخلت کریں۔ لہٰذا طرفداران آرمینیا کو اسباب سے سخت خفت ہوئی"

بہ نمایاں فتح ایک بیمار سلطنت اور کمزور دل و دماغ سلطان کی ہے جسکے گرونہ دلامدر مشیر ہیں نہ جسکے فرمان عمدہ گورنروں کا کام دیسکتے ہیں نہ جسکے پاس فوج ہے نہ خزانہ ہے ✦

اب تسلیم کرتے ہیں کہ انگلستان اور دیگر سلطنتہائے یورپ نے سلطان المعظم پر رحم فرمایا۔ ٹرکی کی حالت زار پر رحم فرمایا یا ان اندیشوں سے جو ٹرکی کی تقسیم میں ہنگامہ قیامت برپا کر نیوالے تھے۔ یا ایسی ہی دیگر مصلحت سنجیوں سے موجودہ حالت ٹرکی کو قائم رکھا۔ یہ دنیائے اسلام کیلئے ایک ایسا عظیم الشان احسان ہے جسکے لئے وہ ہمیشہ رہینت منت رہیگی مسلمان ہند کچھ لارڈ سالسبری کی شکر گذار ہیں۔ جنہوں نے اپنے خاص تعلق کا اظہار مسلمانوں سے کیا ہے۔ اور فی الواقع بہت صحیح اور بہت مناسب ہے مسلمان اگر دل و جان سے ٹرکی کے والا شیدا ہیں تو جہاں سے ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ بھی خدا ہیں۔ اور دونوں شہنشاہوں کی رعایا دولت و اقبال کے ہمیشہ خواستگار ہیں۔ خداوند عالم دونوں شہنشاہوں میں صلح و آشتی کو قائم رکھے اور دونوں ایکدیگر کی ہمیشہ شریک حال رہیں۔ آمین ثم آمین ✦

تازہ ٹاکٹ لایت کی خبروں کا اقتباس جو شایع ہوا ہے۔ وہ عجب کیفیت کیساتھ ہر ایک اخبار کچھ کہتا ہے دوسرا کچھ ہر ایک کو دعوے ہے کہ راستی و صداقت جو کچھ ہے۔ وہ اسکے بیان میں ہے ڈیلی ٹیلیگراف لکھتا ہے کہ سلطان الیوان یلدز میں بند رہتے ہیں فرمیسنون کی سی کارروائی تنہا خفیہ پردے میں کیجاتی ہے کچھ کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ مانچسٹر ڈیلی ٹیلیگراف وغیرہ کو سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ غالبًا مسمریزم کے قاعدے سے وہ لکھتا ہے۔ سلطان نہیں جانتے کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ گویا منتظم سلطنت کوئی اور شخص ہے۔ وہ لکھتا ہے سلطان رعایا و سلطنت کے معاملات سے قطعی بے خبر ہے۔ اسپر طرّہ یہ بیان ہے۔ کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں سلطان کی باگ ہے۔ وہ بھی ملکی معاملات سے قطعی بے خبر ہیں۔ اسی کیساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ سلطان اپنی حکومت کے کاروبار انہیں کے رائے سے چلاتے ہیں۔ ماشاء اللہ عجب بیان ہے جب وہ لوگ بھی قطعی بے خبر ہیں۔ جنکے ہاتھ میں سلطان ہیں اور وہی کاروبار حکومت بھی چلاتے ہیں۔ انہی کی رائے پر وزیروں کا تغیر و تبدل بھی موقوف ہے۔ یہ لوگ غیر تعلیم یافتہ ہونے پر سازش میں بدطولی رکھتے ہیں۔ بیخبری پر سازشی کاموں میں بدطولی عجب داستان ہے۔ یہ خوش ہیں تو وزیر بیفکر ہیں ناراض ہیں تو انکی سلمہ لیاقتیں ہیچ ہیں۔ سلطان کا اعلٰی مشیر ایک خدمتگار ہم تو سمجھتے تھے کہ سائیس یا حلال خور بتلایا جاویگا۔ یہ خدمتگار سلطان کا مالک و مختار ہے۔ معلوم ہوتا ہے عزت بے کے سوا یہ کوئی اور شخص ہے۔ کیونکہ عزت بے کو ایوانی اصطبل کا چارج ہے اسکے سوا ایک عرب شیخ۔ اور اسکے شامل ایک دو پاشا۔ اور انکو خانگی خدمتگار سلطان کے ذاتی خدمتگار کا رعب اسقدر ہے کہ سلطان حکم عدولی پر بھی اُسکا کچھ نہیں کر سکتے اسکے بعد اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ وہ دو قسم کے مختلف احکام سے سلطنت کا کام خراب ہوتا ہے اور سلطانی احکام کی وقعت بالکل اُٹھ گئی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ سلطان کچھ حکم دیتے ہیں اور سلطان کا خدمتگار اُسکے خلاف کچھ حکم دیتا ہے۔ دونوں حکم مختلف اور قابل تعمیل سمجھے جاتے ہیں۔ یہ عجب بات ہے۔ کہ خدمتگار کا جسے سلطان کچھ نہیں کر سکتے تو وہ سلطانی حکم اپنے حکم کے خلاف کیونکر جاری ہونے دیتا ہے۔ طولات کیساتھ یہ اخبار ہیبت ناک تصویر کھینچکر لکھتا ہے کہ خاص قسطنطنیہ میں بغاوت کا سوا دیھوٹا چاہتا ہے۔ اور اسکی میعاد مارچ یا اپریل تک ہے قتل آرمینیا کی نسبت لکھتا ہے کہ بگل کی آواز کے اشاروں سے قتل عام ہوا ہے۔ حسین نرکی حکام اور سیاہ کا بالکل دخل ہے +

ورلڈ نیشنر گزٹ نے اور ہی پہلو اختیار کیا ہے۔ اُسنے سلطان المعظم کے حالات صداقت کے پیرایہ میں اسطرح لکھے ہیں۔ سلطان شب کو پلنگ پر استراحت نہیں فرماتے۔ تکلف فرش پر آرام کرتے ہیں۔ نوکے ٹرکے اُٹھتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں وہ اُسوقت اُٹھتے تھے۔ جب نجومی نیک ساعت بتاتے تھے۔ اب ایسا نہیں ہے۔ وہ وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر تشتہ کھاتے ہیں۔ مگر تنہائی میں کھانا کھاتے سلطان کو کسیکے نہ دیکھا ہوگا۔ سفیر وغیرہ جو دعوتیں دیجاتی ہیں سلطان انمیں موجود ہوتے ہیں۔ مگر کھانا نہیں کھاتے۔ مہمانوں کے لیئے چیزیں بہم پہنچانیکا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ اسکے بعد مسلسل محنت و جفاکشی کا وقت کئی گھنٹے ہے۔ سلطان ہر مراسلت کو اول سے آخر تک دیکھ لیتے ہیں۔ تب دستخط کرتے ہیں۔

مگر اسقدر تیز اور جلد دیکھتے ہیں۔ کہ اسطرح صحیح اخبارات بھی نہیں دیکھے جاتے سلطان تیز اور تجربہ کار کام کرنیوالا امیر۔ رسالہ کے متعلق مشیروں سے گفتگو بڑے غور کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ہر امر کو خوب سمجھتے ہیں۔ بہر غیر ممالک کے اخبارات کا ترجمہ کمال دلچسپی سے سنتے ہیں۔ صبح سے تمام کام تنہائی میں انجام دیتے ہیں۔ سکریٹری مختلف کمروں میں سلطان کی نشستگاہ کے گرد ہوتے ہیں کہ جسوقت کسی امر کے دریافت کیلئے دستک دیں فوراً روبرو جائیں۔ دوپہر کو ایک گھنٹہ کیلئے کام چھوڑ دیتے ہیں یہ وقت پر فضا باغ میں یا خوشنما جھیل میں گذارتے ہیں اور دعائی تفریح حاصل کرتے ہیں اس آرام کو ٹورکی اصطلاح میں کیف کہتے ہیں۔ کوئی ساتھ نہیں ہوتا مگر ایک میر حاجب بالکل خاموش رہتا ہے۔ سلطان سکوت میں قدرت کے تماشے دیکھتے ہیں۔ سگرٹ بکثرت پیتے ہیں +

سگرٹ تمام دن لبوں سے جدا نہیں ہوتا۔ دعائی تفریح کے بعد تمام کسل و غنودگی کے آثار دفعتاً دور ہو جاتے ہیں۔ اور دربار شروع ہوتا ہے۔ وزراء باریاب ہوتے ہیں۔ مختلف امور سلطنت کی رپورٹیں پیش ہوتی ہیں۔ پھر سائل سے عرضیاں لیکر پیش کی جاتی ہیں۔ انکی فریادیں نہایت تحمل کیساتھ سنی جاتی ہیں اور انکی دلجوئی کیجاتی ہے سلطان المعظم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ کوئی شخص میرے پاس نہیں آتا اور فقیکہ یہ خواہش نہ ہو کہ مجھ سے کسکے لئے کچھ کہنا چاہتے۔ پھر بیشمار تجویزیں اراکین پیش ہوتے ہیں۔ پھر غیر سلطنتوں کے سفیر سلطان نہایت لیاقت کے ساتھ انسے گفتگو کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کا مافی الضمیر دریافت فرماتے ہیں اسوقت سلطان کی قابلیت کا جوہر بدیہی طور پر نمایاں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی سفیر نکتہ گستاخانہ پر دراز تقریر پر سلطان نے افسوس کیساتھ فرمایا کہ ایسے سفیروں کے قید کرنیکا پرانا طریق اب مروج نہیں ہے سفیروں کے رخصت ہونے پر حفیہ پولیس کے لوگ پیش ہوتے ہیں۔ وہ اپنی رپوٹیں سناتے ہیں۔ مثلاً فلاں وزیر پر اچوٹ طور پر روسی سفیر کیساس گیا تھا۔ فلاں نصرانی ایک مسلمانی کے ہاتھ سے بزخم خنجر ہلاک ہوا۔ الزام مسلمانو پر لگایا جاتا ہے۔ فلاں شہزادہ ایک حسین عصوران کیساتھ محبت کے آثار ظاہر کر رہا ہے اسکے بعد سلطان پر اچوٹ دروازے سے باغیر چلے جاتے ہیں۔ اور ایک گھنٹہ کھلے میدان میں کھلے آسمان کے نیچے ہوا کھاتے ہیں۔ شام کے کھانے میں اکثر یورپین حسین لیڈیاں بھی شریک ہوتی ہیں۔ سلطان قابل قدر مردانہ تکلفات سے اسطرح پیش آتے ہیں کہ لیڈیاں گرویدہ ہو جاتی ہیں۔ اور تعریف کرتی ہیں۔ کبھی سلطان اپنے ہاتھ سے جواہرات و تحائف عطا فرماتے ہیں کبھی انکی جسم پر زیبن فرماتے ہیں بیگر حرم سرا میں جاکر اپنے بال بچوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اپنی والدہ کے ساتھ بہ ادب گفتگو فرماتے ہیں +

یہی اخبار روسٹ منسٹر گزٹ لکھتا ہے کہ قسطنطنیہ کے قریب گولڈن ہارن سمندر میں ایک جدید گھاٹ کے لئے مجھیں نکالنے کی ضرورت پیش آئی ایک غوطہ زن جب تہ میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ اسکے چاروں طرف کئی آدمی کھڑے ہیں۔ بغور دیکھنے پر معلوم ہوا یہ طالبہار کی لاشیں ہیں جنمیں کئی طلبا کو وہ ذاتی طور پر پہچانتا تھا۔ یہ وہ بدنصیب طلبا تھے جو پچھلے دنوں کشتی پر سوار کر کے باسفورس میں غرق کئے گئے تھے۔ ان سب کے پاؤں میں وزنی مقدار رسکہ کی بندھی ہوئی

کپڑوں کے بل ایستادہ رہیں صاف پہچانے جاتے تھے۔ غوطہ زن نے ان کو شمار کیا قریب پچاس کے تھے ✦

جس اخبار نے صداقت کے پیرایہ میں سلطان کی تعریف لکھی ہو۔ جب وہی اخبار یہ کیفیت شایع کرے تو کیونکر ہو سکتا نہ ہو۔ جو اوپر حالات بیان کئے ہیں اُنکی صداقت کا اثر اسلئے دلپر ہوتا ہے کہ پہلے یہی کئی بار اس کیفیت کے ساتھ سلطان کی کرامات شایع ہوئے ہیں جو عموماً لوگوں کی نظر سے گذر چکے ہیں اسکے بعد ظلم کی تصویر صداقت کے آئینہ میں دکھائی گئی ہو مگر نہ جانے ان نامور اخباروں کی عقل کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ لغو افسانوں کیطرف کچھ بھی شبہ نہیں کرتے۔ اوّل تو طلبا رکا ڈبویا جانا اس کیفیت کے ساتھ کہ انکی لاشیں کہڑی ہیں معلوم نہیں کس ضرورت سے یہ طریقہ اختیار کیا گیا۔ اور کیون ایک عظیم وقت ایسے پوشیدہ اور جلدی کے کام کیلئے روا رکھی گئی۔ اور ایسے لنگر کی ضرورت پڑ گئی جو انکو کہڑا کہے۔ پل کی ضرورت اور اُسکی سیخیں گاڑنے کی ترکیب بھی اسمقام پر جہاں وہ لاشیں اس صنعت کیساتھ نہیں اسپر طرہ کہ جب تک وہ غوطہ زن وہاں اُترا نہیں نہ لاشیں خراب ہوئی تھیں نہ مچھلیوں نے انکی طرف قصد کی تھی معلوم ہوتا ہے۔ ڈبونے سے پہلے کوئی مصالحہ زدہ طلبا رکے جسم پر لگایا گیا تھا۔ پھر غوطہ زن کسقدر پرانا آشنا ان طلبا رکا تھا جسنے سمندر میں نہ آب انکو پہچانا۔ نہ اسے خوف پیدا ہوا نہ کچھ ڈر اثر پڑا۔ بلکہ اُسنے تفریح حاصل کی۔ ایک ایک کو نہ آب پر پہچانا پھرا اور اُنکا شمار بھی کیا معلوم نہیں غوطہ خور کیسی لباس میں تھا۔ کہ نہ آبے تکلف وہ ہر ایک کو دیکھتا اور چلتا پھرتا تھا غرضیکہ یہ ڈھکوسلے ہیں جو شہر کئے جاتے ہیں۔ نہ ان اخبار وں کو شرم آتی ہے۔ نہ انکے یقین کرنیوالوں کو

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

روما پایہ تخت اٹلی میں یہ خبر سننے سے کہ فرانس اور روس آرمینیا کے معاملہ میں سلطنتوں کے اتفاق سے علیحدہ ہو گئے ہیں سخت تہلکہ پیدا ہوا ہے۔ پاُنیر جسکے پاس شاید وہاں کے حالات بتانیکے لئے وحی نازل ہوتا ہے۔ اس جریدہ میں اُڑاتا ہے کہ خبر ایسی ہی سچی ہے جیسی کہ پیرس کی یہ افواہ ہے کہ لارڈ سالسبری صیغہ خارجیہ کی وزارت لارڈ ڈفرن کو حوالہ کر کے اب اس سے دست بردار ہونیوالے ہیں۔ اگر کیا پانیر اسے ناممکن سمجھتا ہے۔ ہمارے خیال میں تو اسقدر کہ ہیں خارجیہ معاملات میں لارڈ سالسبری کو جو وزیر اعظم و نیز وزیر صیغہ خارجیہ بھی ہیں اُٹھانی پڑی ہیں کہ اُنہوں نے لارڈ موصوف پر بخوبی واضح کر دیا ہو گا۔ کہ اب معاملات خارجیہ نپٹانے کے قابل نہیں رہگئی اور کرانکی سنبھالنیکیلئے لارڈ ڈفرن ایسے دور اندیش اور عاقبت بین مدبر کی تحت ضرورت ہے

معاملات ترکی پر ایک نامہ نگار کی تحریر ہے۔ آجکل مغربی ممالک نے فنون حرب میں بیحد ترقی کی ہے اور ان چمکدار ہتیاروں اور زرہ برق کی صدیوں نے مشرقی ممالک اپنا عجب جمار کھا ہے اور ہر عیسائی اخبار وہ نے اور وہاں کے زباندان سپیکر وں نے اور بھی دھن تاز ملکر اسطرح ڈھار کھا ہے۔ کہ جسطرح بچوں کو ہوّے سے ڈرایا کرتے ہیں۔ اور انہیں باتوں سے اُنکی حکومتکی بنیاد ہے

ادھر سلطان رحم خلد اللہ ملکہ کے معاملات آرمینیا۔ مقدونیا۔ بلغاریا۔ مصر کے متعلق ہر روز نئے نئے مضامین شایع ہوتے ہیں جنکو سنکر ناواقف لوگ ایسا ہی تصوّر کر لیتے ہیں۔ کہ جسطرح گورنمنٹ انگریزی کسی چھوٹے سے جاگیردار

کو بہکا کر کہیں نہ کر دو گے تو تمہارا ملک چھین لیا جائیگا۔ اسطرح مسٹر گلیڈسٹون بالارڈ سالسبری سلطان کا ملک چھین لینگے۔ اور دم بھر میں فیست و نابود کر ڈالینگے۔ یہ ہر یہ مسلمانوں کا ایک ٹکڑا بھی جاتا رہیگا۔ چنانچہ کسی ظالم نے یہ بھی دھمکایا تھا کہ رستم پاشا سفیر قسطنطنیہ سے لارڈ سالسبری نے یوں فرمایا کہ اگر گورنمنٹ ٹرکی اصلاح آرمینیا کو قبول نہ کریگی۔ تو ملکہ دولت اسکو چورا چور اکر دینگی۔ یہ سنکر رستم پاشا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور لگی ہاتھ جوڑ کر منہ میں تنکا لیکر عاجزی کرنے اور انکی پوٹ پر آنکھیں رگڑنے کہیں کسی دست گونے یہ لکھدیا ہو کہ فوجی پریڈ پر کسی بات پر سٹر پامر نے خدیو مصر کو آنکھیں دکھا کر ڈرے طمنچے ہیں اگر یہ کہا کہ خبردار دم نہ گوشمالی کر دیجاویگی۔ بیچارہ خدیو سکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ ہندوستانی تعلیم یافتہ جماعت کے نزدیک انگریزی اخباروں کی یہ گیدی جو بازاری شیخی خوروں کو قلم کے نکلے ہوئے مقرمے ہوتے ہیں۔ الہامی خبر نہیں بر کہیں۔ اسلئے وہ بیچارے ادھر ہندوستان میں اور ہر انگلینڈ میں محض ہمدردی اسلامی سے بار بار کبھی سر گلیڈسٹون کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں کہ نہیں نہیں حضور جانے دیجئے۔ ہم ہندوستانی کالی بھیڑوں پر رحم فرمائیے۔ کہیں لارڈ موصوف کا شکم یہ کرتے ہیں بعض خبطی حکام ضلع کے پاس گھبرائے گھبرائے دوڑے جاتے ہیں کہ حضور وفادار رعیت اہل اسلام دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری سرکار سلطان سے نہ لڑی۔ ورنہ ہم بیچارے خدا کے مارے رو رو کر مر جائینگے اور کرتوں سے منڈھا نیچ کر رہینگے مگر دینا و مافیہا کی خبر نہیں۔ انکہہ کہو لکر شوکت دیکھی تو عیسائیوں کی حکومت دیکھی تو نصرانیوں کی جھوٹی سچی گپیں سنیں تو انہیں کی۔ الٹ پھیر کر تعریفیں سیں۔ تو کہیں جرمن کی کہیں فرانس کی کہیں روس کی اور سب سے بڑھکر شیر انگلینڈ کی +

اب ذرا کان کھولئے۔ اور سنئے تھوڑی دیر کیلئے ہوش میں آجائیے۔ یہ حضرات گلیڈسٹون اور انکی جماعت نہ کسی سے لڑے نہ لڑسکے۔ نہ آجتک کسی ہم پلہ سے لڑے ہیں۔ زبردست یا مساوی دیکھا۔ خود جھک گئے زبردست دیکھا۔ اور اندرونی طور پر اسکے اعیان کو بھی توڑ لیا۔ تو چڑھ دوڑے کوئی دنمیں سن لو گی کہ لارڈ سالسبری جیسے یہ کہیں گے کہ ہم نہیں چاہتے کہ آرمینیا میں عیسائی حاکم ہو کیلئے کہ اس سے ہماری رعیت ہندی بڑا مانیگی۔ حالانکہ ان بیچاروں کے دلمیں خطرہ بھی نہیں گذرتا۔ کہ ہمپر ہمارے ملک کا حاکم ہوا بسطرح یہ بھی کہدینگے کہ آرمینیا والا اصل شریر اور باغی ہیں ہم اپنی قدیم محسن سلطان کو ناراض کرا نہیں چاہتے۔ اسطرح اگر مصر بھی سلطان کیطرف سے کچھ بد باور پڑ گیا۔ تو یہ کہکر چلے آویں گے کہ ہم تو مصر کی بہبودی کے لئے اپنا روپیہ صرف کر کے وہاں ٹھہرے تھے۔ اب وہ اپنی حالت آپ درست کرنیکے قابل ہو گیا۔ سلطان نے ذمہ داری کر لی اسلئے چلے آئے +

اور اگر خدا کو دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنا ہی منظور ہے اور معلوم یہی ہوتا ہے اور مسلمانوں کی دن بھلے آنیکو ہوئی۔ تو پھر اسلام اور صلیب کے دو دو ہاتھ کر کے رہینگے۔ حال کی تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ دنیا میں چودہ کروڑ مسلمان اور تیس یا چھتیس کروڑ عیسائی ہیں پھر دیکھئے دنیا میں کیسی خون کی ندیاں بہینگی۔ اور کئی صدیوں سے جو مسلمان دبے گئے ہیں۔ پھر ابھرینگے ضرور ابھرینگے۔ رب الافواج بدکاروں شراب خوروں کو زیادہ مہلت نہیں بتا یورپ کے پاپ کا

گھٹا ابھر گیا ہے۔ اسکا ڈوبنا ہی ضرور ہے +

جسوقت اسلام کا جھنڈا صرف مدینہ منورہ ہی کے پہاڑوں پر لہرا رہا تھا اہل بصیرت جان چکے تھے۔ کہ یہ قوم عنقریب دنیا پر تسلط کریگی۔ اور ایسا ہی ہوا ہے۔ کہ سب سے پہلے دولت قیصریہ کا خاتمہ انکی ہاتھوں سے بہت جلد کرادیا جسکی شوکت کا کچھ انتہا نہ تھا۔ اسوقت کے مسلمانوں کی حالت ظاہری اسباب میں قیصرہ کی سلطنت کی نسبت اسسے کہیں پست تھی جو اب اہل یورپ کے مقابلہ میں ہے۔ پھر اگر یہ مذہبی لڑائی ہوئی دفعہ اگر نہ ہو تو اسکی آگ مغرب سے لیکر مشرق تک شعلہ زن ہوگی۔ اور روس جو کروڑوں مسلمانوں پر حکمران ہے بہت جلد جہادی لشکر کے آگے پست ہوگا۔ اور اسکے چیکیلے ہتیار اُن ترکوں کے پاس ہوں گے جو ایک بار دنیا کو لقمہ کر چکے ہیں +

اسیطرح فرانس کی گت الجیریا اور ٹونس کے جہاں سوز عربوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔ بلکہ ہاتھ سے پہلے دنوں ٹونس کی لڑائی میں ستر ہزار فرانسیسی لشکر طعمہ اجل ہوا تھا۔ اس بیان کی تصدیق سوڈانیوں اور افغانستان کی جنگ سے بخوبی ہوسکتی ہے۔ یورپ کے لشکر اسوقت تک بھاری ہیں جب تک تین تین بار شراب و پیٹ بھر کر کھانا ملے اور رستہ بھی ہموار ہو رستہ کا سامان بھی کافی ہو اور غنیم کا رعب بھی طاری نہ ہو اور اگر یہ باتیں نہیں بلکہ جا بجا سے شبخون رستہ بند اور دل توڑ دھاوے ہوتے ہوں تو انسے زیادہ بہر کوئی اور قوم نامرد ہی نہیں۔ فرانسیسیوں جیسی نامردی کی اسکی آجتک دنیا میں نظیر پیدا نہیں ہوئی۔ اسی لوے ہزار لشکر نے باوجود سازو سامان کے ہتیار و ہر دیے اور اسلئے گئے۔ روس کے مقابلہ میں بھی اسی ہزار آدمی ترکوں کے تھے۔ کہ پلیونا کے جنگ میں اسکے تین لاکھ لشکر کا کام تمام کردیا اور خبر یہ گذری کہ انکو کئی روز سے دانہ پانی نہ ملا تھا نہ میگزین رہا تھا۔ محاصرہ توڑنے کے دن بھی تو بیس ہزار لشکر روسیہ کا کام تمام کردیا باوجودیکہ جرنیل کے بڑے بڑے بحر بہ کار افسر روس کے جھنڈے تلے تھے۔ پیچھے ملک میں امن تھا یورپ کی اکثر طاقتیں طرفدار تھیں۔ برخلاف اسکے ترکوں کے گھر میں کئی پاشاؤں کی الٹی پلٹی پھوٹ تھی۔ بڑے بڑے صوبہ باغی تھے۔ عیسائی رعایا منحرف تھی +

پچھلے جنگ صلیب میں جسکو سات سو برس ہوئے تمام یورپ کی فوجیں نہیں اور پادریوں کے جہادی لشکر تھے۔ اور مسلمانوں باہم نفاق تھا اب بھی جو کچھ ہنسہ کی کھائی ہے اسکی تلخی صدیوں تک انکی دلوں سے نہ گئی ہی۔ پھر وہی بیت المقدس لڑائی کا گہرا رنگ تک مسلمانوں ہی کے قبضہ میں ہے۔ ترکی سلطنت بقول اہل یورپ بیمار ہے۔ ایران میں کچھ دم نہیں۔ کابل کا کچھ وجود ہی نہیں۔ بخارا روس کا تابع ہے۔ مصر انگریزی قید میں گرفتار ہے۔ پھر عیسائی اسکو لے کیوں نہیں لیتے۔ اگر کھواب مذہب عیسوی کی پروا نہیں رہی تو یہ اں عیسائیوں کی ہمدردی ہی کیوں اٹھ گئی۔ اسکا حل مچار کھلا ہے۔ روس نے یہودیوں پر ظلم کیا۔ امریکہ میں لاکھوں کو گولیوں سے مار ڈالا۔ ہر ملک میں عیسائیوں نے بندگان خدا کے خونوں سے ہاتھ رنگے۔ وہاں انسانی ہمدردی کہاں چلی گئی تھی +

زمانہ کے مناسب تغیر سے بنا رہتے ہیں۔ کہ اگر ایک رخ کے ننگے بھوکے مسلمان جو دنیا میں بے کار کر رہے ہیں

گئے ہیں۔ یورپ میں آگھسینگے جو ایک ماہ جبین و دلہن کیطرح آراستہ و پیراستہ شوہر کے انتظار میں بیٹھی ہو دیکھو قضا و قدر نے جاپان میں علوم جدیدہ پھیلا کر دکھا دیا کہ یہ اختراع اسلحہ کچھ یورپ ہی کا حصہ نہیں +

اب میں اپنی مہربان گورنمنٹ انڈیا کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کرتا ہوں اور ناصح مشفق ہوں اور سچا خیر خواہ ہوں آپ اگر دنیا میں ہمیشہ کیلئے تاج و تخت برقرار رکھنا چاہیں تو اسلام کی مدد کیجئے۔ کیونکہ سچی عیسائیت اور اسکا عطر اسلام ہی ہے جیساکہ فرانس کے محققین کا قول ہے اور اگر یہ نہ کرنا چاہو تو ادنے درجہ یہ تو کیجئے کہ اسلام کی تیز دار کے سامنے بھی نہ آیئے۔ اس سے بہر حال موافقت رکھئے اور ان بوسیدہ مغز بد خواہ تاج و تخت یورپین کے منہ پر مہر لگا لیجئے۔ جو شراب کے نشے میں زہر اگلتے ہیں۔ اور اپنے گھر میں بیٹھکر زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ سنت اللہ یہی جاری ہے کہ جو اسلام کا مقابل ہوا غارت ہوا۔ ترکو نپر جو یہ فرعہ ہے تو انکی بعض بیدین و غابار رشوت خوار افسر کی وجہ سے ہے۔ جنہوں نے طریقہ اسلامی چھوڑ کر یہ روش اختیار کر لی ہے۔ اگر یہ انہیں رستوں پر چلیں جنپر انکے باپ دادا چلا کرتے تھے تو پھر انسے کون آنکھ ملا سکتا ہے۔ یہ وہی ترک ہیں۔ جنہوں نے یورپ کی پگڑی سر سے اتار لی تھی۔ حضرت سلطان عبدالحمید خان خلداللہ ملکہ کی ذات سے امید ہے۔ کہ وہ پھر اسلامی محور پر حرکت کریں گے + (الراقم ایچ ماہر)

ہفتہ مختتمہ ۶ جنوری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

قسطنطنیہ ۲۹ دسمبر۔ سلطان نے عارف پاشا کو بیش قیمت تحائف دیکر بمقام سینٹ پیٹرزبرگ شہنشاہ روس کے پاس بھیجا ہے۔ افواہ ہے کہ وہ ایک خاص امر کیلئے گئے ہیں۔ اور کہ حال میں ٹرکی اور روس کے درمیان رابطہ دوستی مستحکم کیا گیا ہے۔ یہاں بیشمار ترک گرفتار کئے گئے ہیں جنمیں تین سرکاری کلرک بھی ہیں۔ الزام یہ ہے کہ موجودہ گورنمنٹ کے انتظام کے خلاف کارروائی کرتے ہیں +

ایضاً۔ ۳۰ دسمبر۔ زیتون کے باغیوں کو امداد پہنچ گئی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے مقام پر قابض ہو گئے ہیں +

" ۳ جنوری۔ سلطان العظم نے منظور کر لیا ہے۔ کہ کانسلان مقیم جاب باغیان سے ہتھیار رکھوا لیں اور انہیں سپرد حوالہ کر دینیکا انتظام کریں +

(اس ہفتہ میں خبر وں کی اسلئے کمی رہی کہ تنازعات دینی زولاو ٹرنسوال نے گورنمنٹ انگلستان اور ریوٹر کی توجہ کو غیر ٹے کی کیطرف سے ہٹا دیا ہے۔ چونکہ آئندہ چند ہفتوں میں یہی کیفیت رہیگی اسلئے بطور یاد دہانی نے اسا اشارہ کر دیا ہے۔ (مولف)

ٹرکی کے سلطان العظم اور مغربی سلطنتیں

ٹرکی کی نازک حالت ہونیکی وجہ یہ نہیں تھی۔ کہ اسکی قدیمی حکومت میں نقص آرہا ہے یا اسکی پاس کافی فوج نہ تھی یا اسکی



قسطنطنیہ قصر چراغان

حالت ابھی ردی نہیں پائی گئی یا یا استثنائے ارمنی مفسدوں کے اُسپر جان و دل سے عاشق نہیں پائی کہ سلطان المعظم میں کوئی فتور حسی ظاہر ہوا تھا جسکی سبب سے وہ نازک حالت تک پہنچگیا ہو تھا یا کسی ملکی پارٹیوں میں مادہ انتظام اور نظم نسق موجود نہ تھا یا کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو بحیثیت اُسکے خلیفۃ المسلمین ہونیکی اُسکی انسانیہ ہمدردی نہ تھی بلکہ اُسکے نازک ہونیکی وجہ یورپ کا وہ دباؤ تھا جو متعصب عیسائیوں اور گلیڈسٹونی تقریروں کے بوجھ سے پیدا ہو رہا تھا +

انگریزی صحائف میں ٹرکی کی سلطنت پر گوناگون الزامات مائد کئے جاتے ہیں اور ٹرکی پر وہ پھبتیاں اور ہنسی اڑائی جاتی ہیں۔ جو آجتک بھانڈوں کو بھی نہ سوجھی ہونگی۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ ترک کس عقل شریفانہ سے اُن سے متاثر ہوتے ہیں ان افترا پردازیوں اور رخنہ اندازیوں سے اگر یورپ کی تہذیب کا پتہ ملتا ہے۔ تو انکی برداشت کرنیسے ترکوں کی صلح پسند پالیسی کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ان سب چالبازیوں کی غرض بجز اسکے اور نہیں کہی جا سکتی (۱) ٹرکی میں تشویش پھیلائی جاوے (۲) ارمنی اس سے ابھریں (۳) عام مسلمانوں کو جو سلطان المعظم سے خلیفۃ المؤمنین ہونیکی وجہ سے تعلق رکھتے ہیں برگشتہ کیا جاوے (۴) یورپ کا اندرونی نفاق اس مذہبی اور قومی خبط سے اشتعال میں آکر اتفاق سے بدلے اور ٹرکی کی بربادی کیلئے ایک سبب ہو (۵) سلطان المعظم پر خوف الکریو لیٹیکل مطالب حاصل کئے جاویں۔ مگر یاد رہے کہ سلطان المعظم اور اُسکی بہادر نژاد قوم کو ہمکو ہرگز خوف نہیں کھائینگے اور آسانی کسا نہ مخالفین سے نیچا نہیں دیکھینگے۔ تاریخ عثمانیہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہادر ترک پر ہمیشہ سے مخالفین کی نگہ رہی ہے مگر وہ نہ کبھی کسی سے دبا اور نہ کسکی تابع ہوا اور اپنی جرات اور عمدگی انتظام کی وجہ سے آجتک محفوظ رہے اور قیامت تک رہینگے ؎ دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

ہم تو حیران ہیں کہ گریٹ برٹن بالخصوص اتنا کیوں اثر دکھا رہا ہے۔ شاید مسلمانوں پر اپنی قوت کا نمود ہو۔ مگر نہیں اُسکو اُن مسلمانوں کی دل شکنی اور کوفت جگری کی پروا ہونی چاہئے جو اُسکے تابع اور زیر حکومت ہیں۔ جنکی تعداد ہندمیں پانچ کروڑ سے زیادہ ہے مگر یہ مسلم ہے کہ مسلمانوں کی آبادیاں جو ملکہ وکٹوریہ کے مقبوضات میں ہیں۔ بجز اسکے کہ ایک بڑا حصہ جو سلطان المعظم کی ہمدردی سے پیدا ہوگی۔ اور وہ گریٹ برٹن کی ہندی کی منصوبوں میں کسیقدر خلل انداز ہوگی۔ کوئی زیادہ خطرناک تشویش پھیلا نہیں سکتیں۔ بنظر اُس ارادت اور عقیدت کے جو انکو ملکہ ممدوح سے ہے مگر ایسی توقع اُن آبادیوں سے نہیں رکھی جا سکتی جو خارج ہیں۔ بلکہ اُنسے جو توقع ہے وہ خوفناک ہے۔ لہذا گریٹ برٹن کی یہ پالیسی جو اسوقت خصومت ٹرکی اور عام مسلمانوں کے حق میں برتی جاتی ہے۔ اور چونکہ غالباً گلیڈسٹونی مذاق پارٹی اور انگریزی اخبارات کے شعبدوں اور خود گلیڈسٹون کی تقریروں سے جو کہ اسلام کا ایک سخت دشمن ہے۔ پیدا ہو رہی ہے ہم خیال کرتے ہیں کہ پسندیدہ نہیں ہے اور قابل ترک ہے +

یہ خیال کر لینا کہ انگلیڈ سے بڑھکر کیوں اپنا اثر دکھلا رہا ہے۔ ایک ایسا خیال ہے جسکی وجہ اُسیقدر معقول ہو گی جسقدر اسکا یہ اثر ہے بوجہ اگر ارمنی لوگوں کی حمایت ہے تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ عیسائی طاقتوں کو کیوں زور کیساتھ اُس سے شمولیت

نہیں ہے اور نہ ہمکو کوئی وجہ ترجیح کی معلوم ہوتی ہے جو بالخصوص انگلینڈ میں موجود ہونی چاہئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ وجہ ایسی معقول نہیں ہوسکتی۔ جسپر اس دباؤ کو منحصر رکھا جاوے۔ وہ وجہ اور ہونی چاہئے۔ ہاں اگر مسئلہ تخلیہ مصر کو اس دباؤ کی وجہ قرار دیا جاوے۔ تو پھر ہمکو شک نہیں۔ بلکہ یقین سے کھنا پڑیگا کہ اور سلاطین کیوں انگلینڈ کیساتھ معاونت کا دم بھرنے ہیں گو اُسکی وقعت ہاں میں ہاں ملا دینے سے زیادہ نہ ہو خصوصاً روس اور فرانس جنہوں نے بشمولیت ٹرکی اپنی اپنی فوجیں مصر سے یہ یادداشت تحریر کرکری تھی کہ "انگلینڈ مصر کو خالی کردے" جسکا جواب یہ دیا گیا تھا کہ "ابھی خالی کرنیکی پوری مہلت نہیں ہوئی" مگر جب ہم واقعات پر نظر ڈالتے ہیں۔ جو فریب برس سے زیادہ کی ہماری نظروں سے گذرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی کی بربادی پر سازشیں انگلینڈ کے ساتھ دل سے تیار نہیں ہیں۔ ایسا علم ہونیسے اسبات کے باور کرنیمیں شک نہیں رہتا کہ انگلینڈ مسئلہ تخلیہ مصر کو حل کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ وجہ معقول یہی ہوسکتی ہے کیونکہ جتنا تعلق مصر کے ساتھ ٹرکی کو ہے۔ روس اور فرانس کو نہیں ہے +

انگلینڈ نے سوچا تھا کہ اگر سلطان دباؤ میں آگیا۔ تو پھر مسئلہ مصر کا نصفہ فیصلہ تو ہمدی کیساتھ علمیں آجائیگا۔ اور روس اور فرانس بجز ٹرکی کے انگلینڈ پر زور نہیں ڈال سکیگا۔ اور اگر وہ دباؤ سے متاثر نہوا۔ تو روس اور فرانس کی تمولیت پر اُسکو پورا اعتماد ہوسکتا ہے وہ تخلیہ مصر پر آسانی کیساتھ انگلینڈ پر زور نہیں اُتار سکیگا۔ گو یہ احتمال ہے کہ ٹرکی کی بداعتمادی کیوجہ تخلیہ مصر اُسمیں تہیں ہوسکتی ہے جبکہ یہ ثابت ہوجاوے کہ روس اور فرانس سوا انگلینڈ کیساتھ نفاق نہیں رکھتے مگر آجتک یہ بات دلائل سے ثابت نہیں ہوئی۔ کہ روس فرانس بھی انگلینڈ کے ساتھ ہیں اگرچہ لارڈ سالسبری اسبات پر زور دے رہے ہیں کہ یورپ کی گورنمنٹوں میں اتفاق ہے۔ یہ زور محض اس خیال کی باطل کرنے پر دیا جاتا ہے جو ٹرکی کی طرف سے راسخ ہورہا ہے کہ "یورپ کی گورنمنٹوں میں نفاق ہے" جو کہ دباؤ کے آثار کو معطل ٹھیرا رہا ہے +

ہم خیال کرتے ہیں کہ مذکورہ دونوں حالتوں میں مسئلہ تخلیہ مصر حل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس موضوع کی چھیڑ چھاڑ سے اُسمیں اور اُلجھاؤ واقع ہوگیا ہے۔ اور اسنے مابل کے بعد یہ نقشہ دلمیں قائم ہوتا ہے کہ اُسکے ہولناک نتائج ٹرکی کی موت بہتر سے زیادہ ہونگے بلکہ ٹرکی کے دلمیں واضح اور بیّن طور سے یہ ثابت ہوگیا ہے۔ کہ مذکورہ جواب جو انگلینڈ نے دیا ہے وہ دفع الوقتی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا +

اگر ہم ٹرکی کی تقسیم کو خیالی پلاؤ کی وقعت نہ دیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اُسکا تسخیر کرنا اگر ہزار درجہ مشکل ہے تو اُسکی تقسیم لاکھ گنا کٹھن ہوگی کیونکہ ہر ایک سلطنت اپنی اپنی مراعات کو فوق دیکر دوسرے کی مزاحم ہوگی جس سے اُنکو امن امان کی حالت خود کے نزدیک ہوجائیگی اور اگر تعرضہ اندازی کرینگی۔ تو اس سے بھی وہی خرابی واقعہ ہوگی جو پہلی حالت میں نمودار ہوئی تھی۔ لیعنی مثلاً انگلینڈ روس کی مجاورت نہیں چاہیگا۔ اور فرانس انگلینڈ کی مخالفت سے نفرت ظاہر کریگا۔ اور اگر فرض محال کسی طور سے تقسیم ٹھیک بیٹھ جائیگی۔ تو بھی آئندہ خطرات کو دور نہیں کرسکیگی۔ کیونکہ تقسیم کرنیوالی سلطنتیں

پہلے حقدار ایک دوسرے سے دور تھے اب اُسقدر نزدیک ہو جاوینگے اسمیں نہیں برروست چالبازکی پالیسی بھی صاف امن امان سے
بر قرار نہیں ہوگی اور کمزور کی تشویش تو ہر وقت موجود رہیگی کیونکہ باہمی پہلا تو اسی جگہ کے اندر رہیگا جسکے وہ قابض
ہونگے اور اس پہلاؤ کے دفعیہ کی فکر خود انہوں ہی پر پڑا کریگی ہر ایک حق شفع کی منتظر رہیگی۔ پس جو خرابی ٹرکی پر انکو دربان
ہونیکی وجہ سے عائد ہوتی تھی۔ وہی انکی دربانی دفعہ ہوگی۔ پس جو لوگ کہتے ہیں کہ "وہ دن قریب آگئے ہیں کہ ٹرکی کی تقسیم
کیجاویگی" انکو اس قول کی یہ معنے سمجھنے چاہئیں کہ "یورپ کے آئے دن کی امن امان کے خاتمے کے ایام پہنچگئے ہیں"۔

اگر عیسائی مشرکے لوگ ٹرکی کی ہمدردی کے آرٹیکلوں کو پڑھکر مضحکہ اڑاتے ہونگے۔ اور دلمیں ہونگے کہ ہماری
افترا پردازیوں اور محض تخویف کی تحریرات سے ٹرکی اور اسکی ہمدرد یا رٹیونیں ایک حد تک تھلکہ اور تشویش پھیلی ہوئی ہے
اور محض ہماری من گھڑت خیالات پر لفظی مباحثے شروع ہو رہی ہیں تو انکو یاد رہے کہ ٹرکی اور اسکی ہمدردان چالوں سے
نا ملد نہیں ہیں اور انکی مباحثوں کا مذاق کچھ گھرا ہے اور اسکی مغز یہ ہے کہ عیسائی مشر لوگوں کے یہ موجودہ من گھڑت خیالات
اگر بجائے واقعات بھی بنجائیں تو بھی ٹرکی کا خاتمہ ہو جانا کوئی سہل امر نہیں ہے۔ پس ٹرکی ان خیالات کو ایک واقعات
شدنی سمجھکر بمقتضائے حزم ملکداری اپنی سلطنت کے تحفظ کرنے میں مصروف ہے +

پس جو لوگ ٹرکی کی اس مصروفیت کو تخویف پر عمل کرتے ہیں وہ پولیٹیکل علوم سے محض ناواقف ہیں جنہیں
خیالات کو واقعات سمجھا گیا ہے۔ اور تعجب نہیں کہ لارڈ سالسبری کی سپیچ کو جو یورپ کے بعض حصوں میں تخویفی کہا گیا ہے وہ
دیرپا وہ ٹرکی کو عملمیں ڈالنے والی ایک چال نہ ہو اور یا یک احتمال ہے۔ مگر ٹرکی تا حال جس طریق پر چل رہی ہے وہ نہایت
مدبرانہ ہے اور بلا شک کہا جا سکتا ہے کہ اسکا وہ انتظام سلطنت آئندہ خیالیوں کے اسداد پر جسکا آنا محتمل ہے ہر وجہ کافی ہے
بڑی سرعت اور ہوشیاری کیساتھ اُن حصہ دکو مستحکم اور مضبوط کر لیا ہے جنپر یورپ کے حملوں کا احتمال تھا۔ اور اسکے
ساتھ ہی سامان حرب اور رسد رسانی کے بہم پہنچانے اور افواج کے تقسیم میں عمل لائے جا سکنے کا انتظام بھی عمدگی سے ہو چکا ہے
اب باقی یہ بتانا ہے کہ کھلمکھلا گے جو ہر سیاروں کے اِدھر سے اُدھر نہانے سے

ہم پھر حیرانی ظاہر کرتے ہیں کہ یورپ کی تھذیب کو کیا ہوا کہ وہ دو تین صرف معمولی باتوں ہی کو (اور مستعد بعض سیاستوں کی
سر پلٹنا بھوت کتوں چڑھا کر وہ الف شرلیٹ تحریروں سے اذہانوں کو سیاہ کر رہے ہیں۔ اگر وہ واقعی جانتے ہیں کہ ارمنی لوگ
مفسد شر نہیں ہیں بلکہ ناحق ستائے جاتے ہیں اور کہ انکو اُنکے سانھ قومی اور مذہبی حمایت ہے۔ تو پھر کیوں امر واقع ہے کہ ٹرکی
پر گولہ باری نہیں کیجاتی۔ یہ منطق پذیرا اور قبول نہیں ہو سکتی کہ ٹرکی کی ضرورت سے اگر یہ صورت سلطنتوں کو عزیز ہوتی تو ممکن
نہ تھا کہ ارمنی لوگوں کو حمایتیکے دم بھرنے سے ادھار جانا یا اگر وہ از خود ابھرے تھے۔ اور دور دراز کی سازش فوراً پر
اپنا اثر نہیں ڈالا تھا۔ نوآں کے دبانے پر ٹرکی کی معاونت کیجاتی۔ حالانکہ اُسنے اس امر کی ضرورت کبھی بھی نہیں سمجھی۔ لہذا
یہ سمجھ کے طور پر رکھا جاتا ہے کہ یا تو سلطنتیں ارمنی لوگوں برتت پر جنمیں ہیں رکھتیں۔ حالانکہ اوس سیاہ کارنامہ کے

تصور کرتی ہیں جو کہ بفکر دار رعایا سے بادشاہ عادل کی حق میں ظاہر ہوتا ہے۔ یا انکی حمایت پر وہ عملی طور پر آنا پسند نہیں کرتیں یا وہ خود اتفاق نہیں رکھتیں۔ یا وہ صرف دھمکی ہی کافی سمجھتی ہیں مگر ہم کہینگے کہ ارمنی لوگوں کی حمایت صرف ایک آڑ ہی آڑ ہے۔ بلکہ سلطنتیں بلحاظ اختلاف مذہب مذاق عالمگیری اس امر کی خواہاں ہیں کہ اس ایک ترک بھادر کو ہضم کرلیا جاوے مگر کچھ اسوجہ سے رکاوٹ ہے۔ کہ وہ ترک جسپر خدا کا ناپہ ہو کوئی نرم لقمہ نہیں ہے۔ جو آسانی کیساتھ سلطنتوں کے گلے نیچے اتر جاویگا اور کچھ اپنے اندرونی نفاق کیوجہ سے اور کچھ اُن خرابیوں کے متمثل ہونیسے جو بصورت تسخیر ٹرکی علمیں آئینگی۔ الاہم ضرور کہدیتے ہیں کہ یورپ کی گورنمنٹوں میں ضرور نفاق ہے۔ اور اگر بزعم باطل وہ اتفاق سے باہم جاوے۔ تو بھی وہ ٹرکی پر حملہ آور ہونے کیوجہ سے جو مفاد حاصل کرینگی۔ اُسکا ہضم کرنا انکو زہر کے برابر ہوگا +

یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ٹرکی کی پالیسی اس درجہ تک بے رورعایت ہے۔ کہ اُسنے باہر کے عیسائیوں کو اور اُن فنہ پرداز آرمنیوں کو وہ عہدے دے رکھے ہیں۔ کہ بعض وزارت تک پہنچگئے ہیں۔ مگر ان احسان فراموشوں نے اس اہم دلنواز آقا سے جیسا سلوک کیا کہ جو رموز سلطنت کو یورپ کے بانہ پہچانا غدار و فسادپرداز گئے۔ اور یہ کہدینا کہ ترکی حکومت ترکوں کی خالص حکومت نہیں کہی جاسکتی۔ کہ اکثر نظم و نسق ہمارے ہاتھوں میں ہے" اور کہ وہ اپنی آزادی اور خود مختاری کا دعویٰ نہیں کرسکی جبکہ کئی دفعہ انگلینڈ نے خاص اپنی حفاظت و معاونت سے اُسکو معرض زوال سے نکالا ہے۔ نظر اُبرس ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر اسوجہ سے سلب حقوق اور انتقال سلطنت لازم آتا ہے تو وہ زمانہ دور نہیں۔ کہ جب ترکی گورنمنٹ اپنی اس پالیسی کی ترمیم کریگی ان لوگوں کی بے رح تحریروں کی شکایت کہاں تک کیجئے گا۔ چنانچہ ایک اخبار لکھتا ہے کہ "ٹرکی میں ایک تضحیک کیصورت پیدا ہورہی ہے جسنے اس موجودہ تشویش کو بہلا دیا ہوا ہے۔ سعید پاشا سلطان کے غصہ سے برٹش سفیر کی پناہ میں چلا گیا ہے سلطان اُنکو بلاتا ہے کہ آجاؤ تمہارا تو قبر کیساتھ استقبال کیا جائیگا۔ مگر اُسکو سلطان کے اطمینان پر تامل ہے وہ آتا نہیں لہذا یہ مشرقی حکومت کی کمزوری کا ایک نمونہ ہے انتہے" ہم کہتے ہیں یہ کوئی تضحیک نہیں ہے۔ (بلکہ ایسا لکھنا ایک تضحیک ہے) بلکہ اس سے سلطان المعظم کا اخلاق اور تدبر نمایاں ہوتا ہے۔ کیا سلطان المعظم کو یہ ضرور نہیں تھا کہ وہ سعید پاشا کو جسکی مواجہ میں تمام ارمنی واقعات ۱۴ ماہ سے گذر رہے تھے۔ اور جو کہ اکثر رموز سلطنت پر مطلع تھا۔ ایک ایسی جگہ سے نکالکر اپنے پاس لے آتے۔ جہاں پر سلطان کی ہمدردی کا نام و نشان نہ تھا۔ اگر یہ واقعہ سلطان المعظم کے اخلاق اور تدابیر کی نفی کرکے تضحیک پیدا کرتا ہے تو کیا وہ صورت تضحیک نہیں کہی جاسکتی ہے کہ جب گلیڈسٹون نے وزارت سے استعفا دیا تھا تو انگلینڈ کی جانب سے اردے اخلاق یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ "ای گلیڈسٹون تم استعفا نہ دو بلکہ معظمہ تمکو اعلےٰ درجہ کی اعزاز دینا چاہتی ہے" مگر گلیڈسٹون نے انکار کیا تھا اور آخر کار الگ ہوگئے۔ حالانکہ انگلینڈ میں وہ وقت امن کا تھا اور ٹرکی میں وقت غدار و فساد کا ہے +

ہم مسلمانان ہند بالخصوص اگرچہ چاہتے ہیں۔ کہ حضور ملکہ معظمہ کی سلطنت آے دن وسیع ہوتی رہے مگر اسکے معنے یہ نہیں ہیں کہ اسکی آئینی یا ٹیٹن توسیع سلطنت کیلئے ایسے اصولوں پر پابند ہوں جو بلحاظ اعمال ملکداری کے قابل افسوس اور لائق نفرت ہوں یا اسنے کہنہ چینی کیوقت جابرانہ اور ظالمانہ الفاظ کا اطلاق وارد ہوسکو انگلینڈ کیساتھ جو اور سلطنتیں اسوقت ٹرکی کے معاملات میں مداخلت ڈالنے پر تمولیت کا دم بھرتی ہیں اُنکی ہمکو ہیچگونہ پروا نہیں ہے۔ اور نہ ہم اُن پر اپنی تشویشوں اور اضطرابی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ بلاسے مگر ہم نہیں چاہتے کہ انگلینڈ ہماری تشویشوں کی قدر اور موازنہ فکر کرے اور سلطان المعظم پر وہی دباؤ رکھے جو اُسکے آئینی فرقوں میں یورپ کی تحریکوں اور ترغیبوں کی وجہ سے پیدا ہورہا ہے ہم حیرانی کیساتھ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر انگلینڈ کی یہ پالیسی ہے تو موجودہ حالتیں وہ قابل تزیم ہے +

لارڈ سالسبری نے پرلیمنٹ کی سپیچ میں بہت ہی معقول کہا تھا۔ کہ حضور ملکہ معظمہ کی زیر اطاعت جتنی مسلمان آبادیاں ہیں۔ اُتنی سلطان عبد الحمید کے تابع نہیں ہیں۔ تو گویا ملکہ معظمہ مسلمانوں کی نگاہ میں ایک خلیفہ سے کم نہیں ہے گو اس خیال کو بعض سلطنتوں میں پسند نہیں کیا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ ملکہ معظمہ کو خلیفہ کے مقابل دکھلانا مناسب نہیں ہے الا ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ خیال صحیح ہے تو اُسکے معنے یہ ہونے چاہئیں۔ کہ مسلمانوں کی تشویش کو ٹرکی کے برباد کرنے میں نہ بڑھایا جاوے جنکو سلطان المعظم کیساتھ ہمدردی اور اخلاقی تعلق ہے۔ بلکہ اُنکی حکومتی اور آئینی منصبوں کو جو کہ انکو ملکہ معظمہ کیساتھ ہیں اُن تعلقات ہمدردی اور اخلاقیہ کے مجروح رکھنے سے جو کہ وہ سلطان المعظم کیساتھ رکھتے ہیں تقویت دیجاوے۔ اس بنا پر ہم لارڈ سالسبری کی وزارت پر اگر افسوس کیساتھ ظاہر کریں کہ اُسنے کیوں ایسی پالیسی کو پسند کر رکھا ہے۔ جسنے انگلینڈ کے اخبارات کی وہ سن رسیدگی اور منہ زوری کو آئے دن ترقی ہورہی ہے جسکو سلطان المعظم اور اُسکی ترک اور تمام دنیا کے مسلمان نہایت تحمل اور تامل کیساتھ سن رہے ہیں توقع بیجا نہ ہوگی۔ وزارت موصوفہ کو مدبرانہ طور پر ٹرکی کی شائستہ اور صلح پسند پالیسی کی قدر کرنی چاہئے اور سلطنتوں کی ہاں میں ہاں ملا دینے کی حکمت عملی پر اتر آنا نہ چاہیے اور تعصب اختلاف و تکدر کو نہ چاہیے کہ وہ معاملات کی حالت کو نازک نکریں اور ترکوں کو اشتعال نہ دلائیں اور انکو اس خاموشی کو زوال قرار دینا نہ چاہئے۔ اور سلطنتوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ترک اپنی چالو نہیں ہمیشہ دغفتہ نہیں ہیں۔ وہ برابر ہوشیار اور بیدار ہیں۔ اگر بالفرض وہ کاہل اور غفتہ بھی ہیں۔ تو بھی اُنکو چھیڑنا نہ چاہئے +

زخر گوش غفتہ غافل مشو زنہار۔ کہ چند انکہ خسپد دد دوقت کار

ذیل کے بیانات ہمکو ایک سیاح کی زبانی معلوم ہوئے۔ جبکہ اتفاقیہ طور پر ہم سے وہ ملاقی ہوا یہ سیاح بلحاظ اپنی عمر و جسامت اور تجربہ اور علمی لیاقت کے قابل الاعتماد سمجھا جاتا ہے۔ اور ہم اسکے ان بیانات کو اسوجہ سے اس جگہ درج کرتے ہیں۔ کہ اُنسے کسیقدر ہمارے معلومات اور خیالات کی تصدیق اور تائید ہوتی ہے۔ ہمنے اُس سے ذیل کے طریق پر سوال کیا +

"کیا مولا آپکا گاؤں کبھی ٹرکی میں بھی ہوا ہے؟ اُسنے جواب دیا ہاں پچھلے دونوں میں ٹرکی میں تھا۔ جبکہ ارمنی لوگوں اور

ترکوں کے درمیان فساد ہوا تھا مینے کہا کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ ابتدا سے فسادوں کی بنیاد کس نے ڈالی۔ اُسنے کہا کہ ارمنی لوگوں نے پہلے پہل فساد کیا۔ اور ترکوں کو بغرض اصلاح امن و امان کے روکنا گردی جرأت سے پیش آئی اسلئے انکو سیاست کے طور پر منتشر کر دیا گیا مینے کہا انکی اسقدر نا جائز جرأت کی وجہ کیا ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ مجھے غیر معمولی طور پر اسوقت یہ معلوم ہوا تھا کہ یورپ سے انکی سازشوں کا سلسلہ ملا ہوا ہے مینے کہا کمیٹی انقلاب سلطنت اور لبرل پارٹی کے مسلمانوں کی کیا کیفیت ہے۔ اُسنے کہا کہ میں اپنے سات ماہ کی تحقیقاتوں کے رو سے جو کہ ان واقعات کے ظہور کے بعد تک ٹرکی میں کیگئی ہیں کہہ سکتا ہوں کہ یہ پارٹیں بالکل معدوم ہیں۔ اگر ہیں تو وہ مسلمان ہیں جنکو زیادہ تر ارمنی لوگوں کی صحبت اور مشورت رہتی ہے انکو شدہ شدہ سے بیان کرنیسے یہ عرض ہے کہ دنیا پر دکھایا جاوے کہ سلطان المعظم کی بدنظمی سے صرف ارمنی اور یورپ ہی شکایت نہیں کرتا بلکہ اندرونی حصہ ٹرکی کے مسلمان بھی ناراض ہیں۔ اور ایسا کرنیسے مخالفین اسلام سمجھتے ہیں کہ سلطان المعظم کی دقر اور ہمدردی کم ہو جاویگی۔ مینے کہا کہ سلطان المعظم کی رعایا اور دیگر مسلمانان جو ادھر آباد ہیں اُنکے ساتھ کیسے خیالات رکھتے ہیں اُسنے کہا نہایت مخلصانہ اور وفادارانہ۔ مینے کہا کہ وہاں سے یہاں آپ دھر کب آئے۔ جواب دیا کہ میں کوئی پانچ چھ ماہ سے چلا آیا ہوں۔ اور راہ عدن کر اپنی سیر کرتا ہوا کابل ہرات وغیرہ امصار میں ہوتا ہوا یہاں ہند میں پہنچا۔ مگر اس دورہ سیاحت میں مینے معمول سے بڑھکر کسی جگہ قیام نہیں کیا۔ مینے کہا اب معلوم ہے کہ ٹرکی کی کیا حالت ہے۔ اُسنے کہا جب میں عدن میں پہنچا تھا تو مینے انگلینڈ کے اخبارات کی تحریریں پڑھیں۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ ٹرکی میں قیامت ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد مینے معاملات آرمینیا میں اور زیادتی دیکھی۔ اور مجھے حیرانی ہوئی۔ اور مجھپر کھلگیا کہ یہ سب باتیں بناوٹی ہیں۔ اور مجھے ایسا یقین کرنے پر کچھ تو ذاتی تجربہ تھا اور کچھ اُن معزز اور محقق لوگوں کی صحبت سے حاصل ہوئیں کہ جنکو ذرائع سے اصل کیفیت پر علم تھا۔ مینے کہا کہ کیا آپ بتلا سکتے ہیں۔ کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو ٹرکی سے کہانتک ہمدردی ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ میں اپنی مختلف تجارب سے کہہ سکتا ہوں کہ سلطان المعظم سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو بوجہ خلیفۃ المسلمین ہونیکی اظہار ہمدردی ہے اور ہر جگہ پر اس ہمدردی کے ذریعے موجود ہیں۔ اور مختلف طور پر اسپر کوشش ہو رہی ہیں۔ اور مخصوصاً یہ ہمدردی اکثر خواندہ پارٹیوں اور شہریوں کثرت کے ساتھ ہے جو کہ عام مسلمانوں میں انکی ذریعہ سے تازہ ہو رہی ہے۔ مینے کہا کہ ہمدردی کا گہرا دکھانتک ہے۔ اُسنے بیان کیا کہ مجھے دورہ سیاحت میں معتبر اسناد سے معلوم ہوا ہے کہ جو مسلمان آباد ہیں یورپ کی تابع ہیں۔ انکی ہمدردی صرف اخلاقی اور قلبی ہے الا جو آباد ہیں ایسی حالت میں نہیں ہیں۔ انکی حالتمیں کسیقدر سرگرمی اور تیزی پائی جاتی ہے۔ مینے کہا کہ اُن ماتحت آبادیوں کی ہمدردی سے ٹرکی کو کیا فائدہ پہنچنے کی اُمید ہے۔ جبکہ اُسپر یورپ کی طرف سے بربادی اور حملوں کا برتاؤ ہوگا۔ اُسنے کہا لاریب یہ آبادیں بدنی طور پر امداد دیکر ٹرکی کو بچا نہیں سکینگی۔ مگر اسمیں شک نہیں کہ وے نہایت مصیبت کیوقت اپنے خلیفہ اسلام کو اپنی اندرونہ سے امداد دینگی۔ الا جو آباد ہیں یورپ کے تابع نہیں ہیں وہ بدلی

* * * * * * * * * *

امداد سے ٹرکی کی حمایت پر تیار معلوم ہوتی ہیں۔ مینے کہا کہ تابع آباد میں الی امداد سلطان المعظم کو کیونکر پہنچا سکتی ہیں۔ جبتک کہ خود انکی گورنمنٹ اس امداد کے پہنچانے پر اپنی رضامندی کیساتھہ ضامن نہ ہو۔ اُسنے جوابدیا کہ دانا گورنمنٹیں اپنی رعایا کی اخلاقی ہمدردی کو جو انکو سلطان المعظم سے بحیثیت خلیفہ کے ہے۔ روک نہیں سکتی ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنیمیں انکو احتمال ہے کہ رعایا کے پاکیزہ ارادوں میں تکدر نہ بہرجاوی۔ جو کہ ملکی حکمت عملی کے لحاظ سے مبداء خطرات ہے۔ مینے کہا کہ انگریزی صحائف کے جو بیجا حملے ٹرکی پر ہو رہے ہیں۔ اور تخویف اور توہین کی گردانیں پڑہی جارہی ہیں اُنکی انتہا کیا ہے جوابدیا کہ اُنسے ٹرکی کے تخت کو نخرش نہیں پہنچ سکتی۔ مینے کہا کہ پھر کیوں ایسا ہوتا ہے اُسنے بیان کیا یورپ کی آئینی پارٹیوں کی حکمت عملی کی کمزوری ہے۔ مگر تاہم یہ پارٹیاں اُنکی سب باتوں کا نوٹس نہیں لیتیں اور نہ وہ اپنی پولیٹیکل یا سفارتی راؤں کو چھوڑتی ہیں اور وے جانتی ہیں کہ اخباری دنیا کے متعصبہ بازنکی تحریروں میں رنگ آمیزی زیادہ ہے اور وہ صرف اس رنگ آمیزیوں سے ٹرکی کو بدنام اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو اُس سے بدگمان کرنیکی غرض سے پیدا کیجاتی ہیں۔ مگر ٹرکی کا حوصلہ اور مسلمانوں کی ہمدردی اِنسے نیچا نہیں دیکھہ سکتی ہے۔ مینے کہا کہ اچھا مان لیا۔ ان رنگ آمیزیوں اور بناوٹوں سے ٹرکی اور مسلمانوں پر اثر بد نہیں پڑ سکتا لیکن کیا یورپ جیسے مہذب ملک کی تہذیب پر دھبہ نہیں آسکتا۔ اُسنے جوابدیا کہ یورپ کی تہذیب کا زیادہ حصہ زیادہ تر اُن پولیٹیکل فرقوں سے وابستہ ہے جنکا ذکر ابھی میں نے کیا ہے۔ اسلئے وہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ ان متعصبہ بازوں کی رنگ آمیزیوں سے کوئی صدمہ اُنکی تہذیب کو پہنچ سکیگا۔ مینے دریافت کیا کہ کوئی سبیل کیا ایسی ہے کہ انکی منہ بند کیے جائیں۔ اُسنے جوابدیا کیا ضرورت۔ یہ آواز آجانے اسکے کہ یورپ کے فائدہ میں ٹرکی کے لئے مفید ہیں کہ وہ اپنی کے دن ہوشیاری کر رہی ہے جسنے آئندہ خطرات کا سدباب کیے جاوینگے۔ مینے کہا کہ ٹرکی نے کیوں انکے منہ بند کر دیئے ہیں۔ اُسنے جوابدیا کہ سلطان المعظم ایک بہادر مرد میدان ترک ہے۔ اسکی پالیسی ہے اگر مردی احسن الی من اساء پھر مینے سوال کیا کہ آپ بیان کر سکتے ہیں کہ سلطان المعظم پہلے سلطنتوں کی یادداشتوں کے پندیدا کرنیمیں کیوں انکا کرتا ہے۔ اور بعد میں تسلیم کر لیتا ہے۔ اُسنے بیان کیا کہ سلطان المعظم کیلئے یہ تسلیم کرنا کوئی دباؤ کی وجہ سے نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ عرصہ انتظار میں اپنی کئی مطلب حل کرنا چاہتا ہے اُسنے آجتک کوئی ایسا مسئلہ تسلیم نہیں کیا جسمیں اُسکا نقصان تصور ہوا ہو جن لوگوں نے سلطان المعظم کی منظور کردہ تجاویز آئینیا کو پڑہا ہے۔ جنکو سلطنتوں کے اراکین لوگوں کی امداد پر پیش کیا تہا وہ جانتے ہیں۔ کہ وہ تسلیم کیا ہے۔ لارڈ سے گلیڈسٹون نے اسیوجہ سے اپنی پبلک میں لکھا تھا کہ "ہائے آخر کار سلطان فتحیاب ہوگیا۔ اور روس اور فرانس۔ انگلینڈ اُسکے پاؤں پر گر پڑے" جسکے بعد لارڈ سالسبری نے خود بظاہر حیرانی کری تہی کہ ہم فتحیاب ہوئے تو ہم ہوئے یہ کیونکر ثابت ہوگیا کہ سلطان فتحیاب ہوا" لارڈ موصوف کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اس فتحیابی پر علم نہیں رکھتا تہا بلکہ اُسکی حیرانی اور تعجب کی وجہ یہ تہی کہ۔

گلیڈسٹونے سلطان کی اس تنخیالی اور کامیابی کے نکتہ کو کیوں عوام پر ظاہر کردیا چنانچہ گلیڈسٹون کو بھی اپنی خود رائی پر ندامت آئی اور اُسنے اُسکو نمع پریہ عبارت کی کہ وہ چٹھی پرائیویٹ تھی۔ مگر بوجہ لفظ پرائیویٹ نہ لکھے جانیکے مشہور اور شائع ہوگئی۔ یہ عبارت اس مخالف اسلام کی کوئی اسوجہ سے نہ تھی کہ خود بورپ نے اُسکے اُن ردی الفاظ پر جو اُسنے اپنی چٹھی میں اپنی قلم سے سلطان المعظم کی شان میں لکھی تھی بنظر افسوس دیکھا تھا اور اُس سے اُسکو یہ شرم باندامت آئی تھی ؎ من کجا ام کجا ایں شرم مس "

شائع کرنیوالوں نے گو گلیڈسٹوں کی منشا بھی مرعی رکھی مگر شائع کرنیکی بہاری وجہ اس پیشینگوئی کا اثبات تھا۔ جو گلیڈسٹوں کے حق میں ایک مدبر وزیر نے عرصہ سے کر رکھی تھی۔ کہ یہ گلیڈسٹون ملک کو برباد کر لیگا اور خود دیوانہ ہوکر جہل میں مرے گا۔ شائع کرنیوالا مدبر مذکور کے مذاق کا تھا۔ گویا اُسنے دنیا پر ظاہر کیا کہ کیا گلیڈسٹوں کے خیالات سے جو یا کیا پدی کیا پدی کا شوربا" جو اُسنے ایک خود مختار سلطان کے حق میں ظاہر کئے ہیں اُن سے دیوانگی اور بربادی کے آثار نمایاں نہیں ہوتے اور مدبر مذکور کی پیشینگوئی کا اثبات نہیں ہے۔ پھر مینے سوال کیا کیا سلطان المعظم آرمنی لوگوں کی نگرانی کیلئے حسب خواہش سلاطین ایک مسلمان گورنر منظور کیا ہے۔ اس سے ٹرکی پر کوئی بُرا پولیٹیکل اثر تو نہیں پڑا اُسنے بیان کیا کہ یہی ایک مسئلہ تھا کہ جسپر نہایت غور کیساتھ سلطان کو سوچنا پڑا تھا مگر اسکی دُوگری بھی سلطان کو ملی یہ گورنر خاص سلطان المعظم کی حفاظت اور نگرانی میں کام کریگا۔ اور اپنی تمام کارروائیوں میں سلطان کا تابع ہوگا۔ اور اپنی تمام کارروائیوں کا جوابدہ سلطنتوں کے آگے ہوگا۔ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا پھر مینے دریافت کیا کہ سلطان المعظم سے بعد انکار کے کیوں پھر وہ زائد جہازات کی منظوری عملیں آئی کیا انکی ایک فوج کے قسطنطنیہ میں جمع ہوجانے سے کسی پولیٹیکل خطرے کی اُمید تو نہیں ہوا اُسنے بیان کیا کہ قسطنطنیہ کی پولیٹیکل حیثیت کے مقابلہ میں جو کافی سے بڑھکر حافظ تخت ٹرکی ہے۔ یہ معمولی تعداد کی فوج کیا نسبت رکھتی ہے خصوصاً خوف کے وقت جبکہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ آبنائے ڈارڈنلز کے قلعجات اُس فوج کی کمکی جہازوں کو آسانی کیساتھ نہیں روک سکتے ہیں۔ سلطان المعظم نے انکی منظوری پر جو آجتک انتظار کیا تھا۔ اُسکی وجہ یہ تھی کہ سلطان نے سمجھ لیا تھا کہ اگر سلطنتوں کی اس خواہش کو اُسوقت جبکہ غدر زور پر تھا۔ منظور کرلیا تو ارمنی لوگوں کے فسادات کو اور بھی استحکام کیساتھ ترقی ہوگی اور سازش بڑھ جاویگی۔ کیونکہ وہ سمجھ لینگے کہ سلطان دب گیا۔ اور جہازی فوج آرمنیوں کی امداد کو پہنچ گئی۔ اور علاوہ اسکے عام رعایا کے دل بلجا دینگی اور ٹرکی میں ایک وسیع گھبراہٹ پھیل جائے گی سلطان المعظم کی اس حکمت عملی نے یہ فایدہ دیا کہ جہازات کے روکنے پر مفسدین کے حوصلے پست ہوگئے اور نسبتاً سابق کے غدر کا لعدم ہوگیا۔ اور ترکی نے نہایت خورم اور بیفکری کیساتھ اپنے ملک کے کام کرنے اب جو سلطان المعظم نے اُن جہازات حفاظتی کے آنیکی اجازت دیدی ہے تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ سلطان نے سوچا کہ جس غرض پر اُنکی منظوری نہیں دیجاتی

تھی۔ اُسمیں تو کامیابی ہوگئی۔ اب انکا پر اصرار کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ اسمیں دوبارہ فسادوں کے برپا ہوجانیکا احتمال ہے بواسطے کہ جب جہازات بعد آئیندی اپنے اپنے مکانوں کو واپس جائینگے تو سلطنتیں اپنی تحقیر اور توہین تصور کرکے مشتعل ہونگی۔ جسکے عام سے ارمنی لوگ پھر فسادات پر آمادہ ہوجائینگے اور کہینگے کہ اب سلطنتیں ضرور ہماری مدد پر آئینگی بعد ٹرکی سے اپنی ناکامی اور ہمارے کشتدوں کا انتقام لینگی۔ دوسری وجہ منظوری کی یہ ہے کہ سلطان المعظم نے سوچا تھا کہ اب جہازات کی منظوری نہ دیجائے تو سلطنتیں مشتعل ہوکر اعلان جنگ دیدینگی۔ پس سلطان المعظم نے قرار دیا کہ از خود وجہ اعلان جنگ کی پیدا نہ کرے تاکہ باعث کشت خون خلق خدا نہ ہو اور سلطان کا یہ تدبر اور تعقل ایک اصول اسلام کی بنیاد پر تھا جسسے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کہانتک پاکیزہ اصول اسلام کی قدر کرتا ہے۔ تیسری وجہ منظوری کی اُس خفیہ چالبازی کا قائم رکھنا تھا۔ جو سلطان المعظم کو تجاویز آرمینیا میں حاصل ہوئی تھی۔ جس کا ذکر پیچھے اوپر کیا ہے۔ کیا سمجھے۔ کہ سلطان المعظم نے سوچا کہ اگر وہ اپنے اصرار پر مُصر رہا تو سلطنتیں بھڑک کر بطائف الحیل اور معقول تاویلات سے اُن تجاویز کی تنسیخ اور تنفیذ کی کوشش کرینگی۔ جنمیں اُنکو نسبتہً ناکامی ہوئی ہے اور یہی وجہ تھی۔ جسپر زار روس نے اپنی چٹھی میں جو کہ سلطان المعظم کو دی تھی اشارہ کیا تھا کہ سلطان انکار پر قائم رہنے سے سلطنتوں کی اور تجاویز کی نوبت آنے نہدیں پینے پوچھا کہ زار روس کی یہ صلاح کیا حقیقت رکھتی ہے اُسنے جواب دیا کہ زار روس اگرچہ ٹرکی کا بہی بدخواہ ہے مگر انگلینڈ کو وہ زیادہ مخالف سمجھتا ہے اور اوسکی ترقی کو نہ چہی نظر سے دیکھتا ہے۔ اُسنے سوچا کہ سبا سلطان کے انکار اصرار سے انگلینڈ دوسری سلطنتوں کی شمولیت دکھلاکر کوئی اور وجہ دبانہ پیدا کرے اور سلطان کو گہیرا کر کوئی ملکی مفاد حاصل کرلے جیسا کہ اُسنے جنگ روس میں بعوض صلح کرانیکے عدن[1] اور جزیرہ قبرص ٹرکی سے لے لینے کی خواہش ظاہر کی تھی اور اُسنے مصلحت وقت کے لحاظ سے دیدیئے اور جن کے دیدینے سے اب انگلینڈ ہندوستان اور یورپ سے ٹرکی پر گولہ باری کرنا آسان ہوگیا ہے اور وہ دور دراز کا سفر جو افریقہ کے اوپر سے ہوکر برس[2] کے بعد ہندمیں آنا ہوتا تھا صرف ۷ یوم کا رہگیا ہے اور جسکی وجہ ہند کی حفاظت معمولی جہد کیساتھ انگلینڈ بدات خاص کرسکتا ہے پھر بنے کہا کہ بالفرض اگر سلطنتیں ایکا کرکے ٹرکی پر حملہ آور ہوں تو پھر کس حالت کی توقع رکھی جاسکتی ہے اُسنے بیان کیا کہ ؎ ایں خیال است و محال است و جنوں ۔

بحالات موجودہ باور نہیں کیا جاسکتا کہ جنگ ہوگی البتہ یہ ممکن ہے کہ سفارتی کارروائیوں پر تشویش کیساتھ زور ڈالا جائیگا مگر اُن زوروں سے کوئی وجہ ٹرکی کے نیچا دیکھنے کی نہیں ہے اور سلطان المعظم سلطنتوں کی پولیٹکل چالوں کو اچھا اور قابلیت کے ساتھ سمجھتا ہے اور اگر جنگ بھی ہوگئی تو ٹرکی کی اردگرد کی مسلمان آبادیاں ٹرکی کو برباد ہونے نہیں دینگی اور فوج اور رعایا ایک جگہ ہوکر مخالفین ٹرکی پر حملہ کرینگی۔ ترکوں کی بہادری اگرچہ صفحات تاریخ پر سنارہ ہوکر چمکتی ہے مگر عربوں کی مردانگی صفحات آسمانیر خورشید ہوکر اپنی شعاعیں دکھلارہی ہے پیچھے کہا ایسے نازک وقت میں مسلمانان ہند کی

---

[1] یہ شہر مسلمانوں سے انگریزوں کو قبضہ میں ہے۔ ضمن زنگارے شاید سہواً درج کردیا ہے۔ مولف

[2] رخانی جہاز اس راہ کو اب دو ماہ سے کم عرصہ میں طے کرسکتا ہے۔ مولف

کیا حالت ہوگی۔ اُسنے بیان کیا کہ گو انکو تشویش ہے مگر اُسمیں کنار غضب اور بغاوت بالکل معدوم ہیں اور نہ وہ اپنی امن و اماں میں جو ملکہ وکٹوریہ کے عہد سعادت مہد میں انکو حاصل ہے زیادہ از اظہار تشویش اور کارروائی جائز کرتے ہیں بلحاظ ملک اور رعایا کے نوک۔ اور مجھی معلوم ہے کہ ملکہ معظمہ کے آبی فرقوں میں ہند کے مسلمانوں کی تشویش کا قدر ہی اور اسیوجہ سے اُسکے حکمران ٹرکی کے معاملات میں زیادہ نرمدست اندازی کرنا پسند نہیں کرتے پھر مینے کہا کہ کیا یہ صحیح ہے کہ سلطان المعظم انگلینڈ جانیکا ارادہ کرتے ہیں۔ اُسنے کہا یہ وہ جھوٹ ہے جسکو سُننے سے سلطان بھی شرماتا ہی یہ صرف مجمل انہیں ناگ آمیزیوں کے ہے جنکو انگریزی اخبارات نے مشہور کیا ہے۔ بھلا یہ کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایسے نازک وقت میں تخت مطلق کو خالی چھوڑ کر انگلینڈ میں جانیکا عازم ہو اور وہ کونسی اہم ضرورت اُسکو لاحق ہوئی ہے جس کے انفصال کیلئے وہ بذات خاص انگلینڈ میں حاضر ہو اصل میں اُسکا موہومی مانند ہے جو سلطان المعظم کی چٹھی میں موجود ہے۔ یہ چٹھی سلطان نے لارڈ سالسبری کے نام لکھی نہی لارڈ ممدوح نے برٹین کے اجلاس میں اُسکا ایک حصہ پڑھکر سنا دیا اور باقی ایک حصہ مخفی رکھا۔ اخبارات اور گلیڈسٹونی پارٹی نے اسپر یہ رنگ چڑھایا کہ جو حصہ فرمان سلطان کا پوشیدہ رکھا گیا ہے اُسمیں سلطان کیجانب سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ "میں موجودہ معاملات ٹرکی کے تصفیہ کے لئے خود انگلینڈ میں حاضر ہوتا ہوں"۔ چنانچہ ان شعبدہ بازوں نے اس خبر کے شائع کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا کہ سلطان نے کئی کروڑ روپیہ کے نوٹ بھم پہنچائے ہیں اور اب وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ چپکے سے تخت ٹرکی کو خالی کر دیں تاکہ وہ نازک وقت بھجنہ دیکھنا پڑے۔ جسمیں مجھ سے جبراً تخت خالی کرایا جائیگا اور اولاد عثمانیہ سے کوئی اور شخص اسپر بٹھایا جاویگا" ان افترا پردازیوں کی واہی تباہی خیالات کے ردی اور مکروہ ہونیکا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہے کہ خود دیگر سلطنتوں کے اُن کی شمولیت سے الگ رہنے کی پالیسی رکھی اور اُنکو معلوم ہو گیا کہ جہاں پر ایسے اخبارات بنام کمنہ نکمے چند ہونگے وہاں پر بجائے اسکے کہ کسی معاملہ میں سلجھاؤ واقع ہو اُلجھاؤ پڑیگا۔ اُنہوں نے یہ سمجھکر اپنے تئیں الجھاؤ میں نہ ڈالا اور الگ رہے اب انکو ندامت آئی کہ ہائے حسب ہم آرڈیکلوں کے آرٹیکل لکھ لکھ کر مر گئے مگر ہمارے دادیلا اور بیہودہ تصور پر عملدرآمد نہ ہوا۔ اور ٹرکی پر گولہ باری نہ کیگئی اور سلطان سر موہم سے نہ دبا اور ہمارا کوئی پولٹیکل مسئلہ حل نہ ہوا اور نہ ہماری مرادیں پوری ہوئیں۔ اب اُسکو رفع کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اگر سلطان کسی دوسری سلطنت کا اشارہ نہ ہوتا۔ تو وہ سلطنتوں کو ایسے سخت جواب نہ دیتا اور ہر معاملہ پر انکار نہ کرتا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ وہ سلطنت جسنے سلطان کو سہارا دیا تھا وہ ضرور نہیں کیجاویگی۔ ہاں حضرت کیوں نہیں یہ منطق معقول ہے مگر سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اسکے کیا معنے ہیں اور آپ ایسا کیوں لکھ رہے ہیں۔ پھر مینے کہا کہ سفارتی کارروائیوں کی کیا حالت ہوگی اور وہ کس بنیاد پر اٹھائی جاوینگی جو آیندہ امن و امان ٹرکی کے قائم رکھنے اور گذشتہ واقعات کی پوری تحقیقات علمی لانیکے لئے بالکل رائٹ سب ہونگی۔ سیاح نے جواب دیا۔ اسوقت میں قطعی

طور سے یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اُنکی بنیاد کن کن اصول پر قائم کیجاویگی مگر میں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ ٹرکی اگر سفارتی کارروائیوں پر پوری عہدہ سے نگاہ ڈالتی رہیگی۔ تو ضرور اُنکی نتائج اطمینان بخش ہونگے۔ اور ثابت ہو جائیگا کہ وہ تمام تہمت کی اپاپ شناپ جو ٹرکی اور ٹرکوں پر انگریزی صحائف نے تعصب کے پلہ پر ظلم لکھ ماری ہی۔ پورے افسوس کیساتھ واپس لینے کے قابل ہی اور ظاہر ہو جائیگا کہ جو بغاوت اور غدر ارمنی لوگوں کی سطوت سے بغرض آزادی یا انقلاب سلطنت پیدا ہوئی تھی۔ وہ افسوس کیسا تھ نوٹس میں لانیکے قابل ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ٹرکی کو اُن تمام کاموں میں بری سمجھنا چاہئے جو اُسنے بطور سیاست امن و امان قائم رکھنے کیلئے کئے ہیں اور آئندہ کو وہ کافی انتظام ہونا چاہئے جسے یہ ناسور اپنے موسم پر پھر نہ پھوٹ نکلے۔ باقی حالات میں بشرط فرصت اور ملاقات کے پھر آپکو سناؤنگا۔ اب میں جاتا ہوں اور عاکرتا ہوں کہ توفیق خدا ساتھ ہیگا اور تمہارے دونوں کی ہو (آمین ثم آمین) الرائم ابو البرکات ملا جیلانی ماخوذ از سراج الاخبار

ہفتہ مختتمہ ۱۳ جنوری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

(اس ہفتہ امریکہ اور افریقہ کے اسقدر جھگڑے رہے کہ ٹرکی کے متعلق ہوئے سے بھی ایک تار نہ آئی۔ لہذا ناظرین کی دلچسپی کیلئے اس ہفتہ میں تاروں کی جگہ خیر الدین پاشا کی سوانح عمری درج کردیجاتی ہی مولف)

خیر الدین پاشا

پچھلی صدی کی اسلامی تاریخ میں خیر الدین پاشا نہایت قابل وقعت جگہ رکھتا ہی اور بلحاظ علمی و دماغی ملکی اور فوجی اعلے درجہ کی لیاقت کے اس زمانے کے اسلامی ہیروؤں میں شمار کئے جانیکے قابل ہی۔ جو ناموں کام ٹیونس میں اسکی ذات سے ظاہر ہوئی جو اصلاح سلطنت ٹیونس کے ہر امور جزوی و کلی میں اسکے ہاتھوں سے ہوئے۔ جس خوبی اور لیاقت اور صدق مشیری سے عہدہ وزارت ٹیونس کا کام اُسنے انجام دیا اور جس حسن انتظام اور لیاقت کیوجہ سے سلطان المعظم عبدالحمید نے اُسکو سلطنت ٹرکی کا وزیر اعظم بنایا یہ سب فخر کیساتھ بیان کئے جاسکتے ہیں۔ اور جو مقصد کہ ایک سوانح عمری سے ہوتا ہے یعنے آیندہ نسلوں کو اہم اور اعلے امور پر تحریص اور تنبیہ۔ وہ ان واقعات سے پوری طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ چند سال گذرے ایک نہایت مفید کتاب "اقوام المسالک" جو اسی لائق مصنف کے قلم سے نکلی ہی۔ عربی زبان سے اردو میں ترجمہ کرکے "نظم الممالک" کے نام سے علیگڈھ سائنٹفک سوسائٹی نے شایع کی ہے۔ اس نامور شخص کا مختصر حال اور چند مختصر اصلاحوں کا جو اُسکی ماتحتی میں ظہور میں آئیں مختصر ذکر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

وزیر خیر الدین کا اصلی وطن جبال قوقاز میں تھا۔ قسطنطنیہ میں پیدا ہوا اور ٹیونس میں احمد پاشا کی سایۂ عطوفت میں پرورش پائی۔ شروع زمانہ طالب علمی میں ہی اُسکی ذہانت اور اولوالعزمی کے آثار ظاہر تھے چنانچہ تحصیل قرأت اور کتابت کے ساتھ ہی فوجی تعلیم پالیٹکس۔ تاریخ فقہ کو نہایت توجہ سے پڑھا اور زبان فرنچ میں ملکہ پیدا کیا اور اگرچہ یورپین علوم اور زبانوں سے بخوبی ماہر تھا۔ باایں ہمہ شریعت اور علماء شریعت کی نہایت وقعت کرتا تھا۔

مذہبی رسوم کا محافظ تھا۔ بلند ہمت تھا۔ اسکے مزاج میں اسقدر وقار تھا کہ جو شخص اس سے واقف نہ ہو اُسکو متکبر سمجھتے تھے مگر ملاقات ہو جانے پر اُنکو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ خوش خلق۔ تکبر سے پاک۔ راسخ الطبع۔ ثابت قدم اولوالعزم تھا۔ زمانہ احمد پاشا میں فوجی صیغہ میں ایک اعلےٰ عہدہ تک پہنچا۔ اور وزیر مصطفےٰ افسر خزانہ کی بیٹی سے شادی کی۔ اسکے بعد ۱۸۷۶ء میں احمد پاشا نے اُسکو امیر الامرا مقرر کیا۔ کریمیا کی لڑائی میں بھی اسنے بڑا حصہ لیا۔ یعنی ترکی سلطنت کی مدد کیلئے فوجی اور مالی قوت فراہم کرنیمیں مشغول رہا ✦

محمد پاشا نے ۱۸۷۳ء میں اُسکو عہدہ وزارت بحریہ پر مامور کیا۔ وہ اس عہدہ کا کام دیتا رہا۔ اور چونکہ والی ملک کو اُسپر پورا اعتماد تھا اسلئے انتظامات ملکی میں بھی ہمیشہ اس سے مشورہ لیا جاتا تھا اسوقت خلق الوادی کی جو ٹیونس کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے حتے الامکان حالت درست کی اسوقت تک محکمۂ وزارت کا کام کسی قاعدہ کی پابندی سے نہیں ہوتا تھا وزیر موصوف ہی اول اول تمام کارروائی روزانہ کیلئے ضوابط مقرر کئے ٹیونس کی اکثر اراضی پر غیر ملک والوں نے بلا وجہ قبضہ کر رکھا تھا۔ انکے اس قبضہ کی بابت مختلف معاہدہ تحریر کرائے۔ ان معاہدات سے دول خارجیہ کے سفیروں نے اتفاق کیا۔ اور اس تجویز سے بڑا نفع پہونچا اور جو کچھ اراضی کا اُن معاہدات سے رہ گیا وہ بھی مقرر ہوا وہ جامع مسجد خلق الوادی پر وقف کیا اور اسطریق سے جامع مسجد کو بہت روپیہ ملنے لگا۔ حنابی پل کا از سر نو بنوانا اور سڑکوں کو وسعت دینا اور پوری طرح اُنکا انتظام کرنا۔ محکمۂ زراعت کیلئے ایک عالیشان عمارت بنوانا وغیرہ وغیرہ یہ سب قیام وزیر موصوف کے زمانہ وزارت بحریہ میں اور خاص اُسکی کوشش سے ہوئیں ✦

چونکہ وزیر خیر الدین کا میلان آزادی اور عدالت کی طرف تھا اور نہایت خوش تدبیر اور فصیح تھا۔ اسلئے قوانین کے وضع کرنیمیں اُسکو بہت کامیابی ہوئی اور مجلس واضع قانون کا عرصہ تک صدر رہا ✦

جس زمانہ میں کہ وزیر موصوف مجلس النخاص کا ایک ممبر تھا۔ اسوقت ایک مسئلہ پیش ہوا کہ اوقاف سے جو بعد اخراجات کے رقوم فاضل ہوتی ہیں۔ انکو اخراجات فوج میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ایک عالم مالکی نے جو اُسوقت مفتی تھا اس بنا پر جواز کا فتویٰ دیا کہ اوقاف کی بچی ہوئی رقم کا نیک کاموں میں صرف کیا جانا امام مالک بن انس سے مروی ہے اور چونکہ فوج کا قیام نیک کاموں میں ہے۔ اسوجہ سے اس آمدنی کا فوج میں صرف کرنا جائز ہے۔ وزیر خیر الدین نے اسکی مخالفت کی۔ اور دلیل و بیان کی کہ فوج کی مصارف کے لئے بیت المال سے ایک حصہ شرعاً مقرر ہے۔ پس جب مصارف اخراجات فوج میں تمام و کمال صرف ہو چکے اور تبھی ضرورت پڑ جائے اُسوقت یہ فتویٰ جائز ہے مگر جب بیت المال کی آمدنی مصارف بجا اور غیر مشروع میں صرف کی جاوے۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اوقاف کی رقم کو قیام فوج میں صرف کرنا بالکل ناجائز ہے۔ حقیقت میں امر حق یہی ہے ✦

نہایت قابل قدر صفت جو وزیر خیر الدین میں تھی اور جو امرائے اسلام میں فی زمانہ نہایت کم ہو گئی ہے یہ تھی کہ عہدۂ ملکی میں سرگرمی کے ہوتے تھی۔ اور مشاغل علمی کے لئے فرصت ملتی تھی۔ اسوقت مطالعہ کتب تصنیف

اور تالیف میں سرگرمی سے مصروف ہو جاتا تھا۔ چنانچہ کتاب اقوام المسالک ایسی ہی فرصت کے زمانہ کی تصنیف ہے۔

جب کبھی معاملات ملکی میں پیچیدگی ہو جاتی تھی۔ تو وزیر خیر الدین پر ہی سب ملک۔ والی ملک۔ اور غیر قومونکی نظر پڑتی تھی۔ ایسے موقعہ پر جو تقریر وزیر موصوف کی ہوتی تھی وہ ہمدردی اور حب الوطنی اور وفاداری سے بھری ہوئی ہوتی تھی۔ چنانچہ جب دول ثلاثہ۔ فرانس۔ اٹلی۔ اور انگلینڈ نے ۱۸۸۸ء میں نسبت شکایت ممبران کمیشن مالی زور دیا۔ اور والی ٹیونس نے مجلس شوری میں اُسپر رای چاہی اور سب نے باتفاق رائے وزیر خیر الدین کا اُسکی تحقیقات اور عملدرآمد کے لئے مقرر کیا جانا تجویز کیا۔ اُسوقت وزیر موصوف بھی موجود تھا۔ اور اُسنے ان دلچسپ الفاظ میں گفتگو کی۔ "آپ صاحبوں نے جو یہ خدمت میرے سپرد کی ہے مجھے کچھ عذر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمارے آقا والی ملک اور ہمارے ملک کی خدمت ہر حالت میں ہمپر فرض ہے۔ البتہ اس امر اہم میں آپ صاحبوں کی امداد کی ضرورت ہے۔ اگر آپ سب صاحب مدد کرینگے تو اپکی مہربانی ہے اور اگر مجھپر ہی بار رہیگا۔ تب بھی کسیطرح مجھے پہلو تہی نہ ہوگی میرے کہنے کی یہ غرض ہے۔ کہ میں کچھ عرصہ تک خدمت کروں۔ اسکے بعد کوئی دوسرے صاحب اس خدمتکو انجام دیں"

اُس موقعہ پر وزیر موصوف نے نہایت قابلیت کیساتھ حقوق حکومت کا پورا خیال رکھکر کمیشن کے حقوق کا خاطر خواہ تصفیہ کیا۔ یہ ایسی نازک حالت تھی کہ اگر دور اندیشی سے کام نہ لیا جاتا تو ممبران کمیشن کو اندرونی انتظام ملکی میں دخل ہو جاتا۔ مگر اسنے والی ٹیونس کو بیدار کیا کہ کمیشن کے پریسیڈنٹ کو اپنا ایک وزیر بنائے اور وزیر اکبر کا خطاب دیدے تاکہ وہ بہ نگرانی حکومت اپنی خدمت انجام دے۔

اب ہم چند خاص الخاص اصلاحوں کا ذکر کرتے ہیں جو وزیر خیر الدین کی ہاتھ سے ظہور میں آئیں۔

(۱) سابق میں زیتون پر اسقدر سختی سے خراج مقرر کیا گیا تھا اور ایسی سختی سے وصول کیا جاتا تھا کہ جو لوگ زیتون کی زراعت کرتے تھے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ بیجا مطالبات حکومت سے محفوظ رہیں زراعت چھوڑ دی تھی۔ اور اُن جنگلونکو جسمیں زیتون کے درخت تھے جلا کر صاف کر دیا تھا۔ وزیر موصوف نے اس خراج میں تخفیف کی اور بجائے فی درخت کے ایک ریال[1] سے نصف ریال تک فی درخت مقرر کیا اور اکتیس ہزار درخت کا خراج جو جلا دیئے گئے تھے معاف کر دیا۔ اسکے بعد خراج شرعی یعنے جسقدر زیتون پیدا ہوا اسکا عشر مقرر ہو گیا۔ اس سے زمینداروں اور عام رعایا کو بیحد نفع پہنچا

(۲) زیتون اور خرما کی زراعت بڑھانے کیلئے یہ ترغیب دلائی۔ کہ جو شخص نئی زراعت زیتون اور خرما کی کرے اس سے پندرہ سال تک محصول نہ لیا جاوے۔

(۳) اہل ساحل کو قرضخواہوں کے پنجوں سے رہائی دلائی۔ یہ قرضخواہ اسقدر ظلم کرتے تھے کہ جائیداد پر قابض ہو کر قرضداروں کو قید کر دیتے تھے اور جو جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ قرضداروں کی غیر اشخاص کی شرکت میں ہوتی تھی اسکو

[1] ریال تقریباً ۲ روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔

بچدیتے تھے اور سب پر قبضہ کر لیتے تھے اور مدیون کو دیوالیہ ثابت کرنیسے پہلے ضامن طلب کرتے تھے۔ اور جو قرضدار مرجاتا تھا اسکی جایداد متروکہ پر قبضہ کرکے بغیر اجازت عدالت کے بیچ ڈالتے تھے۔ اور اگر قرضدار دیوالیہ ثابت ہوجاتا تھا تو اسکے بدن پر کپڑا اور گھر میں کھانیکے لئے اناج تک نہ چھوڑتے تھے۔ قرضدار کو بلا تعیید مدت قید میں رکھتے تھے وزیر خیر الدین نے ان تمام تعدیوں کو یکقلم موقوف کرا دیا اور بجائے انکے احکام شرعی قایم کئے +

(۴) جو لوگ ٹکسوں کی سختی۔ یا ارتکاب جرایم کیوجہ سے ملک سے نکل گئے تھے۔ انکے لئے امن اور عفو منظور کرا کر اور انکو مطالبات حکومت سے بری کرا کر بلوا لیا اور اسیطرح فوج کی جو لوگ بھاگ گئے تھے۔ انکو بھی بار الملک میں آنیکی اجازت دی

(۵) جو قرضے کہ ٹونس والو پر غیر ملک والوں کے تھے انکو محدود کیا اور ایسی تجویز اسکے متعلق کی کہ جانبین کیلئے مناسب تھی۔ یعنے سود کا غیر معمولی حد تک بڑھنا موقوف کر دیا گیا اور قرضہ کے ادا ہونیکی لئے چند طریقے مقرر کئے گئے تھے مثل تعین اقساط وغیرہ وغیرہ +

(۶) سرکاری مطالبات جو لوگ نپر مدت سے چلے آتے تھے۔ اُن سب کو چھوڑ دیا اور اُسکی وجہ سے جو زمینیں غیر آباد پڑی ہوئی تھیں۔ کیونکہ مالکان اراضی کو یہ خیال ہوتا تھا۔ کہ اُنکی ساری محنتوں کا ثمرہ ان بقایا سابقہ کے ادا کرنیمیں چلا جاتا ہے وہ سب آباد ہوگئیں +

(۷) بعد معزولی وزیر مصطفے کے وزیر خیر الدین کو وزیر اکبر کا خطاب ملا۔ شہر رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۰ھ میں باشندگان شہر و اعیان مملکت نے اس موقعہ کی خوشی میں تمام شہر میں روشنی کی۔ اور آور شہروں میں بھی ایسی ہی خوشی منائی گئی کیونکہ وزیر خیر الدین بسبب اپنی نیک نیتی۔ حب الوطنی اور فیض رسانی۔ اور محنت اور جانفشانی کے ہر دلعزیز تھا۔ اسی سنہ میں اُسنے اوقاف کے انتظام کیلئے ایک کمیٹی قایم کی۔ اور تمام علاقہ پر نگرانی اوقاف کیلئے مختلف جماعتیں (کمیٹیاں) سرپرآوردہ لوگوں کی مقرر کیں۔ ہر کمیٹی میں ایک رئیس (پریسیڈنٹ) اور ایک نائب (وائس پریسیڈنٹ) اور دو عضو (ممبر) مقرر کئے اس زمانہ میں اوقاف کی حالت بہت اچھی ہوگئی اور ہر جگہ جامع مسجد اور دیگر مساجد اور مدارس قایم ہوئے اور قرآن مجید کی تعلیم اور دیگر مختلف مدات خیرات کیلئے اوقاف مقرر ہوئے +

(۸) جامع زیتونہ جو تمام ممالک مغربی کی یونیورسٹی ہے اسکے مدرسین کی تنخواہیں بڑہائیں اور تمام اضلاع میں قاضی اور مفتی مقرر کئے اور اُنکی تنخواہیں مقرر کیں +

(۹) جو لوگ مفلسی کی وجہ سے عدالت میں مقدمات رجوع نہیں کر سکتے تھے اُنکی لئے وکلا مقرر کئے اور اُنکی تنخواہیں سرکاری خزانہ سے مقرر کیں +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

سعید پاشا سابق وزیر اعظم ٹرکی کی سالانہ پنشن چار ہزار پونڈ مقرر ہوئی ہے ۔

۲۶۔ نومبر کو سفیر انگلستان کی بیٹی کی شادی استنبول میں ہوئی۔ سلطان نے ایک بیش بہا ہیروں کی پہونچی دلہن کو دی ۔

اخبار انگلش مین میں مولوی عبد الجبار خان صاحب بہادر سی ایس آئی ای نے عرب میں ٹرکی حکومت کی حمایت میں ایک دلچسپ چٹھی چھپوائی ہے۔ مولوی صاحب موصوف عرب میں ٹرکی انتظام کی بہت تعریف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ سلطان المعظم نے اپنی رعایا کی بہبودی اور خوشحالی قایم رکھنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ۔

انگلستان کے اخباروں نے قسطنطنیہ کے کارسپانڈنٹوں کے اعتبار پر جو خبر شایع کردی تھی۔ کہ سلطان المعظم کے دشمنوں کی طبیعت علیل ہے بالکل بے بنیاد اور غلط ہے نومبر کے اخیر میں ایک مشہور انگریز باشندہ ٹرکی نے سلطان المعظم سے ملاقات کی وہ لکھتے ہیں کہ سلطان المعظم کو انہوں نے اس سے پہلے کبھی ایسا تندرست نہ دیکھا تھا۔ وہ غازی عثمان پاشا سے بہت گرمجوشی سے گفتگو کرتے رہے اسیوقت کے قریب سفیر انگلستان نے بھی سلطان المعظم کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل کیا وہ لکھتے ہیں کہ سلطان المعظم بہت مدبرانہ اور باحوصلہ طریق سے معاملات ٹرکی پر دلائل و براہین کے ساتھ گفتگو فرماتے رہے ۔

قسطنطنیہ کی خبر ہے کہ عارفی پاشا سابق وزیر اعظم ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہوگئے ۔

سلطان المعظم نے رشتم پاشا تونی کی بجائے انتروکیس کو سفیر لنڈن مقرر کیا ہے یہ بھی عیسائی ہے ۔

منیر بیگ وزیر خارجیہ بجائے ضیا پاشا کے سفیر روما پاپ میں مقرر ہوئے ۔

سلطان المعظم نے گورنر تیبریہ کو بوجہ نالائقی اور انتظام میں رخنہ انداز ہونیکے موقوف کردیا ہے ۔

قسطنطنیہ میں تمام مفلس آوارہ ارمنی جہاز و نیز ٹھاکر وطن کو روانہ کئے جارہے ہیں ۔

بطلس ۔ ارغنط ۔ سواس ۔ گردن ۔ گوپری ۔ مناستر ۔ کلس ۔ سوشہر ۔ چورم ۔ ارض روم ۔ معمورۃ العزیز ۔ دیاربکر طرابزون ۔ قسطمونی ۔ شانگگ ۔ وان وغیرہ مقامات کے بشپ ڈیکن اور پادری صاحبان نے معہ دو ٹیلیگرام بذریعہ صدارت عظمی سلطان المعظم کے حضور میں بھیجے ۔ اور انکے جوابات نہایت تشفی اور طمانیت بخش دیئے گئے خلاصہ مضامین ٹیلیگرام کا یہ ہے :۔

"ہم جملہ بشپ ڈیکن و دیگر پادریان اپنے ہم قوم اور ہم مذہب کی طرف سے حضور والا میں عرض پرداز ہیں کہ آجکل بدقسمتی سے ہماری اور حضور کی وفادار رعایا اسلام میں جو نزاع ہوگئی تھی۔ اب بہ یمن سایہ خداوندی رفع ہوگئی اور جو انتظام بابعالی سے ہوا ہے۔ اس سے ہمکو اطمینان تشفی اور طمانیت حاصل ہوگئی ہے۔ ہم اپنے حقوق اور مذہبی امورات کو آزادی کیساتھ عملیں لا رہے ہیں فتنہ و فساد بالکل رفع ہوگیا ہے۔ ہمارے مکانات محفوظ

ہیں اور ہم اپنے معبدوں اور کلیساؤں میں حضور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے بقاء ذات و ازدیاد اقبال کیلئے دست بدعا رہتے ہیں۔ اور تہ دل سے اس بادشاہوں کے شہنشاہ سے حضور والا و جناب عالی کی قوت و شوکت و عظمت و ہیبت کی روز افزوں ترقی کے خواہشمند ہیں۔ اور سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اسی سلطنت ابد پیوند میں ہماری ہر طرح کی بہبودی اور سلامتی متصور رہے"۔

ہفتہ مختتمہ ۲۰ جنوری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن ۱۵ جنوری۔ بحیرہ روم کے انگریزی بیڑہ جہازات کا دوسرا دستہ سالونیکا سے اسکندریہ کو گیا ہے۔

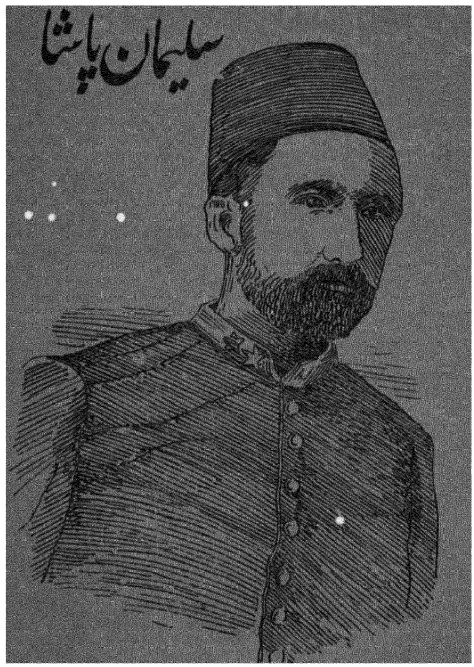
لنڈن ۱۶ جنوری۔ قونسلیں دول اجنبیہ متعینہ جانب یتون کو روانہ ہوگئے ہیں۔ کہ باغیوں کو مطیع ہو جانے کی فہمائش کریں +

ایضاً۔ ملکہ معظمہ نے اعلیحضرت سلطان المعظم کو دست خاص سے تحریر کر کے ایک خط بھیجا ہے +

۱۷ جنوری۔ فرانس کے اخبارات لکھتے ہیں کہ گو مسئلہ میکانگ کا تصفیہ ہو گیا ہے۔ لیکن جب تک مصری مسئلہ کا تصفیہ نہ ہو گا تب تک انگلستان اور فرانس کے باہمی کشیدہ تعلقات میں کوئی معتبر تغیر نہیں ہو سکیگا۔ تصفیہ مندرجہ بالا کے رو سے فرانس کو مونگن (شان ریاست کنگچنگ کا دارالخلافہ) اور تنمنگ ملے ہیں آسام کی انکوائری بادی النظر میں بحوالہ خدا کر دیگئی ہے +

ضلع خرپوت کے تمام سرآوردہ آرمینیوں نے بابعالی میں عرضداشت بھیجی ہے کہ ہمارے بچوں کی تعلیم کے لئے ہماری اپنی قومی مدارس موجود ہیں یہ پادریوں کے مدرسے صرف ہماری اولاد کے خیالات بگاڑنے اور انکو باغی بنانیکے لئے قائم ہیں پادری لوگ ہی ہماری تمام مصایب کا باعث ہیں۔ ہم پچہتر سو برس سے اپنے پیارے سلاطین کے پدرانہ ظل عاطفت میں امن و آرام سے بسر کرتے چلے آتے ہیں۔ جب سے اُن لوگوں کا قدم بیچ میں آگیا ہے اُنکی اغوا سے خود اپنی کرتوتوں کی طفیل ہمپر بلائیں وارد ہونی شروع ہو گئی ہیں۔ اسلئے مودبانہ التماس ہے کہ ان مدارس کو ہمارے درمیان سے اُٹھا دیا جاوے،

دیکھئے پادری صاحبان کو اس عرضداشت کے مطالعہ سے بھی کچھ شرم و امنگیر ہوتی ہے کہ نہیں۔ خدا کی پناہ دنیا میں جسطرف دیکھو ہر ایک فساد کے موجب اور بانی مبانی یہی تقدس مآب حضرات پائے جاتے ہیں خداوند کریم اپنے بندوں کو اُنکے شروں سے اپنے حفظ و امان میں رکھے اور باسوا اس عرضی کے ممالک غیر کے تمام قونسلوں اور مقامی حکام کی رپورٹوں سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ یہ تمام نائرہ فساد صرف انہی ذات اقدس بزرگواروں کی مہربانی سے مشتعل ہوا تھا۔


سلیمان پاشا

ہفتہ من کورکی دیگر خبریں

مراد ہے۔ سابق امپریل کنسٹرفرضہ قومی نے قسطنطنیہ سے پیرس میں آکر سلطان المعظم کے برخلاف ایک پمفلٹ شائع کیا ہے یہ لبرل پارٹی کا ایک سرگروہ ہے۔ مسٹر گلیڈسٹون سے اسکو بیحد اختلاف ہے اور مراد بے کو ایک چٹھی بھی لکھی ہے

زیتون کی لڑائی میں بارہ ہزار سات سو آٹھ آرمینین قتل ہوئے +

طرابزون میں ارمنی باغیوں کی خفیہ تحقیقات ہو رہی ہے +

مسٹر گلیڈسٹون دشمن اسلام ۲۹ دسمبر کو پورے ۸۶ برس کا ہوا۔

کریمیا کے ایک اخبار کے صرف قسطنطنیہ ہی میں دو ہزار خریدار ہیں +

ارض روم۔ ارزن گیہان۔ بے بوت وغیرہ مقامات کے مقتول آرمینیوں کے پس ماندگان اور انکی بیویاں اور بال بچے برضا و رغبت خود مسلمان ہو گئے ہیں +

انگلستان کے نامور مدبرین اب اسات کے قائل ہو گئے ہیں۔ کہ انگلستان نے پچاس برسوں سے جو بالکل الگ تھلگ رہنے کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے اس سے اسکو سخت نقصان پہونچے ہیں۔ دوسری طاقتوں نے تو باہم سمجھوتا کر کے آپس میں اتحاد پیدا کر لیا ہے۔ اور انگلستان کو تنہا سمجھکر نظر حقارت سے دیکھنے لگ گئے ہیں چنانچہ فرانس نے اسے بوسر بڈیز سیام اور مدغاسکر سے نکال باہر کیا۔ اور جرمنی کمبرون۔ مشرقی افریقہ اور نیو گائنا میں اسکے ساتھ ایسے ہی سلوک سے پیش آیا۔ اگر ہم زیادہ عرصہ تک اسی طرح سے تنہا رہے۔ تو نہایت خوفناک خطرات کے پیدا ہو جانیکا اندیشہ ہے۔ فرانس جرمنی اور روس نے اپنے دلوں سے پچھلی کدورتیں دور کر کے پختہ ایکا کر لیا ہے کہ انگریزوں کو حتی الوسع نیچا دکھایا جاوے۔ اس لئے اب ضروری ہو گیا ہے کہ یا تو ہم اپنی بحری طاقت کو اس قدر زبردست بنائیں کہ باقی دنیا کی بحری طاقت کو مغلوب کر سکیں۔ اور اگر یہہ نہیں تو یورپ کی ان سلطنتوں سے سانٹھ گانٹھ کریں جن کے اغراض و مقاصد مخالف نہیں۔ جرمنی اور روس تو کہلم کہلا ہمارے دشمن ہیں۔ اُن سے اتحاد پیدا کرنے کی کوشش ہی فضول ہے البتہ فرانس کا ہتھے پر چڑھا لینا ممکن ہے۔ اسی پالیسی پر کاربند ہو کر لارڈ سالسبری نے انگلستان کی ۵۰ سالہ خود سرانہ پالیسی اور اپنی اکڑنوں کو چھوڑ کر اور فرانس کو کچھ ملک دیدلا کر اپنے ساتھ ملا لینے کی سعی کی اور ادھر ملکہ معظمہ نے حال ہی میں ایک خط اپنے دست مبارک سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا ہے۔ جس کا مضمون اگرچہ ابھی معلوم نہیں ہوا۔ مگر یہ پالیسی بتا رہی ہے کہ یقیناً سلطان المعظم کی خفگی دور کرنے اور ان کو اپنا موافق بنانے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ لیکن آج کی تار خبروں سے پایا جاتا ہے کہ لارڈ موصوف کو باوجود بکسر اور خفیف بننے کے اس نئی حکمت عملی میں بھی کامیابی نہیں ہوگی

اور جب تک وہ اپنی زیادتیوں کا صاف صاف اعتراف کرکے اور ملک مصر کو اسکے اصلی حقدار کو سپرد کرکے خود اس منبع فساد سے الگ نہ ہو جاوینگے۔ اور اس جلیل القدر حقدار سے اپنی سابقہ تقصیرات کی معافی نہ چاہیں گے تب تک یہہ مہلک اور مہیب طوفان جو انگلستان کے سر پر یوماً فیوماً زیادہ تیزی سے بڑھتا چلا آرہا ہے ہرگز دور نہ ہوگا۔

ہفتہ مختتمہ ۲۷۔ جنوری ۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن۔ ۲۳۔ جنوری۔ اپنے استنبول کے کارسپانڈنٹ کے اعتبار پر پالمال گزٹ نے ایک تار خبر شائع کی ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ روس اور روم نے باہم ایک عہد نامہ تحریر کرلیا ہے۔ کہ ایک کا دشمن دوسرے کا دشمن سمجھا جائیگا۔ اور ایک فریق کے ملک کی حفاظت میں دوسرے کا مدد دینا لازمی ہوگا۔ فارن آفس اور سفارت انگریزی دربار استنبول میں اس عہد نامہ کی اب تک مطلق اطلاع نہیں ہے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

ترکوں نے دروسوں کو پوری پوری شکست دیکر منتشر کر دیا ہے۔ آخر الذکر کے ۱۲ ہزار آدمی مقتول ہوئے۔

سلطنت عثمانیہ کی وزارت صنعہ تعلیم عامہ اسلامی زنانہ مدارس کے لئے نیا تعلیمی کورس تیار کر رہی ہے۔

سلطنت عثمانیہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ غیر مسلم عہدہ داروں سے بھی مسلمان اہلکاروں کیطرح نمک حلالی و وفاداری کی حلف لیجایا کرے

سترسی پاشا جو بغداد۔ انگورا۔ حلب وغیرہ کے گورنر رہچکے ہیں۔ ماہ دسمبر گذشتہ قسطنطنیہ میں رہگرائے عالم جاودانی ہوگئے۔ اور حسب الحکم سلطانی مقبرہ سلطان محمود میں دفن کئے گئے۔ تجہیز و تکفین کا خرچ بنجانب خلیفۃ المسلمین نے جیب خاص سے عطا فرمایا۔ پاشا مرحوم بڑے فاضل اور اہل تصنیف تھے۔ کئی کتابیں اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔

قہوہ کی کاشت ابتک صرف صوبہ یمن میں ہوتی تھی۔ مگر ٹرکی گورنمنٹ کی کوشش سے اب مغربی طرابلس کے تمام

شہروں میں اسکی پیداوار ہونی شروع ہوگئی ہے۔ اسیطرح عطر گلاب سابق میں صرف آزاد شدہ صوبہ بلگیریا میں گلاب کے پھولونکی پیداوار کی وجہ سے تیار ہوتا تھا۔ لیکن اب گورنمنٹ موصوف کی سرگرم سعی سے صوبہ جات جمبد آباد۔ طیرہ و ایدن میں بھی پھولوں کی کاشت شروع ہوگئی ہے۔ گورنمنٹ نے کاشتکارونکو ترغیب و تحریص دلانیکے لئے پانچ برس تک محصول اراضی جسپر گلاب کاشت کیا جائے معاف کردیا ہے اور عطر کشی کے جدید آلات ممالک غیر سے منگوا کر انکو دیدیئے ہیں۔

ولائت کی اخباروں میں آجکل عام چرچا ہو رہا ہے۔ کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے جو تحائف ارسال کئے ہیں۔ انمیں اعلیٰ درجہ کا کچھ تبا کو بھی روانہ کیا ہے۔ جبکا کنائتہ یہ مطلب ہے۔ کہ منظور شدہ اصلاحات آرمینیا تبا کو کے دھوئیں کیطرح اڑجائینگی۔ اور انکا کوئی نام و نشان باقی نہیں رہجائیگا۔ مگر ہم ان حجت پسند بے پر کی اڑانیوالوں کو بتادیتے ہیں کہ یہہ انکا محض خام خیال ہے اور اعلیحضرت کا گذشتہ طریق عمل انکے اس شیطانی وسوسہ کی پوری تکذیب کرتا ہے عہد سے پھر جانا اور اپنے کئے پر قائم نہ رہنا یہ دول یورپ ہی کا خاصہ ہے۔ حضور ممدوح نے کسی سے دبکر اصلاحات کو منظور یا رائج نہیں فرمایا بلکہ جو کچھ انکو اپنی رعایا کے جمیع فرقوں سے محبت ہے اسکی نظیر فی زمانہ دنیا میں ملنی محال ہے اتنا عرصہ جو جھگڑا رہا ہے وہ اسلئے نہیں تھا کہ اعلیحضرت اپنی رعایا کی بہتری نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ اس قضیۂ مرضیہ کے طول کھینچنے کی وجہ در اصل یہ تھی کہ جو اصلاحات سرفلپ کری صاحب نے باغوا چند متعصبین پیش کیں تھیں وہ صریحاً نامناسب بیموقعہ اور نامعقول تھیں۔ قصہ مختصر ان لوگوں کو مطمئن رہنا چاہیے کہ جس امر کو حضرت ظل سبحانی ایکدفعہ منظور فرماچکے ہیں اسکو اپنے مقدور بھر زیر عمل بھی لائینگے۔ یہ صرف اُن ولائتی صاحبان کا اختلاق ہے۔ ورنہ خود ارمنیوں کی شہادت ان لغو اور پوچ اندیشوں کا کافی بطلان کردیتی ہے۔

جرمنی انگلستان کا ایسا سخت دشمن ہوگیا ہے کہ پچھلے دنوں اسکا وزیر اعظم صرف اس غرض سے وائینا گیا تھا کہ گورنمنٹ آسٹریا کو اسبات پر آمادہ کرے۔ کہ انگلستان جو اصلاحات آرمینیوں کیلئے سلطان المعظم سے منظور کرانا چاہتا ہے۔ ان کو ہرگز منظور اور انگلستان کو اسمعاملہ میں کامیاب نہونے دیں اب یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہنچگیا ہے۔ کہ فرانس اور روس کو آرمینیوں سے مطلقاً کوئی ہمدردی نہ تھی اور نہ ہو۔ ترک فی الواقعہ اگر کل قوم ارمن کو صفحۂ ہستی سے نابود کردیں۔ تو وہ دونوں سلطنتیں ہرگز اُن سے باز پرس نہ کریں۔ اسمعاملہ میں بظاہر وہ اسلئے انگلستان کے شریک ہوگئے تھے۔ کہ ذاتی اغراض اور چند متعصب مدبرین اور جنونی اخبارات نے انگلینڈ کو بالکل مست ہاتھی کیطرح بنا دیا ہوا تھا۔ اسلئے فرانس و روس ان دو اصیل ہاتھیوں کیطرح جو مست ہاتھی کو بیچ میں لیکر چلتے ہیں انگلستان کی بدمستی سے روم کو بچانیکے لئے اسکے چپے راست موجود ہوگئے تھے۔ مگر افسوس ہے انگلستان کی اندرونی کیفیت کا حال بعد از وقت معلوم ہوا۔

ہفتہ مذکورہ کے مضامین خاص

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۲۰ جنوری ۱۸۹۶ء

ٹرکی انگلستان اور ہم

جہانتک ہمیں خیال ہے معاملات آرمینیا اور انگریزی مداخلت پر دیسی اخبارات میں سب سے پہلے ہمہی مگر اسمیں تو کوئی کلام ہی نہیں کہ اپنے پرچہ کے آغاز اشاعت ہی سے ہمنے خاص التزام کیساتھ مفصل اور مدلل بحث کی ہے۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ مہینوں گذرے جو کچھ ہمنے خارجیہ پالیسی انگریزی پر لکھا تھا گورنمنٹ ذی اسپیکٹر نوٹس لیا یا نہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اول تو دیسی اخبارات کی گورنمنٹ انگلستان تک رسائی ہی نہیں اگر ہو بھی تو وہ کیوں نوٹس لینے لگی۔ کیونکہ گورنمنٹ ڈیرنگلو انڈین پارٹی انکو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے اور انکی آراء کی ایکسپرکا کی حقیقت ہی نہیں سمجھتی مگر ہم خوش ہیں کہ ہمنے اپنا فرض ادا کر دیا۔ جنکی طرف ہمارا روئے سخن تھا وہ ہمارے یا نہ مانیں انکا اختیار ہے۔ اباس کو تاہی اور سبکسری کا خمیازہ ہی تو وہی بھگت رہے ہیں۔ جسکا ہمنے اپنے فرض منصبی ناظرین کو یاد دہوگا کہ بالعموم اپنے تمام مضامین متعلقہ مسئلہ آرمینیا میں ہمنے بالصراحت اور کنایتاً گورنمنٹ عالیہ کو یہی مشورہ دیا تھا کہ آرمینیا کی حمایت میں جو شور و شغب اور مستعدی اور سرگرمی وہ دکھلا رہی ہے وہ بعینہ اس مثل کے مصداق ہوگی کہ "کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا" اور پھر خاصکر ۲۸۔ اکتوبر اور ۲۳۔ دسمبر کے پرچہ میں تو ہمنے ڈنکے کی چوٹ لارڈ سالسبری وزیر اعظم و وزیر صیغہ خارجیہ دولت علیہ انگلستان کو مخاطب کر کے التماس کی تھی کہ شہنر کی چالوں سے غافل اور اپنی تدبیر و حکمت عملی یا نشہ طاقت و سرمستی پر نازاں ہو کر وہ جسقدر چالیں چل رہی ہیں وہ سب انگلستان کو مصائب شاقہ میں گرفتار اور اسکو ذلیل و خوار کرنیکا موجب ہونگی۔ لیکن ہیہات لارڈ سالسبری کا بھی کیا قصور۔ تقریباً تمام انگریز دل اور اہالی یورپ کے دماغوں میں یہی خبط سمایا ہوا ہے کہ جاہل ہندوستانی امور پالیٹکس اور حکمت عملی کے داؤ پیچ کو کیا جانیں۔ وہ ہمارے سامنے ابھی طفل مکتب ہیں کیا بڈی اور کیا بڈی کا شوربا۔ وہ کیا اور انکی رائے کیا۔ مگر ہم چھوٹے ہیں کہ فرض کرو جو کچھ لاٹ صاحب کے دماغ میں سمایا ہوا تھا صحیح بھی ہو تو انکو ایک پرانے دانشمند کے قول پر عمل کرتے ہوئے کونسی رکاوٹ پیش آگئی تھی۔

گاہ باشد کہ کودک ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے

خیر اب گاڑے ہوئے مردے اکھاڑنے سے کیا حاصل۔ لارڈ موصوف کی ہٹ دھرمی تکبر ہمچو من دیگرے نیست کی مغرورانہ خودستائی کا آج نتیجہ نکلا ہے کہ انگلستان کے مخلص خیر خواہ پکار اٹھے ہیں کہ اول تو سر فلپ کری غیر انگریزی متعینہ دربار قسطنطنیہ کو جو ان تمام مشکلات کا بانی مبانی اور مبتدی ہوا ہے استنبول سے واپس بلا لیا جاوے اور پھر (جیسا کہ ہم پچھلے پرچہ میں لکھ چکے ہیں) انگلستان اپنی اکڑفوں چھوڑ کر کسی کا ہو کر رہے۔ وحدانیت اور الفواد

صرف کسی نہایت ہی بزرگ اور برتر ہستی کی شان کو شایان ہو۔ انگلستان ایسا کہاں کا انوکھا آگیا کہ روس اور جرمنی جیسی عظیم الشان سلطنتیں تو دوسری ایک دو طاقتوں کو اپنی ممد و معاون بنانیکی سعی توڑ کوششیں کریں۔ اور انگلینڈ یہی ڈینگ مارتا ہو۔ کہ ہمکو کسی دوسری دولت کے اتحاد و اتفاق کی کوئی پروا نہیں۔ لیکن خدا کی شان ہو کہ ہاتھوں کی دی ہوئی گرہ دانتوں سے کھولنی پڑی۔ وہی لارڈ سالسبری جو ایکوقت فلک الافلاک کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے دنیا کے دور دراز حصوں میں پڑی ہوئی دو گمنام ریاستوں (دوینی زولا واقعہ جنوبی امریکہ و ٹرانسوال واقعہ جنوبی افریقہ) کی ایک اونچے سی حرکت سے ساری چوکڑیاں بھول گئے۔ اور لگے ہر ایک کے آگے ہاتھ جوڑنے۔ مگر ع

اب پچتائے ہوت کیا۔ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

فرانس کو بالائی برہما میں دو صوبوں کا لقمہ دیکر اپنے ساتھ ملانیکی کوشش کی۔ مگر وہ یار اپنا مطلب نکال کر بچا یا غمگسار بننے کے الٹا اور بگڑ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مصر خالی کر دو نہیں مانتا ہوں ورنہ وہی ہیں اور وہی تم ہو جو پہلے تھے۔ اور جنمیں بلی کتے کا بیر تھا۔ اللہ اکبر اس سے بڑھکر اور کیا سکی ہو سکتی ہو کہ پرتگال ایسی بیچیتے ملک نے جو چھ مہینے گذر گئے اور ابتک ایک چھوٹے سے صوبہ دگوا کی ملکی بغاوت فرو کرنیمیں کامیاب نہیں ہوا صاف صاف کہدیا کہ ہم خلیج ڈیلیگوا میں جسکو انگریزوں نے ہی ۱۸۷۵ء میں اُسے غنائت کیا تھا انگریزی بیڑے کو نہیں آنے دینگے شاہ جرمنی ملکہ معظمہ کی دختر ملبند اختر کا بیٹا۔ اور انگریزوں کی ہم نسل قوم جرمن کا بادشاہ انگلستان کی عظمت و جبروت کو پاسنگ برابر نہ جانکر ایک حقیر اور بے بنیاد جمہوری ریاست کے پریسیڈنٹ کو مبارکباد کی تار دی اور روس طرح طرح ہر ایک معاملے میں انگریزوں کی طرف سے آنکھیں پھیرلے یہ سب کچھ ہمارے فارن ڈیپارٹمنٹ اور نا کارہ ڈپلومیسی کے کرشمے ہیں۔

انگریزی میں ایک مثل ہو کہ آغاز اچھا ہو تو انجام بھی اچھا ہوتا ہو۔ لیکن ۱۸۹۶ء انگلستان کیلئے کچھ ایسا منحوس سال چڑھا ہے کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔ اِدھر یہ تشریف لائے اُدھر ایک انگریزی فوج جبوتی اٹھانیکا خیال تو بجائے خود رہا اپنی زعم میں ملک فتح کرنے جا رہی تھی ایک حقیر دشمن کی قید میں آگئی۔ اُدھر صوبجات متحدہ دینی زولا سے چڑ کردہ طوفان بدتمیزی برپا کر رہا ہے کہ انگلستان کے ہوش و حواس خیر باد کہتے نظر آتے ہیں۔ ٹرانسوال کے معاملے کو دونوں کیلئے اسمعاملہ کو پہیکا کر دیا تھا۔ کہ اسنے چپکے سے ایک اور بغلی گھونسہ چھوڑ دیا۔ مسٹر گلیڈسٹون نامردی یا بزدلی اور سنگدلی کے بیتیرے طعنے دیئے۔ آخر جوتوں کر ٹوپی سنبھال رینیا کے مخمصہ سے خلاصی کرائی ہی۔ اسی اثنا میں سے پورے طور پر فراغت ہوئی تھی۔ کہ امریکہ نے آدبایا۔ ایکطرف ٹرانسوال نے شیخی کر کری کر دی۔ یہ قصہ کیقدر مٹا تھا اور فرانس کو بھی کچھ دے دلا کر راضی کیا تھا کہ ۲۱ جنوری کی تار خبر آئی کہ صوبجات متحدہ حدبندی دینی زولا کیلئے جو کمیشن مقرر کی ہے۔ اسنے انگلستان اور ریاست مذکور کو طلب کیا ہو کہ اپنے اپنے دعاوی پیش کریں۔ ظاہر میں یہ اور تو اسمیں دخل کیا ہو

کر برسوں تک زخم مندمل نہ ہو سکیگا۔ انگریز اپنے دلمیں یہ کھچڑیاں پکا رہے ہیں کہ یوروپ کی طاقتیں ہم سے بطرح بگڑی ہوئی ہیں۔ اگر وہ سب نرغہ کر کے ہم پر کود پڑیں۔ روس ہند پر چڑھائی کردی۔ فرانس مصر پر حملہ آور ہو جاوے۔ جرمنی فرقہ میں الجھ پڑے اور دینی زولا اور دیگر ہمنوا جنوبی امریکہ برٹش مقبوضات پر فوج کشی کردیں۔ اور سلطان المعظم بھی اپنا غصہ نکالنے کو ہماری مخالفت پر کمربستہ ہو جاویں تو سب سے اول ہمارا دار و مدار اپنی طاقت بحری پر ہے۔ پھر اپنی نوآبادیہائے وآسٹریلیا۔ کینیڈا۔ کیپ کولونی وغیرہ کی امداد ہی پر۔ اگر سخت ضرورت آپڑے تو اپنی بینظیر ہندوستانی افواج پر۔ (جب انکے افسروں کو موقوف کر کے یوروپین افسٹ رکھنے کی صلاح کیجاتی ہے۔ اسوقت نالائق ہے ابینظیر اور قابل اعتبار نکلے سچ ہے نیجائی مثل ؎ گوں (غرض۔ ضرورت) بھنائے جو بہانویں گلے ہون) اور سب سے آخر اگر دشمنوں کا خنجر انگلستان کے حلق پر پھرنے کو تیار ہو جاوے تو بحر ظلمات کے پار کی عظیم الشان جمہوری ریاست تمام کدورتوں اور ذاتی عناد کو بھول جاویگی۔ اسکا خون جوش میں آجائیگا۔ اور وہ اپنی ابتدائی مولد و وطن کو دشمن سے بچانیکے لئے دشمن گداز اور خارا شگاف طاقت سے ہماری مدد کو آپہونچیگی۔ مگر ؎

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

انگلستان والے تو یہ امیدیں رکھے بیٹھے ہیں۔ کہ مذکور الصدر تار رہے ہیں حواس غالب غلہ کردئے۔ الغرض انگلستان کی خارجیہ حکمت عملی کے کارن یہ سال بقول ؎

سالے کہ نکوست از بہارش پیدا

ایسا نامبارک شروع ہوا ہے کہ غریب انگلستان چوطرفہ گرفتار بلا ہو گیا ہے اور اسی سلطان کو جسے کبھی لارڈ سالسبری اسطرح سے مخاطب کرتے تھے۔ کہ گویا وہ علاقہ انگریزی کا ضلع کے معمولی ڈپٹی کمشنر ہیں۔ اب حضور بلکہ معظمہ دست خاص سے خط تحریر فرماتی ہیں جو اغلباً گذشتہ زیادتیوں کی معافی مانگنے اور تلافی مافات کیلئے ہوگا۔ ہماری رائے میں انگلستان موجودہ مشکلات سے بچ ہی اسطرح سکتا ہے۔ کہ وہ اعلےٰ حضرت سلطان المعظم سے اپنے سابقہ گناہوں کی عفو تقصیر چاہکر انکو اپنا دلی رفیق بنانیکی کوشش کرے اور فرانس اور روس کو جو انگلستان کے برخلاف دانت تیز کر رہے ہیں مصر کا بہانہ ہاتھ آجاوے اسکا یہ تدارک کرے کہ ملک مالک کے حوالہ کر کے اس استروں کی مالا کو گلے سے اتار دے۔ اس سے سلطان المعظم انگلستان کے تہ دل سے ہوا خواہ ہو جائینگے اور جب ایکدفعہ انہوں نے انگلستان کی رفاقت کا دم بھر لیا۔ تو پھر انگلستان کو یوروپ کی دوسری طاقتوں کیطرف سے بالکل لامون ہو جانا چاہیئے۔ وہ اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی۔ اور اسطرف سے بیخطر ہو جانے پر وہ افریقہ اور امریکہ کے تنازعات کو باحسن وجوہ نپٹا سکے گا۔ ورنہ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ کے پولیٹیکل مطلع پر جو گھنگھور کالی گھٹا چھا رہی ہے اس سے اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اول تو یہی سال ۱۹۰۶ء انیسویں صدی کا آخری چھکا ضرور دنیا کے موجودہ نقشہ میں عظیم تغیرات پیدا کرنیکا موجب ہوگا والغیب عند اللہ

ہمارے ہندوستان کے مسلمانوں کو لازم ہے۔ کہ جب ہماری سرکار انگلشیہ پر چار و نطاف سے روس۔ فرانس وغیرہ دشمن زور کر رہے ہیں۔ تو جو کچھ زیادتیں نادانستہ یا عمداً ہماری مادر مہربان کے چند روزہ سے ہمارے خلیفۃ المومنین کی شان میں ہوئی ہیں انکو بھول کر جان و دل سے اسکی امداد میں کمربستہ ہو جائیں کیونکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو انگلستان کا مخلص دوست سخت مصیبت کے وقت روم ہوگا اور گو چند جنونی انگریز روم کے برخلاف واہی تباہی کیوں نہ بکا کریں لیکن روس کے پنجہ سے بچانے کے لئے انگلستان سے بڑھکر اسکا کوئی ممد و معاون نہیں ہو سکتا۔ و ماعلینا الا البلاغ المبین

ہفتہ مختتمہ ۳۔ فروری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن۔ ۳۰۔ جنوری۔ اگرچہ بابعالی نے انکار کیا ہے کہ اسکے اور روس کے درمیان کوئی اتحاد حربیہ نہیں ہے مگر یہ عام خیال ہے کہ دونوں سلطنتوں نے معنوی طور پر آپس میں یہ سمجھوتہ کر لیا ہے کہ امن قائم رکھنے کی غرض سے روس آرمینیا پر قابض ہو سکیگا۔ اور وہ ٹرکی کو بعض مواقع پر مثلاً اگر برٹش بیڑہ جہازات ڈارڈینلز میں داخل ہونیکی کوشش کرے مدد دیگا۔

ایضاً۔ ۲۹۔ جنوری۔ انجمن اسلامیہ لنڈن نے کل شام کو ایک جلسہ منعقد کر کے جس میں ہندوستان۔ ٹرنسوال اور دیگر ممالک کے مسلمان شامل تھے۔ ایک ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ ملکہ معظمہ کے حضور ان کی مسلمان رعایا کی خدمات شہنشاہی اغراض کی حفاظت کیلئے پیش کیجائیں۔ مسٹر مولانا ابراہیم میر مجلس نے کہا کہ اگر مالی حالت درست ہو تو اکیلا ہندوستان کوئی ایک سلطنت ہو اسکا مقابلہ کرنیکے قابل ہے۔

ایضاً۔ ۳۰۔ جنوری۔ پالمال گزٹ تار آمدہ قاہرہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ خرطوم میں بغاوت ہو گئی ہے اور مہدی معقل کر دیا گیا ہے۔ بغاوت کا موجب قبیلوں کی باہمی ناراضگی بیان کیجاتی ہے

قاہرہ۔ ۳۰۔ جنوری۔ بغاوت خرطوم کے متعلق یہاں کوئی حال معلوم نہیں۔ مگر یہ افواہ اڑ رہی ہے کہ خرطوم کے جنوب میں قبائل نے خلیفہ کے برخلاف بغاوت کی ہے۔

لنڈن۔ یکم فروری۔ فرقہ کنزرویٹو نے ہوٹل میٹروپول میں جوشِ گذشتہ دعوت دی تھی اس میں لارڈ سالسبری نے دوران تقریر کہا کہ ٹرنسوال نے اجنبی طاقتوں سے اس امداد کیواسطے جو درخواست کی تھی۔ اس سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ اگر آئرلینڈ والوں کو بھی ہوم رول (حکومت خود اختیاری) عطا کر دی جاتی تو وہاں کیا

کچھ نہ واقعہ ہو جاتا۔ لارڈ موصوف نے یونائٹڈ زد انگریزی آباد کاران ٹرنسوال کے دعاوی کی تائید کرکے کہا کہ اگرچہ انکی آبادی ٹرنسوال میں نسبتاً زیادہ ہے۔ پھر بھی انکے مطالبات کو بڑی بے پروائی سے دیکھا گیا ہے۔ دینی نزدلکی نسبت انہوں نے کہا کہ میں نے اصول منرو کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ جیسا کہ پریسیڈنٹ منرو کا اس اصول کے قائم کرنے سے مدعا تھا میں اسکا معتقد رہا ہوں۔ آرمینیا کی نسبت انہوں نے فرمایا۔ کہ انگلستان آرمینیوں کو چڑکر سلطان سے لڑائی کرنیکے قابل نہیں ہے اور اُسے لازم ہے کہ اصلاحات کی ترویج کیواسطے متوجہ رہے۔ میں یہ نہیں مانتا کہ سلطان المعظم نے اگرچہ اُس کی حکومت کمزور نا قابل اور بے اثر ہے آرمینیا میں ظلم کئے جانیکا حکم دیا ہو کل طاقتیں اصلاحات کی ترویج کی نگہداشت کرتی رہینگی۔ مگر اس سے بڑھکر کوئی کارروائی نہیں کرینگی۔ ان باتوں کے بعد نواب آنریبل انگلستان کی وفاداری کا ذکر کرکے لارڈ موصوف نے فرمایا کہ جب تک ہم سب متحد ہیں۔ تب تک ہم خواہ دوسری طاقتوں سے کیسے ہی علیحدہ کیوں نہ ہوں ہمکو کوئی پروا نہیں ہے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

قحط کا ذکر ہے۔ رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ آرمینوں کی حالت سخت ابتر ہو گئی ہے اور وہ ترکی دیہات کو جلا رہے ہیں۔

معلم ہند جریدہ روزگار مدراس لکھتا ہے کہ ہر سال تو ہندوستان سے طلبا تعلیم کیلئے کلکتہ انگلینڈ روانہ کئے جاتے ہیں اور بعض جرمنی کو بھی جاتے ہیں۔ مگر ابتک نہیں سنا گیا کہ کوئی طالبعلم ہندوستان سے خصوصاً حیدرآباد سے ٹرکی روانہ کیا گیا۔ اور وہ بھی معمولی بیرسٹری یا ڈاکٹری تعلیم کیلئے نہیں جسکی اجکل ہندوستان میں خواہش کی ہے بلکہ ایسے فن شریف کیلئے کہ جسکا حاصل کرنا مسلمانوں کا کام ہے یعنے تعلیم فوجی کیلئے ۲۴ جنوری کو کپتان احمد عبدالرحمٰن صاحب اور نواب عماد جنگ بہادر کے صاحبزادہ خالد بن احمد قسطنطنیہ روانہ ہوئے۔ وہاں مکتب حربیہ سلطانیہ میں داخل ہونگے اور فن سپاہ گری میں تعلیم پاوینگے۔ اس عرب نژاد کا سن تیرہ چودہ سال کا ہے۔ دو ڈھائی سال بمبئی کے بورڈنگ سکول میں تعلیم دلگیری اور اب ایک اسلامی سلطنت میں اسلامی تعلیم حربی کیلئے روانہ کیا گیا ہے حیرت یہ ہے کہ تعلیم والا کیلئے سرکار سے ہر ایک طالبعلم کیلئے اسکالرشپ مقرر ہے۔ مگر باوجود اس لڑکے کے بزرگوں کا سرکار میں رسوخ ہونیکے کسی قسم کا اسکالرشپ مقرر نہیں ہوا۔ ہر حال یہ ایک عمدہ نظیر تعلیم کی ہے اور یقین ہے کہ خرد و بزرگ اس پر عمل کرینگے اور اپنی اولاد کو بسطرح استنبول روانہ کیا کرینگے۔

ہمارے مصور کی رائے سے بالکل متفق ہیں اور بزرگان ہند دکن کی پدشتیں التماس کرتے ہیں [illegible] سے لندن یا پیرس بھیجکر بیرسٹری وغیرہ کی تعلیم دلانیکے جہاں سے وہ طرح طرح کی مذہبانہ مصیبتیں اٹھا لاتے ہیں انکو اسلامی سلطنت میں تعلیم لانیکی طرف راغب ہوں۔ جس سے نہ صرف ان کے

مذہبی عقاید بجائے مستزلزل ہونے کے زیادہ مضبوط ہونگے بلکہ وہ ایسے فنون بھی حاصل کرینگے جنکا مسلمانوں کو ابتدا سے فخر رہا ہے اور مزید براں اس طریق سے دونوں قوموں میں دن بدن رابطۂ موانست و یگانگت قوی ہوتا جائیگا گو گورنمنٹ ہند کیطرف سے ہندوستان میں جنگی یا صنعتی مدارس و کالج قایم نہیں ہیں لیکن مسلمان اگر ہمت اور تحمل سے کام لینا چاہیں۔ تو انکے لئے مصر اور ٹرکی میں کافی ذریعے اس قسم کی تعلیم حاصل کرنے کے موجود ہیں۔ صرف انکی اسطرف متوجہ ہونیکی دیر ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کپتان احمد عبد اللہ صاحب نے اس معاملہ میں بسم اللہ کردی ہے۔ خدا کرے دوسرے مسلمان بھی انکی تقلید کریں۔ +

چند انگریزی مدبرین نے گورنمنٹ کو صلاح دینی شروع کردی ہے۔ کہ مصر کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اور نہر سویز پر زیادہ مدار نہ کہنا چاہئے۔ جرمنی کو اسکی مخالفت کا اسطرح سبق دیا جائے کہ فرانس اور روس سے آشتی کرلی جائے اور اٹلی کو جرمنی۔ آسٹریا کے اتحاد و ثلاثہ سے جدا کرلیا جائے۔ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ خلوئے مصر کی صلاح تو ہم بھی گورنمنٹ کو عرصہ سے دے رہے ہیں۔ +

لنڈن کانفرنس سفیر روس اور ٹرکی میں کسی اتحاد حربیہ کے ہونیکی تردید کرتا ہے۔ +

لوٹر ہے گلیڈ اسٹون اور انگلستان کے متعصب پادریوں نے اپنی جنون آمیز تقاریر اور تحریرات سے گورنمنٹ انگلستان اور اپنے آپکو کچھ کم ذلیل نہیں کیا تھا کہ اب آخر میں لاہور کے بشپ صاحب بھی مجنونانہ تعصب کی سٹیج پر آکھڑے ہوئے اور لگو واہی تباہی بکنے۔ ۲۶ جنوری کو بروز اتوار آپنے پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی کے پادریوں اور مشن صاحبات کے روبرو اسبات پر بہت کچھ زہر اگلا۔ کہ اور سلطان المعظم آرمینیا میں عیسائیوں کو بیدریغ قتل کررہے ہیں (پادری صاحب نے شاید پارلیمنٹ کی رپورٹ نہیں پڑھی) اور ہر امیر کابل کافرستان میں کافروں کو تہ تیغ کررہے ہیں اور ہندوستان اور انگلستان کی عیسائی گورنمنٹ ہے کہ کانوں میں روئی ڈالے بیٹھی ہے۔ المختصر یہ کہ نہ صرف آپنے گورنمنٹ کو بزدل اور ناکارہ بنایا ہے۔ بلکہ ایک طرح سے کل عیسائیوں کو مسلمانوں کے برخلاف جہاد کرنے کا فتویٰ دیا ہے بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ گورنمنٹ کو کیا فرض پڑی ہے کہ ان متعصب پادیوں کی باتوں میں آکر اپنے آپ کو خواہ مخواہ مشکلات میں ڈالے۔ اگر جوش مذہبی نے انہیں ایسا اندھا کردیا ہے تو کیوں نہیں کافرستان میں پہونچکر اپنے دل کا بخار نکال لیتے۔ آرمینیا کے معاملہ میں گورنمنٹ نے کچھ کم غنت نہیں اٹھائی کہ اب یہہ بزرگوار اُسے حد پر پیمبد گیوں میں پڑنے کی صلاح دے رہے ہیں۔ ہم بشپ صاحب کی اس ہرزہ درائی کا دندان شکن جواب دینے مگر چونکہ انکی اس تقریر پر متعصب اخبار بھی شہنشاہی مصلحتوں کا لحاظ رکھکر بہت کچھ نفرین کررہے ہیں اور سول نے جو کچھ درجیان اس پر شرارت نریان کی اُدھیڑائی ہیں۔ وہ بشپ صاحب کو ہوش میں لانے کے لئے کافی ہیں اسلئے ہم اسپر کچھ زیادہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ +

ریوٹر نے ۲۸ جنوری کو قسطنطنیہ سے تار بھیجا ہے کہ بالجملہ ضروری اخراجات کے لئے عہدہ داران کی پنشن کی رسمی رقم نکال رہی ہے۔ کیونکہ سلطان المعظم کو احتمال ہے کہ مقدونیہ میں پھر عنقریب مادہ فساد و بغاوت مشتعل ہونیوالا ہے ✦ جا الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ مظالم آرمینیا کے متعلق جو کمیشن دول یورپ نے مقرر کی تھی۔ اسکی رپورٹ کے حالات پالیمنٹ کی طرف سے شائع ہوگئے ہیں جنمین تسلیم کیا گیا ہے کہ آرمینیوں کے قتل کی نسبت اخبارات مین نہایت مبالغہ آمیز خبرین شائع ہوئی تھین۔ قتل ساسون مین فقط ۸۰۰ ارمنی قتل ہوئے اور جلزو سو آدمی مضافات میں ہلاک ہوئے۔ اور کل ۲۳ گاؤں برباد کئے گئے۔ اب عیسائی اخبارات کے اس مبالغہ اور جھوٹ کو دیکھئے کہان چالیس ہزار اور کہاں ساٹھ کم ایکہزار ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ✦ جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

ہفتہ مذکور کی دیگر مضامین

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۳۔ فروری ۱۸۹۶ء

عیسائی قومون کی باہمی اتفاق کے لئے کوشش۔ اور مسلمانون کے لئے عبرت

لنڈن میں ایک ماہواری رسالہ یورپ کی متعدد زبانون میں چھپنا شروع ہوا ہے۔ جرمن۔ فرانسیسی اور انگریزی زبان میں بالالتزام تینون زبانوں کے نامور اہل قلم کے مضامین درج ہونگے۔ اور گاہ گاہ اندلسوی لاطینی وغیرہ زبانوں میں بھی مضامین لکھے جاوینگے۔ بانیان رسالہ کا اسکے اجرا سے یہ مدعا ہے کہ چند برسوں سے انگلستان۔ فرانس اور جرمن مین مغایرت اور اجنبیت پیدا ہوگئی ہے اسکے دور کرنیکی اس سبیل سے کوشش کیجاوے کہ جب تینون ملکوں کے مشہور و معروف مدبرین اور اہل الرائے کے مضامین ایک ہی رسالہ مین مندرج ہوکر ہر سہ سلطنتون مین شہر ہونگی تو خواہ نخواہ تینون قومون مین یگانگت پیدا ہوجاویگی۔ اس تجویز پر ہمارے اینگلو انڈین ہمعصر سول کالنڈنی نامہ نگار ہنسی اڑاتا ہے مگر ہمارے خیال مین مالکان پرچہ مذکور اس علو ہمتی کیلئے اپنی قوم کے سچے شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہون نے لاکھون روپے خرچ کرکے ایک ایسی نظیر جب قومی کی قایم کی ہے جسکی پیروی کرنے مین دنیا کے مسلمانون کو سعی کرنی چاہئے اور انکو لازم ہے کہ یورپ۔ ایشیا۔ امریکہ اور افریقہ کے مسلمانون میں سلسلہ اخوت مضبوط کرنیکے واسطے ایک ایسا پرچہ نکالین جو کم از کم عربی انگریزی فارسی۔ اور اردو مین شائع ہو۔ اور جسمین سلطنت عثمانیہ۔ مصر۔ ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامی کے نامی گرامی مسلمان ہمدردان قوم کے مضامین مسلمانون کو آپسمین یکدل بنانے کے لئے شائع ہوا کرین۔ کسقدر افسوس کی بات ہے کہ جب سفر بحری اور بری مین ہزاروں طرح کی سخت مشکلات و مصائب کا سامنا ہوتا تھا۔ اُسوقت تو اندلس اور چین کے مسلمان ایکدوسرے کے نیک و بد سے واقف اور باہم رنج و راحت مین شریک ہوتے تھے۔ اور اب اس زمانہ مین جب کہ مہینون کا راستے نہایت امن اور آسائش کے ساتھ دنون

میں طے ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں کوس کی خبریں منٹوں میں ملتی ہیں مسلمانوں کی یہ کیفیت ہے کہ دور دراز ممالک کے اہل اسلام تو بجائے خود رہے ایک شہر کے مسلمانوں کو دوسرے شہر کے مسلمانوں سے ہمدردی نہیں رہگئی۔ عیسائیوں کو دیکھئے اول تو انکی حکومت ہی چار دانگ عالم میں پھیل رہی ہے۔ پھر اسپر بھی جہاں کہیں انکا ابھی حاکمانہ تسلط قایم نہیں ہوا وہاں بھی لاکھوں روپیہ کے خرچ سے اپنے سفارتی وکیل یا ایجنٹ مقرر کئے ہوئے ہیں اور جو قصبہ یا شہر ان ڈپلومٹیک نگاشتوں کی دسترس سے بچا ہوا ہے وہاں عیسائی تجار برابر براج رہے ہیں اور اگر کوئی گمنام مقام ان سے بچا رہا تو وہاں کسی نہ کسی عیسائی ملک کے مشنریوں کا ڈیرہ جما ہوا ہے۔ قصہ مختصر دنیا کا کوئی مقام نہیں جہاں عیسائی نہ پہنچے ہوئے ہوں۔ برعکس اسکے مسلمانوں کو دیکھئے کہ غیر قوموں سے تو اپنے تعلقات بڑھانے ایک طرف رہے آپس ہی میں ایکدوسرے کی خبر تک نہیں۔ مگر یہ اہم کام نہ صرف مسلمان بادشاہوں سے سرانجام ہوسکتا ہے اور نہ خالی مسلمان رعایا یا اقوام کی کوشش ہی کارگر ہوسکتی ہے۔ بلکہ دونوں کی مجتمع کوشش باہمدیگر کی ضرورت ہے کل مسلمان فرمانروایان کو بالعموم اور اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین کے لئے بالخصوص ضروری ہے کہ وہ ایک طے سکیل پر دیگر سلطنتوں سے سفارتی تعلقات قایم کریں اور جسطرح عیسائی سلطنتوں نے دیگر مذاہب کی سلطنتوں کے اُن مقامات میں جہاں عیسائی آبادی موجود ہے یا عیسائی مشنری اور تجار رہتے ہیں۔ اپنے قونسل مقرر کئے ہوئے ہیں اسیطرح وہ بھی عیسائی اور بودہ ممالک کے اُن اضلاع میں جہاں مسلمانوں کا کوئی تعلق ہے اپنے قونسل یا نائب قونسل مقرر کریں۔ ہندوستان جیسے عظیم الوسعت ملک میں صرف بمبئی اور کراچی میں ایک ایک برائے نام ٹرکش قونسل جنرل یا قونسل مقرر کردینے سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ وہ اپنے ملک کی طرف دیکھیں کہ اکیلے انگلستان نے علاوہ سفیر قسطنطنیہ اور اسکے متعلقین کے اُنکے ممالک محروسہ میں ۱۹ مقامات پر قونسل یا نائب قونسل مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جن سب کی صرف تنخواہ ۳۴۴۸۴ پونڈ (۲۰ روپیہ) سالانہ ہوتی ہے۔ روس اور انگلستان نے ایران میں علاوہ طہران کے سفیر اور اسکے متعلقین کے ۱۲ دیگر مقامات پر اپنے اپنے وکیل بٹھا رکھے ہیں۔ آرمینا میں عیسائیوں کا ذرا سا فساد ہوا اور انگلستان نے اُس سے فائدہ اٹھا کر سلطنت ٹرکی میں علاوہ ۱۹ مقامات متذکرہ بالا کے ۱۵۔ اور جگہوں پر اپنے قونسل مامور کردیئے اب تناسب سے اگر دیکھا جائے تو اعلیٰ حضرت کو صرف ہندوستان ہندوستان ہی میں کم از کم ایکہزار ایجنٹ رکھنے چاہئیں +

سلاطین تو صرف اسی قدر کرسکتے ہیں۔ رہیں مسلمان قومیں۔ انکو چاہئے کہ تبادل خیالات۔ اشاعت و ترویج اخبارات۔ قیام تعلقات تجارتی۔ اور ممالک اسلامی میں سفر و سیاحت کرنیسے باقیماندہ کمی کو پورا کریں اور عام مسلمانوں میں سلسلہ مودت و یگانگت کے مستحکم کرنے کی کوشش کریں۔ قاعدہ ہے کہ جس قوم پر نحوست اور تباہی پھیل گئی ہو وہ اپنے موجودہ وسایل سے بھی کام لینے کے قابل نہیں رہجاتی۔ یہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ انہوں نے دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی لٹریری اور سوسائٹیاں بنانی شروع کردی ہیں۔ مگر یہ نہیں دیکھتے کہ جس قسم کی عالمگیر کانفرس انکو میسر ہے وہ کسی دوسرے

مذہب والوں کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور نہ ہو سکتی ہے جو کانفرس انکے لئے قادر مطلق اور انکے ہادی برحق نے قایم کردی ہے اسکے ذریعہ سے وہ اپنی ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقی حاصل کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں ہر سال ماہ ذی الحج میں میدان عرفات کل دنیا کے مسلمانوں کا کانفرس گاہ بن جاتا ہے چینی۔ ملائی۔ مغربی۔ زنجباری۔ ہندی۔ افغانی۔ ترکستانی عربی۔ عجمی۔ سب ملکوں کے مسلمان وہاں موجود ہوتے ہیں۔ اور لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ تمام دنیا کی مختلف ممالک کے مسلمانوں میں محبت و الفت پیدا کرنے کے لئے جو کچھ وہ سوچ سکتے ہیں کسی اور طرح سے ممکن نہیں۔ اور فی الواقع حج کا مدعا بھی یہی سر نہاں اور راز پنہاں تھا۔ کہ تا قیامت کل دنیا کے مسلمانوں کو ایکدوسرے سے ملاقات کرنے اور اپنی موجودہ الوقت مذہبی سوشل اور پولیٹکل حالت پر بحث اور غور کرنیکا نہ صرف موقعہ ہی دیا جائے بلکہ انکو اس سے تمتع ہونے پر بلحاظ استطاعت مجبور کیا جائے۔ مگر افسوس خلف الرشید ہونہار سلطان نے نہ صرف اپنی سرور عالی مقام کی تاکیدوں کو پس پشت پھینکدیا۔ بلکہ اگر یہ کہنا کفر نہ ہو تو خود باریتعالی کو بھی اسپکٹیشنز[1] میں ڈس اپائنٹ کر دیا۔ حج فرض تو ہوا تھا۔ زیادہ تر اغراض مندرجہ بالا کے لئے اور ہمنے اُسے محض سابقہ گناہوں کے بخشوانے کا ذریعہ سمجھ لیا ہے اُدھر ہمارے معززین قوم ہیں کہ نہ صرف اُسکی فرضیت ہی سے منکر ہیں۔ بلکہ میدان عرفات میں جانے سے لنڈن اور پیرس کی سیر کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اب مسلمان مسلمان نہیں تو کیونکر اور وہ اپنے بزرگوں کا جاہ و جلال حاصل کریں تو کسطرح۔ خود غرضی نے ہمکو ایسا کچھ اپنا مفتون بنالیا ہے کہ باوجود اُس بے نظیر الوالعزم پیغمبر کے آتی ہونے کے جو تا دم واپسیں اُمتی اُمتی پکارتے رہے اس دس بارہ لاکھ کے مجمع میں جو ہر سال مکہ معظمہ میں جمع ہوتا ہے بمشکل کسی مسلمان کو یہ خیال گذرتا ہوگا۔ کہ اس مبارک مقام پر جہاں کی دعا کو دیگر مقامات کی ادعیہ سے لاکھ گنا فضیلت ہے اور جو منزل اجابت سے بہت نزدیک ہو جاتی ہے۔ میں اپنی درماندہ قوم کیلئے اگر ظاہری کوشش نہیں کر سکتا۔ تو بارگاہ رب العالمین میں ہی عجز و نیاز سے کچھ عرض کروں۔ قصہ مختصر مسلمانوں کو اپنی دینی عظمت و جلال کے پھر دوبارہ حاصل کرنیکے لئے اسی حبل متین کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے۔ جس سے اُنکے بزرگ ترقی کے معراج پر پہنچے۔ ورنہ زمانہ کی موجودہ گھوڑ دوڑ میں جسمیں دیگر قومیں اپنے سمند باد رفتار سرپٹ دوڑائے چلی جا رہی ہیں اور جس میں اُنہوں نے ابھی رینگنا شروع کیا ہے اگر وہ اسی حالت میں رہے تو ترقی کجا خود اُن کے وجود کا قیام محال ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین +

ہفتہ مختتمہ ۱۰ فروری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

[1] یعنے باریتعالی کو جو امیدیں تھیں اُنکو بھی باطل کر دیا۔ +

لندن - ۳ فروری - ایک مصری کن پر یس (مصطفےٰ کامل آفندی) پیرس کے خط کے جواب مین مسٹر گلیڈسٹون نے لکھا ہے کہ چند برس ہوئے میری رائے مین تخلیۂ مصر کا مناسب وقت آگیا تھا - اور اسوقت بھی امید تھی کہ دوسری طاقتین اسبارہ مین میری امداد کرینگی - مگر خدا معلوم کس وجہ سے میری توقع پوری نہ ہوئی - +

قسطنطنیہ - ۲ - فروری - بابعالی لائٹ ہوسون (روشنی کی مینار جو سمندر مین جہازون کی رہنمائی کے لئے بنائی جاتے ہیں) کی آمدنی کی ضمانت پر تین کروڑ فرینک قرضہ لینے کا انتظام کر رہا ہے - +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

ارمینیون نے بابعالی مین درخواست دی ہے کہ انکا اسقف اعظم جو فساد کا محرک ہوا تھا برخاست کر دیا جاوے +

۲۴ - بلغاری عیسائی جنہون نے بلغاریا سے آکر مقدونیہ کے مسلمانون پر شبخون مارا تھا - اور جن مین دو پادری بھی تھے - عدالت عثمانیہ کے حکم سے جزیرہ روڈس کو جلاوطن کر دئے گئے - +

بلغاریہ مین عیسائیون کی زیادتیان مسلمانون پر اسقدر بڑھگئی ہیں کہ ٹائمز ایسا متعصب پرچہ بھی شہزادہ بلگیریا کو متنبہ کرتا ہے کہ حال ہی مین جو ۲ مسلمان عیسائیون کے ہاتھ قتل کئے گئے ہین - اور گورنمنٹ قاتلون کے سراغ لگانے مین کوئی کوشش نہین کی اگر یہی حالت رہی تو انجام اچھا نہین ہوگا - +

صوبہ سالونیکا کے قصبات - سری اور جوماکے درمیان دس لاکھ پیاستر کے خرچ سے پختہ سڑک بنائی جارہی ہے +

گورنمنٹ عثمانیہ ضلع جنینا (واقع صوبہ البانیا) مین ایک بہت بڑا زراعتی فارم قایم کرنیکا انتظام کر رہی ہے - شاکر پاشا - انسپکٹر جنرل اناطولیہ کی کوشش سے قبیلہ ہمدان لی جو قارص سے ہجرت کر آیا تھا ضلع قرابازار مین سرکاری زمینون پر مستقل طور سے آباد کر دیا گیا ہے - +

قسطنطنیہ کی تجارتی کمپنی نے کمپنی نے خبر پہ کے دو اور نئے جہاز نمبری ۴۵ و ۴۶ - انگلستان سے بن کر دار الخلافہ پہنچ گئے ہین - +

سارو یز کے جنگی ضلع مین معلوم ہوا ہے کہ سول حکام کی غفلت سے پچھلے دو برسون مین تین ہزار نوجوان فوج مین بھرتی کئے جانے سے بچ رہے ہے جسپر گورنمنٹ عثمانیہ نے ان لوگون کو فوراً داخل فوج اور آئندہ کے لئے سخت احتیاط برتنے جانے کیلئے نہایت تاکیدی احکام جاری کئے ہین - +

شاکر پاشا[1] - انسپکٹر جنرل صوبجات ایشائی روم کے تمام ضلعون کی عدالتون فوجون اور تمام سرکاری محکمون کا صیغہ وار معائنہ کر رہے ہین - اور ابتک سرکاری محاصل کے کئے تغلبات اور جوڈیشل افسرون کی بے قانونی کارروائیون کو منکشف کر چکے ہیں - اور ساتھ ہی ساتھ باختیار خود انکا قرار واقعی تدارک کر رہے ہین اور ملزمان کو سزائین دے رہے ہین -

عساکر حمیدیہ کی قواعد دانی جسقدر پچا کی اور اسکی جان نثاری پر پاشائے موصوف نے بڑی خوشنودی ظاہر فرمائی ہے

[1] انھون یہ امور محب قوم ۱۸۹۹ء مین فوت ہوگیا - اسکے مفصل حالات اور خدمات کے لئے یکھو کتاب ترکون کی موجودہ ترقیات

اسمٰعیل بے سابق گورنر جنرل ٹرپولی (واقعہ افریقہ) کی دس ہزار پیاسٹر ماہوار پنشن مقرر کی گئی ہے - +

حلب اور اسکندرونہ کی سڑک پر ایک لاکھ چورانوے ہزار پیاسٹر کے خرچ سے دس پل بنائے گئے ہین +

قسطنطنیہ اور تاش کوپری کے درمیان سات لاکھ پیاسٹر کے صرف سے پختہ سڑک تعمیر ہو رہی ہے - +

اسمید - قراموصل اور یالووا کے درمیان سلسلہ تار برقی قایم کیا گیا ہے اور صوبہ وان مین ایک اور تار گھر بمقام بارکین کھولا گیا ہے - +

جزیرہ روڈس مین حسب الحکم سلطانی ایک خیراتی شفاخانہ کھولا گیا ہے جسکو خزانہ سلطانی سے پچاس ہزار پیاسٹر سالانہ کی امداد دیجاویگی - +

سلطنت عثمانیہ کو محاصل تمباکو سے دو لاکھ پونڈ (چالیس لاکھ روپیہ) ماہوار کی آمدنی ہوتی ہے - +

لنڈن کے اخبار ٹائمز کا ایک کارسپانڈنٹ ارمنی مقتولین کی فہرست مندرجہ ذیل سکو بھیجتا ہے :-

نام قصبہ	تاریخ قتل	تعداد مقتولین	قاتلین
قسطنطنیہ	۲۶ ستمبر ۱۸۹۵ء	۱۷۲	پولیس اور صوفتا
آق حصار	۹- اکتوبر	۴۵	مسلمان ہستعانی
طرابزون	۸ ״	۸۰۰	جنگی سپاہی ترک اور لازی
بے بوت	۱۳ ״	۱۰۰۰	لازی اور ترک
گمش آنی	۱۱ ״	۰	تفصیل معلوم نہین
ارزن گیہان	۲۱ ״	۱۰۰۰	ترک اور سپاہی
بطلس	۲۵ ״	۹۰۰	سپاہی کرد اور ترک
خرپوت	۱۱- نومبر	۱۰۰۰	״
سیواس	۱۲ ״	۱۲۰۰	سپاہی اور ترک
پالو	۲۵- اکتوبر	۴۵۰	سپاہی ترک اور کرد
دیار بکر	״	۲۵۰۰	״
البستان	اکتوبر	۳۰۰	۰
ارض روم	۳۰ اکتوبر	۸۰۰	سپاہی اور ترک
اورفہ	۳- نومبر	۳۰۰	״
قراحصار	۱۴- اکتوبر	۵۰۰	کیرکشین اور ترک
ملاطیا	۶ نومبر	۲۵۰	سرکیشین اور ترک
مراش	۱۸ ״	۱۰۰	سپاہی اور ترک
غینتاب	۱۵ ״	״	تفصیل معلوم نہیں
گردن	۱۰ ״	۳۰۰۰	کرد و ترک
عرب قیر	۶	۲۰۰۰	״
ارغانہ			تفصیل معلوم نہین
سیورق			״
موش	۱۵ نومبر	۶	کرد
ٹوکٹ			تفصیل معلوم نہین
حمص			״
مارسوون	۱۵- نومبر	۱۲۵	ترک
قیصریہ	۳۰ ״	۱۰۰۰	سرکیشن و ترک
گمبرک - ایجن - نریلہ - اورسعرت کی تفصیل معلوم نہین			
ارطہ رقلعہ کم روم	۲۸ دسمبر	۳۶۰۰	
میزان		۵۰۰۰۰	

سات وکلا بیتوں مین ارمنی آبادی معہ تعداد مقتولین

ارمنی آبادی بڑے بڑے قصبات مین	۱۷۷۰۰	شہروں کے مقتولین کی تعداد	۲۰۰۰۰
״ دیہات مین	۵۳۸۵۰۰	ارمنی دیہات کی تعداد	۳۳۰۰
تعداد دیہات جو برباد کردیئے گئے	۲۵۰۰	تعداد فاقہ کشون کی شہرمیں	۷۵۰۰۰
دیہات کے مقتولین کی تعداد	معلوم نہیں ہوئی	״ دیہات مین	۲۵۰۰۰۰

ہم توخوش تھے کہ یہ تعداد درست ہوتی۔ اور ارامینوں کا نام ونشان ہی صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہوجاتا۔ تاکہ آئندہ کیلئے موجب فساد نہ بنتے۔ مگر افسوس ایک تو خود کارسپانڈنٹ صاحب ہی بڑی بھولاپن سے تحریر کرتے ہین کہ اعداد مندرجہ بالا کم بیش نادرست ہین اور دوسری پارلیمنٹ کے بلوبانے ساسون کمیشن کی رپورٹ شائع کرکے واقعی مقتولین کی تعداد دنیا پر ظاہر کردی ہے جسے ہم پہلے ہفتہ کے اخبار مین درج کرچکے ہیں۔ ان راست گوؤں کے حق مین سوا لعنت اللہ علی الکاذبین اور کیا کہنا چاہیئے۔ کیا کارسپانڈنٹ مذکور کو ان مسلمان زن ومرد اور بچوں کی حالت پر رحم نہ آیا جو انہی کافران نعمت ارمینون کے ہاتھ سے ایشیائی روم میں اور انکی بلغاری اور مقدونوی بھائیوں کی بزدلانہ شب خونون سے یورپین ٹرکی مین ہزارون کی تعداد مین ہلاک ہوئے + امریکہ کی پارلیمنٹ مین ایک ممبر یہ تجویز پیش کرنیوالا ہے۔ کہ دول یورپ کو تحریک کی جائے کہ سلطنت عثمانیہ کو صفحہ ہستی سے مٹادیا جائے (سوجہی توخوب مگر دیر بعد!!) +

ہفتہ مختتمہ ۱۷ فروری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین

سینٹ پٹرزبرگ ۸۔ فروری۔ زار نے ایم کوٹوف کو شہزادہ فرڈیننڈ کے بیٹے کی رسم اصطباغ مین شامل ہونے کے لئے نامزد کرتے وقت کہا کہ روس پچھلی باتون کو بھلادینے اور بلگیریا کے ساتھ دوستانہ تعلقات از سر نو قایم کرنے کے واسطے تیار ہے۔ +

صوفیا۔ ۹۔ فروری۔ بلگیرین پارلیمنٹ کی طرف سے آج ایک ڈیپوٹیشن نوزائیدہ شہزادہ کے لیئے یونانی عقیدہ کے مطابق بپتسما پانے کا شکریہ ادا کرنے کے لئے پرنس فرڈیننڈ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ پرنس موصوف نے نہایت پرجوش الفاظ مین جواب دیا کہ مینے اپنے خاندانی تعلقات کو خیرباد کہکر بلگیریا کی خاطر اپنے لڑکے کو قربان کردیا ہے اب بلگیریا والون کو لازم ہے کہ اسکے عوض مین خالی زبانی باتین ہی نہ بنائین۔ بلکہ عملی طور پر خدمت کرین۔

(بلگیریا والے روسیوں کی طرح کلیسائے یونانی کے پابند ہیں۔ اور پرنس فرڈیننڈ رومن کیتھولک ہیں۔ زار روس اور بلگیرین چاہتے تھے۔ کہ پرنس موصوف کا پہلوٹا بیٹا انکے مذہب کا پابند بنایا جائے۔ اور پوپ روم اور پرنس کی بیوی اسکے مخالف تھے۔ خاندانی تعلقات کو خیرباد کہنے سے پرنس فرڈیننڈ کا اشارہ اسی طرف ہے۔ کہ بخلاف مرضی اُن کی بیوی اور پوپ روم کے انکے نوزائیدہ شہزادہ کو کلیسائی یونانی کے عقیدہ کے مطابق بپتسما دیا گیا۔ زار روس اب اسبات سے ایسا خوش ہوگیا ہے۔ کہ برسوں سے جو مخالفت شہزادہ کی کیجارہی تھی اب اُسے بالکل فراموش کردیا اور روس کی مخاطر سلطان المعظم نے بھی پرنس فرڈیننڈ کو جو ۱۸۸۶ء سے بلگیریا پر حکمران ہے۔ باضابطہ طور پر اپنی باجگذار صوبہ کا حاکم تسلیم کرلیا ہے۔ جس سے یہ امر بخوبی تصدیق ہوگیا ہے کہ سلطنت علیہ روم اور روس میں کوئی باضابطہ عہدنامہ نہ ہوا ہو۔ تاہم اس میں کلام نہیں کہ دونوں سلطنتوں میں ایک مستحکم الربطہ اتحاد قایم ہوگیا ہے جسے انگلستان کی ناکارہ خارجیہ پالیسی کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ (ایلاسٹریٹڈ) ۔ ✣

لنڈن ۔ ۱۱۔ فروری۔ روسی گورنمنٹ نے صوفیا (پایۂ تخت بلگیریا) میں اپنا رزیڈنٹ اور سفارتی ایجنٹ مقرر کرنا منظور کرلیا ہے ۔ ✣

لنڈن ۔ ۱۱۔ فروری۔ بمطابق فرمان شاہی آج پارلیمنٹ کا افتتاح ہوا۔ لارڈ چانسلر نے ملکہ معظمہ کی تقریر پڑھی جسکا خلاصہ یہ ہے "دول اجنبیہ سے مجھے برابر دوستانہ خیالات ہونیکا یقین دلایا جاتا ہے۔ انگلو فرنچ معاہدہ سیام کا سب سے بڑا مدعا یہ ہے۔ کہ سلطنت سیام کی خودمختاری کا قیام اور پختہ کیا جاوے۔ کشمیر ان حدبندی فی ہندوافغانستان اور مقبوضات روس میں جو سوء تفہیم کی ہے اُسے بمعنی معذار روس کے منظور کرلیا ہے۔ انگلستان اور دینی زرلا میں جو تنازعات برپا ہیں انکو بیچ میں پڑکر ٹپانیکی صورتیں تجویز کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے اور بمعنی اس درخواست کو منظور کیا ہے۔ اور امید ہے کہ مزید خط و کتابت سے اطمینان بخش تصفیہ ہوجائیگا۔ سلطان نے اُن بڑی بڑی اصلاحات کو جنکی بابت انگلستان۔ فرانس اور روس نے زور دیا تھا آرمینیا میں جاری کرنا منظور کرلیا ہے۔ مجھے ترکی آبادی کے ایک حصہ کے متعصبانہ جوش و خروش کا دلی افسوس ہے جسکی وجہ سے آرمینیا میں سلسلہ وار قتل و خون ظہور میں آئے اور جن سے انگلستان میں نہایت سخت غصہ اور ناراضگی پیدا ہوئی"۔ اسکے بعد معاملہ ٹرانسوال کے متعلق ملکہ معظمہ نے ڈاکٹر جیمسن کی ناجائز یورش۔ پریسیڈنٹ کروگر کے قیدیوں کو حوالہ کردینے اور ڈاکٹر جیمسن پر مقدمہ چلائے جانیکا ذکر کیا۔ اور من بعد مہم اشانٹی[1] کے کامیابی سے ختم ہونے پر خوشی کا اظہار کرکے شہزادہ بٹین برگ کی وفات پر افسوس کیا اور اس صدمہ پر رعایا انگلینڈ نے خاندان شاہی سے جو اظہار ہمدردی کیا اُسکا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر ہم چترال کا ذکر کرکے ارشاد فرمایا کہ ٹرک چترال و پشاور کی نگرانی و حفاظت کے متعلق جو اقرار اُس نواح کے قبائل سے کئے گئے ہیں۔ ان کی پوری پوری تعمیل کی جاویگی۔ سلطنت کی بحری طاقت کو

[1] اشانٹی میں مارچ ۱۸۹۵ء سے پھر خوفناک بغاوت برپا ہوئی جو آخر جولائی ۱۸۹۶ء تک برابر زوروں پر تھی ۔

بڑھانے اور وسیع کرنے کے لئے پارلیمنٹ کو بیحد کوشش کرنی چاہیے۔ برطانیہ کے کاشتکاروں کی خستہ حالت کی درستی کے لئے مناسب تدابیر کیجاوینگی۔ اور غیر سرکاری مدارس کو مزید امداد دی جاویگی اسکے بعد تقریر میں ان مسودات قانون کا ذکر کیا گیا جو پارلیمنٹ کے اس اجلاس میں پیش ہونگے۔ +

لنڈن۔ ۱۱۔ فروری۔ ہوس آف لارڈز نے بجواب تقریر ایڈریس دیا جانا منظور کر لیا ہے۔ دوران بحث میں لارڈ روزبری نے تقریر کے مختلف مقامات پر نکتہ چینی کی اور خاصکر معاہدہ سیام اور آرمینیا میں کوئی کارروائی نہ کئے جانے پر سخت اعتراض کیا۔ لارڈ سالسبری نے جواب میں کہا کہ سیام کو فرانس کے تصرف سے بچانے کے لئے یہ معاہدہ ضروری تھا باقی رہا مسئلہ آرمینیا۔ سو جس حالت میں ہم اپنی دھمکیوں کو عملمیں نہیں لا سکتے۔ تو پھر جنگی کارروائیوں کی گیدڑ بھبکیاں دینے سے کیا حاصل۔ تنازعہ دینی نزولا کی نسبت امید ہے کہ باہمی مصالحت سے فیصلہ ہو جائے۔ +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

آرمینیا کے متعلق بلیو بک شائع کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی سفیر متعینہ دربار سینٹ پیٹرزبرگ نے ۹۔ اگست ۱۸۹۵ء کو لارڈ سالسبری کو لکھا تھا کہ روسی وزیر خارجہ پرنس لوبانف نے سفیر مذکور کو یہ اطلاع دی ہے کہ زار روس ٹرکی کے برخلاف نہ خود ہی جابرانہ کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ کسی دوسری سلطنت کی طرف سے ایسا ہونا پسند کرتے ہیں۔ +

۱۰۔ فروری۔ کورو ٹر نے بیٹھے بٹھائے ایک شوشہ چھوڑ دیا کہ ٹرکی میں لبرل پارٹی پھر ہاتھ پاؤں ہلانے لگ گئی ہے۔ اور اسکے بہت سے ممبر گرفتار کر لئے گئے ہیں جن میں غازی احمد مختار پاشا کا فرزند محمود بے بھی شامل ہے۔ مگر ۱۳ کی تار میں خود ہی محمود بے کی گرفتاری کی تردید کرتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کی تار کا پہلا حصہ بھی لغو اور خیالی ہے۔ +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے جدید محتاج خانہ کے تین سو غربا کی سرمائی پوشاک کے لئے تین سو ۳۰۰ انیس ۱۹ بستر اور تیس جوڑے موزے۔ اور اسی قدر نمدے۔ گرم کوٹ۔ اور قمیضیں وزیر صرف خاص کی معرفت ارسال فرمائے ہیں۔ +

ہفتہ مختتمہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

صوفیا۔ ۱۴۔ جنوری۔ شیر خوار شہزادہ بوریس کو کلیسائی یونانی کے طریق پر اصطباغ دیا گیا۔ ولی عہد کے گریک

چرچ میں شامل کردئے جانے پر یہاں تمام لوگوں میں بڑی خوشی ہو رہی ہے۔ روسی اور ترکی سفیر رسم اصطباغ میں شامل تھے۔ +

لنڈن۔ ۱۹۔ فروری۔ سلطان المعظم نے عثمانیہ بنک سے تیس لاکھ پونڈ کا چھ کروڑ روپیہ قرضہ لینا منظور فرمایا ہے۔ +

ایضاً۔ ۲۰۔ فروری۔ ایم کیمبون فرانسیسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ عنقریب مصر جانیوالا ہے۔ +

ایضاً۔ ۲۰۔ فروری۔ تمام دول یورپ نے پرنس فرڈیننڈ کو بلگیریا کا حکمران تسلیم کر لیا ہے۔ +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

ایم ہانوٹو کو جسنے حال میں سلطان المعظم کی نسبت مضمون فرانسیسی میں لکھا تھا۔ اعلیحضرت سلطان نے ترکی سفیر متعینہ پیرس کی وساطت سے طبقہ امتیاز کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ +

لیل معراج کو جب سوال قسطنطنیہ میں رسومات ادا کی گئیں۔ مسجدوں میں روشنی کی گئی اور روزہ ساری رکھی ہیں۔ دار الخلافہ کے غربا کو نقد امداد دیگئی۔ اور روز مذکور اعلے عہدہ داران باریاب حضوری ہوئے۔ +

وائنا سے خبر آئی ہے۔ کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے عالی ہدیہ سے ہٹریکل جماعت کو موقوف کر دیا ہے۔ اور آئندہ کیواسطے ممانعت کر دی ہے کہ کوئی تفریحی کھیل یا تماشہ محل میں نہ کیا جاوے +

ضیا پاشا برلن میں سفیر مقرر کئے گئے۔ مگر شاہ جرمن نے انکا تقرر پسند نہ کیا۔ اسلئے وہاں عالیجاہ پاشا مقرر کئے گئے ضیا پاشا ویانا میں مقرر کئے گئے۔ گو شاہ آسٹریا نے بھی اعتراض کیا۔ جسپر محمود ندیم بے سابق سفیر متعینہ دربار روم وہاں بھیجے گئے۔ +

سلطان المعظم نے نور نرکے موقعہ ارزنی الروم اعلیحضرت کو چار سو پونڈ نقد مرحمت فرمائے۔ +

یورپین ٹرکی کے صوبجات میں ترویج اصلاحات کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے بصدارت محمود جلال الدین پاشا ایک کمیشن مقرر کی گئی ہے۔ +

ارمنی کمیٹی قسطنطنیہ کے مالدار آرمنیوں سے ملک کر دینے کا خوف دلا کر روپیہ وصول کر رہی ہے۔ کئی ارمنی ایسی خوف سے ملک چھوڑ گئے ہیں۔ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ تحریر کرتا ہے کہ ایک ارمنی سوداگر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اور یہ عامہ قیاس ہے کہ حملہ کنندہ غیر ارمنی کمیٹی کا اجیر تھا۔ جو قومی تعاقد کیسی لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کرتی ہے۔ اور بصورت انکار ازراہ حب قومی انکار کنندگان کو ہلاک کر دیتی ہے (یہ ہیں مسٹر گلیڈسٹون صاحب کے مظلوم مسیحی) یہاں ارمنی ایلچی سفراء دول اجنبیہ باب عالی کی خدمت میں تمام خوان اور لوٹ مار کا نقشہ جو قونسلوں کی رپوٹ سے تیار کیا گیا ہے بھیجنے والے ہیں +

فرانسیسی قونسل متعینہ دیار بکر نے اپنے سفیر کو تار روانہ کی ہے کہ یہاں حالت ایسی نازک ہے کہ عبد اللہ پاشا کی کمیشن کے جس اور خاتمہ کا حکم ہوا ہے یہاں سے قدم اٹھاتے ہی پھر تازہ کشت وخون شروع ہو جائیگا بمبار بین ایم کمپنی کی تالیدی عرض معروض پر اعلیحضرت سلطان المعظم نے کمیشن کو تاحکم ثانی دیار بکر ٹھہرنیکا حکم دیا ہے۔ درین اثنا موجودہ والی کی جگہ [illegible] گورنر بھیجا جائیگا۔ +

مابعانی مراد بے سابق کمشنر کونسل قرضہ قومی کی گرفتاری کی جو کچھ عرصہ ہوا مصر کو بھاگ گیا ہے کوشش کر رہا ہے مگر بقول ٹائمز مصری گورنمنٹ نے سردگی سے انکار کر دیا ہے۔ +

اعلیحضرت نے ان اسلحہ قسم کی میگزین رائفلوں کے فوج میں تقسیم کئے جانے کا جو برسوں سے ذخیرہ میں پڑی ہوئی ہیں حکم صادر فرما دیا ہے۔ +

مہاجری بے کی جگہ ناظف پاشا سابق وزیر صیغہ مال پھر اپنے پرانے عہدہ پر مامور کئے گئے ہیں پاشائے موصوف اب سے دو مہینے پہلے پانچ برس تک اس عہدہ پر رہ چکے ہیں۔ اور اس اثنا میں انہوں نے اس محکمہ کی درستی اور خزانہ عثمانیہ کی ترقی میں اسقدر کوشش کی تھی کہ انکی واپسی پر بیحد خوشی کا اظہار کیا ہے۔ +

اس موسم اور نیز عہد حکومت کا پہلا عالیشان جلسہ بال (رقص) ۲۴ جنوری کی شام کو زار اور شہنشاہ بیگم کی طرف سے سرائی محل میں دیا گیا۔ تقریباً ڈھائی ہزار مہمان جو دیکھے۔ سہزادہ ہینن برگ کی وفات کیوجہ سے انگریزی سفارت کے متعلقین شامل نہیں ہوئے تھے کہانے کیوقت شہنشاہ بیگم کی دائیں طرف ترکی سفیر اور بائیں طرف فرانسیسی سفیر تھا +

ہفتہ مختتمہ ۲ مارچ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن۔ ۲۱۔ فروری۔ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ قسطنطنیہ بیان کرتا ہے کہ سلطان المعظم نے ترکی سفیر متعینہ لنڈن کو ہدایت کی ہے۔ کہ گرینڈ برٹن کو اس بنیاد پر کہ سوزرین پاور (یعنے شہنشاہی طاقت ترکی) ہندوستان۔ انگلستان کے راستوں کی حفاظت کا ذمہ اٹھاتی ہے تصفیہ مصر کیلئے مدعو کرے۔ +

ایضاً۔ ۲۲۔ فروری۔ ترکی سفیر متعینہ لنڈن ٹائمز کے اس بیان کی تردید کرتا ہے کہ اسے مصر کے متعلق گرینڈ برٹن سے سلسلہ جنبانی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ +

ایضاً۔ ۲۴۔ فروری۔ یہاں کے اخبارات اس خبر پر رائے زنی کرتے ہوئے کہ سلطان المعظم پہلی مسئلہ کو چھیڑنا چاہتے ہیں آنکی اس کوشش کو باتفاق رائے نامناسب ظاہر کرتے اور لارڈ سالسبری کو تنگ کرتے ہیں وہ اس

مسئلہ پر گفتگو کرنے سے صاف انکار کر دیں۔ +

لنڈن۔ ۲۶ فروری۔ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ سلطان المعظم کی دعوت دربارہ تصفیہ مسئلہ مصر کے جواب میں لارڈ سالسبری نے بیان کیا کہ ترکی سفیر نے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ مہمل ہیں اسپر سلطان المعظم نے مفصل اور واضح تجاویز کے منضبط کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کی ہے۔ فرانسیسی اخبارات اس مسئلہ پر بڑے شوق سے بحث کر رہے ہیں اور انگلستان اور فرانس کو درمیان انگلستان کی قبضہ مصر کے ترک کر دینے کی بنیاد پر تصفیہ ہو جانے پر زور دے رہے ہیں۔

ایضاً۔ ۲۷ فروری۔ گو انگریزی وزیر صیغہ خارجیہ اور ترکی سفیر متعینہ لنڈن دونوں ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کی بیانات کی تردید کرتے ہیں مگر یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ مصر کے بارہ میں فرانس اور انگلستان کے درمیان گفتگو ہو رہی ہے۔

لنڈن۔ ۲۱۔ فروری۔ بیان کیا گیا ہے کہ سلطان المعظم کی زیست پر حملہ کرنے کی سازش کے متعلق قسطنطنیہ میں بہت سے لوگ گرفتار کئے گئے ہیں +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

لورپول۔ ڈیلی پوسٹ ایک عیسائی اخبار ترکوں کی بے تعصبی کی نسبت تحریر کرتا ہے کہ "یہ گورنمنٹ عثمانیہ کا ہی کام ہے کہ اسنے متعصب اور بے اصول عیسائی مشنریوں کو اپنی ممالک محروسہ کے جمیع اطراف میں پھیل جانے دیا ہوا ہے۔ باوجودیکہ وہ رعایا کو بغاوت اور فتنہ اور فساد پر برانگیختہ کرتے پھرتے ہیں۔ اور نہ صرف انکی حفاظت ہی کرتی ہے بلکہ ان کافرانِ نعمت بدمعاشوں کو وہ وہ مراعات بخشی ہوئی ہیں جنکا عشر عشیر بھی وہ خود اپنی گورنمنٹ سے طلب کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے"۔ ہماری رائے میں یہ حد سے زیادہ رحم پالیسی بھی اچھی نہیں۔ +

ٹائمز آف لنڈن لکھتا ہے۔ کہ روس اور ٹرکی کے اتحاد کے متعلق جب معاہدہ کا مسودہ سلطان المعظم کی رو برو پیش کیا گیا۔ تو انہوں نے ناراضگی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ایسے دوستوں کے درمیان جیسے کہ وہ اور زار میں تحریری اقرار اور عہد پیمان ہونے بالکل فضول ہیں۔ +

بابعالی۔ روشنی کے میناروں کی آمدنی کے سرکاری حصے کی کفالت پر تین کروڑ فرینک قرض لینے کا انتظام کر رہی ہے ان میناروں کا اجارہ ایک فرانسیسی کمپنی کو ملا ہے جو پہلے کل آمدنی کا ۲۳ فیصدی عثمانیہ گورنمنٹ کو دیتی تھی لیکن تجدید اجارہ کے وقت سرکاری حصہ پچاس فیصدی مقرر کیا گیا تھا۔ انگریزی سفیر اس مد کے قرضہ میں مکفول کرنے کی مخالفت کریگا۔ اسکا بیان ہے کہ سب سے زیادہ انگریزی جہازوں کی آمد و رفت ہے۔ اور اسلئے وہی سب سے زیادہ ان میناروں کا محصول ادا کرتے ہیں۔ لیکن آمدنی کی نسبت خرچ بہت کم ہے۔ اسلئے موجودہ شرح محصول بجائے کمپنی کے کارندوں کو ادا کرنے کے انگریزی قونصلوں کو دیا کریں۔ دونوں طاقتوں کے تعلقات کی عمدگی کی شہادتیں تو بہت سے مل رہی ہیں +

گورنمنٹ فرانس نے ایک فرانسیسی پادری کے قتل کئے جانے اور مقام مینی جاکلی کے راہبخانہ کو لوٹ لئے جانے کی بابت بالجبالی سے تاوان کا مطالبہ کیا ہے۔ +

مسٹر ٹیرل سفیر ہیوجات متعینہ مراش اور خرپوت کے مشن خانوں کے مسمار کردیئے جانیکی بابت بالجبالی سے ایک لاکھ ڈالر کا بڑے زور سے مطالبہ کیا ہے۔ اور زمینہ انکے پھر تعمیر کرنیکی اجازت ملنے کی تاکیدی درخواست کی ہے۔ +

بالجبالی کے حکم سے ۲۶-۲۷-اور ۲۹-جنوری کے تمام انگریزی اخبارات (اسٹنڈرڈ ٹائیز و مارننگ پوسٹ موخہ ۲۹-جنوری) اور ۲۹ جنوری کے تمام اخبارات پیرس۔ اور ۲۸ جنوری کے جملہ اخبارات برلن کے قلمرو عثمانیہ میں داخل ہونیکی ممانعت کردی گئی تھی۔ +

بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان المعظم لارڈ سالسبری کی جنوری والی تقریر سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے قسطانی پاشا ٹرکی سفیر متعینہ انگلستان کو ہدایت کی ہے کہ وہ لارڈ موصوف سے اس خوشنودی کا اظہار کردیں۔ +

سلطان المعظم نے بوساطت اپنے سفیر کے ملکہ معظمہ کے پچھلے دستخطی خط کا جواب ارسال فرمایا ہے۔ +

۳-فروری کو محل ہمایوں کی فوج کا کرنیل اور دو میجر لبرل پارٹی سے سازش کرنیکے شبہہ میں گرفتار کئے گئے +

مقام پرہ جک کے پروٹسٹنٹ۔ رومن کیتھولک۔ اور گریگورین ارمنی پادریوں نے اعلیحضرت کو تار بھیجی ہے کہ یہاں کے تمام ارمنی مذہب اسلام قبول کرنا چاہتے۔ سلطان المعظم نے اس امر کی تصدیق کرنے کو وہاں ایک کمیشن روانہ فرمائی ہے سر فلپ کری سفیر انگلستان نے کمیشن مذکور کے ہمراہ اپنا ایک قونسل بھیجنے کی اجازت طلب کی جو عطا کی گئی۔ +

ولایت بطلس میں کہا جاتا ہے ۴۴۰۰ ارمنی جبراً مسلمان کئے گئے ہیں۔ +

باغیان زیتون نے مسلمان قیدیوں پر بڑی سخت ظلم کئے ہیں۔ اور دو سو پچاس مسلمانوں کو طرح طرح اذیتیں پہنچا کر ہلاک کیا ہے۔ انگریزی قونسل مسٹر برن ہم انگریزی سفیر کو مراسلہ بھیجکر اس خبر کی تصدیق کرتا ہے۔ چار دن بعد قونسل ۳۱-جنوری کو زیتون پہونچ گئے۔ اور یکم فروری کو انہوں نے باغیوں سے ہتیار رکھدینے کے متعلق گفتگو شروع کی ہے چیچک اور خارش سے بے تعداد باغی مر رہے ہیں۔ اور ترکی فوج کے بھی بہت سپاہی مرض سہال سے قوت ہو رہے ہیں۔ +

جرمنی اخبار پارلیمنٹ کی بلوبک دربارہ آرمینیا پر رائے زنی کرتے ہوئے قسطنطنیہ میں انگریزی پالیسی کی ناکامیابی پر بڑی خوشی ظاہر کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ٹرکی کے برخلاف جو الزامات لگائے گئے تھے انکے جھوٹے ہونے کی بلوبک مذکور کافی شہادت ہے۔ +

فرانس کے اخبارات لارڈ سالسبری کی تقریر میں انگلستان کی کمزوری کا اعتراف کرنے پر خوشی سے جامہ میں پھولے نہیں سماتے +

---

۵۴ معاہدہ عرض ۱۹۰۱ء تک ٹوٹ نہیں ہوا مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۵۵ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۵۶ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۵۷ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۵۸ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۵۹ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۶۰ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۶۱ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۶۲ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۶۳ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۶۴ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۶۵ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۶۶ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۶۷ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۶۸ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۶۹ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۷۰ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۷۱ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۷۲ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۷۳ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۷۴ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۷۵ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۷۶ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۷۷ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۷۸ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۷۹ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۸۰ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۸۱ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۸۲ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۸۳ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۸۴ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۸۵ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۸۶ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۸۷ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۸۸ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۸۹ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۹۰ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۹۱ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۹۲ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۹۳ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۹۴ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۹۵ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۹۶ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۹۷ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۹۸ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۹۹ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔ ۱۰۰ ۱۹ مارچ ۱۹۰۱ء میں اسکی بدولت ٹرکی اور امریکہ میں نہ صرف تعلقات مکمل طور پر بحال ہو جائیگی بلکہ امریکہ کے تجارتی مفاد کا بھی خیال رکھا جائیگا۔

اعلیحضرت سلطان المعظم نے سرقلیچ کری کی تو یلی بیٹی کو اُس کی شادی کے دن ایک بیش قیمت ۱۳۳ ہیروں کا ہار تحفۃً ارسال فرمایا۔ +

حسن حسین بے اڈیٹر و مالک اخبار النیل کو جو قاہرہ میں شائع ہوتا ہے بارگاہ ہمایوں سے میریہ ان کا خطاب عطا ہوا ہے +

مسٹر لوریل ملازم شاہی کارخانہ (ترکی) کلاہ بافی کو میڈل آف آرٹس عطا کیا گیا۔ +

یورپین ٹرکی کے عدالتی و انتظامی محکمہ جات کی بہتری کے لئے سلطان المعظم نے سول جوڈیشل اور فنانشل انسپکٹر مقرر فرمائے ہیں۔ نہاکسلنسی حقی بے مشیر قانون بالعالی سول انسپکٹر بنائے گئے ہیں نہاکسلنسی خالد بے پریسیڈنٹ عدالت فوجداری جوڈیشل انسپکٹر اور الوہی بے فنانشل انسپکٹر مقرر ہوئے ہیں۔ +

احمد حلمی آفندی۔ فریق آفندی۔ آوی دیسیان آفندی پروانت آفندی اور طوبلین آفندی کو جو فرانس اور جرمنی میں زراعتی تعلیم پاکر آئے ہیں۔ بالعالی نے حسب قبول عہدے عطا کئے ہیں۔ اول الذکر سیواس کے ماڈل فارم کا منیجر۔ دوسرے تین بلکا کے زراعتی کالج کے پروفیسر اور طوبلین آفندی انگورا کے ماڈل فارم کا منیجر مقرر کیا گیا ہے۔ +

ایک عیسائی عورت کے لئے جو مسلمان ہوگئی ہے۔ اور جسکا اسلامی نام زہرہ رکھا گیا ہے۔ باب عالی نے پانچسو پیاسٹر ماہوار کا وظیفہ مقرر کیا ہے +

مخصص حصہ کمپنی کی جہاز نجد روڈ لبیلے ۵۲ مہاجرین وادی آغلج لایا ہے۔ جہاں سے وہ عنقریب انا لحلیہ روانہ کر دیئے جائینگے۔ +

فہرست صیغہ تجارتی جہازرانی ان تمام تجارتی جہازوں کی جو سلطنت عثمانیہ میں موجود ہیں فہرست تیار کر رہی ہے جسمیں ہر ایک جہاز کو وزن اور مالک اور کپتان کا نام اور تاریخ ساخت نام بندرگاہ جہاں رجسٹر ہوا اور تمام دیگر جزئیات درج ہونگی +

پیرس فرتوت مسٹر گلیڈسٹون پر کل انگریز بڑی بے وے کر رہی ہیں۔ کہ اسنے مصر کے معاملہ میں پرس کی ایک مصری باشندہ کو بھیجکر کہ میری رائے میں تخلیہ مصر کا وقت کئی برس ہوئے پہنچ گیا تھا انگلستان کے مخالفوں کے ہاتھہ میں ایک زبردست ہتیار دیدیا ہے۔ وہ اس نازک وقت میں جبکہ معاملۂ مصر کا معاملہ غیر معمولی اہتمام سے چھڑنے والا ہے خوب باہ وقعہ استعمال کرینگے۔ انگریزی کا بیان ہے کہ مسٹر مورلے نے اس سرکاری راز کے افشاء سے کل قوم کو اپنی طرف سے بدظن کر لیا ہے افسوس بوڑھے سے نہ ترک خوش رہے اور نہ ہی انگریز ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اس کی سزا ہی یہی تھی۔ +

پھلے یہ افواہ مشہور ہوئی تھی کہ حضرت سلطان المعظم نے سرقلیچ کری کو بان دیہہ کر رخصت ذلیل کر دیا ہے وہ سلام کرنے محل سلطانی میں تشریف لیگئے۔ تو سلطان المعظم نے ملاقات سے پہلے انہیں گھنٹہ بھر ایک مواد ار کمرہ میں منتظر رکھا

جس سے انکو زکام ہوگیا۔ اور جب وہ حضوری میں باریاب ہوئے تو انہوں نے توپ سے پیش آئے اور فوراً واپس کر دیا لیکن اسکے بعد فوراً ہی اس خبر کی تردید کر دی گئی۔ اور یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ غیر مزکو۔ پہلے ہی سے زکام میں مبتلا تھے۔ اور انکو صرف پانچ منٹ تک انتظار کرنا پڑا تھا اور جب شرف اندوز ملازمت ہوئے تو حضرت سلطان المعظم بڑی مہربانی سے پیش آئے اور اونکہ از راہ لطف زکام کیواسطے یہ نسخہ بتایا کہ گرما گرم گرعہ دودھ پی کر سو رہو۔ +

ایک اور حضرت مسٹر ٹیچی صاحب ممبر پارلیمنٹ کے اخبار نیشنل ریویو میں انگلستان کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ روس اور فرانس سے مل کر سلطنت عثمانیہ کی اسطرح تقسیم کرے کہ قسطنطنیہ روس کو دیدے خود مصر پر باضابطہ قبضہ کرلے آسٹریا کو البانیا اور سالونیکا بخشدے۔ اٹلی کو طرابلس۔ فرانس اگر بضد ہو تو اسے شام اور ایشیائے کوچک عطا کر دیا جائے معلوم ہوتا ہے کہ ممدوح بہادر نے لارڈ سالسبری کی تقریر پڑھنے سے پہلے یہ اخبار ہوا منصوبے باندھے ہونگے۔ ورنہ اسکے مطالعہ کے بعد تو ہرگز امید نہیں ہوسکتی کہ کوئی انگریز ٹرکی کی قسمت کا مالک مختار بننے کا کبھی ارمان کرے۔ +

لارڈ سالسبری نے ۳۱ جنوری کی شام کو لنڈن کے ہوٹل میٹروپول میں فرقہ نن کنفرمسٹ کی دعوت کی موقعہ پر معاملات صیغہ خارجیہ پر تقریر کرتے وقت نامساعدت روزگار سے مجبور ہوکر ٹرکی اور مسئلہ آرمینیا کے متعلق جن الفاظ میں انگلستان کی بے بسی اور کمزوری کو تسلیم کیا ہے اُنکا خلاصہ ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی خیال دلایا جاتا ہے کہ لارڈ موصوف وزیر اعظم ہی نہیں بلکہ وزیر صیغہ خارجیہ بھی ہیں:-

"اگرچہ معاملات خارجیہ پر گفتگو کرنا صیغہ خارجیہ کے اصول و قواعد کے خلاف ہے۔ لیکن اسپیچ ہی ایک اور معاملہ کے متعلق میں کچھ بیان کئے دیتا ہوں کیونکہ اس کی نسبت جو اندیشہ ہائے مراسلتیں میرے پاس موصول ہوتی ہیں وہ سب کی سب مذہبی جماعتوں اور خاصکر فرقہ نن کنفرمسٹ کیطرف سے ہوتی ہیں۔ اخلاقی طور پر میں اس امر کو اپنے ملک کے مذہبی لوگوں کے لئے نہایت فخر کا موجب تصور کرتا ہوں کہ انہوں نے آرمینوں کی قسمت کے متعلق ایسا بڑا اور گہرا انٹرسٹ لیا ہے۔ یہ ہے کہ انہیں معاملہ میں پولیٹکل لحاظ سے کسی اور طرح پر کوئی ذاتی فائدہ نہ تھا اور نہ ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ صرف مظلوموں کی عام ہمدردی اور اُن مظالم سے نفرت کی وجہ سے کیا جارہا ہے جو وہ برداشت کر رہے ہیں اور اسلئے میں دل سے چاہتا ہوں کہ اُن لوگوں کی وہ غلطیاں رفع کر دیجائیں۔ جن میں میری رائے میں وہ بسوقت مبتلا ہو رہے ہیں۔ میری اس پہلی حد تک انکی اس ہمدردی میں جو انکو آرمینوں کے ساتھ ہے کوئی فرق نہیں آئیگا۔ البتہ انکی رائے میں جو انہوں نے اُن لوگوں کے حق میں قائم کی ہوئی ہے جنہوں نے مسئلہ آرمینیا سے تعلق ہے بہت بڑا فرق آئیگا۔ سب سے پہلا امر یہ ہے۔ کہ معتدل قسم کا تیور طرز سے لیکر سخت سے سخت انداز میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے اپنی عزت کی حلف اُٹھا کر آرمینیوں کی مدد کا ذمہ لیا ہوا ہے جسکا گویا یہ مطلب ہے کہ سلطان کو آرمینوں پر بطریق حسن حکومت کرنے پر مجبور کرنے کیلئے اس سے جنگ کرے۔ لیکن اگر وہ اُن ذمہ داریوں پر جو

اُنکے خیال میں جمنے لی ہوئی ہیں غور کرینگے تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ بہت دُور نکل گئے ہیں۔ اسبارہ میں کل عہدنامہ برلن میں صرف ایک ہی دفعہ ہے۔ اور اس میں بھی ہر شش دول عظام اسمیں نہ کہ کسی غیر شخص سے یہ اقرار کرتی ہیں کہ اگر سلطان بعض اصلاحات کو جاری کرنا منظور فرمالیں تو وہ سب ان اصلاحات کی نگرانی کرینگے پس یہی کل بات ہے جو عہدنامہ مذکور میں مندرج ہے۔" (ناظرین کو یاد ہوگا کہ جس پامفلٹ کو اب بحالت مجبوری لارڈ موصوف نے ظاہر کیا ہے اُسے ہم کئی مہینے ہوئے مفروضہ مظالم آرمینیا کے مضمون میں جو بصورت رسالہ شائع ہوگیا ہے مشکل بیان کر چکے ہیں اڈیٹر +

"دوسری دستاویز جسکا حوالہ دیا جاتا ہے عہدنامہ قبرس ہے مگر میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگ اس معاہدہ کا کس منہ سے حوالہ دیتے ہیں۔ اس میں تو انگلستان کے اس امر کا ذمہ لینے کا ذرہ بھی اشارہ نہیں پایا جاتا کہ وہ سلطان کی مظلوم رعایا کی حمایت میں کوئی عملی یا جنگی مداخلت کریگا۔" (قبرس کے معاہدہ پر بھی ہو لنسکے اُسی مضمون میں مفصل بحث ہو کر یہی نتیجہ قائم کیا جا چکا ہے) +

"میں یہ سب باتیں پورے تیقن کے ساتھ کہہ رہا ہوں کیونکہ عہدنامہ قبرس کا مسودہ خود مینے ہی تیار کیا تھا۔ اور عہدنامہ برلن کی ۶۱ دفعہ کے بنانے میں بھی میں شریک تھا۔" (لارڈ موصوف جنگ روس و روم کیوقت بھی وزیر خارجیہ تھے۔ اڈیٹر) +

"دوسرا امر یہ ہے کہ لوگوں نے اُس مہیب آفت اور لعنت کی اصل ماہیت کے سمجھنے میں غلطی کی ہے جو گذشتہ ماہ نومبر و دسمبر میں غریب آرمینیوں پر وارد ہوئی جو اصلاحیں تجویز کی گئی ہیں وہ بہت عمدہ ہیں اور آخر کار سلطان نے انکو منظور کر لیا ہے۔ مگر کوئی بھی اصلاحیں اُسملک میں جہاں عمدہ حکومت موجود نہ ہو دو ہی مہینے میں عمدہ حکومت پیدا نہیں کر سکتیں انکے موثر ہونے کیلئے وقت درکار ہوتا ہے۔ بیشک مہذب ممالک میں بھی اُنکے واسطے وقت کیضرورت ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ ایسے ملک میں جہاں نہایت سخت متعصب اور وحشی جماعت موجود ہو۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ اصلاحات مذکور رفتہ رفتہ بہت مفید اثر پیدا کرینگی۔ لیکن یہ توقع رکھنا کہ قانون دو مہینوں میں ہی لوگوں کی نفسانی حالت کو بدلدیگا یہ امر محال کی خواہش کرنا ہے۔ البتہ ان دو مہینوں میں جو کچھ انکا اثر ہوا ہے وہ یہ ہے مسلمانوں نے خدا معلوم کیوں اور کسطرح یہ سمجھ لیا کہ انکی سلطنت خطرہ میں ہے۔ اور جو قوم انکی محکوم تھی وہ حاکم بنائی جا رہی ہے اُنکے دلوں میں اس خیال کا بیٹھنا تھا کہ وہ مظالم ٹوٹ گئے جنکا چنگیز خان اور تیمور کے بعد کبھی نام تک بھی نہ سنا گیا تھا مگر تمہیں اسپر تعجب نہ ہونا چاہئے۔ آخر یہ لوگ بھی تو چنگیز خان اور تیمور کی نسل سے ہیں۔ اور اس مذہب کے معتقد ہیں جسنے دنیا میں اگرچہ اعلیٰ درجہ کی تہذیب اور شائستگی پھیلائی ہے۔ مگر جو دنیا کے سب مذاہب سے بڑھکر ظالم اور خونخوار بنایا جا سکتا ہے۔ ایک ترک۔ اوپر ہر مسلمان اور اسپر جوش مذہبی سے مشتعل ہونیکے باعث انہوں نے وہ وہ ظلم و ستم کئے کہ مسیحی دنیا سکتہ کے عالم میں ہو گئی۔" لارڈ صاحب شاید اپنی اور ہسپانیہ۔ روس اور امریکہ وغیرہ کی مسیحانہ



سلطان مراد کا استقبال

کر تو میں ہول گئے ہونگے۔ اڈیٹر)

"بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ سب کچھ سلطان اور اُسکی گورنمنٹ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اکثر واقفکارون کا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن میری رائے میں اگر یہ سلطان کی حکومت واقعی کمزور۔ کم بخت۔ بودی اور بے طاقت ہے۔ مگر یہ خیال کرنا محض وہم ہے کہ اُس نے سوچ سمجھ کر ان ظلموں کے ارتکاب کا حکم دیا ہے میری رائے میں ایسا گمان کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ محض جوش مذہبی اور تنافر قومی نے نہایت مکروہ اور ظالمانہ شکل اختیار کرکے کم بخت آرمینیوں پر یہ دل ہلا دینے والی اور سخت ہولناک تباہیاں اور ظلم وستم برپا کئے تھے۔ تم شاید مجھ سے اب یہ سوال کرو کہ یورپ نے کیوں دست اندازی نکی؟ اسکیلئے میں صرف انگلستان کی طرف سے جواب دیسکتا ہوں۔ یار کہو اصلاحوں پر زور دیتی یا مداخلتی مراسلتین بھیجتے وقت تم سلطان کو خفیف خفیف سے نقصانات پہنچانے کی دھمکی دیسکتے ہو۔ یعنے یہی کہ ادھر اُدھر چند پرسٹ خانوں پر قبضہ کرلیا۔ یہی ہم کرہی سکتی ہیں لیکن اگر تمہیں ایک ساری کی ساری تعصب بھری قوم کے ایک دوسری ایسی قوم کی مخالفت میں کھڑے ہوجانے سے سابقہ پڑے جسکے ساتھ اُسکی صدیوں سے سخت عداوت چلی آتی ہو یا ایسی قوم کیواسطے کارروائی کرنی چاہو جو کنارہ سمندر سے سینکڑوں کوس اندر اور پہاڑوں پر آباد ہو۔ تو اسوقت اگر تم یہ خیال کرو کہ انگلستان کا ہاتھ وہاں پہنچکر اسکی سستی کو دور یا کسیقدر خفیف کردیگا تو تم سخت دھوکہ میں ہوگے یہ امر کسی عیسائی طاقت کے جنگی قبضہ کرلینے سے ظہور میں آسکتا ہے لیکن انگلستان میں وہاں پر قبضہ کرلینے کی طاقت نہیں ہے۔ مسٹر گلیڈسٹون نے ایک خط میں بیان کیا ہے۔ کہ انگلستان پانچ چھ ٹرکیوں یعنے پانچ چھ سلطانوں کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ مگر یہ لغو اور فضول بات ہو۔ ہان سلطان کسی سمندر میں اگر ہماری مقابلہ پر آجاوے۔ تو بیشک ہم اُس جیسے پانچ چھ کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ لیکن سلطان اگر جبل دروان کے قریب قصبہ تولارلیس میں ہو یا آرمینیا کے ناقابل گذر پہاڑوں پر ہو جہاں کے باشندے نہایت ہی سخت مزاج اور غازی ہیں تو پھر مقابلہ کا نام لینا ہی فضول ہو۔ انگلستان اکیلا ان صوبوں پر کبھی قبضہ نہیں کرسکتا۔ اسپر تم غالباً یہ کہوگے کہ پھر یورپ نے کیوں ایسا نہیں کیا؟ کہو اب تمہیں یورپ سے پوچھنا چاہئے۔ مگر خیر میں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ دول عظام کہتی ہیں کہ سلطان کی نیت نیک ہے وہ خود رفتہ رفتہ انتظام کرلینگے۔ ہم میں سے کوئی بھی آرمینیا پر قبضہ نہیں چاہتا۔ اس کام کو سلطان العظم ہی پورا کرسکتے ہیں۔ بہرکیف میں اُنکی اس رائے پر کوئی راہ زنی نہیں کرسکتا۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہو ممکن ہے کہ غلط ہو البتہ اس امر سے بہت کچھ حوصلہ بندھتا ہے کہ پچھلے دو تین مہینوں سے کشت وخون بند ہوگیا ہے۔ ایشائی سلطنت کے مختلف مقامات میں فوجیں جمع ہوگئی ہیں۔ جو کردوں اور ترکوں کے جوش کے روکنے میں ابتک کامیاب رہی ہیں ہر جگہ لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوگئے ہیں۔ اور یہ ہر پچھلے دنوں جیسا امن قائم ہوتا جاتا ہے۔ گو مجھ کو ان آثار پر چنداں بھروسہ نہیں تاہم میں خوش ہوں کہ دول عظام کو جو توقع تھی وہ پوری ہورہی ہے۔ المختصر جو لوگ ان صوبوں میں امن کی بحالی چاہتے ہیں انہیں دول عظام کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کرنی چاہئے۔ اگر تم اسکے ساتھ ملکر کارروائی کرنا نہیں چاہتے تو بالضرور تم کو انکی

مخالفت میں عمل کرنا پڑیگا۔ جس سے وہ ہولناک تباہیاں اور مصیبتیں حادث ہوجائیں گی۔ جن کے سامنے مظالم آرمینیا بھی ہیچ ہونگے۔" +

یہ وہی لارڈ سالسبری ہیں جنکو جب یہ یقین تھا کہ ٹرکی کا کوئی معاون نہیں تو بڑے جوش وخروش سے اسکی جنگی کارروائیوں کی دھمکی دیتے تھے۔ اور اب جو یورپ کا رُخ بدلا ہوا دیکھا تو انہیں معاہدوں کو جو کبھی دھمکانے اور کبھی دق کرنے کا بہانہ بنے ہوئے تھے۔ انگلستان کے ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے اور اُس کی کمزوری کا اعتراف کرتے ہیں۔ لارڈ صاحب کا ایک ایک لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ نہایت مجبوری اور لاچاری کیوجہ سے ٹرکی کا پیچھا چھوڑتے ہیں۔ ورنہ جو کچھ اُنکے دل میں برچھیاں چبھ رہی ہیں انکا دل ہی جانتا ہے بتاریخ دینی زویلا کے سلجھتے ہوئے نظر آتے ہی فرقہ لبرل اور یادریوں نے تو اب پھر اس مسئلہ کو بڑے زور شور سے چھیڑنا شروع کر دیا ہے مگر فرقہ کنسرویٹو گو دل سے انکی رائے کے مخالف نہیں) جسکے ہاتھ میں اسوقت عنان حکومت ہے۔ کئی ایک نکی مصلحتوں کو ملحوظ رکھکر اس سے کنارہ کش ہو رہا ہے۔ اور واقعی یہ اوسکی دور اندیشی اور تدبر کی ایک کامل دلیل ہے۔ خدا کرے اُسے یہ ہوش بھی آجائے کہ قبضہ مصر ہی کل فسادوں کی جڑ ہے اور اس کیل کو چھوڑ کر وہ اس دریائے مواج سے الگ ہوجائے۔ ورنہ قرائن بتا رہے ہیں۔ کہ یہ پورانا مواد اب جلد پھوٹنے والا ہے۔ جس کے تعفن سے خدا معلوم کتنی سلطنتوں کے دماغ پراگندہ ہونگے۔ +

ہفتہ مذکور کی مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲۔ مارچ ۱۸۹۶ء

مسئلہ آرمینیا پھر چھڑتا نظر آتا ہے

ناظرین اس عنوان کو دیکھکر غالباً چونک اٹھینگے۔ کہ الٰہی خیر ہم تو شروع دسمبر سے جبکہ تنازعہ دینی زولا اوّل اوّل شروع ہوا تھا برابر سن رہے تھے کہ آرمینیا کا فساد رفع دفع ہوگیا ہے۔ دوسری طاقتین ابتدا ہی سے انگلستان کے ساتھ صرف نمائشی طور پر شریک تھیں۔ خود انگلستان کو سر پر ہی جب ٹرانسوال اور دینی زولا کا طوفان اُمڈ آیا تو لارڈ سالسبری نے صاف صاف الفاظ میں کہدیا کہ ہم اکیلے اسمعاملہ میں کچھ نہیں کرسکتے اور سب سے بڑھکر اس معاملہ کے نپٹ جانیکا ثبوت یہ تھا کہ انگریز پادریوں اور چند متعصب سربرآوردہ مدبروں نے آرمینی عیسائیوں کی حمایت میں شور مچانا اور گورنمنٹ کو اُکسانا چھوڑ دیا۔ پھر نئے سرے سے مسئلہ آرمینیا کا چھڑجانا چہ معنی دارد۔ +

لیکن ناظرین اگر اُن تمام مضامین کو جو ٹرکی کے تعلق "وکیل" میں شائع ہوتے رہے ہیں بغور ملاحظہ فرماتے رہے ہونگے تو انہیں اس امر کا بالضرور یقین ہوگیا ہوگا کہ انگلستان بنی نوع انسان کی ہمدردی یا عیسائی رعایائے سلطانی کی خیرخواہی کی وجہ سے اس معاملہ کا محرک نہیں ہوا تھا۔ عیسائی سلطنتیں انگلستان ہو یا روس۔ فرانس ہو یا پروس سب کی سب

بنی نوع انسان کی ہمدردی کو صرف کمزوروں کے دبانے اور ہم پلہ مخالفین کو بس چلے پر زک دینے کے لئے اپنا ایک آلہ سمجھے ہوئے ہیں۔ +

اور یہ اگرچند مفسد طبع اشخاص جو حسب اقتضائے وقت کبھی ہمدردی بنی نوع انسان اور کبھی مذہبی پیشوا اور مجتہد ہونے کے مدعی بن جاتے ہیں۔ عام پبلک میں اپنی زہر آلود تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ جوش پھیلانے سے گورنمنٹ کے ہاتھ میں دیدیتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعی چند ایسے جنونی اشخاص بھی ہوتے ہیں جو کسی پولیٹیکل امر کو مدنظر رکھ کر بغیر صرف تعصب مذہبی سے ہی اپنی گورنمنٹ کو مخالف مذہب کی اقوام سے گتھم گتھا ہونے پر اکساتے اور ابھارتے ہیں۔ جیسے کہ حال ہی میں امیر صاحب کو فتح کافرستان سے باز کہنی کیلئے انگلستان اور ہند میں شور و غوغا برپا کیا گیا۔ لیکن اس قسم کی تحریکوں اور بے سوچی سمجھی ایجی ٹیشنوں کی طرف نہ تو در اصل گورنمنٹ کی پالیسی محرک نہ ہوئی ہو مطلقاً کوئی توجہ نہیں کی جاتی اور اس بے توجہی کی وجہ سے وہ خود بخود تھوڑے عرصہ میں مدہم پڑ جاتی ہیں برخلاف اسکے جو ایجی ٹیشن گورنمنٹ کے بالواسطہ یا بلاواسطہ ایما سے شروع ہوئی ہو وہ مین اس کی پالیسی کے زیر و بم کے موافق بڑھتی گھٹتی یا معدوم ہو جاتی ہے اور یہی کیفیت بعینہ اس ارمنی شورش کی ہے۔ +

سات آٹھ مہینے گذرے ہیں کہ یہ معاملہ سخت نازک ہو رہا تھا اور کل اسلامی اخبار گورنمنٹ انگلشیہ کو پرانے تعلقات یگانگت و یکجہتی یاد دلا کر باغی آرمینیوں کیلئے سلطنت روم کیا تھ بگاڑ نہ کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ مگر انہی دنوں میں "وکیل" نے ان سب کی اس غلط فہمی کو کہ انگلستان ترکوں سے آرمینوں کے باعث بگڑ رہا ہے صاف صاف الفاظ میں دور کر دیا تھا اور ظاہر کیا تھا کہ انگلستان در اصل کسی پولیٹیکل رنجش کے باعث سلطان کو دق کر رہا ہے اسوقت تو ہم ملک مصر کو ہی وجہ رنجش خیال کرتے تھے۔ مگر اب ہز ہائینس خلیل رفعت پاشا وزیر اعظم اور نکھرام مراد بے سابق کمشنر کونسل قرضہ عثمانیہ کے بیانات سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ مسئلہ خلاء مصر کے علاوہ اور بھی بہت سے موجبات عناد موجود ہیں۔ +

بات در اصل یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ جنگ کریمیا کے بعد سے ٹرکی کے متعلق انگلستان کے خیالات ہندوستان کے عدم یا طمع ملک گیری کی بدولت بتدریج بدلنے شروع ہو گئے اور جیسا کہ ایک وقت میں وہ اسکا دلی رفیق تھا ویسا ہی رفتہ رفتہ باطن میں اسکی تخریب کے درپے ہو گیا۔ مگر گذشتہ جنگ روم و روس تک اسکا یہ عندیہ ترکوں پر ظاہر نہ ہونے پایا وہ آخر وقت تک یہی سمجھتے رہے کہ انگریز ضرور ان کی امداد کرینگے۔ مگر جونہی دسی افواج دار الخلافہ تک پہنچ گئیں۔ اور انگریزوں کی زبان سے کوئی حوصلہ بخش کلمہ نہ سنا گیا تو سلطان نے سخت سے سخت اور ذلیل سے ذلیل شرائط پر مجبوراً اپنی جانی دشمن سے صلح کر لی۔ مگر اسکے ساتھ ہی تقریباً تمام ترکوں کے دلوں میں انگریزوں کی جانب سے گرہ بیٹھ گئی اور جو تھوڑی سی عرصہ بعد انگلستان کی جزیرہ قبرس پر قریباً قابو پانے اور برلن کانفرس میں صوبجات بوسینا اور ہرزی گوینا

آسٹریا کو دانیوب سے اور بھی زیادہ مضبوط ہو گئی۔ مگر سلطان اپنی کمزوری اور چوطرفہ دشمنوں کے نرغہ میں گرفتار ہونے کی وجہ سے انگریزوں کے ساتھ کھلم کھلا بگاڑ نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے دل ہی دل میں کدورت کا مادہ روز بروز زیادہ ہوتا گیا۔ ادھر انگریز اپنی مخالفانہ کارروائیوں میں قدیمی رفاقت کے تمام پاس و ادب کو آخری الوداع کہکر یہانتک بڑھے کہ جون ۱۸۸۲ء میں ایک عثمانی شہر اسکندریہ کو گولہ باری سے برباد کر دیا۔ پھر کل ملک مصر پر بلا اجازت سلطان قابض و متصرف ہو گئے +

انگلستان کی یہ سینہ زوری اور غداری دیکھکر سلطان المعظم نے روس اور فرانس کیساتھ دوستانہ تعلقات قایم کرنے شروع کر دیئے۔ اور بالآخر جرمنی کیساتھ اسکو ایک ایسی سلطنت پاکر جسے سلطنت روم کے زوال سے بذات خاص کوئی نفع نہ پہنچتا تھا نہایت ہی گہرے تعلقات قایم کر لئے اپنی فوجی افسروں کو اسکی فوج میں بھیجنا شروع کر دیا۔ اور سلطنت عثمانیہ میں تمام بڑے بڑے کاموں یعنے ریلوے لائینوں وغیرہ کے اجارے جو خاص ملکی سرمایہ سے تیار نہیں ہو سکتے تھے بالعموم جرمنی سوداگروں اور خاص خاص فرانسیسی کمپنیوں کو دینے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی اپنی سلطنت کی فوجی مالی۔ ملکی اور زراعتی حالتوں کی درستی اور اصلاح میں ایسی مستعدی سے مشغول و مصروف ہوئے کہ چند برسوں میں اسی بیمار سے تندرست اور تندرست سے مضبوط کر دیا + اب یہ دونوں امور ایسے ہیں کہ اپنی جدید پالیسی کی وجہ سے انگلستان انکو کبھی ظہور میں آیا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اول تو وہ یہی نہیں چاہتا تھا کہ ٹرکی میں ریلوں کی اجرا۔ کانوں کے کھودے جانے اور نہروں اور پلوں کی توسیع ہو لیکن بہ امر مجبوری اگر یہ ترقیان رک ہی نہ سکیں تو اسکے خیال کے مطابق یہ سب کام انگریزوں کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں تھے۔ اور ٹرکی میں سوائے انگریزی سرمایہ اور انگریزی قوم کے اور کسی کو دخل ہی نہیں ملنا چاہئے تھا مگر سلطان المعظم انگریزوں سے کچھ ایسے بیزار ہو گئے ہیں کہ جدید اجاروں کا عطا کرنا تو درکنار وہ حتی الامکان ان کے پرانے ٹھیکوں اور پٹوں کو بھی منسوخ کرتے چلے جاتے ہیں یہی رنجش کی بہت بڑی وجہ ہے۔ جس کا بدلہ مسلہ آرمینیا کی شکل میں لیا جا رہا ہے - +

اسیطرح سے انگلستان یہ امر ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ ٹرکی کو اپنی طاقت سنبھالنے اور مضبوط کرنے کیلئے کافی وقت یا مہلت دیجاوے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جب تک ترکی کمزور ہے اُسوقت تک فرانس اور روس اُسے ہرگز مصر سے باہر نہیں نکال سکتے لیکن اگر سلطان المعظم کو بیرونی اور اندرونی خرخشوں اور کھٹکھٹوں سے چند ایک برس کا وقفہ ملجاوے تو وہ اس اثنا میں اپنی طاقت ایسی زبردست بنا لینگے کہ انگریزوں کو مصر اور قبرس کا نام لینا بھی مشکل ہو جاویگا۔ اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جنکی وجہ سے دونوں سلطنتوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے سخت کدورتیں بیٹھی ہوئی ہیں +

پچھلے دنوں جو مسلہ آرمینیا کا جوش و خروش سرد ہو گیا تھا اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ انگلستان کو کوئی ایک ناگہانی مصیبت کا سامنا آپڑا تھا جسنے مشکل ضد اضد اکر کے اُسنے اپنا بہت کچھ بھیجا چھوڑ دیا ہے۔ اور اب ان مصائب سے مخلصی پاتے

ہی وہ مسئلہ آرمینیا کو پھر چھیڑنا چاہتا ہے۔ ملکہ معظمہ کی ۱۱۔ فروری والی تقریر کے ایک دو فقرات سے تاڑنے والے تاڑ گئے تھے۔ کہ یہ قضیہ ابھی انجام کو نہیں پہنچا۔ بلکہ انگلستان ایسا جلا بھنا بیٹھا ہے کہ موقعہ ملتے ہی وہ پھر سلطان کو تنگ کرنے پر آمادہ ہو جاویگا۔ خوبی قسمت سے امریکہ کے چند خیر خواہ ممبران پارلیمنٹ کی تجویزیں اور بھی سونے پر سہاگہ کا کام دے رہی ہیں ۲۴۔ جنوری کو مسٹر کال صاحب نے صوبجات متحدہ امریکی کی پارلیمنٹ (سینیٹ) میں یہ ریزولیوشن پیش کیا۔ کہ امریکہ ٹرکی سے خواہ جنگ کر کے خواہ اسی صلح صفائی سے سمجھا کر اسبات پر مجبور کرے کہ وہ آرمینیوں کے کشت وخون کو بند کر دے۔ ایک اور ممبر نے اس کی تائید کر کے کہا "خرپوت میں امریکن مشن کا کالج چالیس لاکھ روپیہ کی مالیت کا برباد کیا گیا ہے پادری وغیرہ جان بچانے کیلئے بھاگنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اگر یہ سلوک کسی اہل سلطنت کی رعایا کے ساتھ ہوتا تو وہ فوراً ٹرکی سے اعلان جنگ کر دیتی۔ امریکہ کو اس معاملہ میں انکی تقلید کرنی لازمی ہے" ان متعصب ممبروں کی تجویز و تائید پر کوئی غور نہ کیا گیا۔ اور وہ باتفاق رائے مسترد کیگئی۔ لیکن سینیٹ خارجیہ کی کمیٹی کا یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ "گورنمنٹ امریکہ امید کرتی ہے۔ کہ دول یورپ عہدنامہ برلن کی شرائط متعلقہ آرمینیا کو پورا کرانے کی کوشش کرینگی" ہوس آف ریپریزنٹیٹو نے بھی ۲۶ ووٹوں کی مخالفت اور ۱۴۶ ووٹوں کی تائید سے ۲۷۔ جنوری کو سینیٹ کے اس ریزولیوشن کو منظور کر لیا۔ +

اسی موخر الذکر تاریخ کو ایک پادری صاحب نے سینیٹ سے آرمینیوں کی امداد کی استدعا کر کے کہا کہ تمام عیسائی طاقتوں کو بیدار و متفق ہونا اور سلطان کو اپنی خون آلود تلوار کے نیام میں کرنے پر مجبور کرنا نہایت ضروری ہے اسی طرح ایک اور جنون مجسم نے پارلیمنٹ میں یہ تجویز پیش کی کہ ٹرکی سفیر متعینہ واشنگٹن کو ٹرکی واپس بھیجدیا جاوے مگر مسٹر ہٹ صاحب میر مجلس فارین کمیٹی نے صاحب بہادر کو متنبہ کیا کہ ہوش کرو۔ اگر ٹرکی سفیر واپس گیا۔ تو امریکن سفیر اور تمام امریکن قونسلوں کو بھی اسی دم ٹرکی سے نکلنا پڑیگا۔ اور اسصورت میں ان قونسوامریکن رعایا کا جو سلطنت عثمانیہ میں سکونت پذیر ہیں بتاؤ کیا حال ہوگا +

ٹائمز آف لنڈن کا امریکن نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہ صرف چند جنجیوں کی شورش ہے۔ تقریباً کل امریکن مسئلہ آرمینیا میں مداخلت کرنے کے سخت مخالف ہیں اور اُن کو ان تجاویز سے کوئی ہمدردی نہیں ہے اور اسبات کی بہت کم توقع ہے کہ پریسیڈنٹ کلیولینڈ سینیٹ کی پاس کردہ تجاویز کو ووٹ دیکر یا اس پر دستخط کر کے منظور کرینگے۔ +

مگر اس میں شک نہیں کہ تنازعات ٹرانسوال اور وینی زولا سے فراغت ملنے اور ان چند امریکن جنونیوں کی شورش نے انگریزی گورنمنٹ اور انگریز عامیان آرمینیا کو اس قضیہ نامرضیہ پر پھر شور و فتر کرنے کا موقعہ اور جرأت دلا دی ہے چنانچہ ڈیوک آف ویسٹ منسٹر نے جو آٹھ مہینے خواب خرگوش میں ہی پڑے سو رہے تھے۔ ۲۵۔ جنوری کو بمقام چشائر ایک عام جلسہ کی صدارت کر کے یہ ریزولیوشن پیش کیا کہ "ہماری گورنمنٹ کو اس کشت وخون کو بند کرانے کیلئے جو بالعالی آرمینیا میں

کر رہا ہے کوئی کوشش فروگذاشت نہیں کرنی چاہئے۔ معاہدوں کی رو سے انگلستان بالعالی سے اصلاحات جاری کرانیکا پورا پورا ذمہ دار ہے۔ ہم ہر روز دیکھ رہے ہیں (نقل کفر کفر نباشد) وہ شیطان بشکل انسان سلطان آئے دن تباہی پر تباہی کر رہا ہے۔ مجھے سر فلپ کری نے کہا ہے کہ ترکی وزراء سلطان کے ہاتھ میں محض کٹ پتلیاں ہیں اور اُسکے حکم کے بغیر کچھ نہیں کیا جاتا۔" +

اُسی تاریخ کو مسٹر جیبرلین صاحب وزیر نوآبادی ہائے انگلستان اپنی تقریر میں وینی زولا پر بحث کرتے وقت مسئلہ آرمینیا کے متعلق امریکہ کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں۔" مظالم آرمینیا پر اس ملک اور صوبجات متحدہ میں سخت ناراضگی اور مظلوموں کیساتھ نہایت ہمدردی ظاہر کی گئی ہے۔ کاشکے کہ ہم دونوں ملک جنوبی امریکہ کے ایک چھوٹے سے ملک کے خفیف تنازعہ سرحد کو چھوڑ دیں اور ایک دوسرے کے ساتھ متفق اور یکدل ہو کر ترکی ظلم ستم اور بے جا تعدی و تعصب کے مظلوموں کیواسطے وہ مراعات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جنکے واسطے ہم اب تک لاطائل کوشش کرتے رہے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہماری تمام کوششیں رائیگان گئی ہیں اور آرمینیا کی حالت ویسی ہی پُرخطر اور یورپ کے لئے باعث ننگ ہے جیسی کہ پہلے تھی۔"

ہم امید کرتے ہیں کہ اگر مسٹر سوصوف کو ٹائیز کے کارسپانڈنٹ کا خط اس تقریر سے پہلے ملجاتا تو وہ امریکہ یا پریسیڈنٹ امریکہ کی نسبت یہ توقع بیہودہ تقریر نہ کرتے کہ وہ ٹرکی کے برخلاف انگلستان کا ساتھ دینا منظور کرینگے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ روم و روس کے جدید معاہدہ سے انگلستان اور بھی جل گیا ہے اور وہ ضرور کسی نہ کسی سلطنت کو ساتھ ملاکر روم کو ننگ کرنے کی کوشش کریگا۔ جسکا انجام بہرکیف دونوں سلطنتوں کے لئے اچھا نہ ہوگا۔ اور قیاس گواہی دیتا ہے کہ اگر اب انگلستان نے روم سے چھیڑ خانی شروع کی تو ضرور نوبت بجنگ پہنچ جائیگی۔ جسکے واسطے انگلستان ابھی تک تیار نہیں۔ کیونکہ اس جنگ میں روس اور فرانس ضرور ٹرکی کے معاون ہونگے اور ان دونوں سلطنتوں کی مجتمع بحری طاقتوں کا انگلستان کی بحری طاقت مقابلہ نہیں کرسکتی اسکے پاس اسوقت ۲۹ درجہ اول کے اور ۱۲ درجہ دوم کے جنگی جہاز ہیں اور ان دونوں کے پاس ۸۰ درجہ اول کے اور ۳۰ درجہ دوم کے ہیں یعنے ۳۷ جہازوں کی کمی ہے اور علاوہ اس کمی کے انگلستان کے اکثر جہاز پرانے ہیں اور ان دونوں کے عموماً نئے بلکہ فرانس کے چند درجہ دوم کے جہاز انگلستان کے کئی اول درجہ والوں سے بہتر ہیں۔ علاوہ ازیں صرف اُس کی جہازی توپیں ہی پرانی قسم کی نہیں ہیں بلکہ بڑی توپخانوں میں بھی انگریزی توپیں ہلکے گولوں کی ہیں صرف یہی نہیں بلکہ تعداد میں بھی اسقدر تھوڑی ہیں کہ ایک ہزار فوج پیدل نظام کے حصہ میں صرف چار چار آتی ہیں اور دو لاکھ والنٹیر اور ملیشیا فوج کے لئے ایک بھی موجود نہیں +

ہفتہ مختتمہ ۹ مارچ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن - ۲۸ - فروری - ہوس آف کامنز میں مسٹر کرزن نے بجواب سوال کہا کہ کسی اہمی طاقت نے کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کی کہ انگلستان مصر کو جلد خالی کردے - +

قسطنطنیہ - ۲۹ - فروری - کارا تھیوڈوری پاشا گورنر کریٹ نے اسوجہ سے استعفا دیدیا ہے کہ اُسکی تفویض میں کاروبار چلانے کے لئے کافی روپیہ نہیں ہے جزیرہ میں حالت بہت متوش ہے - +

لنڈن - ۳ - مارچ - ٹائمز کا کارسپانڈنٹ قاہرہ سے لکھتا ہے کہ انگلستان کے مصر خالی کردینے کے مسئلہ پر یہاں کھلم کھلا بحث مباحثہ ہو رہا ہے اور اس سے تجارت پر بُرا اثر پڑ رہا ہے تقریباً سب سرکردہ دیسیوں کی رائے تغیر حالت کے مخالف ہے - خدیو بھی انگریزوں کے ساتھ بہت ہی گھلے ملے ہوئے ہیں - +

لنڈن - ۴ - مارچ - روٹر کا کارسپانڈنٹ قسطنطنیہ سے خبر دیتا ہے کہ وہاں یہ عام یقین ہے کہ سرحد مصری مسئلہ پر بحث مباحثہ نہیں کیا جاویگا - +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

اعلیحضرت امیر المومنین سلطان المکرم نے ایک نہایت خوبصورت عربی گھوڑا پریسیڈنٹ فرانس کو ایک اور گھوڑا افزائش نسل کے لئے فرانس کے سرکاری سٹڈ کو تحفتہً ارسال کیا ہے - +

اعلیحضرت نے ملکہ معظمہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ مظالم آرمینیا کے متعلق جو افواہیں مشہور ہو رہی ہیں وہ سب بدطینت لوگوں کی گھڑی ہوئی ہیں - ابتدا خود آرمینیوں نے کی کہ مسلمانوں کو مسجدوں میں نماز پڑھتے ہوئے قتل کرنا شروع کردیا - گورنمنٹ عثمانیہ نے اب ہر مگہ امن قائم کرلیا ہے - صرف زیتون میں کچھ شورش باقی ہے

ٹائمز آف لنڈن رقمطراز ہے - کہ زیتون میں امن قائم ہوجانے کی کامل اُمید ہوگئی ہے کیونکہ ترک اب لڑائی سے دل برداشتہ ہوگئے ہیں - بیماری اور معرکوں میں اب تک اُنکے چھ ہزار سپاہی ضائع ہوچکے ہیں - الایان زیتون نے ممالک اجنبیہ کے قونسلوں کو اطلاع دی ہے کہ ہم ہتھیار رکھ دینے پر بالکل تیار ہیں بشرطیکہ ہمپر عیسائی گورنر مقرر کیا جاوے - +

ایم سٹولاف، وزیر اعظم بلگیریا نے بارگاہ سلطان میں حاضر ہوکر بلگیرین قوم کی وفاداری اور فرمان برداری

کا یقین دلایا۔ اور التماس کی کہ صوبجات کی درستی انتظام کیلئے جو کارکن کمیٹی اصلاحات مقرر کی گئی ہے اُس میں ایک بلگیرین بھی شامل کیا جاوے۔ اعلیحضرت نے اس درخواست پر غور کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ +

سفرائے ممالک غیر نے ایک جلسہ کرکے باتفاق رائے یہ منظور کر لیا ہے کہ چونکہ اعلیٰ حضرت روسی سفیر ایم نیلیڈوف کے سوائے اور کسی کی بات پر توجہ نہیں فرماتے اسلئے اصلاحات آرمینیا کے متعلق تمام خط و کتابت بوساطت سفیر موصوف بالعالی اور بارگاہ ہمایوں سے کی جایا کرے۔ +

ارمنی کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے بطریق اعظم کو جو گذشتہ شورشوں کا ایک محرک ہوا تھا استعفی ہونے پر مجبور کریں مگر وہ ہٹتا نہیں مانتا۔ +

گورنمنٹ امریکہ کا جہاز ڈاک دردانیال پر پڑا ہوا ہے داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی۔ گورنمنٹ عثمانیہ تو شاید اجازت دیدیتی مگر روس نے روک دیا ہے۔ +

ٹائمز کا کارسپانڈنٹ عراق عرب سے لکھتا ہے کہ یہاں عیسائی اور مسلمانوں میں بڑا اتفاق ہے لیکن کردوں نے اس علاقہ پر بھی یورش کرنی شروع کر دی ہے۔ +

لنڈن کی کمیٹی امداد آرمینیان کو لارڈ سالسبری نے اطلاع دی ہے کہ سرفلپ کرسی نے مجھکو ۳۔ فروری کو تار بھیجا ہے کہ موش میں بہت سے خانمان بھوک سے مر رہے ہیں انکے لئے نہ روپیہ ہے اور نہ کوئی کام ہے۔ +

گورنمنٹ مصر نے فلاحین (کاشتکاروں) کو سود خواروں کی دست برد سے بچانے کیلئے سردست بطور آزمائش ہزار پونڈ منظور فرمائے ہیں کہ جا حتمند کاشتکاروں کو دو پونڈ سے لیکر دس پونڈ تک ۶ فیصدی سود سالانہ کی شرح سے قرض دیا جاوے۔ سود خواروں کی شرح ۳۶ سے لیکر ۷۲ فیصدی تک ہے +

ڈیوک آف آرگائل نے مکہ معظمہ کی تقریر پر مباحثہ کرتے ہوئے لارڈ سالسبری کی تقریر کے جواب میں فرمایا کہ عنقریب اُن ذمہ داریوں کو بیان کرینگے جو انگلستان نے ٹرکی کی عیسائی رعایا کی نسبت اُٹھائی ہوئی ہیں اس ٹیٹھ کے بھی کیا کہنے آپ شاید کسی پہاڑ کی کھوہ میں سے اب کوئی نیا عہدنامہ نکالینگے۔ +

سلطان المعظم نے روم کے پیٹر پارک کو ۵۰ ہزار اور آرمینیا کے پیٹر پارک کو ۴۰ ہزار قرش عطا کئے +

نصرت پاشا گورنر بغداد کی ترقی دینے کے متعلق وزیر اعظم نے ایک مفصل یادداشت لکھ کر سلطان المعظم کی خدمت میں ارسال کی ہے۔ +

جرمن کے ایک مشہور مصنف مسٹر ربیر نے جسنے کئی سال مصر میں رہکر تمام حالات سے پوری واقفیت حاصل کی اب ایک کتاب لکھی ہے جس میں اُس نے نہایت تفصیل کے ساتھ دکھلایا ہے کہ مصر کی حالت انگریزوں کے قبضہ سے پہلے کیا تھی اور اب کیا ہے۔ اُسنے ہر صیغہ کے متعلق انگریزوں کی غیر انصافانہ کارروائیوں کو نہایت

وضاحت سے لکھا ہے اور سرکاری کاغذات کے حوالہ سے ثابت کیا ہے۔ کہ مصر میں عربی پاشا نے جو بغاوت کی تھی وہ بھی انگریزوں کی تحریک سے ہوئی تھی اس کتاب کا عربی اور فرانسیسی زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے اور اس کتاب کے شائع ہونے سے تمام جریدہ پبلک مسئلہ مصر کی طرف متوجہ ہو گئی ہے جرمن اخبارات انجلل نہایت زور شور سے اس مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں اور سب اس امر پر متفق ہیں کہ تمام یورپ کو مل کر مصر کو انگریزوں کے قبضہ سے نکالنا چاہئے ۔ +

درویشوں نے جو فساد کیا تھا اسکا استیصال ہوتا جاتا ہے۔ شعبان کے مہینہ میں فیضی پاشا اور نعیم پاشا بارہ بٹالینوں کے ساتھ اکم مقامات پر پیش بن گئے۔ تمام درویشوں نے خود حاضر ہو کر اسلحہ جنگ حوالہ کر دیئے۔ تیرہ دن تک سلحانی فوجیں ان مقامات میں برابر دورہ کرتی رہیں۔ جب ہر طرح سے امن ہو گیا تو واپس آئیں +

محکمہ بحریہ کے ایک افسر حسین آفندی نے ایک نئی اسکیم وزیر اعظم کی خدمت میں پیش کی ہے جس میں بہت سے فوائد ہیں۔ اس اسکیم پر اگر عمل کیا جاوے تو کروڑ روپیہ کی رقم خزانہ میں اضافہ ہو جاویگی اسکیم فی الحال سکریٹریٹ کے محکمہ میں غور اور تحقیق کیلئے سپرد کی گئی ہے ۔ +

ترکی پبلک قرضہ کی مدات محفوظہ سے آمدنی پچھلے مہینہ میں ۲۷۳۶۰۰ پونڈ ہوئی ۔ +

سلطان نے محکمہ یا ہو کہ آرمینیا کے ہنگاموں میں جو مسجدیں ویران ہو گئی ہیں اور جن لوگوں کو مالی اور جسمانی نقصان پہنچا ہے انکی امانت کیلئے ایک کمیٹی قائم کی جاوے۔ اس کمیٹی کے پریسیڈنٹ اسعیل حقی پاشا مقرر ہوئے ہیں جو لوگ اس کام میں مدد دیں گے انکو سلطان کیمرفت تمغے عطا ہونگے ۔ +

سلطان کی ولادت کے دن دار العجزہ (یوروہوس) جو ایک مدت مدید سے زیر تعمیر تھا بڑی شوکت شان سے کھولا گیا یہ عمارت پورے ۶ برس میں بنکر تیار ہوئی ہے۔ پانسو مزدور روزانہ اس میں کام کرتے تھے اس میں دو ہزار غربا کے رہنے کا بندوبست کیا گیا ہے عمارت کے احاطہ میں ایک وسیع مسجد اور ایک بڑا گرجا بھی ہے سلطان المعظم کو اس سے خاص دلچسپی ہے اور انکی خاص توجہ اور اہتمام میں وہ تیار ہوئی ہے ۔ +

خلیل رفعت پاشا کو جو حال میں وزیر اعظم مقرر ہوئے تھے سلطان نے اعلےٰ تمغہ امتیاز عطا کیا ۔ +

دمشق اور بیروت وغیرہ میں جو فوجیں بھیجی گئی تھیں اب اپنے اپنے مقامات کو واپس جا رہی ہیں +

۳۱ جنوری کو جو اعلیحضرت امیرالمومنین کی سالگرہ پیدائش کا دن تھا تمام شہر بڑی خوبصورتی سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا اور رات کیوقت بندرگاہ میں جتنے جہاز موجود تھے انپر روشنی کی گئی سلام ق کی رسم بڑی شان و شوکت سے ادا کیگئی۔ ہزاروں شخص جن میں سے اکثر دور دراز فاصلے سے آئے ہوئے تھے۔ جامع حمیدیہ کے صحن میں بھرے ہوئے تھے۔ جنہوں نے مسجد کے مستقف حصے کے بھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے وہیں نماز ادا کی۔ اس موقعہ پر جب الوطنی اور وفاداری کا بے نظیر اظہار کیا گیا۔ تمام ممالک غیر کے جہازوں کے افسر موجود تھے۔ اعلیحضرت کی ادل میں کوئی

لہ اس افسر نے ۱۸۹۵ء کے معاہدہ روم و یونان میں قابل قدر خدمات کیں۔ دیکھو ۴ ۔ سوانح حیات تصحیح +

(باڈی گارڈ) احتیاطی پہرہ نہیں تھا صرف انکا سٹاف ہمرکاب تھا اور امیر المومنین غازی عثمان پاشا کو اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھائے ہوئے محل ہمایوں سے مسجد ذکور کو تشریف لے گئے اور اسیطرح واپس تشریف لائے ارمنی بے تعداد موجود تھے۔

منیر بے سفیر عثمانیہ متعینہ پیرس نے عثمانیہ رعایا کی ملاقات کیلئے عام دربار لیوی کیا۔ +

عثمانیہ گورنمنٹ نے معاملات متعلقہ بغاوت کی تفتیش و تحقیق کے لئے ایک سپریم کورٹ (عدالت عالیہ) مقرر کی ہے جو دوسری کل عدالتوں سے فائق اور اعلے ہوگی۔ +

اس میں پانچ ممبر اور اعلے اپیل کے دو کونسلر مامور کئے گئے ہیں اسکے پریذیڈنٹ کونسل آف سٹیٹ کے ممبر سعید پاشا جو ایک نامور اور مشہور مقنن اور ڈپلومیٹک ہیں مقرر کئے گئے۔ یہ سعید پاشا سعید کوچک یا وہ سعید نہیں ہیں جو معاملات خارجیہ کا سابق وزیر تھا۔ +

اعلیحضرت سلطان المکرم نے (۱۱) تمام مسلمان اور غیر مسلم لوگوں کی امداد کیلئے جنہیں اناطولیا کے پچھلے ہنگاموں میں نقصان پہنچا ہے۔ بزیر صدارت خود ایک کمیشن قائم کی ہے جسکے رائیس پریذیڈنٹ مارشل اسمٰعیل المشا ممبر ہائی ملٹری کمیشن (اعلے جنگی کمیشن) جو محل ہمایوں میں رہائش پذیر ہیں۔ مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ کمیشن صوبجات کے اُن مسلمان اور غیر مسلمان لوگوں کی سبیل معاش کرنے کے لئے جنکی غربت محقق ہوگئی ہو روپیہ خرچ کرے گی اور نیز اُن لوگوں کو اپنے برباد شدہ مکانات کے نئے سرے سے تعمیر کرنے میں امداد دیگی۔ +

قسطنطنیہ میں شب برات حسب معمول بڑی شان و شوکت سے منائی گئی۔ مسجدوں کے مینار روشنی سے بقعہ نور معلوم ہوتے تھے۔ اور وہ ساری رات مومنین کے ان میں جاکر نماز بن پڑھنے اور عبادت کرنے کے لئے کھلی ہیں غرباء مسلمانوں میں روپیہ تقسیم کیا گیا۔ +

صُرّہ ہمایوں مقدس تبرکات اور اعلیحضرت کے تحفہ تحائف محل یلدیز سے ہز ایکسلنسی شریف آغای دار السعادت کے مکان کے سامنے جمیوں میں لیجا کر رکھے گئے اور دوپہر کیوقت مقدس کارروان کی رخصت کی رسم ادا ہوئی جو سقوطرا سے سپیشل جہاز میں بندر بیروت کو روانہ ہوا۔ جہانسے وہ براہ ریل دمشق پہنچکر دوسرے قافلوں کو ساتھ لیکر حرمین شریفین کی طرف جائیگا۔ اس جہاز پر بہت سے غریب مسلمان بھی جو استطاعت حج نہیں رکھتے تھے مگر حج کے آرزومند تھے اعلیحضرت نے اپنے خرچ سے حرمین شریفین کو روانہ کئے اس رسم کے دیکھنے کے لئے بے تعداد اجنبی بھی بشکتاش میں جمع ہوگئے تھے۔ +

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ امریکن متعصب پادریوں کے واویلا اور سینیٹ کے ریزولیوشنوں کی جو ٹرکی کی مخالفت میں پاس کئے گئے تھے ایک فس برابر پرواہ نہیں کرتی۔ بلکہ بخلاف اسکے ٹرکی وزیر صیغہ خارجیہ کو ایک ضابطہ مراسلت بھیجکر اس امر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔ کہ صرف امریکن افواج ہی نے امریکن رعایا اور اُنکے مکانات کو پچھلے

ہنگاموں میں محفوظ رکھنے کے لئے نہایت قابل قدر کوشش امداد جانفشانی نہیں کی۔ بلکہ پرائیویٹ مسلمان لوگوں نے بھی اسباری میں بمقتضائے انسانیت کمال داد مردانگی دی جن میں سے قصبہ بردہ جبک کے محلہ شیخ بابا کے حاجی حسین آغا اور محمد آغا خاص تعریف کے مستحق ہیں ہم انکے کمال مشکور ہیں۔ اور عنقریب انکی حسن خدمات کا نمایاں طور پر اعتراف کرینگے۔ +

ہفتہ مختتمہ ۱۶ مارچ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن۔ ۱۳۔ مارچ کو ٹائمز کا نامہ نگار قاہرہ سے تار دیتا ہے۔ کہ مصری افواج ڈنگولہ پر قبضہ کرنیکے لئے بہت جلد آگے بڑھنے والی ہیں۔ برٹش گورنمنٹ کو پہلے ہی سے اطلاع دیگئی تھی کہ درویشوں کی جنبش اور ہلچل کو روکنے کیواسطے فوجی نمائش کی ضرورت ہو مگر اٹلی والوں کے شکست پانے سے اس امر کی ضرورت جلد پڑ گئی +

روٹر کا نامہ نگار مصوع سے تار دیتا ہے۔ کہ درویشوں کی فوج سواران کسالا کے اسی قریب پہونچگئی ہے کہ وہاں سے نظر آنے لگ گئی ہے۔ +

لنڈن۔ ۱۳۔ مارچ خیال کیا گیا ہے کہ وزیر صیغہ خارجہ بنے ٹائمز کے نگار کی اس خبر کی کہ مصری فوج ڈنگولہ پر پیشقدمی کرنیوالی ہے تصدیق کردی ہے۔ سٹر کرزن (نائب وزیر صیغہ خارجیہ) نے ہوس آف کامنز میں آئندہ سوموار (۱۶۔ مارچ) کو اسمعاملہ پر کچھ بیان کرنیکا وعدہ کیا ہے (درویش مہدی سوڈانی کے پیروؤں کو کہتے ہیں جنہوں نے متواتر فتوحات کے بعد نوبیا اور مشرقی سوڈان کو مصر اور انگریزی فوج کے قبضہ سے آزاد کرالیا تھا۔ ڈنگولہ۔ نوبیا میں مصر نماص کی سرحد کے قریب ایک مشہور قصبہ ہے۔ اڈیٹر) +

لنڈن۔ ۱۳۔ مارچ۔ شہنشاہ فرانسس جوزف (والی آسٹریا) نے آج بمقام سائبنرد (واقعہ اٹلی) ملکہ معظمہ سے ملاقات کی واُسناکی اخبارات اس ملاقات کو بڑی نتیجہ خیز بتلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اُسنے قدیمی باہمی رفاقت اور ہردو ممالک کے مشترقی تعلقات کی یکرنگی کو یاد دلایا ہے۔ (مشترقی تعلقات کی یکرنگی اور رفاقت قدیمہ پہلے تو یہ تھی کہ بوسنیا و ہرزیگوینا اس نمسوی (آسٹرین) بادشاہ کو ملی اور قبرس اور بعد ازاں مصر پر انگلستان نے قابو کرلیا۔ اور اب یکرنگی یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ مصر انگلستان کے ہاتھ سے نکلتا معلوم ہوتا ہے۔ جسکے بعد قبرس بھی انگلستان کو چھوڑنا پڑیگا۔ اور حضرت نمسوی مسیحیٹی کو بھی بہ تقاضائے یکرنگی وہ دونوں صوبے اُگلنے پڑینگے۔ اڈیٹر) +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

گورنمنٹ عثمانیہ نے کاراتھیوڈوری پاشا مستعفی کی بجائے ترخان پاشا کو گورنر کریٹ مقرر کیا ہے۔ +

ڈائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ قاہرہ خبر دیتا ہے کہ درویشوں کی دو بڑی بڑی فوجیں کسالا کی طرف بڑھ رہی ہیں اور ڈنگولہ میں بھی چند جماعتیں مصر پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں کر رہی ہیں وہی کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ درویش کسالا پر قابض ہوگئے تو مہدیوں کا زور سب طرف خصوصاً سواکم اور ٹوکر کی جانب پھر تازہ ہو جائیگا۔ +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے ایم نیلیڈوف (سفیر روس) کو سبقاً امتیاز کا تمغہ عطا فرمایا ہے۔ عام خیال ہے کہ یہ امر ترکی روسی خفیہ معاہدہ کے اور زیادہ مضبوط کرنیکے لئے کیا گیا ہے۔ +

مسئلہ آرمینیا کے متعلق گورنمنٹ انگلشیہ نے دوسری بلیو بک شائع کی ہے جسمیں فروری تک کے حالات درج ہیں اسکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زار روس نے صاف صاف کہدیا تھا کہ ہم اپنے حفاظتی جہازوں کے متعلق سلطان المعظم پر باوجود اسکے جانے اور ترکی کی اندرونی معاملات میں دست اندازی کرنے کی سخت مخالف ہیں۔ جسکے جواب میں لارڈ سالسبری نے لکھا کہ اس طریق عمل سے نرمی کے معاملات پر بہت برا اثر پڑیگا۔ کیونکہ یورپ کے صرف متفقہ دباؤ سے سلطان المعظم دب سکتے ہیں گزارنے اسی تسلیم نہ کیا۔ اسی بلیو بک میں مندرج ہے۔ کہ معتولین کی مصدقہ تعداد چھبیس ہزار ہے اور اصلی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے۔ اور کرجستان ملک کیواسطے اصلاحات تجویز کی گئی ہیں۔ وہ بالکل ویران پڑا ہے۔ +

سمکرام مراد بے سابق امیر کریٹ کشر قرضہ قومی عثمانیہ کو اسکی عدم حاضری میں قسطنطنیہ کی عدالت اپیل سے سزا سنوا کر ضبطی جائیداد اور اسکو کل ملکی حقوق کے چھینے جانیکا حکم دیا گیا۔ الزام یہ تھا کہ اسکے طریق عمل سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اس حکم کو چند متعصب انگریز شاید سخت سمجھیں لیکن ایک نصف مزاج شخص تو اسکی نمکحرامیوں اور سیاہ کاریوں کے مقابلہ میں اس سے بھی زیادہ سخت سزا کا اگر کوئی ہو سکتی ہو مستوجب سمجھیگا۔ یہ شخص تاتاری النسل ہے رفتہ رفتہ ترقی پاکر محکمہ قرعہ عثمانیہ کا امپریل کمشنر ہوگیا لیکن مغربی تعلیم اور یورپین آزادی کی خبط نے اسکو انسانیت سے خارج کرکے نیم وحشی اور پاگل بنا دیا۔ کئی دفعہ لڑکی سے مستعفی ہوکر ایک آزاد پرچہ نکالا اور اس میں ایسے مضامین لکھے جنکے شہر ہونیکی سلطنت عثمانیہ کی اندرونی اور بیرونی حالت اجازت نہیں دیتی تھی چنانچہ اخبار مذکور کو آخر قطعی طور پر حکماً بند کرنا پڑا۔ گذشتہ جون میں وہ اعلیحضرت امیر المومنین کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوکر باریاب ملازمت ہوا اور کوئی دو گھنٹہ کامل اندرونی حالت کی اصلاح اور جدید آئین کے نفاذ کے متعلق حضور ممدوح کی خدمت میں عرض معروض کرتا رہا۔ اعلیحضرت نے تحمل شاہانہ سے اسکی تمام معروضات کو بغور استماع فرما کر حکم دیا کہ تجاویز مذکور کو قلمبند کرکے بارگاہ سلطانی میں پیش کرے کہ انپر مناسب غور کیا جائے چند روز بعد وہ تجویزیں لکھکر پہر دولت پر حاضر ہوا مگر سنت اعلیحضرت نے کسی ایک اہم معاملات مرجوعہ کے باعث اپنے ایڈیکانگ کی معرفت نہایت لطف و کرم کیا تھا اپنی عدم فرصت کہلا بھیجا۔ اس سے یہ نمکحرام بگڑ گیا اور اپنے پانچ دوسرے صلاح کاروں کے مشورہ سے مصر بھاگ گیا۔ اور گورنمنٹ عثمانیہ اور خود

جناب خلافت پناہی کی شان میں نامناسب کلمات کہنے شروع کر دیئے جسپر دار الخلافت سے گورنمنٹ مصر کے نام حکم بھیجا گیا۔ کہ اسکو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا جاوے۔ انگریزی اخبار تو یہ شیخی بگھار رہے ہیں کہ لارڈ کرومر سفیر انگریزی تعینہ مصر نے اس حکم کی تعمیل سے صاف انکار کر دیا۔ مگر خود مراد نامراد کا اس حکم کی خبر پاتے ہی پیرس بھاگ جانا اُنکی اس بے سر و پا گپ کی تکذیب کر رہا ہے اور اس امر کی صاف شہادت ہے کہ اگر وہ مصر میں ٹھیرنے کی جرأت کرتا تو ضرور تھا کہ ضیاء المکرم یہ تعمیل حکم اپنے شہنشاہ کی اُسے بالجبر معزولی میں بھجوا دیتے۔ پیرس پہنچکر اُس نمکحرام نے عجب طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ جس سے اعلیحضرت سلطان المعظم کے منہ الفاظ کی ایک عمدہ بہانہ ہاتھ آگیا۔ دسمبر ۱۸۹۵ء میں اُسنے بزعم خود ترکوں کی ہمدردی کی جوش میں ایک رسالہ فرانسیسی زبان میں شائع کیا جس میں اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین اور اُنکے محل ہمایون کے عہدہ داروں کو بُری سے بُرے ناموں سے یاد کر کے سارے جہان کے عیوب اور بُرائیاں اُنکے سر تھوپیں۔ اور پھر کو زنک شمن تک قوم نے ٹرکی کے اندرونی انتظام کی اصلاح کی متعلق یہ لغو اور بیہودہ تجاویز قرار دیں۔ کہ (۱) خاص قسطنطنیہ میں ایک صدر کمیٹی قائم کی جاوے جسمیں چھ ممبر یورپی چھ عثمانی کے۔ بارہ دار الخلافہ کی بڑی بڑی جماعتوں کے منتخب کئے ہوئے۔ دو عیسائی مذہبی کونسل کی طرف سے۔ دو گریگورین آرمینیون کے۔ ایک کیتھولک ارمنی بطریق کی جانب سے۔ ایک بلغاری مذہبی بطریق۔ اور ایک یہودی مذہبی کونسل کی طرف سے شامل کئے جاویں۔ یعنی جملہ پچیس ممبروں کی اسمبلی (کمیٹی عظامیہ) بنائی جائے۔ (۲) محل ہمایوں کا اختیار صرف یہ ہو کہ وزیر اعظم مقرر کرے اور باقی وزراء کا مقرر کرنا اور برطرف کرنا اختیار میں رہے وزراء صرف اسمبلی کے جوابدہ ہوں اور وزیر اعظم شہنشاہ کو اور تمام سرکاری عہدہ دار وزیر اعظم ہی کی وساطت سے بارگاہ ہمایوں میں شرف اندوز ملازمت ہو سکیں (۳) تنکیم کے مطابق جو پہلا وزیر اعظم مقرر ہو وہ "دول عظام کی منظوری سے مقرر کیا جائے"۔ کیا ان تجاویز کو پڑھکر کوئی شخص ایک ثانیہ کیلئے بھی یہ خیال کر سکتا ہے کہ کسی مسلمان یا خیر خواہ سلطنت عثمانیہ کی قلم سے نکلی ہوئی ہیں۔ پہلی تجویز کے مطابق پچیس ممبروں میں سے بارہ تو پہلے ہی عیسائیوں کی طرف سے ہوئے اور ایک یہودیوں کی جانب سے۔ باقی رہی خاص قسطنطنیہ کی بارہ ممبر رعایا کی طرف سے منتخب کئے جاویں۔ ان میں بھی بہر کیف عیسائی آبادی کے سبب سے عیسائی ہی زیادہ ہونگے۔ لیکن اگر بفرض محال مساوی بھی سمجھ لئے جاویں تو بھی ۹ مسلمان ایک یہودی اور باقی ۱۵ عیسائی ہوئے۔ اس حساب سے سلطنت عثمانیہ اسلامی سلطنت تو نہیں ہی اچھی خاصی عیسوی سلطنت ہو گئی۔ دوسری تجویز اپنی لغویت خود ظاہر کر رہی ہے۔ تیسری تجویز کے مطابق سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ کو الگ کر کے سلطنت عثمانیہ کے اصل حکمران دول عظام کے سفراء قرار پاتے ہیں۔ اب فرمائیے جو نمکحرام مفسد۔ بد اندیش۔ اپنی قوم کا اس درجہ دشمن ہو۔ اور اپنے ملک کو اسطرح بیچنا چاہتا ہو۔ اس کی بے ایمانیوں اور بد ذاتیوں کے مقابلہ میں جو سزا اُسکے حق میں تجویز کیگئی ہے کیا وہ نہایت خفیف نہیں ہے ؟ ؟

مسلمانوں اور فرانسیسیوں کا اتحاد مصر کے اخبار "اُمّید"۔ مورخہ ۲۵ فروری ۱۸۹۶ء میں لکھا ہے کہ ہم اس سے چند روز پہلے اخبار "لیبوال افریکین"۔ (ستارہ افریقہ) مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۸۹۵ء سے یہ خبر شائع کر چکے ہیں۔ کہ شہر الجزائر میں کنگ آف

سٹر فیسر اور ڈاکٹر ابن العربی کی سرپرستی میں ایک انجمن بعنوان "فرانسیسیوں اور مسلمانوں کا اتحاد" کے نام قائم ہوئی ہے ہم اُن مصیبتوں اور تکلیفوں کا حال بھی لکھ چکے ہیں۔ جو اس انجمن کو اپنی بنیاد جمانے میں جھیلنی پڑیں اور جو الجزائر کے وائسرائے مسٹر کامبون کی مدد سے آخر کار رفع ہو گئیں۔ +

ہم اس مضمون کو اپنے وعدے کے موافق بہ تفصیل بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ فرانس کی اصلی غرض اس انجمن کے قایم کرنے اور اپنی افریقہ کی نوآبادیوں میں مسلمانوں کے ساتھ جدید الفت و اتحاد کی بنیاد ڈالنے سے کیا ہے؟ +

ہمارے معزز ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ انگلستان سب سے پہلی سلطنت ہے جس نے زمانہ سابق میں دولت عثمانیہ کے ساتھ دوستی اور باہمی امداد کا معاہدہ کرنے اور اسلامی حکومتوں کی دلجوئی کرنے سے اسلام سے فائدہ حاصل کیا ہے اور تمام قوموں سے زیادہ فرانسیسیوں کی قوم مساوات کو خوب سمجھتی ہے آنکو معلوم ہے کہ مصر میں انگریزوں کا نازل ہونا اور بوسنیا کے معاملہ میں جو تمام دنیا میں الم نشرح ہو چکا ہے۔ انگریزوں کا سلطان کیساتھ سخت برتاؤ کرنا یہ دونوں ایسے واقعات ہیں۔ جنہوں نے انگلستان کو مرکز سے تمام اسلامی دنیا میں شور و غل پیدا کر دیا ہے اسلئے فرانس نے موقعہ کو غنیمت جانکر مسلمانوں کی دلجوئی اور انکو اپنا دوست بنانے کا ارادہ ایسے وقت میں ظاہر کیا ہے جبکہ مسلمان اُن سے تکلیف پا رہے تھے۔ +

اور فرانس کو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ قوموں کے حالات بدل گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے دماغوں میں جو خیالات اس سے پیشتر موجزن تھے۔ اب وہ اس قابل نہیں ہیں۔ کہ انکو خطرہ کی نگاہ سے دیکھا جائے اسلئے واجب ہے کہ اُن سے دوستی کے ایسے طریقے برتے جائیں جو اُن کے مرتبہ کے مناسب اور اُن تعلقات کے موافق ہوں جو انکے اور دوسری قوموں کے درمیان ہیں اور اہل فرانس چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جائے جیسا کہ اس سے پیشتر انگریزوں نے انکے ساتھ کیا ہے اور مسلمانوں کو انکی مدارات اور دلجوئی سے بمبادلہ اور معاوضہ کے طور پر کوئی نفع حاصل نہیں ہوا ہے۔ +

یہی سبب ہے کہ فرانس نے بعض ایسے کام کرنے شروع کئے ہیں جنسے مسلمان خوش ہوں منجملہ اُن کاموں کے ایک یہ ہے کہ پیرس دار الحلافہ فرانس میں ایک عالیشان مسجد کی بنیاد ڈالی ہے۔ اور اُسکی تعمیر جاری ہے اس سے بھی زیادہ کوشش مشہور سیاح اور فرانس کی نوآبادی کونگو کے گورنر جنرل مسٹر دو برازہ کی ہے جنہوں نے ممالک سودان میں مسلمانوں کے لئے اسلامی اور علمی مدارس کی بنیاد ڈالی ہے۔ اور وہ ان ایام میں شہر ٹونس میں پہنچا ہے اور جامع زیتونیہ کی سیر کی ہے۔ +

فرانس نے اسسے پہلے الجزائر کے باشندوں کو فرانسیسیوں کی قومیت میں داخل کرنا چاہا تھا تاکہ وہ فرانس کے قانونی حقوق سے اسیطرح متمتع ہوں جس طرح فرانس کا ہر باشندہ متمتع ہوتا ہے اور قومیت میں داخل کرنے سے یہ مراد تھی کہ الجزائر کے مسلمان نکاح "طلاق" میراث وغیرہ شخصی حالات میں شریعت اسلامیہ کے احکام کو بالکل ترک کر دیں۔

مگر سوائے چند اشخاص کے جو اپنی ہی ست پر چلتے ہیں۔ اور جو نہ اہل عرب کی نظر میں کچھ وقعت رکھتے ہیں نہ اہل یورپ کی اور کسی نے اُسکو قبول نہیں کیا۔ +

لیکن انہی دنوں میں فرانس کے بہت سے حکام اور مجلس سینیٹ کے نامبوں اور مجلس قومی کے ممبروں اور بہت سے نامور مصنفوں۔ عالموں اور حکیموں نے جن میں سب سے مقدم مشہور فلسفی اور نامور خطیب بشپ سینٹ لوازوں ہے اور جو اجلاس مصر میں آیا ہوا ہے بلند آواز سے اس علانیہ خرابی کو ظاہر کیا۔ جو فرانس نے الجزائر میں ظاہر کیا تھا اور کہا کہ الجزائر سوداں عربی سینی گال اور کونگو کی تمام مسلمان فرانس کی فوجی خدمت میں داخل ہونیکے لئے اس شرط پر بالکل تیار اور کمربستہ ہیں کہ اُنکو انتخاب کا حق اور فرانس کی تمام ملکی اور تمدنی حقوق عطا ہوں اور اُنکو ان شخصی حالات میں سے کسی حالت کے قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے جو فرانس کی جدید تمدن سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور جن کو عربی نسل باشندے مذہب اسلام کے احکام سے خارج ہونے کے باعث تصور کرتے ہیں۔ +

اسی بنیاد پر الجزائر میں فرانسیسیوں اور مسلمانوں کے اتحاد کیلئے وہ انجمن قائم ہوئی ہے جسکا ذکر ہم اخبار "لیٹوال افریکین" سے نقل کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں اس انجمن نے یہ ٹھہرا لی ہے کہ اپنے مقاصد اور اغراض کی حقیقت کو اور فرانس کے ساتھ مسلمانوں کی دوستی کے فائدوں کو عربوں پر ظاہر کرے۔ اور خالص اسلامی مدارس کی بنیاد ڈالے تاکہ مسلمان اُن علوم کو سیکھنے سے نفرت نہ کریں۔ جن سے اُن کی عقلیں ترقی پا سکتے ہیں کیونکہ الجزائر کے باشندے ابتک اسلئے تعلیم سے گریز کرتے رہے ہیں۔ کہ وہ یورپ کے موجودہ مدارس کو جو اُنکے سامنے موجود ہیں اور اُنکے طریقوں کو شک اور شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ +

اس میں شبہ نہیں کہ فرانس اس جدید طریقہ سے اُن تمام مسلمانوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے جو مغربی افریقہ میں اُسکے زیر حکومت ہیں اور خود فرانس اس طریقہ سے بہت زیادہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے کیونکہ اُن اطراف میں اسلام بہت پھیلا ہوا ہے اور اسلام نے ہی سب سے پہلے اُس ملک میں قدم رکھا اور اپنا اثر و رسوخ جمایا ہے اور سوائے مسلمانوں کے جو حسن پرست ہیں اور جو شخص اُنسے محبت اور دوستی سے پیش آتا ہے اُسکے وفادار دوست بنجاتے ہیں اُس ملک میں کوئی قوم نہیں ہے جو فرانس کی رعب اور اثر ڈالنے اور اپنی حکومت کو وسیع کرنے کی راہ میں حایل ہو۔ +

سیاحوں کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مغربی افریقہ کے اُس حصہ کے باشندے جو از روئے انگلستان اور جرمن کے معاہدوں کے فرانس کے لئے واگذاشت کر دیا گیا ہے اور جو فرانس کے عملی اثر سے ابتک الگ منعلک رہا ہے تعداد میں پچاس ملین یعنے پانچ کروڑ کے قریب ہیں اور انمیں اکثر مسلمان ہیں۔ +

پس کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اگر فرانس کے بڑے بڑے آدمیوں نے مسلمانوں کے ساتھ دوستی اور اتحاد کو واجب قرار دیا ہو کیونکہ اس میں فرانس کو خود بڑی فایدہ کی امید ہے۔ +

لہ مگر ایجاد عالی ارملت سے قبل فرانس نے لاکھوں مسلمانوں کو اس لواح میں سخت نقصان پہونچایا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو کتاب ہرکوں کی موجودہ ترقیات اور اسلامی دنیا کا فوٹو۔

علاوہ ازیں ہم کو اُن خطوں سے جو الجزائر کے حالات پر ہمارے پاس آئے اور اپنے بہت سے دوستوں کی تحریروں سے تحقیق کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ الجزائر کے باشندے اس جدید طریقہ سے بہت خوش ہیں اور فرانسیسیوں کی دوستی کو پسند کرتے ہیں اور ان جلیل القدر لوگوں کے مشکور ہیں جنہوں نے فریقین میں دوستی اور اتحاد پیدا کرنے اور اُسکو محکم طریقہ پر قائم رکھنے میں کوشش کی ہے اسیطرح ہمکو یہ بات بھی معلوم ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ اس اتحاد کی دل سے قدر کرتی ہے۔ اور جانتی ہے کہ مسلمان باشندے جو اُسکے زیر حکومت ہیں اور جو اب سے پیشتر نہایت تلخی اور تکلیف کی زندگی میں تھے۔ جدید طریقہ سے اُسکی وفادار مخلص اور مفید رعیت بن جائینگے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کا طبعی خاصہ ہے کہ جو لوگ ان سے احسان اور مروت سے پیش آتے ہیں وہ ہمیشہ اُنکے احسان مند اور مشکور رہتے ہیں۔ +

ہمارے ناظرین جانتے ہیں کہ فرانس کی گورنمنٹ نے تین سال سے الجزائر کے باشندوں سے حسن سلوک کی کوشش شروع کی ہے اور اس قلیل عرصہ میں اسکا عمدہ نتیجہ ظاہر ہو چکا ہے اور الجزائر کی فرانسیسی حکومت کو اپنی رعیت کی نیک نیتی اور دوستی کا حال تحقیق کیساتھ معلوم ہو گیا ہے یہانتک کہ جنرل کافانیاک نے فرانس کی چیمبر آف ڈیپوٹیز (زمائیوں کی مجلس) کی خدمت میں ایک درخواست اس غرض سے روانہ کی ہے کہ الجزائر میں فرانسیسی فوج کی تعداد کم کر دی جائے کیونکہ اب ملک کی حالت بالکل خطرناک نہیں ہے اور نہ اسقدر مصارف کثیر کی ضرورت ہے۔ +

بیشک چند فرومایہ فرانسیسی اور یہودی ہیں جو زمانہ سابق میں فرانسیسی حکومت سے بے انتہا متمتع ہوئے ہیں اور الجزائر کے باشندوں کا خون چوس کر بڑے دولتمند اور جاگیردار ہو گئے ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ الجزائر کے باشندوں کیلئے روزی کمانے اور حصول معاش کے رستے کھل جائیں اور وہ اپنے فایدہ اور نقصان کو سمجھنے اور سوچنے لگیں کیونکہ اگر وہ کسی قابل ہو گئے تو اُن رہزنوں اور غارتگروں کی راہ میں حایل ہونگے اور اونکو ہاتھ رنگنے اور خون چوسنے کا موقعہ نہ ملیگا۔ +

ان فرومایہ غارتگروں کو ہرگز گوارا نہیں ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ مسلمانوں اور فرانسیسیوں کے درمیان دوستی اور اتحاد کی کوئی راہ نکالے۔ اسی لئے وہ اکثر اخباروں میں زہر اگلتے رہے ہیں اور ایسی مشکلات اور صعوبتیں پیدا کرتے رہے ہیں جن سے وہ انجمن جو فرانسیسیوں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور دوستی کی بنیاد ڈالنے کیلئے قایم ہوئی قایم نہ ہونے پائے جیسا کہ اخبار "لیوال افریکین" (ستارہ افریقہ) نے بیان کیا ہے +

لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ فرانس کی گورنمنٹ اپنی اصلی غرض اور اصلی مصلحت کو اُن غارتگروں کی غرت وامتیاز قایم رکھنے کی راہ میں برباد نہیں کرے گی جو الجزائر میں تنہا فرانسیسیوں کی حکومت اور آبادی سے متمتع ہیں۔ کیونکہ یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ فرانس کی گورنمنٹ ہر سال اپنے خزانہ عامرہ سے کروڑوں فرنیک الجزائر میں خرچ کرے اور چند حریص اور طامع لوگ اُس روپیہ کو اپنے منافع کے لئے راس المال بنائیں


کونٹ ڈی بورگونگ
کونٹ ڈکی
کونٹ بوڈورڈی
بیرن ورتھر
کونٹ کورٹی
جنرل اغناٹیف
لارڈ سالسبیری
صفوت پاشا
سرہنری ایلیٹ
ممبران قسطنطنیہ کانفرنس

اسلئے کہ یہ ایک پہلو سے اصول کفایت شعاری کے برخلاف ہے۔ اور دوسرے پہلو سے فرانسیسی قوم کی شرافت اور شان کے مخالف ہے۔ +

ترکی کی عورتیں حال میں ایک کتاب بعنوان بالاترکی کی عورتوں کے حالات پر انگریزی میں شائع ہوئی ہے اس ضخیم اکہزار صفحہ کی کتاب کی مصنفہ ایک انگلش لیڈی لوسی ایم جی گارنٹ نامی ہے جسنے سالہا سال تک ٹرکی میں رہکر باوجود غیر زبان اور غیر مذہب اور اجنبی قوم ہونیکے مسلمان عورتوں کے جسقدر حالات قلمبند کرکے مہذب دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں آجتک کسی دوسرے نے نہیں لکھے۔ مغربی یورپ ایک زمانہ دراز سے مسلمانوں کی اصلی سوشل حالت کی نسبت بالکل تاریکی میں پڑا ہوا تھا اور ابتدائی محققین کی تحقیقات پر یا تو تعصب یا سخت لاعلمی کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ انگلستان کا سب سے پہلا آسلج جنسی ترکوں اور مسلمانوں کے حالات میں قلم فرسائی کی ہے اُسکے خیال میں ترک آدم کی اولاد ہی نہیں وہ شخص بیت المقدس کے حج کو آیا تھا اور جب وہ حج سے واپس گیا تو اُسنے عجیب و غریب ماجرے و افسانے بیان کئے منجملہ اُنکے ایک یہ بھی تھا کہ ترکوں کی شکل ہمام کی نوع سے مختلف ہوتی ہیں اُنکے سر پر ایک سینگ ہوتا ہے اور اُنکی گردن سارس کی سی ہوتی ہے۔ وہ جنات اور انسانوں کی باہمی ملاپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ جب حضرت آدم جنت سے نکالکر زمین پر پھینکے گئے اُسوقت اُنکے ہمراہ دوزخ سے کچھ بہوت پریت شیاطین وغیرہ بھی زمین پر اُتر آئے تھے۔ اور وہ اکر انسانوں میں آباد ہوگئے تھے آخر کو باہمی ناطہ رشتہ ہونے لگا اور نتیجہ یہ ہوا کہ سرٹیٹیں (مسلمانوں کی) عجیب و غریب سینگدار دو نعلی قوم پیدا ہوگئی۔ پھر دوسرا دور تحقیقات کا شروع ہوا اور وہ پہلے سے زیادہ معتبر خیال کیا گیا۔ کیونکہ اب بہی نصف سے زیادہ یورپ اُسی خیال کو اپنے دل میں جائے بیٹھا ہے۔ جو دوسرے دور کی تحقیق سے پیدا ہوا تھا۔ اس دور کی تحقیق نے اسبات کا قطعی فیصلہ کر دیا۔ کہ مسلمان اپنی مستورات کو حیوانات کی طرح بے روح مانتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اُنکے لئے نہ کوئی عذاب دوزخ اور نہ آرام جنت۔ وہ جانوروں کی طرح مٹی ہو کر یہاں کی یہاں رہجائینگی۔ شعرا کے کلام اور بڑے بڑے مصنفوں کی تصنیفات میں اس خیال کو اکثر مسلمانوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ہم دور کیوں جائیں ۱۸۷۳ء میں امریکہ میں مسٹر کلارک نے جو فارن مشن کی کمیٹی کی ایک رکن اعظم تھے بورڈ آف کمشنر کے سامنے اپنی نئی تحقیقات کو بیان کرتے وقت یہ بھی بیان کیا کہ اسلام نے اپنے پیروں کو سکھایا ہے کہ عورتوں کی روح نہیں ہوتی اور اس روشنی کے زمانہ میں امریکہ جیسے ملک کے اسقدر عالم کی تحقیق یہ ہے۔ تو اس سے ایک یا دو صدی پیشتر کے محققین بالکل معذور ہیں۔ اب گو رفتہ رفتہ علما اور حکما نے یورپ کی تحقیق کے مطلع کو اسقدر بے سروپا باتوں کے غبار سے صاف کرنے کی بہت کچھ کوشش کی ہے تاہم ماسوا چند مصنفین کے اور سب کی یہی رائے ہے کہ مسلمانوں کی مستورات کی اسیرانہ حالت قابل رحم ہے چنانچہ ایک مشنری لیڈی لکھتی ہے "اگر مشرق میں ہمارے سفر کی غایت یہ قرار پائی تھی کہ ہم حرم سراؤں کی سیر کرینگی۔ لیکن وہاں پہنچکر ہمنے ان ذلت گاہوں میں داخل ہونے سے انکار کیا اگر یہ ممکن ہوتا کہ ہم اسطرح حریۃ حرم میں جائیں اپنی بہنوں کو اس غلامی سے آزاد کرنے میں مدد کرسکیں گی تو ہمیں بڑی خوشی سے انمیں داخل ہوتی لیکن حرم سراؤں

میں جانا اور وہاں جاکر اپنی بہنوں کو اس قابل نفرت حیلخانوں میں محبوس پانا ایسے کام ہیں۔ جنکو ایک آزاد عورت اپنے اوپر کبھی گوارا نہیں کرسکتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ اسلام کے پردہ سسٹم کو کسقدر نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے لیکن یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ مسلمان عورتوں کو محض اس بنا پر کہ وہ گھروں میں بند رہتی ہیں قیدی اور لونڈیاں اور کیا کیا کہا جاتا ہے۔ اور ان باتوں کو نظر انداز کیا جائے جنسے کسی آدمی کو اصلی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ مفت بازاروں میں اور میلہ سیر گاہوں میں غیروں کیساتھ پھرنے کا نام کسی عاقل کے نزدیک آزادی نہیں ہوسکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو تمام غلام مشکو بازاروں میں جانے کی ممانعت نہیں آزادی کہلاتے لیکن انسان کی سوشل لائف میں آزادی اور غلامی کے تراذو ہی دیگر ہیں۔ سب سے پہلی اور بڑی شرط آزادی کی حقوق ہیں۔ کتاب زیر ریویو کی مصنفہ نے جا بجا عیسائی اور مسلمان عورتوں کا بلحاظ حقوق کے مقابلہ کرکے ثابت کیا ہے کہ اسلامی مستورات کی حالت بہ نسبت عیسائیوں کے بدرجہا بہتر ہے گو وہ اسلام کی موجودہ سوسائٹی کے پردہ، پردہ کے خلاف ہے۔ جیسے ہر ایک سمجھدار آدمی کو ہونا چاہئے۔ لیکن اس پردہ کو جو مذہبی قواعد مبنی ہے بالکل جایز سمجھتی ہے۔ +

لوسی ایم جے کارنٹ کے نزدیک اسلام نے لونڈیوں کو بھی اسقدر بڑے حقوق دیئے ہیں کہ عیسائیوں نے اپنی آزاد بیویوں کو نہیں دیئے۔ لونڈیوں کے حقوق پر مفصل بحث کے بعد وہ لکھتی ہے۔ "ہم اس سے بیشتر کہہ چکے ہیں کہ لونڈیوں سے اسلام اسقدر مہربانی اور فیاضی سے سلوک کرتا ہے کہ عیسائیت کسیطرح اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اب ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ گذشتہ تیرہ سو برس سے آجتک ایک آزاد مسلمان عورت کو قانونی حقوق کیا کیا ہیں بحیثیت بیٹی ہونے کے وہ اپنے باپ کی جائداد کی وارثہ قرار دیگئی ہے۔ باپ کی وفات کے بعد اسکو اسکی جائداد کا ایک مقرر حصہ ملجائیگا جسکو قانون چھو نہیں سکتا ہے اور عمر رشد کے حاصل کرنے میں بی بی ہونے کی حیثیت سے وہ مالک مطلق العنان سمجھی جاتی ہے اس تمام مال کی جو اسکو اپنے والدین سے ملتا ہے۔ یا شادی کے بعد اپنے شوہر سے ملتا ہے وہ اپنی زندگی میں جسطرح چاہے اپنے مال کو صرف میں لاسکتی ہے اور اپنی وفات پر جسکو چاہے وصیت کرسکتی ہے۔ کوئی چیز کا قانون اسکے لئے بالکل نہیں وہ قانوناً اپنے لئے اور نیز اپنے لونڈی غلام کے لئے اپنے خاوند سے نان و نفقہ لے سکتی ہے۔ اسلام نے جسقدر ماں کو عزت اور وقار اور حقوق کا درجہ دیا ہے ویسا کسی مذہب نے نہیں دیا۔ جب بچہ پیغمبر کے اس قول کو دیکھتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے تلے ہے تو وہ اپنی والدہ کا جاں نثار غلام ہوجاتا ہے"۔

وہ اسلام کے شادی کے طرز کو بہت پسند کرتی ہے نکاح کیوقت مہر کا قرار دینا اسکے نزدیک تمام قوانین سے بڑھکر مفید ہے۔ کیونکہ اس سے ایک تو بی بی کی سوشل پوزیشن بہت بڑھ جاتی ہے یہی مہر بعد عدہ ہے جو عام طور طلاق کی سدراہ ہے عیسائی جورو اور خاوند کے درمیان بھی ناچاقی اور دشمنی کا ویسا ہی احتمال ہے جیسے مسلمان بی بی اور شوہر میں لیکن عیسائیوں میں تو مرد اور عورت اپنا پیچھا چھوڑا سکتے ہیں۔ تاوقتیکہ پبلک پر ان تمام ناپاک اور گندہ افعال کو بدوسرے کی نسبت

ثابت نہ کریں جبکا سرزد ہونا آدم زاد سے ممکن ہو سکتا ہے جن لوگوں نے انگلش طلاق کے مقدمات کو دیکھا ہوگا۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جب جورو اپنے شوہر یا شوہر اپنی جورو کی بیوفائی ثابت کرنے پر آتے ہیں۔ تو بیحیائی اور پردہ دری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے۔ حالانکہ مسلمانوں میں طلاق کی خبر بجز چند آدمیوں کے جو طرفین کے خویش واقربا ہوتے ہیں باہر نکلنے ہی نہیں پاتی اسلام نے بی بی شوہر کے تعلق میں زیادہ تر باہمی لگاؤ اور محبت کا جزر کھا ہے اور قانونی رکاوٹیں اور مہر کا قرار دینا مصلحتاً تجویز کئے ہیں۔ علاوہ اسکے اپنی بی بی سے ناانصافی کرنیوالا مرد سوسائٹی میں سخت ملعون اور مطعون ہوتا ہے جسکی وجہ سے ہر ایک مسلمان کی جرأت نہیں پڑ سکتی کہ اپنی بی بی کو طلاق دے۔ عملاً ایک عیسائی کو طلاق دینی زیادہ تر آسان ہے بہ نسبت ایک مسلمان کے اگر ایک مسلمان اپنی بی بی کو طلاق دیگا۔ تو بی بی کو گلی میں جھولی ڈالکر بھیک مانگنی نہ پڑیگی کیونکہ وہ تمام جائیداد جو طلاق کیوقت تک اسکے قبضہ میں آچکی ہے معہ زیورات و پوشاکوں وغیرہ کے اپنے ہمراہ لیجاویگی۔ اور علاوہ بریں مہر کا روپیہ الگ۔ حالانکہ اگر عیسائی لیڈی کو اسکا شوہر قانونی طلاق دے۔ تو اسکی وجہ معاش کی حالت ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔ لوسی ایم جیکارٹ نے عام طور پر مسلمان عورتوں کی حالت کو عیسائی عورتوں پر فایق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اسنے جو حالات ترکی کی عورتوں کے دئے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکی حالت بہ نسبت ہمارے ملک کی پردہ نشینوں کی مدہ جہا اچھی ہے۔ ترکوں میں سب سے عمدہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ مستورات برقع پہنکر جہاں چاہیں جا سکتی ہیں اور غیروں سے اپنا منہ پوشیدہ رکھنا مطلب ہے نہ کہ چاند سورج ہر ایک چیز کی چہرے پر پردہ کیا جائے اور مرد یا تو گھر کی چار دیواری میں بند اور کبھی کہیں جانے کا اتفاق بھی ہوا تو پالکی کو چہار پردوں میں دم بخود۔ گرمیوں میں بڑے بڑے پاشاؤں کی بیگمیں اپنی لونڈیوں اور نوکروں کو ساتھ لیکر پہاڑوں کے پُر فضا سبزہ زاروں اور میدانوں اور چشموں کے پر لطف تفریح گاہوں میں سیر کرتی پھرتی ہیں عموماً متوسط درجہ کے ترکوں کی لیڈیاں بھی گرمیوں میں کسی پہاڑ یا میدان کی سیر کو چلی جاتی ہیں اور صبح سے شام تک کسی مخملی سبزہ زار یا گلگشت کی سیر کے بعد اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آتی ہیں۔ غیر مردوں کی سوا اور جسقدر نیچر نے ہماری لئے فائدہ کی چیزیں بنائی ہیں۔ ان سب سے ایک ترک لیڈی فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ وہ برقع پہنکر بازاروں میں جا سکتی ہے ہوا خوری کر سکتی ہے۔ نیچر کی نیرنگیوں اور قدرت کے نظارات دیکھ سکتی ہے۔ جب ہم مقابلتاً ہند کی پردہ نشینوں کی حالت پر غور کرتے ہیں تو سوائے رنج کے اور کوئی نتیجہ نہیں ہوتا۔ تمام محققین علم حفظان صحت کا اجماع ہے کہ سوائے کسی قسم کی ورزش کے کبھی کسی آدمی کی صحت ٹھیک نہیں رہ سکتی تمام مرد اور زیر عوام الناس کا تجربہ ہے۔ کہ سوائے اپنی تمام حواس اور قوی جسمانی اور روحانی کو کام میں لانے کے کبھی انسان کو سچی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہماری سوسائٹی کے توہمات کے بادل دریا دل نے اسلامی پردہ پر اسقدر پردہ در پردہ ڈالا ہے کہ بیچارہ پردہ نشینوں کو اکثر ہوا اور روشنی سے بھی محروم رہنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہندوستان کی عورتیں میں اور مرد چھبیس برس کے اندر ہی اندر اپنی طاقت۔ صحت اور خوبصورتی کو کھو بیٹھتے ہیں اور اپنی باقی عمر کو مصیبت میں کاٹتی ہیں۔ حالانکہ ترکی میں عورتیں تیس برس تک جوان اور تنومند رہتی ہیں

اولاد کے بعد بھی طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا نہیں ہوتیں۔ +

ترکی میں عملاً عورتوں کو ملکی معاملات میں بھی بہت کچھ دخل ہے اور تمام سلطنت کے پالیٹکس پر انکا اثر پڑتا ہے۔ سلطان کا حرم تو سلطنت ترکی میں ایک خفیف پارلیمنٹ کا کام دیتا ہے۔ بعض وقت حرم کی مخالفت کے سامنے خود سلطان کی بھی کچھ پیش نہیں چلتی۔ وزراء وغیرہ پر حرم کا بہت بڑا رعب ہے، اور سلطنت کی بڑی بڑی باتوں پر اکثر وہاں بحث ہوتی ہے۔ وزیر اعظم کی بی بی کو پالیٹکس میں اسقدر دخل ہے کہ جسقدر اندرونی یا بیرونی معاملات ہوتے ہیں اُن تمام کے بارے میں وزیر اعظم اپنی بی بی سے صلاح و مشورہ کرتا ہے۔ بڑے بڑے ملکی افسروں کی بی بیاں ملکی معاملات سے واقف ہوتی ہیں اور اپنے خاوندوں کو اُنہیں مشورہ دینے کے قابل۔ +

ترک اپنی ماؤں کی جسقدر قدر و منزلت کرتے ہیں۔ ویسی اور کوئی قوم نہ کرتی ہوگی۔ ترکوں کی ماؤں کو بھی اپنے بیٹوں سے اسقدر محبت مادرانہ ہوتی ہے کہ اور کسی ملک کی عورتوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ بچپن ہی سے اپنے بیٹوں کی سخت تربیت میں مشغول رہتی ہیں۔ تاکہ اُنکے بیٹے اعلےٰ فوجی اور ملکی افسر بننے کے قابل ہو جائیں۔ بچے کی پیدائش پر بچہ اور زچہ سے تقریباً وہی سلوک ہوتا ہے جو ہمارے ملک میں تنگ مکان میں زچہ کو ایک آدھ ماہ تک بند رکھا جاتا ہے اور کثرت سے عورتیں ہر وقت اُسکو گھیرے رہتی ہیں۔ لڑکے کی پیدائش پر باپ کو ایک کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اور وہ سوسائٹی کی قواعد کے رو سے اس قسم کے خرچ کرنے میں مجبور ہوتا ہے۔ شادی عموماً بچپن میں ہوتی ہے۔ چودہ پندرہ برس سے اُدھر کوئی لڑکی کواری نہیں رہتی۔ اگر رہی تو سخت معیوب خیال کیجاتی ہے۔ جب کسی لڑکے کی شادی کا وقت قریب آتا ہے تو لڑکے کی ماں لڑکی کی تلاش میں ہمہ تن مشغول ہو جاتی ہے۔ جہاں جہاں اُسکو اپنی برادری میں لڑکیوں کا پتہ چلتا ہے۔ وہ خود اپنی لونڈیوں کو اپنے ہمراہ لیکر وہاں جاکر لڑکی کو دیکھتی ہے۔ جب وہ لڑکی والے کے گھر جاتی ہے تو دروازے اندر گھستے ہی اپنے آنیکا مدعا ظاہر کرتی ہے جس لڑکی کو پسند آتی ہے وہ فوراً کسی دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہے اور بناؤ سنگار جسقدر اُس سے ممکن ہوتا ہے کرتی ہے اس اثناء میں حرم کی تمام عورات مہمان لیڈی سے ملاقات کرتی ہیں۔ اور ادھر اُدھر کی باتوں میں مشغول رہتی ہیں اتنے میں لڑکی بھی آموجود ہوتی ہے۔ لڑکی کے دروازے سے قدم اندر دھرتے ہی تمام محفل اُسکی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اُسکی تعریف میں مہمانوں کی طرف سے سخت مبالغے ہوتے ہیں۔ ماشاء اللہ یہ چاند کونسے ابر میں نہاں تھا۔ یہ ایسا چاند ہے کہ سورج بھی اسکی روشنی کو ماند نہیں کر سکتا وغیرہ وغیرہ جسقدر ایک عورت کے اعلےٰ درجہ کے حسن کو ایک عورت اپنے الفاظ میں بیان کر سکتی ہے وہ سب بیان ہوتا ہے۔ گو لڑکی بدصورت ہی کیوں نہ ہو اسطرح جب لڑکے کی ماں کم از کم پندرہ یا بیس لڑکیوں کا ملاحظہ کر چکتی ہے۔ اور ہر جگہ لڑکی کی ماں سے جاتے وقت یہ کہتی جاتی ہے کہ اگر قسمت ہوئی تو ہم اس سے پھر ملاقات کرینگے۔ پھر آکر اپنے خاوند اور بیٹے کے روبرو سب لڑکیوں کی الگ الگ دلربیت بیان کرتی ہے ہر ایک کے حسن و نسب سے اپنے بیٹے کو خصوصاً مطلع کرتی ہے تینوں اپنی اپنی پسند کی لڑکی کے نام لیتے ہیں اور جس پر اتفاق رائے ہوتی ہے

اُسکے والدین کو پیغام شادی دیا جاتا ہے۔ اور فوراً شادی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ اب خاص قسطنطنیہ میں ٹرکش لیڈیوں پر یورپ کا بہت کچھ اثر ہو چلا ہے۔ اور وہ گھر کے معمولی کاروبار میں کم مشغول ہوتی ہیں۔ اور عموماً یورپین زبانوں کو حاصل کرنا یا گانا بجانا سیکھنے میں اپنا وقت صرف کرتی ہیں۔ لیکن اطراف کی لیڈیاں اب تک گھر کا کام خود کرتی ہیں اور اسکو اپنے لئے باعث عار نہیں خیال کرتیں۔ +

ٹرکش لیڈیوں کی تعلیم بھی بمقابلہ ہندوستان کے عمدہ ہے۔ لیکن بمقابلہ یورپ کے اُنکا اخیر درجہ ہے۔ پہلے اعلے خاندانوں کی لڑکیوں کو دینیات اور موسیقی وغیرہ اپنے پرانے طرز کے سکھائے جاتے تھے۔ لیکن اب عموماً فرنچ اور جرمن استانیوں سے لڑکیوں کو یورپین زبانیں اور سینا اور کاڑھنا سکھائے جاتے ہیں۔ مصنفہ نے تعلیم پر بہت کچھ نہیں لکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے خیال میں ٹرکش لیڈیوں کی تعلیم ابھی اسقدر کم ہے کہ قابل بیان نہیں۔ چند عالی خاندان کی لڑکیوں نے حال میں فرنچ اور جرمن سے ناولوں وغیرہ کے ترجمے بھی کئے ہیں۔ اور نیز ان میں سے بعضوں نے کچھ نظمیں وغیرہ بھی لکھی ہیں +

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۱۶۔ مارچ ۱۸۹۶ء

{انگلستان اور ٹرکی}

اکثر اخبارات بالخصوص ہمارا اسلامی مصری ہمعصر ایجپشن ہیرلڈ (المبشر المصری) ابتک اس امر پر اصرار کئے جا رہے ہیں۔ کہ یہ دونوں ملک قدیمی دوست اور قدرتی رفیق ہیں مگر ۲۔ مارچ کے وکیل میں ہمنے اس قیاس کو غلط ثابت کر کے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ جنگ کریمیا کیوقت ان دونوں سلطنتوں کو ایکدوسری کی نسبت دوستانہ خیال ہوں تو ہوں (اگرچہ ہمیں اسوقت کی رفاقت بھی اول الذکر سلطنت کیطرف سے خود غرضی پر مبنی معلوم ہوتی ہے) لیکن اسکے بعد قطعی یہ کیفیت نہیں رہی۔ بلکہ واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ صورت تعلقات اسکے برعکس ہوتی گئی۔ ہاں قدرتی رفاقت ہو اگر یہ مراد رکھی جاوے کہ دونوں سلطنتوں کی ضروری اور اہم اغراض اور انکا مدامی قیام اس امر کا مقتضی ہو کہ دونوں باہم یکجان و قالب بنی رہیں تو اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا اسصورت میں ہر دو سلطنتوں کی بھی خواہوں کو لازم ہے کہ وہ نہ صرف دونوں سلطنتوں کے دلوں میں تذکرہ بالا امر کے ذہن نشین کئے جانے کی کوشش کریں۔ بلکہ موجودہ رنجش اور کشیدگی کو رفع کر کے وہی مخلصانہ اور سچا باہمی تعلق جو ہر دو کے قیام اور استحکام کے لئے لازمی اور نہایت لازمی ہے قایم کریں یہ ظاہر ہے کہ موجودہ باہمی نزاع کے پیدا کرنے میں سلطان المعظم نے ابتدا نہیں کی۔ بلکہ خود گورنمنٹ انگلشیہ نے بعض کوتہ اندیشوں کی کہنے میں آکر وہ پالیسی اختیار کر لی جس سے بتدریج معاملہ اسقدر طول پکڑ گیا۔ اور رشتہ مودت میں اسطرح کا الجھاؤ پیدا ہو گیا۔ کہ اب تھوڑی کوشش سے اسکا سلجھنا اور سلجھنا مشکل کیا قریباً محال ہو گیا ہے۔ انگریزوں نے سلطانی مقبوضات کو یکے بعد دیگرے اپنے قبضہ میں کر لینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بمصداق مال غنیمت دل بیرحم عثمانی کے ایک کو اوروں پر بانٹنا شروع کر دیا۔ جو ایک سچا دوست ہی ہرگز نہیں

جنہ قابو چڑھا وہ تو بخشدیگی اور جنہ سر دست بس نہیں چل سکتا تہا۔ اُسکے دلوا دینے کا خفیہ طور سے وعدہ کر لیا۔ جنگ روم روس کے بعد جسقدر کمی سلطنت عثمانیہ میں ہوئی اُسکا باعث بہت کچھ انگلستان کی عنایت سمجھنی چاہیئے۔ ۱۸۷۸ء میں خود جزیرہ قبرس دیا تو ساتھ ہی صوبجات بوسینیا و ہرزیگوینا آسٹریا کو دلا دیئے اور غیر مفتوح باطوم روس کی نذر کر دیا۔ ۱۸۸۱ء میں صوبہ تہسلی یونان کو دیدیا۔ ۱۸۸۲ء میں خود مصر پر قبضہ کر لیا جسکی وجہ سے نوبیا اور سوڈان بھی آزاد ہو گئے۔ اور جب دیکھا کہ فرانس بھی طمع کا منہ کھولے ہوئی ہے۔ تو دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ بکار بند ہو کر ٹیونس اُسکے حوالے کر دیا اور اسپر بھی جب وہ ہل من مزید کا شور مچانے لگا تو اُسکے مقابلہ کے لئے اسکے قدیمی مخالف اور پرانے دشمن (جرمنی) کی فریق اٹلی کو اپنے ساتھ گانٹھ کر مشرقی سوڈان کا بندرگاہ مسوا و اسعہ علاقہ ملحقہ کے جو سوڈان کے آزاد ہو جانیکے بعد تک مصری گورنمنٹ یعنی سلطان المعظم کے تابع تہا۔ اُسے دیدیا اور مغربی طرابلس (صوبہ سلطنت عثمانیہ) کے آیندہ کسی وقت اٹلی کا وعدہ کر لیا۔ چنانچہ جو معاہدہ ہوا تو اُسکی عبارت حسب ذیل قرار پائی "اسکی عبارت حسب ذیل ہے" انگلستان مصر میں جو کارروائی کریگا اسمیں اٹلی اُسکی امداد کریگا۔ اور دول یورپ کے روبرو جب کبھی تصفیہ مصر کی بحث چھڑے وہ انگلستان کی حمایت میں رائے دیگا۔ اور بعوض اسکے بحیرہ قلزم کے سواحل کے اُن ملاقجات پر جو فرانسیسی نوآبادی ابوک اور بندرگاہ مسوا کے درمیان ہیں قابض ہوگا اور انگلستان ذمہ اٹھاتا ہے کہ اگر طرابلس کے متعلق کبھی کوئی پولیٹکل سوال پیدا ہوا تو وہ اٹلی کی اس ملک قابض کرانے میں امداد کریگا۔ نیز انگلستان افریقہ کو مغربی ساحل پر بھی نوآبادیاں قائم کرنے اور منصرف ہونے میں اٹلی کا معاون ہوگا۔"

اب اس عہدنامہ کو ڈیڑھ برس کے بعد کوئی بھی عقلمند اس امر کے کہنے کی جرأت نہیں کریگا۔ کہ انگلستان ٹرکی کا دوست تہا۔ جسنے نہ خود ہی ٹرکی کے مختلف مقبوضات کو دبا لیا۔ بلکہ اسکا بہت سا حصہ اوروں کو بھی دیدیا۔ یہ کیفیت دیکھکر اور اسقدر بڑی نقصانات اُٹھا کر اگر گورنمنٹ عثمانیہ انگلستان سے بگڑ گئی۔ تو اس سے وہ کسی سمجھدار شخص کی نزدیک قابل ملامت نہیں ہو سکتی اگر انگلستان آج بھی اپنی نیت درست کر لے اور ٹرکی کے مقبوضات جو اُسنے غصب کر رکھے ہیں اُنکو واپس دیدے تو اعلیحضرت سلطان المعظم کے دل سے تمام کدورتیں دفع ہو سکتی ہیں۔ اور اسطرح دونوں سلطنتوں کے خیر خواہوں کی خواہشات جو اُنکے یکدل بنانے کے متعلق ہیں پوری ہو جائینگی۔ مگر مشکل تو یہ ہے۔ کہ طمع ملک گیری اور بے اعتباری و پالیسی نے انگلستان کی آنکھیں ایسی بند کر رکھی ہیں۔ کہ وہ اپنا نیک و بد نفع و نقصان نہیں سمجھ سکتا۔ مثل ہے کہ ایک زمیندار کی طرف سرکاری معاملہ بقایا میں پڑا ہوا تہا۔ محصل نے جاکے گاؤں میں آیا ہوا تہا۔ تحصیل کا چپراسی اُسے بلانے کو بھیجا۔ زمیندار کی بیوی نے زر بقایا اُسکے دوپٹہ (دوپٹی) میں باندھ دیا اور تاکید کر دی کہ رقم بقایا جاتے ہی ادا کر دینا ایسا نہ ہو محصل بیعزتی کرے اور مار جوتوں کے سرگنجا کر دی۔ جب زمیندار محصل کی روبرو پیش ہوا تو لگا طرح طرح کے حیلے بہانے کرنے۔ عہدہ دار مذکور نے جب دیکھا کہ یہ کسطرح نہیں مانتا تو جوتے نیکا حکم دیا۔ ہائے پکار سنکر زمیندار کی عورت بھی وہاں آپہنچی۔ اور دوہتڑ لگا کر کہنے لگی کہ کمبخت جب روپے تیرے پاس موجود ہیں تو کیوں خواہ مخواہ بے عزت ہو رہا ہے۔ زمیندار نے کہا کچھ ہی کیوں

نہ ہو۔ میں تو اپنے ہاتھ سے دینے کا نہیں۔ تو پگڑی میں سی چلے کہو کر دیدی۔ یہی کیفیت انگلستان کی ہے کہ آرمینیا کے معاملہ میں نیچا دیکھا۔ ٹرانسوال اور رونی زویلا کے جھگڑوں میں زک اٹھائی۔ ہر جگہ مشکلات میں گھرا ہوا ہے مگر وہ ہے کہ بلوغ وزعمت خود داد ان کا صیغہ پڑا ہی نہیں۔ ٹرکی روس فرانس۔ جرمنی سب کہہ رہے ہیں کہ مصر خالی کر دو۔ مگر یہ ہیں کہ کان پر جوں تک نہیں چلتی۔ خیر ہی نہیں کہ کوئی کیا بک رہا ہے۔ لیکن تا بکے آخر یہ پرایا ملک دبا بیٹھنے کی پالیسی ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لائیگی۔ اور نہایت خفت کیساتھ مصر خالی کرنا پڑیگا۔ ورنہ ان تمام مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا جنکا اسوقت ماکہ پہنچا جا رہا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تخلیہ سے کار راز جلد منکشف ہو جائیگا۔ اگر اسکو مصر پر قبضہ کہنا ہوا تو ظن غالب ہے کہ بروئے اس عاہد کے جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے۔ وہ افریقہ میں اٹلی کو جدیثوں کے برخلاف ضرور امداد دے گا۔ اور اگر وہ مصر کے خالی کر دینے کی ٹہان چکا ہے تو پھر اس کی بلا سے اٹلی والوں کا افریقہ سے کل قبضہ اٹھتا آج اٹھ جائے وہ سب مہد ناموں کو طاق پر دھرا رہنے دیگا۔ لیکن بصورت دیگر اگر اس نے مصر کو بھی ہاتھ سے دینا نہ چاہا اور اٹلی کی بھی امداد نہ کی۔ تو ٹرکی۔ روس۔ فرانس اور جرمنی تو پہلے ہی بگڑے ہوئے ہیں۔ اٹلی بھی اس کی اس بدعہدی سے رنجیدہ ہو کر انہی کیساتھ حاشامل ہوگا اور اس اتحاد خمسہ بلکہ سادسہ (کیونکہ آسٹریا جرمنی اور اٹلی سے الگ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اسکا وزیر خارجہ اٹلی کی امداد کے متعلق مشورہ کرنے کو برلن پہنچا ہوا ہے) کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ انگلستان کو آخر بہت بڑی خفت اور زک اٹھا کر مصر چھوڑنا پڑیگا۔ اور اس قسم کا تخلیہ مصر ٹرکی کے حق میں بھی کچھ مفید نہیں ہوگا اب تو صرف انگلستان کا قبضہ ہے۔ پھر ایک کی جگہ پانچ کی مداخلت ہو جائیگی۔ جو انگلستان اور ٹرکی دونوں کے حق میں برا اثر پیدا کرے گی۔ اس سے تو یہی بہتر ہے۔ کہ انگلستان ان سب بکھیڑوں سے پہلے سے نزول فتنہ ہی سے مسئلہ مصر کا فیصلہ کر کے مقدار کو اسکا حق دیدے ؎ چہ خوش بودے گر ہر آدمی بیک کرتہ دو کار۔

ٹرکی پر احسان کا احسان رہے اور اس خفت اور نقصان سے بچنے کے علاوہ جس کا اندیشہ کیا جاتا ہے اسکے ساتھ پھر سے دوستانہ تعلقات بھی قائم ہو جاویں جو دونو سلطنتوں کے لئے نہایت مفید بتلائے جاتے ہیں۔ لارڈ سالسبری صاحب کو معاملات خارجہ کی درستی اور سمجھ بوجھ کی طرف کچھ خیال تو ہو گیا ہے۔ خدا کرے اس پالیسی کے فوائد بھی انکی ذہن میں آجاویں۔ اور ہماری یہ مراد کہ انگلستان اور ٹرکی میں ایک مستحکم سلسلہ مودت دیرینہ قائم ہو جائے بر آئے ؎

ہفتہ مختتمہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں

لنڈن۔ ۱۴۔ مارچ (دنگولہ پر مصری افواج کی پیشقدمی رسالہ مصر) دنگولہ پر مصری افواج عنقریب بڑھنے والی ہیں جو

پیشقدمی میں غالباً ۵ پلٹنیں جبشیوں کی اور سات مصری پلٹنیں سواران اور توپخانہ کی ہونگی۔ برٹیگیڈیر جنرل کمپنر پاشا سپہ سالار ہونگے۔ +

قاہرہ ۱۴۔ مارچ۔ انگریزی فوج مقیمہ قاہرہ کی نارتھ سٹیفرد شایر رجمنٹ کو وادی حلفہ جانے کا حکم ملا ہے۔ مہم ڈنگولہ میں تمام قسموں کے آٹھ ہزار سپاہی ہونگے۔ +

ایضاً ۱۵۔ مارچ۔ نارتھ سٹیفرد شایر رجمنٹ اور چند مصری پلٹنیں بروز جمعہ (۲۰۔ مارچ) کو وادی حلفہ کی طرف کوچ کرینگی۔ لارڈ کرومر انگریزی کونسل متعینہ مصر نے مصری مجلس وزراء کو اطلاع دی ہے کہ ۱۸۔ اپریل کو انگلستان سے ایکہزار لکی فوج مصر کے لئے روانہ ہوگی۔ +

اخبار ٹائمز بیان کرتا ہے۔ کہ ڈنگولہ پر پیشقدمی بالائی نیل یا کم از کم خرطوم تک کا مالک وشیوں سی پہنچنے کے لئے پہلا قدم ہے +

فرانسیسی اخبارات غوغا مچا رہے ہیں۔ کہ یہ مہم محض انگریزی قبضہ مصر کو معرض التوا میں ڈالنے کا بہانہ ہے۔ +

پیرس ۱۵۔ مارچ۔ یہاں بیان کیا گیا ہے کہ مصری مجلس وزراء نے مصری قرضہ کی کمیشن سے مہم ڈنگولہ کے اخراجات کے لئے پچیس لاکھ فرنک کی منظوری مانگی ہے۔ مگر یہ عام یقین ہے کہ فرانس نے بحیثیت ضامن قرضخواہان اس رقم کے دیئے جانے سے انکار کر دیا ہے۔ +

برلن ۱۵۔ مارچ۔ سوشلسٹ ممبروں نے دوران مباحثہ کے دوران میں یہ بیان کر کے کہ ڈاکٹر پیٹرز نے جبکہ وہ جرمن مشرقی افریقہ کا کمشنر تھا اپنی حبشن معشوقہ کو معہ اسکے عاشق کے پھانسی دیدیا تھا اور اسیطرح کی بہت سی خونخواری کی تھیں ڈاکٹر مذکور کے برخلاف پرانے الزامات کو پھر تازہ کیا ہے گورنمنٹ نے اسکے طریق عمل کے متعلق جدید تحقیقات کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ (اخبار ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ برلن تحریر کرتا ہے کہ ڈاکٹر مذکور کو گورنمنٹ نے افریقہ میں پھر ایک اعلیٰ عہدہ عطا کرنا چاہا تھا مگر اسنے انکار کر دیا۔ مگر تعجب یہ ہے۔ کہ اگرچہ وہ بالکل بیکار رہے۔ لیکن گورنمنٹ سے چھ ہزار روپیہ سالانہ کی تنخواہ برابر پا رہا ہے۔ اور اسکے عوض میں یہ کام کر رہا ہے۔ کہ ملک میں بحری طاقت بڑھائے جانے کی تحریک پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے غیر اس سے تو ہمیں مطلب نہیں۔ کہ وہ آجکل جرمنی میں کیا کر رہا ہے۔ البتہ اسکی مکسنری کی زمانہ کی حرکات و افعال کی نسبت جو الزام لگائے گئے ہیں۔ اگر وہ سچ ہیں تو اسنے یورپین لوگوں کی شرافت۔ نیک بختی۔ اور تہذیب کا بڑا پورا پتہ چلتا ہے۔ مگر ان الزامات میں شک کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ انگریزوں نے جو خود کو اوصاف سے نہایت اعلےٰ درجہ تک موصوف سمجھتے ہیں افغانستان میں جو کچھ حرکات ناشائستہ کی تھیں۔ یا اب برہما ڈانوال و غیرہ میں کر رہے ہیں کسی سے پوشیدہ نہیں بلکہ اسقدر الظہر من الشمس ہیں کہ برہما کے چیف کمشنر صاحب کو اپنے ماتحتوں کی سخت

گوشمالی کرنی پڑی تھی اور ٹرانسوال میں انگریزوں کی زیادتی پر انگلستان کے مدبرین بڑی طول طویل پُر تاسف تقریریں کر رہے ہیں پس جب انگریزوں کی یہ کیفیت ہے۔ تو اس کے نئے دوست عیسائی بھائیوں کے حالات کا قیاس کر لیا جا سکتا ہے۔ +

لنڈن۔ ۱۶۔ مارچ۔ (مہم ڈنگولہ۔ سوڈانیوں کا سر ابھارنا) ٹائمز کہتا ہے کہ ڈنگولہ کے بعد مقام ابوحامد پر بھی قبضہ کیا جاوے گا۔ +

پیرس۔ ۱۶۔ مارچ۔ یہاں نیم سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ ریاست کانگو سٹیٹ نیل پر ایک چھاؤنی قائم کرے گی اور فرانس سے بس یہی تجویز پیش کی ہے کہ درویشوں کے حملہ کو روکنے کیلئے باہم ملکر کارروائی کریں۔ +

لنڈن۔ ۱۶۔ مارچ۔ ہوس آف کامنز (دار العوام) میں آج رات سر ولیم مارکورٹ کے جواب میں مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے بیان کیا کہ چند ہفتے گذرے ہیں یہ معلوم ہوا تھا کہ درویشوں کی زبردست فوجیں کہارا اور دیگر مقامات کی طرف بڑھ رہی ہیں اور نیز یہ کہ درویشوں کے لئے مکی افواج ڈنگولہ کی جانب بھی پیشقدمی کر رہی ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس وقت اس ہزار درویش کسلا پر حملہ آور ہونے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ اور چونکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر درویش فتحیاب ہو گئے۔ تو نہ صرف مصر اور اٹلی ہی کیلئے نہایت سخت خطرہ پیدا ہو جائیگا۔ بلکہ یورپ کی تہذیب کی ترقی کو بھی بہت نقصان پہنچیگا۔ اسلئے لنڈن میں جو مصر کے مشیران جنگی ہیں انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مقام عکاشیہ پر پیشقدمی نہایت ضروری ہے۔ اور پھر وہاں سے ڈنگولہ تک۔ لیکن برسبیل ان تجاویز کا ظاہر کرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ گورنمنٹ کو یقین کامل ہے۔ کہ اسکی اس کارروائی سے دو فائدے مرتب ہو جائینگے۔ ایک تو اٹلی والے کسلا اور اڈوا کے مقامات پر درویشوں کے حملہ اور محاصرہ سے خلاصی پا جائینگے اور دوسرے مصر ان خطرات سے بچ جائیگا۔ جسکے نہایت خوفناک صورت پکڑ لینے کا احتمال ہے۔ +

اس تقریر کے بعد مسٹر لیونارڈ ملک اخبار ٹروتھ (ممبر پارلیمنٹ) نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ مہم مذکور محض مصر میں رہنے کا ایک بہانہ ہے۔ یہ تجویز پیش کی کہ پارلیمنٹ اس مہم رجعت کرنے کے لئے آج برخاست کر دیا جاوے۔ سر چارلس ڈلک نے اس تجویز کی تائید کر کے بڑے زور سے بیان کیا کہ مصری افواج کی پیشقدمی نہایت ہی بے موقعہ ہے۔ +

اسکے برعکس مسٹر بالفور نے کہا کہ سوڈان کے لئے یہ نہایت ہی مفید ہوگا۔ اگر اسکے عرب قبائل ایک ایسی گورنمنٹ کے زیر حکومت کر دئے جاویں۔ جو انگریزی گورنمنٹ کی صلاح و مشورہ پر چل رہی ہے۔ آخر کار تجویز مذکور بر رد و قبول گئی۔ اور ۴۸ کے مقابلہ پر ۲۱۵ ووٹوں کی تائید سے منظور کی گئی۔ +

لنڈن۔ ۱۷۔ مارچ۔ (انگریزی اخبارات کی رائے) مصری مسئلہ پر ہوس آف کامنز (دار العوام) میں جمعہ (۲۱ مارچ) کو پھر مباحثہ ہوگا۔ اخبار ٹائمز مسئلہ مصر پر بحث کرتے ہوئے امید کرتا ہے کہ پیشقدمی بر مقام عکاشیہ مصر کی [illegible] پہلا زینہ ہوگا۔ کیونکہ سوڈان مصر کی کنجی ہے۔ انگلستان یہ کبھی روا نہیں رکھ سکتا کہ سوڈان کسی مہذب یا نیم مہذب طاقت کے قبضہ میں چلا جاوے۔ (مہذب یا نیم مہذب طاقت سے ٹائمز والا فرانس یا روس سے مراد لے رہا ہے۔ اسی

تو خیر اشارتاً کام لیا ہے۔ اور صرف یہی کہا ہے کہ ہم سوڈان کو کسی دوسری طاقت کے قبضہ میں جانے نہیں دیسکتے۔ لیکن ایکدوسرے انگریزی اخبار کو بہت دور کی سوجھی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ سوڈان اور وہ ملک جس میں دریائے نیل کا منبع ہے اگر کسی دوسری یورپین طاقت کے ہاتھ میں چلا گیا۔ تو آجکل دیگر علوم و فنون کی طرح فن انجینیرنگ (ہندسہ) کو بھی اسقدر ترقی ہوگئی ہے کہ وہ بڑی آسانی سے دریائے نیل کا رخ مصر کی طرف سے کسی دوسری جانب کو پھیر سکے گی جس سے ملک مصر اسوقت بالکل ریگستان اور بیابان بن جائیگا۔ اور زراعت و آبادی کا نام و نشان باقی نہیں رہجائیگا۔ گویا انگریزی اخبارات ان بعید الفہم و القیاس خطرات سے مصریوں کو خوف دلا کر انگریزی حفاظت و پناہ میں رہنے پر مجبور کر رہے ہیں مگر یہ دیکھنا ابھی باقی ہے کہ انکا مصریوں پر کیا کچھ اثر پڑتا ہے۔ جس سے ان لوگوں کے تدبر و دور اندیشی یا جہالت و کوتاہ اندیشی کا پتہ معلوم ہوگا + (ڈیلی ٹیلیگراف)

لنڈن ۱۷۔ مارچ فرنچ کنسول جنرل کے اخبار عکاشیہ کی پیشقدمی کو بہت پسند کر رہے ہیں۔ مگر لبرل اخبارات سوڈان کے پھر فتح کئے جانیکی بڑے زور سے مخالفت کر رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ اسمعاملہ پر پبلک کو پوری پوری واقفیت اور اطلاع دیوے (مگر ہم پوچھتے ہیں کہ لبرل اخبارات نے سوڈان کا نام متوجہ ہوجانیکا ابھی سے کیسے تصور کر لیا ہے۔ پیشقدمی یا یورش اور فتح میں ہزاروں کوس کا فرق ہے۔ اٹلی والے بھی تو حبش کو فتح کرنے گئے تھے۔ اور کسکو یہ وہم و گمان بھی ہوسکتا تھا کہ وہ اسقدر ایسی ذلیل و شکست ہونگے۔ نیز ۱۸۸۲ء میں یہی انگریزی مصری اور ہندوستانی افواج سوڈان کو بہرحال فتح ہی کرنے گئی تھیں آج انگریزی نوجیمن کوئی اور نہیں ہوگئیں اور سوڈانی کوئی اور نہیں ہوگئے۔ یورپ والوں نے اس عرصہ میں اگرچہ جدید مہلک اسلحہ ایجاد کر لئے ہیں۔ تو سوڈانیوں نے بھی برچھیوں اور نیزوں کی بجگہ کارتوسی بندوقیں اور پیچھے سے بھرنے والی توپیں بہم پہنچالی ہونگی۔ کیونکہ جب باوجود اسقدر بُعد اور عدم قرب کے روس حبش کو یورپین اسلحہ سے مسلح کر دینے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ تو کیا انگریزوں اور اٹلی کا قدیمی رقیب فرانس باوصف ایسے نزدیک کی قرابتدار ہمسائگی کے درویشوں کو نئے ہتھیار دینے سے غافل رہا ہوگا۔ ہرگز نہیں +

لنڈن ۱۷۔ مارچ جنرل گرنکے زیر کمان رائل انجینیر کا سٹر جنٹ کا نیل ہنٹر صاحب اور رائل آرٹیلری (شاہی توپخانہ) کے کرنل رنڈل صاحب توپوں کے سردار مقرر کئے گئے ہیں۔ +

لنڈن ۱۸۔ مارچ فرانس میں ناراضگی ہم ڈنگولہ کے متعلق غیر قریبہ طور پر جو فیصلہ کیا گیا ہے اُس سے پیرس میں بہت سخت ناراضگی اور حیرت پیدا ہوگئی ہے فرانس کے اخبارات لکھ رہے ہیں کہ ایبارٹ ہیلو ٹ وزیر مختار خارجیہ فرانس نے لارڈ ڈفرن (سفیر انگلستان متعینہ پیرس) کو جتایا ہے کہ اس کارروائی سے نہایت خطرناک نتائج پیدا ہونگے۔ پیرس اور سینٹ پیٹرزبرگ (یعنی روس اور فرانس) کے درمیان تبادل آمار اور اسمعاملہ پر خط و کتابت ہو رہی ہے۔ +

ایضاً۔ لارڈ سالسبری نے شب گذشتہ ہوس آف لارڈز (بیت الامراء) میں بیان کیا کہ مصر اور اٹلی کی گورنمنٹوں سے مشورہ کرنے کے بعد ڈنگولہ پر پیشقدمی اختیار کی گئی ہے بلکہ مصری گورنمنٹ نے تو بڑے زور سے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ

درویشوں کے آگے بڑھ آنے سے بہت سخت خطرات حادث ہو جائینگے - +

روما - ۱۷ - مارچ - گورنمنٹ اٹلی نے ڈنگولہ پر مصری مہم کے بھیجے جانے پر کمال خوشی کا اظہار کیا - اور اطالین بیت الامرا نے انگریزی دار العوام کے اٹلی کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنیکا شکریہ ادا کیا ہے - +

لنڈن - ۱۹ - مارچ - جرمنی نے یہ دیکھکر کہ آسٹریا اور اٹلی ڈنگولہ ریلوے کے جانے کو پسند کرتے ہیں مصری ریزرو فنڈ میں سے اُسکے خرچ کیلئے روپیہ لئے جانے پر رضامندی ظاہر کردی (ناظرین حیران ہوتے ہونگے - کہ ریزرو فنڈ تو مصر کا ہے اسکے کیا معنے کہ کوئی سلطنت اُس میں سے روپیہ خرچ کئے جانیکی مخالفت اور کوئی اسپر رضامندی ظاہر کرتی ہے - اور مصر کو کیا عثمانی یا شہنشاہ درپیش ہے - کہ وہ اپنی ہی روپیہ کو خرچ کرنے کے لئے دوسری طاقتوں سے منظوری مانگتا ہے - اسلئے ہم انکے رفع تردد کے لئے مجملاً بیان کردیتے ہیں - کہ خدیو اسمٰعیل پاشا کی فضولخرچیوں کی بدولت مصری گورنمنٹ پر مالک غیر کے ساہوکاروں کا اتنا قرض ہوگیا تھا - کہ اصل اور کمشن سود کی ادائیگی کیلئے مصر کی آمدنی کفایت نہیں ہوتی تھی چنانچہ یورپ کی شورش دول عظام نے جہاں کے ساہوکار تھے - دس لاکھ پونڈ روپیہ گورنمنٹ مصر کو قرض دیا ہوا تھا - ۱۸۷۵ء میں ایک معاہدہ کرکے محاصل مصر کی اسطرح سے تقسیم کردی کہ انکا نصف حصہ سرکاری اخراجات وغیرہ کے لئے گورنمنٹ مصر کو ملے اور نصف مصر کے قومی قرضہ کے انتظام کرنیوالی کمیشن کو جو سنہ مذکور سے چند برس پہلے مقرر کی گئی تھی - اس کمیشن میں چھ ممبر ہیں - انگلستان - فرانس - جرمنی - آسٹریا - اٹلی اور روس کیطرف سے ایک ممبر ہے - مگر اس تقسیم کے ساتھ ہی دول عظام نے مصری اخراجات کے لئے ایک خاص رقم مقرر کردی کہ اگر نصف حصہ آمدنی کا کبھی اُس سے زیادہ ہو تو فاضلہ رقم پھر دوبارا مصری گورنمنٹ اور کمیشن انتظام ہر شے میں برابر تقسیم ہو جاوے - اور اگر خرچ متدائر رقم مذکور سے زیادہ ہو جاویں یا کسی خاص خرچ کی ضرورت آپڑے - تو کمیشن کی منظوری سے ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لیا جاوے - بطور مثال ہم اسی پچیس لاکھ فرنیک کے معاملہ کو جو مصری گورنمنٹ نے کمیشن سے مانگنے میں پیش کرتے ہیں اگر کمیشن مذکور نے باتفاق رائے اس رقم کا دیا جانا منظور کرلیا تو فبہا ورنہ اگر اُسے منظور نہ کیا - اور گورنمنٹ مصر نے اس رقم کو حاصل کرنا ضروری تصور کیا - تو وہ اُسکو بطور قرضہ حاصل کرسکتی ہے - جس صورت میں اُسکو اس رقم کے سود سے دوگنی رقم سالانہ ملک کے محاصل میں بڑھانی پڑے گی - تاکہ نصف کمیشن کو بجا دے اور باقی نصف سود میں ادا کی جاوے - لیکن کمیشن نے اگر بذریعہ قرضہ بھی اس پچیس لاکھ کی رقم کا لیا جانا منظور نہ کیا - تو مصری گورنمنٹ کو اپنی ہی ملک سے ٹیکس وغیرہ بڑھا کر پچاس لاکھ فرنیک حاصل کرنے پڑینگے - تاکہ جب معاہدہ نصف رقم یعنی پچیس لاکھ کمیشن کو دیدی جاوین اور پچیس لاکھ کو وہ اپنے مصرف میں لاوے اب چونکہ یہ خرچ صرف انگریزی گورنمنٹ کے ایماء سے مصری گورنمنٹ کو کرنا پڑا ہے اسلئے گو ہی ممکن نہیں کہ فرانس و روس اسکے مصری ریزرو میں سے خرچ کئے جانے کی منظوری دیں - جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ پچیس لاکھ کے لئے پچاس لاکھ فرنیک کا بوجھ مصر کی غریب رعایا پر جسکی ہی بظاہر بہبودی اور خوشحالی کے لئے انگلستان مصر میں دخیل ہوا ہے پڑ جائیگا - اور وہ بیچارے ٹیکسوں کی مہار سے زیادہ پس جائینگے - مگر یہ کبھی ممکن نہیں

کے لئے یہ نہایت مناسب موقعہ ہے۔ کہ تینوں سلطنتیں انگلستان کے برخلاف یکدل ہو رہی ہیں اسے ہاتھ سے ہرگز نہیں دینا چاہئے۔ +

سالگذشتہ مصر کی آمدنی ایک کروڑ آٹھ لاکھ پونڈ اور خرچ ستانوے لاکھ پونڈ ہوا۔ ۱۱۔ لاکھ پونڈ کی بچت میں سے چار لاکھ بارہ ہزار پونڈ قرضہ کے تبادلہ پر خرچ کئے گئے۔ ۳ لاکھ ۶۳ ہزار ریزرو فنڈ میں جمع کئے گئے اور تین لاکھ پچیس ہزار پونڈ گورنمنٹ کے تصرف میں رہے۔ +

سلطان المعظم نے شہزادہ فرڈیننڈ کو بلگیریا اور مشرقی رومیلیا کا گورنر جنرل مقرر کئے جانے کے لئے دو فرمانوں کے تیار کئے جانے کا حکم دیا ہے۔ +

مالٹا جنوری کے آخری ہفتہ میں سب سے پہلی مرتبہ قاہرہ میں پہل نکاریوں اور پھولوں کی نمائش ہوئی۔ سب سے اول خدیو المعظم کی والدہ محترمہ اور محل کی تمام بیگمات نے اسکی سیر کی۔ بعد ازاں وہ عام پبلک کے لئے کھولی گئی۔ تقریباً نو ہزار آدمیوں نے اسکی سیر کی خدیو المعظم نے دست خاص سے دو سو ستر پونڈ کے انعامات اور اکیسو ۲۱۔ اول درجہ کے سارٹیفکیٹ عطا فرمائے۔ تقسیم انعامات کیوقت تمام وزرائے ریاست عالیجناب غازی مختار پاشا۔ لیڈی کرومر اور ممالک غیر کے قونسل دربار میں موجود تھے +

زیتون کے باغیوں کی تعداد آٹھ ہزار سے کسیقدر زیادہ ہے۔ مگر جیمک اور خارش سے یہ سیچاس پچاس سے زیادہ مرتے نہیں انکی حالت نہایت قابل رحم بیان کی جاتی ہے۔ انہوں نے ہتھیار ترکی حکام کے حوالہ کر دیئے ہیں۔ مگر جاڑے کی شدت کیوجہ سے اپنے اپنے مساکن کو جانیسے معذور ہیں۔ ترکی مارشل انکی ہر طرح سے خبر گیری کر رہا ہے اور قرب و جوار کے کردوں اور ترکوں کو طلب کر کے فہمائش کر دی ہے۔ کہ ان بناء گزینوں کو ہرگز کوئی تکلیف نہ پہنچائی جاوے۔ +

نمک حرام رضا بے بحری نوج کے لفٹنٹ کی گرفتاری کے لئے جو مراد نامراد کی طرح بدامنی کا تخم بو کر مفرور ہو گیا ہے۔ پانسو پونڈ کا انعام مشتہر کیا گیا ہے۔ +

انگلستان نے باب عالی کے روبرو تجویز پیش کی ہے۔ کہ سلطنت عظمیٰ کو انگلستان سے قبرس کی بابت جو خراج ملتا ہے اسکو راس المال بنا کر اس راس المال کی بنا پر قرضہ حاصل کرے۔ چنانچہ باب عالی نے تجویز مذکور کو بغرض منظوری حضور امیر المومنین کی بارگاہ میں پیش کیا ہے +

قسطنطنیہ کے انگریز باشندے ممالک عثمانیہ میں انگریزی اخبارات کی ممانعت ہونیسے بڑی سٹ پٹا رہے ہیں۔ ان سب نے متفق ہو کر سر فلپ کری سفیر انگریزی کے پاس درخواست دی کہ وہ سعی و کوشش کر کے اس بندش کے ہٹا دینے کی اشد عاکریں مگر سر فلپ نے صاف جواب دیدیا۔ کہ اسبارہ میں سلطنت عظمیٰ سے انگلستان کے جو معاہدے ہو چکے ہیں۔ وہ اسے کچھ نہیں کرنے دینے۔ انگریزوں کو زیادہ غصہ اسواسطے آرہا ہے کہ باقی تمام سلطنتوں کے اخبارات برابر داخل ہوتے ہیں مگر انگریزوں کا ایک پرچہ بھی داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔ +

جزیرہ کریٹ میں چند مفسدہ پرداز عیسائیوں نے دو ترکوں کو ہلاک کر دیا جس سے برافروختہ ہو کر ترکوں نے دو عیسائی کنبوں کو قتل کر ڈالا اسکے جواب میں عیسائیوں نے جمع ہو کر کئی ترکی گاؤں جلا دیئے اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ اور اب اُلٹے خود ابتدا کر کے وہاں کے مسلمانوں کو ملزم بنا رہے ہیں۔ اور بڈی یونان باب عالی کی سمع خراشی کر رہا ہے کہ یونانی مذہب کے عیسائیوں پر کریٹ میں ظلم ہو رہا ہے۔ اور کارا تھیوڈوری پاشا مسلمانوں کی ناجائز رعایت کرتے ہیں ✦

پرنس لوبناف روسی وزیر صیغہ خارجیہ نے برملا کہہ دیا ہے۔ کہ آرمینیا کا کل فساد انگلستان کی مفسدہ پرداز آرمینی کمیٹیوں نے کرایا ہے۔ ✦

بالعالی نے عثمانیہ بنک سے جو قرضہ لیا ہے۔ اُسکی نام نہاد تعداد ۳۲ لاکھ ستر ہزار پونڈ ترکی اور سالانہ سود پانچ فیصدی اور ۱½ فیصدی سالانہ بیباقی کے فنڈ کیواسطے ادا کیا جاویگا۔ یہ کل قرضہ عثمانیہ بنک نے ۵ فیصدی کے نرخ پر خود واپس لیا ہے اور اُسکی ضمانت میں مندرجہ ذیل آمدنیاں مکفول کیگئی ہیں۔ (۱) صوبہ ایدین وسخنی بنیہ (واقعہ برلب ڈارڈنیلز) کا محصول اور عشر جو تیل اور افیون سے وصول ہوتے ہیں۔ (۲) اضلاع سالونیکا ایدین اور رضاوند گار کا محصول جو بھیڑوں پر لگایا گیا ہوا ہے۔ ۸۵ فیصدی قیمت کے حساب سے بالعالی کو فی الحقیقت ۲۷ لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ ترکی حاصل ہوتے ہیں جن میں سے ۳۵۰۰۰۰ پونڈ قرضہ اتصال ریلوے کے ادا کرنے میں صرف ہونگے۔ اور ساڑھے سات لاکھ پونڈ عثمانیہ بنک کو ان قرضوں کی بابت ادا کئے جاوینگے۔ جو خزانہ عامرہ اُس سے وقتاً فوقتاً دست گردان طور پر برداشت کرتا رہا ہے۔ پس گورنمنٹ کے پاس اس قرضہ میں سے خالصاً صرف بارہ لاکھ پونڈ باقی رہ جائینگے۔ ✦

لنڈن کا مشہور اخبار ڈیلی کرانیکل "حلق میں ہڈی پھنس گئی" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کو جرمن جہاز موسومہ کنڈر کے نہر سویز میں پہنچ جانے اور اسکی وجہ سے ساٹھ جہازوں کے کئی روز تک رُکے رہنے کے واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ یہ مصری خندق (نہر سویز) جنگ کے وقت ہندوستان کی شاہراہ بننے کے متعلق بہت ہی کم کارآمد ہو سکتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں اگر دشمن اپنی کسی جہاز کو جان بوجھکر نہر کے کسی تنگ ترین موقعہ پر غرق کر دے۔ اور پھر اُسے ڈائینامیٹ کے ارادے تو راستہ کم از کم تین ہفتوں تک بیکار رہ سکتا ہے۔ اور اس اثنار میں خشکی کے راستہ ہندوستان پر حملہ کرنا لاانتہا یاب ہو سکتا ہے اسلئے ہمیں لازم ہے کہ نہر سویز اور مصر کا خبط چھوڑ کر ہم اپنے پورانے راستہ کیپ آف گڈ ہوپ کو ہندوستان کی اصلی اور حقیقی شاہراہ سمجھیں۔ ورنہ اس تغافل اور لاپروائی کا خمیازہ بُری طرح بھگتنا پڑیگا۔" ✦

نہر سویز کا اس طرح بیکار آمد ہونا کچھ اسی اخبار نے پہلی دفعہ ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ پونے دس برس پہلے شاہزادہ اورلئنس ولد مصنفہ کتاب عہد حکومت سلطان عبدالحمید خان نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس معاملہ کو اپنی کتاب میں درج کیا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ سالسبری اور گورنمنٹ انگلشیہ کچھ عرصہ سے پولیٹیکل حضرتیں اور نہر بیتیں اُٹھانے کے بہت مشتاق ہو رہے ہیں۔ خیال تو یہ تھا کہ آرمینیا اور بوسنی ذیلاوغیرہ کے معاملات سے اپنے مسئلہ مصر کو باحسن وجوہ نپٹا دینے کے فوائد

اچھی طرح سے واضح کر دیئے ہونگے۔ مگر جو عملی کارروائیاں کی جا رہی ہیں اُنسے پایا جاتا ہے کہ وہ مصر کے معاملہ میں بھی اپنی بیہودہ پالیسی کی بدولت سخت ذلت اُٹھائے بغیر نہیں رہینگے۔ فرانس اور روس میں انگلستان کی جدید چالوں سے جو ہلچل مچ رہی ہے وہ اس ہفتہ کی تار خبروں سے ظاہر ہے۔ یہ مانا کہ اس معاملہ میں اٹلی انگلستان کا ساتھ دیگا۔ اور اس کی وجہ سے آسٹریا بھی مخالفت نہیں کریگا۔ مگر خود اٹلی کی جنگی وقعت حبش کی غیر مہذب فوجوں نے دول یورپ کی نظروں میں ایسی کم کر دی ہے کہ وہ پرکاہ برابر بھی اُسکی قدر و منزلت نہیں سمجھتیں۔ آسٹریا روس اور ٹرکی سے ایسا گہرا ہوا ہے کہ عملی طور پر اپنے رفیق اٹلی یا اُسکے دوست انگلستان کی امداد مشکل سے کریگا۔ باقی رہا جرمنی جسکی نسبت یہ شہرت کیا جا رہا ہے کہ اُسکے تعلقات انگلستان سے بہت دوستانہ ہو گئے ہیں سو اس سے بھی کسی طرح کی امداد کی امید نہیں کیجا سکتی۔ کیونکہ اُسنے سلطان المعظم کو مسئلہ مصر کے چھیڑنے کی تحریک کی ہے۔ اور وہاں کے نیم سرکاری اخبارات اعلیٰ حضرت کی شہنشاہی حقوق کی تائید اور انگلستان کے غاصبانہ قبضہ کی برابر تردید کر رہے ہیں۔ فرانس کو سیام میں کچھ ملک دلا کر کسی قدر راضی کر لیا گیا تھا جس سے امید پڑتی تھی کہ وہ انگلستان کا رفیق بن جائے گا۔ مگر اس مصر کے جھگڑے میں وہ پہلے سے زیادہ فرنٹ دکھائی دیتا ہے۔ پس ٹرکی۔ فرانس۔ اور روس کے مقابلہ میں اکیلا انگلستان اپنے دوست اٹلی کو جو افریقہ کے وحشیوں سے شکست فاش پا چکا ہے۔ ساتھ لے کر مشکل سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ +

ہفتہ مختتمہ ۳۰ مارچ ۱۸۹۶ع کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

قاہرہ ۲۲۔ مارچ۔ مصری قرضہ قومی کے کمشنر مہم دنگلو کے لئے پانچ لاکھ پونڈ منظور کرنے کے سلسلہ پر غور کرنیکو واسطے کل جمع ہوئے۔ مگر کوئی فیصلہ کئے بغیر اجلاس برخاست ہو گیا۔ (پہلے تو سنتے تھے کہ صرف ½ ۲ ملین فرینک طلب کئے گئے ہیں۔ اب پانچ لاکھ پونڈ یعنے سوا کروڑ فرینک بن گئے۔ کیا یہ روس اور فرانس کی مخالفت کا اثر ہے؟ اور کیا انگریزی گورنمنٹ ملک مصر کی اصلی خوشحالی کے لئے وہاں ڈیرہ جمائے بیٹھی ہے؟ کہ اُسے خواہ مخواہ ایک ایسی مصیبت میں پھنسنے پر مجبور کر دیا ہے جسکے ابتدائی اخراجات کے لئے ابھی سے سوا کروڑ فرینک (فرینک = ۱۲ر) کی ضرورت آپڑی ہے؟ انگلشیہ گورنمنٹ ہمدردی اور تہذیب کا کتنا ہی دعوے کیوں نہ کرے تمام دنیا اُسکی کارروائی کو خود غرضی پر محمول کرے گی۔ اُسے اگر ایسا دعویٰ ہی تو چاہیئے۔ کہ بجائے مصری افواج کے کٹوانے اور مصری خزانہ کو برباد کرنے کے اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کرے۔ مگر اس صورت میں بھی اُسکی یہ کارروائی قوانین ممالک متمدنہ کے مخالف ہو گی۔ (اڈیٹر) +

قاہرہ ۲۲۔ مارچ۔ جنرل کچنر بہراہی سلاطین پاشا دادی حلفہ کیطرف روانہ ہو گئے ہیں اور نارتھ سٹیفرڈ شائر

گورہ رجمنٹ جو جدہ کی طرف جہاں سے وہ جہاز پر سوار ہوکر وادی پہونچیگی روانہ ہوگئی ہے - +

روما - ۲۲ - مارچ - مارکوئیس روڈونی وزیر اعظم اطالیہ نے دار الوکلا میں تقریر کرتے وقت کہا کہ انگریزی سلطنت کے ساتھ اب ہماری دوستی ہمیشہ کے لئے رہیگی - اور اس تعلق نے ہمارے دوستوں کی فہرست کو مکمل کر دیا ہے - اس دوستی کی محرک ہر دو سلطنتوں کی مشترکہ اغراض ہوئی ہیں اور جس دقت کی نگہ سے اس دوستی کو اٹلی دیکھتا ہے اس کی تصدیق اس سے ہو سکتی ہے - کہ گورنمنٹ اٹلی نے مہم ڈنگولہ کے لئے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لیا جانا منظور کر لیا ہے - +

روما - ۲۲ - مارچ - اطالین بیت العوام نے حبش میں لڑائی جاری رکھنے کے لئے ۵ اکروڑ لیرہ دلیرہ = ۱/۲ ۱ پنس = تقریباً ۱۲ رکے) کا خرچ بکثرت رائے منظور کیا ہے - +

صوفیا - (دار الریاست بلگیریا) ۲۲ - مارچ - شہزادہ فرڈیننڈ والی بلغاریا اعلیحضرت سلطان المعظم کی قدمبوسی کیلئے قسطنطنیہ جانیوالا ہے - جہاں سے شرف ملازمت حاصل کرنے کے بعد سینٹ پیٹرزبرگ جائیگا - +

قاہرہ - ۲۳ - مارچ - کرنیل کالن سن کے دستہ فوج نے عکاشیہ پر جمعہ گذشتہ کو بغیر کسی مزاحمت ہونیکے قبضہ کر لیا ہے اور اب اس مقام کو بڑی مضبوطی سے قلعبند کر رہے ہے - +

لندن - ۲۴ - مارچ - پیرس میں مشہور ہے کہ انگلستان اور فرانس کے درمیان مسئلہ مصر پر جو تبادل آرائی ہو رہی ہے اس سے امید پڑتی ہے کہ صلح و صفائی کیساتھ یہ معاملہ نپٹ جائیگا - +

قاہرہ ۲۴ - مارچ - اڑھائی ہزار فوج بمقام اسوان پہنچگئی ہے +

قاہرہ ۲۵ - مارچ - مصری گورنمنٹ نے ایک پلٹن فوج بندرگاہ سواکم کو روانہ کی ہے - +

قسطنطنیہ ۲۵ مارچ (اعلی حضرۃ سلطان المعظم کی ناراضی) امیر المومنین خدیو اور انگلستان سے سخت برافروختہ ہو رہے ہیں - کہ حضور ممدوح سے مہم ڈنگولہ کی نسبت کیوں مشورہ نہیں لیا گیا - اور انہوں نے غازی مختار پاشا (عثمانیہ ہائی کمشنر متعینہ مصر) کو ملامت کی ہے کہ پاشائے موصوف نے مہم کو کیوں نہیں روک دیا - اعلیحضرت نے فرانس اور روس کے پاس اس معاملہ میں مداخلت کرنے کی درخواست کی ہے اور جرمنی کو بھی لکھا ہے کہ وہ بھی سلطان المکرم کی امداد کرے - حضور ممدوح نے اس بارہ میں لارڈ سالسبری کو بھی تحریر کیا ہے - عام خیال ہے کہ سلطان المعظم نے یہ کارروائی روس اور فرانس کے مشوروں سے کی ہے - +

ایضاً ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ وائنا بیان کرتا ہے کہ یورپ کی گورنمنٹیں اس سوال پر غور کر نیوالی ہیں کہ کیا مصر کی قرضہ کی کمیشن کے فیصلوں کے قابل نفاذ ہونیکے لئے دول عظام کے متفقہ ووٹ (رائے) کی ضرورت ہے - +

پیرس - ۲۵ - مارچ - یہاں نیم سرکاری طور پر ظاہر کیا گیا ہے - کہ جب تک انگلستان مصر کے خالی کر دینے

کے لئے پختہ وعدہ نہ کرے اور مناسب ضمانتیں نہ دیوے تب تک فرانس مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ خرچ کیا جانا قطعاً منظور نہیں کرے گا۔ +

روما - ۲۵ - مارچ - اطالین پارلیمنٹ نے جنگ حبش کے لئے پندرہ کروڑ لائر (لائر = ۱۲ر) کا خرچ منظور کر لیا ہے۔ +

لنڈن - ۲۷ - مارچ - (ترکی و انگلستان) مہم ڈنگولہ کے متعلق ترکی سفیر اور لارڈ سالسبری کے درمیان نہایت دوستانہ طریق سے بات چیت ہوئی۔ +

لنڈن - ۲۷ - مارچ - کمیشن قرضہ قومی نے مہم ڈنگولہ کے لئے پانچ لاکھ پونڈ منظور کر لئے ہیں۔ روس اور فرانس کے وکلا نے اس تجویز کی مخالفت کی اور اعتراضی تحریر داخل کر کے اجلاس سے چلے گئے۔ کمیٹی تسکدار اجلاس فرانس نے کمیشن کے برخلاف فوراً مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ +

لنڈن - ۲۷ - مارچ - ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ مہم ڈنگولہ کیلئے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لئے جانے کی فرانس اور روس جو بہت اصرار سے مخالفت کر رہی ہیں۔ اس سے اس معاملہ کا رخ نہیں بدل سکتا اگر اس فنڈ میں سے روپیہ نہ ملا تو انگلستان اپنی گرہ سے خرچ کریگا جسکا نتیجہ لازمی یہ ہوگا کہ مصر سے اس کا اخلاقی اور مادی تعلق اور زیادہ بڑھ جائیگا۔ +

لنڈن - ۲۷ - مارچ - مسٹر کرزن نے ہاوس آف کامنز میں بیان کیا کہ موسم سرما میں سوڈان کو فوج بھیجنے کا گورنمنٹ کا منشا نہیں ہے۔ اور نہ ہی موجودہ مہم کے لئے کوئی خرچ مانگنے کا ارادہ ہے۔ +

قسطنطنیہ - ۲۷ - مارچ - شہزادہ فرڈیننڈ یہاں پہنچ گیا ہے۔ اسکا استقبال نہایت دھوم دھام سے کیا گیا +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

لنڈن کا ٹائمز راوی ہے۔ کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے مراد بے کو اطلاع دی ہے کہ اگر وہ مخالفانہ مضامین شایع کرنے بند کر دے اور قسطنطنیہ میں واپس چلا آوے تو اسکو بخشدیا جاویگا۔ مگر اُسنے اس عطائے سلطانی سے مستفید ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ اور قاہرہ میں بیٹھا ہوا ترکی اصلاحات کی تائید میں اخبار نکال رہا ہے۔ +

وہی اخبار راوی ہے کہ امیر المومنین نے ترکی لبرل پارٹی کے دیگر چند سرغناؤں کو بھی جو پیرس میں مقیم ہیں اسطرح کے پیغام بھیجے اور ساتھ ہی انکو معقول عہدے عطا کرنے کا وعدہ کیا۔ مگر انہوں نے بھی مراد نامراد کی طرح قسطنطنیہ جانے سے انکار کر دیا۔ +

بروز سہ شنبہ (۲۹ - فروری) اعلیحضرت بڑی شان و شوکت اور تجمل شاہانہ سے محل ہمایوں سے محل توپ کاپو تشریف لے گئے اور خرقہ شریف کی رسومات کمال خلوص دل سے ادا فرمائیں۔ +

اب کے رمضان المبارک میں سب سے پہلا سفیر جو افطاری کیلئے محل ہمایوں میں مدعو کیا گیا۔ فلپ کری تھا وہ آدھ گھنٹہ

تک ملازمت شاہی میں حاضر رہا۔ اور سلطان المعظم انسے بڑی خوش اخلاقی سے پیش آئے اور ترویج اصلاحات کے متعلق سفیر مذکور کو ازسر نو یقین دلایا۔ +

انگلستان کے نیم سرکاری اخبار ٹائمز نے انگریزی پالیسی کا رخ بدلتا دیکھکر پھر آرمینیوں کے مارے جانے کی روائتیں لکھنی شروع کردی ہیں۔ چنانچہ ۹۔ مارچ کے پرچہ میں جو اس ہفتہ موصول ہوا ہے لکھا ہوا ہے کہ صوبہ بطلس میں کردوں نے پندرہ ارمنی نمازیوں کو اسلئے قتل کردیا۔ کہ وہ مسلمان ہوکر پھر عیسائی ہوگئے تھے۔ کیونکہ گورنمنٹ انکا مسلمان ہونا تسلیم نہیں کرتی ہے۔ بلکہ انکا عیسائی رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس سے کردنہایت برافروختہ ہوگئے اور انہوں نے ان آرمینیوں کا سر ہی سے کام ہی تمام کردیا۔ اسیطرح سے وہ ضلع قراشہر میں ۱۳۔ آرمینیوں کے مارے جانے اور زخمیوں کے مجروح ہونے کی خبر درج کرتا ہے کریٹ میں عیسائی مفسدین کی سرکوبی کے لئے ٹرکی فوج کو چڑھائی کرنے کی ضرورت پیش آرہی ہے۔ +

دریاء دجلہ کی پہلی طغیانی میں چھ سو عرب اور تیس ہزار مویشی غرق ہوئی فصلوں اور مکانات کا نقصان علیحدہ رہا + گورنر بغداد نے باب عالی میں سفارش کی ہے کہ شہر بغداد کے درمیان دریائے دجلہ پر آہنی پل تعمیر کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی جاوے۔ +

اعلیٰحضرت امیر المومنین نے فساد جدہ کے روسی فرانسیسی اور انگریزی مقتول یا مجروح قونسلین کے لئے حسب تفصیل ذیل معاوضہ عطا فرمائے جانیکا حکم صادر کیا ہے۔ انگریزی قونسل کے لئے جو مرگیا تھا اڑھائی لاکھ فرینک۔ روسی قونسل کیلئے جو مجروح ہوا تھا ۱½ لاکھ فرینک۔ اور فرانسیسی قونسل کیلئے ایک لاکھ فرینک +

خدیو المعظم کا عید سے کچھ دن بعد مصر واپس جانیکا ارادہ تھا۔ مگر شاید اب مہم دنگولہ کی وجہ سے ملتوی کردیا جاوے۔ کہا جاتا ہے کہ امیر المومنین نے انکو اسلئے طلب کیا تھا کہ نکحرام مراد بے کو ترکی حکام کے حوالہ نہ کرنے کا جواب دیں۔ +

انگلستان کی پارلیمنٹ نے مظالم آرمینیا کا قصہ بڑے زور شور سے پھر شروع کردیا ہے۔ کئی جوشیلے ممبروں نے صاف صاف کہدیا۔ کہ ٹرکی کو صفحہ ہستی سے معدوم کردینا چاہیئے۔ ترک ہماری کبھی دوست نہیں ہوسکتی۔ اور نہ ہی ہم ایسے ظالموں کو اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں۔ مسٹر سٹانلی۔ اور سر ایشمیڈ بارٹلٹ نے البتہ ان متعصبین کو خوب دندان شکن جواب دیئے مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے؟ منصف مزاج ممبروں کی کسی نے نہ مانی۔ آخر کار پارلیمنٹ نے ریزولیوشن پاس کیا کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو مظلوم آرمینیوں کی حفاظت کے لئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہیئے۔ گورنمنٹ نے اسکے جواب میں بیان کیا۔ کہ سوا جنگی کارروائیوں کے اور سب طرح سے ہم ارمنی عیسائیوں کو ترکوں کے جور و تعدی سے بچانے کی کوشش کرینگے۔ اس جواب سے ناظرین گورنمنٹ انگلشیہ کی پالیسی کا رخ بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ +

تخلیہ مصر کے مسئلہ پر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھکر لندن کا نیم سرکاری اخبار ٹائمز اعلیحضرت سلطان المعظم کی ذات بابرکات پر بہت کچھ بزدلانہ حملے کرتا ہے۔ اور آخر میں بات پر مضحکہ اڑاتا ہے۔ کہ کیا سلطان کو آرمینیا کے انتظام سے اسقدر

فراغت ہوگئی ہے۔ کہ اب وہ مصر کے انتظام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ گروہ یقین کرکہیں کہ انگلستان ایسی آسانی سے اونکو وہاں مداخلت نہیں کرنے دیگا۔ الخ۔ قلت گنجائش کے باعث ہم اُسکے نہایان کو بالتفصیل درج کرنے اور اُسپر رائے لکھنے سے معذور ہیں بشرط خیریت وبصورت گنجائش اگلے ہفتہ میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرینگے۔ +

کارڈف ہملٹن وزیر ہند نے ۲۱۔ فروری کو سر چارلس ڈلک کے سوال کے جواب میں پارلیمنٹ میں بیان کیا۔ کہ بحرین کا فساد قبیلہ علی بن علی کے شیخ نے ترکوں کے اغوا سے کیا تھا۔ اُسنے مقام مذکور پر قبضہ کرلیا۔ اور بحرین کو وہاں کے شیخ سے چھیننے کے لئے دو سو کشتیوں سے اُسکا محاصرہ کرلیا تھا۔ مگر چونکہ شیخ مذکور معہ قریب وجوار کے دیگر شیوخ کے گورنمنٹ برطانیہ کے زیر حفاظت ہے۔ لہٰذا انگریزی جہاز سفنکس نامی خبر ملتے ہی فوراً موقعہ پر پہنچ گیا۔ اور اُسکے کپتان نے حملہ آوروں کو منتشر ہوجانے کا حکم دیا۔ مگر اُنہوں نے کچھ پروا نہ کی۔ جسپر ۶۔ ستمبر ۱۸۹۵ء کو انپر گولہ باری کی گئی۔ اور اُن کی چھ کشتیاں غرق ہوگئیں یہ کیفیت دیکھکر انہوں نے دوسرے دن صلح کرلی اور کل فساد رفع دفع ہوگیا۔ +

ہفتہ مختتمہ ۱۶ اپریل ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

قاہرہ۔ ۲۰۔ مارچ۔ جنرل کچنر بمقام کراسکو اور دوم مصری دستہ بمقام مکاشیہ پہنچگیا ہے۔ +

پیرس۔ ۲۰۔ مارچ۔ ایم بارتھیلوٹ کے مستعفی ہونے کی اصل وجہ وہ حملے ہیں۔ جو مسئلہ مہم ڈنگولہ کے متعلق اُنکی کارروائیوں پر اور نیز اُس دھمکی آمیز خط پر کئے گئے جو اُنہوں نے ۱۸ ماہ حال کو لارڈ ڈفرین (سفیر انگلستان متعینہ پیرس) کو بھیجا تھا۔ مگر خط مذکور کو وزیر موصوف نے خود نہیں لکھا تھا۔ +

سینٹ پیٹرزبرگ۔ ۲۱۔ مارچ۔ تمام روسی اخبارات مصری مسئلہ کے متعلق فرانس کی پوری پوری تائید کررہے ہیں۔ +

لنڈن۔ ۲۱۔ مارچ مسٹر کرزن نے ہوس آف کامنز میں بیان کیا۔ کہ خدیو نے سلطان المعظم کو اطلاع دی ہے کہ ڈنگولہ کے فتح کرنے کے لئے ایک مہم روانہ کی گئی ہے۔ +

پیرس۔ ۲۱۔ مارچ۔ ایم پورجیس وزیر صیغہ خارجیہ فرانس سینیٹ میں آج شام کو تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ روس اور فرانس کے درمیان اب سے بڑھکر کبھی مضبوط اتحاد نہیں ہوا۔ مصر کے معاملہ میں روس فرانس کا نہایت ہی ہے۔ مہم ڈنگولہ کے متعلق گورنمنٹ برطانیہ سے ابھی خط وکتابت جاری ہے +

لنڈن۔ ۲۱۔ مارچ۔ خبر آئی ہے۔ کہ عثمان ونمہ بڑی بہاری جمعیت سے مقام منکت پر بڑھ رہا ہے اور عام خیال ہے کہ وہ ٹوکر کا محاصرہ کرنیکا ارادہ رکھتا ہے۔ +

سواکم ۲۱۔ مارچ۔ ایک سوڈانی بٹالین کو ٹوکر جانیکا حکم ملا ہے۔ درویش مصری پیشقدمی کو روکنے کی مرتوڑ تیاریاں کر رہے ہیں اور مقامات سوار دہ والدبہ کو مضبوط کر رہے ہیں۔ +

ایضاً ۲۱۔ مارچ (انگلستان اور ٹرکی کے تعلقات۔ عہدنامہ قبرص کا لعدم کر دیا گیا) شب گذشتہ ہوس آف کامنز میں ٹرکی انگریزی تعلقات پر مباحثہ ہونے کے دوران میں مسٹر کرزن نے بیان کیا۔ کہ سلطان المعظم نے اُن ذمہ واریوں کو جو برو سے عہدنامہ قبرص پر عاید ہوتی تھیں پورا نہیں کیا اسلئے برو سے عہدنامہ مذکور جو کچھ ذمہ واریاں گریٹ برٹن پر عاید ہوتی تھیں وہ بھی کالعدم ہو گئی ہیں۔ مگر گورنمنٹ انگلشیہ ان ذمہ واریوں کو جو عہدنامجات ۱۸۵۶ء۔ ۱۸۷۱ء۔ ۱۸۷۸ء میں مندرج ہیں تسلیم کرتی ہے (عہدنامہ قبرص کیلئے ناظرین اخبار دکیل نمبر ۲۰۔ مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۹۵ء ملاحظہ فرماویں بمضمون مفروضہ مظالم آرمینیا میں ان تمام عہدناموں اور انکی ذمہ واریوں کی مفصل قلعی کھولی گئی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ قبرص کی بابت گورنمنٹ انگلشیہ سلطان المعظم کو ۹۲۴۴۰ پونڈ سالانہ خراج دیتی ہے۔ مگر یہ رقم سلطانی خزانہ میں داخل نہیں ہوتی۔ بلکہ ان مذاکرات سے ہوا انگریزی ساہوکاروں کو جنہوں نے ۱۸۵۵ء میں سلطان کو ان دونوں ملکوں کی کفالت سے قرض دیا تھا ادا کیجاتی ہے۔ ۱۸۹۱ء میں انگلستان کو ۴۵ ہزار پونڈ اس خراج میں اپنے خزانہ سے ڈالنے پڑے۔ ۱۸۹۰ء میں ۳۵۰۰۰ ہزار۔ ۱۸۹۱ء میں دو ہزار پونڈ۔ مگر ۱۸۹۲ء میں انگلستان کو جزیرہ کا کل خرچ ادا کرنے کے بعد بھی بارہ ہزار پونڈ اسکے محاصل سے بچ رہے۔ اب دیکھئے انگلستان کی یہ نئی ادیچ کیا رنگ لاتی ہے۔ انصاف اور قانون متقاضی ہیں کہ جب انگلستان ایشیائی مقبوضات سلطانی کی حفاظت کرنے کی ذمہ واری سے سبکدوش ہوتا ہے۔ تو وہ جزیرہ بھی جو ضمانت مذکور کے بوقت ضرورت زیر عمل لانے میں سہولیت پیدا کرنے کے واسطے لیا گیا تھا۔ سلطان کو واپس کر دیا جاوے مگر ہماری ایماندار عیسائی مدبرین یہ نکتہ نکالیں گے کہ تخلیہ قبرص کیلئے یہ شرط ہے کہ اگر روس باطوم اردہان اور قارص کو چھوڑ دے۔ تو انگلستان بھی اس جزیرہ کو خالی کر دیگا پس جبتک روس مقامات مذکورہ کو خالی نہ کرے۔ ہم بھی خالی نہ کرینگے۔ مگر تار کا مضمون نہایت ہی مہمل ہے اور اس سے کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ قبرص کے متعلق گورنمنٹ انگلشیہ کیا ارادہ ہے۔ البتہ آثار سے اسقدر معلوم ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ اس کا قبضہ نہیں چھوڑیگی۔ بلکہ شاید ساتھ ہی خراج کو بھی بند کر کے گورنمنٹ عثمانیہ کو جنگ پر برافروختہ کریگی۔ اور چونکہ قبرص کو حاصل کرنے کیلئے بحری لڑائی ضروری ہوگی۔ اسلئے انگریز سلطان کو کسیطرح سمندر میں مدمقابل ہونے پر برانگیختہ کرنیکی کوشش کرینگے۔ تاکہ بقول لارڈ سالسبری مسئلہ آرمینیا میں جو فتنیں انگلستان کو سلطان المعظم کی زبردست پالیسی سے اٹھانی پڑی ہیں انکا عوض جسطرح بن پڑے سمندر میں لیا جاوے جہاں لارڈ سالسبری صاحب فرماتے ہیں کہ انگلستان بحر سلطانوں کو نیچا دکھلا سکتا ہے۔ مگر سلطان المکرم کی کمال دوراندیشی سے ہمیں یقین کامل ہے کہ وہ انگلستان کی اس لچھی سے ہرگز نہ پھنسیں گے

برافروختہ ہوکر جلد بازی نہیں کرینگے۔ بلکہ اگر صورت معاملہ فی الواقع ہی بالکل بگڑ گئی۔ تو وہ غالباً قبرس روس یا فرانس کو انہیں شرطوں پر دیدینگے جن شرطوں پر انگلستان کو ملا تھا۔ اور پھر آپ لگ بیٹھکر ان دونوں فریقوں کا تماشہ دیکھیں گے

۔۔یہاں ہم انگلستان کے مدبروں پر یہ افسوس کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ وہ اپنے جانی دشمنوں روس اور فرانس کی زبردست چالوں کو قدم قدم پر کامیاب ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ پھر بھی انکو کوئی ہوش نہیں آتا۔ شاید اب اٹلی کو اتحاد کے بہروسہ پر وہ ٹرکی فرانس اور روس کی اتحاد ثلاثہ بلکہ معہ جرمنی اتحاد اربعہ کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ مگر دونوں فریقوں کی نسبتی طاقتیں بتا رہی ہیں کہ انگلستان اپنے اسقدر زبردست دشمنوں کے مقابلہ میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اچھا ہو کہ انگلستان کے وزراء کی بدولت اُس ملک کو ابھی کیا کیا زکیں اُٹھانی پڑتی ہیں۔ اڈیٹر) +

لنڈن۔ یکم اپریل۔ ہفتہ کے دن درویشوں کے جم غفیر نے بمقام کسالا الطالیین فوج پر حملہ کیا۔ اطالیین افواج کا خفیف نقصان ہوا۔ +

لنڈن۔ ۲۔ اپریل۔ (مہم سوڈان) ڈنگولہ میں درویشوں کی ۶ ہزار فوج مقیم ہے۔ اور ضلع سواکم کی چار مصری پلٹنیں محافظت کر رہی ہیں۔ +

لارڈ سالسبری نے اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں مہم ڈنگولہ کے ضروری ہونیکے متعلق جو صورت حال کی رپورٹ ارسال کی تھی۔ اُس سے حضور ممدوح کو کامل اطمینان ہو گیا ہے۔ +

پیرس۔ ۲۔ اپریل۔ ایم بوصیں وزیر خارجیہ نے دارالوکلا میں آج شام اُن مراسلات کو پڑھا جو گورنمنٹ بلجاقیہ سے وقتاً فوقتاً مسلسل طور پر موصول ہوئے تھے۔ اور جن میں مصر کو خالی کر دینے کے وعدے مندرج تھے۔ وزیر موصوف نے آخر میں اس بات پر زور دیا کہ مصری مسئلہ ایک ایسا سوال ہے جس سے کل دول کو تعلق ہے۔ وزیر موصوف کی تقریر کے خاتمہ پر ایک پرجوش مباحثہ کے بعد ۹۶ رائوں کی اکثریت سے گورنمنٹ کی کارروائیوں پر اعتماد کرنیکا ووٹ پاس کیا گیا۔ +

لنڈن۔ ۴۔ اپریل۔ ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ ایم کیلوٹ اسواسطے مستعفی ہوئے تھے۔ کہ برن موہرن ہیم روسی سفیر متعینہ پیرس نے انکو منع کیا تھا کہ روس سے پہلے مشورہ کر لینکے بغیر دارالوکلا میں مصری مسئلہ کے متعلق کچھ بیان نہ کیا جاوے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

مسٹر گلیڈسٹون صاحب سے درخواست کی گئی تھی۔ کہ ایک ڈیپوٹیشن لیکر لارڈ سالسبری کے پاس جائیں کہ گورنمنٹ فاقہ کش آرمینیوں کے لئے ایک فنڈ کھولے۔ مگر مسٹر مذکور نے بظاہر خلل صحت اور کمزوری کا عذر کر کے ٹالدیا۔ لیکن دراصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ باوجود مسیحی انکسار و آرمینیوں کی ہمدردی کی دھونی کے صاحب موصوف کی نفسانیت نے اپنے رقیب کے پاس التجا لیجانے کی خفت برداشت کرنیکو منظور نہیں کیا۔ ورنہ کیا یہ ممکن ہے کہ فرانس اور اٹلی تک کی تو خاک چھانتے پھریں۔ اور خاص لنڈن میں ایک آدھ میل کا سفر نہ کر سکیں۔ +

ایک ایماندار عیسائی صاحب یہودیوں کو صلاح دیتے ہیں۔ کہ وہ بیت المقدس کے قرب وجوار کی زمین سلطان المعظم سے خریدنے کی کوشش کریں۔ اور اُسے خرید کر وہاں قبضہ کرلیں۔ مگر زر قیمت یکبارگی نہ حوالہ کردیں۔ بلکہ تھوڑا سا روپیہ پیشگی دیکر پہلے قبضہ کرلیں اور پھر لیت ولعل کرتے رہیں۔ اتنے میں کسی نہ کسی حادثہ سے سلطنت تباہ ہوجاویگی۔ اور یہودی مینگ لگے نہ پھٹکری مفت میں فلسطین کے مالک بنجاوینگے۔ +

لارڈ روز بری صاحب سابق وزیر اعظم نے پچھلے دنوں ایک عالیشان جلسہ میں تقریر کرکے لارڈ سالسبری کی پالیسی درباره مسئلہ آرمینیا کی خوب پرخچے اُڑائے اور آخر میں سلطان المعظم کی گورنمنٹ بھی اُن کی بدزبانی سے نہ بچ سکی +

شاہنشاہ جرمن نے توفیق پاشا ترکی وزیر صیغہ خارجیہ کو سرخ عقاب کے طبقہ کا مرصع تمغہ عطا فرمایا ہے +

اعلی حضرت سلطان المعظم نے ابراہیم آفندی قاضی قسطنطنیہ حال قاضی عسکر اناطولیہ کو اعلے درجہ کا نشان مجیدیہ عطا فرمایا ہے۔ +

دمشق کے باشندوں نے فوج کے لئے دس ہزار گرم واسکٹ۔ پانسو کوٹ۔ اور چالیس گھوڑے گورنمنٹ عثمانیہ کی نذر کئے۔ وولتو وزیر اعظم نے گورنر جنرل کی معرفت انکو شکریہ کا پیغام بھیجا ہے۔ +

افواج متعینہ۔ ارض روم۔ طرابلس الغرب اور حجاز میں ایک ایک ڈویژن فوج اور بڑھا دی گئی ہے +

صوبہ موصل کو دجلہ و فرات کی طغیانی سے بہت نقصان پہنچا۔ شہر موصل کے اردگرد پانی ہی پانی نظر آرہا ہے۔ +

امیر البحر سعید پاشا مرحوم بڑی شان وشوکت سے دفنائے گئے۔ تجہیز وتکفین کا کل خرچ اعلے حضرت امیر المومنین نے صرف خاص سے مرحمت فرمایا۔ +

اناطولیہ میں اب سب طرح سے امن ہوگیا ہے۔ تقریباً کل فوج ردیف گھروں کو واپس آگئی ہے۔ اسکی صرف دو پلٹنیں بیروت اور رملا کیہ میں رکھی گئی ہیں۔ +

کارخانہ ظروف چینی جو اعلیحضرت نے ۱۸۹۳ء میں قائم کیا تھا بڑی کامیابی سے چل رہا ہے اور دوکان کے بنے ہوئے برتن یورپ کے برتنوں کو دساور سے خارج کررہے ہیں۔ +

بغداد کی نواح میں طغیانی کی وجہ سے بہت سی جانوں کا نقصان ہوا ہے اور اسباب بھی بیشمار تلف ہوا۔ بہت سے حصہ زمین پر خاص کر ضلع ارفا میں تمام پانی پھیل گیا ہے۔ ۲۰ ہزار سے زیادہ مویشی اور عرب کی ایک خانہ بدوش قوم کے قریباً ۶ سو آدمی ہلاک ہوئے بغداد میں ہمیشہ مارچ اور اپریل کے مہینہ میں جب کہ برف پگھلتی ہے طوفان آیا کرتا ہے۔ اس سال گذشتہ سالوں سے زیادہ زور شور کیساتھ طوفان آیا۔ کیونکہ جنوری کے مہینہ میں دجلہ اسقدر چڑھ گیا تھا کہ شہر بغداد بمشکل تباہ ہونے سے بچا۔ +

ہفتہ مختتمہ ۱۳ اپریل ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن - ۴ - اپریل (مہم سوڈان) بمقام جنگ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ چوکی سیدیرات کی امداد میں قلعہ کسالا کی کل فوج نے درویشوں پر جو تعداد میں ۵ ہزار تھے - حملہ کر کے انکو شکست دی ہے درویشوں کا بہت نقصان ہوا - انگریزی والنٹیر کی صرف ایک متوفی مجروح ہوئے (قضیہ برعکس سمجھنا چاہیئے اڈیٹر) لڑائی چار گھنٹہ تک ہوتی رہی +

لنڈن - ۶ - اپریل - درویش مقام موگرالہ تک جو الکاشیہ سے ۲ میل پر ہے بڑھ آئے ہیں - دوست فرقہ الکاشیہ کے مقابل ایک مقام پر آلبض ہیں - اور سواکم کے تربیت یافتہ دوست فرقوں نے درویشوں کو شکست بھی دی ہے - +

پیرس - ۶ - اپریل (مہم ڈنگولہ) ٹائیز بیان کرتا ہے کہ ابتداً شاہ ہمبرٹ (والی اٹلی) نے جرمنی اور انگلستان دونوں کے سامنے ایک ساتھ مہم ڈنگولہ کی تجویز کو پیش کیا تھا - +

قاہرہ - ۶ - اپریل - ایک زبردست درویش فوج قلعہ جلیب (واقعہ بحرہ غزال) کو دھمکی دے رہی ہے اور انگلی ایکدوسری فوج بمقام کوکریب پہنچ گئی ہے - ان دونوں کی وجہ سے ایک اور مصری پلٹن کا سواکم کو بھیجنا ضروری ہو گیا ہے +

لنڈن - ۸ - اپریل - اطالین افواج متعینہ کسالا نے ۳ ماہ حال کو درویشوں پر حملہ کیا اور جزوی طور پر انکے قلعوں کو جو تصرف پر ہیں فتح کر لیا - اس تاریخ کے بعد جنرل بالڈسرا اطالین سپہ سالار فوج کو کسالا خالی کر دینے اور اگر یہ بات کو واپس ہٹ آنے کا حکم دیا - +

لنڈن - ۷ - اپریل - سواکم میں ہندوستانی افواج کے بھیجے جانے کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ٹائیز لکھتا ہے کہ ہندوستان اور افریقہ کے درمیان جو تعلق مدتوں سے چلا آتا ہے - ترسیل افواج اسکا قدرتی نتیجہ ہے - مگر گورنمنٹ کو ان ہندوستانیوں کی حالت پر جو افریقہ میں آباد ہیں غور کرنا چاہیئے اور انکو واجبی حیثیت بخشدینی چاہیئے - امید ہے کہ انگلستان جب افریقہ کے کارزاروں میں ہندی سپاہیوں کی خدمات کی طرف خیال کریگا تو وہ ہرگز روا نہ رکھیگا کہ تارک الوطن ہندیوں کو برٹش رعایا کی حیثیت سے محروم رکھا جاوے - +

لنڈن - ۸ - اپریل - (مہم سوڈان) یقین کیا گیا ہے - کہ بوقت ضرورت فی الفور سواکم کو روانہ ہو جانے کے لئے ہندوستانی افواج تیار رکھی جا رہی ہیں - +

روما - ۸ - اپریل - ۳ تاریخ کی لڑائی میں اطالین افواج کے دس افسر اور تیس سو سپاہی مارے گئے - اطالین کمانڈر کو توقع



لارڈ بیکنسفیلڈ

تہی کہ وہ دوسرے دن درویشوں کے دوسرے قلعے بھی فتح کرلینگا۔ مگر اُسے خالی کر دینے کا حکم پا گیا۔ +

لنڈن۔ ۸۔ اپریل۔ جنرل کچنر نے محکمہ جنگی سے جو اور افسروں کے لئے درخواست کی تھی وہ منظور کر لی گئی ہے درویش سوا کم کے قریب بام امانیت پہنچگئے ہیں (مقام امانیت سوا کم سے ۲۵۔۲۶ میل کے فاصلہ پر ہے اور عثمان دغمہ وہی بہادر ہے جسکے ساتھ ۱۸۹۱ء میں سوا کم اور ٹوکر کے ضلع میں متواتر کئی مہینے لڑائی ہوتی رہی اور آخر کار ٹربی شکلوں سے تقسیم ٹوکر اُسکے قبضہ سے چھینا گیا۔ مگر اسوقت ان صحرائی جوانمردوں کے پاس سوائے جوش مذہبی اور تہور کے اور کوئی زبردست ہتھیار موجود نہ تھا۔ نیزے تک سب کے پاس موجود نہ تھے۔ برخلاف اسکے اب سنا جاتا ہے۔ کہ اب وہ عموماً جدید اسلحہ سے مسلح ہیں۔ اور کسالا میں صرف ایک ہی ہفتہ میں ۱۰۔۱۲ اطالین فوجر کا مارا جانا اس امر کی کافی شہادت دیتا ہے۔ ایک انگریز سیاح لکھتا ہے۔ کہ خلیفہ عبد اللہ کے پاس جسکا دار الخلافہ اومدرمان (من مضافات خرطوم) ہے۔ فقط ۴۵ ہزار فوج ہر قسم کی رہ گئی ہے۔ مگر اسکا یہ اندازہ بہت غلط معلوم ہوتا ہے۔ اُسی سیاح کا بیان ہے کہ ۱۸۹۱ء میں خلیفہ کے پاس ۱۲۔ ہزار رینگٹن قسم کی بندوقین۔ ۹ ہزار مختلف قسم کی رائفلیں یا بندوقین، ۳۲ میل کی کوہی توپیں۔ ۴ کرپ توپیں جار بار پانچ کلدار توپیں اور چند بان کی توپیں تھیں۔ مگر ان پانچ برسوں میں یہ تعداد جیسا کہ جنرل کے جان ریڈ صاحب کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے۔ بہت ترقی پذیر ہوگئی ہوگی + اڈیٹر) +

لنڈن۔ ۱۰۔ اپریل۔ مسٹر کرزن نے سر ایشمیڈ بارٹلمٹ کے سوال کے جواب میں بیان کیا کہ گورنمنٹ نے دول سے کوئی ایسا معاہدہ نہیں کیا کہ ڈنگولہ سے آگے پیشقدمی نہ کی جاوے۔ +

ایضاً۔ ۱۰۔ اپریل۔ تقرف کی درویش فوج اپنے بھروسین اور چند خچروں کو جنپر لدا ہوا تھا پیچھے چھوڑ کر وہ سبدرات کے راستے اور سویری کو ہٹ گئی ہے۔ +

ایضاً۔ ۱۰۔ اپریل۔ (سوڈان) جنرل کچنر کی درخواست کے مطابق ۱۶۔ برٹش افسر مہم ڈنگولہ میں شامل ہونے کیلئے بہت جلد مصر جانے والے ہیں۔ +

مسوا سے تاریں موصول ہوئی ہیں کہ شاہ منیلک درویشوں سے خط وکتابت کر رہا اور انہیں تحفے تحائف بھیج رہا ہے +

پیرس۔ ۱۰۔ اپریل۔ ایک سرکاری مراسلت سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لارڈ دفرن پیرس واپس پہنچ گئے ہیں اور مصر کے متعلق پھر گفتگو شروع ہوگئی ہے۔ +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

فرانس کے مشہور اخبار ریوڈی پیرس میں ایک گمنام مضمون شائع ہوا ہے کہ وہ دن عنقریب آنیوالا ہے کہ فرانس جرمنی اور روس تینوں مل کر انگلستان پر حملہ آور ہونگے۔ اور اُن کی فوجیں لنڈن کے گلی کوچوں اور محلوں کی مالک ہونگی۔ راقم مضمون کی رائے ہے کہ انگریزوں کی بحری طاقت اتنی وسیع ہے کہ جبتک جبرًا نہ پکڑے جاویں اُسکو واسطے کافی آدمی بہم پہنچنے دشوار

ہیں اور اسکی اس وسعت نے اسکو دراصل بالکل کمزور کر رکھا ہے۔ دول یورپ کو اس سے ہرگز خائف نہیں ہونا چاہیئے۔ عام خیال ہے کہ مضمون مذکور کا راقم فرانسیسی مجلس وزرا کا کوئی ممبر ہے۔ جس سے اس کی اہمیت وقعت ہو رہی ہے اور انگلستان کے مدبرین اسپر کمال غور کر رہے ہیں۔ +

ڈنگولہ کیلئے پانچ چھ ہزار اونٹ خریدے جائینگے۔ مصری فوج حملہ آور جس کی تعداد ساڑھے آٹھ ہزار کے قریب ہے قاہرہ سے جریدہ تک جو بالائی مصر ریلوے کا اسوقت آخری سٹیشن ہے۔ ریلوے پر اور جریدہ سے جہاز پر سوار ہو کر اسوان کی آبشار تک پہنچیں۔ جہاں خشکی پر اتر کر وہ براہ خشکی آبشار شلال کو گئیں۔ اور وہاں سے پھر جہازوں پر سوار ہو کر وادی حلفہ پہنچیں۔ جہاں صدر کیمپ قائم کیا گیا ہے۔ وادی حلفہ میں دس جہاز سامان ریلوے سے لدے ہوئے پڑے ہیں۔ سامان مذکور وادی حلفہ سے اس ریلوے پر سر اس پہنچایا جاویگا۔ ۱۸۹۶ء میں سر اس سے بجانب اکاشیہ ساٹھ میل ریلوے لائن تیار رہی مگر واپس چلے آنے پر سوڈانیوں نے اکھاڑ دی۔ البتہ ٹمی کا بند ابھی تک موجود ہے۔ اور امید ہے کہ اپریل کے اختتام پر یہ ساٹھ میل بالکل تیار ہو جاوینگے۔ +

انگلستان کے امور مدبر اور جنرل سر جان ریڈ صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ اگر سوڈان کو پھر دوبارا فتح کرنے کے لئے مناسب موقعہ آگیا ہے۔ تو گورنمنٹ انگلشیہ کو اس سے مستفید ہونے سے پہلے سواکم سے لیکر بربر تک ریلوے بنا لینا چاہیئے۔ اور پھر سوڈان کی طرف پیشقدمی کرنی چاہیئے۔ سواکم اور بربر کا راستہ۔ ڈنگولہ اور نیل کے راستہ سے زیادہ کارآمد اور مفید ہے اور پیشقدمی موسم سرما سے پہلے ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اسکے ساتھ ہی ہم کو سودانیوں کی مسلم الثبوت جنگی قابلیتوں کو فراموش نہ کر دینا چاہیئے۔ جواب بہ نسبت سابق عمدہ ہتھیاروں سے مسلح اور علاوہ ازیں اطالین افواج کی شکست سے بہت کچھ دلیر ہو گئے ہیں۔ پس انکی سرکوبی کے لئے بہت بڑی فوج کی ضرورت ہے جس میں زیادہ تر انگریزی فوجیں ہوں۔ اور اس فوج کے علاوہ سرحد مصر سے ڈنگولہ تک راستہ کی حفاظت کیلئے ایک مدامی فوج ہونی چاہیئے۔ ورنہ اس بارہ میں تغافل کرنے کا وہی خمیازہ اٹھانا پڑے گا۔ جو اطالین افواج نے حبشیوں کے ہاتھ سے اٹھایا ہے۔ +

مصر کے عربی اور فرانسیسی اخبارات ہم سوڈان کی بڑے زور سے مخالفت کر رہے ہیں۔ اور انگلستان کو ملعون کر رہے ہیں کہ وہ اپنے فائدہ کے لئے مصری فوج اور مصری خزانہ کو برباد کرنے لگا ہے۔ اسے اگر یوگنڈا کی حفاظت اور اٹلی والوں کی امداد مطلوب ہے۔ تو اپنی فوج اور اپنے روپیہ سے کرے۔ نہ کہ غریب مصری گورنمنٹ کا ستیاناس کرنے پر کمر باندھ لے +

لنڈن۔ ٹائمز راوی ہے کہ اور فاد واقعہ آرمینیا کے چند پادری ہنگامہ میں قتل ہوئے چند روز پیشتر مندرجہ ذیل پیغام اپنے ہموطن مسلمان بھائیوں کی نام لکھ گئے "اے ہمارے مسلمان بھائیو! تم میں سے اکثر نے مذہبی جوش اور قومی تعصب کو نزدیک نہیں پھٹکنے دیا۔ اور انسانیت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ تمنے بڑی فیاضی اور فراخ حوصلگی سے اس طوفان بے تمیزی کے زمانہ میں ہماری مدد و اعانت کی۔ ہم تمہاری ان ہمدردیوں اور مہربانیوں کا سچے دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ تمکو صرف تمہارا

ضمیر ہی تحسین نہیں کرتا ہوگا۔ بلکہ کل بھلے آدمی تمہاری تعریف میں رطب اللسان ہونگے اور ہم تو اُس خداوند کریم سے جس کی ہم اوزنم کیسان عبادت کرتے ہیں دعا کرتے ہیں کہ وہ تم کو خوش رکھے۔ ہماری تمام شکایات تو بنی نوع انسان کے مشترکہ حقوق اور تقاضائے انسانیت پر مبنی تھیں اور وہ بیجا نہیں۔ مگر یہ انگلستان ہی تھا جسنے مسودہ اصلاحات پیش کرکے اُسکے منظور کئے جانے کیلئے ہماری سلطان المعظم پر ایسا ناجائز دباؤ ڈالا کہ وہ سخت برافروختہ ہوگئی اور انہوں نے ہمکو ہی موجب فساد سمجھکر ہمارا قلع قمع کرنے کا ارادہ کرلیا کہ جب یہ مادۂ فساد ہی نہ رہا تو عیسائی سلطنتوں کی آئے دن کی دراندازیاں خود بخود ختم ہوجائینگی۔ افسوس انگلستان نے اپنے پولیٹکل اور خود غرضانہ ذاتی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہمارا بہانہ پکڑا جس کا اب ہم خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ اور وہ بے رحم خود غرض مزے سے الگ کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے کیا یہی عیسوی ہمدردی اور اخوت ہے اور کیا اسیکا نام مردانگی ہے؟ ؟ +

مسٹر گلیڈسٹون اور اسکے چیلے چانٹے اس پیغام کو پڑھکر دل میں چھپنے تو بہت ہونگے !!!

دجال کا چھوٹا بھائی پادری کنین میک کول صاحب آرمینیوں کے لئے چندہ کرنے کے واسطے آجکل اٹلی میں جابجا وعظ کررہا ہے۔ مگر احمق یہ نہیں سمجھتا۔ کہ جب ان بیچاروں کو جنیوں سے اپنی ہی جان چھوڑانی مشکل ہورہی ہے تو وہ اس پاگل پادری اور باغی آرمینیوں کے لئے کیا کرسکتے ہیں؟ +

ضلع برجیک (واقعہ آرمینیا) میں پندرہ سو ارمنی بلیب خاطر مسلمان ہوگئے ہیں۔ +

مسلمانوں کے سچے خیر خواہ مسٹر اسپنسر بارٹلٹ اور مسٹر برڈٹ کوٹس ممبران پارلیمنٹ کی والدہ مکرمہ ۸۰ برس کی عمر میں ۱۴۔ مارچ کو برگزائے عالم جاودانی ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون +

ہفتہ مذکور کی مضامین خاص

منقول از اخبار وکیل مورخہ ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۶ء

{مہم ڈنگولہ پر برٹش پارلیمنٹ میں مباحثہ}

۱۶۔ مارچ کے اجلاس پارلیمنٹ میں گورنمنٹ اور مخالف فریق کے چند سربرآوردہ اراکین میں مہم ڈنگولہ کی تائید و مخالفت میں جو مباحثہ ہوا۔ اُسنے ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ فریقین کے بیانات بالکل صاف صاف اور کملہ لہلا ہیں اور ہر ایک طرف سے کسی تشریح یا رائے کے محتاج نہیں۔ ناظرین انکو پڑھکر خود ہی نتیجہ نکال سکیں گے۔ +

سب سے اول سر ولیم ہارکورٹ صاحب نے گورنمنٹ سے دریافت کیا۔ کہ وادی نیل میں پیشقدمی کرنے کا مقصد و مدعا کیا ہے اور کسلئے کیجاتی ہے۔ مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے جواب دیا۔ کہ اس مہم کے بواعث و اسباب یہ ہیں کہ چند ہفتوں سے گورنمنٹ کو اطلاع پہنچ رہی تھی۔ کہ درویشوں کی بڑی بڑی جماعتیں چاہات مراد (واقعہ بر لب دریائے نیل) اور مقام کوسکیہ کی طرف جو سواکم اور برابر کے درمیان ہی بڑھ رہی ہیں اور عثمان دغمہ ہماری جمعیت کیساتھ کسلا کی جانب بڑھا چلا آرہا ہے۔ یہ خبریں

گورنمنٹ کو فروری کے اخیر پر موصول ہوئیں۔ اور انگریزی و مصری گورنمنٹوں نے ان سے یہ رائے قایم کی کہ اگرچہ درویشوں کا سردست مدعا معارف کسالا پر پیش قدمی کرنے کا ہے۔ مگر آخر کار مصر بھی اُسکے بُرے اثروں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ایسی نازک موقعہ پر جبکہ بحیرہ قلزم کے مغربی سواحل پر اٹلی والے سخت رخنہ میں پڑے ہوئے تھے پہنچنے سے نہایت تشویش پیدا ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مقام اڈوا اٹلی افواج کی اُس ناگفتہ بہ فاش ہزیمت کی اطلاع آگئی جسکو ہمارے ملک میں کوئی ایسا بشر نہ ہوگا جسنے بڑے افسوس اور رنج کیساتھ نہ سنا ہو اٹلی بہادر سپاہیوں کا ملک ہے۔ وہ ہمارے بڑے پکے دوست اور ممد او معاون ہیں۔ اور سوائے معدودے چند لوگوں کے سبنے اُن کی اس مصیبت پر کمال ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور تمنا ظاہر کی ہے۔ کہ اٹلی اپنی عزت و وقار کو قایم رکھنے میں کامیاب ہو۔ مگر اس مصیبت سے تنہا اٹلی کو نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ مصر کے لئے بھی خطرہ پیدا ہوگیا۔ کیونکہ اطالین صرف حبشیوں ہی سے جنگ نہیں کر رہے۔ بلکہ کسالا میں بھی انہوں نے فوجی چوکی قایم کی ہوئی ہے۔ اور درویش اُسپر دانت تیز کئے بیٹھے ہیں۔ پس یہ ظاہر ہے۔ کہ افونقہ میں اسوقت چند ایسی طاقتیں شتر بے مہار ہو رہی ہیں۔ کہ اگر متواتر فتحیابیوں سے دو دست ہوتی گئیں۔ تو نہ فقط اٹلی یا مصر یا انگریزی رعب و داب ہی معرض خطر میں پڑ جائیگا۔ بلکہ تمام یورپ کے لئے جو اُس حصہ میں تہذیب پھیلانے کا باعث ہو رہا ہے اندیشہ کا مقام پیدا ہو جائیگا۔ گورنمنٹ انگلشیہ گورنمنٹ مصر سے مسلسل خط و کتابت کرتی رہی ہے اور سر رومالک کے جنگی مشیروں نے یہی رائے دی ہے کہ صورت واقعہ ایسی نازک ہو رہی ہے۔ کہ فی الفور کارروائی کرنا نہایت ضروری ہے جناسحانکی رائے کے مطابق یہی فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ مصر کی موجودہ اور مستقبل اغراض و مفاد کے لئے وادی حلفہ میں پیشقدمی کرنا لازمی ہے مصر کو اکاسته جانیکا حکم دیا گیا ہے۔ یہ مقام ربیب دربائے وادی حلفہ اور ڈنگولہ کے راستہ میں اول الذکر مقام سے ہر دو مقامات کے درمیانی فاصلہ کے تیسرے حصہ مسافت پر واقعہ ہے انگریزی مہم رفتہ رفتہ ڈنگولہ تک بڑھے گی۔ مگر جنگی ملکی اور مالی وجوہات کا عام طور پر بیان کرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ اسلئے مہم مذکور کی نقل و حرکت کے متعلق میں اور زیادہ بیان نہیں کر سکتا۔ اس پیشقدمی سے دو فایدے صریح طور پر مترتب ہونگے۔ ایک تو کسالا میں جو اطالین فوج محصور ہو رہی ہے۔ اُسکو امداد پہنچ جائیگی۔ اور درویش اپنے ملک کو مہم سے بچانے کے لئے وہاں کا محاصرہ اُٹھالیں گے۔ دوم مصر اُس خطرہ سے بچ جائیگا جو درویشوں کو بالکل کھلا چھوڑ دینے اور انکو اپنی جمعیت کو مضبوط کر لینے دینے سے بہت ہی جلد نہایت خوفناک اور مہیب صورت اختیار کر لیتا۔ +

سر ولیم کورٹ نے اس تقریر کو سنکر بیان کیا۔ کہ پچھلے چند مہینوں میں جسقدر واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں اُن سب سے اس پیش قدمی کا واقعہ بہت بڑھکر خوفناک اور مضر اثر پیدا کرنے والا ہے۔ اور اگر گورنمنٹ اس مہم کو سودان پر آئندہ پیش قدمی کرنے کے لئے فقط ایک پہلا زینہ بنانا چاہتی ہے۔ تو فریق مخالف (لبرل اور ریڈیکل پارٹی) اس کی نہایت سخت مخالفت کریگا۔ +

اس کے بعد مسٹر بلیشر نے کھڑے ہو کر ایک نہایت مدلل تقریر میں پہلے انگلستان اور سوڈان کے تعلقات واضح طور پر بیان کئے۔ اور پھر ارشاد کیا کہ "میں بیشک اٹلی والوں کا دوست ہوں۔ مگر جب تک کہ وہ خاص اٹلی میں رہیں اور نہ اسوقت جبکہ وہ اپنے ملک سے نکلکر افریقہ کے آزاد ملکوں اور قوموں کا قلع قمع کرنا چاہیں۔ برخلاف اسکے میں ان لوگوں سے پوری پوری ہمدردی ہے جو افریقہ کے اصلی ملک اور اپنے ملک کو اجنبیوں کی دستبرد سے بچانے کیلئے جانیں قربان کر رہے ہیں۔ اور میں اٹلی والوں کے شکست کھانے پر نہایت خوش ہوا ہوں۔ جنگ حبش اٹلی کے وزیر اعظم نے بجا کی توجہ کو ملک کے اندرونی معاملات سے ہٹانے کیلئے شروع کی تھی اور کل نیک نیت اشخاص اور محبان وطن اس لڑائی کے برخلاف تھے اور میں۔ اسلئے ایسی گورنمنٹ کی امداد کے لئے جو دشمن ملک ہو خود جنگ کی مصیبت میں پھنسنا نہایت حماقت ہے۔ علاوہ ازیں اس مجوزہ مہم کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ اور سوربرس کے لئے ہمارے جھنڈے سرزمین مصر میں پوری طرح گڑ جائینگے۔ اور میرے خیال میں یہ چڑھائی کی بھی اسواسطے حاتی ہے کہ مصر خالی کر دینے کے جو وعدے ہم یورپ اور خاصکر فرانس سے کر چکے ہیں۔ انکے پورا کرانے کا موقعہ نہ دیا جاوے"۔ +

انکے بعد مسٹر جان مارلے نے نائب وزیر سے دریافت کیا۔ کہ وہ کونسی خبریں ہیں کہ جن کا ذکر انہوں نے اپنی تقریر میں کیا ہے۔ اسپر وزیر موصوف نے چند تاریں پڑھکر سنائیں جو ۲۴-۲۶-۲۸ فروری کو لارڈ کرومر نے مصر سے روانہ کی تھیں۔ ان میں تحریر تھا کہ درویش جاہات مراد پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ عثمان دغنہ اور اسکا بھائی موسیٰ دغنہ سواکم۔ الااور کو کریب کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور خرطوم سے خلیفہ نے ایک تیسری فوج ونگولہ کو بھیجی ہے اور خلیفہ عبد اللہ نے اطالین لوگوں کے برخلاف جہاد کا اعلان دیا ہے اور گورنر بربر نے حسب الحکم خلیفہ ساحل کے ساتھ تجارت کے بند کر دینے کا حکم دیدیا ہے۔ ان تاروں کے سننے کے بعد مسٹر جان مارلے نے پھر سوال کیا کہ کیا اس مہم کا سارا خرچ مصر پر ڈالا جائیگا یا کہ انگلستان بھی کچھ حصہ دیگا۔ مگر اسکا گورنمنٹ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ باقی مباحثہ ۲۰۔ مارچ کہ ہوا جس کی مفصل کیفیت اس ہفتہ کی ڈاک ولایت سے معلوم ہو جائیگی ۔+

ہفتہ مختتمہ ۲۰۔ اپریل ۱۸۹۶ع کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

قاہرہ ۱۳۔ اپریل۔ مصری سرمایہ داروں کا ایک گروہ جنکے پاس لاکھ پونڈ الیتک کے دیسی تمسکات ہیں فرانسیسی تمسکداران کے دعوی کی قانونی مخالفت کر رہا ہے اسکا بیان ہے کہ کمیشن قرضہ قومی نے جو روپیہ عطا کیا ہے۔ مہم ونگولہ کے

ضروری ہونے کی وجہ سے وہ بجا طور پر دیا گیا ہے۔ فرانسیسی تمسکداروں کا دعوے بنام کمیشن قاہرہ کی ابتدائی عدالت میں دائر ہے اور پندرہ دن کے لئے ملتوی کیا گیا ہے (مصر کے قرضہ قومی کی چار شاخیں ہیں۔ یونیفائڈ (مجتمعہ قرضہ) پریفرڈ (ترجیحی قرضہ) دائرہ اور ڈومین (املاکی قرضہ) اور اُن کی بازاری قیمت فیصدی علی الترتیب حسب ذیل ۱۰۳-۱/۲ ۱۰۳-۱/۲ ۱۰۳-۱/۲ ۱۰۳-۱/۲ پہلی شق کے تمام قرضہ میں ۳/۴ کے قریب فرانسیسی تمسکداروں نے قرض دیا ہوا ہے اور اُنکے تمسکوں کی قیمت آجکل بازاری نرخ پر ایک ارب ۸ کروڑ فرینک ہے۔ کمیشن کے مقرر ہونے سے پہلی شق اول یعنی مجتمعہ قرضہ کی بازاری قیمت صرف ۲۶ فی صدی تھی۔ بہرکیف فرانس والے مصری قومی قرضہ کے اسقدر حصہ کے مالک ہیں کہ اُن کی منشا کے خلاف عمل کرنا صریح زیادتی اور سینہ زوری ہے۔ ایڈیٹر) +

لنڈن۔ ۱۵۔ اپریل۔ (مہم سوڈان کے متعلق ہندی افواج کا مسئلہ) شب گذشتہ دارالعوام میں مسٹر کرزن نے مسٹر بوشیر کے سوال کے جواب میں بیان کیا کہ انگریزی افواج سے وادی حلفہ سے پرے اگر کام لینا ضروری ہوا تو اُس کا خرچ مصر اور انگلستان کے درمیان ایک بحث طلب معاملہ ہوگا۔ +

وزیر ہند نے اس سوال کے جواب میں کہ آیا گورنمنٹ ہندوستان کی فوجوں سے سوڈان میں کام لینا چاہتی ہے بیان کیا کہ گورنمنٹ یہ خیال کرنیکی کوئی وجہ نہیں دیکھتی کہ مصری فوج امر مرجوعہ کے سرانجام کیلئے ناکافی ہے۔ +

قسطنطنیہ۔ ۱۵۔ اپریل۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے شہزادہ فرڈیننڈ حکمران بلگیریا کو فوج کا فیلڈ مارشل بنایا ہے۔ +

لنڈن۔ ۱۶۔ اپریل۔ اخبارات ڈیلی نیوز۔ ڈیلی ٹیلیگراف آج صبح کے پرچوں میں لکھتے ہیں کہ سوڈان فتح کرنے کیلئے موسم سرما میں سہزار انگریزی فوج دوایت سے روانہ کی جاویگی۔ +

لنڈن۔ ۱۶۔ اپریل۔ خبر موصول ہوئی ہے کہ ایک روسی مہم جس میں اسّی شخص شامل ہیں بظاہر حبشی مہم جین جنگ کی امداد کیلئے حبش جانیکے واسطے جہاز پر سوار ہوگئی ہے۔ اُن اسّی شخصوں میں کئی افسر بھی موجود ہیں۔ +

ٹائمز نے اپنے کارسپانڈنٹ تعینہ روما کی تار خبر چھاپی ہے کہ اس امر کی شہادت موجود ہو رہی ہے کہ روسی اور فرانسیسی حبشیوں اور سوڈانیوں کے اطالیہ اور انگلستان کے برخلاف کمان افسر بننے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ +

قاہرہ۔ ۱۷۔ اپریل۔ (جنگ سوڈان) ٹوکر کے قریب مصری افواج اور درویشوں میں دو سخت لڑائیاں ہو چکی ہیں درویشوں کا نقصان بہت ہوا ہے مصری عرف ۱۸ قتل ہوئے۔ +

ہفتہ مذکورہ کی دیگر خبریں

ہز ایکسیلنسی توسطاتی پاشا جدید سفیر ٹرکی متعینہ دربار لنڈن جب مراسلات تقرری کے پیش کرنے کیلئے ملکہ معظمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ممدوح نے کمال حسن اخلاق سے پیش آئیں اور اُنکی خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ

فروگذاشت نہ کیا گیا۔ کرنیل کالول صاحب خاص شہنشاہی گاڑی سفیر موصوف کو ترکی سفارت سے ونڈسر کیسل لانے کے لئے لے گئے۔ راستہ میں لارڈ سالسبری بھی اُنکے ساتھ گاڑی میں سوار ہوئے۔ اور دونوں اکٹھے محل شاہی میں تشریف لیگئے جہاں ملکہ معظمہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے احیان موصوف کی چاء وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ حضوری کیوقت شہزادی وکٹوریا بھی ملکہ معظمہ کے پاس موجود تھیں۔ پاشا موصوف کو کل محل کی سیر کرائی گئی اور مراجعت کیوقت بھی کرنیل کالول صاحب شہنشاہی گاڑی پر اُنکو سوار کرکے ترکی سفارت میں واپس پہنچا گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلی دفعہ شہنشاہی گاڑی ترکی سفیر کے لئے بھیجی گئی ہے۔ +

جزیرہ کریٹ کے مفسدوں کو اعلیحضرت سلطان المعظم نے عام معافی مطا کردی ہے +

مسٹر گلیڈسٹون صاحب نے ارمنی لوگوں کے امدادی فنڈ میں ایکسو پونڈ اپنی گرہ سے چندہ دیکر اپنے ہم وطنوں کو اس کار خیر (یا شر) میں گرمجوشی کیساتھ شریک ہونے کی تحریک کی ہے۔ +

قسطنطنیہ میں ۱۸۔ مارچ کو ارمنی سازشی کمیٹی باغیان کے پانچ ممبر اپنی مفسدانہ تحریروں کو گرفتار ہوئے +

پارلیمنٹ میں ۲۰ ماہ گذشتہ کو مہم ڈنگولہ کے مباحثہ کے دوران میں مسٹر جان مارلے اور سر ولیم ہارکورٹ نے گورنمنٹ کی پالیسی پر سخت نفرین ظاہر کرکے بیان کیا کہ کسی گورنمنٹ سے آجتک ایسی بیہودہ اور لغو کارروائی ظہور میں نہیں آئی۔ یہی لارڈ سالسبری صاحب ۱۸۸۵ء میں سلطان المعظم کو کہتے تھے کہ پانچ برس کے عرصہ میں مصر خالی کردیا جائیگا مگر باوجود گیارہ برس گذر جانے کے تغلبہ مصر تو بجائے خود رہا۔ اُلٹی ایسی خطرناک کارروائیاں کی جارہی ہیں۔ کہ اُنسے انگلستان کے عزو وقار اور فوج اور خزانہ کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہورہا ہے +

سلطنت عثمانیہ کے ایک شہر میں سونے کی کانیں دستیاب ہوئی ہیں واللہ اعلم بالصواب (مابعد میں اسکے متعلق اور کوئی خبر نہیں ملی) +

ترکی فوج جنرل وان ڈر گولز نے جو ترکی افواج کی درستی و ترتیب میں چند برس صرف کرنے کے بعد اب سلطانی ملازمت سے مستعفی ہوکر جرمن فوج کے پانچویں ڈویژن کے کمانڈر مقرر ہوئے ہیں۔ ترکی افواج کی موجودہ حالت کے متعلق ایک شخص کے سوال پر مندرجہ ذیل جواب دیا:۔

"مجھے پولیٹکس (امور مملکت) سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ سلطانی وزراء نے مجھ بارہا ملکی معاملات کی طرف کھینچنا چاہا۔ مگر میں یہی جواب دیکر ٹال دیتا رہا۔ کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ اور سپاہی بھی ایسا جو اپنے جنگی فرائض کے علاوہ اور کسی معاملہ میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ گذشتہ جنگ کے بعد ترکی فوج نے کوئی ترقی نہیں کی وہ سخت غلطی میں ہے۔ بیشک اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ جو کچھ ترقی ہوئی ہے اُس سے زیادہ ہوسکتی تھی لیکن جرمن کے اخبارات میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جرمنی افسروں نے اصلاح کے متعلق جو کچھ کارروائی کی ہے۔ وہ کاغذوں ہی پر ہے اور دراصل اسکا کوئی وجود نہیں۔ یہ غلط ہے اصل بات یہ ہے کہ کچھ کام کیا گیا ہے۔ اسکے بہت سے حصہ کے

کے نتیجے کے متعلق دنیا کے سامنے مخفی نہیں بگھاری گئی نہ ہی کوئی شور وغوغا برپا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اسے ڈھول بجا بجا کر مشتہر کیا جاتا تو ضرور تھا کہ دول اجنبیہ جو ترکوں کو ترقی کرتے دیکھ نہیں سکتیں۔ رشک وحسد کے مارے مداخلت کر دیتیں۔ اب سلطنت عثمانیہ کی ضروریات کیلئے بقدر مناسب عثمانیہ فوج کافی موجود ہے۔ جو شخص ترکی فوج میں حیثیت افسر داخل ہونا چاہے۔ اسکو پہلے جنگی مدرسہ کے تمام امتحانات پاس کرنے ضروری ہیں اور انجینیرنگ کے اصول سے واقف ہونا نہایت لازمی ہے۔ مگر عثمانیہ فوج کو انجینیروں کی ایسی ضرورت نہیں جیسی کہ افسروں کی۔ جو افسر ترکی سے برلن بھیجے گئے تھے۔ اور وہاں سے ۱۸۸۶ء میں واپس آئے وہی وہ پہلے افسر تھے جنہوں نے خالص عملی تعلیم وترتیب پورے طور پر حاصل کی۔ اور عملی خدمت کے تمام مراحل طے کئے۔ اور وہ فی الواقع نہایت قابل افسر ثابت ہوئے۔ ہم جرمن افسر جس تعلیمی کتاب کو سب سے عمدہ اور بہترین خیال کرتے ہیں۔ وہ "مخبرات قلاع" ہے۔ جسکا مصدر مولف جمیع بے ترکی سفیر متعینہ برلن کا جنگی اتاچی ہے میں خود ہفتہ میں کئی مرتبہ ترکی افسروں کو لیکچر دیا کرتا تھا۔ انکے مباحثہ وجرح اور قدح سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جو کچھ سنتے ہیں اُسے نہایت عمدگی سے ذہن نشین کر لیتے ہیں۔" +

"یورپ جو کچھ چاہے اپنے دل میں خیال کیا کرے۔ مگر یہ تحقیق ہے کہ ترکوں کا قدیمی جنگی شوق اُن میں سے ابھی ضائع نہیں ہوا چنانچہ دو تین اعداد اس امر کے ثبوت کیلئے کافی ہیں۔ جنگی مدرسہ میں ۱۸۸۳ء میں چار سو ترمین طالبعلم تھے اور اب انکی تعداد ستر سو پچاس ہے۔ البتہ اسبات کا افسوس ہے۔ کہ صرف مسلمان ہی ۱۲ برس سے ۲۶ برس کی عمر تک بھرتی کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے بھی بہت سے بری الخدمت ہو جانے کے باعث فوج میں داخل نہیں کئے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ فوج ریزرو صرف کاغذوں پر موجود تھی۔ مگر اب فوج ریزرو (ردیف) برابر موسم سرما میں قواعد کے لئے طلب کی جاتی ہے۔ اور فوج نظام کی میعاد ملازمت پانچ سال کی بجائے تین سال کر دینے سے عثمانیہ فوج ردیف کے لئے عمدہ میٹیریل (مصالح) بہم پہنچ جاتا ہے (یعنی فوج نظام کے سپاہی تین برس عملی خدمت کرنے کے بعد ردیف میں بھیجدئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح سے موخر الذکر فوج میں کارآمودہ سپاہیوں کے شامل کر دیئے جانے سے اُس کی مضبوطی اور کارآمدگی میں بہت کچھ ترقی ہو گئی ہے) عثمانیہ فوج اب سٹینڈنگ آرمی (فوج نظام جو ہر وقت تیار رہتی ہیں) ریزرو اول (ردیف فوج نظام) ملیشیا (مستحفظ) لینڈ سٹرم (محافظ ملک) سیکنڈ ریزرو (ردیف ثانی) اور سوپر نیومیریری بٹالین (زایدار ضرورت پلٹنوں) پر مشتمل ہے۔" +

"ترکی افواج کے از سر نو مرتب کرنے میں مجھے بھی بہت سا کام کیا ہے۔ اور اگر ٹرکی اب ایک ہفتہ میں اپنی فوج کو مجتمع کر سکتی ہے تو یہ اسی ترتیب کی وجہ سے ہے میری خیال میں ٹرکی اپنی عیسائی رعایا کو فوج میں بھرتی نہ کرنے میں سخت غلطی کر رہی ہے۔ عیسائی رعایا کے بھرتی کرنے سے نہ صرف یہی فائدہ ہوگا کہ فوجی ڈسپلن (ترتیب قواعد) سے مختلف مذاہب کی جماعتوں میں اتفاق واتحاد پیدا ہوگا۔ بلکہ حفاظت سلطنت کا بوجھ جو اسوقت صرف اکیلے مسلمانوں پر ہے بٹ جائیگا

جائے گا۔ اور نیز ٹرکی کی ہر ایک لڑائی کو جو مخالفین مذہبی لڑائی قرار دیتے ہیں ان کو اس اتہام کے دکھانے کا موقعہ بھی نہ باقی رہجاویگا۔ +

"اعلیحضرت سلطان المعظم کے اوصاف ظاہری و باطنی محنت و مستعدی اور ملکہ و لیاقت خداداد کی جس قدر تعریف کی جاوے تھوڑی ہے اور ہمدرد افسروں پر جسقدر الطاف و مراحم خسروانہ مبذول فرماتے رہتے ہیں انکا شکریہ سے جس لوگ کبھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتے"

ہفتہ مذکور کی مضامین خاص

منقول از وسٹمنسٹر مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۶ء

[سوڈان[1] پر میڈھائی]

یورپ کے مہذب جب کبھی کسی وحشی ملک کو اپنے کنار مالطنت میں لینا چاہتے ہیں تو تہذیب اور انسانیت کا بہانہ آگے رکھتے ہیں۔ والی ملک کی وحشیانہ حرکات و افعال اور باشندوں کی مدتہذیبی اور جہالت کی فرضی کہانیاں مشہور کرنی شروع کردی جاتی ہیں اور بالآخر آلات تہذیب توپ اور بندوق یا حکمت عملی اور داؤ فریب سے والی ملک کو علاوطن کرکے یا اپنا محکوم بنالیتے ہیں۔ چنانچہ حال میں اسی تہذیب کی آڑ میں سوڈان پر فوجکشی کی جارہی ہے خلیفہ عبداللہ اور اسکے مسلک مہدی کے جو واقعہ کی نسبت وہ وہ مبالغہ آمیز روایتیں مشہور کی جاتی ہیں کہ پڑھنے والا خواہ نخواہ متنفر ہوجاتا ہے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ روایت ہائے مذکورہ کہاں تک درست ہیں۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ اطالین کی شکست اور ملکہ حبشہ کے شروع ہونیسے پہلے اس بہتہذیبی کی بھنک کیلئے فکیور[2] بطلق توجہ نہیں کیگئی۔ +

محمد المہدی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ بفارسا اپنے پیروؤں میں، تو وہ معمولی جبہ اور سرا پیل پہنے اور سنکول کی ٹوپی جسکے گرد ململ کا عمامہ لپٹا رہتا تھا اوڑھے ہوئے عاجزوں اور مسکینوں کی سی شکل بنائے خاکساری عبادت الٰہی اور زہد اور اتقا کا وعظ کیا کرتا تھا۔ مگر جوں ہی محل میں پہنچتا تھا۔ تو یہ سارے کا سارا تقشہ بدل جاتا اور وہاں سوائے لذید اور خوشگوار کھانوں اور خوبصورت عورات کی صحبت کے اور کوئی شغل ہی نہ ہوتا۔ سوڈان کی کوئی خوبصورت عورت نہ تھی جو اُسنے اپنے حرم سرا میں نہ ڈال رکھی ہو۔ اور کوئی باسلیقہ باندی اور کنیز نہ تھی۔ جو اُسکے بادچیخانہ میں مامور نہ ہو۔ یہانتک کہ فتح خرطوم کے بعد تو اُسنے کھلم کھلا معصوم مستورات کی عصمت بگاڑنی شروع کردی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک خرطومی لڑکی نے اپنے ننگ و ناموس کی بربادی کے عوض میں ۱۴ جون کو اُسے زہر ہلاہل پلادیا جسکے اثر سے وہ تڑپ تڑپ کر ۲۲ جون کو فوت ہوگیا۔ اسی طرح موجودہ خلیفہ سوڈان کی نسبت مشہور کیا جاتا ہے کہ اس کی ۲۴ بیویاں ہیں اور اُسنے سارے ملک میں گوندے مامور کر رکھے ہیں۔ کہ جہاں کہیں کسی خوبصورت عورت کا پتہ ملے اُسے خاوند سے طلاق دلوا کر میرے پاس بھجوادو۔ ورنہ خاوند اگر انکار کرے تو

---

[1] اس فوجکشی، فتح سوڈان اور خلیفہ کی شہادت کے مفصل حالات کتب تواریخ تھلی، رنر لوکی موجودہ ترقیات میں درج ہیں۔

فوراً مروا دیا جاتا ہے۔ اب اگر یہ واقعات درست بھی مان لئے جاویں تو کیا بڑے سے بڑے مہذب سے مہذب یورپین ان جرائم کے مرتکب نہیں ہو رہے؟ ابھی ہفتوں ہی کا ذکر ہے۔ کہ جرمن مشرقی افریقہ کے سابق ہائی کمشنر ڈاکٹر پیٹرز پر اسی قسم بلکہ اس سے بھی بدبدتر قسم کے الزامات علی رؤس الاشہاد لگائے گئے اور وہ اُن کی تردید نہ کر سکا۔ پرتگال اور برہما میں خود انگریز مہذبین اسارہ میں جو کچھ کارکاٹ ناشائستہ کر رہے ہیں۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر کس منہ سے خلیفہ عبداللہ کو ان افعال کی وجہ سے برا کہا جاتا ہے۔ اٹلی اور فرانس کے بحیرہ روم کے ساحل پر ایک چھوٹی سی ریاست موناکو ہے جسکا رقبہ ۹ میل مربع اور مستقل آبادی ۱۲۵۴۸ ہے موسم سرما میں یورپ کے امرا شاہی خاندانوں کی اکثر تعداد معزز و متمدن متمولین کا ایک جم غفیر وہاں جمع ہو جاتا ہے۔ یوں تو یہ ریاست برائے نام فرانس کے ماتحت ہے مگر دراصل پوری آزاد ہے۔ اسکے وارالخلافہ قصبہ موناکو کے قریب شہر مانٹی کارلو میں گورنمنٹ نے ایک کمپنی کو قمار بازی کی دوکان کا اجارہ دیا ہوا ہے۔ اور قمار بازی کے متعلق چند قواعد بھی ضبط کر رکھے ہیں۔ یہ کمپنی ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ ٹیکس گورنمنٹ کو ادا کرتی ہے۔ اسکا پہلا پٹہ ۱۹۱۳ء میں ختم ہونے کو تھا کہ شہزادہ البرٹ والی موناکو نے اختتام سے ستر سال پہلے ہی دوسرا پٹہ اور پچاس برس کے لئے ۸۰ ہزار سالانہ ٹیکس پر اُسی کمپنی کو دیدیا ہے۔ چنانچہ تھوڑے دن ہوئے جب ایک انگریزی اخبار کے کارسپانڈنٹ نے شہزادہ سے ملاقات کرنے کی اثنا میں اس اجارہ پر دبی زبان سے کچھ اعتراض کیا۔ تو آپنے کمال برافروختہ ہو کر اسے جواب دیا۔ کہ میں اپنے ملک کا مالک ہوں جو کچھ ریاست کی بہتری کیلئے مناسب سمجھوں گا۔ اسپر عمل کرونگا۔ اوروں کو میری کارروائی پر اعتراض کرنیکا کوئی حق نہیں۔ علاوہ ازیں یورپین لوگوں کی نیک معاشی پر مجھے اسقدر اعتماد نہیں ہے کہ اگر میں اس علانیہ قمار خانہ کو بند کردوں تو وہ قمار بازی چھوڑ دینگے۔ بلکہ ضرور ہے کہ ناجائز طور پر در پردہ جوا کھیلنا شروع کر دینگے۔ اور بالخصوص انگریز لوگ۔ تو نہیں قمار بازی کی سخت دھت ہے بہت ہی سٹ پٹائیں گے۔ یہ ہے تہذیب اور شائستگی کا ڈپلوما۔ جو ایک مہذب ریاست کا حکمران تمام یورپین اقوام اور بالخصوص انگلش قوم کو عطا کر رہا ہے۔ اور یہ ہے یورپین تہذیب کہ قمار بازی کے علانیہ اجارے عطا کئے جاتے ہیں اور کیوں جاؤ خود ہندوستان ہی میں گورنمنٹ کا شراب و افیون کے اجاروں کے ذریعہ رعایا کے کروڑوں روپیہ اینٹھنا اور ساتھ ہی انکی صحت و سلامتی کو برباد کرنا کوئی چھپا ہوا بھید نہیں ہے۔

خیر اس تہذیب اور بدتہذیبی کی بحث کو چھوڑ کر ہم پھر سرمطلب آتے ہیں۔ خلیفہ عبداللہ کی مذاقی وجاہت کا حلیہ اسطرح بیان کیا گیا ہے۔ وہ ایک دراز قد اور مضبوط آدمی ہے۔ اُس کی عمر پچاس کے قریب ہے۔ اور خال خال بال سفید ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اسکے چہرہ پر چیچک کے داغ نمایاں طور پر موجود ہیں۔ ڈاڑھی لمبی اور مچھیں چھوٹی ہیں۔ الابیض کے محاصرہ میں اُسکی ران میں گولی لگی تھی جس سے وہ کسی قدر لنگڑا کر چلتا ہے۔ اور وہ اس زخم پر

بڑا فخر کرتا ہے اور اپنے اس زخمی ہونے کو واقعہ اور دیگر کارناموں کو اکثر بیان کرتا ہے۔ وہ محض جاہل ہے۔ اور کچھ لکھ پڑھ نہیں سکتا۔ مگر موجودہ حکمت عملیوں کے داؤ گھاتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ ارادہ کا بڑا پکا ہے۔ اُس کی نسبت یہ عام مشہور ہے کہ وہ لومڑی سے زیادہ مکار ہے۔ وہ خود پسند بہت ہے۔ اُسکے سامنے اگر اُسکے دشمنوں کے زیادہ طاقتور ہونیکا ذکر کیا جاوے۔ تو فوراً بگڑ جاتا ہے اور اپنی تعریف سُنکر خوش ہوتا ہے۔ اُس کی فوج کی روح رمان بازنگر یا سوڈانی اصطلاح کے مطابق جہادیہ (نظام) فوج ہے۔ جو سب کی سب رائفلوں سے مسلح ہے۔ اور یہی تقریباً حبشی (سوڈانی) بھرتی ہیں۔ نیزہ اور شمشیر بازوں کی فوج میں زیادہ تر مختلف قبیلوں کے عرب شامل ہیں جنمیں سے قبیلہ تعائشیہ اور ہبانیہ خلیفہ کے بڑے معتمد اور اعتباری ہیں۔ کیونکہ خود خلیفہ بھی قبیلہ تعائشیہ میں سے ہے۔ ابتداء مصری سپاہی بھی فوج میں شامل تھے۔ مگر وہ بتدریج نکال دیئے گئے۔ اور اُنکی جگہ جنوبی اضلاع کے سپاہی بھرتی کئے گئے ہیں جو آجکل تعداد میں پورانے سپاہیوں سے لگنے ہوگئے ہیں۔ پورانے مصری (فلاحین) سپاہی مطلقاً بھرتی نہیں کئے جاتے ان سے باورچیوں باغبانوں اور سقوں وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔ خلیفہ سوڈانی سپاہیوں کی جنگی قابلیتوں سے بخوبی واقف ہوگیا ہے۔ اور اُسنے حکم دیدیا ہے کہ کوئی صحیح الجثہ سوڈانی (رہنے سیاہ فام) بطور غلام فروخت نہ کیا جائے۔ بلکہ خلیفہ کی فوج میں بھرتی کئے جانے کیلئے حاضر کیا جاوے جسکے عوض میں مالک کو تیس ڈالر قیمت ادا کی جاویگی۔ خلیفہ کی حکومت سوڈان میں اب بھی بڑی زبردست ہے۔ اور تمام ملک اسکے تابع فرمان ہے۔ لیکن انگریز مقررین جو قید سے بھاگ آئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ اب پہلی سی بات نہیں رہی۔ محمد المہدی کیوقت لوگ بطوع و رغبت اسے مذہبی پیشوا سمجھکر اطاعت قبول کرتے تھے۔ اور اب ڈنڈے کے خوف سے مطیع ہیں۔ کئی قبیلوں نے نمازا دہونے کے لئے ہاتھ پاؤں بھائی مگر بڑی سفاکی اور بیرحمی سے انکا قلع قمع کر دیا گیا جس سے دوسروں کے حوصلے پست ہوگئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ کے پاس چالیس ہزار رائفل ہیں۔ مگر بقول سلاطین پاشا توپخانہ کا سامان بہت تھوڑا ہے اور جسقدر ہے وہ بھی بالکل نکما ہے اگر کسی دوسری طاقت نے خلیفہ پر فوج کشی کی تو بہت سے قبیلے حملہ آوروں کے ساتھ شریک ہوجاویں گے۔ لیکن ہمارے قیاس میں سلاطین پاشا کی یہ رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔ اضلاع حواکن اور ٹوکر میں انگریزی فوجیں ۱۸۸۴ء سے ۱۸۹۱ء تک عثمان دگمہ سے معرکہ آرا رہیں کوئی قبیلہ انگریزوں کے ساتھ شامل نہ ہوا۔ اٹلی والوں نے ۱۸۹۱ء میں کسالا پر چڑھائی کی۔ لیکن اسموقعہ پر بھی کوئی سوڈانی اُنکے ساتھ شریک نہ ہوا اور ۱۸۹۳ء میں کانگو فری سٹیٹ کی بلجین فوج نے وادی حالفہ نیل پر منبع دریائے مذکور کے قریب خلیفہ کی ملک پر چڑھائی کی۔ مگر سخت زک اٹھاکر پس پا ہوئی۔ اور کسی سوڈانی قبیلے نے اُسکی حمایت نہ کی۔ اسطرح سے سلاطین پاشا کا یہ بیان کہ سامان جنگ کافی اور اسلحہ قسم کا ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ بلجین افواج کے روکنیکیلئے خلیفہ نے دخانی جہازوں پر اپنی فوج روانہ کی تھی اور اب بھی وہی جہاز دریائے نیل میں ملک کے علاقہ حکومت کے اندر برابر گشت کرتے رہتے ہیں۔ یہ مان لیا کہ وہ سٹیمر مصری ہیں جو ۱۸۸۸ء

ہیں فتح خرطوم کے موقعہ پر مہدیوں کے قبضہ میں آگئے تھے۔ مگر انجنوں کے چلانے اور انکی مرمت اور درستی کے لئے بھی تو آخر کسی قابلیت کی ضرورت ہے۔ یہ بالکل ناممکن ہے کہ وہی انجن بلا مرمت برابر دس برس سے کام دے رہے ہوں۔ پس جس قوم میں سٹیمروں کی مرمت و درستی کی قابلیت موجود ہو۔ یہ کبھی یقین نہیں کیا جاسکتا کہ وہ سامان حرب وضرب کی درستی اور تیاری سے عاری ہو۔ علاوہ بریں پاشائے موصوف کی رائے کا انگریزی مدبرین تائید کنندہ ہیں ہم ڈگمر کے اس قول سے کنایتہً کافی بطلان ہوتا ہے کہ روس و فرانس کو اب اور زیادہ موقعہ نہ دیا جاوے کہ جس طرح کہ انہوں نے حبشیوں کو سامان جنگ سے لیس کر کے یورپین افواج کو شکست دینے کے قابل بنا دیا ہے۔ اسیطرح سے وہ سوڈانیوں کو بھی اس قابل بنلویں مگر اب مآل اندیشی سے چندان فائدہ مترتب ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ جبکہ ان دونوں سلطنتوں نے جب دو تین برسوں میں اس قابل بنا دیا ہے تو کیا اس بارہ برسوں میں وہ خلیفہ کی افواج کو بھی اس قابل نہ بنا سکی ہونگی۔ اور ان دونوں سلطنتوں کے علاوہ روم کی نسبت بھی عام خیال ہے۔ کہ وہ سوڈانیوں کی درپردہ حمایت کرتا ہے۔ اور پچھلی جنگ سوڈان میں کئی ہزار ترکی فوج کا سوڈانیوں کیساتھ جا ملنا سب پر روشن ہے۔ پس ایسی صورت میں جبکہ تین سلطنتیں خفیہ طور پر خلیفہ کی معاون ہوں تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ہتھیار اور سامان جنگ بھی کافی نہ رکھتا ہوگا۔ عثمان وغیرہ سوڈانی الاصل یا عرب نہیں ہیں بلکہ ترکی نژاد ہے۔ اسکا باپ تجارت غلامان کا کاروبار کیا کرتا تھا۔ اسکے بعد اسنے بھی یہی پیشہ اختیار کیا۔ مگر ۱۸۸۳ء میں اسکا کل راس المال (یعنی غلام) انگریزی جہازوں نے چھین لیا۔ اور وہ نادار ہوگیا۔ اس رنج سے وہ مہدی کیساتھ جو بمقام شیکان تھوڑا ہی عرصہ پہلے ہکس پاشا اور دس ہزار مصری فوج کو تہ تیغ کر کے اپنی بہادری کا شہرہ تمام عالم میں پھیلا چکا تھا شامل ہوگیا۔ اور رفتہ رفتہ بیانتظر نظر آیا کہ خلیفہ نے اسے مشرقی سوڈان کا گورنر مقرر کر دیا۔ اس عہدہ پر مقرر ہوتے ہی اسنے سواکن کی طرف چڑھائی کی مصر سے سواکن کی امداد کو لئے بیکر پاشا کے زیر کمان تین ہزار سات سو فوج روانہ کی گئی لیکن عثمان نے طیب کے میدان پر ہکس پاشا کی فوج کی طرح اسکا قلع قمع کر دیا۔ اور گو اسکے بعد جنرل گریہم کے مقابلہ پر اسے زک پہنچی۔ مگر کوئی بڑا نقصان ہو کر وہ برابر سات برس انگریزی فوج سے جنگ غالبانہ کرتا رہا لیکن آخر کار ۱۸۹۹ء میں اسے مقام ٹوکر خالی کر دینا پڑا جس سے خلیفہ نے ناراض ہو کر اسے ادارہ بھیجدیا اور انگریزی فوج کی گلو خلاصی ہوئی۔ ان سات برسوں میں کوئی مہینہ ایسا خالی نہیں جاتا تھا کہ عثمان کے مرنے کی خبر مشہور نہ ہو۔ مگر وہ جری افیک صحیح سلامت موجود ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ترکوں نے اس سے کمال ہمدردی ہے۔ اور سلطان المعظم کی اس پر خاص نظر عنایت ہے۔ ایک نامزد گارنے تو یہ گپ بھی اڑا دی ہے کہ سوڈانیوں کی موجودہ تحریک سلطان المعظم کے اشارے سے ہوئی ہے۔ مگر یہ خبر قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی۔ سلطان المعظم ملک تاک ہیں۔ انکو ان ٹٹ بھنجی چالوں کی کیا ضرورت ہے۔ اگر چاہیں تو باضابطہ انگریزوں کو مصر چھوڑنے کا الٹی میٹم دیدیں۔ اور انگریزی مدبرین یا اخبارات خواہ اپنی قوت پر کتنا ہی قدر ناز کیوں نہ کر رہے ہوں تمام دفعکارتی کی بھی

یہی رائے ہے۔ کہ وہ اگر چاہیں۔ تو ایکدن میں انگریزی فوج کو کان سے پکڑ کر مصر سے باہر نکال سکتے ہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ عثمان ذمہ نے سلطان المعظم کے کہنے پر پیشقدمی نہیں کی۔ بلکہ انگریزی وزراء کی ناکارہ پالیسی یا بیجا مرعوب طمع کی بدولت یہ طوفان بے تمیزی اب پھر برپا ہونا شروع ہوا ہے۔ مگر اس طوفان برپا کرانے میں یہی وہ ایک فاحش غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کہ سوڈان کو اس مصری فوج سے فتح کرنا چاہتے ہیں جسکی دس دس ہزار نفر لو کو ابتدا سے خاتمہ تک میں باوجود تنہا ہونے کے مہدیوں نے ایک ایک دن میں کہیت رکھا اور کوئی خبر پہنچانیوالا بھی باقی نہ چھوڑا۔ شاید اب انگریزی افسروں پر ناز ہو۔ مگر اسوقت جن جرنیلوں نے شکست کھائی تھی وہ کون تھے؟ مرحوم ہکس پاشا اور پرکیا پاشا بھی تو آخر انگریز اور نامور تجربہ کار افسر تھے۔ سرکھپنر پاشا اور میجر جنرل تو نیرانٹ کوئی بڑے بہادر یا آزمودہ کار تو نہیں ہیں اگر مصالح اور اغراض ملکی اسی کے متقاضی ہیں۔ کہ سوڈانیوں کی طاقت کو توڑا جائے یا سوڈان کو فتح کیا جاوے تو قواعد دان و سرد گرم چشیدہ انگریزی افواج سے دشمنوں کے مقابلہ کا کام لیا جاوے۔ اور مصری فوج کو صرف راستوں کی نگہبانی پر چھوڑا جاوے۔ مگر اس میں بھی شاید انگریزی وزرا نے یہ حکمت عملی سوچ رکھی ہو کہ مصر تو ہمیں اب پھر کبھی خالی کرنا پڑیگا۔ اور جاتی دفعہ بہوت کی طرح کوئی نشان باقی چھوڑ جاویں۔ اور مصری افواج اور خزانہ کا ستیاناس کرنے کے ساتھ ہی سوڈانی بہڑوں کو اسکے یا اس سلطنت کے جنے ہماری بعد قابض ہونا ہے گلے چمٹا جاویں کہ اسے بھی تو کچھ قدرے عافیت معلوم ہو۔ لیکن دوسری طرف جب وزرا انگلستان کے پرزور دعاوی سنے جاتے ہیں کہ تخلیہ مصر پر گفتگو اب کا اب کوئی وقت نہیں ہے۔ اور ہم اسے ہرگز خالی نہیں کرینگے۔ تو سخت استعجاب پیدا ہوتا ہے کہ پھر مصر کی بربادی کے یہ سامان کسلئے کئے جا رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ شاید یہ انکے زبانی بہڑے ہوں۔ اور فی الحقیقت فرانس روس اور ٹرکی کی موجودگی میں مصر پر متصرف رہنا مشکل سمجھتے ہوں۔ بہرکیف اس میں کچھ شک نہیں کہ معاملہ بہت نازک ہو رہا ہے یورپ کی سلطنتوں کو ایکدوسرے پر اعتبار نہیں اور اس بے اعتباری سے انگلستان فائدہ اٹھانیکی کوشش کر رہا ہے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ خرچ کئے جانے کی بحث میں جرمنی کی رضامندی سے انگلستان خوش ہو گیا تھا۔ کہ اتحاد ثلاثہ سے طرفداری میں ہے۔ اور وہ ٹرکی اور روس اور فرانس کا طرفدار نہ ہوگا۔ مگر اسنے جلدی ہی اس موہوم خوشی کو زائل کر دیا اور صاف صاف کہدیا کہ میں یہ رضامندی فرانس کی مخالفت یا انگلستان کی دوستی کی وجہ سے نہیں دی۔ بلکہ محض اپنے دوست اٹلی کی خوشی کو ملحوظ رکھا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی عام خیال ہے۔ کہ رس اسبارہ میں اگر اپنی رائے کا اظہار پہلے دیتا تو جرمنی اٹلی کی خوشی کی بھی کوئی پروا نہ کرتا۔ اور روپیہ لئے جانے کی کھلم کھلا مخالفت کر دیتا۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ مقصد خبر کوئی ہو حصول نہیں ہوتی۔ معاہدہ قبرس کے العدم ہونے اور سلطان کی ناراضگی کی خبریں مبہم طور پر وارد ہوئی تھیں۔ اور پھر خبر آئی کہ سلطان المعظم خوش کر لئے گئے ہیں۔ اور بعد ازاں ریوٹر پر بالکل سناٹا چھا گیا۔ لیکن یہ خموشی ہی اسبات کی دلیل ہے کہ یورپ کی پولیٹکل ہنڈیا میں حکمت عملیوں اور سفارتانہ چالبازیوں کی کھچڑی خوب پک رہی ہے اور عنقریب اس

گشت از بام ہو جاوے گا۔ +

مگر یہ راز زار روس کی جشن تاج پوشی یا کم از کم اُسوقت سے پہلے نہیں ہوگا جب تک کہ شہنشاہ جرمن اعلیحضرت السلطان المعظم سے ملاقات کرلیں۔ شہنشاہ موصوف شاہ اٹلی و شہنشاہ آسٹریا سے ملچکے ہیں۔ اب صرف اعلیحضرت سلطان المعظم سے ملنا باقی ہے۔ اور اس ملاقات میں مسئلہ مصر اور تمام یورپین مسائل کا جو کچھ فیصلہ کرنا ہوگا۔ دونوں سلاطین باہمی صلاح و مشورہ سے قطعی طور پر کرلیں گے۔ اور اسکے بعد جو پالیسی قرار پائیگی اُسپر عملدرآمد کیا جاویگا۔ اب یہ خداوند کریم کو معلوم ہے کہ شہنشاہ جرمن انگلستان کے ہوا خواہ ہیں یا اُنکے مخالفین کے مگر انگلستان کے اخبارات اور مدبرین کے اقوال و تحریرات سے صاف تشریح ہو رہا ہے۔ کہ گو دونوں سلطنتوں میں بظاہر ایچیانہ رسم و راہ برابر قائم ہے بظاہر دوستانہ ہیں مگر انگلستان اور ٹرکی دونوں ایکدوسرے سے بطرح بگڑے بیٹھے ہیں۔ جو امر ہر دو سلطنتوں کے خیر خواہوں کے نزدیک کمال افسوسناک ہے۔ انہوں نے انگریزی وزراء کی طرف سے مایوس ہو کر خداوند کریم کی درگاہ میں بھی لاکھوں مرتبہ بعجز و نیاز التجا کی کہ کسی طرح بگڑی کے بنانے والے تو ہی ان دونوں سلطنتوں کے درمیان رشتہ مودت کو پہلا زمانہ کا سا قائم فرما!!! لیکن ابتک ان دعاؤں کا بھی اُلٹا ہی اثر برآنظر آرہا ہے۔ اور دن بدن صورت بگڑتی ہی جاتی ہے۔ ادھر انگریزی وزارت وہ چالیں چل رہی ہے۔ جو سلطان المعظم کو سخت برافروختہ کرنیکا موجب ہو رہی ہیں اور ساتھ ہی اخبارات سونے پر سہاگہ کا کام کر رہے ہیں۔ ٹائمز جیسے نیم سرکاری اخبارات نہایت متکبرانہ بلکہ کہیئے دھمکانے والے انداز میں لکھ رہے ہیں کہ سلطان المعظم ذرا صبر کریں۔ بھٹ دنگلو کے متعلق مشورہ نہ لئے جانے پر ہی کیوں جامہ سے باہر ہو رہے ہیں۔ ابھی آگے آگے دیکھیں کہ اُنکے خلاف منشاء و مرضی کیا کچھ کارروائی ہوتی ہے۔ اور ہر سر طرف اعلیحضرت نے اپنی نہایت بردباری اور تحمل کی پالیسی کو چھوڑ کر عملی طور پر شہنشاہی ناراضگی کے آثار ظاہر کرنے شروع کر دئے ہیں جس کی ادنے مثال یہ ہے کہ امریکہ والوں نے بھی انگریزوں کی طرح آرمینیوں کی حمایت میں ٹرکی کو سخت سست کہنیکا وطیرہ اختیار کرلیا۔ اسپر اعلیحضرت نے امریکہ کی اُس عظمت و جرأت کا جسکو سامنے بہادر انگلستان کو بڑی دولت کیساتھ نیچا دیکھنا پڑا تھا۔ کچھ پروا نہ کرکے وہاں سے اپنے سفیر اور سفارت کے اول سکرٹری کو واپس بلا لیا ہے۔ یعنی ایک طرح سے انگلستان کو متنبہ کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنی روش سے باز نہ آیا تو اس سے قطع تعلق کرلیا جاویگا۔ اس انقطاع تعلق کی علامات چھوٹے سکیل پر تو کسیقدر ظاہر ہی ہونے لگ گئیں ہیں۔ جدہ کی ہنگامہ کے موقعہ پر جیسا کہ عموماً ایسے موقعوں پر قاعدہ ہے گورنر حجاز مقبول نائب کونسل انگریزی کی عیادت پرسی اور مزاج پرسی کیلئے انگریزی کونسل خانہ میں تشریف نہ لے گئے۔ اور نہ ہی زبانی کوئی پیغام مہدردی کا بھیجا اسکے جواب میں اب عید کے موقعہ پر کونسل انگریزی دربار گورنری میں مبارکباد اور تہنیت کے لئے نہیں گیا اور باہمی سخت رنجش بڑھتی ہو رہی ہے۔ ہم تو پھر بھی دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے دونوں سلطنتوں کے مدبرین اپنے نفع و نقصان کو سوچ سمجھکر اس باہمی نزاع سے دست بردار ہو جاویں۔ آمین!!!

بیان کیا جاتا ہے کہ روٹر کی اس خبر سے کہ سوڈان میں غالباً ہندوستان کی فوجیں نہیں بھیجی جاوینگی۔ یہاں کی فوجی مہمات میں کمال سیدلی پیدا ہو رہی ہے۔ انہیں مہم میں شریک ہونے اور مفت میں تمغہ اور انعام کے حاصل کرنیکا کچھ ایسا شوق چرایا ہے کہ پچھلے دنوں بیشمار درخواستیں محکمہ جنگ میں اس مضمون کی موصول ہوئیں کہ درخواست کنندگان مہم میں جانے کو تیار ہیں۔ مگر ہماری رائے میں انہیں ابھی بیدل نہیں ہو جانا چاہئے۔ ٹائمز خبر ہے کہ نہر سویز کے کنارے کے قریب ہندوستانی افواج کے لئے جو بیرکیں بن رہی ہیں اور روٹر بھی غالباً کا لفظ لکھنا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان فوج جلد کی ضرورت آپڑیگی۔ بیشک اگر انگلستان میں بھی موجودہ وزارت رہی تو غالباً کیا ضرور ہے ہی جلد ان بہادروں کو بھی اپنے جوہر دکھانے کا موقعہ ملجاویگا۔ مگر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مدمقابل عورتیں یا کاشتکار یا باورچی نہیں ہیں۔ درویش ہیں درویش! جو مکس پاشا اور گارڈون کو ہڑپ کر چکے ہیں۔ اور جنکے چھوٹے بھائی حبشی اب حال ہی میں ۲۰ ہزار اطالین فوج کی اچھی طرح گت بنا چکے ہیں۔ آجکل انکو افسر بھی غالباً روسی اور فرانسیسی تجربہ کار جرنیل و کرنیل ہیں اور اب انکے پاس نیزوں اور لکڑی کی کلہاڑیوں کی بجائے لیٹسفورڈ رائفلنگ نہ سہی۔ سنہری مارٹینی تو ضرور ہیں۔ پھر ہمارے خس کی ٹٹیوں میں بیٹھنے والے ہندوستان کی فوج کے عہدہ دار اسقدر کیوں بیتابی ظاہر کر رہے ہیں۔ ذرا صبر کریں۔ انکی بھی باری آجاتی ہے۔ موسم گرما تو آرام سے ہندوستان کے جنت نظیر قطعات شملہ مسوری وغیرہ وغیرہ) میں بسر کریں۔ شروع سرما میں ہماری مدبر گورنمنٹ انگلشیہ کا ارادہ انگریزی فوج کو بھی روانہ کرنے کا ہے۔ اسوقت بھی تشریف لیجا کر دل کی ہوا اس نکال لیں۔ +

مفتہ ۲۷۔ اپریل ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۱۸۔ اپریل۔ قاہرہ میں افواہ ہے کہ مہم ڈنگولہ کے لئے مصری ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لئے جانے کی وجہ سے فرانسیسی سنڈیکیٹ نے جو روٹھے کمشن قرضہ کی خلاف ورزی کیا ہوا تھا۔ اسے دہ والیس لینے والی ہے +

سینٹ پیٹرزبرگ۔ ۱۸۔ اپریل۔ شاہزادہ فرڈیننڈ والی بلگیریا آج یہاں پہنچا اسکا استقبال بہم دھام سے کیا گیا۔ بعد ازاں وہ محل شاہی کو روانہ ہو گیا اور زار سے ملاقات کی۔ +

قاہرہ۔ ۲۰۔ اپریل۔ (سوڈان) تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ خلیفہ کی باڈی گارڈ فوج میں باہمی فساد ہو جانے کی وجہ سے جس میں پچاس آدمی قتل ہوئے ہیں ام درمان میں حالت نہایت شدید سنسنی

ہو رہی ہے۔ +

عثمان دھنہ کے پاس ملکی فوج پہنچ گئی ہے۔ +

لندن ۲۳۔ اپریل۔ درویشوں کی بابت خبر آئی ہے کہ عثمان دھمہ کی افواج قلت خوراک اور ان نقصانات کے باعث جو انہوں نے حال میں برداشت کئے ہیں۔ بری حالت میں ہیں۔ +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

ولایت کا اخبار ٹروتھ ایک ظریفانہ نظم میں لکھتا ہے کہ جب کبھی انگلستان پر مصر خالی کر دینے کے لئے دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ تب ہی عثمان دھمہ موجود ہوتا ہے۔ باوجودیکہ اس شخص کے مرجانے کی کم از کم ہزار مرتبہ خبریں مشہور ہو چکی ہیں۔ +

فرانسیسی وزیر بیغہ خارجیہ نے بیت العوام میں مسٹر رنگلو کے پوچھنے پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ مصر سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا ایک صوبہ ہے۔ اور سلطنت مذکور کی متبوضات کی سلامتی کی کل دول عظام ذمہ دار ہیں۔ اسلئے انگریزوں کا سلطان المعظم کے خلاف مرضی مصر پر متصرف رہنا یا اسکے ماتحت صوبہ کی افواج سے کام لینا قوانین تمدن کی صریح خلاف ورزی ہے اور یورپ اس امر کو کسی زیادہ مدت کے لئے جائز نہیں رکھیگا۔ انگلستان نہر سویز کی حفاظت کا جو عذر کرتا ہے وہ بھی محض فضول ہے کل دولتوں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ نہر سویز جنگ امن ہر دو صورتوں میں کل دنیا کے جہازوں کے لئے برابر کھلی رہیگی۔ اور کسی سلطنت کو دوسری سلطنت کے جہازوں کو اس میں سے گذرنے سے منع کرنے کا استحقاق حاصل نہیں ہوگا۔ اس فیصلہ کو سلطان المعظم نے بھی منظور فرما لیا ہوا ہے۔ پس جب انگلستان کے جہازات کی آمد و رفت کو نہر سویز میں سے کبھی روکا نہیں جا سکتا۔ تو امر مذکور کی حفاظت کی حجت پیش کرنا سراسر لغو اور بیہودہ ہے +

یورپ میں عام خیال ہے۔ کہ فرانس انگریزی قبضہ مصر کی اسقدر مخالفت کرنے کے بعد اب ہرگز اگر اپنی عزت و وقار کو قائم رکھنا چاہتا ہے تو عملی کارروائی کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ فرانسیسی اخباروں کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی معاملہ بہت پیچیدہ اور نازک ہو جائے تو وہ یک لخت تمام بلے پکار چھوڑ کر نہایت متین بن جاتے ہیں۔ مہم چینگو کی نسبت بھی بہت شور و غل کرنے کے بعد وہ یکبارگی بہت متانت سے رائے زنی کرنے لگ گئے ہیں۔ جس سے یہ نتیجہ یقین ہو گیا ہے۔ کہ مصری مسئلہ کے متعلق کوئی گل کھلنے والا ہے۔ +

اکثر مدبرین کی رائے ہے۔ کہ انگلستان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کہ فرانس اور روس سوائے زبانی مخالفت کے کوئی عملی کارروائی نہیں کریں گے۔ حتیٰ کہ انگلستان بلا روک سوڈانیوں کو صحرا میں منتشر کر سکے گا۔ اور خلائے مصر کا مسئلہ اور ایکدو برسوں کے لئے دب جائیگا۔ بعض تو انگلستان کی اس زود اعتباری پر بھی متعجب ہو رہے ہیں۔ کہ چند ہفتوں کی بات ہے کہ جس ملک (جرمنی) نے انگریزوں کی مخالفت میں کوئی دقیقہ نہیں

جنرل ٹوڈلبین



چھوڑا تھا۔ اسپر انگلستان اب اس قدر بہروسہ کر رہا ہے مگر دیکھنا ور کہ جرمنی کی پالیسی یہ ہے کہ پہلے انگلستان کو روس اور فرانس کے ساتھ گتھم گتھا کرادے اور پھر جب کہ انگلستان کی فوجیں ڈنگوالہ کے جانستان کی خدمت میں مشغول ہی ہوں اور وہ اس خطرناک معاملہ میں خوب پھنس گیا ہو اس وقت چپکے سے بغلی گھونسہ چھوڑے اور روس اور فرانس کے ساتھ مل کر انگریزوں کو کہدے کہ مصر خالی کرنے کی تاریخ مقرر کرو۔ ایک انگریزی اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ اسباب کے بیشمار آثار موجود ہیں کہ اندر ہی اندر بہت کچھ کھچڑی پک رہی ہے اور کہ یہ ۱۸۹۶ء اپنے گذشتہ پر بالکل واقعات کے علاوہ کوئی اور تازہ مگر نہایت ہی عجیب گل کھلائے بغیر نہیں رہے گا +

ہفتہ مختتمہ ۴ مئی ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ۔

تار کی خبریں مختصر حوشی

لنڈن ۲۷۔ اپریل۔ ٹائمز کا نامہ نگار پریٹوریا دارالحکومت ٹرنسوال سے اطلاع دیتا ہے کہ پریسیڈنٹ کروگر نے جواب مراسلہ مسٹر چیمبرلین اصلاحات پر بحث کرنے سے انکار کیا ہے کیونکہ برطانیہ کا ان ٹرنسوال کے اندرونی معاملات میں ہرگز مداخلت نہیں کر سکتا۔ مگر پریسیڈنٹ موصوف نے یہ کہدیا ہے۔ کہ گورنمنٹ انگریزی اگر پرائیویٹ طور پر کچھ پیش کریگی تو اسپر غور کیا جائیگا اسکے بعد پریسیڈنٹ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اگر گورنمنٹ انگریزی ہنوقت تک کہ ۱۸۸۴ء کے معاہدہ کی ترمیم اور اسکی جگہ نیا عہد نامہ رفاقت و تجارت کے متعلق نہیں کر سکتی جب تک کہ آؤٹ لینڈرز (انگریز آبادکاران) کی بابت شکایات پر غور نہ کیا جاوے تو ٹرنسوال کی گورنمنٹ بھی اور زیادہ گفتگو نہیں کرنا چاہتی۔ بکڈہ اکثر جمہین کی چڑھائی کے تاوان جنگ کے مطالبہ پر اکتفا کرے اور کوئی مطالبہ نہیں کرتی۔ پریسیڈنٹ موصوف لکھتے ہیں کہ ٹرنسوال کی پارلیمنٹ میں اُن کی موجودگی ضروری ہے اسلئے انکو انگلستان بلانے پر زیادہ زور نہ دیا جاوے۔ ہاں اگر گورنمنٹ انگریزی بحث کی اُس بنا کو جو پریسیڈنٹ نے پیش کی ہے منظور کرے تو بلکے آنے میں سہولیت پیدا ہو سکتی ہے۔ (شاباش اچھا دم پال مسٹر چیمبرلین کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔ مگر تیرا بردباری و دانائی پہلے ہی سے مشہور آفاق ہے۔ اور تجھ سے یہی توقع تھی کہ تو مسٹر سرجوزف پالیسی کی دھمکی یاد آوے فرمیں کہیں نہیں آئیگا مگر اسپر آچھا جایا)

لنڈن۔ ۲۸۔ اپریل۔ چیمبرلین نے بیت العوام میں پریسیڈنٹ کروگر کے جواب کا خلاصہ پڑھکر سنانے کے بعد بیان کیا کہ مجھے امید ہے کہ ہر دو گورنمنٹوں کے درمیان جو مشکلات حادث ہو رہی ہیں انکا تصفیہ صلح و صفائی سے ہو جاویگا۔ میں نے پریسیڈنٹ مذکور کو جو انگلستان آنے کی دعوت کی تھی وہ مجبوراً واپس لی ہے مگر میں نے سر ہرکولیس رابنسن کو تار دیدی ہے کہ اگر معاملات رہبڈو سیلہ اجازت دیں تو سر گریم لوڈر کے کیپ ٹاؤن پہنچنے پر وہ مزید نامہ و پیام کرنے کیلئے ہدایات حاصل کرنے کی غرض سے انگلستان

آجائین (چچا اوم پال پریسیڈنٹ گروگر کا عرفی نام ہے نے انگریزی وزیر نوآبادیہائے کو ایسا دندان شکن جواب دیا ہے کہ وہ ساری سٹی پٹی بھول گئے ہین اور اپنی شیخی و تعلی کو چھوڑ چھاڑ انگلستان آنے کی بلا دیر کو ہی واپس لے رہے ہین امریکہ تو خیر ایک عظیم الشان سلطنت تہی اور فون خان کر نیکے بعد اگر آخر مین انگریزی گورنمنٹ اسکی قدمون سے جا لگی تو اسکی کسیقدر معذور یہی سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر اس پدی سی ریاست سے اسقدر دبنا شہنشاہی عزو وقار کی صریح نقیض ہے لیکن مجبوری بری بلا ہے بانی مبع خرچ باگہر کیون سے دلاور بوریا انکا جری حکمران پال کروگر کب نہ ہوا تہا اور ہمپر بانیہمہ جلالت و سطوت انگریزی سلطنت مین بقدر طاقت موجود نہین کہ سپر جنگی چڑہائی کرکے اسکو اپنا مطیع کرلے انگریز بوریون کو لگی پانچ چہ مرتبہ ہاتہ دہ چکے ہین۔ اور خوب سنہ کی کہا چکے ہین۔ اور نیز چڑہائی کرنیکے لئے کم از کم ۵۰ ہزار برجستہ فوج چاہیئے جسکا ہم بہی ہانا مشکل بلکہ محال ہے ہندوستان کی گہایا اگر خود سر ہوتی تو بقدر یہان گورہ اور دیسی فوج ہے۔ وہ ملک مین امن قایم رکہنے ہی کو بمشکل کفایت کرتی۔ لیکن خوش قسمتی سے یہان کی رعایا جیسی کہ اتفاقی مین شہر آفاق ہے ویسی ہی امن پسندی و رتابع دلی مین بہی بیمثل ہے۔ مگر پہر بہی روس کے حملہ کا یہان اتنا خوف غالب ہے کہ ہندوستان سے ایک سپاہی کا بہی باہر بہیجنا قرین مصلحت نہین سمجہا جاتا۔ یہی کیفیت قریب قریب انگریزی مقبوضات کی ہے اُن مین بہی مقامی فوجین ضرورت سے بہی کم ہین۔ باقی رہی برطانیہ کی فوج۔ اس مین سے پچاس ساٹہہزار کا صرف آئرلینڈ مین رکہنا لازمی ہے۔ فوج ذراکم ہوئی نہیں اور آئرش لوگون نے سر اٹہایا نہین۔ باقی صرف ڈیڑہ پونے دو لاکہہ فوج رہی ہے اس سے اگر ۵۰ ہزار سپاہی پر سپیدی جاوے۔ تو انگلستان کی حفاظت کون کرے جو انگلستان کی بحری طاقت پر جو شیر کا خول چڑہا ہوا ہے وہ ترا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ عام خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ آہنپوش جہازات ایسی ڈراؤنی شے نہین جیسا کہ انکو بنا کہا ہی بلکہ بالنسبہ ہے کہ وہ جنگ کیوقت بہت کم کار آمد ثابت ہونگے۔ علاوہ ازین انگریزی بحری طاقت مین گو جہاز بکثرت ہین مگر اُن جہازون کے واسطے آدمی بکفایت دستیاب نہین ہوتے اور بری فوج کی تو کل کائنات دہ بیس ہزار پر بتائی جا چکی ہی اسلئے انگلستان کے مخالفین کو اب خاص انگلستان پر بہی حملہ آور ہونے کی جرأت پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس قسم کے مضمون شائع ہوتے شروع ہو گئے ہین کہ عنقریب روسی فرانسیسی اور جرمن فوجین لندن مین خیمہ زن ہونگی۔ انگریز اکثر فخر کیا کرتے ہین کہ ہمارا ملک پر چارون طرف سمندر سے گہرا ہوا ہے کی وجہ سے کوئی غنیم چڑہائی نہین کر سکتا۔ مگر اٹہارہوین صدی مین بلجیم ہالینڈ اور حقیر فرانس انگریزی جہازون کو تباہ کرکے انگلستان کے کئی شہر برباد کر چکے ہین۔ انہی باتون سے اب انگریزون کے بہی کان کہڑے ہو گئے ہین۔ اور وہ اپنی بری طاقت کو بڑہانے کیطرف مشغول ہو گئے ہین مگر یہ صدیون کی کمی اب نون اور برسون مین کب پوری ہو سکتی ہے۔ قصہ مختصر یہ ہین وہ موانعات جو انگریز و فکوٹر انسوال ایسے تحقیقیت ملک کے سخت سے سخت باتین سننے پر بہی مشتعل نہین ہونے دیتے اور سچی بات تو یہ ہے کہ انکا اپنا انگلستان کو ذلیل کر رہا ہے۔ چار مہینے کی بات ہے کہ وہ چہوٹون کی طرح اعلیحضرت سلطان معظم کو دہمکیان دے رہے تہے مگر وہ قریبا نہ زمانہ انکی طفلانہ حرکات

۱۵ اوسوقت بشک اسقدر فوج کافی تہی۔ کیونکہ وہ لوگ نے زیادہ توفیق تہا مال انکے بعد ہی کہیں جنگی وجہ سے ہی اب تقریباً ۱۹ من دو لاکہ انگریزی فوج ہی اور ہو رہی ہے۔

دل ہی دل مین بہنکر کوہ وقار تحمل سے کام لیتے اور انکی فون فان سے درگذر فرماتے رہے جس تحمل اور بردباری نے انگریزون کو ایسا نہ مست کردیا۔ کہ لگے ہر ایک سے الجھنے مگر تاہم بہ آخر ہر فرعونے را موسٰی۔ سلطان کے لیے ہوئے وہ دوسرون سے ہی الجھے اور اُس الجھنے کا یہ خمیازہ بھگت رہے ہین۔ کہ سنہ کی کہار سے ہین مگر ہین بار بار تعجب ہوتا ہے کہ باوجود اُن متواتر ناکامیون اور ذلتون کے انگریزی وزرا رجھیڑ خانی سے باز نہین آتے بہت تو یہ ہے کہ ٹرنسوال ذلت پر ذلت دے رہا ہے ادہر تاون جنگ مانگ رہا ہے اور ادہر انگریز آبادکارون کو بغاوت کے جرم مین پھانسی اور قید کی سزاؤن کا حکم دے رہا ہے اور انگلستان سے کرتے دہرتے کچھ بن نہین پڑتی۔ اور اسطرف یہ اب سوڈانیون سے جنگ شروع کر بیٹھے ہین اور سلطان کے مصری علاقہ کو اپنا ملک سمجھ لیا ہے۔ ان مسلسل یاتیون کا آخر یہی نتیجہ نکلے گا۔ کہ سلطان المعظم یہی جواب ترکی بہ ترکی دادن پر آمادہ ہوجاوینگے۔ اور اس طوفان بے تمیزی کے زمانہ مین علیحضرت کا ملائمیہ مخالف ہر جاتا جو کچھ نہ کرلیگا وہ کسی سے پوشیدہ نہین ہے۔ مگر ترکی سوڈان کے معاملہ پر ہم مفصل بحث کرچکے ہین اعادہ فضول ہوا ایڈیٹر) +

پیرس۔ ۲۹۔ اپریل ایم میلین نے فرانسیسی وزارت قائم کرلی ہے +

ایم ہانوٹو وزیر صیغہ خارجیہ۔ ایم گوشرگ وزیر خزانہ اور جنرل بلٹ وزیر صیغہ جنگ ہوئے ہین ایم ہانوٹو وہی صاحب ہین جنہون نے کچھ عرصہ ہوا سلطان المعظم کے متعلق ایک مضمون شائع کیا تھا جس سے خوش ہوکر حضور معدوح نے انکو تمغہ مجیدیہ عطا فرمایا تھا ہمنے اس مضمون کا ترجمہ ذیل مین درج کردیا ہے اڈیٹر) :—

ماشیور ہانوٹو وزیر صیغہ خارجیہ فرانس اور مشہور و معروف فرانسیسی مدبر نے کچھ عرصہ ہوا (علیحضرت سلطان المعظم) کی نسبت پیرس کے اخبار ریویو دی پیرس" مین ایک مختصر اور جامع مضمون شائع کرایا تھا جسکا ترجمہ بہت بڑی تلاش کے بعد بغرض ملاحظہ ناظرین کیئے ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

موجودہ ساعت (زمانہ) مین سلطان ترکی ہونا کوئی خوشگوار امر اور مزہ کی بات نہین (علیحضرت سلطان المعظم) عبد الحمید مین جس سے مکمل تکریم ہوچکی ہے درازی انکی ذاتی لیاقت اور طبعی قابلیت پر جس سے انہون نے رعایا کی پیچیدہ گورنمنٹ کو چلایا ہے دلالت کرتی ہے۔ ان کا قد میانہ۔ رنگ گندمی۔ اور ہاتھ ایسے نازک اور صاف ہین کہ کسی نازک سے نازک لیڈی کے بھی نہ ہونگے۔ مگر یہی نازک ہاتھ ان تمام ڈوریون کو پکڑے ہوئے ہین جو ایشیا اور افریقہ کے وسط سے یکسر کوہ بلقان تک کے کل مسلمانون کو آپس مین ملا رہی ہین۔ یہی ہاتھ بیت المقدس اور دریا نیل کی کنجیان تھامے ہوئے ہین یہی قرآن اور بائبل کو پکڑے ہوئے ہین انہین ہاتھون نے نیزہ و تلوار اور سب سے بڑھکر یورپ کی شوش طاقتون کی ڈوریان قابو کی ہوئی ہین۔ قصہ مختصر یہ ہاتھ جیسے کچھ نازک ہین ویسے ہی بہت مضبوط اور مسروف بھی ہین +

جو اوصاف ایک واقعی اور سچے سلطان مین ہونے چاہئیں۔ وہ سب اس کی ذات مین موجود ہین وہ بسیط

بھی یورپین نہیں۔ اور یورپ کو سمجھ رکھنا چاہیے۔ کہ وہ کسی محمد علی (یورپین نژاد اور یورپین شرب) سے معاملہ نہیں کر رہا سلطان خالص ترک اور ایک متقی اور پکا مسلمان ہے۔ جسکا بدیہی ثبوت محل یلدیز کے دیوانخانہ میں داخل ہوتے ہی ملجاتا ہے۔ دیواروں کے گرد اگرد ترکی صوفے بچھے ہوئے ہیں۔ جنپر سفید ریش بزرگ جبے دیکھنے سے الف لیلہ کے زمانہ کا نقشہ فوراً آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ پگڑیاں اور عمامے باندھے اور ہاتھوں میں عنبر کی تسبیحیں لئے منتظر دیدار اور مشتاق جلوہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو ہمیشہ اپنے مدعا میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی طرف ایک نگاہ دیکھ لینا کافی ہے ... اہل دنیا کے تمام اطراف و جوانب سے یہاں ثابت کرنے کے لیئے وہاں آئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے امام و خلیفہ وقت کے جاں نثار بندے ہیں +

میلان طبعی کہئے۔ یا ضروریات وقت کا مقتضی سمجھئے۔ سلطان المعظم نے جب سے تخت خلافت پر قدم رکھا ہے اسکے اس مقولہ پر عمل کیا ہے کہ "گورنمنٹوں کو طاقت پکڑنے اور استحکام حاصل کرنے کے لیئے اپنے قیام و بنیاد کے ابتدائی اصولوں کو اختیار کرنا چاہیئے" کیا بحیثیت خلیفہ کیا بحیثیت امیر المومنین۔ کیا بحیثیت سلطان و کیا بحیثیت بادشاہ۔ اعلے حضرت نے اپنے منصبی فرائض کی اہم اجزا کی پوری پوری تعمیل کرنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ اس اصول کو ایکدفعہ قائم کر چکنے کے بعد انہوں نے اپنی رعایا کے ساتھ ہمیشہ کمال رحمدلی۔ فیاضی۔ عدل و انصاف و نرمی سے برتاؤ کیا ہے۔ وہ چندیوں کی بہت بڑی خاطر قوانین وضع کرتے ہیں۔ اور انہیں الطاف خسروانہ مبذول فرماتے ہیں حکومت کے معاملہ میں جسے وہ بذات خود چلا رہے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو اعلے درجہ کا مدبر اور قابلیت کا مالک و حیرت افزا محنتی ثابت کیا ہے سب سے بڑھکر عجیب و غریب اور واقعی کمال جو ان میں موجود ہے۔ اور جو الہام کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ یہ ہے کہ وہ خطرات کو فوراً محسوس کر لینے میں اور ان سے بچ جاتے ہیں یہی وہ ملکہ ہے جسکی بدولت وہ اکثر ان خطروں سے بچے ہیں جو قسمت انکے رستہ میں کھتی چلی آئی ہے۔ اٹھارہ برس سے وہ اپنی قسمت کو بڑی کامیابی سے سنبھالے چلے آرہے ہیں انکی تخت نشینی کے وقت ملک کی جو کچھ حالت تھی۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں حالت مذکور کا درست کر دینا ہی انکی قابلیت کا پورا ثبوت ہے اور اسی ہی خدمت کا پتہ دیتا ہے۔ جو انہوں نے اپنے ملک کی کی ہے اور جس کے لئے قیامت تک ملک ان کا گرویدہ احسان رہیگا۔ گو ان ذرا سے بھی وقتاً فوقتاً وزارت عثمانیہ کے کفیل ہوتے رہے ہیں۔ قابل قدر خدمات کی ہیں مگر اس نیک نتیجہ کا تمام و کمال و بلاشک و شبہ اسی فرمانروا کی ذات بابرکات سے ہوا ہے اور ان اہم مقاصد کے مسئلہ کا سہرا بھی تنہا اسی کی ذات پر چھوڑ دینا چاہیئے وہی اس کام کے پوری طرح قابل ہے +

طہران۔ یکم مئی۔ شاہ ایران کو جب کہ وہ ایک مسجد میں جو طہران کے قریب ہے داخل ہو رہے تھے۔ آج ایک قفقازی درویش نے دل میں گولی ماری۔ شاہ موصوف فوراً محل پہنچائے گئے جہاں وہ آج ۴ بجے سہ پہر فوت ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (شاہ ایران نہیں فوت ہوئے۔ بلکہ سلطنت ایران کا خاتمہ ہو گیا۔ آج ہی کے لیڈر میں لکھا جا چکا ہے

کہ روس سے خلیج فارس تک پہنچنا چاہتا ہے۔ مگر وہ شاہ ناصر الدین قاچار کی حین حیات اس مدعا کے حصول سے لیے کوئی کارروائی نہیں کریگا۔ موصوف کی مرضی سے یہ مزاحمت اُسکے ماسته سی خلاف توقع قبل از وقت ظہور ہو گئی ہے ہرات تک۔ وسی ریلوے بنائی جانے کا عزم ہے جزم ہندوستان اور انگلستان کے لئے ایسا خطرناک نہیں جیسی شاہ مرحوم کی یہ ناگہانی وفات نصرح سال کے کسی حصہ میں ہم لکھ آئے ہیں۔ کہ یہ سال ۱۸۹۶ء سلطنت انگلشیہ کے لئے بہت منحوس چڑھا ہے اور خدا کی شان جو دن آتا ہے۔ وہ ہم پیشینگوئی یا قیاس کو زیادہ تقویت دیتا جاتا ہے۔ پولیٹیکل آثار اور زمانہ کے رنگ ڈھنگ بتا رہے ہیں۔ کہ دنیا کے پولیٹیکل نقشہ میں جو تغیرات آیندہ ہونیوالے ہیں وہ موجودہ صدی کے اختتام کا بھی انتظار نہیں کرینگے بلکہ اسی سال یا نہایت درجہ اگلے برس بہت کچھ کایا پلٹ ہو جاویگی۔ اس سانحہ جانگداز سے جو مشکلات حادث ہونے والی ہیں۔ انپر ہم پھر کسی وقت مفصل بحث کرینگے۔ اس وقت شہنشاہ مرحوم کی مختصر سوانح عمری بتادینے پر کفایت کرتے ہیں شاہ ناصر الدین خاندان قاچار کے چوتھے شاہ تھے۔ اُنکے والد کا نام محمد شاہ تھا۔ آپکی پیدائش اپریل ۱۸۲۹ء اور بقول بعض ۱۷ و ۱۸ جولائی ۱۸۳۱ء کو ہوئی۔ ۱۴ برس کی عمر میں وہ آذربائیجان کے گورنر مقرر ہوئے۔ اور ۲۰ اکتوبر ۱۸۴۸ء کو تخت جلوہ فروز ہوئے۔ ابتدائی حکومت میں مرزا تقی وزیر اعظم نے سلطنت کا نہایت عمدہ انتظام کیا اور شاہ موصوف نے خوش ہو کر اپنی ہمشیرہ کا اُس سے عقد کر دیا۔ مگر بعد ازاں حاسدوں کی شکایت پر وزیر مذکور جلاوطن یا قتل کر دیئے گئے شاہ موصوف نے ۱۸۷۳ء اور ۱۸۷۹ء میں دو دفعہ سفر یورپ کیا۔ اور اب زار کی تاج پوشی پر تیسری دفعہ جانے والے تھے۔ ۱۰ مئی کو برونزبدھ کا تخت نشین ہوئے پچاس برس ہوتے ہیں۔ اور جشن جوبلی کی دھوم دھام سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ زار روس تک نے ایک فیلڈ مارشل کے ہاتھ کرتے پون کی ایک بتری نذر گذارنے کو بیٹے روانہ کی تھی جو آج کل پہنچ گئی ہوگی مرحوم کی نسبت یہ اکثر شکایت کی جاتی تھی کہ وہ بڑے عیش پسند اور آرام طلب ہیں امور سلطنت یا ریاست کے انتظام میں کوئی دخل نہیں دیتے۔ مسٹر کرزن (نایب وزیر صیغہ انگلستان ۱۸۸۹ء میں ٹائمز کے نامہ نگار ہو کر ایران گئے تھے اور چھ مہینے وہاں رہے تھے۔ انہوں نے خاص شاہ کی لائف اور بسر اوقات کی نسبت بہی مفصل حالات قلمبند کئے ہیں جو انشاء اللہ العزیز ہفتہ آیندہ میں درج کئے جاوینگے لیکن باوجود ان تمام شکایتوں کے اس امر سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ سلطنت کا قیام انہی کی ذات بابرکات سے تھا +

اُنکے قتل کی نسبت ایرانی قنصل جنرل متعینہ بمبئی کو بالتفصیل جو حالات تار کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہیں اُنسے واضح ہوتا ہے کہ شاہ مرحوم جمعہ کے دن دو پہر کے وقت مسجد شاہزادہ عبد العظیم کو جو طہران سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے نماز جمعہ کیلئے تشریف لیگئے۔ اور جبکہ وہ صحن مسجد میں داخل ہوئے تو فرقہ بابی کے ایک درویش نے پستول سے وار کیا۔ گولی گردن میں لگی۔ قاتل فوراً گرفتار کر لیا گیا + یہ فرقہ انیسویں صدی میں پیدا ہوا ہے اسکا بانی مرزا علی محمد بوشہر کا باشندہ تھا۔ اسکی وعظ و تلقین سے سلطنت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوا۔ جسپر حسب الحکم شاہی وہ ۱۸۴۵ء

مین گرفتار ہوکر گولیون سے مار دیگیا۔ اور اسکے پیرؤون کو بھی گرفتار و قتل کیا گیا۔ مگر اس بکار روائی سے فرقہ مذکور کی طاقت کمزور ہونے کی بجائے الٹی اور مضبوط ہوتی گئی ۱۸۵۱ء مین صوبہ یزد مین انہون نے بغاوت کردی جسکو بڑی سختی سے فرو کیا گیا۔ ۱۸۵۲ء مین حاجی بابیون نے شاہ مرحوم کو جبکہ طہران کے قریب ییلاق سوار جار ہے تھے قتل کرنیکی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ تھوڑے ہی برسون کی بات ہے کہ صفہان کے قریب انکی بے تعداد دیہات جہان انکی طاقت بہت بڑھگئی تھی برباد کردیئے گئے تھے۔ ان سختیون سے بابیون کے دل مین کینہ و بغض بڑھتا گیا جسکا جوش یکم مئی ۱۸۹۶ء کو نکالا شاہ مرحوم کے چھ بیٹے اور ۱۴ بیٹیان ہین۔ ولیعہد دوسرا بیٹا مظفر الدین مرزا ہے جو ۲۵۔ مارچ ۱۸۵۳ء کو پیدا ہوا یہ تبریز کے قلعہ مین ایک طرح سے نظر بند رہا ہے اور امور سلطنت سے بالکل بیخبر ہے سب سے بڑا بیٹا مسعود مرزا الملقب ظل السلطان ۷ جنوری ۱۸۵۰ء کو پیدا ہوا بڑا دانا اور مدبر ہے۔ آج سے دس برس پہلے اسکی طاقت بڑی زبردست تھی مگر ۱۸۸۸ء مین کئی صوبے اسکی ماتحتی سے نکال لئے گئے۔ باندی کے بطن سے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ ولی عہد نہین ہوسکا تیسرا بیٹا کامران مرزا الملقب بہ نائب السلطان جو ۲۰ جولائی ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوا کمانڈر انچیف افواج ہے مگر اوسط درجہ کا اہل اور آرام طلب ہے۔ چوتھا سالار السلطنت ۲۲ مئی ۱۸۷۲ء کو پانچوان رکن سلطنت ۱۴ فروری ۱۸۷۳ء کو اور چھٹا سلطان احمد مرزا ۱۸۹۲ء مین پیدا ہوا +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

لنڈن ٹائیز مخبر ہے کہ اورفا مین آٹھ ہزار سے زیادہ ارمنی قتل ہوئے اور انکے تمام مکانات اور دوکانین تباہ کردی گئی ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کے بڑے معتمد اور معتبر اخبار ٹائمز نے اعلیحضرت سلطان اعظم کی گورنمنٹ کے برخلاف جھوٹی خبرین شایع کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ وہ ان دونون سلطنتون کو جب تک ایک دوسرے سے پورا برگشتہ خاطر نہ کردے تب تک چپ نہین کریگا +

انگلستان مین ارمنیون کی امداد کے لئے پینتیس ہزار پونڈ چندہ جمع ہوچکا ہے اور ایک لاکھ کی درخواست کی گئی ہے سنا جاتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف مقامات مین بھی پادری لوگ فراہمی چندہ مین کوشش کر رہے ہین۔ ۶ اپریل کو لنڈن کی سوسائٹی کو باشندگان لورپول سے ایکہزار پونڈ بصیغہ ہیلیفاکس۔ (واقعہ نوا سکوشیا) سے ۵۵۰ پونڈ اور آئرلینڈ سے ۱۰۰ پونڈ موصول ہوئے۔ پیرس مین ارمنی کمیٹی (۱۸۰۰۰۰) فرنیک جمع کرچکی ہے عیسائیون کی ان لگاتار کوششون کے مقابلہ مین روئے زمین کے تمام مسلمانون کا بلکیریا اور آسیا کے مسلمان مقتولین کے ورثا اور مجروحین کی امداد سے بالکل غافل رہنا شائد کچھ کم تعجب خیز نہ معلوم ہوگا۔ مگر خیر یہ تو دور کی بات ہے۔ خاص ہندوستان کے مقامات دہولیا اور انجیر کے مسلمان مقتولین کے ورثا اور پس ماندگان کی امداد یا خیریون کی مرہم پٹی کے لئے شاید ایک جبہی کسی مسلمان بھائی کی گرہ سے نکلا ہوگا۔ جب قومی ہمدردی کی یہ کیفیت ہے تو عیسائیون کے روز افزون اقبال و طاقت پر تعجب کرنا محض بیوقوفی ہے انکی اچھی تدبیر

جو در صل تمہارے ہی اسلاف سے انہون نے حاصل کی ہین عمل کرو تمہین بھی ہمان جیسی طاقت پیدا ہو جائیگی +

سیواس کے غریب کاشتکارون مین حسب الحکم سلطانی تخم تقسیم کیا جا رہا ہے +

سلطان المعظم نے ایشیائی کوچک اور آرمینیا سے تمام ممالک غیر کے پادریون کو نکال دینے کا حکم دیدیا ہے ضلع صعودیہ مین جو انطاکیہ کے جنوب مین واقع ہے۔ سلطانی افواج کے مقیم ہونے سے ارمنی دیہات مین تسکین پھیلی ہوئی ہے۔ کیون؟ بمصداق چور کی ڈاڑھی مین تنکا اپنی کسی کرتوت کا خوف ہوگا۔ ورنہ۔ آنرا کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک ؟ +

نرخان پاشا کی مستعدی اور سرگرم کوششون سے جزیرہ کریٹ مین امن قایم ہوتا جاتا ہے مگر عیسای مفسدین کی یکدم بغاوت کر دینے کا ابھی اندیشہ ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر مضامین

منقول از وکیل مورخہ ۴ مئی سنہ ۱۸۶۶ء

(سلطان المعظم اور انکے دوست)

مضمون مندرجہ عنوان کچھ عرصہ ہوا انگلستان کے مشہور اخبار ڈیلی سینٹ مین ایک منصف مزاج عیسائی نے شائع کیا تہا اور گویہ اُسوقت لکھا گیا تہا جب کہ انگریزی سلطنت اور سلطان المعظم کے درمیان جنگ چھڑ جانے مین کوئی شک نہین رہگیا تہا اور انگریزی متعصبین گورنمنٹ کو جنگی کارروائی کرنے پر جسکو ناقابل ہونیکو لارڈ سالسبری نے بعد مین سخت خفیف ہو کر تسلیم کر لیا ہے انگیختہ کر رہے تہے تاہم اس نیک مزاج عیسائی نے اکثر باتون کو سچ سچ کہدینے کے علاوہ چند ایسی امور پر بحث کی ہے جو اب بہی ایسی ہی قابل غور ہین جیسی اُسوقت تہی۔ اور چونکہ آرمینیا کا ناگوار مسئلہ صرف دیگر مشکلات حادثہ کی وجہ سے معرض التوا مین پڑا ہوا ہے۔ جن سے فرغت نصیب ہوتے ہی گورنمنٹ انگریزی بمنشا مُخودیا بمجبوری اسی پر اسی زور شور سے شروع کر دیگی اسلیے مضمون مذکور کا ترجمہ مطالعہ ناظرین کے لیئے درج کر دینا مناسب وقت معلوم ہوتا ہے مضمون مذکور بجائے خود ایسا بسیط اور مفصل ہے کہ پیرائے زنی کرنیکی کوئی ضرورت نہین ہے۔

صاحب موصوف لکھتے ہین "یہ عام طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ کہ انگلستان سوائے ایک برعظم کے باقی ہر ایک مین وسیع مقبوضات پر قابض ہے وہ شمالی امریکہ کی نصف کا مالک ہے افریقہ کو ہوسکے شیر کیطرح چرنگلے جا رہا ہے ایشیا مین وہ سب سے بڑی طاقت ہے آسٹریل ایشیا تقریباً اسی کا ہے۔ مگر یورپ مین سوائے جبرالٹر کے چھوٹے سے فوجی قصبہ کے اور کوئی خشکی کا حصہ اسکے قبضہ مین نہین ہے۔ اور یہ ایشیا ہی اسکو حاکم ہندوستان ہونیکی وجہ سے موجود ہے۔ ہندوستان کا قبضہ ڈیڑھ سو برس سے زیادہ عرصہ سے اُس کی تواریخ کا بہت سا حصہ لے رہا ہے۔ ہر برس وہان اسکے اغراض و تعلقات بڑہتے جاتے ہین اور ہندوستان پر اُسکی گرفت اور زیادہ مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یہ قبضہ اسی ایک جنگ عظیم مین جیسا چکا ہے

اور بالغلب وجہ ایک اس سے بھی بڑی جنگ میں مبتلا کرے گا۔ اسکے طفیل وہ مشرقی دنیا میں سب کا سرپنچ بنا ہوا ہے اور وہ خود اس کی اپنی رعایا کی قوت تسخیر اور نیز اصنعین کی نکتہ چینی کو جو اس پر کی جاتی ہے بہت متاثر کر رہا ہے۔ پچھلی صدی میں اس قبضہ نے انگریزوں کو مالا مال کر دیا۔ جو چند برس ہندوستان میں رہکر بقدر دولت بٹور لائے کہ مدت العمر بڑے عیش و عشرت سے انگلستان کے قصر نگاہوں میں بطف زندگی اٹھاتے رہے۔ خود ہماری وقت میں بھی وہ کئی ہزار انگریزوں کے گذارہ کا موجب بنا ہوا ہے۔ قبضہ مذکور کے فوائد تو یہ ہیں۔ مگر اس معاملہ کا ایک دوسرا رخ بھی ہے جسے عموماً نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ہم اپنے تخمینہ (سوا لاکھ) واقع ایشیا کے قائم رکھنے کا کچھ تھوڑا خمیازہ نہیں بھگت رہے۔ قبضہ ہندوستان انگریزی مدبرین کی تجارتی و قومی تدابیر میں بیجا تہری پیدا کرنے کا باعث ہوا ہے۔ ہماری تہری فوج پہلے بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ پہر اس میں سے بھی ستر ہزار فوج وہاں رکھنی پڑتی ہے۔ اور مزید برآں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ خطرہ کے ابتدائی آثار نمودار ہوتے ہی تیس ہزار اور فوج وہاں بھیجنی پڑیگی۔ جبرالٹر اور مالٹا پر اسی کی بدولت ہمیں قبضہ رکھنا لازمی ہوا ہے قبرس پر ہند کے لئے ہم ڈیرہ ڈنڈا جمائے بیٹھے ہیں۔ اور ہند کی خاطر ہی ہم مصر سے کلی کا نام نہیں لیتے۔ اور باوجود متواتر وعدہ کے خالی کر دینے کی کوئی تاریخ مقرر نہیں کرتے۔ ہندوستان نے محض نمائشی طور پر نکسے فی الواقع انگلستان کو عظیم الشان بنا رکھا ہے ہم نے ایک بہت بڑی حد تک ہماری متفقہ بحری پوزیشن اور طاقت زائل اور ہماری فوجوں کو دنیا کے نصف حصہ پر چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور کروروں میں منتشر کر دیا ہے اور ہر سال انگلستان میں جنگ جوئی کے خیالات کو ترقی دی جاتی ہے۔ انگلستان کا محکمہ خارجیہ و ہندوستان کا انڈیا آفس دونوں ایک ہی مکان وائٹ ہال میں ہیں ہم نام غلیظ اور تنگ کوچہ میں ایک عظیم الشان مگر سنسان عمارت ہے براج رہے ہیں اور موخر الذکر کے تعلقات اول الذکر سے کچھ ایسے وابستہ ہو گئے ہیں۔ کہ انگلستان کے وزرا جو کارروائی کریں۔ ہندوستان کو اس میں کچھ نہ کچھ دخل ضرور ہوگا۔ اس قبضہ ہند کی بدولت انگلستان کی خارجیہ پالیسی بیسی مضطربانہ غیر مستقل متذبذل اور بزدلانہ ہو گئی ہے کہ یورپ کی کسی دوسری سلطنت میں یہ کیفیت نہیں پائی جائیگی اس مضمون میں ہم اس پالیسی جو ہندوستان سے اتنا مربوط ہو گئی ہے بحث کرتے ہیں یہ مسلم ہو چکا ہے۔ کہ انگلستان ہندوستان کو کبھی نہیں چھوڑیگا۔ ملکہ معظمہ کا قیصرہ ہند کا خطاب اختیار کرنا اسبات کا پورا پورا ثبوت ہے کہ ہم ہندوستان میں ڈٹے رہیں گے خطاب کو رکھنے کیوقت اسکی سخت مخالفت کی گئی تھی۔ اور مجھکو نہایت نامناسب بتایا گیا تھا پس اسوقت ہمارے پاس سوائے اسکے کوئی چارہ نہیں ہے کہ حالت موجودہ میں بیشمار نقصان اور وعدہ خلافیاں مشکلات اور تناقض موجود ہونیکے باوجود ہم اسے تسلیم کر لیں مگر یہ ایک بار اور نہایت گران بار ہے البتہ ہمارا دباؤ ہماری خارجیہ پالیسی کے تناقض و تخالف میں سے چند ایک کے دور کرنے سے کسیقدر ہلکا ہو سکتا ہے جن میں سب سے بڑا ہمارا وہ سلوک ہے جو سلطنت عثمانیہ کیساتھ کیا جا رہا ہے +

انگلستان کی خارجہ پالیسی نے الحقیقت مراد ون ہے حفاظت ہند کر اور یہ اپنی باری مین مراد ون کو روس کے ممکن الوقوع حملہ سے ہندوستان کی حفاظت کرنے کے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہند کی حفاظت کس طرح کیجائے جس دشمن سے ہندوستان کو خطرہ ہو اسکے پاس فوجین بیشمار ہین مگر انکی ترتیب ابھی نامکمل ہے۔ روس اپنا بیجا دتو بہت مضبوطی سے کر سکتا ہے لیکن حملہ آوری کی صورت مین ایسا زبردست نہین ہے۔ مگر ہامیہ کئی برسون سے اسنے بہت سا راستہ طے کر لیا ہے۔ اور اس کی پیشقدمی کا رخ ہمیشہ (جنوب دیعنی ہند) کی طرف رہا ہے۔ اور اسی لیل بلا خیر سے ہندوستان کو محفوظ رکھنے کا سوال درپیش ہے۔ کئی صاحبون کی یہ رائے ہے کہ روس سے مصالحت کر لی جاوے۔ لارڈ ویکنیفیلڈ بھی انہی لوگون مین سے تھے اُن کا مقولہ ہے کہ "ایشیا دونون سلطنتون کے لئے کافی وسیع ہے یعنی آدھون آدھ بانٹ کر اپنے حصہ پر شاکر رہین" اسی اصل سے وزیر مرحوم نے باوجود ترکون کا بڑا خیر خواہ ہونے کے ۱۸۷۸ء مین رمس کو اپنے ارادون مین بہت کچھ کامیاب ہو جانے دیا تھا۔ ہم اس خیال کو بے وقعت نہین سمجھتے اگر دونون سلطنتون مین ہمیشہ کے لئے کوئی پختہ سمجھوتہ ہو جاوے تو تمام خطرہ ختم ہو جاتے ہین۔ ہندوستان کی حفاظت کا خطرہ مفقود ہو جاتا ہے انگلستان اور ہندوستان کی رعایا نا قابل برداشت ٹیکسون کی بہار سے کسیقدر سبکدوش ہو جاتی ہے اور ہماری خارجہ حکمت عملی کی متلون مزاجی اور بے پناہی معدوم ہو جاتا ہے اور نہ صرف یہی فوائد ہین جو حاصل ہو سکتے ہین بلکہ اس باہمی مصالحت کے نیک نتیجے مشرق اور مغرب مین بجلی کی سی رفتار سے پھیل جائینگے۔ مشرق مین جاپان کی بیمہ وہ خودسری اور مجرمانہ بلند پروازی سے جو اندیشہ سوالات پیدا ہو گئی ہین انکا فوراً تصفیہ ہو جاتا ہے۔ اور مغرب مین جو دانس اور جرمنی۔ روس اور انگلستان کی مخالفت سے فائدہ اٹھا کر ایک دوسرے کا گلا دبانیکے لئے سر توڑ تیاریان کر رہے ہین۔ اکھاڑا تہ ہو کر دونون سلطنتون مین مدامی صلح قائم ہو سکتی ہے مگر کیا یہ اتفاق و مصالحت ممکن ہے۔ اس سوال کا جواب ہمین بہت دور لیجاتا ہے۔ لارڈ بیکنیفیلڈ کی رائے تھی کہ روس دنیا کے سمندرون تک پہنچنے کا عزم بالجزم کئے ہوئے ہے۔ بس اس ذکر کا جواب دینے سے ہمارا یہ نیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انگلستان کو روس کے اس ارادہ مین مخل ہونا چاہیئے؟ جینی علاقہ مین تو وہ کوئی نہ کوئی بندرگاہ جہان موسم سرما مین سمندر برف سے منجمد نہ ہو جاتا ہو جلدی یا دیر مین ضرور حاصل کریگا بحیرہ روم مین داخل ہونیکے لئے کسی راستہ کو حاصل کرنیکا مسئلہ اسقدر طویل ہے کہ یہان ہم اسپر بحث نہین کر سکتے۔ البتہ ایک تیسرا راستہ اور ہے جسپر بیان کیا گیا ہے۔ کہ روس حاصل کرنا چاہتا ہے۔ سو کیا ہمعالمہ بغیر خلیج فارس کے معاملہ مین انگلستان کو روس کا مدمقابل ہونا چاہیے یا کہ مخالف؟ مگر یہ سوال وجودہ شاہ ایران کی زندگی مین کوئی خوفناک صورت اختیار نہین کریگا۔ قصہ مختصر ابھی قرارداد کا کل مسئلہ دنیا کے سمندرونکی جانب اسی روسی پیشقدمی کے تصفیہ پر منحصر ہے کئی ملکہ اور کئی فرمانروائون کی قسمتین اس پیش قدمی کی لپیٹ مین آتی ہین۔ اس مسئلہ کے بازو مشرق و مغرب ہین دور دور پھیلے ہوئے ہین۔ اور اسکا قطعی تصفیہ یجون کا کھیل نہین ہے بڑے بڑے مدبرونکو اپنی اپنی قابلیتون کے ساتھ جوہر دکھانے پڑینگے اور یہ امر صورتحین بھی دو یکدم ظہور مین نہین آسکتا۔ بلکہ بتدریج اثر

لہ۔ قفقاز ہندوستان پر روس کے قابض ہو جانے سے دست ثابت ہو چکا ہے۔

پذیر ہوگا۔ موجودہ زار کی تخت نشینی کیوقت یہ مسئلہ لحظہ بھر کے لیے چھڑا تھا مگر اب تو بلیک کو دونون سلطنتون کی مصالحت کا کوئی خیال نہین ہے! اور اُسپر زیادہ غور کرنا صرف ہوائی قلعے تیار کرنا سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ ہمین بھی قیاسات سے درگذر کر واقعات پر تکیہ کرنا پڑتا ہے اور باہمی سمجھوتہ کی نسبت کہنا پڑتا ہے کہ ع

این خیال ست و محالست و جنون

پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہندوستان کو روس کی پیشقدمی سے محفوظ رکھنا ہے۔ لیکن اس پیشقدمی کا کہان اور کسطرح مقابلہ کیا جاوے؟ اس سوال کے جواب مین ہمین مغالطہ ڈالنے والا لفظ افغانستان سنایا جاتا ہے۔ مگر ہندوستان کی حفاظت کیلئے اس سے آب وگیاہ اور غیر آباد ملک پر جسقدر اعتماد کیا گیا ہے حالات موجودہ اسکو درست نہین قرار دیتے۔ یہ عام خیال ہے کہ روس اور انگلستان کے درمیان فیصلہ کن لڑائی افغانستان ہی کے اردگرد ہوگی مگر ایسا نہین ہوگا۔ وہ ایسا ملک ہے کہ بقول ہنری چہارم شاہ فرانس "اگر تم وہان تھوڑی فوج لیکر جاؤگے تو شکست کھاؤگے اور اگر زیادہ فوج لیکر جاؤ تو بھوکے مروگے"۔ میدان کارزار غالباً ایران مین قائم ہوگا۔ اور یہ بالکل انگلستان کے اختیار مین ہے کہ لڑائی کے رخ کو ہندوستان سے پھیرکر اپنے حسب پسند میدان مین نبرد آزمائی کرے مگر اسکے ساتھ ایک شرط لازمی ہے کہ اپنی قدیمی اور مخلص رفیق سلطنت عثمانیہ کے ساتھ اسی اپنی موجودہ طریقہ برتاؤ اور سلوک کو بدلنا پڑیگا +

ہم انگلستان اور روس مین لڑائی چھڑجانے کی خواہشمند نہین ہین۔ وہ دونون ملکون کیلئے نہایت تباہی بخش ہوگی اور سوائے اخبار والون کے اور کسی کو اس سے فائدہ نہین پہنچ سکتا۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ قبضہ ہندوستان ایک ایک دن روس سے لڑائی کرادیگا اور انگلستان کو اس لڑائی کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ لیکن جنگ مذکور کے امکان پر غور کرتے وقت ٹرکی کو فراموش کردینا ناممکن ہے وہی ٹرکی جسکے برخلاف انگلستان مین ہمقدر طوفان تیزی برپا کیا گیا ہے۔ جسکے فرمانروا پر سفراء دول مسئلہ آرمینیا کے متعلق ہمقدر باؤ ڈال رہے ہین اور بندرگاہ گیلی پولی کے قریب انگریزی بیڑہ دھمکی دینے کی نیت سے لنگرزن ہے +

اب یہ کہنا یہ ہے کہ سلطان روم کون ہے اور مسئلہ آرمینیا کیا بلا ہے؟ سلطان المعظم ایک رفیق سلطنت کے فرمانروا ہین جسکو سپاہی انگریز سپاہیون کے دوش بدوش مصر کی آزادی کیلئے لڑ چکے ہین۔ اور پھر بھی ایسا کرنے کو تیار رہین۔ فرمانروا موصوف پر ۱۸۷۶ء کے روسی حملہ اور عہدنامہ برلن کے جملہ شرائط حاصل کرنے فعلاً سے بہت کچھ مشکلات وارد ہوئین اور انہین مین سے مسئلہ آرمینیا پیدا ہوا ہے۔ مسئلہ مذکور کے دو پہلو ہین۔ واقعی اور غیر واقعی۔ واقعی یہ ہے کہ کیا آرمینیا کے باشندے قابل ہے کہ اسے خود مختاری عطا کی جاوے اور کیا وہ شورش کے ہین اور خود اس صوبہ کے اغراض کے تعارض تو نہین؟ مگر یہ سوال دوسرے پہلو یعنے ارمنی ایجیٹیشن مین جسے لنڈن کے چند متعصبین اور مفسدہ پردازون نے برپا کیا ہے چھپ گیا ہے اس تحریک کا محرک خواہ کوئی ہو۔ لیکن اس مین شک نہین کہ ۱۸۷۶ء والے بلغاری ایجیٹیشن کا بعینہ مشابہ ہے

ظلم و مظالم سچے ہوں یا جھوٹے۔ مگر اخبارات میں اسی طرح غوغا برپا ہے سر گلیڈسٹون اسی طرح خطوط لکھ رہا ہے اور تقریریں کر رہا ہے۔ اور اسی طرح کمیٹیاں اور جاسوس ہو رہے ہیں خفیہ انجمنیں اور بے اصول گماشتے فائرہ فساد مشتعل کرتے پھرتے ہیں۔ مقدونیہ اور آرمینیا میں ایک ہی وقت بغاوت کا ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے! اور خود قسطنطنیہ میں مسلم آرمینیوں کا فساد برپا کر دینا ثابت کر رہا ہے۔ کہ یہ کل ہنگامہ بڑی سوچ بچار اور کامل تیاری کے بعد کیا گیا تھا۔

ہم پہلے اوپر بیان کر چکے ہیں کہ عہد نامہ برلن سے سلطان المعظم کو بڑی مشکلوں سے سابقہ پڑ گیا ہے! ۱۸۷۸ء کے نادان جنگ سے ان مشکلات میں اور زیادتی ہو گئی ہے۔ جب کبھی ٹرکی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتی ہے اسی وقت روس کی طرف سے تقاضا شروع ہو جاتا ہے۔ انیسویں صدی کی تہذیب واقعی ایک عجیب چیز ہے مغلوب دشمن سے اسی وقت جبکہ اسکے پاس کچھ نہ ہو بہت بڑی رقم کا مطالبہ کرنا یا سپر عہد ناموں کے ذریعے سے مدید پابندیوں کا چسپر روپیہ صرف ہوتا ہی طومار باندھ دینا اور جبکہ اسکی آمدنی جنگ میں برباد ہو جانے کے بعد پھر سنبھلنی شروع ہو جائے تو اسی قسطوں میں خود تاوان کر لینا یہ ہیں ہماری موجودہ تہذیب کے ادنے کرشمے! ارسنی کر دون سے کچھ کم شریر نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی اگر سلطنت ٹرکی انکی آخر الذکر سے کما حقہ حفاظت نہیں کر سکتی۔ تو یہ اسی متذکرہ بالا حملے اور تاوان جنگ کی بدولت ہے۔ روپیہ تو خزانہ عامرہ میں چھوڑا نہیں جاتا۔ اور اسپر طرہ یہ کہ ٹرکی کو ایسی کامونکی تکمیل پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جن میں روپیہ بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ٹرکی کی بعینہ یہی مثل ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

مگر ٹرکی کی مشکلات یہیں ختم نہیں ہو جاتیں۔ اسکا دار الخلافہ ہر ایک قسم کی پولیٹکل اور فنانشل سازشوں کا ڈپو بنا ہوا ہے۔ سلطان المعظم ان سازشوں کے دور کرنے میں کوشش کر رہے ہیں۔ اور انہیں پر الزام لگایا جاتا ہے۔ لندن کے اخبارات بالعالی اور حرم سرا کے برخلاف مغلظات بکتے اور یہ جھوٹے الزامات لگا بنے خود اپنی بدطینتی اور ناانصافی مزاجی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ قسطنطنیہ اپنی بے نظیر اور دلکش سنیری کی وجہ سے مرجع خاص و عام ہوا ہے۔ ممالک اجنبیہ کے سیاحوں وغیرہ کا دہان ہر وقت تانتا لگا رہتا ہے اور یہی لوگ بعد اپنے اپنے ممالک کے سفر کی تمام سازشوں کے بانی مبانی ہیں۔

اس سوال کا کہ سلطان المعظم کون ہیں؟ ابھی مکمل جواب نہیں دیا گیا۔ وہ صرف ایسی رفیق سلطنت کا جو مشرقی جنگ کے وقت انگلستان کی مددگار و معاون ہوئی فرمانروا ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے بڑھکر بھی ہے۔ وہ پانچ کروڑ رعایائے تاج برطانیہ کا جو ہماری ہندوستانی سلطنت کے مسلمان ہیں مذہبی پیشوا بھی ہے۔ مگر اس امر واقعہ کو ارمنی مفسدہ پرداز فراموش کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے چند مدبرین بھی جو سلطان المعظم کو ذاتی بیڑہ کی دھمکی دیتے ہیں اسے ظاہر کر رہے ہیں کہ ہم کریمیا ایک دوست بنشاہ اور رفیق قوم کو ایسا مجبور کر دیں کہ جنگ آمد بجنگ آمد کی نوبت پہنچ جائے۔ یا محض ایک ٹھیکہ بھر آدمیوں کیلئے

جنگی ایجنسیوں فقط پولیٹکل اور فنانشل وجوہات پر قائم اور بنا ولی ہو اپنی رعایا کی ایک جزو کو جو سلطنت متحدہ کی کل آبادی سے
شمار میں زیادہ ہو آزردہ اور بیزار کرنا دانائی کی بات ہے؟ خوش قسمت سے انگلستان ایسی جنونیوں سے خالی نہیں ہے جو کہتے ہیں
کہ ترکوں کو برباد کرنے سے بہتر کوئی کام نہیں۔ مسٹر گلیڈسٹون اور پادری میک کول تو صرف اسی صورت میں خوش ہو سکتے
ہیں کہ یورپین ٹرکی کے حصے بخرے کر لئے جاویں۔ اور سلطان المعظم کو بمعہ گھر بار بقچہ بستر سے پار نکالا دیا جاوے مگر اس تجویز
کو رعایا کے اکثر حصہ اور سب اہل انگریزی ہرگز پسند نہ کریگا ہمارے ملک کی حالت ابھی ایسی آزمودہ تجربہ ہے۔ آجتک ہم جو صرف تو کلت
علی اللہ کر کروڑ ہا روپیہ خرچ کر کے آہن پوش جہاز بناتے چلے جاتے ہیں۔ اور انکی جنگی قابلیتوں کو محک عمل پر پرکھا نہیں کیا
اب انکی آزمائش کا وقت آجائیگا۔ تیس برس سے ہمارے قابلترین لوگ سر توڑ محنتیں کر رہے ہیں۔ کہ ایسے جہاز بنا دیں جا
جو سمندر پر تیرتے ہوئے قلعوں کا کام دیں۔ مگر ہنوز اطمینان بخش نتائج ظاہر نہیں ہوئے۔ جہاز دان گارڈ آہن پوش
وارنگیٹ (قسم جہاز) تھا اور وہ ایک ساحلی جہاز کی ذرا سی ٹھوکر سے فی الفور غرق ہو گیا۔ جہاز کیپٹن ایک ٹرٹ شپ
(قسم جہاز) تھا اور دخانی انجن اور بادبان دونوں چیزیں رکھتا تھا اور ان دونوں طاقتوں سے چلائے جانے کی کوشش
میں معہ جملہ ناخدایان کے غرق ہو گیا۔ جہاز وکٹوریہ میں بادبان اور مستول بالکل نہیں رہے گئی تھا اور سپر لکیوس ٹن کی توپیں
چڑھی ہوئی تھیں۔ وہ بھی ایک ذرا سی ٹھوکر سے گیارہ منٹوں کے اندر سمندر کی تہ میں جا پہنچا۔ چنانچہ اگر ہم اسیطرح سے ان تمام
حادثات کو جو انگریزی بحری طاقت کو جہازوں کی ہر ایک قسم میں ظہور پذیر ہوئے درج کریں تو ایک طویل فہرست تیار ہو جائے
پس اگر ڈارڈنلز میں جبراً داخل ہونیکی کوشش کیجائے۔ تو ہمیں انگلستان کی تمام قسمت انہیں مشکوک اور غیر مستحکم ساختوں
پر جو ایک طرح سے تیرتے ہوئے تازہ موجودہ تجربوں کا مجموعہ ہیں چھوڑنی پڑیگی۔ یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ۱۸۷۸ء
میں جب امیر الجبار سن بائی آبنائے ڈارڈنلز میں داخل ہوا تھا تو وہ سلطان المعظم کے دوست کی حیثیت میں اسکوڈر سیمون
سے بچانے کیلئے جو اسوقت قسطنطنیہ پر بڑھے چلے آتے تھے گیا تھا۔ سلطان المعظم نے خود اسکو داخل ہونیکی اجازت دی
تھی۔ اور اس اجازت کے مطابق انگریزی بیڑہ بحیرہ مارمورا میں داخل ہوا تھا۔ یہ عام یقین ہے کہ اگر اجازت نہ
ملتی۔ اور انگریزی جہازات جبراً داخل ہونیکی کوشش کرتے۔ تو نتیجہ غالباً حسب مراد نہ نکلتا کیونکہ بعض تنگات پر آبنائے
مذکور صرف نصف میل چوڑی ہے اور دونوں کنارہ دہنہ سطح آب کے برابر چالیس چالیس ٹن کی توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ پس اگر
اب ڈارڈنلز میں جبراً داخل ہونیکی کوشش کیگئی تو گو ہم کامیاب ہی ہو جائیں۔ لیکن یہ کامیابی بے شمار جانوں۔ جہازات
اور خزانوں کی بربادی کے بعد نصیب ہوگی۔ اور اگر ناکامیاب رہے۔ تو انگلستان کی بحری طاقت کی عزت جسپر انگلستان اور انگریزی
سلطنت کا دارمدار ہے ہمیشہ کیلئے فاکمیں مل جائیگی۔ مگر باوجود ایسی مشکوک اور خطرناک نتیجہ کے جو دن گذرتا ہے وہ سلطنت
عثمانیہ کے معاملات میں جنگی مداخلت کے امکان کو زیادہ مضبوط کرتا جاتا ہے دشمنی باغی دلیر ہوتے جاتے ہیں نئی نئی ہنگامونکی
خبریں شہر بشہر کی جا رہی ہیں اور انکو جدید مطالبات کیلئے بطور بعلی کے برخلاف بروقت ظہور ہونا بتایا جاتا ہے یہ جو کچھ سلطان المعظم کے کیا جا رہا ہے اسپر دنیا کو کوئی

گورنمنٹ زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکتی اور نہ ہی دشمنوں کا یہ منشا ہے کہ سلطان المعظم زیادہ برداشت کریں وہ تو انکو جنگ کی اگ ناچاہتے ہیں سلطنت روم کے مختلف حصص اور مختلف اقوام کو باغیوں کو بڑی سلیقہ اور تدبیر سے بغاوت کا سبق سکھلایا جارہا ہے۔ یہ جو مشہور ہورہا ہے۔ کہ روس فرانس جرمنی یا انگلستان فی زمانہ سب سے بڑی اور زبردست طاقتیں ہیں غلط ہے انجمل کی دو بڑی طاقتیں مالی سائنسین اور پریس (اخبارات) ہیں اسی انٹرنیشنل شاملاک (متعارفاً قرضخواہ) ممالک متمدنہ نے انگلستان کا مصر میں قدم جمایا اور ابھی اسکو وہاں قائم جمے ہوئے ہیں۔ اخبارات کا بڑا حصہ جو کام کررہا ہے وہ نہایت ناپاک اور مکروہ ہے۔ اور باتصویر پرچوں میں ایسی تصویرات کا متواتر درج کیا جانا جو قوم کو جنگ کا مشتعل دلائیں قوم کے حق میں نہایت مضر ہے اگر انگلستان ان پہندوں سے جو دشمنوں نے اسکے لئے تیار کئے ہوئے ہیں بچنا چاہتا ہے تو وہ سلطان المعظم کو تنگ کرنے سے باز آجائے اور آرمینیوں کو انکے حال پر چھوڑ کر سلطان المکرم سے صلح وصفائی کرنیکی کوشش کرے ورنہ موسم سرما کے گذرنے اور موسم بہار کے شروع ہوجانے پر یہ دبے ہوئے شعلے پھر مشتعل ہوجائینگے ہمارا بواسطے ایک اور مصیبت تیار ہوجائیگی +

ہفتہ مختتمہ ۱۱ مئی ۱۸۹۶ع کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

قاھرہ - ۱ مئی (مہم سوڈان) تین سو درویش شتر سواران درمصری فوج سواران کے تین رسالون میں کاشیہ کو قریب سخت معرکہ آرائی ہوئی جسمیں درویش بقصان عظیم کے ساتھ پس پاکر دیئے گئے مصری نقصان خفیف سا ہوا ہے۔ کپتان فٹن کسیقدر مجروح ہوا +

مسووا - ۳ مئی (جنگ حبش) بمقام اڈیگاٹ کی اطالین فوج کو دشمنون کے محاصرہ سے نکالنیوا محاصرہ کو اٹھانے کیلئے کل اطالین فوج تین دستون میں ہوکر مقام مذکور کیطرف بڑھ رہی ہے +

مسووا - ۹ مئی (سوڈان) یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ درویشونکی فوج باغی نے اطالین فوج کی بہت چرچا ہے جو الابیض (دارالریاست کردفان) پر حملہ کرنیکی دھمکی دے رہا ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

ولایت کی تار سے موصول شدہ خبرون سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالین افواج نے درویشون کو بمقام کسالا سے دریائے ٹکس دیکر مقام مذکور کے قرب وجوار سے ہٹا دیا ہے۔ اور اب انکو درویشون کے حملہ کا کوئی خوف نہیں رہگیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ درویش اپنی جمعیت بمقام بربر اکٹھی کررہے ہیں۔ اور انگریزی یا مصری افواج کے روکنے کو وہاں موجود نہیں ہیں مصری فوج حملہ آور اکانیہ سے آگے نہیں بڑھی [illegible]

بہرتے ہین ہر ایک عرب کو گورنمنٹ مصر نے ایک ایک رائفل دی ہے اور انکی تنخواہ بھی مقرر کردی ہے۔ مگر سواری کا اونٹ اور خوراک انکو اپنے ذمہ ہے۔ درویش کا شیہ سی کیپس سیل پر سے تک کبھی کبھی چکر لگاتے ہین مگر مقابلہ نہین کرتے۔ بلکہ انگریزی پیشقدمی کا انتظار کر رہے ہین۔ کہ صحرا سے دری آجائین تو پھر دو ہاتھ کرین عثمان دغنہ کے ساتھ سواکم کے اردگرد کے اکثر رفیق عربی قبیلے مل گئے ہین۔ اور اندیشہ ہے کہ اگر اُسے ایک فتح بھی حاصل ہوگئی تو باقی قبیلے بھی اُس سے جا ملینگے **انگلستان** زور دیتا تھا کہ صوبہ بیتون کا گورنر عیسائی ہو۔ مگر سلطان المعظم نے انگلستان کی درخواستون کی کوئی پروا نہ کرکے وہان مسلمان گورنر مقرر کردیا ہے۔ جس سے انگریزی اخبارات بہت سٹ پٹا رہے ہین +

والی حجاز نے فرانسیسی انگریزی اور روسی قونسلون کے پاس اس حملہ کے لئے جو ماہ مئی مین ہندوؤن نے کیا تھا جدہ مین سرکاری طور پر معافی مانگی ہے۔ لیکن ہرجانہ ادا نہیں کیا گیا۔

بعض انگریزی پولیٹیکل ایجنٹون اور رزیڈنٹون نے ہندوستانی ریاستون اور فیوڈیٹری ہی کا تاک مین رکھا اور وہ ہندوستان ہی مین فرعون بے سامان نہین بنے ہوئے بلکہ کل دنیا مین جہان کوئی ریاست یا ملک انگلستان سے سفارتی تعلقات رکھتی ہے بلا زر پہنس گیا۔ وہ آخر کاران سیرون اور کونسلون کے دست سیادت سے چلا اٹھا ہے۔ خدا کی شان جس غریب ملک کے سر پر شامت سوار ہونی ہوتی ہے۔ وہان سب سے پہلے پادری صاحبان کا پیش خیمہ پہنچتا ہے پھر ان کی اور تجارتی تعلقات کی حفاظت کے بہانہ سے کونسل اور کونسل جنرل متعین کردیئے جاتے ہین۔ جو رفتہ رفتہ اپنے قدم جما کر اصل گورنمنٹ کو معطل اور خود مالک بن بیٹھتے ہین۔ زنجبار۔ کیپ کولونی۔ ٹنال۔ مصر۔ مسقط۔ اور بلوچستان وغیرہ اس کی تازہ ترین مثالین موجود ہین۔ اندنون چونکہ مصر کا معاملہ پھر ذرا گرمجوشی سے چھڑا ہوا ہے۔ سابق لارڈ کرومر (سابق سر الولین بیرنگ) انگریزی کونسل جنرل ایجنٹ متعینہ قاہرہ کی کارروائیون کا اجمالی بیان دلچسپی سے خالی نہ ہوگا پیرس کا اخبار پولیٹیکل کو نویل لارڈ موصوف کی نسبت اپنے نامہ نگار متعینہ قاہرہ کی تحریر کی بنیاد پر مندرجہ ذیل عبارت شائع کرتا ہے:

لارڈ موصوف شکل و شباہت مین تو بعینہ ڈیول (ابلیس) سارجنٹ معلوم ہوتے ہین۔ مگر اکثر متعدد تندخو۔ اور نرے وحشی۔ انسانی دل کا تو انکے وجود مین نام تک نہین۔ مکاری مین یکتائے زمانہ ہین۔ انکی مکاریان حیلہ سازیان اور روباہ بازیان احاطہ شمار سے متجاوز ہین۔ اِن سے تمام لوگ نفرت کرتے اور انکے اپنے آدمی بہت خوف کھاتے ہین وہ اپنی جبلی خصلت کو مصنوعی خوش خلقی کے رنگ پردے مین چھپانا چاہتے ہین۔ انکا مدعا یہ ہے کہ وہ مالک ہون اور اس مدعا کے حصول کے لئے انہون نے گھر کی کو اپنا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ پچھلے تیرہ برسون مین انگلستان کی مختلف وزارتین بدلین مگر سب نے اسی ظالم کو مصر پر مسلط رہنے دیا۔ مصر مین مامور ہوتے وقت اسنے ٹھان لی تھی کہ ملک مجھسے نفرت تو ضرور کریگا۔ آؤ مین بھی دل کا عبار نکال لون۔ وہ سمجھتا تھا کہ مصری انگلستان کو کبھی نظر محبت سے نہین دیکھینگے ہاں

ممکن ہے کہ اُنکے دلون مین انگلستان کی ہیبت کا تکیہ بٹھا دیا جائے اور اسی امر کے لئے کوشش ہی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ انہو انگلستان کو مصریون کی نگاہ مین بوپارا کھیش بنا دیا ہے۔ جو ہر ایک چیز کو اُسکے سامنے آکر نیست و نابود کر دیتا ہو۔ لارڈ کرومر کے غیض و غضب کی بجلیان مقہورین پر پولیس کورٹون (عدالتہائے پولیس) کے قہر آلود بادلون سے گرائی جاتی ہین جو اُسکے آوردون اور پروردون سے بھری ہوئی ہین۔ وہ اپنے مخالفین کو ہلاک نہین کرتا۔ بلکہ انکو شکنجون مین پہنسا کر برباد و بیعزت کرنے مین خوش ہوتا ہے۔ جس شخص نے انگلستان کی ذرا مخالفت کی وہی فوراً کسی نہ کسی شرمناک جرم کے الزام مین پولیس کے سپنجے سے کچلا جاتا ہے۔ تمام مصر اس ہیبت پولیسی کی سولی سے بید مجنون کی طرح کانپ رہا ہے مرتدار سے عہدار اور بلند مرتبت سے بلند مرتبت سبھی اس سے اپنے آپ کو محفوظ نہین سمجھتا جس کسی نے حب الوطنی کا دم مارا فوراً ناگفتہ بہ الزامات سے بدنام کر دیا جاتا ہے۔ اور صرف انہین لوگون کی کچھ عزت بچی ہوئی ہے۔ جو انگلستان کی رفاقت کا دم بھرتے ہین۔

تمام ملک مین جاسوسون کا تار و پود پھیلا ہوا ہے۔ (نیولین شاہی) کی خفیہ پولیس کے اعلیٰ افسر ہوچر کی روح مصر مین ایک چکر گشت کر رہی ہے۔ ہر صبح لارڈ کرومر جاسوسون کی رپورٹین سنتے ہین۔ کوئی خاندان راز نہین جس سے پرسید ہوا ور مصر کے جنوب سے شمال تک کوئی پوشیدہ بھید نہین۔ جو اسکی یادداشت مین درج نہو۔ اگر لارڈ کرومر مصر مین نہ ہوتا۔ تو ممکن تھا کہ یہ مصری اپنی قسمت پر شاکر ہو کر انگریزی حکومت کو قبول کر لیتے۔ مگر انکے دلون مین اب اسکی طرف سے قیامت تک نفرت قائم رہیگی۔ کرومر نہ صرف مصر کے صیغہ خارجیہ کا مختار ہے۔ بلکہ خدیو کے محل کا بھی مالک ہے۔ اسنے بڑی دولت جمع کر لی ہے اور یہی وجہ ہے کہ صرافون کا بڑا خیر خواہ ہے۔ وہ مصر کو اپنی مٹھی مین سمجھتا ہے۔ مہم سوڈان کیا بلا ہے وہ جس بہادری سے بھاری مصیبت مین چاہے مصر کو مبتلا کر سکتا ہے۔ انگریزی وزارت نے اسی خود مختار اور مطلق العنان بنا رکھا ہے مایکل فعاس نے اپنے ہی حکم سے انگریزی بیڑہ جہازات متعینہ بحیرہ روم کو اسکندریہ منگوا لیا تھا۔ اور مالٹا سے فوج طلب کر لی تھی اور صیغہ امیر البحری کو اس امر کی اسوقت خبر پہنچی جب کہ بیڑہ مذکور اسکندریہ مین لنگر زن ہو گیا۔"

اس مختصر بیان سے ناظرین کو ان پولیٹکل لیڈرون کی کیفیت اور یہ امر معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ انگلش گورنمنٹ کیسے کیسے فرشتہ سیرتون کو پولیٹکل ایجنٹی رزیڈنٹی۔ کونسل۔ کونسل جنرلی۔ وغیرہ کیلئے منتخب کرتی ہے۔ اور بہبودی بنی نوع انسان کا مدعی یہ مجسم انگلستان کیسے نیک کام کی تکمیل کیلئے مصرون بوریا بستر جمائے بیٹھا ہے سچ ہے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہین اور دکھانے کے اور

ہفتہ مختتمہ ۱۸ مئی ۹۶ سنہ ع کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

قسطنطنیہ۔ ۷ مئی۔ جزیرہ کریٹ کی ریفارم سوسائٹی نے (یعنے مفسد عیسائیوں کی انجمن نے) شاہی معافی کے قبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔ ترخان پاشا گورنر جزیرہ نے قریطش پارلیمنٹ کے اجلاس کو اگست تک ملتوی کردیا ہے

لنڈن۔ ۱۱ مئی اسکندریہ میں ہیضہ بڑھ رہا ہے۔ قاہرہ میں بھی ایک موت واقع ہوچکی ہے +

لنڈن ۱۲ مئی۔ دارالعوام میں لارڈ جارج ہملٹن نے بیان کیا کہ مصری فوج مقیمہ سواکم باستثناء ایک پلٹن کے براہ صحرا نیل کیطرف بھیجی جائیگی۔ ہندوستانی فوج کے خرچ کے مسئلہ پر غور ہورہا ہے +

لنڈن ۱۳ مئی ہندوستانی افواج سے سواکم میں کام لئے جانیکے مسئلہ پر مباحثہ ہونیکو کل دن مقرر کرنیکا مسٹر بلفور سپیکر پارلیمنٹ نے وعدہ کیا ہے۔ مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے بجواب سوال بیان کیا کہ یہ ارادہ نہیں ہے کہ ہندوستانی افواج سے رود نیل میں جنگی کام لیا جائے بلکہ وہ حسب اقتضائے رائے سردار فوج یعنی کچنر پاشا کے صرف سواکم اور اسکے قرب و جوار کی حفاظت کا کام دینگے +

لنڈن ۱۳ مئی (مہم سوڈان) سر میکائیل ہکس بیچ وزیر خزانہ نے دارالعوام میں بیان کیا۔ کہ سواکم کو جو ہندوستانی فوج بھیجی جائیگی اسکا معمولی خرچ بطور سابق ہندوستان کے ذمہ ہوگا۔ مزید اخراجات کی نسبت ابھی تصفیہ نہیں ہوسکتا کہ آیا مصری گورنمنٹ دیگی یا کون؟

لنڈن۔ ۱۴ مئی۔ اسکندریہ کل ہیضہ کی ۱۳ وارداتیں ہوئیں جن میں سے ۲ ۲ مہلک ثابت ہوئیں +

بمبئی۔ ۱۴ مئی۔ سواکم فوج کیلئے جہاز خانی جہاز کرایہ پر لئے جاچکے ہیں۔ ۱۰ اور غالباً ایکدو اور لئے جاوینگے ۲۶ ویں پنجاب انفنٹری ۵۰ ویں سکھ۔ سفر مینا اور ایک جنگی ہسپتال ۲۰ مئی کو بمبئی پہنچتے ہی اسیدن میں جہازوں پر سوار ہوکر سواکم کو روانہ ہوجائینگے کرنیل جرلن اور انکا سٹاف جہاز وارن ہیسٹنگز پر سوار ہوگا جسپر ۲ ۱۲ انفنٹری بھی لیجائی ہوگی۔ فوج سواران یعنی بمبئی لینسرز ۲۱ کو باقی تین جہازوں پر سوار ہوگی۔ اور پانچویں کو ہی باتری اور دوسرا ہسپتال جمعہ یا ہفتہ ۲۱ یا ۲۲ کو دیگر جہازوں پر جو ابھی کرایہ نہیں لئے گئے سوار ہونگے +

یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ فوجیں بمبئی پہنچتے ہی جھٹ جہازوں پر سوار ہوجاویں اور جہاز بھی حتے الوسع فوراً بندرگاہ سے رخصت ہوجائیں۔ جہازات سردست تین مہینوں کے لئے کرایہ پر لئے گئے ہیں

الہ آباد ۱۴ مئی۔ پایونیر لکھتا ہے۔ کہ اگر ممکن ہو تو جو فوج سواکم بھیجی جانے والی ہے اُسی کارٹوایٹ (بے دود) بارود کے کارتوس دیئے جائیں۔ یہ بارود درویشوں کے مقابلہ میں بہت کارآمد ثابت ہوگا یہ فوج ہنری مارٹینی سے مسلح ہے اور پندرہ لاکھ کارتوس اسکے ہمراہ بھیجے جائینگے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

گورنمنٹ مصر نے اسوان کے ایک سرمایہ آوردہ عرب سوداگر کو جس کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ روپیہ کی ہے


پرنس بسمارک

درویشون کو شورہ اور سے بہم پہنچانے کے جرم مین بذریعہ کورٹ مارشل دس برس قید سخت اور بہت بڑے جرمانہ کی سزا دی ہے +

نکحرام مراد بے کے یار غار اور سیہ کار ساتھی احمد رضا بے نے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کی گورنمنٹ کے برخلاف جو اخبار ترکی مین بمقام پیرس جاری کیا ہوا تھا وہ گورنمنٹ فرانس کے حکم سے بند کر دیا گیا ہے۔ اور رضا بے ایڈیٹر کو جو پہلے ترکی انسپکٹر سررشتہ تعلیم تھا فرانس سے چلے جانیکا حکم مل گیا ہے +

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے تمام ترک طلبا کو جو ممالک غیر مین سرکاری یا ذاتی خرچ سے تعلیم پا رہے ہین واپس آنیکا حکم دیا ہے انکی تعداد دو سو سے متجاوز ہے +

بالبعالی نے ملازمون کی تنخواہون کے لئے گورنر کریٹ کو پچاس ہزار پونڈ روانہ کئے ہین +

انگلستان کے فوجی کارخانہ اسلحہ سازی مین مہم سوڈان کے لئے سرگرمی سے غبار تیار ہو رہی ہین یہ پہلی لڑائی ہوگی جس مین واقعی طور پر غبارون سے جنگی کام لیا جاویگا +

خلیفہ عبداللہ تعاشی کی فوج کے ایک عرب شیخ نے فرانس کے ایک اخبار کو لکھا ہے۔ کہ ہمارے پاس انگریزی حملے کے روکنے کیلئے کافی سامان اور فوج ہی موجود نہین ہے بلکہ کئی یوروپین افسر ہماری فوج مین موجود ہین انہون نے اسکو یوروپین آرڈر جنگ مین بخوبی ماہر کر دیا ہے +

بندرگاہ سواکن اور ٹوکر کی حفاظت کیلئے تقریباً ۴ ہزار مصری فوج مامور ہے۔ سواکن کی قلعہ بندیان قابل تسخیر بیان کی جاتی ہین۔ ٹوکر سواکن سے ساٹھ میل جنوب مین بحیرہ قلزم سے ۱ میل کے فاصلہ پر اندرون ملک مین واقع ہے اسکے قلعے کے گرد ساڑھے تین سو گز لمبی کچی دیوار بنی ہوئی ہے۔ جس کی چوڑائی ڈیڑھ سو گز ہے۔ اس مین ایک سوڈانی پلٹن ایک ترپ رسالہ اور ایک دستہ توپخانہ جس مین پانچ کرپ توپین اور ایک آرٹ نر توپ ہے مامور ہین ہر فوج کا کچھ بڑے حصہ قلعے مین رہتا ہے۔ اور کچھ حصہ پانچ چھ اردگرد کے قلعون مین۔ ۱۶ ماہ گذشتہ کو لائڈ پاشا ایکہزار فوج لیکر دشمن کی جمعیت کا اندازہ کرنے کیلئے سواکن سے جنوب مغرب کیطرف ونٹری ہلز کو روانہ ہوئے اور سکنی پاشا چار سو سپاہی لے کر ٹوکر سے شمال مغرب کی طرف انہی پہاڑیون کو روانہ ہوئے لائڈ پاشا کو امید تھی کہ عثمان دغنہ کیطرفدار قبیلہ عرب سردار کی فوج اُن کو راستہ مین آملیگی۔ مگر عثمان دغنہ نے مصری فوج کے پہنچنے سے پہلے ہی اُس سے معرکہ آرائی کر کے اُس کی فوج کو منتشر کر دیا ہوا تھا چنانچہ لائڈ پاشا کو اپنی توقع مین کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ درویشون نے دونون فوجون کے علیحدہ علیحدہ ہونے سے فائدہ اُٹھا کر ایک طرف سکنی صاحب کے دستہ پر اور دوسری طرف لائڈ صاحب کے ہراول پر جو فتوک صاحب کی زیر کمان تھا حملہ کیا۔ اور چند گھنٹون تک گھمسان کی لڑائی رہی جس مین بیان کیا جاتا ہے کہ سکنی صاحب کے دستہ مین صرف تین مجروح ہوئے۔ مگر تیرہ سو حملہ آور درویشون کا بہت نقصان ہوا۔ اور اسیطرح دوسرے موقعہ پر مصری فوج کے

فقط ۱۸ سوار جو گھوڑوں سے اتر کر لڑتے رہے ضائع ہوئے اور درویشوں کے ۳۰ مقتول میدان جنگ میں پائے گئے جنکو وہ اٹھا کر لیگئے۔ وہ علیحدہ رہے۔ آخر میں درویش دونوں جگہ شکست یافتہ ہوئے۔ سڈنی اور لیڈ پاشا کی فوجیں سٹری پہاڑیوں پر ایک دوسری سے ملاقی ہوئیں۔ اور ۱۸ کو اپنے اپنے صدر مقام یعنی سواکن اور ٹوکر کو واپس ہوگئیں۔ اسکے بعد تار کے ذریعہ سے خبر موصول ہوئی کہ عثمان دغنا کی فوج خود بخود شکستہ دل ہو کر پراگندہ ہوگئی ہے عثمان اپس ہٹ رہا ہے۔ اور عرطیطو نے اس علاقہ پر جہاں درویش قابض تھے تصرف کر لیا ہے۔ بعد ازاں خبر آئی کہ عرطیطو سواکن میں پناہ گزین ہوا ہے اور اسکی فوج پہاڑوں میں منتشر ہوگئی ہے جس سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ درویشوں کی شکستہ دلی۔ پس پائی اور ہزیمت کی خبریں معمولی بناوٹ اور مبالغہ سے خالی نہیں ہیں بلکہ غالباً واقعی کیفیت ستایہ بعینہ صورت حال کے برعکس ہے۔ ہندوستان سے سواکن کو فوجیں روانہ کئے جانے کے حکم کے یکایک معمول ہونے سے بھی آخری قیاس کو بہت کچھ تقویت ہوتی ہے۔ پچھلے ہفتہ تک برابر یہی سنا جاتا تھا کہ ہندوستان سے فوج نہیں بھیجی جائیگی۔ مگر اب یکلخت یہ حکم آگیا ہے۔ کہ جسقدر جلد ممکن ہو مندرجہ ذیل فوج سواکم کو روانہ کی جاوے ۲۶ ویں بنگال نفٹری۔ ۲۰ ویں سکھ۔ اول بمبئی کیولری۔ مدراس فوج مینا کا ایکدستہ اور پانچویں بمبئی کوہی باتری مقیم ڈیرہ دون۔ کرنیل ایچرٹن صاحب بعہدہ بریگیڈیر جنرل اس فوج کے کمانڈر مقرر کئے گئے ہیں۔ اور دیگر یورپین افسروں کا بھی انتخاب ہوگیا ہے۔ ۲۱ ویں اور ۳۲ ویں بنگال انفنٹری کی ہم سکھ سپاہی ہیں ۲۶ ویں رجمنٹ میں چار کمپنیاں سکھوں کی ایک ڈوگروں کی اور تین پٹھانوں کی ہیں۔ اول بمبئی کیولری میں ایک دستہ مرہٹہ سواروں کا ایک جاٹوں کا ایک سکھوں کا اور ایک پٹھانوں کا ہے۔ یہ فوج سواکم میں رہیگی۔ اس سے سردست میدان جنگ میں کام نہیں لیا جاویگا۔ اور جو مصری فوج ہوقت سواکم میں مقیم ہے۔ وہ بربر یا ڈگمولہ کی طرف درویشوں کے مقابلہ پر روانہ کی جائے گی انگلستان سے بھی عنقریب گورہ فوج کی روانگی کی خبریں موصول ہو رہی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ نے درویشوں سے باقاعدہ طور پر جنگ کرنیکا عزم بالجزم کر لیا ہے! چہاخذالہی کی آبدرکہر فرانسیسی اخبارات تو بڑے دعوی سے لکھ رہی ہیں۔ کہ سوڈان کے سیاہ شیران سیر یعنی درویش انگریزی سرخ مڈلیون (سرخ وردی کی گورہ فوج) کو آن کی آن میں چٹ کر جائینگے۔ درویشوں کے کیمپ میں فرانسیسی نامہ نگار موجود ہیں اور انکی مرسلہ مضامین اور خبریں درویشوں کی طاقت کو انگریزی مصری حملہ کے روکنے کیلئے کافی سے بڑھکر بتلاتی ہیں۔ بلکہ بعض کا خیال ہے کہ شاید اس فوجکشی کا یہ انجام ہو کہ مصر ہی خلیفہ عبداللہ کے تصرف میں آجائے۔ دوران جنگ میں درست یا مفصل خبروں کا پہنچنا تقریباً ناممکن ہے۔ مگر نتیجہ کا زیادہ عرصہ تک پوشیدہ رہنا بھی ایسا ہی محال ہے البتہ اس نتیجہ کے ظہور تک ہندوستان کو ان واقعات سے جو سوڈان میں ظاہر ہوتے رہینگے ایک طرح سے تقریباً بالکل بیخبر رہنا ہوگا۔ اور انہیں خبروں پر سرکاری محتسب کی قطع و برید اور اصلاح و ترمیم کے بعد شائع ہوا کرینگی قناعت کرنا پڑیگا

خلیفہ عبد اللہ تعایشی نے اسوان کے ایک عرب شیخ کو خط لکھا تھا کہ خدیو اعظم اگر اعلیحضرت سلطان المعظم کے نائب السلطنت ہونیکی حیثیت مین مجھپر یا سوڈان پر فرمانروائی کرنا چاہین تو مجھوانکی اطاعت سے کوئی انحراف نہین لیکن جب تک انگریزون کی سرزمین مصر مین قدم موجود ہے۔ تب تک مین خدیو سے ہرگز مصالحت نہین کرسکتا۔ اور اگر وہ انگریزون کی مدد سے سوڈان کو فتح کرنا چاہتے ہین۔ تو انہین آگاہ رہنا چاہیئے کہ جب تک ایک سوڈانی کے جسم مین جان رہیگی۔ وہ اس مہم مین کبھی کامیاب نہین ہونگے +

اعلی حضرت سلطان المعظم نے بیان کیا جاتا ہے کہ پیلر مہوڈ نگلو پر یہ اعتراض کیا تھا کہ گورنمنٹ مصر کو اپنے شہنشاہ کی اجازت کے بغیر غیر ممالک پر چڑھائی کرنیکا اختیار نہین ہے اسکے جواب مین غالبًا بصلاح و شورت لارڈ کرومر صاحب نے کہا گیا کہ سوڈان غیر ملک نہین ہے۔ بلکہ مصر کا ایک صوبہ باغی ہے اور اسکو دوبارہ افتح کرنے کا فرمان شاہی کی رو سے مصر کو اختیار حاصل ہے اسی جواب سے موصول ہونے پر سلطان کی گورنمنٹ کیطرف سے یہ اعتراض کیا گیا کہ سوڈانی مسلمان ہین اور مسلمان قوم یا ملک پر **خلیفۃ المومنین** کا حکم لئے بغیر فوجکشی کرنا ناروا ہے گورنمنٹ مصر نے جواب دیا کہ درویش سچے مسلمان نہین ہین وہ ایک جھوٹے پیغمبر یا مقتدا کے تابع اور زمرہ مرتدین مین شامل ہین۔ بسلئے حصول اجازت کی ضرورت نہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اعلیحضرت نے اس کے بعد کوئی اعتراض نہین کیا۔ اور خاموش ہو رہے ہین۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ اعتراض انہون نے فرانس اور روس کے اصرار پر کیا تھا۔ ورنہ اس معاملہ مین اتنا دخل بھی نہ دیتے اور بالکل ساکت رہتے۔ مگر افسوس! ناداں نہین سمجھتے کہ حضور ممدوح کا سکوت بھی کسی حال خالی از حکمت نہین بلکہ معنی دار کہ در گفتن نمی آید آرمینیا کے معاملہ کے ٹھنڈا پڑجانے پر انگریزی اخبار نویسون نے متعصبین دانت پیس رہے ہین۔ مگر فریقہ کی مشکلات انکی کوئی پیش نہین جانے دیتین۔ صوبہ زیتون مین عیسائی گورنر مقرر کرانے پر عیسائی سفراء اور خاصکر سر فلپ کری نے بے تہاشہ زور لگایا۔ مگر صاف جواب ملا۔ پھر اسی بکراؤ مراد التجا کی کہ فاقہ کش (مگر شکوہ اور باغی) آرمینیون کی امداد کے لئے جو چندہ انگلستان مین ہو رہا ہے اسکے تقسیم کئے جانے کی اجازت عطا کی جاوے۔ مگر بکرر کوششون کی بعد صرف اسقدر کامیابی ہوئی کہ گورنمنٹ سلطانی نے "وعدہ" کیا ہے کہ مقامی حکام کو ہدایت کیجاوے گی کہ سابقہ قرارداد کے مطابق فاقہ کش آرمینیون مین امدادی پیسہ کی تقسیم کی "اجازت" دیدین

سلطان المعظم کی زبردست پالیسی اور انگلستان کی موجودہ مشکلات نے انگلستان کے جنونی متعصبین کو ہیاہیدست و پا کردیا ہے۔ کہ جنگی کارروائیون کی دھمکیان دینے کی جگہ اب بڑھیا عورتون کی مانند گرجون مین سلطان المعظم کے برخلاف دعائین مانگنے پر کمر باندھ لی ہے۔ مگر ان رحم مجسم عیسائی نیکبختون کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بری دعا کا اثر ہمیشہ دعا مانگنے والی پر ہی پڑا کرتا ہے! درجس بیگناہ کے حق مین اس قسم کی دعا مانگی جاتی ہے۔ وہ اس کی تاثیر سے بالکل محفوظ رہتا ہے +

ڈاکٹر کون ڈائل صاحب مصر سے انگلستان کے ایک مشہور اخبار مین مہم ڈگلولہ کی نسبت مضامین شائع کرا رہے ہین ایک مضمون مین درویشو نکی ہجرت و ہمت پر بحث کرتے ہوئے وہ اسلام کی نسبت مندرجہ ذیل عبارت تحریر فرماتے ہین

"اس کا سبب خواہ کچھ ہی ہو۔ مگر دنیا مین کوئی مذہب نہین ہے۔ کہ جو اپنے پیروؤن مین اپنی صداقت کا اعتقاد ایسا کامل و پختہ کر دیتا ہو جیسا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب وہ لوگ اپنے مذہب کے لئے جنگ مین جانین قربان کرنے پر بڑے شوق سے آمادہ ہو جاتے ہین اور جو سب سے مشکل امر ہے اسی بڑی خوشی سے نباہتے ہین۔ یعنی بحالت امن اپنے مذہب کے سخت اور اٹل احکام کی صدق سے تعمیل کرتے ہین۔ وہ مذہب جو اپنے معتقدین کو ہر سال برابر مہینہ بھر کیلئے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے قطعی محترز رکھہ سکتا ہے واقعی اُن لوگون کے نزدیک جو اسکو پابند ہین ضرور نہایت ہی سچا مذہب ہے۔ مسلمانون کے عیوب کی نسبت یہ غور کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ آیا وہ برائیان آب و ہوا کی وجہ سے ہین یا کہ مذہب کی وجہ سے۔ وہ مذہب جو ایسے شہر کہتا ہو۔ جن مین شراب خانون اور ذرا ذرا سی بات پر قتل کا نام و نشان ہو اہم غور کے قابل ہے۔ اور اس لائق ہے کہ جو کچھ اُسپر اب غور کیا جاتا ہے اُس سے بہت بڑھکر کیا جاوے"

ایک سوڈانی کا خط پیرس کے اخبار فگارو نے ایک سوڈانی کے خط کو جو فرانسیسی مقبوضہ اوبک کے راستہ شیخ ابو نصرہ کے پاس بھیجا گیا تھا۔ ۲۱ ماہ گذشتہ کے پرچہ مین شائع کیا ہے۔ خط مذکور اس طرح سے شروع ہوتا ہے:-

اے شیخ تو آگاہ ہو کہ ہمارے دوست سلطنت فرانس کے باشندگان کو آگاہ کر دے کہ ہم دشمنون کے وہم گمان سے زیادہ مضبوط اور متفق ہین۔ انکو بتا دے کہ صحرا کے سیاہ شیران ہر تعداد مین اپنے ریگستان کی ریت کے ذرون کے برابر ہین۔ حامیان دین و ملت اور محافظان ملک و ریاست یعنی درویشون کے پاس ایک لاکھہ سے زیادہ مردان جنگ آزمودہ موجود ہین۔ جن مین سے تیس ہزار پیدل سپاہی ہین۔ جو غزال رعنا اور عربی سمند باد پا سے زیادہ تیز چلتے ہین۔ دس ہزار سوار ہین جو دشمنون کے سوار دنکو ہلاک کرنے مین ہمیشہ بجلی کی سرعت رکھتی ہین۔ ساٹھہ ہزار سے زیادہ شمشیر باز اور نیزہ بردار ہین۔ اور سرخ ٹڈیون (گروہ فوج) کے قریب پہنچنے پر بیشمار مجاہدین خلیفہ کو جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائینگے۔ اے بزرگ شیخ یقین جان کہ دشمن کے مقابلہ مین درویش اسی خوشی سے باہر نکلینگے۔ جس خوشی سے شہیدون کی روح بہشت برین کو پرواز کرتی ہے۔ ہم جنگ کے خواہان نہین ہین۔ لیکن دشمن اگر جنگ کو آمادہ ہو تو ہم اُس سے پہلوتہی بھی نہین کرتے ؎

اگر صلح خواہی نہ خواہیم جنگ ۔ وگر جنگ جوئی ندارم درنگ

خدا کرے کہ ابتدا کنندگان کے حق مین وہ مہلک ثابت ہو اور اسکی بدولت انکا وہ ظالمانہ جوا جو چودہ برسون سے

ہمارے مصری بہائیون کی گردن مین پڑا ہوا ہے ٹوٹ جائے۔ ہمارے پاس تلوارین اور رائفلین اور توپین بافراط موجود ہین ہم اپنا تیار کیا ہوا بارود۔ ٹوپیان اور کارتوس استعمال کرتے ہین۔ اور ہمارے کارخانے کفار کے کارخانون سے کسیطرح کم نہین ہم دشمن کی آمد کا بڑے استقلال سے انتظار کر رہے ہین۔ ہمین اپنی فتحیابی کا پورا یقین ہے کیونکہ خداوند کریم اُسی کو فتح عطا کرتا ہے۔ جو صداقت اور سچائی کے راہ مین اوٹھا ہو۔ سید احمد نعایشی اور عثمان وغنا کے مشاف مین زیادہ تر مصری افسر موجود ہین اور ہمارے پاس کئی یورپین افسر بھی ہین۔ انگریز اپنی بربادی کرا چکنے کے بعد معلوم کر لینگے کہ ہمارے نیزون کے پہل ابھی تک ویسی ہی ہلاکت بخش ہین۔ وہ فرزندان سوڈان کی بہادری اور تہور سے ناآشنا نہین ہین۔ وہ بڑے ہی نادان ہین۔ جو یہ خیال کرتے ہین۔ کہ وہ طرابلس کے شیخ السنوسی کو دار فور سے ہمپر حملہ کرنے پر تیار کر سکتے ہین۔ وہ بزرگ شیخ اور اُسکی بہادر پیرو ہرگز ہمارے خلاف ہاتھ نہین اٹھائین گے بلکہ ہمین سپر کا کام دینگے البتہ ہمین اپنے مصری بہائیون کی افسوس ہے کہ انگریزون کے فریب مین آکر اپنے مسلمان بہائیون سے جنگ پر آمادہ ہوگئے ہین۔ خداوند کریم ہمین ان معصوم مسلمانون کی خونریزی سے معاف رکھے جنکے قتل پر ہمین قسمت مجبور کر رہی ہے باقی رہی حبشی جنکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہم پر حملہ کرینگے۔ مگر اے شیخ انکی طرف سے تو کوئی فکر و اندیشہ نہ کر کیونکہ بجائے لڑائی کرنے کے اگر ہم چاہین تو وہ ہماری مدد کرینگے +

انگریزی اخبارات اس خط پر طرح طرح کی طبع آزمائیان کر رہے ہین اور اُسکے مضمون کو ایشیائی مبالغہ آمیزی پر محمول کرتے ہین +

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہم اس خط پر کوئی رائے زنی نہین کرنا چاہتے۔ کیونکہ عنقریب کھلے طور معلوم ہو جاوگا کہ سوڈانی نویسندہ خط نے کہانتک مبالغہ سے کام لیا ہے +

۱۸۹۶ ہفتہ مختتمہ ۲۵ مئی ع کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

لنڈن - ۱۶ - مئی - صاحب وزیر ہند نے بسوال و جواب دار العوام مین بیان کیا کہ جو ہندوستان پر اُس ہندی فوج کا خرچ جو مہما سار روانہ کیگئی ہے عائد نہین ہوگا اسلئے اُسکے باہر بھیجنے کی منظوری پارلیمنٹ سے حاصل کرنی فضول تھی البتہ چونکہ اس فوج کا معمولی خرچ یعنی تنخواہ وبھتہ جو سوا لکھ کو بھیجے جائیگی ہندوستان کے ذمہ ہوگا۔ اسلئے بطور سابق اب بھی پارلیمنٹ سے منظوری حاصل کیجائیگی +

لنڈن - ۱۸ مئی (مہم سوڈان) رؤٹر کا خاص نامہ نگار سعینا کا شبہ تار دیتا ہے کہ درویشوں کی سکوت اور عدم حرکت سے تعجب کیا جارہا ہے اور یہ عام خیال ہے کہ ایک ہی شکست فاش لگنے پر خلیفہ کی طاقت تباہ ہوجائیگی امید کیجاتی ہے کہ بمقام موکر اکہ لڑائی ہوگی +

قسطنطنیہ ۲۰ مئی (بغاوت کریٹ) جزیرہ کریٹ میں حالت بہت نازک ہے اور بغاوت جزیرہ کے مشرقی اضلاع میں پھیل رہی ہے - باغیوں نے جو قلعہ دامنوس کی ترکی فوج کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اُس ترکی فوج کو جو محصورین کی امداد کے لئے گئی تھی بہت بڑی نقصان کے ساتھ شکست دی ہے +

قسطنطنیہ (بغاوت کریٹ) باب عالی نے کریٹ کی پارلیمنٹ کو ہفتہ آئندہ میں جلاس کرنیکی اجازت دیدی ہے عام خیال ہے کہ اس اجازت سے رعایا خوش ہوجائیگی +

لنڈن ۲۴ مئی (مصر میں ہیضہ) مصر میں ہیضہ بڑھ رہا ہے جمعہ و ہفتہ کے درمیان قاہرہ میں ۷۰ اور اسکندریہ میں ۱۴ موتیں واقع ہوئیں - سیر و سیاحت کی غرض سے جو لوگ وہاں گئے ہوئے تھے وہ اب بھاگ رہے ہیں +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

گورنمنٹ مصر نے اس ارمنی کو جس نے دو ایک مہینے ہوئے ایک ترک ساجنٹ کو جو ہوٹل میں بیٹھا تھا قتل ساسون کے متعلق اپنی شرکت کا قصہ بیان کر رہا تھا قتل کر دیا تھا - پھانسی کا حکم دیا ہے - اڑھائی ہزار لوگوں نے مذبو کو معافی کے لئے درخواست دی - مگر نامنظور ہوئی مجرم پھانسی دیا گیا ہے بیان کیا گیا ہے کہ قاتل کو منافقین میں خدیو کی والدہ و خانہ ہی شامل تھیں +

ان تین ترکی طالب علمان میڈیکل کالج میں سے جنہوں نے ترکی سفیر متعینہ پیرس پر حملہ کیا تھا وہ گرفتار کئے گئے ہیں - تیسرا بھاگ گیا ہے - دونوں ملزم ترکی گورنمنٹ کے حوالہ کئے جاوینگے وہ لبرل ترکی جماعت کے ممبر یعنی نکرام مراد بے کے ساتھی ہیں +

مہم سوڈان کی فوج کے لئے صرف جہازان باربرداری کی کرایہ دو لاکھ روپیہ ادا کیا جاویگا - اور پانچ لاکھ روپیہ کا سامان رسد وغیرہ فوج کے ہمراہ جائیگا +

مصری عدالت میں فرانسیسی و روسی تسکداران کا مقدمہ ہی تک برابر دائر ہے جوابدہی انگریزی کنسل کر رہا ہے +

لفٹنٹ کرنیل ہیکرڈ صاحب تعجب کرتے ہیں کہ انگریزی گورنمنٹ بڑی بیوقوف ہے کہ دس ہزار مصری فوج سے سوڈان کو فتح کرنے جاتی ہے جبکہ سوڈانی پلٹنوں سے بہت کم امید ہے کہ وہ درویشوں کا مقابلہ کرسکیں بلکہ امید ہے کہ

سے جا ملینگی۔ گورنمنٹ یاد رکھے کہ اگر اُسے ایک بھی شکست ہی۔ تو نہ صرف سوڈان بلکہ تمام سرزمین مصر سے درویش عیسائیون کی جھنڈیان کر دینگے! اور افریقہ کے تمام مسلمان ریاستون کیساتھ شریک ہو جائینگے۔ گورنمنٹ کو واجب ہے کہ کو از کم دس ہزار سپاہی۔ گورکھہ فوج براہ سواکم سوڈان پر بھیجے اور کم از کم پانچ ہزار گورہ فوج دریائے نیل پر موجود رکھے +

بیان کیا جاتا ہے کہ لارڈ سالسبری اب بیچار ہے ہین۔ کہ مہم نیل کیون شروع کی گئی +

بابعالی نے خلیج اسکندرونہ مین بحری اسٹیشن قایم کرنا منظور کر لیا ہے۔ تاکہ ممالک اجنبیہ کے جہازونکی نقل و حرکت اور ارمنی سازشیون کی آمد و رفت کی بخوبی نگرانی ہو سکے +

بابعالی نے روسی فرانسیسی اور انگریزی کونسلین متعینہ جدہ کے قتل و مجروح ہونیکے عوض جملہ ۲۴ ہزار پونڈ ترکی تینون سلطنتون کو تین سالہ اقساط مین دینا منظور کر لیا ہے +

تعریف وہی معتبر ہوتی ہے جو مخالف یا غیر موافق شخص کی زبان سے نکلے۔ سر فلپ کری سفیر انگریزی متعینہ قسطنطنیہ کا اعلیحضرت سلطان المعظم کے مدح لفظون مین سے یہین ہین۔ تو انکے موافقون مین سے بھی شمار نہین کئے جا سکتے انہون نے حضور ممدوح کی نسبت اپنے یورپین دوست سے حسب ذیل گفتگو کی ہے:-

"یہ سراسر جھوٹ ہے کہ سلطان المعظم عیش پرست اور کاہل الوجود ہین وہ نہایت ہی محنت کرنے والے ہین وہ سلطنت کے ہر معاملہ مین نہ صرف ذاتی طور پر ہی حصہ لیتے ہین۔ بلکہ بسا اوقات بہت رات گئی تک وزراء سے مشورہ و صلاح فرماتے رہتے ہین۔ سلطان المعظم یورپین لوگونکے سامنے فرانسیسی نہین بولتے بالعموم وزیر اعظم ترجمان ہوتے ہین۔ مگر موجودہ وزیر اعظم فرانسیسی نہین جانتے۔ اسلئے جب کبھی بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوتا ہون اپنی سفارت کے صدر ترجمان ڈاکٹر بلاک کو ساتھہ لیجاتا ہون"

لیڈی کری صاحبہ نے بھی اسی قسم کے خیالات سلطان المعظم کی نسبت ظاہر کئے ہین۔ انکا بیان ہے کہ "مین اکثر سلطان المکرم کی خدمت مین حاضر ہوئی ہون۔ وہ ہمیشہ نہایت ہی خوش اخلاقی سے پیش آتے ہین اور مجھے اپنے قریب بٹھا کر ترجمان کی وساطت سے گفتگو فرماتے ہین۔ مین انکی شہانہ رعب و وقار اور دلفریب انداز کو دیکھکر دنگ رہجاتی ہون۔ انہین اپنے بچون سے کمال محبت ہے، خاصکر چھوٹا شہزادہ تو انکا محبت ہی پیارا ہے مین شاہی حرم سرا مین کبھی نہین گئی سنا ہے دونون وزیر اعظمون کے حرم سرا مین جانیکا اتفاق ہوا ہے اُن کی بیگمات فرانسیسی بولتی تہین۔ اور ہر طرح سے مہذب اور شائستہ تہین انکا انداز یقینک دل کو لبھانے والا تھا ایک پاشا کے حرم سرا مین تو بیگمات نے بالکل یورپین لباس اختیار کر لیا ہوا ہے مین اکثر دیگر پاشاؤن کے ہان جاتی رہی ہون۔ البتہ اب نہین جاتی۔ کیونکہ میرے انگریزی سفیر کی بیوی ہونے کی وجہ سے انکے ساتھہ سقدر ربط ضبط

رکھنے سے خواہ مخواہ شبہ پیدا ہوتا ہے بہت سی ترکی مخدرات سقدر تعلیم یافتہ ہین کہ وہ اخبارون مین مضامین دیتی ہین۔ مگر ابھی ایسی بیگمات کی تعداد بہت زیادہ ہے جو حرم مین رہنے پر خوش ہین اور ہم یورپین مستورات کی آزادی پر تاسف ظاہر کرتی ہین۔

قسطنطنیہ کی نسبت فلپ کرپی نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ لنڈن کے غل غپاڑہ اور شور شرابہ کی نسبت یہان بہت آرام ہے۔ یہان کی آب و ہوا دلکش اور یہانکی باآرام طرز رہایش عیب فرحت بخش ہے۔ ہان یہ نقص ضرور ہے کہ وہ انسان کو کسیقدر کاہل بنا دیتی ہے اور تھوڑے عرصہ کی رہایش کے بعد اُسی محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس کی چستی مین فرق آرہا ہے +

ترکون کے بارہ مین انہون نے بیان کیا کہ وہ یورپین سوسایٹی مین بہت کم شریک ہوتے ہین۔ اور یورپین لوگونکی ہمسائگت اس حجاب کے دور کرنے مین ابھی کامیاب نہین ہوئی۔ بلکہ بخلاف ازین ترک اب ان سے پہلے جتنا بھی نہین ملتے۔ سلطان المعظم انکو ایسا کرنے کی ترغیب نہین دیتے۔ بلکہ یورپین سوسایٹی مین شامل ہونے سے اور منفر کرتے ہین +

۱۸۹۶ ہفتہ مختتمہ یکم جون سنہ ع کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین بمعہ مختصر حواشی

لنڈن - ۲۶ - مئی (بغاوت کریٹ) کریٹ سے تازہ ترین خبرین موصول ہوئی ہین۔ کہ ترکی سپاہیون نے کل خود سر ہوکر اکثر عیسائیون کو قتل کر دیا۔ اور انکا مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔ یونانی قونسیلی اور روسی قونسیلن کے ملازمین بھی مقتولین کے زمرہ مین شامل ہین۔ قصبات رتیمو اور سفاکیہ مین بھی لڑائی جاری ہے انگریزی بیڑہ جہازات متعینہ بحیرہ روم کریٹ کی طرف روانہ ہوگیا ہے۔ اور تمام ممالک اجنبیہ کی قونسلون نے اپنی اپنی گورنمنٹون کو جنگی جہاز روانہ کرنے کیلئے تار دیا ہے +

لنڈن - ۲۷ مئی - اب تک صرف ایک جنگی جہاز انگریزی سوسومہ (ڈیڈیا) کو کینیا (صدر مقام کریٹ) جانے کا حکم ملا ہے۔ سب سے آخری خبرین مخبر ہین۔ کہ اب نسبتاً امن ہوگیا ہے۔ مگر حکام نے سوائے سرکاری خطوط اور تلگرام کے اور باقی سب کی ترسیل و وصولی کی بندش کر دی ہے +

لنڈن ۲۶ مئی - ہندوستان کی بحری فوج کا سیٹمر منٹو سوا کم پہنچگیا ہے +

پیرس - ۲۶ مئی (مسئلہ صروزار روس) اخبار گولوس قم طراز ہے کہ زار روس نے ایم فلوریس کو دراثنائے ملاقات کہا ہے کہ مین معاملہ مصر مین آخر تک فرانس کا معاون رہونگا (انگلستان کو مژدہ باد!)

قسطنطنیہ ۲۷ مئی (بغاوت کریٹ) عبداللہ بیگ کریٹ کے گورنر مقرر کئے گئے ہین اور وہ اپنے عہدہ کا چارج لینے کے لئے روانہ ہوگئے ہین - باب عالی نے کئی افواج بھیجدی ہین +

لنڈن - ۲۸ مئی (قاہرہ مین ہیضہ ایک گورہ کا مرنا) قاہرہ مین ہیضہ خوفناک حد تک پھیلتا جاتا ہے - گورہ فوج کا ایک سپاہی اُس کی نذر ہوچکا ہے +

الہ آباد ۸ مئی (جنگ سوڈان) یکم مئی کے جنگ کاشیہ مین درویشون کا بہت نقصان نہین ہوا جتقدر بیان کیا گیا ہے - انکے صرف ۱۰۰ آدمی مقتول ہوئے + البتہ مجروحون کے قریب ہوئے +

لنڈن ۳۰ مئی (کریٹ کی حالت) معلوم ہوا ہے کہ تمام طاقتین مسئلہ کریٹ کے متعلق متفق الرائے ہین یہ بیان کیا گیا ہے کہ فرانس کی تجویز ہے کہ باشندگان کریٹ سے نرم برتاؤ کرنے اور انکو راضی کرنے کیلئے سلطان المعظم کیخدمت مین متفقہ عرضداشت ارسال کیجائے +

قاہرہ ۳۰ مئی (مہم سوڈان کا خرچ) مصر کی عدالت مخلوط دوشنبہ کے دن فیصلہ سنائیگی مگر یہ معلوم ہوگیا ہے کہ اُس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ریزرو فنڈ کا روپیہ ناجائز طور سے مہم نیل پر خرچ ہورہا ہے اور یہ واپس جمع کردیا جانا چاہیئے (اس عدالت مین پانچ جج ہین - دو مصری ایک انڈسوی ایک اٹلی اور ایک فرانسیسی جو پریسیڈنٹ ہی) مدعیان (فرانسیسی تمسکداران) کا دعوی تھا کہ فنڈ مین سے کل ممبرون کی رائے کے بغیر روپیہ خرچ نہین ہوسکتا - انگریزی گورنمنٹ کا جواب تھا کہ صرف کثرت رائے کی شرط ہے - یہ امر پہلے ہی سے معلوم تھا کہ فیصلہ بالغلب وجوہ انگریزی یا مصری گورنمنٹ کے برخلاف صادر ہوگا - اب غالباً عدالت بالا مین اپیل دائر کیا جائیگا - انگریزی گورنمنٹ اندھا دھند روپیہ خرچ کر رہی ہے جو دیکھیئے آخر کار مصر کے سر پڑتا ہے یا انگلشیہ خزانہ کے - مگر اس فیصلہ نے یہ اچھی طرح ثابت کردیا ہے کہ انگلستان نے مصر اور مصریون کے اغراض و مفاد اور نیز قانون وقت کو بالائے طاق رکھکر محض کسی خفیہ غرض و مدعا کے حصول کے لئے مہم سوڈان کو خیتیار کیا ہے اور بغیر کسی نہایت ہی زبردست مخالفت کے اس سے باز نہین آئیگا

قاہرہ ۳۰ مئی کرنیل بیجر ٹن بمعہ اپنے ٹان اور ہندوستانی فوج کے کچھ حصہ کے آج شام سواکم پہنچگئے ہین +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

قسطنطنیہ سے سالونیکا تک اور سالونیکا سے دادی آغاج تک ریلوے لائن جاری ہوگئی ہے +

ہندوستانی فوج مین جو سواکم کو روانہ ہوگئی ہے ۷۰۰ افسر و سپاہی ۱۱۵۲ شاگرد پیشہ وغلی وغیرہ - ایکہزار گھوڑے اور خچر اور کئی سو اس مویشی کے علاوہ گولہ بارود کی بہت بڑی مقدار یہان سے گئی ہے +

روٹر کا نامہ نگار بمبئی کو سوا کم سے خبر دیتا ہے کہ عثمان دغنہ آدارمہ کو دیپ چلا گیا ہے۔ اٹلی والونکے رفیق عربوں نے کسالا سے نکلکر آدارمہ کے قریب جوار پر چڑھائی کی اور درویشوں کی بہت سی مویشی چھین کر واپس آگئے۔ مگر اس یورش سے درویشوں میں سخت ہلچل پڑگئی اور عثمان دغنہ بعجلہ اپنے قبائل اور درویشوں کی آدارمہ کو خالی کرکے دابر چلا گیا ہے خلیفہ نے اسے حکم بھیجا ہے کہ امیر احمد فضیل کو جیسے کہ الاکا محاصرہ کیا تھا۔ مدد دو۔ مگر امیر مذکور اس حکم سے پہلے ہی نمکست کھاکر ازابہ اور گوز رجیہ کے علاقہ کو ہٹ گیا ہے اندرون ملک سے تجارت کا سلسلہ ابھی برابر منقطع ہے۔ مگر کہا جاتا ہے کہ خلیفہ اسی پر قائم رہنے کے مسئلہ پر غور کر رہا ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن اسعد جو بہرام کی سوسپاہیوں سے کراسکو اور چاہات مراد کے درمیانی تار برقی کو کاٹنے کیلئے بھیجا گیا تھا بربر کو واپس آگیا ہے اور محمد زین ۱۵ سوفوجی نظام اور دو سو سوار دن کیساتھ فوج ڈگولہ کی امداد کیلئے روانہ کیا گیا ہے +

اس خبر کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ خلیفہ کی فوج باڈمی گارڈ کی آپس میں مقام ام درمان لڑائی ہوئی تھی جسمیں اڑھائی سو کے قریب سپاہی مقتول و مجروح ہوئے مگر آخر کار امیر دن نے فساد رفع دفع کرا دیا فسادکی بنا یہ بتائی جاتی ہے کہ امیر ولد لہیمد نے کسی ملازم سے کہا تھا کہ کیا اچھا ہو اگر ترک (یا بقول بعض مصری) ام درمان پر قابض ہو جائیں۔ خلیفہ کو یقین ہو گیا ہے کہ انگریز سوا کن سے بربر پر ہی چڑھائی کرینگے" سمجھدار اس معجون مرکب خبر کو مخدوب کی سڑ سے سنا بڈھی زیادہ وقعت دینگے +

ولایت کے اخبارات مصری فوج کی بڑی تعریف کر رہے ہیں کہ آج مقام کراسکو سے جو صحرائی نو بیا ارمصری ملحقہ سرحد پر واقع ہے۔ چاہات مراد کے صحرا مذکور کے بیچ وسط میں ہیں ۵۰ گھنٹوں میں ۱۲۰ میل کا فاصلہ طے کیا ہے اور روز چالیس میل طے کرتی رہی ہے۔ کپتان حسن فہمی کے استقلال اور مردانگی کی بڑی داد دی جا رہی ہے۔ نصف فوج شتر سوار تھی نصف پیدل یہ تمام فاصلہ ریگستان کی جلتی ہوئی ریت پر جس میں کہیں کہیں گھٹنوں تک آدمی دھنس جاتے تھے طے ہوا گرمی کی یہ حالت تھی کہ کراسکو کے مقام پر سایہ میں ۱۱۰ درجہ پر پارہ تھا۔ مگر یہاں پہنچ کر صرف دس آدمی راستہ میں گرمی سے بیہوش ہوکر گرے +

اس خبر سے جہانتک ہمارا خیال ہے۔ انگریزی اخبارات کو بجائے خوش ہونے کے مصری سپاہیوں سے بیحد شفقت لئے جانے پر سخت افسوس ظاہر کرنا چاہیے! ورانکو مسافت کیساتھ غور کرنا چاہیے کہ جس فوج سے ایسا سخت کام لیا جائے۔ وہ کبھی خوش یا دشمن سے جنگی مقابلہ کرنیکے قابل رہ سکتی ہے۔ کیا یہی انسانی ہمدردی ہے کہ گورہ فوج کو اس موسم میں چھاؤنیوں میں بھی جس کی ٹھنڈوں اور برفانیوں سے سرد کئے ہوئے کرون میں کہا جائے اور مصری سپاہیوں سے افریقہ کے جلتے ہوئے ریگستانوں میں ایسی محنت شاقہ لیجائے۔ ایسی تشدد کا یہ نتیجہ ہے کہ گو ابھی درویشوں سے پورا مقابلہ نہیں ہوا۔ مگر پانچ چھ سو سپاہی بیمار ہوکر واپس آچکے ہیں +

پیرس کا اخبار فگارو رقم طراز ہے کہ شہنشاہ جرمن اور خدیو مصر کے درمیان پچھلے دنوں جو تاروں کے ذریعہ سے گفتگو

ہوئی ہے اُس سے صاف مبرہن ہے کہ جرمنی اب افسوس کر رہا ہے کہ اُس نے قومی قرضہ کے محفوظ فنڈ میں سے کیوں روپیہ خرچ کرنیکی اجازت دی۔ وہ بہت خوش ہوگا کہ عدالت فرانسیسی تمسکداروں کے حق میں اور انگریزوں کے مخالف فیصلہ کردی۔ اور آئندہ وہ مصری مسئلہ کے متعلق انگلستان کے مقابلہ میں روس اور فرانس کیطرفداری کو زیادہ پسند کریگا۔

مصر کے معزز و نامی گرامی ہفتہ وار روزنامہ عربی اخبارات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصری عام یا خدیو مصر مہم ڈنگلو پر ہرگز خوش نہیں ہیں مگر وہ انگریزوں کے ایسے قابو میں آ ہوئے ہیں۔ کہ انکی کوئی پیش نہیں جاتی خدیو مصر نیکنیت ہیں۔ دراصل لارڈ کرومر صاحب جو کچھ چاہتے ہیں کر رہے ہیں۔ اور مصر کو بالکل انگریزی علاقہ سمجھا جاتا ہے۔ مقابل لینڈ کیلئے انگریزوں نے دو تین سو سوڈانی لوگوں کو جو مصری رعایا تھے جبراً یکدم کر سیرل وڈس کے ہمراہ کر دیا کہ ان سے فوجی کام لے۔ کئی بیچارے ساٹھ ساٹھ برس کے بوڑھے پکڑ کر گئے اور انکے چھوٹے چھوٹے بال بچوں کا کوئی محافظ یا پالنے والا پیچھے نہیں رہگیا۔ مصریوں نے بہت واویلا کیا۔ مگر انگریزی حکام نے ایک نہ سنی مصر کی پارلیمنٹ نے ریزرو فنڈ میں سے روپیہ لیجانیکی مخالفت کی لیکن اُس کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں کیگئی اور فنڈ مذکور میں سے دھڑا دھڑ روپیہ خرچ ہو رہا ہے لیکن کیا انہی نیک اغراض کیلئے گورنمنٹ انگلشیہ مصر میں ڈیرہ ڈالے بیٹھی ہے۔ انگریزوں نے بیشمار جابرانہ کاروائیاں شروع کر دی ہیں کہ سوڈانی سرحد کے تمام ناکوں اور سرحدوں پر انگریزی فوج کے پہرے بٹھلا دیئے گئے ہیں۔ اور کسی شخص کو ادھر سے اُدھر یا مصر سے سوڈان جانے نہیں دیا جاتا اور خبر دنکا ایسا انتظام کر دیا ہے کہ خود مصر والوں کو معلوم نہیں کہ سوڈان میں کیا ہو رہا ہے اور انگریزی مصری فوجیں کیا کر رہی ہیں۔ اسی سے ہم ان خبروں کے کذب و صدق کی نسبت اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً روٹر صاحب ولایتی اخباروں کے ذریعہ سے ہندمیں وصول ہو رہی ہیں اب تک جسقدر ٹوٹی پھوٹی خبریں میدان جنگ سے آئی ہیں ان میں بھی درج ہوتا ہے۔ کہ عثمان دغنہ کو متواتر شکستیں ملیں۔ کسالا ایٹالی والوں نے درویشوں کو وہ شکستیں دی کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ اکاشیہ کیطرف تین سو مصری سوار دنکے بارہ تیرہ سو سوڈانیوں کو مار کر بھگا دیا۔ اور خود خلیفہ کی فوج میں ناچاقی اور نااتفاقی پھیلگئی ہے۔ مگر باوجود ان متواتر فتحیابیوں کے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ کیوں مصر کی ساری فوج میدان جنگ میں بھیجدی گئی چھ ہزار نئے رنگروٹ کیوں ابتک بھرتی کئے گئے اور لگاتار کئے جا رہے ہیں اور اب سب سے آخر ہندوستان سے کیوں فوجیں بھیجی گئیں اور بھیجنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہم یہ خبر سنکر نہایت خوش ہوئے تھے کہ لارڈ سالسبری پیچار ہے ہیں کہ انہوں نے کیوں یہ مصیبت سہیڑ لی۔ جس سے امید ہوگئی تھی کہ وہ شاید جنگی کاروائیوں کے متوی کر دینے جانیکا حکم دینگے مگر افسوس امید موہوم ثابت ہوئی اور اُس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا +

مصر کا اخبار المؤید راوی ہے۔ کہ خلیفہ عبد اللہ نے ایک خاص ایلچی کے ہاتھ جناب خدیو المکرم اور جناب غازی مختار پاشا کو خطوط روانہ کئے۔ مگر قاصد کو انگریزی حکام نے راستہ ہی میں روک لیا اور خطوط چھینکر اُسے حراست میں کر دیا اور خطوط مذکور سردو مکتوب الیہم کے پاس ابھی تک نہیں پہنچے اور نہ ہی اب انکے پہنچنے کی امید ہے +

وہنی اخبار راوی ہے کہ قبرس مین بیس ہزار ارمنی ترکی علاقہ مین جاکر فساد کرنے کیلئے مسلح ہو رہے ہین اور انہون نے اب تیاریان تقریباً مکمل کرلی ہین۔ اسلئے بابعالی نے چند جہاز بحیرہ روم مین بھیجدیے ہین کہ سواحل شام پر دن رات گشت کریں۔ اور تمام ممالک اجنبیہ کے جہازات خاصکر انگریزی جہازون کی پوری پوری نگرانی کریں۔ اور احتیاط رکھین کہ کوئی ارمنی سمندر کے راستہ قلمرو عثمانیہ مین داخل ہونے پائے بالعلانیہ علاوہ بیڑہ جہازات کے بھی بیروت کے ساحل شام پر بھی حفاظتی چوکیان اور دیدبانیکے لئے برج تعمیر کیے جانے کا حکم دیا ہے جسکی تعمیل تین ماہ کی مدت مین ہونی ہے۔ ناظرین شاید یہ بتانا فضول ہوگا۔ کہ قبرس عثمانیہ جزیرہ تھا اور اب بھی ہے مگر ۱۸۷۸ء سے بوجوہات چند درچند جنکا مفصل ذکر کئی دفعہ ہوچکا ہے۔ انگریزی قبضہ مین آگیا ہے اور اب وہان انگریزونکی حکومت ہے +

ڈنگولہ کی موجکشی مین مصری فوج کا درویشون کیساتھ یکم مئی کو بروز جمعہ کا شبہ ہے چند میل کے مقابلہ ہوا۔ سوڈانی فوج مین دو سو میل سوار اسی سترہ سوار اور تقریباً ۶ سو رسالہ بردار پیدل بیان کئے جاتے ہین۔ مصری فوج مین تین ترپ سالہ اور گیارہ سو سوڈانی پلٹن تھی مگر لڑائی صرف سوارون سوارون مین ہوئی +

ٹائمز کا نامہ نگار کہتا ہے۔ کہ درویشونکی جمعیت کو دیکھکر مصری سوار جو اپنی پیدل فوج سے بہت آگے نکل گئی تھی آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے شروع ہوگئے۔ جسمین وہ بھی فوج مذکور سے بہت فاصلہ پر تھی۔ کہ سوڈانی سوار اُن کے سر پر پہنچ گئے اور دست بدست لڑائی شروع ہوگئی۔ جس مین دس درویش سوار قتل ہوئے اور وہ میدان سے پیچھے ہٹے اور ترتیب درست کرکے پھر حملہ کرنیوالے ہی تھے۔ کہ مصری سوار بڑی تیزی سے انپر جھپٹ پڑے اور انکو تتر بتر کردیا اور وہ اپنی فوج پیدل مین جا ملے اسکے بعد انگریز افسر فوج نے واپسی کا بگل بجا دیا۔ اور مصری سوار ایک چٹان کی آڑ مین جا پہنچے جہان سے وہ برابر ایک گھنٹہ تک درویشون پر بندوق کی باڑھین مارتے رہے جو پہاڑی مذکور پر قابض تھے سے ناامید ہوکر آخر کار واپس ہوگئے۔ لڑائی مین کیا جاتا ہے کہ صرف ایک مصری اور ایک گبّ گبّ یندہ قتل ہوا۔ اور دس زخمی ہوئے۔ جن مین ایک انگریز کپتان ہوصاحب بھی تھا۔ مگر اسے ایسا خفیف زخم پہنچا کہ وہ مجروحین مین شمار نہین کیا گیا۔ اور نہ ہی وہ بیمارون کی فہرست مین داخل کیا گیا۔ درویشونکی نسبت کہا جاتا ہے کہ ستر ہلاک ہوئے۔ مگر تعجب ہے کہ جب تین مصری سے جن مین سوار دو سو ڈھائی سو سوار تھے۔ نو سو عربون کو شکست فاش دے سکتے۔ اور اپنے ایک مقتول کے معاوضہ مین انکے ستر آدمی قتل کرسکتے ہین۔ تو ہندوستان سے ہندوستانی اور گورہ فوجین کیلئے کیون ڈبل سوڈان کو روانہ کی جارہی ہین۔ اور ہر روز کسی نہ کسی نئی رجمنٹ کو میدان جنگ جانے کیلئے کیون بگل تیار رہنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ گورنمنٹ سے ابتدا مین جب پارلیمنٹ مین سوال ہوا تھا کہ کیا ہندوستان سے مصر کو فوج روانہ کی جائیگی؟ تو جواب ملا کہ ہمارے خیال مین مصری فوج ڈنگولہ کیلئے کافی نہین۔ پس اگر ٹائمز کی نامہ نگار کی مندرجہ بالا روایت درست ہے۔ تو مصری فوج نے گورنمنٹ کے قیاس کو درست ثابت کردیا ہے۔ اور جتا دیا ہے کہ مہم ڈنگولہ کیلئے

ناکافی نہیں ہے ہر ہندوستانی افواج کے بھیجنے سے اس قیاس اور اس روایت کی صداقت میں کسی شبہ ڈالا جاسکے۔ کیونکہ فوج کی تاریخ و تاریخی سے قوی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ پہلے مصری فوج کافی سمجھی گئی تھی۔ مگر درویشوں کے ساتھ معرکہ آرائی ہونے پر یہ خیال غلط نکلا۔ مصری فوج ناکافی ثابت ہوئی اور اب ائی مزید فوج کے درویشوں کے ساتھ مقابلہ کرنا مشکل کیا ناممکن ہے (بغاوت کریٹ) کریٹ سے خبریں موصول ہوئی ہیں کہ قصبہ کولاکی گلیوں میں ترکی سپاہیوں اور عیسائیوں میں دست بدست لڑائی ہو رہی ہے جنبی لوگوں کی امداد کے لئے ایک فرانسیسی جہاز مقام مذکور کو روانہ کیا گیا ہے +

جزیرہ کریٹ یا قریطش ایشیائے کوچک سے بہ فاصلہ یکصد میل بجانب غرب اور درد دانیال سے بجانب جنوب تقریباً دو سو میل کے فاصلہ پر بحیرہ روم میں واقعہ ہے اس کا طول ۱۵۰ میل اور عرض ۶ میل سے لیکر ۳۵ میل تک ہے کل رقبہ تخمیناً تین ہزار مربع میل اور آبادی تین لاکھ کے قریب ہے جن میں سے ایک ثلث مسلمان اور باقی کل عیسائی ہیں۔ عیسائیوں میں زیادہ تعداد کلیسائی یونانی کے پیروؤں کی ہے۔ جو انیسویں صدی کے آغاز سے یورپین طاقتوں خاصکر روس اور فرانس اور انگلستان کی درپردہ اور علانیہ دسیسہ ترکی گورنمنٹ سے برابر برسر فساد چلے آتے ہیں اور جب سے ان تینوں سلطنتوں نے یونان کو آزادی دلادی ہے تب سے ان لوگوں کا بہت حوصلہ بڑھ گیا ہے۔ اور آزاد شدہ یونان کے عیسائی اپنے بھائی بندوں کو بغاوت و فساد پر ہمیشہ ابھارتے رہتے ہیں چنانچہ ۱۸۶۶ء میں یونان کے بیشمار عیسائیوں نے کریٹ میں پہنچکر وہاں کے باشندوں سے بغاوت کرادی اور خود انکے ساتھ ملکر ترکی افواج سے لڑائی شروع کردی ترکی گورنمنٹ نے پہلے تو نرمی اور ملائمت سے انکو راہ راست پر لانیکی کوشش کی مگر عیسائیوں کے سر پر آزادی کا بھوت سوار تھا۔ ایک مانی جسپر ترکی گورنمنٹ نے سختی سے بغاوت کو دفع کرنا شروع کیا اور جزیرہ میں یورپی مال کی درآمد و رفت کے روکنے کا قرار واقعی انتظام کردیا گیا جس سے یہ بغاوت ۱۸۶۹ء میں یک لخت فرو ہوگئی۔ مگر گورنمنٹ سلطانی نے اپنی معمولی عفو و ترحم سے کام لیکر باغیوں کو نہ صرف عام معافی ہی عطا کردی۔ بلکہ انکے ساتھ بہت سی رعائتیں بھی کردیں جن میں سب سے اہم یہ تھی کہ اہالیان جزیرہ کو اپنا پارلیمنٹ بنانے اور اسکو ممبر خود منتخب کرنیکا اختیار عطا کردیا ممبروں کی تعداد بھی مقرر کی گئی۔ مگر بعد میں گھٹا کر ۷۵ کردی گئی جن میں سے ۳۵ عیسائی ہوتے ہیں۔ اور ۴۰ مسلمان اسی نسبتی تعداد اسلامی سلطنتوں اور خاصکر عثمانیہ سلطنت کی بے تعصبی اور رعایا پروری کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ مگر کور چشم عیسائی متعصبین اور کوشش و بدطینت عیسائی رعایا ان باتوں کی طرف خیال تک کرنا پسند نہیں کرتے ۱۸۶۸ء سے لیکر ۱۸۷۶ء تک نسبتاً کسقدر امن رہا۔ مگر مفسد بغاوت پر اور تھوڑا ہی عرصہ بعد جنگ روس کی چھڑ جانے پر یونانی بھائیوں کے اغوا سے عیسائیان کریٹ نے پھر شورش برپا کردی اور یونان کے ساتھ ملحق کردیئے جانے پر زور دینا شروع کردیا۔ یہ فساد ۱۸۹۷ء تک جاری رہا۔ اور انگریزی کونسلین متعینہ کریٹ ہی باغیوں کی طرفداری کرتے رہے۔ مگر پھر بھی گورنمنٹ عثمانیہ نے چشم پوشی کی۔ اور باغیوں کا قلع قمع کرنے کی جگہ بجز نرمی کیساتھ

برتاؤ کیا اور سمجھا یہاکہ اُن کو راہ رہنت پر لے آئی امداد اسکے بعد عیسائی رعایا کی بھبودی کیلئے وقتاً فوقتاً عیسائی گورنر بھی مقرر کرتی رہی۔ مگر شورش آرمینیا کے شروع ہونے پر ان نیکبختون نے تمام سابقہ احسانات فراموش کرکے پھر نائرہ فساد مشتعل اور مسلمان ہمسایون کو قتل اور ہلاک کرنے پر کمر باندھ لی چنانچہ یہ فساد کئی مہینون سے جاری ہے اور اب آخر کار نوبت یہانتک پہنچگئی ہے۔ کہ اُن مین شاہی افواج کے مقابلہ کرنیکی بھی جرءت پیدا ہوگئی ہے مگر انکو یا درکھنا چاہیے کہ آخر کار صبر و تحمل کی بھی کوئی حد ہوتی ہے جو اب تقریباً ختم ہوچکی ہے اور اگر وہ اسی تمردانہ روش پر قائم رہے تو ہکا قراراً نعمی ایسا بندوبست کیا جاویگا۔ کہ سر اٹھانے کی سکت باقی نہین رہیگی +

علیحضرت سلطان المعظم سے چشم پوشی کرچکے ہین۔ بلکہ ایسی چشم پوشی اور درگذر سے نتیجہ یہ کہ انکو اور بھی جسارت ہوگئی ہے اگر وہ بمصداق گربہ کشتن روز اول پہلے ہی اُن ان سرکشون کی کماحقہ گوشمالی کرتے اور عیسائی سلطنتون کی گیدڑ بھبکیون کی کوئی پروا نہ کرتے تو یہ آئے دن کے فساد مدت سے ختم ہوگئے ہوتے لیکن حضور ممدوح اگر اب بھی صولت و جبروت شہنشاہی سے کام لیکر ان لوگونکی ویسی ہی گوشمالی کرین جیسی کہ ۱۸۵۷ء مین رحمدل گورنمنٹ انگلشیہ کے مخیر طبع انگریزی عمال و فوج نے باغیان ہند کی کی تھی۔ یا روس اور آسٹریا پولینڈ اور ہنگری کی تو پھر بھی حالت موجودہ بہت کچھ سنور سکتی ہے +

اس مین شک نہین کہ عیسائی دول یورپ اور بالخصوص گورنمنٹ انگلشیہ پہلے تو بہت کچھ زور شور دکھائینگی مگر علیحضرت کو لازم ہے کہ انکی طفلانہ بایچون سے ہرگز نہ دبین بلکہ انکو کلہ بہ کلہ جواب دیکر ہمیشہ کیلئے انکی ایسی حوصلہ پست کردین کہ دست اندازی مداخلت کرنیکی جرات باقی نہ رہجاے +

اس جزیرہ کو مسلمانون (یعنے فاتحان عرب) نے پہلی دفعہ ۶۵۲ء میں فتح کیا تھا۔ مگر تھوڑی مدت کے قبضہ کے بعد پھر عیسائیون کے تصرف مین چلا گیا اور ۸۷۹ء تک انکے پاس رہا۔ جس سال اسکو ترکون نے فتح کرکے اپنے مقبوضات مین شامل کرلیا اُسکے پاس سلطنت کنیا کا ترکون کو ۲۴۲ برس محاصرہ کرنا پڑا تھا بہوسر کے زمانہ مین یہ جزیرہ بہت آباد تھا۔ اور اُسوقت اُس مین نوے بڑی بڑی شہر تھے۔ لیسوقت صرف تین یعنی کنیا۔ رحیمو اور قاریدیا ایسے شہر ہین جن کی آبادی پانچ ہزار سے اوپر ہے۔ کنیا صدر مقام کی آبادی پندرہ ہزار ہے +

چین مین بغاوت مسلمانان[1] چین کے شمال مغرب مین مسلمانونکی بغاوت پھر تازہ ہوگئی ہے اور انہون نے قصبہ کیاکو ان پر قبضہ کرلیا ہے +

یہ وہی بغاوت ہے جس کی نسبت عام افواہ اڑگئی تھی۔ کہ چینیون نے اُسے فرو کردیا ہے مگر عرصہ ہوا کہ ہم نے اس امر کی تردید کرکے لکھا تھا۔ کہ باغی محض موسم سرما کیوجہ سے اپنے اپنے گھرون مین واپس لوٹ گئے ہین اور چینی گورنمنٹ جو اپنی فوجی فسرونکو انعام و خطاب عطا کررہی ہے وہ صرف دنیا کو دھوکہ دینیکیلئے یا اپنی طفل تسلیوں کیلئے ہے

[1] گو اس مضمون مین براہ راست شرکی کی تعلق کوئی بحث نہین لیکن چونکہ اعلیحضرت کو بحیثیت خلیفہ کل روئے زمین کے مسلمانون سے علق ہے اسواسطے عہد حکومت کے کارنامون مین اسکا ذکر بھی ہوجانا چاہیئے۔ ملانوں کی ایک جماعت نے کی لاتی قوت کو مستعد ہوکر وہ آزادی و خود مختاری کیلئے کررہی ہے درج کردینا شاید نامونون نہ ہوگا۔ (مرتب)

مسلمان لوگ موسم بہار کے شروع ہوتے ہی پھر آمادہ کار زار ہو جائینگے چنانچہ پچھلے ہفتہ سے تا ہین اس امر کی برابر تصدیق کر رہی ہین۔ اور باغیونکی مسلسل کامیابی کی متواتر خبرین موصول ہو رہی ہین۔ اس موقعہ پر ہم مسلمانان چین کی نسبت کچھ تفصیلی حالات درج کر دینا مناسب خیال کرتے ہین۔ خاص چین مین مسلمانونکی آبادی زیادہ تر شمال شرقی اور جنوب غربی صوبون مین ہے وسطی صوبون مین مسلمان خال خال پائے جاتے ہین۔ یہ لوگ عرب اور ترکمان مسلمانونکی نسل مین سے ہین +

ناظرین کو غالباً معلوم ہوگا۔ کہ زمانہ وسطی مین ایشیا کی تجارت کا بہت سا حصہ عربون کے ہاتھ مین تھا۔ اور وہ نہ صرف خشکی ہی کے تاجر تھے بلکہ ہزارون کوس طے کر کے دور دراز ممالک سے بھی انہون نے تجارتی تعلقات قائم کئے ہوئے تھے۔ اسیوجہ سے حضرت سرور انام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانہ نبوت سے بہت پہلے عربونکی چین مین آمد و رفت جاری تھی چنانچہ جب سرور کائنات نے ممالک اجنبیہ کے بادشاہون کو دعوت اسلام کی تو اپنے ایک صحابی وہاب ابن ابی قبیحہ کو طائی سنگ فغفور چین کیطرف روانہ کیا جس نے صحابی موصوف کی بہت بڑی خاطر و تواضع کی اور گو خود مسلمان نہ ہوا۔ مگر انکو اسلام کی منادی کرنیکی عام اجازت دیدی۔ اسواقعہ کی تصدیق خود چینیون کی تاریخون سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت وہاب کو اپنے مدعا مین بہت کچھ کامیابی حاصل ہوئی اور چینیون نے مسلمانون کیلئے ایک مسجد بنوا دینے خدا پرست۔ خدا کی رضا کو تسلیم کرنیوالے) کا نام مقرر کیا۔ حضرت وہاب کچھ عرصہ چین مین اقامت گزین رہکر عرب کو واپس تشریف لائے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ خلافت مین قرآن کریم کی ایک جلد ہمراہ لیکر جو اُسوقت کتاب کی صورت مین جمع ہو چکا تھا۔ پھر دوبارہ عازم چین ہوئے۔ لیکن بندرگاہ کانٹن مین پہنچتے ہی عمر نے وفا نہ کی اور راہی ملک عدم ہو گئے۔ وہانکے نو مسلم چینیون نے انکو بڑی عزت و احترام سے دفن کیا اور انکی مزار پر ایک عالیشان مقبرہ تعمیر کیا۔ جو آجتک بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ فرانسیسی سیاح ایم ڈیری ڈمی تھیر سینٹ نے پرانے کتبون اور نوشتون کے حوالہ سے ان واقعات کی پوری پوری تصدیق کی ہے سیاح موصوف بہت مدت چین مین رہائش پذیر رہا تھا +

کانٹن کی مسجد جامع سے انکو ایک قدیمی نوشتہ نطائی زبان مین لکھا ہوا ملا جس پر مندرج تھا کہ:۔

"مغرب کے پیغمبر اعظم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ایک صحابی کو چین مین اشاعت اسلام کیلئے روانہ کیا۔ جسنے براہ سمندر یہانتک سفر کیا۔ وہ یہان چین مین فغفور کے دسوین سن جلوس کے آٹھوین ماہ کی پہلی تاریخ کو پہنچا۔ اور اپنے مذہب کی اشاعت کرنی شروع کی۔ الخ" +

پہلی صدی ہجری مین مسلمانان عرب کی طرف سے اور کوئی زبردست کوشش چین مین اشاعت اسلام کیلئے عمل مین نہ آئی۔ البتہ تجارتی تعلقات برابر قائم رہے۔ اور چین کے نو مسلم بھی آہستہ آہستہ اپنی تعداد کو بڑھاتے رہے۔ مگر دوسری صدی

کے شروع یعنے خلیفہ ابو جعفر عباسی کے عہد مین مسلمانون کو چین مین قدم جمانے کا ایک غیر مترقبہ موقعہ ملگیا آٹھوین صدی عیسوی کے پچھلے نصف مین ان لوشن چینی نے فغفور وقت کے برخلاف بغاوت شروع کردی۔ رفتہ رفتہ بغاوت نے اسقدر زور پکڑا کہ فغفور کو اپنی ہمسایون اور رفیق سلطنتون سے مدد طلب کرنی پڑی چنانچہ ایکطرف تو اسنے ترکستان کے ترکمانون سے مدد چاہی اور دوسری طرف خلیفہ ابو جعفر کو امداد کے لیے لکھا خلیفہ نے فوراً چار ہزار جری عرب سپاہی ۷۵۵ء مین چین کو روانہ کردیئے۔ جنہون نے جنوبی چین سے بغاوت کا نام مٹا دیا۔ اور بہر آخر کار وہین سکونت اختیار کرلی۔ اور چینیون سے ازدواجی تعلقات قایم کرلئے — انہی کی اولاد اور نو مسلم چین کے جنوب مغربی صوبون مین بکثرت موجود ہین اور انکے اپنے بڑے بڑے آباد شہر دوسرے مذہب والون سے بالکل الگ بنے ہوئے ہین۔ دوسری طرف ترکمانان ترکستان نے حسب درخواست فغفور سید واحد کی زیر کمان ایک جرار لشکر شہنشاہ مذکور کی امداد کیلئے روانہ کردیا جسنے تھوڑی ہی عرصہ مین شمال مشرقی صوبون مین بغاوت کو فرو کردیا۔ اور باغی دونون جانبون سے جری مسلمانون کے قابو مین آجانیکے باعث پے درپے شکستین کھاکر تتر بتر ہوگئے۔ اور بغاوت کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ مگر اطفائے بغاوت کے بعد جب سید واحد نے اپنے لشکریون کو وطن مالوف کو واپس جانے کیلئے کہا۔ تو انہون نے چین کی زرخیز زمین کو چھوڑکر ترکستان کے غیر آباد علاقہ مین جانا پسند نہ کیا۔ اور اسی اپنی زبان مین جواب دیا۔ کہ ترگن یعنی ہم یہین بھیجدیے رہتے ہین اسی دن سے انکا نام ترگن ہوگیا۔ جو بگڑتے بگڑتے ڈنگن بنگیا۔ پس اسطرح سے قلمرو چین کے دو حصون مین مسلمانون کے قدم اچھی طرح سے جم گئے +

اسکے بعد وقتاً فوقتاً مسلمان ترکمانون کی بڑی بڑی جماعتون کے چین مین آتے رہنے سے شمال مغربی علاقون مین مسلمانون کی تعداد دن بدن ترقی پذیر ہوتی رہی۔ اور خاصکر تیمور کے زمانہ مین انکی جمعیت خاصی مضبوط ہوگئی مگر ان علاقون سے وسطی یا جنوبی چین کیطرف آگے نہ بڑھے اور انکی آبادی وہین تک محدود رہی۔ دوسری طرف خلافت عباسیہ کے نیست و نابود ہوجانے پر نہ صرف عربون کی پولیٹکل طاقت بلکہ انکی تجارت بھی معدوم ہوگئی اور چین مین عربون کا آنا جانا بند ہوگیا۔ جس سے جنوبی چین کے قدیم عرب باشندگان کو اپنی جماعت کو مضبوط کرنے اور اپنا جتھا قوی کرنے کیلئے صرف موجودہ وسایل سے کام لینا پڑا۔ اور گو عرب مھاجرین کی آمد رک گئی مگر انہون نے چینی لوگونکو نو مسلم بناتے چلے جانے سے اس کمی کو پورا کرلیا۔ اور یہ تو سلسلہ کا سلسلہ اب بھی اس زور شور سے جاری ہے کہ اگرچہ نیسوین صدی کے آغاز و وسط مین مسلمانان چین کی تعداد تین اور چار کروڑ کے درمیان تھی مگر آج چینی ترکستان اور منگولیا کے علاوہ خاص چین مین ۷ کروڑ سے اوپر یعنے ہندوستان کے مسلمانون سے جہان کئی صدیون تک اسلامی حکومت رہی سوا کروڑ زیادہ مسلمان موجود ہین +

متعصبین کے لیئے

چین مین وعظ و منادی اور پیار و احسان سے اسلام کی روز افزون اشاعت ان کورنش عیسائی

پرنس گارچکوف



کافی نمدان شکن جواب ہے۔ جو شجاعت اسلام کا باعث صرف تلوار کو قرار دیتے ہین چین کے مسلمان بکلیہم سنت جماعت ہین وہ اپنی متانت اور راستبازی۔ جرءت و مردانگی اور سلیقہ و کفایت شعاری کے سبب تمام دیگر چینیون سے ممتاز ہین۔ ڈاکٹر مارٹن اپنی کتاب جغرافیہ چین مین لکھتا ہے۔ کہ چین کے مسلمان تقریباً سب کے سب نجیب النژاد ہین اور انکی دوکانون کو تحفظ پر ہلال کا نشان بنا ہوا ہوتا ہے۔ وہ بہت متواضع مخیر اور مہمان نواز ہین ماہ بھر مین ایک دفعہ تمام مسلمان اکٹھے ہوکر اپنی جماعت کے مساکین اور غربا کے لئے آپس مین چندہ جمع کرتے ہین۔ ڈاکٹر موصوف کیطرح تمام یورپین سیاح جنکو مسلمانون سے ملنے کا موقعہ ملا ہے انکی تعریف مین رطب اللسان ہین۔ ڈاکٹر اسینڈرسن لکھتے ہین کہ چینی مسلمان متنعم مند۔ قوی ہیکل سیانہ قد اور چست و چالاک ہوتے ہین۔ انکو سر کی پوشاک پگڑی دستار ہے۔ وہ اکثر غیر متعصب اور صلح کل ہوتے ہین اور انکی راستبازی اور دیانت داری مین تو مطلقاً کوئی کلام نہین۔ شجاعون مین جو اوصاف ہونے چاہئین وہ اُن مین موجود ہین صنو یونان کے مسلمان ایک دفعہ شاہی افواج کے ساتھ ایک تنگ میدان مین جنگ کر رہے تھے۔ مغربی تبت کا راستہ اسی میدان مین سے گذرتا تھا۔ عین لڑائی کے موقعہ پر ایک قافلہ تبت کو جاتا ہوا میدان کے قریب آپہنچا مسلمان جرنیل نے قافلہ کو گذر جانے کیلئے فوراً اپنی حملہ کو ملتوی کر دیا۔ چینی رعایا چینی ماندرین (حکام) کی نسبت مسلمان ماندرین کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ اسکا بیان ہے کہ مسلمان حکام زیادہ خدا ترس اور زیادہ منصف مزاج ہوتے ہین۔ مگر بدقسمتی سے مسلمان حکام گورنمنٹ کے صیغہ ملازمت مین بہت تھوڑے ہین۔ چینی حکام مسلمانون پر بہت سختی کرتے ہین۔ اور یہی اصل وجہ ماندرین کی آرڈین انکو ہر وقت لوٹتے رہتے ہین۔ پھر بھی انکی متقیانہ روش زندگی اور صبر و تحمل سے اُن کی دولت و تعداد مین دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے تمام یورپین سیاح بڑے تعجب سے لکھتے ہین کہ چین مین موجودہ صدی کے دوران مین اسلام نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ حقیقی مسلمان شراب افیون کے نزدیک نہین پھٹکتے اور سوائے حلال جانور کے اور کسی جانور کا گوشت نہین کھاتے۔ شریعت محمدیہ کے بڑے پابند ہین اپنی اولاد اور مستورات کو عربی کی بھی تھوڑی بہت تعلیم دیتے ہین۔ اکثر قرآن شریف کو چینی زبان مین تلاوت کرتے ہین۔ تلاوت کلام مجید کا وہ سقدر شایق ہین کہ علی الصباح اسلامی قصبات مین سے گذرنے سے کوئی مکان ایسا نہین پایا جاتا۔ جہان سے قرآن شریف نہ پڑھا رہا ہو۔ دلیری و جراءت آزادروشی۔ اور خوش سلیقگی مین دوسرے چینیون سے وہ بہت بڑھے ہوئے ہین چینی فوج مین اگر کوئی رجمنٹ یا جرنیل کام کا ہے۔ تو صرف مسلمان جرنیل اور رجمنٹین ہی ہین اور بھینہا انہی جرنیلون اور فوجون نے آخری وقت پر چین کو دشمن کے پنجہ سے چھوڑایا ہے چینی مسلمانونکی شجاعت و مردانگی کے دو بوعث بیان کئے جاتے ہین ایک تو وہ مسکرات سے بدرجہا تم محترز رہتے ہین۔ اور دوسرے عربی اور ترکی بہادرونکی برابر سے نسل سے ہونے یا اُن بہادرونکے خون کی آمیزش کی وجہ سے ان مین بھی عربون اور ترکون کی شجاعت سلسلہ وار موجود ہے۔ تیسری بہت بہاری وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ جبوقت سے چینیون نے مسلمانونکو دبانا اور اُنپر سختی کرنا شروع کیا ہے اُسی دن سے

مسلمانون کو اپنی بچاؤ کے لئے مستعد ہوشیار رہنا لازمی ہوگیا اور اس ظالمانہ جبر و تعدی اور اہلیت کو شتون سے بچائے رب جا سکے انکی عرق حمیت اور زیادہ مشتعل اور انکا خون ہاشمی اور کمانی بجوبی موجزن ہوگیا ہی انہین ظلم ستے تنگ آکر ۱۸۲۰ء مین جہانگیر خواجہ نے علم بغاوت بلند کیا جو آٹھ برسون کی متواتر کوششون اور سرگرمیون کے بعد چینی گورنمنٹ بمشکل فرو کر سکی۔ پھر انیسویں صدی کے وسط مین جنوبی چین کے منغولیا کے مسلمانون نے چینی ظالمون کی زیادتیون سے ناچار ہوکر بغاوت شروع کی جو کئی برسون کی مسلسل لڑائیون کے بعد چینی گورنمنٹ نے ۱۸۵۶ء مین فرو کیا۔ اس بغاوت مین مسلمان ایسے جان توڑ کر لڑے کہ جب تک تقریباً کل قابل جنگ مسلمان قتل نہ ہوگئے انکا خاتمہ نہ ہوا۔ اسکے بعد چینی ترکستان کے مغربی حصہ مین ترکی عاملے ۱۸۶۳ء مین چینی فوج کو تتر بتر کرکے زیر حکومت یعقوب بیگ مرحوم اپنی ایک علیحدہ خود مختار بادشاہی یا قندکا شغر مین قائم کرلی۔ اور یعقوب بیگ کی تدبیر و دانائی اور شجاعت اور مردانگی سے اس نئی سلطنت نے اسقدر نمو حاصل کرلی۔ کہ گورنمنٹ روس اور ٹرکی نے اسکو خود مختار سلطنت تسلیم کرلیا۔ گورنمنٹ ہند نے ۱۸۷۰ء مین فورسائیتھ کمشنر جالندہر کو خاص سفیر مقرر کرکے والی کاشغر سے معاہدہ دوستی کرنے کیلئے یارقند روانہ کیا۔ ادہر امیر یعقوب بیگ نے علیحضرت سلطان عبد العزیز مرحوم سلطان ٹرکی کی خدمت مین اپنا خاص ایلچی روانہ کرکے التجا کی کہ اس قدیم مملکت کو خلافت کے زیر سایہ لیا جاوے۔ اور اس ایلچی کے روانہ کرنے سے پہلے ہی اس نامور غازی نے سکہ و خطبہ خلیفۃ المومنین کے نام سے اپنی مملکت مین جاری کردیا۔ مگر مسلمانونکی بدقسمتی سے وہ دنیا کے سلاطین باکم انکم اسلامی سلطنتون کو آپس مین متفق کرنے کے مدعا مین ابھی کامیاب نہیں ہوئے تھے کہ ۱۸۷۶ء مین دہر جنگ روس و روم شروع ہوگئی جسکا نامراد خاتمہ ایک عہد نامہ کے ۱۸۷۸ء کے شروع مین ہوا۔ اور دوسرے طرف ۱۸۷۸ء مین امیر موصوف چینی فوج سے نبرد آزمائی کرتے وقت بندوق کی گولی سے شہید ہوگئے۔ اور انکی شہادت کے بعد رفتہ رفتہ ہی تمام ملک پر سترہ برس کے متواتر کشت و خون اور لڑائی جھگڑے کے بعد چینیون کے قبضہ مین چلا گیا۔ ان تمام مذکورہ صدر بغاوتون مین مسلمانونکی ناکامیابی کی بڑی وجہ تھی۔ کہ تمام مسلمانون نے متفقہ کوشش کی کبھی ایک طرف سے مسلمانون نے ظالمونکا جوا کندھے سے اتارنیکی کوشش کی تو دوسری طرف کے مسلمان بوجہ لاعلمی دیگر اس زمانہ مین خبر رسانی کے وسائل بہت محدود بلکہ ناپید تھی یا عدم توجہی سے غافل بیٹھے رہے۔ اور چینیونکو اپنا سارا زور باغیونکی سرکوبی مین صرف کرنیکا موقعہ ملگیا۔ لیکن اب معاملہ دگرگون نظر آتا ہے اور چین کے کل مسلمان عنقریب اس کوشش مین متفق و یکدل ہوکر کارروائی کرینگے۔ کیونکہ اس سے چند برس پہلے مسلمانان چین کو بوجہ لٹریچر کے لحاظ سے اپنا وجود تک قایم رکھنا مشکل ہو رہا تھا لیکن پچھلے چند برسونکے واقعات نے مدبران عالم کو بتا دیا ہے۔ کہ چینی مسلمان بہت کچھ کرسکتے ہین۔ ڈاکٹر مارٹن کی رائے ہے کہ وہ آخر کار ایک ایک دن چین کے حکمران بنجائینگے۔ فرنسیسی سیاح تھیرسینٹ لکھتے ہین کہ بدھ مذہب اور حکیم کنفیوشس کا مذہب بمقابلہ اسلام کمزور ثابت ہوا ہے۔ اور چینیونکو دلونمین[1] دونون مذہبونکی بنیاد چندان مضبوط نہین ہے حسرت مذہبی لوگ

[1] ایک روایت ہے کہ جب ان نے کسی حکمراں ملازم کی معرفت انگور ہدیہ بھیجا تھا

انکے پابند ہیں۔ باقی رعایا کے لوگ صرف رواجاً اسپر اعتقاد رکھتے ہیں جسلئے وہ سلام کی خوبیوں کو دیکھتے ہی فوراً اسپر مائل ہو جاتے اور بطیب خاطر اسکو قبول کر لیتے ہیں۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مسلمانوں کی موجودہ بغاوت کا نتیجہ کیا ہوگا مگر تمام علوم میں پیشینگوئی عام ہے کہ موجودہ خاندان شاہی عثمانی کے بعد سلطنت مسلمانوں کو قبضہ میں چلی جائیگی جسکو سوا شاہی دربار کے اور کل اہل لوگ دلسے تسلیم کرتے ہیں مگر یہ انسائیکلوپیڈیا (یعنے انسائیکلوپیڈیا کالان) میں پیشینگوئی کا ذکر مندرج ہے۔ اور اگرچہ اس ترقی یافتہ اور حریت پسند زمانہ میں پرانی روایتوں اور پیشینگوئیوں پر چندان یقین نہیں کیا جاتا لیکن پھر بھی عوام پر جو کچھ اپنا اثر پڑتا ہے وہ دانا دل سے پوشیدہ نہیں ہے +

ناظرین کو یہ معلوم کر کے شاید کسی قدر تعجب ہوگا کہ دنیا کا ہوقت کوئی ایسا حصہ نہیں جہاں مسلمان حسب اقتضائے وقت و مصلحت ملکی اپنی حالت درست کرنے باغیر قوم کی آنکھ سے نکلنے کیلئے تعلیمی جنگی ہر زمانہ کر رہے ہوں یا دیگر قومیں انکی آزادی کو چھیننے اور پیشقدمی کو روکنے کیلئے سر توڑ کوشش نہ کر رہی ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں (واقعہ سوڈان) اوجادیان مالیند والوں کی ماتحتی سے نکلنے۔ جزائر فلپائن کے مسلمان ہسپانیہ سے آزاد ہونے مسلمانان پرسیا پینیوں کی حکومت سے آزاد ہونے کیلئے۔ سوڈان۔ مغربی و شرقی و وسطی۔ قصہ مختصر کل فریقہ کہ مسلمانان یورپین کی دستبرد سے بچنے اور انکو حملوں کو روکنے کیلئے ٹرکی اور افغانستان و ایران اپنی طاقت درست کرنے اور یورپینوں کی یورش سے محفوظ رہنے کیلئے۔ ہندوستان کے مسلمان دیگر معاصر قوموں کے ہمپلہ بننے کیلئے اور اکثر تو مسلم یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام کیلئے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ اور اسیطرح مخالف فریق مخالفت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہے ہیں اس امر کی پیشینگوئی صدیوں سے ہو چکی ہے۔ اور وہی پیشینگوئی حوصلہ بخشتی ہے کہ مسلمان آخر کار کامیاب ہو سکے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْغَیْبِ +

مسلمانوں کی حالت جزیرہ سوماٹرا میں مصر کے نامور اخبار "الموید" نے اپنے ایک کارسپانڈنٹ کی طویل و مسلسل چٹھی شائع کی ہے جو ۱۹ شوال ۱۳۱۴ھ کو دہلی سے لکھکر بھیجی گئی ہے۔ کارسپانڈنٹ کا نام سید یوسف الدین یمنی ہے۔ جو چٹھی کی تحریر کے وقت دہلی میں موجود تھا۔ نامہ نگار مذکور نے جزیرہ جاوا اور جزیرہ سوماٹرا کا حال میں سفر کیا ہے اور اُن ملکوں کی کیفیت کا اور وہاں کے مسلمانوں کی جو حالت ہے اُسکا نہایت مفصل ذکر اپنی چٹھیوں میں لکھا ہے جزیرہ جاوا کے حالات میں جو چٹھی اسنے لکھی ہے اُسے پہلے "الموید" میں شائع ہو چکی ہے اور جزیرہ سوماٹرا کے حالات کی چٹھی "الموید" کے تین مسلسل پرچوں میں چھپی ہے جو ۲۸-۲۹ اور ۳۰ اپریل ۱۸۹۶ء کو چھپکر شائع ہوئی اس چٹھی کا خلاصہ ہم ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ تاکہ ہندوستان کے مسلمانوں کو معلوم ہو کہ انکے

ہسپانیہ سے آزاد ہو کر ۱۴۹۲ء میں موسوم بہ عہد سجات تسخیر امریکہ کے تابع ہو گئے۔ گورنمنٹ انگریزی اور دیگر بھی بابت سلطان المعظم

یہ مضمون بھی اسی خیال سے درج کیا جاتا ہے۔ جس خیال سے چین کے مسلمانوں والا لکھا گیا ہے (مولف)

ہم قوم اور ہم مذہب بھائیوں کا جو ہندوستان سے دور ایسی گورنمنٹ کے تحت میں جو ظالم اور بیدار اور متعصب ہے کیا حال ہے؟ اور انکو معلوم ہو کہ بہ نسبت دیگر یورپین حکومتوں کے جو کرۂ زمین کی مختلف نوآبادیوں کی حکمران ہیں برٹش گورنمنٹ مسلمانوں کے حق میں بفضلہ رحمت ہے وہو ہذا:-

سوماٹرا[1] بہت بڑا جزیرہ ہے جس کے جنوب مغرب میں سمندر (بحر ہند) موجزن ہے اور شمال مشرق میں سیام کی سلداری اور انگریزوں اور ہالینڈ والوں کی حکومت ہے +

اس جزیرہ میں بڑی بڑی دریا ہیں جن میں مدوجذر رہتا ہے اور انمیں بہت دور تک جہاز چلتے ہیں ان میں سے بعض دریا دو کوس کا اوسط عرض رکھتے ہیں۔ جزیرہ کے بیچ میں بہت سے بلند پہاڑ ہیں۔ اور انمیں سونا چاندی سیسہ بسیمتھ الماس اور پتھر کے کوئلے کی کانیں ہیں۔ اور ان میں سے اکثر کانیں آچین اور پیکو اور اکر نواح میں ہیں۔ میں نے خود ان کانوں کو دیکھا ہے۔ سعد نباتات کے علاوہ اسکی پیداوار میں عود کی خوشبودار قیمتی لکڑی بھی ہے۔ روٹی کا درخت جسکو انگریزی میں بریڈ فروٹ ٹری کہتے ہیں۔ اور جزیرہ کی زبان میں سکور بیا کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں کثرت سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ درخت کھجور کے درخت سے بہت مشابہ ہے۔ اسکی تنہ کو چیرتے ہیں اور برادہ کو پانی سے دھو کر صاف کرتے ہیں۔ جو دس دن میں درست ہوتا ہے۔ اسد درخت کو بونے کے بعد تین برس تک اسبات کی ضرورت رہتی ہے۔ کہ اسکے آس پاس کی گھاس چھیلتے رہتے ہیں۔ اور سقدر مت گذرنے کے بعد اسکو صرف ہاتھیوں سے بچانا پڑتا ہے۔ دس برس کے بعد یہ ممکن ہے کہ ہر سال جتنا بو دیں اتنا کاٹیں۔ کیونکہ اسکی نسل کثرت سے پھیلجاتی ہے یہ درخت ان طرف میں بہت اور شروت کا بڑا ذریعہ ہے +

خشکی کے تمام جانور اس جزیرہ میں ملتے ہیں جیسے ہاتھی گینڈا۔ شیر وغیرہ اور گھوڑے کی بہت سی قسمیں اور بعض عجیب و غریب حیوانات اور پرندے بھی ہیں۔ بہت سے بن ہیں جن سے جزیرہ کے اطراف بھرے ہوئے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے اونچے درخت ہیں اور سرخ لکڑی کی کثرت سے ملتی ہے۔ ان سرسبز و شاداب جنگلوں میں برابر مارش ہوتی رہتی ہے اعلےٰ قسم کے تمباکو کی زراعت بھی ہوتی ہے اور مختلف قسم کا قہوہ اور چاول بھی اس ملک میں پیدا ہوتا ہے پیداوار کی کثرت سے یہ ملک اس قابل ہے کہ اسمیں تجارت کی گرم بازاری ہو +

باشندوں کی مردم شماری کی تحقیق نہیں ہوئی۔ انکی عادتیں اور انکے رنگ مختلف ہیں۔ ان میں اکثر مسلمان ہیں اور ان میں تھوڑے سے باشندے ایسے وحشی ہیں جو کسی مذہب کے قائل نہیں ہیں انکے قبیلے انکے رنگ

---

[1] اس جزیرہ کا رقبہ ایک لاکھ بچیس ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۳۰ لاکھ کے قریب ہے۔ خط استوا اس جزیرہ کو درمیان سے گذرتا ہے۔ انکا عرض شمالی دو درجہ ۴۰ دقیقہ اور عرض جنوبی ۶ درجہ ہے۔ طول بلد ۹۵ درجہ ۲۰ دقیقہ ہے +

انکے رواج مختلف ہین. لیکن سب کے سب مسلمانون کے مطیع اور محکوم ہین +

جب مین سوماٹرا مین پہنچا تو اُسوقت وہان کا سب سے بڑا حاکم سید قاسم بن محمد بن شہاب الدین تہا جو سلطان عبد الجلیل سیف الدین کے لقب سے مشہور تہا۔ اُسکے خاندان کی ابتدا حضرموت سے ہی جو یمن کا مشہور شہر ہے۔ سلطان قاسم دار الحکومت شہر سیاک مین تہا جہاز بے تکلف ایک بڑی دریا مین ہوکر دار الحکومت تک پہنچتے ہین۔ حالانکہ وہ سمندر سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس دریا کی بہت سی شاخین پہوٹ پہوٹ کر جزیرہ کے بالائی اطراف مین پہیل جاتی ہین۔ اور انہین شاخون کے ذریعہ سے بہت سی کشتیان شہر سیاک سے بندی جزیرہ پر چڑھ جاتی ہین۔ بہت سے صوبے جو شہر سیاک کی گورنمنٹ کے ماتحت ہین۔ مگر اندرونی معاملات مین ہر ایک رئیس خود مختار ہے +

سوماٹرا ابتدائے اسلام سے اُسی حال پر رہا یہانتک کہ ہالینڈ کی گورنمنٹ نے مشرق مین نو آبادیان بنانی شروع کین اور سوماٹرا مین اپنی تدبیرون اور فریبون کا جال پہیلا دیا۔ سب سے پہلے ہالینڈ والون نے سید قاسم کے جو سلطان قاسم کا بہائی تہا اپنے داؤ مین لانا چاہا۔ اور سیاست مین کوشش کی کہ چین کی حکومت اُسکے ہاتہہ سے نکل جائے۔ لیکن باوجود اسکے کہ انہون نے آچین کے باشندون اور سلطان قاسم کے درمیان ناراضی اور تفرقہ پیدا کردیا تہا۔ اپنے منصوبہ مین ناکام رہے +

اسکے بعد قوم ڈچ نے سلطان قاسم کو اپنے قابو مین لانا چاہا۔ اور اسکو مخدرات پینے کا عادی کردیا جس سے اسکی عقل تباہ ہوگئی۔ اور اخلاقی دلیری جاتی رہی جب انہون نے دیکھہ لیا کہ انکا وار خالی نہین گیا اور انکی تدبیر چل گئین تو اُس سے جسطرح چاہا اپنا کام نکال لیا +

مین نے اس مہیب اور خطرناک حالت مین اسکو دیکہا ہے اُسی حالت مین جبکہ سلطان مسلوب الحواس اور بیعقل تہا ہالینڈ والون نے اس سے ایک معاہدہ پر دستخط کرالئے جسکا مضمون یہ تہا۔ کہ اس دریا کے کنارے جسپر شہر سیاک واقعہ ہے جسقدر افیون کاشت ہوتی ہے اسکا ٹہیکہ اہل ہالینڈ کو ۱۵ روپیہ یا ہوار پر دیا گیا۔ حالانکہ اس دریا کے ساحل پر بعض قصبون مین افیون کی کاشت ہوتی ہے انمین پندرہ ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوتی ہے اور اس مین ذرا بھی مبالغہ نہین +

اسکے بعد ہالینڈ نے سلطان سے ایک معاہدہ کیا۔ جس سے اسکی حکومت کا بہت بڑا حصہ اسکے ہاتہہ سے نکل گیا اور ملک کا تہوڑا سا حصہ جو اسکے پاس باقی رہا اُسپر بہی اُسکی حکومت برائے نام رہگئی۔ اور اس وقت سے سلطان بالکل احمق یا جانور کی مانند ہوگیا۔ جس مین عقل حیوانی تو ضرور ہوتی ہے۔ مگر جو بات اسکو سکہائی جاے وہی اسکی زبان سے نکلتی ہے۔ سلطان اسی افسوسناک حالت مین گونگا ہوگیا۔ اور ایک مدت تک گونگا رہکر مرگیا۔ جسوقت

اسکے بعد مجھکو سیام میں ایک سیام میں سلطان کے بہائی سے ہالینڈ والون نے اسکو ڈیسید جس کو جو شکوہ ولوہ کو لقب سے پکارا جاتا تہا تخت پر بٹہایا۔ یہ بہی اپنے بہائی کی مانند سوماٹرا کے دار الحکومت پر حملہ کرکے اور اپنے چچیرے بہائی طاہر الدین کو گرفتار کرلیا اور اسکو زہر دیدیا جسکے بعد اسکا بیٹا ۔۔۔۔۔ بہی ۔۔۔۔۔ ہوگیا

حاکم تہا پر پہنچے اور اس ظلم کی شکایت کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو ہاسہامال وزیر ہی انکے پاس تہا انکے ہاتہہ سے نکلگیا اسکے بعد وہ جزیرہ ٹالیس × × × × × × کو واپس چلے گئے +

سلطان حسن کے بعد اسکے بہائی سید ہاشم کو جو سلطان قاسم مرحوم کا سب سے چہوٹا بیٹا تہا۔ اہل ہالینڈ نے مسند حکومت پر بہٹہایا۔ اور سلطان عبد الجلیل سیف الدین کے لقب سے اسکو ملقب کیا۔ جو اسکی مالکا لقب تہا۔ جزیرہ کی زبان مین اسکا لقب تفکوتہہ کہا گیا۔ تفکو کا لفظ انکی زبان مین ایسا ہی ہے جیسے اہل یورپ کے نزدیک لفظ پرنس ہے۔ اور جو سلطان کے قریبی رشتہ دارون پر بولا جاتا ہے +

مین نے اس سلطان کو سنگہا پور کے ہوٹل مین جو ڈی رف کی نام سے مشہور ہے۔ بچپن کی حالت مین دیکہا تہا۔ اور مین نے سنا تہا کہ وہ نہایت ذکی اور ہوشمند اور دلیر ہے۔ مین دعا کرتا ہون کہ خدا اسکو دشمنون کے شر سے محفوظ رکہے +

جزیرہ مذکور پہلے سیاک کی گورنمنٹ کے قبضہ مین تہا۔ اور اب ہالینڈ والون کو جبریہ تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے اسکا رقبہ سنگہا پور کے رقبہ سے بہت بڑا ہے۔ اور دریائے سیاک کے دہانہ پر واقعہ ہے اسسے پیشتر کہ ہالینڈ کی گورنمنٹ نے سیاک کی حکومت کے بہت سے حصے دبالئے انکی طرف سے ایسرائے اس جزیرہ مین رہتا تہا۔ جو سوماٹرا کے اس حصہ پر حکمران تہا جسپر ڈچ گورنمنٹ اپنا تسلط کر چکی تہی +

اسکے بعد ہالینڈ کا وایسرائے شہر ویلی مین رہنے لگا۔ اور اسوقت سے یورپ کے لوگ تمباکو کی کانشت کیلئے کثرت سے آنے لگے۔ یہانتک کہ فقط تمباکو کی کانشت کیلئے جو کہیان قایم ہوئین۔ انکی تعداد ۵۰ تک پہنچگئی۔ یہ اطلاع مجہکو مسٹر فلکر سے حاصل ہوئی جسکے پاس سپہرا ہوا تہا۔ مسٹر فلکر نے مجہکو تمباکو کا کہیت اور تمباکو کو کارخانے دکہائے جن مین سے ہر ایک کارخانہ کی حفاظت و سعت اور کثرت کا۔ دبار کے ایک صوبہ کی گورنمنٹ کو برا رہتا۔ وہ منحوس معاہدہ جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ اور جسکے سبب سے سوماٹرا کا بہت بڑا حصہ سیاک کی حکومت سے نکل گیا ہے کی شرائط کے بموجب مشہور اور زرخیز بندرگاہ معہ اسکے تمام ملحقات اور متعلقات کے ہالینڈ والون کے قبضہ مین آگئے۔ ان مین سے بعض بندرگاہون مین بہت سی عمارتین ہین +

معاہدہ کی دفعات مین پانچ بندرگاہ وارد ہین جو درحقیقت نہین ہین کوئی نہین ہے ایک بندرگاہ جاتوبرا ہے اور وہ سمندر کے کنارہ پر بہت بڑا شہر ہے اور اس مین جہاز دنکا لنگرگاہ نہایت خوشنما اور شاندار ہے اور اس مین زراعت کی بہت سی کمپنیان ہین +

بندرگاہون کے نام لینے اور انکا ذکر کرنے سے یہ کہانا مقصود ہے کہ ان مشہور اور زرخیز بندرگاہون مین سے ہر ایک کی حکومت کے معاوضہ مین اہل ہالینڈ نے بجارہ سلطان کو کیا کیا روپیہ یا اور چیزین دین سلطانی جب

یا خزانہ میں داخل نہیں ہوا بلکہ اُس قرضہ میں۔ سمایا کو دیا گیا جسکی نسبت مشہور ہے کہ سلطان نے کسی ضرورت کے وقت اپنے ملک سے لیا تھا۔ اور اگر سچ پوچھو تو اصلی معاوضہ بند رگاہوں کی حکومت کا وہ مخدرات ہیں جنکا ذکر اوپر گذر چکا ہے +

اس سے پیشتر کہ اہل ہالینڈ نے سوماٹرا پر قبضہ کیا۔ اس جزیرہ کے تمام سردار جدا جدا حکومت کرتے تھے اور ہر ایک حاکم سلطان کے لقب سے مشہور تھا۔ اہل ہالینڈ نے موقعہ پاکر سلطان سیاک کی مخالفت پر انکو اکسایا۔ جو انکا مذہبی سلطان تھا اور جس کیطرف سے وہ سردار بطور نائب کے سمجھے جاتے تھے۔ سلطان سیاک نے چاہا کہ ان سرکش اور باغی سرداروں سے جنگ کرے۔ لیکن ہالینڈ کی گورنمنٹ نے سلطان کو لکھا کہ خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا تم عربی نسل سے ہو اور ہم ایشیائی اس ملک میں اجنبی ہیں اور وہ سردار اس ملک کے باشندے ہیں۔ اسلئے وہ ہر حال میں تم سے زیادہ حکومت کے حقدار ہیں۔ ڈچ گورنمنٹ جو انصاف پرست ہے ان سرداروں کی مدد کریگی جو تمہاری برخلاف بغاوت کا علم بلند کرتے ہیں +

اسکے بعد ڈچ گورنمنٹ نے سلطان کو اشارہ کیا۔ کہ اپنے مخالف اور باغی سرداروں سے سختی کیساتھ انتقام لے اور انکو گرفتار کرکے اہل ہالینڈ کے حوالہ کرے تاکہ وہ انکو نہایت سخت سزا دیں سلطان کی عقل اور اسکے ہوش و حواس جب تک درست تھے انکی نصیحت مانی سے برابر انکار کرتا رہا۔ مگر جب اہل ہالینڈ کا داؤ چلگیا اور سلطان پر اچھی طرح قابو پا گئی۔ اُسوقت انکی مراد پوری ہوئی اور وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہوئے +

اس سے پیشتر اہل ہالینڈ اپنے مراسلات اور تحریروں میں سلطان سیاک کو سوماٹرا کا امیر لکھتے تھے لیکن آج وہ اپنے گھر پر بلکہ اپنی ذات پر بھی حکمران نہیں ہے +

ہمارے ناظرین پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ جزیرہ سوماٹرا حقیقت میں دولت عثمانیہ کا مطیع اور محکوم ہے۔ فقط اس لحاظ سے نہیں کہ وہ تمام بلاد اسلامیہ کیطرح سلطان روم کو اپنی مذہبی پیشوا سمجھتا ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ سلطان سلیم نے جیسا کہ سکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ جزیرہ سوماٹرا کو فتح کیا تھا۔ میں نے خود آچین میں سلطان سلیم کی قلعہ شکن توپیں دیکھی ہیں جنپر سلطان کا نام منقوش ہے۔ مگر یہ بات کسے سننے سے ہر شخص کو افسوس ہوگا کہ اہل ہالینڈ نے جبکہ میں نے اُس مصیبت زدہ ملک کو چھوڑا اُن توپوں کو یکر گلا لیا۔ اور دولت عثمانیہ کے آثار اس ملک سے یکقلم محو کر دیئے۔ سو قطعہ کی شہادت اس جزیرہ کے باشندے دے سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ بہت مدت کا واقعہ نہیں ہے +

میں آچین کے سرداروں سے اور انکی بڑی سلطان سے ملاقات کر چکا ہوں اور وہ سب اقرار کرتے ہیں کہ ہم دولت عثمانیہ کو نائب ہیں اور سلطان روم کی اعلیٰ حکومت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہ یہ بات پر تعجب کرتے ہیں کہ سلطان روم کیوں اور کیسے خاموش ہیں اور سوماٹرا کے مسلمانوں کیطرف سے کیوں بے پرواہ ہیں۔ سلطان سیاک نے بھی اسی شکایت کی سوماٹرا کے مسلمانوں نے سید عبد الرحمن بن محمد نامی کو اسی غرض سے قسطنطنیہ بھیجا تھا تاکہ دولت عثمانیہ کو حال

پر متوجہ ہوا اور اُن مظلوم باشندون کی فریاد رسی کرے۔ جو جزیرہ سوماٹرا مین اہل ہالینڈ کے ظلم وستم سے تنگ آگئے ہین +

سنگاپور کے ایک معزز رئیس نے مجھکو وہ خطوط اور تحریرین دکھائین جو آچین کے تیسرے داروغہ نے جبکہ وہ اہل ہالینڈ سے جنگ کر رہے تھے۔ اس رئیس کے پاس بھیجی تھین اُن خطوط اور مراسلات مین اُن سختیون اور تکلیفون کا ذکر تھا۔ جو اہل ہالینڈ کے ہاتھ سے اُنکو جھیلنی پڑین۔ اور یہ بھی ذکر تھا کہ ہماری دلی تمنا یہ ہے کہ دولت عثمانیہ اپنی طرف سے کوئی حاکم ہمپر مقرر کرے۔ روپیہ کی جسقدر ضرورت ہو (جنگ کیلئے یا انتظام کیلئے) ہمارے پاس موجود ہے۔ اور سلطین مسلمان سلطان کی رعیت بننے کیلئے تیار ہین۔ اُن خطون اور تحریرون پر چھ معزز سردارونکے دستخط تھے۔ اُن مین سے بعض کو مین خود جانتا ہون +

سنگاپور کے ایک باشندے نے جو میرا دوست تھا مجھ سے بیان کیا کہ وہ تمام خطوط اور تارین قسطنطنیہ مین صدارت عظمیٰ کے نام بھیجی گئین تھین۔ اور بھیجنے والا وہی میرا معزز دوست تھا۔ جو سنگاپور کا رہنے والا ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ماہ کے بعد وہ سنگاپور مین کنسر شریٹ سٹیمر کی عدالت مین طلب کیا گیا۔ حاکم نے اُس سے دریافت کیا کہ صدر اعظم کے نام تمنے خط بھیجا ہے۔ اُسنے کہا ہان۔ حاکم نے کہا کہ صدر اعظم نہین چاہتے کہ اپنے بلند مرتبہ سے تنزل کرین اور تم جیسے جنبی شخص کی تحریر کو قبول کرین اسلئے صدر اعظم نے تمہاری تحریر کو قسطنطنیہ کی ڈاکخانہ مین واپس بھیجدیا اور چونکہ سپرد صدارت عظمیٰ کا نام تھا۔ اس لئے ڈاکخانہ والون نے وہ لفافہ ہمارے سفیر کے پاس بھیجدیا۔ اور اس نے گورنمنٹ بٹاویا کے نام یعنے ہمارے پاس بھیجدیا +

اسکے بعد حاکم نے کہا کہ رسید پر دستخط کرو۔ اور یہ اپنا لفافہ لے جاؤ۔ میرے دوست نے رسید پر اپنے دستخط کردیئے اور لفافہ کو واپس لاکر غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ مہر توڑ کر خط نکالا گیا ہے۔ مگر خیر گذری کہ اس مین سے کوئی کاغذ گم نہین ہوا تھا۔ میرے دوست نے وہ لفافہ کچھ دنون تک اپنے پاس رکھا۔ یہانتک کہ عثمان پاشا سنگاپور مین آیا۔ جو جہاز ارطغرل کا کپتان تھا۔ اُسوقت وہ تمام کاغذات پاشائے ممدوح کے سپرد کردیئے اس امید پر کہ وہ بابعالی کو اپنی معرفت بھیجدیگا۔ مگر کچھ معلوم نہین کہ وہ کاغذات عثمان پاشا نے بابعالی مین بھیجدئے۔ یا اسکے جہاز کیساتھ سمندر مین غرق ہوئے۔ حالانکہ یہ بات ہمارے دوست کیلئے نہایت آسان تھی اگر دولت عثمانیہ انکی حال پر التفات کرتی ہے تو آچین کے مسلمانون کی طرف سے بابعالی مین چند مندوب (وکیل) روانہ کئے جاتے ہ

ہالینڈ کی حکومت نے جزیرہ سوماٹرا کے مسلمانون سے جو لڑائیان کین اور تمام جزیرہ پر مکر و فریب کے جال پھیلا دیئے اسکا سبب یہ تھا کہ انڈیا مین انگریزون مین اس سے پیشتر ایک معاہدہ ہو چکا تھا جسکے رو سے اہل ہالینڈ

نے کیپ کالونی (راس امید) اور جزیرہ لنکا اور جزیرہ نما ملایا کو انگریزوں کے لئے چھوڑ دیا تھا اور انگریزوں نے اسکے عوض مین جزیرہ سوماٹرا پر حملہ کرنے اور فتح کرنیکا اختیار اہل ہالینڈ کو دیدیا تھا چنانچہ اسوقت سے لیکر پچیس برس تک اہل ہالینڈ آچین کے مسلمانون سے برابر لڑتے رہے اور اہل اسٹیٹ کے مکر و فریب سے مسلمانون نے بہت صدمے اٹھائے اور بہت تکلیفین جھیلین +

اہل ہالینڈ اور اہل آچین کے درمیان جو واقعات پیش آئے انکی تفصیل کرنا مشکل ہے مگر ایک نہایت پوشیدہ اور نہایت نازک واقعہ ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین۔ اور جو نہایت صحیح و یقینی ہے اور اس عجیب واقعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانان سوماٹرا کے برباد کرنے مین اہل ہالینڈ نے کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا +

واقعہ یہ ہے کہ قوم لچ کی نوآبادیون کے حاکم اعلیٰ نے دیکھا کہ آچین کے مسلمان دولت عثمانیہ کی دل سے تعظیم کرتے ہین۔ اور ترکون کی محبت اور اطاعت کو واجب سمجھتے ہین یہانتک کہ جو شخص دولت عثمانیہ کا ممنون ہوتا ہے اسکی کا فرمانے کا فتویٰ جاری کرتے ہین اور انکو دولت عثمانیہ کی حمایت اور امداد سے اہل ہالینڈ کے پنجہ سے نجات پانے سے مایوسی ہو گئی ہے۔ اور سید عبد الرحمن بن محمد طاہر جو ناہر پاشا کے نام سے مشہور ہے اور جدہ مین ہے قسطنطنیہ سے ایسی حالت مین ناکام پھرا ہے۔ کہ اگر اہل ہالینڈ کی سفارتی تدبیرین کارگر نہ ہوتین تو وہ ضرور کامیاب ہوتا۔ اور انہون نے یہ بھی دیکھ لیا کہ آچین کے مسلمان کو اپنا زور صرف کرنیکے بعد بھی ہلاک نہ کر سکا۔ اور متواتر جنگون اور معرکون مین وہ صبر کیساتھ ثابت قدم رہے۔ اور اپنے استقلال مین ذرا فرق نہین آیا۔ اور ہالینڈ کی فوجین متعدد شکستین پا چکی ہین۔ تاہم وہ برابر اپنے ملک و مذہب کی حمایت مین سرگرم ہین۔ اور اہل ہالینڈ کیساتھ معرکہ آرائی کرنیکو تیار رہتے ہین حالانکہ جو سامان جنگ اور جو طاقتور جہاز اہل ہالینڈ کے پاس ہین انکی پاس نہین ہین۔ اسوقت اسکے دل مین خیال پیدا ہوا کہ اگر دولت عثمانیہ کی طرف سے ہالینڈ کی آبادیون مین کوئی سفیر مقرر ہو جائے۔ تو اس کی مدد سے آچین کے باشندون کی سرکشی و مخالفت کو توڑنا اور انکی بیعت کو منتشر کرنا اور انکو ہالینڈ کی حکومت کے مطیع کرنا ممکن ہے +

چنانچہ ہالینڈ کی نوآبادیون کے حاکم نے اپنی اس رائے کو ڈچ گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا۔ اور انہون نے اس رائے کیساتھ اتفاق کیا۔ اور فوراً کوشش کی کہ دولت عثمانیہ کیطرف سے بٹاوی مین جو جزیرہ جاوا کا دارالخلافہ ہے ایک سفیر مقرر ہو۔ انگلش سفارت نے مدد کی۔ اور دولت عثمانیہ نے انکی درخواست کو منظور کر لیا +

یہ کون کہتا ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ دولت عثمانیہ سے اپنے ملک مین سفیر مقرر کرانا چاہے خاصکر اس صورت مین جبکہ اس سلطنت کی رعایا مسلمان ہون۔ جو دولت عثمانیہ کیطرف بالطبع میلان رکھتی ہین اور مسجدون مین سلطان روم کے نام کا خطبہ پڑھتے ہین۔ تو سلطان روم کو انکی درخواست منظور کرنا اور اپنا سفیر اس ملک

مین بھیجنا مناسب نہین ہے۔ اگر ہماری نظر سفارت کی نتیجہ پر اور اُس قوم کی ذاتی غرض پر ہے جو سفیر مقرر کرانا چاہتی ہے +

جب دولت عثمانیہ نے ہالینڈ کی نوآبادیون مین اپنا پہلا سفیر بھیجا اور وہ سنگاپور مین آپہنچا تو مین اُسوقت اُسی شہر مین تہا۔ سنگاپور کے چند رئیسون کو اُسنے بلایا۔ مگر انسے ملاقات نہ ہوسکی۔ اور وہ سیدہا سنگاپور سے بٹاوی کو روانہ ہوا۔ سنگاپور مین اُسنے شاید تین دن قیام کیا تہا۔ اسکے بعد وہ بٹاوی سے ہالینڈ کے جنگی جہاز پر آچین مین آیا۔ اور ہالینڈ کی نوآبادیون کا حاکم سایکطرح اُسکے ساتھ تہا +

آخر پہنچکر اُسنے وہان کے پچاس مسلمان سردارون کو اپنے سامنے بلایا تاکہ سلطان کے احکام اُن کو سنکر جاوین یہ مسلمان اس امید پر کہ اب انکی تلخی اور تکلیف کا زمانہ ختم ہوا اور وہ سلطان کی حمایت اور مدد سے اہل ہالینڈ کے پنجہ سے جلد نجات پائینگے۔ چار و نطرف سے جوق جوق دوڑے اور عثمانی سفیر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ سفیر نے کھڑے ہوکر اُنسے خطاب کیا۔ اور کہا کہ مجھکو میرے آقا سلطان نے یہان اسلئے بھیجا ہے کہ مین تم کو حکم کرون کہ تم سب ہالینڈ کی حکومت کی اطاعت کرو۔ جو دولت عثمانیہ کیساتھہ دوستی رکھتی ہے۔ سلطان کے فرمان پر سفیر نے یہ الفاظ اور زیادہ کئے۔ کہ اہل ہالینڈ دولت عثمانیہ کی طرف سے نائب اور تم پر حاکم ہین۔ آچین کے مسلمانون مین سے جو شخص ہالینڈ کی حکومت سے باغی ہوگا۔ اور اسکے ساتھہ مخالفت کریگا۔ وہ سلطان کا مخالف اور نافرمان سمجھا جائیگا۔ اور عتاب اور ملامت کا مستحق ہوگا +

شاید وہ لوگ جو پالیٹکس کا مذاق رکھتے ہین یہ خیال کرین کہ جس ملک مین کوئی سفیر مقرر کیا جاتا ہے اُسکو اس ملک کی اعلے حکومت کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور اسکو ایسی مشکلات پیش آتی ہین جن کا حل کرنا اسیطرح ممکن ہے جسطرح عثمانی سفیر نے انکو حل کیا۔ مگر آچین کے سلطان پالیٹکس کے اس رنگ سے ناآشنا تہے۔ انکے دلیر سفیر کے الفاظ نے الٹا اثر کیا۔ اور اُن کو سفیر کی یہ حرکت ناگوار ہوئی۔ اُن تمام مسلمانون مین جو سفیر کی تقریر سننے کے لئے جمع ہوے رائون کا اختلاف ہوگیا اور قریب تہا کہ ہالینڈ کی نوآبادیون کا حاکم اپنے منصوبے مین کامیاب ہو۔ مگر انہی مین سے ایک شخص دوشنضمیر اور ہوشیار تہا۔ اُسنے بتایا کہ یہ محض دہوکہ اور فریب ہے۔ نہ تو یہ ممکن ہے کہ سلطان ایسا بات پر راضی ہون نہ یہ خیال مین آسکتا ہے۔ کہ وہ اپنے سفیر کو ایسا حکم دیکر بھیجین۔ سچ یہ ہے کہ تم سب اہل ہالینڈ کے مقابلہ مین اسیطرح ثابت قدم رہو جسطرح پہلے۔ آچین کے مسلمانون نے اس نیکدل اور ہمدرد قوم کی بات کو فوراً مان لیا۔ اور سب متفق ہوکر عثمانی سفیر کو جواب دیا۔ کہ ہم کو یقین ہے کہ سلطان کی یہی ایسی بات زبان سے نہین نکال سکتے۔ پھر اسی ہو سکتے ہین اگر تم اپنی تئین سلطان کیطرف سے منسوب کرتے جنکا ہم بڑا ادب کرتے ہین ورنہ اس سے پیشتر کہ تم اپنی جگہ سے حرکت کرتے ہم تم کو فوراً قتل کردیتے۔ عثمانی سفیر کا جواب شکر آمیز

اور ذلیل ہوا۔ اور اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اور ہالینڈ کی نوآبادیوں کا حاکم اپنے منصوبے مین سخت ناکام رہا۔ اور اسکے بعد وہ ہالینڈ کی حکومت کی طرف سے اپنے عہدہ سے معزول کیا گیا۔ کیونکہ اس کی تدبیر اور مکر و فریب کا دار مدار گیا +

اسیطرح ایک اور قصہ ذکر کرنیکے قابل ہے کہ دولت عثمانیہ کے سفیر نے یمن اور حضرموت کے بعض باشندون کو جس خیال سے پاسپورٹ (راہداری کا پروانہ) دیا تھا کہ وہ اس سلطانی فرمان کے بموجب سلطان کی رعایا ہین جو حضرموت کے حاکم غالب بن محسن کثیری کے نام قسطنطنیہ سے صادر ہوا تھا اور جسکو دولتلو احمد مختار پاشا غازی نے اس زمانہ مین جبکہ وہ یمن کا حاکم تھا حضرموت کے رئیسون کیساتھہ خط و کتابت کر کے تحکم کر دیا تھا۔ ہالینڈ کے حکام کو یہ امر سخت ناگوار گذرا۔ اور انہون نے عثمانی سفیر کو قابو مین لانے کیلئے ایسی تدبیر سوچی جو خونریز فوج جمع کرنیسے زیادہ آسان اور انکے منصوبے پورا کرنے کیلئے زیادہ موزون تھی +

انہون نے ایک شخص کو جو سوئر کا گوشت بیچتا تھا۔ اور لوگون کے گھرون پر گوشت پہنچانے کے لئے پھرا کرتا تھا یہ کہدیا کہ سفیر کے مکان پر بار بار سوئر کا گوشت لیکر جائے اور اگر اسکو دھمکایا ہی جائے تاہم وہ اپنی پھیری کو ترک نہ کرے۔ اس شخص نے حکام ہالینڈ کے حکم کے بموجب سوئر کا گوشت لیکر سفیر کے مکان پر جانا شروع کیا۔ اور اگرچہ کئی بار اسکو سفیر نے دھمکایا۔ مگر وہ انعام کے لالچ سے جسکا وعدہ حکام نے کیا تھا اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ یہانتک کہ ایکدن عثمانی سفیر اپنے چند دوستون کیساتھہ بیٹھا تھا۔ کہ یکایک وہ شخص سامنے سے نمودار ہوا۔ اور حسب معمول سوئر کا گوشت پیش کیا۔ سفیر نے لاٹھی کی نوک سے جو اسکے ہاتھہ مین تھی مارا وہ فوراً شفاخانہ پہنچایا گیا۔ اور یہ مشہور کر دیا گیا۔ کہ سفیر کی مہلک ضرب سے وہ ہلاک ہوا۔ ہالینڈ کے حکام نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور سفیر سے کہا کہ ہم کبھی اس شخص کے بیگناہ مارے جانیکے دعوے سے خاموش نہ ہونگے۔ جبتک کہ تم ہماری مطالب و اغراض کیساتھہ اتفاق نہ کرو۔ یہ ممکن نہ تھا۔ کہ سفیر اس نازک اور خطرناک وقت مین کوئی بات زبان سے نکال سکے اس نے فوراً قبول کر لیا کہ تم آج کے بعد جو کچھہ کہوگے مین ضرور عمل کرونگا اور اسکے بعد سفیر مذکور حکام ہالینڈ کے ہاتھہ مین کھلونا ہو گیا +

اسواقعہ کے بعد اہل ہالینڈ نے پاسپورٹ لینے والون کے حق مین جو جو زیادتیان کین اور جس جس طور پر انکو ذلیل کیا قابل بیان نہین ہے +

پاسپورٹ کے کاغذ انسے واپس کر علانیہ جلا دیئے۔ حالانکہ سفیر کو اس واقعہ کی خبر نہی دولت عثمانیہ کی رعایا کو اس سفیر کے وجود سے سوائے دس یہودیون کے جو ملک عراق سے آئے تھے اور سید عبدالعزیز بغدادی کی اولاد کے اور کسیکو کوئی فائدہ نہین ہوا۔ اور اگر انکو بھی کچھہ فائدہ ہوا تو اسلئے کہ اہل ہالینڈ نے انکی حفاظت کا ذمہ لیا

اور اُن کو ہمات پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ یورپ کا سا لباس پہنیں اور اہل ہالینڈ کا نشان اپنے پاس رکھیں۔ اور کوئی ایسی علامت نہ رکھیں جس سے اُنکی تمیز ہو سکے عثمانی سفیر نے دانستہ اسوا قعہ سے بھی چشم پوشی کی +

یمن حضر موت اور حرمین کی بابت جو سلطان کی رعایا ہیں۔ جاوا سوماٹرا سیلی بیز تیمور۔ بورنیو وغیرہ جزائر مین جو ہالینڈ کی نوآبادیان ہیں کثرت سے پہنچگئی ہیں۔ اور انکی مردم شماری ۶۰ ہزار سے زیادہ ہے سفیر کے مقرر ہونے سے انکو سوائے اس کے کچھ بھی فایدہ نہیں ہؤا کہ سلطان نے قرآن مجید کے بہت سے نسخے جو سفیر کے ہاتھ بھیجے تھے بطور خیرات کے انکو ملگئے۔ بہر طرہ یہ کہ اہل ہالینڈ نے راہداری کے پروانون کی قیمت جو لادیئے گئے تھے۔ ان سے بطور تاوان کے وصول کی۔ اور انہون نے سفر مذکور کی تکلیفین اور ذلتین اہل ہالینڈ کے ہاتھ سے برداشت کین۔ جن کا بیان کرنا مشکل ہے +

سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ جزیرہ نمائے ہند چینی مین جسکا دارالحکومت منگاپور ہے اور جہان انگریزون کی نوآبادیان ہین۔ کثرت سے مسلمان آباد ہین۔ جو سلطان کی رعایا ہین۔ مگر دولت عثمانیہ کی طرف سے کوئی سفیر اس ملک مین نہین ہے۔ لیکن اگر اس ملک مین ایسا ہی سفیر دولت عثمانیہ کیطرف سے مقرر ہو جیسا کہ جاوا کا عثمانی سفیر جسکا ذکر ابھی گذر چکا ہے تو سفیر ہونے سے نہ ہونا کہین بہتر ہے +

ہالینڈ کی حکومت برابر کوشش کرتی رہی ہے۔ کہ مسلمانان آچین کی جمعیت کو منتشر کرے اور ان مین دینی و دنیوی فساد پھیلائے۔ چنانچہ اسی غرض سے ڈاکٹر سنوک آچین مین بھیجا گیا ہے جو مکہ مین طالب علمی کر چکا ہے۔ اور جسکا نام اسوقت عبد الغفار تھا۔ اور درحقیقت وہ قوم ڈچ مین سے ہے اُسنے آچین پہنچکر مسلمانونمین فتنہ و فساد نفاق اور تفرقہ پیدا کرنے مین طرح طرح سے کوشش کی۔ اور اس اخیر زمانہ مین اہل ہالینڈ کی تدبیرون نے آچین مین بہت کچھ اثر پیدا کیا ہے +

اگر آچین کے باشندون مین کچھ لوگ ایسے ہوشیار ہوتے۔ جو مشرق کی بیماریون کی کامل تشخیص کر سکتے اور اُن بیماریون کا پورا علاج کر سکتے اور انکے پاس یورپ کے جدید سلح جنگ بھی ہوتے تو مین یقین کرتا ہون کہ وہ اہل ہالینڈ کو چند ہی روز مین اس بلغریا اور خوش منظر بہشت (جزیرہ سوماٹرا) سے نکال دیتے ۱۰

اہل ہالینڈ کے مکر و فریب کا ایک اور قصہ قابل بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ جب اہل ہالینڈ جزیرہ جاوا مین داخل ہوئے اور سکو نوآبادی بنا کر رہنے لگے۔ تو اُنکے اور جزیرہ جاوا کے سلطان کے درمیان ایک معاہدہ لکھا گیا تھا جسکی میعاد تین تھی۔ اور جاوا کے باشندے اُسوقت تک انکے مکر و فریب سے محفوظ تھے۔ اور انکی عزت و حشمت مین کسی طرح کا فرق نہین آیا تھا۔ جب معاہدہ کی میعاد ختم ہونے کو تھی اہل ہالینڈ بہت اضطراب مین تھے کہ اس معاہدہ کی تجدید کی جاوے +

اسی اضطراب کی حالت مین انکو ایک تدبیر سوجھی۔ اور وہ یہ تھی کہ انہون نے ڈچ زبان مین معاہدہ تحریر کیا۔ اور اپنی مرضی کے موافق اس مین ایسی شرطین لکھہ لین جن سے اہل ہالینڈ مستقل طور پر جزیرہ جاوا مین حاکم ہو جائین اور مترجم کو سمجھا یا کہ وہ پہلے معاہدہ کی عبارت کو بجنسہٖ یاد کرلے اسکے بعد انہون نے سلطان جاوا سے درخواست کی۔ کہ پہلے معاہدہ کی تجدید کیجائے۔ سلطان جاوا نے انکی درخوست کو فوراً منظور کرلیا۔ کیونکہ اہل ہالینڈ اس سے پیشتر سلطان اور اسکے وزراء کے درمیان دشمنی پیدا کر چکے تھے۔ انہون نے سلطان کو ایک پرتکلف اور شاندار ڈنر دیا اور عین مجلس مین اس معاہدہ کو جو انکی مرضی کے موافق دفعات اور شرائط پر مشتمل تھا۔ اور زبان ڈچ مین لکھا گیا تھا پیش کیا۔ سلطان نے عذر کیا کہ مین ہالینڈ والونکی زبان سے ناواقف ہون۔ اہل ہالینڈ نے جو اسوقت میزبان تھے سلطان کے دلمین یہ خیال جما دیا۔ کہ سلطان کا یہ کہنا عوام الناس کے نزدیک اس کی لیاقت اور شان مین ایک قسم کا نقص خیال کیا جاویگا۔ اسکے بعد فوراً اس مترجم کو بلایا جسنے پہلے معاہدہ کی عبارت کو بجنسہٖ یاد کر رکھا تھا اور اسنے نیا معاہدہ ہاتھہ مین لیکر پہلے معاہدہ کی عبارت پڑھنی شروع کی۔ جس سے سلطان کو یہ خیال ہوا کہ وہ نئے اقرارنامہ کا ترجمہ سنا رہا ہے۔ اور اسکو معلوم ہوا کہ پرانے اور نئے معاہدہ مین ایک حرف کا تغیر و تبدل نہین۔ اہل ہالینڈ کا داؤ چلگیا اور سلطان نے اس نئے معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔ اب سلطان کے جانشینون پر اس معاہدہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہو گیا اور اسوقت سے اہل ہالینڈ نے آچین کے مسلمانون پر دل کھولکر ظلم و ستم کرنے شروع کئے اور انکو اس افسوسناک حالت کو پہنچا دیا جسکا ہمنے اوپر (سی پیشتر) ذکر کیا ہے +

ہالینڈ کی نوآبادیون مین یہ ممکن نہین ہے۔ کہ سلطنتون کے سفیر انپے مقام پر اپنی سلطنت کا نشان بلند کر سکین۔ بلکہ وہ مجبور ہین کہ اپنے دروازون پر ایک چھوٹی سی لکڑی کی تختی لٹکائین جسپر انکی سلطنت کے نشان کی تصویر ہو اور ظاہر اسلاطین کے سامنے یہ عذر پیش کرتے ہین۔ کہ اگر کسیوقت بھی مختلف سلطنتون کے نشان بلند کئے جائین تو اندیشہ ہو کہ رعایا بدظن ہو کر آمادہ فساد ہو۔ اور اصلی سبب یہ ہے۔ کہ انہون نے اپنی رعایا مین یہ افواہ اڑائی ہے کہ کسی سلطنت کی یہ مجال نہین۔ کہ ہالینڈ کی نوآبادیون اور اسکے ممالک محروسہ مین اپنا نشان بلند کر سکے اور تمام سلطنتون سے ہالینڈ کی سلطنت زیادہ شاندار اور طاقتور ہے +

ہر قسم کا مال و سباب جو باہر سے جاوا مین آتا ہے اور جسکو جاوا کے باشندے پسند کرتے ہین۔ اہل ہالینڈ انکی نسبت کہتے ہین کہ یہ گھوڑے ہالینڈ کے ہین۔ اسیطرح تمام عمدہ جانور لطیف میوے نفیس چیزین۔ جو یورپ یا امریکہ سے جاوا مین آتی ہین۔ انکی سب کی نسبت اہل ہالینڈ شہرہ کرتے ہین کہ یہ ہالینڈ کی ہین

جاوا مین جو اخبار چھپتے ہین یہ ممکن نہین کہ انکے مالک یا ایڈیٹر ہالینڈ کی حکومت کے ارادہ اور پالسی کے خلاف ان مین ایک حرف بھی شایع کر سکین۔ یہ تمام بناوٹ اور دھوکے کی باتین جو اخبارون مین

چھپکر ملک کے اندر شایع ہوتی ہین یہ ممکن نہین ہے کہ اُن مین سے ایک بات یا ایک خبر بھی بغیر سنسر باہر جا سکے۔ کیونکہ ایسصورت مین ان کو یورپ کی نکتہ چینیون سے اندیشہ رہتا ہے۔ اسی لئے جب یہ خبرین باہر بھیجی جاتی ہین۔ تو انکی عبارت وہ نہین رہتی جو ملک کے اندر چھاپ کر شایع کی جاتی ہے۔ بلکہ اکثر فقرے بدل دیئے جاتے ہین +

۱۸۷۶ء مین جبکہ ہولناک جنگ روم و روس کے درمیان ہوئی مینے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ جو اخبار ڈیلی گورنمنٹ کیطرف سے جزیرہ جاوا مین بھیجا جاتا ہے اُس مین یہ خبر درج تھی کہ "روم اور روس کے درمیان اعلان جنگ ہوچکا ہے۔ مگر ہالینڈ کی سلطنت اس جنگ مین الگ تھلگ رہیگی اس لئے ہماری رعایا کو مطمئن رہنا چاہیئے"

اسکے بعد جب ابتدائی جنگ مین عثمانیہ فوجون کو روس پر فتح حاصل ہوئی جاوا کے اخبارون مین یہ خبر چھاپی گئی کہ "ترکون نے روسیون پر اسلئے فتح پائی ہے کہ ہالینڈ کی گورنمنٹ نے فریق ثانی کو مدد نہین دی" اور اگر وہ روسیون کی مدد کرتی تو یہ بات ضروری اور یقینی تھی کہ انکو ترکون پر فتح حاصل ہوتی" جنگ کے خاتمہ پر جو روسیون نے ترکون کو مغلوب کیا۔ اور اُنپر فتح پائی تو جاوا کے اخبارونے یہ لکھا کہ "آخر کار روسی ترکون پر غالب آئے کیونکہ فریق غالب کو اہل ہالینڈ نے مدد دی" اسی قسم کے خرافات سے ان جزیرہ کے باشندون پر اثر کیا اور سوائے چند آدمیونکے سب کی عقلون پر پردہ ڈالدیا ہے۔ بلکہ خود ہالینڈ کے اندر بھی ان باتون پر یقین کرتے ہین +

ناظرین کی دلچسپی کیلئے ہم دو واقعہ اور تحریر کرتے ہین:- پہلا واقعہ یہ ہے کہ مین جب شہر سمارنگ مین تھا جو جزیرہ مدورا کے سامنے اور جوجاوا کی عملداری مین شامل ہے اُسوقت اہل ہالینڈ آچین پر حملہ کرنیکی تیاریان کر رہے تھے۔ مینے سنا کہ انہونے اپنی فوج آچین جانیکا حکم دیا اور اس فوج مین اُس ملک کے باشندے بھرتی کئے گئے تھے۔ انہون نے جواب دیا کہ ہم فوجی خدمت پر راضی نہین ہونگے۔ جب تک کہ ہالینڈ کی فوج کا سپہ سالار ہم کو یقین نہ دلائے کہ دنیا مین کوئی فرد بشر ہالینڈ کی حکومت کا کہلم کہلا مخالف نہین ہو سکتا۔ اور افسوس ہے کہ ہالینڈ کی حکومت خود ہم کو ہمارے بھائیون اور ہمجنسون سے جنگ کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ آخر اہل ہالینڈ نے انکو اپنی خدمت سے معاف کر دیا۔ لیکن اسکے بعد ہی ایک حکم نافذ جاری کر دیا کہ اگر کسی شخص کی نسبت یہ ثبوت بہم پہنچے کہ اُسنے آچین کا نقطہ اپنی زبان سے نکالا ہے۔ اگرچہ کیسی ہی مجبوری ہو۔ اور کیسی ہی ضروری بات ہو تو پولیس کا افسر جو سزا اسکے لئے مناسب خیال کریگا اُسکو دیگا یہ ظالمانہ حکم بہت مدت تک جاری رہا +

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہالینڈ کے انفار مین سے ایک شخص جو ڈیلی کو جا رہا تھا سنگاپور مین وارد ہوا۔ اور وہان ایک عرب

سے دوچار ہوا - اسنے عرب سے پوچھا کہ اہل ہالینڈ کا ہوٹل کہان ہے؟ عرب نے اسکو درشت لہجہ سے جو کسی قدر مغرورانہ تھا یقین کرلیا کہ یہ قوم ڈچ کا باشندہ ہے اور اسکو جواب دیا کہ یہان کوئی نہین ہے جو قوم ڈچ کے شر فاسر مخصوص ہے لیکن اگر جناب اپنے مرتبہ سے تنزل کرین اور ایسی ہوٹل مین اترنا چاہین جو سب کے لئے عام اور مشترک ہے تو وہ ہوٹل آپکے سامنے موجود ہے - ڈچ نے بے پروائی سے کہا کہ "خیر ضرورتین ناجایز باتون کو جایز کردیتی ہین!-

تجارت اور اہل تجارت پر قوم ڈچ جو ظلم و ستم کرتی ہے انمین سے ایک یہ ہے کہ وہ بہات پر مجبور کئے جاتے ہین - کہ ہالینڈ کی نوآبادیون مین کسی قسم کا مال و اسباب ایسی کشتیون اور جہازون مین نہ لانے پاوین جنپر ہالینڈ کی حکومت کا نشان نہ ہو - اسی لئے اکثر اہل جہاز مجبور ہین کہ اپنے جہازون پر قوم ڈچ کا نشان بلند کرین ورنہ ہالینڈ کی نوآبادیون مین اور انکے ممالک محروسہ مین داخل نہ ہونے پائین (انتہی)

ہندوستان کے مسلمانون اور ہندوؤن کو اس مضمون کے پڑھنے کے بعد جو سیف الدین یمنی نے اخبار "المومید" کو بھیجا ہے اور جو اب ختم ہوا ہے بآسانی کا اندازہ ہوجائیگا کہ انگریزون کی سلطنت ہندوستان مین کس قدر عدل و انصاف پر مبنی ہے - اور کسی قوم پر جو ہندوستان مین ہے وہ ظلم و ستم نہین ہوتے جو ہالینڈ کی حکومت نے اپنی نوآبادیون مین اپنی رعیت پر کئے ہین - خاصکر مسلمانونکو دولت برطانیہ کا ہر طرح مشکور ہونا چاہیئے کہ اسکی شایستہ حکومت کے سایہ مین انکو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے اور انکے لئے چار و ناچار عملی اور علمی ترقیون کی راہین کھلی ہوئی ہین - اور انگریزون کی حکومت امن اور آزادی - انصاف اور تہذیب کی حکومت ہے اسکے ساتھ ہی انکو افسوس کرنا چاہیے - کہ انکی دور افتادہ ہم قوم اور ہم مذہب بہائی ہالینڈ کی جابرانہ حکومت سے کسقدر تکلیفین جھیل رہے ہین - اور مکر و فریب کا تو کوئی دقیقہ نہین ہے جو قوم ڈچ نے مسلمانان جاوا و سومطرا کی تباہی اور بربادی کیلئے باقی رکھا ہو - مسلمانون کو ہندوستان مین اگر کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے تو وہ حکومت کی طرف سے نہین ہے بلکہ خود اپنی ہی غفلت اور نادانی کا نتیجہ ہے - ایسی مبارک وقت مین جیسا کہ ہندوستان مین انگریزی حکومت کا وقت ہے - اگر مسلمان اپنی حالت کو سنبھالین اور اپنی حریف قومون سے جو گورنمنٹ کی تمام تاکے روکتے چلی جاتی ہین - سخت محنت اور سخت جانفشانی و دماغی اور ذہنی ترقیون کی گھوڑ دوڑ مین سبقت نہ کرین تو ہم سوائے اسکے کیا کہہ سکتے ہین کہ مسلمانون کو اپنی قسمت پر صبر کرنا چاہئے اور وہ چند روز انتظار کرین جبکہ انکے لئے تلخی اور مصیبت کی زندگی ہی ختم ہوجائیگی اور قوم موت ان سب کو فنا کردیگی - کما قال اللہ تعالے اذا جاء اجلہم لا یستقدمون ساعۃ ولا یستاخرون"

(وحید الدین سلیم)

ہفتہ مختتمہ ۸ جون ۹۶ سنہ ع کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

سوالکم - ۳۰ مئی - کہ ہندوستانی فوج آج یہان سے ٹوکر کو روانہ ہوگئی ہے +

قسطنطنیہ - ۳۱ مئی - (بغاوت کریٹ) ترکی فوجین بطور کمک کریٹ مین پہنچ گئی ہین اور ترکی فوج متعینہ داموس سے باغیون کا محاصرہ اٹھا دیا گیا ہے +

روس نے باب عالی کو اطلاع دی ہے کہ کریٹ مین عیسائیون کا کشت و خون ہونے سے ٹرکی کے لئے خطرناک نتائج ہونگے +

قاہرہ یکم جون (مہم سوڈان و مسئلہ ریزرو فنڈ) مہم نیل پر ریزرو فنڈ مین سے روپیہ خرچ کئے جانے کی نسبت مصر کی عدالت مختلطہ نے فیصلہ دنیا ۸ ماہ حال پر ملتوی کر دیا ہے +

قاہرہ ۵ یکم جون - جنرل کچنر سردار فوج وادی حلفہ سے عکاشیہ کو روانہ ہوگئے ہین - جہان اب مہم کا ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا ہے +

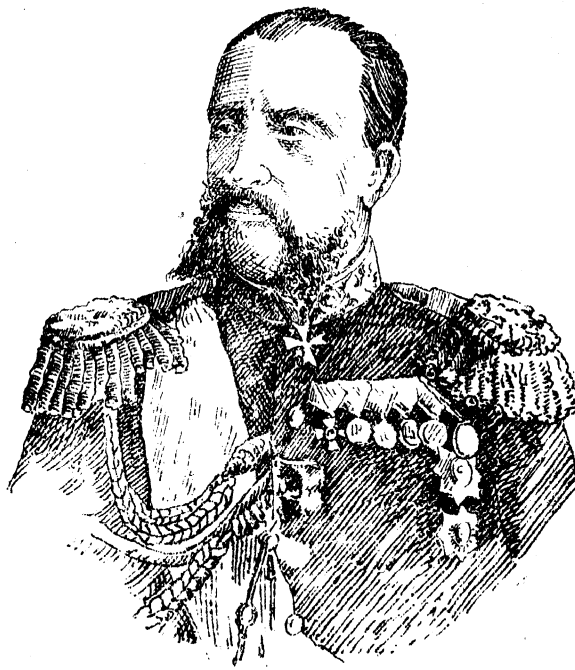
لنڈن یکم جون - مسٹر کرزن نائب وزیر صیغہ خارجیہ نے مسٹر جان مارلے کے جواب مین دار العوام مین بیان کیا کہ سوڈان کے موجودہ واقعات کے متعلق جرمنی سے کوئی خط و کتابت نہین ہوئی - البتہ اٹلی سے نامہ و پیام ہوا ہے - مگر وہ خالصاً جنگی معاملات کے متعلق تھا اسلئے پبلک پر اسکا ظاہر کرنا ناممکن ہے +

قسطنطنیہ - ۲ جون (بغاوت کریٹ) معلوم ہوتا ہے کہ باب عالی نے بغاوت کریٹ کو بزور شمشیر فرو کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا ہے - ترکی فوج نظام کی ۲۵ پلٹنین (یعنے تقریباً ۳۰ ہزار فوج) کریٹ کو روانہ کرنیکا حکم دیا گیا ہے - بہت سے باغی پہاڑون کو واپس چلے گئے ہین - اور انہون نے کریٹ کو یونان کے ساتھ ملحق کر دینے جانیکا اعلان دیدیا ہے +

قاہرہ ۲ جون - (قاہرہ مین فساد) جامع ازہر کے طلباء نے جہان ہیضہ کی ایک واردات ہوئی فساد برپا کر دیا جو حکام قواعد متعلقہ صحت عامہ کی تعمیل کرانے کیلئے وہان گئے تھے انکی مزاحمت کی گئی - اور پولیس انکی امداد کو آئی تو اسپر پتھر پھینکے گئے - جن سے گورنر زخمی ہوگیا - پس پولیس نے بندوقین سر کین جنکی باڑھ سے تین طالب علم مر گئے ایکسو طالب علم گرفتار کئے گئے اور آخر کار امن قائم ہوگیا +

لنڈن ۳ جون - بغاوت کریٹ) کریٹ مین جنگی قانون نافذ کر دیا گیا ہے +

دی گرینڈ ڈیوک نکولس



قاہرہ ۴ جون۔ یہان اور سکندریہ مین اب دونون جگہ ہیضہ کم ہو رہا ہے +

قسطنطنیہ۔ ۴ جون (بغاوت کریٹ۔ ٹرکی اور دول یورپ) دول یورپ کے کل سفرا نے باہم ملکر بالعالی کو تنبیہ کیا ہی کہ خبردار کریٹ مین عیسائیون کا کشت و خون نہ ہونے پائے۔ روس نے سبارہ مین خاصکر زور دیا ہے +

ایتھنز (دارالخلافہ یونان) ۴ جون۔ کریٹ سے یہان تا زہ وصول ہوا ہے کہ باغیون نے ۸۵ ترکون کو جو مقام داموس سے اسباب و سامان لا رہے تھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے +

لنڈن ۵ جون (مہم مصر پر دارالعوام مین مباحثہ) مسٹر لبوشیر نے تحریک پیش کی کہ مہم نیل کی متعلق مزید کیفیت گورنمنٹ سے دریافت کرنیکے لئے اجلاس ملتوی کیا جائے۔ سر ولیم ہارکورٹ نے تائید کی اور بیان کیا کہ اطالیہ کی کارگری کتابون سے (جو حال مین شایع ہوئی ہین) واضح ہوتا ہے کہ مہم مذکور اٹلی کے اغراض کی حفاظت ہی کیلئے عجلتاً کی گئی تھی اور مصری سرحد کے خطرہ کا خیال خالصتہً بعد مین جہا۔ مسٹر گرزن نے جواب دیا کہ اطالین سپلات محض ایک روغن قاز ہین جسے اطالین سفیر نے لارڈ سالسبری کی تھاریر پر ملدیا ہے۔ گورنمنٹ نے مصر کی ہی حفاظت کیلئے کارروائی کی ہے جس سے ساتھ ہی اٹلی کو مدد پہنچانیکا فایدہ بھی نکل آیا ہے۔ مسٹر بلفر نے اسبات کی بڑی زور سے مخالفت کی کہ لارڈ کرمر کی خط و کتابت کو شایع کیا جائے اور اخیر مین بیان کیا کہ اٹلی نے اگر آیندہ زیادہ احتیاط سے کام نہ لیا اور اسیطرح افشا ئے راز کرتی رہی۔ جیسا کہ اُسنے پچھلی سرکاری کتابون مین کیا ہے۔ تو کانفیڈنشل (رازدارانہ) خط و کتابت کا ہونا مشکل ہو جاویگا +

ہنگامہ قاہرہ۔ ۷ شامی طالب علم پچھلے فساد قاہرہ مین شریک تھے ملک بدر کئے گئے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

جنگ سوڈان کے متعلق انگریزی گورنمنٹ کو ایک اور مشکل درپیش آرہی ہے تمام انگریزی گورہ فوج کی سٹ طفنڈ رائفلون سے مسلح ہے۔ مگر اس کی گولی ایسی کم فرن اور بندوق کا زور اسقدر زیادہ ہی کہ گولی انسان کی ہڈی توڑنے کی بجائے اس مین سے صاف وار پار نکلجاتی ہے اور گوشت مین تھوڑا سا ایسی صفائی سے گذر جاتی ہے کہ وحشیون کو شاید جنگ کے جوش مین یہ محسوس بھی نہ ہو کہ گولی جسم سے پار ہو گئی ہے۔ سوڈانیون کی پھرتی و چابکی اور جوش کی یہ کیفیت ہے، کہ باوجودیکہ پچھلے جنگ مین انگریزی فوج نہری مارٹینی بندوق سے مسلح تھی جسکی گولی بہت ہی بڑی اور بڑی اور گوشت کو چکنا چور کر دیتی ہے۔ مگر انکی گولیان کہا کرتی وہ انگریزی فوج مین گھس آتے اور دست بدست لڑائی شروع کر دیتے تھے۔ اسلئے ہندوستانی اور مصری فوج کو اب بھی نہری مارٹینی بندوقین ہی دیگئی ہین۔ مگر گورہ فوج کے پاس لی مسٹ فورڈ بندوقین ہین۔ جن کے بدلانے کیواسطے کچھ وقفہ چاہئیے۔ لیکن ادھر لڑائی کا پیش خیمہ پوری طرح سے نصب ہو چکا ۔

مسئلہ مصر کے متعلق پہلے ہفتہ مانسیو ڈیلو نکل ایک مشہور فرانسیسی مدبر نے لنڈن کی نامی گرامی ماہواری رسالہ نیشنل ریویو میں ایک زبردست آرٹیکل لکھکر ثابت کر دیا ہے کہ مصر کی مالی حالت کو درست کرنے پر انگریزی مدبرین جو بیحد فخر و ناز کر رہے ہیں۔ وہ بالکل غلط ہے۔ یہ نتیجہ ہے اس قرار داد اور انتظام کا جو مصر کی مالی اصلاح کے لئے دول یورپ نے ملکر ۱۸۸۰ء میں کیا تھا۔ اور برعکس اسکے انگریز مصر کے روپیہ کو برباد کرنے اور اسکی آمدنی سے خرچ کو بڑھانیکے پیچھے پڑے ہوئے ہیں انگریزی اخبارات مانسیو موصوف کے ان اعتراضات کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور انکی تردید میں پر زور آرٹیکل لکھ رہے ہیں۔ ان اعتراضات کے بعد صاحب موصوف گورنمنٹ انگلشیہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ پولیٹیکل راستبازی اور قوانین متمدنہ کی صریح خلاف ورزی کر کے اسنے مصر پر قبضہ تو خیر کر ہی لیا تھا۔ مگر اب تک ما وجود متواتر وعدوں کے اسے خالی کرنے کا بھی نام نہیں لیتی۔ اس اعتراض کے جواب میں چند منصف مزاج انگریزی اخبارات پہلے تو انکو الزامی طور پر یہ سناتے ہیں کہ فرانس بھی تو اسی طرح ٹیونس۔ مدغاسکر اور جنتابون (واقعہ سیام) پر قابض ہوا ہے۔ مگر آخر میں اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ:-

"ایک چور شخص دوسرے کو بھی چور ہونے سے خود بری نہیں ہو سکتا۔ فرانس نے اگر غصب کیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انگلستان کے غصب کو غصب نہ کہا جائے۔ انگلستان وادی نیل پر مسلسل قبضہ رکھے چلا آنے کی نسبت جو وجوہات آجتک پیش کرتا رہا ہے وہ کم و بیش حیلہ سازی اور لفاظی سے خالی نہیں اور انگلستان کا ہر ایک حکمران فریق یکے بعد دیگرے محض اسی اندیشہ سے مصر پر قبضہ جمائے رہا ہے کہ اسکو خالی کر دینے سے نہ صرف اسی کو بلکہ انگلستان کی اغراض کو نقصان پہنچے گا۔ یہ کسی ایک آدھ خبطی اور سڑی کی رائے ہوگی کہ انگلستان محض مصر کے فوائد کی نگہداشت کے لئے ہر قابض ہے۔ ایم ڈیلو نکل بالکل سچ کہتے ہیں کہ انگلستان نے کئی دفعہ اسکے خالی کر دینے کا وعدہ کیا۔ اور ہر بار اسکو ایفاء سے گریز کر گیا جو وضع انگلستان نے اسوقت مصر کے متعلق اختیار کر رہی ہے وہ نہ فرانسیسیوں ہی کو نہیں بلکہ سر ایلفرڈ لمر جیسے منصف مزاج انگریزوں کو بھی سخت بری اور ناگوار معلوم ہو رہی ہے۔ اگر انگلستان کا ارادہ مصر پر ہمیشہ استقلال ہمیشہ کے لئے قابض رہنے کا ہے تو اسکو یہ بات کھلم کھلا کہہ دینی چاہیئے۔ اور پھر جو مشکلات پیدا ہوں انکا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اور اگر اسکا ایسا ارادہ نہیں ہے تو پھر دنگو لہ ایک احمقانہ مہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اور صریح حماقت ہے۔ اپنا عندیہ صاف صاف ظاہر کر دینے سے انگریزی صیغہ خارجیہ کو ہمیشہ کے لئے بکھیڑے خرخشوں سے نجات ہو جائیگی۔ اور انگریزی مدبرین اپنی توجہ کو ان ضروری مسائل کی طرف پوری طرح سے مجتمع کر سکینگے جو سلطنت کے دیگر حصص میں انکی توجہ کے محتاج ہیں"۔ ناظرین یہ انگریز ویسے کسی مخالف یا غیر موافق اخبار کی رائے نہیں ہے۔ بلکہ ایک ٹھیٹھ انگلو انڈین کی رائے ہے مگر دیکھئے گورنمنٹ انگلشیہ کب اس قسم کی نیک صلاح و مشورت پر غور کرنیکی طرف مائل ہوتی ہے +

ہفتہ مختتمہ ۱۵ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین معہ مختصر حواشی

لنڈن، جون (مہم سوڈان) درویشون کو شکست) مصری فوج نے عکاشیہ سے کوچ کرکے ساری رات سفر کرنے کے بعد آج صبح درویشون پر بمقام فرکہ حملہ کیا۔ اور انکو بالکل منتشر کردیا۔ غنیم کا بہت اور مصریون کا خفیف سا نقصان ہوا +

سردار کچنر نے آج کی رات کی جنگ مین مصری فوج کی بذات خود کمان کی تہی۔ دشمن کی خیمہ گاہون۔ اونٹ گھوڑون اور تمام ذخائر پر قبضہ کرلیا گیا۔ کوئی انگریز افسر یا سپاہی قتل نہین ہوا +

بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ مینی لیک والی حبش نے خلیفہ کو مصریون کے برخلاف مدد دینے کے لئے لکھا ہے

قاہرہ، جون۔ (مہم سوڈان۔ عدالت مختلطہ کا فیصلہ) مصر کی عدالت مختلطہ نے فیصلہ دیا ہے کہ مہم نیل کیلئے ریزرو فنڈ مین سے ناجائز طور پر روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ گورنمنٹ مصر کل خرچ شدہ روپیہ معہ پانچ فیصدی سود کے واپس کردے۔ مصری گورنمنٹ اور برٹش۔ جرمن آسٹرین۔ اور اطالین کمشنرون نے اس فیصلہ کے برخلاف اپیل دائر کردیا ہے +

سواکم، جون۔ جہاز لواڈا بمبئی سے یہان پہنچگیا ہے طوفانون کی وجہ سے اُسے یہان پہنچنے مین دیر لگی ان طوفانون مین چند مویشی بہی ضائع ہوئے +

عکاشیہ، جون۔ درویشون کو بمقام فرکہ جو کل شکست ملی ہے وہ نہایت ہی مکمل تہی۔ انکے ایکہزار آدمی قتل ہوئے جن مین امیر حمودہ اور بہت سے کبار سردار شامل تہے اور کئی سو آدمی گرفتار کیے گئے۔ درویش بڑی مضبوط مقام مین مقیم تہے۔ مگر حملہ ایسا سوچ سمجھکر اور ایسی تندی سے کیا گیا کہ وہ بوکھلا گئے مصری اور سوڈانی پلٹنون نے کمال داد مردانگی دی اور انکے فقط تیس مقتول اور اسّی مجروح ہوئے +

لنڈن۔ ۹ جون۔ (بغاوت کریٹ) یونانی ذرائع سے کریٹ سے جو خبرین موصول ہو رہی ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک اب تک عیسائیون کو لوٹ رہے اور اُنکے مکانات جلا رہے ہین اتھنز مین مسئلہ کریٹ پر بڑی تشویش پہیلی ہوئی ہے +

سر کرزن نے شب گذشتہ ہوس آف کامنز مین متعدد سوالات کے جوابدہی بیان کیا کہ انگریزی گورنمنٹ بابعا

پر زور ڈال رہی ہے۔ کہ دسمبر گذشتہ سے جزیرہ کریٹ مین جو بدامنی پھیل رہی ہے اُسے دور کرے۔ اور بیان کیا کہ انگریزی قنصل متعینہ کینیا کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ دوسرے قونسلوں کے ساتھ ملکر وہان مقیم ہین کارروائی کرے اور ترکون اور باغیون کے درمیان خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اُس مین مداخلت کرکے باہمی تصفیہ کرادے +

لنڈن۔ ۹ جون (جنگ نیل۔ کامیاب پیشقدمی۔ قبضہ سوار دا) فوج سواران کے افسر برن مراک ڈرویشوں کے کیمپ پر تصرف کرنے اور بہت سے دشمنون کو ہلاک کرنیکے بعد سوار دا پر قبضہ کرلیا ہے۔ فوج پیدل سوار دا پر متصرف ہونیکے لئے آگے بڑھ رہی ہے۔ اس کامیابی نے سوار دا سے بجانب شمال تمام نیل پر مصری اقتدار قائم کردیا ہے +

لنڈن۔ ۱۰ جون (مہم سوڈان کا خرچہ) ہوس آف کامنز مین سر میکائیل ہکس بیچ صاحب وزیر خزانہ نے شب گذشتہ بیان کیا گورنمنٹ غور کر رہی ہے۔ کہ آیا پارلیمنٹ کے پاس مصری گورنمنٹ کی امداد کرنیکی درخواست کی جاوے (امداد سے مراد مالی امداد ہے۔ کیونکہ کل خرچ پارلیمنٹ کی منظوری سے ہوتے ہین پس مہم سوڈان کے متعلق اگر گورنمنٹ کوئی خرچ خزانہ انگلستان سے کرکے مصر کو اس سے سبکدوش کرنا چاہے۔ تو جبتک اس خرچ کی منظوری پارلیمنٹ نہ دے۔ گورنمنٹ اُسے نہین کرسکتی۔ ایڈیٹر) +

وزیر صاحب نے یہ ارشاد کیا۔ کہ مجھ کو پوری امید ہے کہ مصری عدالت کا فیصلہ عدالت اپیل مین منسوخ ہوجائے گا +

لنڈن۔ ۱۳ جون (مہم نیل۔ گورنمنٹ کی پالیسی) دارالامرا مین شب گذشتہ لارڈ سالسبری نے بجواب سوال بیان کیا۔ کہ سردست مہم نیل کا مدعا ڈنگولہ پر قابض ہونا ہے گورنمنٹ یہ وعدہ نہین کرسکتی کہ اس برس یا آیندہ برس ڈنگولہ سے آگے پیشقدمی کی جاویگی۔ البتہ اس مین کلام نہین کہ جبتک مصری جھنڈا خرطوم پر نہ لہلہائیگا۔ تبتک مصر کو محفوظ نہین سمجھا جائیگا۔ سردار کچنر ڈنگولہ تک بلا روک ٹوک جا سکتے ہین۔ بہارہ مین کوئی مزاحمت نہین ہے مگر انکو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ابھی اس سے آگے پیش قدمی نہ کرین۔ آخر مین لارڈ موصوف نے مصری فوجون کی بڑی تعریف کی کہ پچھلی لڑائیون مین انہون نے پوری پوری دادمردانگی دی ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

دریائے نیل مین طغیانی آنے پر پہلی و دوسری آبشار کے درمیان دو نئے بہت ہی مضبوط اگن بوٹ دریائے مذکور مین چھوڑ دیئے جاوینگے۔ اونپر ایک ایک توپ ۱۲ پونڈ کی دو دو ۱۰ پونڈ کی اور دو دو میکسم ہونگی۔ خلیفہ کے پاس پندرہ بیڑے (دخانی جہاز) موجود ہین۔ جو دریائے نیل کے بقدر حصہ مین جو خلیفہ کے علاقہ حکومت سے گذرتا ہے گشت کرتے رہتے ہین۔ اور اُنکے انجنون پر مصری انجنیر مامور ہین۔ یقین غالب ہے کہ موجودہ جنگ سوڈان مین متخاصمین مین بحری لڑائی بھی ہوگی۔ جو دنیا کے اس حصہ مین پہلی بحری جنگ ہوگی +

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے ہز ہائینس خلیل رفعت پاشا وزیر اعظم کو طبقہ فخار کا مرصع تمغہ عطا فرمایا ہے سٹر کارنرٹ مین ایلچیصاحب کی طرف سے وزیر موصوف کی اعلیٰ خدمات اور مخلصانہ جان نثاری کا بہت اعتراف کیا گیا ہے +

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے عید قربان سے کچھ دن پہلے تمام پنشن خواروں اور ملازمون مین اپریل کی تنخواہ تقسیم کیے جانیکا حکم صادر فرمایا ہے اس خبر سے گو بقدر معلوم ہوتا ہے کہ تنخواہ کی تقسیم مین بیس پچیس دن یا غائت درجہ ایک ماہ کا وقفہ ہو جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی مخالفین کے اس الزام کی پوری پوری تردید ہوتی ہے کہ ملازمین کی کئی مہینون کی تنخواہ بند ہی ہوئی ہین +

ولایت کے اخبار ایسٹ کا نامہ نگار مصر سے لکھتا ہے۔ کہ مصری فوج حملہ آور کے زخمیون اور بیمارون کے لیئے طبی انتظام بہت معقولیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ وادی حلفہ مین ایک بہت بڑا ہسپتال بنایا گیا ہے۔ اور اسکے جنوب مین مندرجہ ذیل مقامات۔ جنائی۔ سروس۔ سمنہ۔ چاہات موگرات۔ وادی اتراہ۔ ابسمبل گول۔ چاہات ابسمبل گول۔ سنگور اور عکاشیہ میں اور وادی حلفہ کے شمال مین اسوان اور کراسکو مین ہسپتال تیار کیے گئے ہین۔ جملہ محکمہ مین کل ۳۵۰ آدمی ہین جن مین آٹھ یورپین افسر ہین اور ۵۵ مصری ڈاکٹر۔ ان مصری ڈاکٹرون کو صیغہ مین داخل ہوتے ہی ۱۲ پونڈ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ اور یہ تنخواہ رفتہ رفتہ ۲۵ پونڈ ماہوار تک بڑھجاتی ہے۔ محکمانہ انتظامات کی تشریح و توضیح کرنے کے بعد نامہ نگار مذکور انگریز افسرون کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ کہ یہ انہی کی لیاقت اور حسن انتظام کی وجہ سے ہے کہ آج پندرہ ہزار فوج بڑی آسانی سے بغیر کسی حادثہ کے وادی حلفہ اور عکاشیہ کو دوسال جمع ہو گئی ہے۔ مگر ساتھ ہی بار برداری کے لیئے مویشی بہم نہ پہنچنے کی سخت شکایت کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مویشیون کی اسقدر قلت ہو گئی ہے کہ اب یہان کوئی دستیاب ہی نہین ہو سکتا۔ اور فوج کے آدمیون اور گھوڑون کو رسد وچارہ نہ ملنے سے سخت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ نامہ نگار کی اس آخری شکایت نے انگریز افسرون کی تمام تعریفون پر نہ صرف ایک سرے سے پانی پھیر دیا ہے بلکہ ایک طرح سے انکی نالیاقتی کو ثابت کر دیا ہے۔ جو افسر فوج کے آدمیون اور حیوانون کے لیئے رسد کا معقول انتظام کیئے بغیر فوج کو ہوا کھانے کے لیئے آگے بھیجین۔ انکو کوئی نادان ہی لائق اور قابل اعتبار نہین کہہ سکتا +

ولایت کے اخبارات مسیحی کریٹ کے عیسائیون کی شورش شروع ہوتے دیکھکر مظالم آرمینیا کا پھر پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ ریوٹر صاحب کا خاص نامہ نگار قسطنطنیہ سے اپنے مالک کو ایک لمبی چوڑی چھٹی لکھکر اب چھ مہینون کے بعد آرمنیا کے آرمینیون کا سوگ نئے سرے سے مناتا ہے + وہ لکھتا ہے کہ ۲۸ و ۲۹ دسمبر کو جس بیدردی اور بیرحمی سے بمقام اورفا کے آرمینیون کا عام کشت وخون ہوا۔ اسکے مقابلہ مین مظالم ساسون کی کوئی حقیقت باقی نہین رہجاتی۔ ۱۸ سو نوجوان ارمنی پکڑون کیطرح ذبح کیئے گئے۔ لڑائی تین ہزار زن و مرد گرجا مین تہ تہ

گئے اور ۴۰ ہزار ارمنی باشندگان اور فارمین سے دو دن کے عرصہ مین ۲۸ ہزار قتل ہلاک کئے گئے۔

یہ پرانی ایجی ٹیشن صرف اخبارات ہی نے پھر شروع نہین کی بلکہ پادریون کے گروہ مین ہی پھر جنبش پیدا ہوگئی ہے۔ شہزادہ بسمارک ٹیلبرگ کی وفات پر ہمدردی ظاہر کرنے کیلئے سلطنت کی گروہ پادریان کی طرف سے آرچ بشپ دسقف اعظم آف کنٹربری اور لنڈن کے بشپ صاحب نے ملکہ معظمہ کی خدمت مین ایک ایڈریس پیش کیا اور اس مین ساتھ ہی عیسائیان آرمینیا کی فرضی مظلومیت کا بہت سا رونا رو کر ملکہ معظمہ کو انکی حالت زار پر متوجہ کیا گیا۔ جسکے جواب مین حضور ممدوحہ نے ارشاد فرمایا کہ مسئلہ آرمینیا پر گورنمنٹ نہایت غور وفکر کر رہی ہے +

اخبارات کی تحریرات۔ پادریونکی سرگرمی اور ملکہ معظمہ کے اس جواب سے مترشح ہوتا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ اپنے وزیر اعظم لارڈ سالسبری کی پچھلی تقریرون کو فراموش کر کے مسئلہ آرمینیا کے متعلق عنقریب پھر کوئی تازہ کارروائی کرنیوالی ہے جسکی نیک و بد کو ہنوز بہرحال بخوبی سوچ سمجھ لیا ہوگا +

انگلو انڈین اخبارات بھی انیسوین صدی کے دیگر عجائبات سے کچھ کم نہین۔ ایک نیک بخت بغاوت کرنیکی خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ۱۰ دسمبر گذشتہ کے آخری دن سے قسطنطنیہ مین فوجین بھیجی جارہی ہین۔ مگر سر فلپ کری سفیر انگلستان متعینہ دربار قسطنطنیہ کو اطمینان دلایا گیا تھا۔ کہ یہ فوجین جبتک باغیون پر اسپر حملہ نہ کیا بالکل کوئی کارروائی نہین کرینگی۔ لیکن ۱۰ جنوری کو جزیرہ مذکور مین وہ تازہ فوجون سے مع کوہی توپ کے معمور ہونے اور سر سلیبی کے عیسائی معززین کے ساتھ برابر تاؤ کئے جانے سے ظاہر کر دیا کہ یہ صرف ترکی گورنمنٹ کا ایک حیلہ اور بہانہ تھا +

اخبار مذکور کا یہ ہزیان جس وقعت کی نظر سے دیکھا جانیکے قابل ہے وہ ظاہر ہے۔ اسطرح سے تو گویا سر فلپ کری سفیر نہ ہوا ٹرکی کا حاکم اعلیٰ ٹھیرا۔ اور سلطان المعظم اصل فرمانروائے ملک نہ ہوئے انگریز دنیا کے بالعدار ٹھیرے۔ کہ اپنی ہی مقبوضہ مین فوجین بھیجنے کے لئے انکو ایسے مذموم اور کریہہ حیلے بہانے کرنے پڑتے ہین۔ لیکن اگر یہ خبر واقعی درست ہے تو اس بیرونی مداخلت اور خواہ مخواہ کی دست اندازی کا جسقدر جلد ممکن ہو دفعیہ کرنا چاہئے۔ ورنہ سلطنت عثمانیہ ایک آزاد اور خود مختار سلطنت شمار کئے جانیکے ہرگز لائق اور قابل متصور نہین ہوگی اور دنیا و اسلام مین اسکی ذرہ بھر بھی وقعت باقی نہ رہیگی۔ باقی تمام سلطنتین اپنے اپنے مقبوضات کو ہمیشہ فوجین روانہ کرتی رہتی ہین کیا آجتک کسی دوسری سلطنت کے سفیر کو اعتراض کرنیکی جرأت ہوئی۔ یا فوج روانہ کرنیوالی سلطنت کو ایسا حیلہ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے اگر نہین تو کیا اکیلے ٹرکی ہی کی قسمت مین یہ خفتین برداشت کرنا مقدر ہوچکا ہے۔ ٹرکی جب تک دول اجنبیہ کی مداخلت کو نہ روکے گی تب تک اسکا پنپنا امر محال بلکہ ناممکن ہے اور اگر اس سینہ زوری کی مدافعت کا وہ کوئی تدارک نہین کر سکتی تو ایسی بیغرتی کے جینے سے مرجانا ہزار درجہ اچھا ہے۔

مہم سوڈان کے متعلق ناظرین کو تار برقیات کے کالم کے مطالعہ سے معلوم ہوجائیگا۔ کہ ریوٹر صاحب نے ہر روز سمیلیکر

۹ جون تک کی خبرون مین مصری فوج کے درویشون کو بمقامات فرکہ وسوار داشکست دینے اور اُن مقامات پر قابض ہو جانے کی خبر تمام دنیا مین بڑی کروفر سے مشتہر کی ہوا اور ساتھہی یہ بھی لکھا ہے کہ درویشون کے ایکہزار سپاہی اور کئی افسر قتل و مجروح ہوئے۔ اور بکاہت سامان و متاع اور مویشی فاتحان کے قبضہ مین آئے۔ اور مصریون کے صرف ۲۰ قتل و ۲۰ مجروح ہوئے۔ مگر اس خبر کی صداقت پر اعتبار کرنیسے ہم کو مندرجہ ذیل امور مانع ہوتے ہین:۔

(۱) سٹینڈرڈ کا خاص نامہ نگار ۵ مئی کو منجملہ دیگر واقعات اپنے اخبار کو قاہرہ سے یہ تار دیتا ہے کہ یہان یہ عام خیال ہے کہ سردار کچنر پاشا اس یورش کے جواب مین جو درویشون نے عکاشیہ پر کی تھی بہت جلد مقام فرکہ پر ویسی ہی بالمقابل نمایشی یورش کرنیکا ارادہ رکھتے ہین مگر میرے نزدیک اس خیال کی کوئی بنیاد موجود نہین ہوا۔ درحینکہ دریا مین طغیانی نہ آجائے غالباً پیشقدمی نہین کیجاویگی"۔

(۲) یونیورسل کا نامہ نگار ۷ مئی کو عکاشیہ سے انگلستان کو تار دیتا ہے۔ کہ "دو سوڈانی ایک مرد اور ایک عورت درویشون کے کمپ سے بھاگ کر مصری کمپ مین آج صبح پہنچے ہین۔ کل ہی ایک عورت آئی تھی اُنکی بیانات اس اطلاع کے بالکل مطابق ہین جو مکاتبہ رسانی کو درویشون کے متعلق ملی تھی کہ بمقام فرکہ اُن کی حالت رسد کی قلت کی وجہ سے بہت نازک ہے۔ اور وہ بڑی مصیبتین جھیل رہے ہین" الخ"

(۳) سٹینڈرڈ کی خاص نامہ نگار نے ۸ مئی کو قاہرہ سے تار دیا کہ "ابھی یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ آج صبح ایک فوج سوارانِ دشمن کی جمعیت وغیرہ کا پتہ لینے کو عکاشیہ سے روانہ ہوکر فرکہ تک گئی۔ یہ سرحدی پر درویش ابتک قابض تھے بالکل خالی پڑی ہوئی پائی گئی۔ درویش اسے قطعاً چھوڑ بھاڑ کر چلے گئے ہین۔ اس خبر کے ملنے کا غالب نتیجہ ہوگا کہ عنقریب اُس چوکی پر قبضہ کرلیا جاویگا"۔

پہلی خبر سے فرکہ پر پیشقدمی کرنیکا ارادہ پایا جاتا ہے۔ مگر اس سے ساتھہی یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ چونکہ درویشون کے مقابلہ کرنیکا پورا پورا احتمال ہے۔ اسلئے دریا مین طغیانی آنے سے پہلے دشمن کے مقابلہ مین پیش قدمی کرنا خیر اغلب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ دریا مین ابھی تک طغیانی نہین آئی اسلئے اگر عکاشیہ سے آگے پیشقدمی ہوئی ہوگی۔ تو یہ تحقیق کرلیا ہوگا کہ دشمن اُسمین موجود نہین ہے۔ کیونکہ عکاشیہ کی مضبوط قلعہ بندی ثابت کر رہی ہے کہ مصری فوج کو دشمن کے ملک مین بڑھنا تو بجائے خود رہا۔ سب سے پہلے خود اپنی چوکی کو اُنکے حملون سے محفوظ کرنیکا فکر لاحق ہو رہا تھا۔

دوسری خبر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرکہ کی درویش فوج فاقہ کشی اور بھوک سے سخت لاچار تھی۔ مگر فتح کی خبرین بتاتی ہین۔ کہ فاتحان کو بمقام فرکہ بہت سی مویشی سامان رسد اور خزانہ دستیاب ہوا۔ اگر خزانہ اور سامان رسد وغیرہ موجود تھا۔ تو وہ بھوکے کیسے مر رہے تھے۔ بہرحال دونون مین سے ایک غلط ہے۔ دوسری خبر فتح کی خبر کو کم از کم نہایت ہی مبالغہ آمیز ثابت کر رہی ہے۔ وہ صاف کہہ رہی ہے کہ مقام مذکور کے خالی پڑے ہوئے ہونے کی خبر ملنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اب

کہ اب اسمقام پر عنقریب قبضہ کر لیا جاویگا۔ پس قیاس یہی چاہتا ہے کہ مصری فوج نے اس مقام پر قابض ہونے کے لئے پیش قدمی کی اور اسکو خالی پاکر بلا مقابلہ قبضہ کر لیا۔ یعنی فتح کی خبر قابض ہو جانیکی حد تک تو ٹھیک ہے۔ مگر لڑائی ہونے اور غنیم کا بہ تعداد کثیر مارے جانے کا جو رپوٹر صاحب کے نامہ نگار نے شوشہ چھوڑا ہے وہ انکی من گھڑت کہانی ہے +

اس مین تو کسی کو کلام نہین کہ باہر کی دنیا کو ٹھیک طور پر ہرگز معلوم نہین ہو سکتا کہ اسوقت سوڈان مین کیا ہو رہا ہے۔ اس لئے کوئی بھی دعوے سے نہین کہہ سکتا کہ یہ خبر غلط ہے یا صحیح۔ البتہ قیاس ہی قیاس ہے۔ ہمتو ناظرین کو تصویر کے دونون رخ دکھاتے ہین۔ وہ رائے خود قائم کر لین۔ ہان اس قدر اور عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہین کہ لنڈن کے اخبار ٹائمز نے پچھلے دنون وہان کی سنٹرل نیوز ایجنسی (خبرین بہم پہنچانے کی کمپنی) پر جو دعوی کیا تھا۔ اس مین مدعا علیہ فریق نے جو ابدعوی مین اپنی بریت کے لئے یہ عذر بھی کیا تھا کہ یہ عام دستور ہے کہ میدان جنگ سے جو خبرین موصول ہوتی ہین۔ انپر اپنی طرف سے حاشئے لگا کر اور ان کو خوب بڑھا چڑھا کر اخبارون مین بغرض اشاعت روانہ کیا جاتا ہے۔ پس جہان خبرون کو مبالغہ آمیز عبارات مین شائع کرنیکا عام رواج ہو۔ وہان کی خبرین بر وقعت کی نگاہ سے دیکھی جانی چاہئین اسکے بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے +

مختصر ہفتہ ۲۲ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین بمعہ مختصر حواشی

لنڈن ۱۳ جون۔ (بذاوت کریٹ) کریٹ سے خبرین موصول ہوئی ہین کہ مختلف مقامات پر لڑائیان ہو چکی ہین مگر انکے نتائج معلوم نہین ہوئے +

لنڈن ۱۵ جون۔ مصر مین ہیضہ پھیل رہا ہے اور اب اسوان تک پہنچگیا ہے +

لنڈن ۱۶ جون۔ (مہم نیل کا خرچ) مسٹر کرزن نے بجواب سوال دار العوام مین بیان کیا کہ میرے خیال مین مہم نیل کا خرچ ابھی کچھ اور عرصہ تک ۳½ لاکھ پونڈ کی رقم تک نہین پہنچیگا (مگر مسٹر ولفرڈ بلنٹ نے لنڈن کے مشہور ماہواری رسالہ نائین ٹینتھ سینچری (انیسوین صدی) مین ۱۵ اپریل کو مصر کے متعلق ایک مضمون شائع کر کے اس مین لکھا ہے کہ "مصر کے ریزرو فنڈ مین سے ۲½ لاکھ پونڈ لئے گئے تھے۔ وہ کلہم خرچ ہی ہو گئے ہین اور کہا جاتا ہے کہ اصلی پیشقدمی ستمبر سے پہلے ظہور مین نہین آئے گی۔ نائب وزیر صیغہ خارجہ اب پورے

دو مہینون کے بعد اس کی تردید کرتے ہین اور بیان فرماتے ہین کہ وہ رقم ابھی ساری خرچ نہین ہوئی۔ راوی دونون معتبر ہین کسکو سچا کہا جائے اور جھوٹا کسے ؟

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

بغاوت کریٹ کی نسبت لنڈن کا مشہور روزانہ اخبار پالمال گزٹ لکھتا ہے کہ کریٹ مین ہمیشہ عیسائی ہی ابتدا کرتے ہین اور جہان کہین مسلمانون کی آبادی کم ہوتی ہے۔ وہان وہ مسلمانون کو قتل کرنا اور لوٹنا شروع کر دیتے ہین۔ پس اگر گورنمنٹ اپنی ہم مذہب رعایا کو ان ظالمون کی دست درد سے بچانے کیلئے ان ناہنجارون کی قرار واقعی گوشمالی کرے تو اسے برا نہین کہا جا سکتا +

بمبئی کے اخبار ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار سواکم سے لکھتا ہے۔ کہ جہاز وارن ہسٹینگز جنرل بیچرٹن انکے سٹاف اور ۲۶ دین پنجاب انفنٹری کو لیکر ۲۰ ماہ گذشتہ کو یہان پہنچا۔ اور جرنیل صاحب انکا سٹاف اور پنجاب انفنٹری کی ایک کمپنی بخیریت جہاز سے خشکی پر اتری۔ دوپہر کے وقت باقی فوج کو لیکر یہ جہاز مذکور بندر ٹرنیکی تات کو جو سواکم کے بجانب جنوب ۷۵ میل کے فاصلہ پر ہے روانہ ہو گیا۔ جہان وہ پانچ بجے شام کو جا پہنچا۔ اور اسیوقت فوج اتارنی شروع کی۔ یہ کام رات بھر جاری رہا۔ اور دوسرے دن دوپہر کو ختم ہوا۔ آدمی۔ گھوڑے خچرین بڑی اہتمام سے اتارے گئے۔ اور کوئی حادثہ نہ ہونے پایا۔ رجمنٹ اسی دن شام کو ٹوکر کو جو بندر سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر اندرون ملک مین واقع ہے۔ روانہ ہو گئی تمام سپاہی خوش اور تندرست ہین۔ وہ ٹوکر جانے پر نہایت خوش ہین۔ کیونکہ درویش اگر سواکم پر حملہ کرینگے تو وہ ٹوکر ہی کے رستہ سے گذرینگے۔ وہان سے ایک اونٹ مصری فوج کا اسباب لیکر بندر ٹرنیکی تات کو آئے ہوئے تھے۔ اب وہ ۲۶ مین رجمنٹ کا اسباب لیکر واپس جائینگے درویشون کا کوئی نام و نشان معلوم نہین ہوتا۔ سواکم سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر ڈیڑھ مہینہ ہوا جب کہ انکا ساتھ معرکہ آرائی ہوئی تھی۔ اسکے بعد انکو کہین نہین دیکھا گیا۔ اسوقت کئی سد کے باعث انکی حالت بہت خراب تھی۔ اور انکے اونٹ اور گھوڑے سینکڑون کی تعداد مین مر رہے تھے۔ سواکم سے ٹوکر تک قیدیون کی معرفت ریلوے بنوائی جا رہی ہے۔ مگر ٹپری بچھانے سے پہلے سٹیشنون کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا ہے۔ جہاز وارن ہسٹینگز جہان جون کو سواکم سے بمبئی لینسر فوج سوارا ن۔ گودام اور کئی سو ٹن پانی لیکر ٹرنیکی تات کو جائیگا۔ ٹوکر کا پانی بہت ناقص ہے۔ اسلئے سواکم سے بھیجا جایا کریگا۔ ٹرنیکی تات سے اسے اونٹون پر ٹوکر پہنچایا جاویگا۔ عام خیال ہے کہ عثمان دغنہ کی دسہزار فوج لیکر ٹبرہی چلا آنیکی افواہ درست ہے۔ ٹوکر سے جو مصری فوج واپس آئی ہے وہ ابھی وضعدار فوج ہے۔ سواکم مین نرخ جناس بہت چڑھ گیا ہے +

سواکم کے چند عرب شیوخ کی نسبت یہ شبہ پیدا ہوا ہے کہ وہ درویشون سے خفیہ خط و کتابت کرتے ہین ایک معزز عرب شیخ غمی لاب کو انگریزی حکام نے پانچ سال قید کی سزا دی ہے۔ اس سے تمام عرب برافروختہ ہو رہے ہین اور

انکے شیوخ نے اپنے امیر غوبلور کو طلب کیا ہے کہ بمقام اسوزا بہ مجلس شیخان مین شامل ہو تاکہ اس بات کا کوئی تدارک کیا جائے ✦

مہم سوڈان کی خبرونکی نسبت اب یہ پختہ طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ اگر وہ سرتاپا غلط نہین کم ازکم بیحد مبالغہ سے ضرور مملو اور زیادہ تر جھوٹی روایات پر مبنی ہوتی ہین۔ آجتک فتوحات کے متعلق جسقدر تارین موصول ہوئی ہین انکی نسبت ہم یہ ساتھ تحریر کرتے رہے ہین۔ کہ اسکی صداقت مین فلان امر اشتباہ پیدا کرتا یا فلان معاملہ اس کی تردید کرتا ہے چنانچہ یکم جون کے پرچہ مین بمقام عکاشیہ درویشونکی شکست یابی اور درویشونکی فتحمندی کی خبر کو درج کرنیکے بعد آخر مین لکھدیا تھا کہ گوریوٹر صاحب انگریزی اخبارات ہس فتح پر بڑی خوشیان منا رہی ہین۔ لیکن اگر واقعات حوالیہ پر بنظر تعمق غور کیا جائے تو یہ خبر بایں صداقت سے بہت کچھ گری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے اس قیاس کی تصدیق اب لائٹ کو ایک اخبار ڈیلی میل کے خاص نامہ نگار کی تحریر سے پوری پوری طرح سے ہوگئی ہے جسے ہم بخشہ ذیل درج کرتے ہین:-

"مین پہلے بذریعہ تار بتا چکا ہون اور اب بتفصیل کہتا ہون کہ میجر برن مرڈک کی ربرکمان مصری فوج سواران کے قابل تعریف فتح پانیکی جو ابتدا اً خبر شہرہ ہوئی تھی۔ وہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ برخلاف اسکے اصل بات یہ ہے کہ باوجود انگریز افسرونکی زبردست کوششون اور بیحد سرپٹخنے کے مصریون کے قدم آگے نہین پڑتے تھے اور جب ان کو آخرکار سر توڑ گھوڑے دوڑا کر حملہ کرنیکا حکم دیا گیا۔ تو اسکی تعمیل یہ ہوئی کہ انہون نے نہایت ہی سست رفتار کی سے آگے بڑھنا شروع کیا۔ اگر درویشونکی جمعیت مضبوط ہوتی تو بکالازمی نتیجہ یہ نکلتا کہ ہماری پانچ چہارم انگریز افسر گرفتار یا طعمہ اجل ہوجاتے مصریون مین بہادری کا نام تک نہین ہے اور مین پر اصرار کہتا ہون کہ مصری فوج کیساتھ جو انگریز افسر بھیجے گئے ہین۔ انکو جان بوجھکر خطرہ مین ڈالا گیا ہے۔ مصری خود کبھی سوڈان کو نہین فتح کر سکتے۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ بکا فتح کرنا پولیٹکل وجوہات سے ضروری ہوگیا ہے۔ مگر یہ کام مصری فوج سے نہین ہوگا۔ اسکے لئے انگریز فوجین درکار ہین اور جسقدر جلد انکو بھیجا جائے بیحد مفید و فایدہ مند ہے"

ہم نامہ نگار کی تحریر کے آخری حصہ پر کوئی بحث نہین کرنا چاہتے۔ سوڈان کے فتح کرنے پر انگلستان کو اگر ذاتی اغراض ملکی محبوب کرتے ہین۔ تو وہ بیشک اسے کہلے بندون فتح کرے۔ ہمارا مدعا اس تحریر کے پیش کرنے سے سردست صرف خبرونکی صدق و کذب کے واضح کرنیکا تھا جو امید ہے کہ ناظرین کو اچھی طرح سے واضح ہوگیا ہوگا ✦

فرانس کے اخبارات کریٹ کے فساد کی نسبت تحریر کر رہے ہین کہ آرمینیا کی طرح اس بغاوت کا بھی در اصل انگلستان ہی محرک ہے۔ اور اسکا دلی منشا یہ ہے کہ کسیطرح اس جزیرہ کو بھی اپنے تصرف مین کرلے۔ مگر اسے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ فرانس اور روس اسکو اس مدعا مین ہرگز کامیاب نہین ہونے دینگے۔ اس تحریر سے ریوٹر صاحب کی اس تار کی پوری تکذیب ہوتی ہے کہ روس نے بابعالی کو دھمکی دی ہے کہ اگر عیسائیون کا کشت و خون ہوا

توشکی کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔ روس ہوقت ٹرکی سے کوئی اہم کام نکالنا چاہتا ہے اور اُس کی پالیسی ہرگز گوارا نہیں کرسکتی۔ کہ وہ چند مفسد عیسائیون کی طرفداری کرکے اعلیحضرت سلطان المعظم سے بگاڑ کرلیوے اس امر کا سب سے بڑھکر یہ ثبوت ہے کہ وہ یونان جو ہمیشہ سے باغیان کریٹ اور مقدونیہ کا حامی بلکہ بر انگیخت کرنیوالا رہا ہے۔ ہوقت بالکل خاموش ہی نہیں بیٹھا ہوا بلکہ اپنی رعایا کے اُن جلسون کو جو مفسدان کریٹ کی حمایت مین منعقد ہوتے ہین بڑی سختی سے منتشر کررہا ہے۔ اور پولیس کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ایسے جلسون کو ہرگز منعقد نہ ہونے دے اور بشرط ضرورت انپر گولہ باری کرنے سے دریغ نہ کرے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر روس اور فرانس نے یونان کو متنبہ نہ کردیا ہوتا۔ تو وہ ایسے موقعہ پر ہرگز نچلا نہ بیٹھتا۔ یہی حالات دیکھکر لنڈن کے نیم سرکاری ٹائمز نے بھی اپنا رخ بدل دیا ہے اور سابقہ مین زیادہ تر عیسایان کریٹ ہی کو ملزم ٹھہرایا ہے اور صاف صاف لکھدیا ہے کہ کریٹ کے عیسائیون کی سرشت ہی مین فتنہ وفساد پڑا ہوا ہے۔ وہ مسلمانون ہی کے ساتھ ہروقت فتنہ وفساد نہین کرتے رہتے بلکہ آپس مین بھی ان کی بڑی سخت دھڑبندی ہے۔ کنسرویٹو فریق لبرل کا دشمن جان ہے۔ اور لبرل کنسرویٹو کا +

ٹائمز ایسے اخبار کے کالمون مین ایسی عبارت کا درج ہونا ہی ثابت کررہا ہے کہ انگلستان اپنی بے بسی سے بخوبی واقف ہے۔ وہ بوجوہات چند در چند ٹرکی کے لیئے مشکلات پیدا کرنا چاہتا ہے۔ مگر تنہا ہونے کی وجہ سے اس کی کوئی پیش نہین چلتی۔ اخبار مذکور انگلستان کی کمزوری کا اس طرح سے بالکنایہ اعتراف کرنے کے بعد آخر مین اپنے دل کو اسبات سے خوش کرلیتا ہے۔ کہ بہرکیف اگر سلطان نے اس جزیرہ مین آرمینیا کی طرح عیسائیون کو بیدریغ قتل کرنا شروع کیا تو آرمینیا کے برخلاف یہان ہمارے جہاز فی الفور پہنچکر مظلومون کی دستگیری کرسکین گے +

مگر اُسے آگاہ رہنا چاہیئے کہ اب ان طفل تسلیون سے کام نہین نکلے گا۔ اوّل تو یہ کبھی ممکن نہین کہ اعلیحضرت خواہ مخواہ اپنی عیسائی رعایا کو قتل کرائین اور اگر بامر مجبوری انکی قرار واقعی گوشمالی کرنا لابدی ہوا تو انگلستان کے سارے جہازات بھی تو انکو قہر سلطانی سے محفوظ نہین رکھسکین گے انہی آرمینیون کے جور وظلم سے جنکو ہمارے نیم سرکاری انگریزی اخبارات اور پادری صاحبان ابتک معصوم ومظلوم قرار دے رہے ہین تنگ آکر شام کے کل دس کیتھولک عیسائیون نے اپنے بشپ کی معرفت بابعالی مین درخواست دی ہے۔ کہ ہم کو ان بدذاتون کے دست تطاول اور لوٹ مار سے محفوظ کیا جائے۔ انہون نے پچھلے فسادین جواب فرد کردیا گیا ہے۔ ہمارے اکثر گھرون کو لوٹ لیا اور بہت سے لوگون کو قتل کردیا تھا۔ اور اب بھی در پردہ ہماری تخریب مین مصروف ہین اور حمایت سلطانی کے سوا اور کوئی چیز ہم کو انسے محفوظ نہین کرسکتی یہ میموریل قسطنطنیہ کے فرقہ رومن کیتھولک کے بطریق اعظم کے پاس پہنچا ہے مہینہ مین رؤس الاشہاد

بابعالی کی خدمت مین پیش کیا ہے اور کل یورپ کو اس کی اطلاع ہوگئی ہے مگر نیک نیت ٹائمز نے اسکا بھولے سے بھی ذکر نہین کیا۔ مگر وہ کرتا کس منہ سے۔ اسی ایک یہودیل نے اسکی برسون کی محنت کو خاک مین ملا دیا ہے اور کل دنیا پر اسکی اور انگریز پادریون کی ہٹ دھرمی خلاف بیانی اور تعصب کو اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے +

انگلستان مین چند بدخواہون نے مشہور کر دیا تھا۔ کہ اعلیحضرت سلطان المعظم کی طبیعت نصیب اعدا کچھ ناساز ہے مگر ترکی سفیر متعینہ لنڈن نے باضابطہ طور پر اسکی تردید کر دی ہے اور ٹائمز بھی لکھتا ہے۔ کہ یہ خبر بالکل غلط ہے عید قربان کی موقعہ پر جب اعلیحضرت دوگانہ عید ادا کرنے کے لئے محل ہمایون سے باہر آمد ہوئے تھے۔ تو کا چہرہ مسرت معمول بارونق اور تر و تازہ تھا +

مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار ۳ مئی کو قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ اعلیحضرت بروز شنبہ محل یلدیز سرا سے مسجد سلطان پاشا کو شاہانہ جلوس سے تشریف لے گئے اور وہان نماز دوگانہ عید الضحیٰ ادا کرنے کے بعد چوبیس گاڑی مین محل دولمہ باغچہ رونق افروز ہوئے۔ گاڑی سے اتر کر اعلیحضرت نے سنہری چوبی سے ۷ دنبون کو ذرا چھو دیا جو بعد مین ذبح کئے گئے۔ اور پھر محلات سے (جو دنیا مین سب سے بڑا ایوان ہے اور جسے سلطان **عبد العزیز** مرحوم نے تعمیر کرایا تھا) گذر کر تخت گاہ کے کمرہ کو تشریف لے گئے وہان تمام وزرا رحال سابق۔ اعیان مملکت اور رسول اور بڑے عہدہ داران ایوان کے تینون طرف تخت کے مقابل اور دونون جانبون دست بستہ کھڑے تھے۔ اعلیحضرت تخت زرین پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور نقیبان شاہی نے دل فریب آواز مین خطاب اور القاب سلطانی پڑھنے شروع کئے۔ اسکے بعد تمام حاضرین نے نذرین گذرانی۔ جس سے فراغت ہونے پر جناب المکرم شیخ الاسلام نے دعا خیر مانگی۔ (دعا مانگنے کیوقت اعلیحضرت بھی کھڑے ہو گئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے رہے عہدہ دارون کے بعد علما و فضلا باریاب حضوری ہوئے۔ اسکے بعد حضور ممدوح تھوڑی دیر استراحت کرنے کے لئے محلسرا مین تشریف لیگئے اور بعد ازان اپنے ذاتی ملازمون کا سلام قبول کیا۔ اس سے فارغ ہو کر امیر المومنین محل یلدیز سرا کو واپس تشریف لے آئے اور وہان دول اجنبیہ کے سفراء سے جو سلام کیلئے حاضر تھے ملاقات کی +

ہفتہ منتہمہ ۲۹ جون ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن (۲۵ جون۔ (سوا کم مین ہیضہ) ہندوستانی فوج مقیمہ سواکم کے شاگرد پیشون مین ہیضہ کی

ایک واردات ہوئی ہے +

لندن ۲۴ جون (آرمینیا مین تازہ فساد) قصبہ وان مین پیر کے دن ترکون نے بہت سے آرمینیون کو قتل کر دیا کئی آرمینیون نے انگریزی سفارت خانہ مین پناہ لی +

لندن ۲۶ جون (جنگ سوڈان) سوڈانی مفروین جو مصری کیمپ مین آ رہے ہین بیان کرتے ہین کہ رعایا خلیفہ کی حکومت سے آزاد ہونے کی بڑی خواہشمند ہے +

لندن ۲۵ جون۔ (بغاوت کریٹ) دول مسلمہ کریٹ پر بالکل متفق ہین (آرمینیا کے وقت بھی متفق تھین!!) انہون نے عیسائی گورنر کے تقرر اور عام معافی عطا کئے جانیکا مطالبہ کرنیکے علاوہ ۱۸۷۸ء کے معاہدہ جلیبی کی تعمیل کئے جانے کی بھی سفارش کی ہے (ہس تار کا مضمون ہماری تو سمجھ مین نہین آتا۔ یا تو ریوٹر صاحب کی عقل چرخ کھا رہی ہے اور یا دول یورپ پاگل ہوگئی ہین۔ کہ تحصیل حاصل کی کوشش کرتے ہین۔ عبداللہ جدید گورنر اور زخان پاشا کی قبل نشین سے پہلے کارا تھیوڈوری پاشا کئی برسون تک گورنر رہے اور آخر کار انہی عیسائی باغیون کی فتنہ و شرارت سے تنگ آکر ۱۸۹۵ء کے اخیر مین مستعفی ہو گئے۔ کیا اب کوئی اُن سے زیادہ مدبر اور منتظم عیسائی گورنر پیدا ہو گیا ہے؟ قریباً ڈیڑھ مہینہ ہوا اعلے حضرت نے عام معافی عطا کی۔ جسکو باغیون نے عجب بیہودہ تمرد و خودسری سے منظور نہ کیا۔ اور تھبار رکھدینے کی بجائے پہاڑون کو مفرور ہو گئے۔ کیا وہ معافی نہ تھی کہ اب پھر تقاضا کیا جاتا ہے؟ جلبہ کا معاہدہ اعلی حضرت نے کسی کے باؤسے نہین کیا تھا بلکہ اپنے جبلی ترحم اور شاہانہ عفو سے کام فرما کر باغیان کریٹ کو جو ہمیشہ پانچوین چھٹے برس نائیرہ فساد مشتعل کرتے رہتے ہین ۱۸۷۸ء مین چند رعائتین عطا کر کے انکو مسند شاہی مرحمت فرمادی تھی۔ اور اس سند کے خلاف ورزی کرنیکا کبھی اعلی حضرت نے ارادہ نہیں کیا یہ مندوبی حکومتون کا ہی خاصہ ہے۔ کہ کہنا کچھ اور کرنا کچھ پس سند مذکور کی تعمیل کے مطالبہ کے سمجھنے سے بھی ہماری عقل قاصر ہے۔ کہ تقاضا کنندگان کا کیا مطلب ہے۔

لندن ۲۶ جون۔ (مسئلہ مصر کا پھر چھیڑنا بہینہ دسی تجاویز) ٹائمز کا نامہ نگار استعین پیرس لکھتا ہے کہ رسمی مسئلہ مصر کے تصفیہ کیلئے تجویز پیش کرنیوالا ہے کہ مصر کو متفقہ دول یورپ کی زیر نگرانی رکھکر اندرونی معاملات مین بالکل خود مختار کر دیا جائے" (بحفظ شاہانہ حقوق اعلیحضرت سلطان العظم" کو مفہوم سمجھنا چاہیئے

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار ۱۱ مابہال کو سواکم سے اطلاع دیتا ہے کہ وہ تمام فوجین جو مقام ٹوکر کی حفاظت کیلئے تجویز ہوئی تھین۔ وہان پہنچگئی ہین۔ اور امید کی جاتی ہے کہ ہفتہ رواں کے اخیر تک تین مہینون کا سامان رسد وغیرہ بھی وہان پہنچ جائیگا۔ جہازات بار برداری مین سب سے پیچھے جو جہاز آیا وہ لواڈ اتھا اسلئے سواریان وغیرہ

اتار نے مین تین دن لگے۔ آج وہ واپس بمبئی کو چلا گیا ہے۔ ۹ مسافرین راستہ مین مر گئین۔ ۱۴ کو یہان موصول ہونے کے بعد خود گولی ماردی گئی اور انکے علاوہ بہت سی سخت مجروح ہونیکے باعث کچھ عرصہ کیلئے کام کے قابل نہیں رہگئین ضائع شدہ مسافرون کی قیمت کا اندازہ بیس ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔ غالباً جہاز **وارن ہسٹینگز** مسافرون کے لئے بندر مصوع کو جائیگا۔ انکو اطالین سے خریدنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ ان لوگون کے پاس مقام مذکور مین باربرداری شتر کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے +

"یہ بندرگاہ ترکی تات کے تالابون مین چودہ ہزار گیلن پانی ذخیرہ کیا گیا ہے۔ وہان نزدیک نزدیک سوائے الطیب کے جو دس میل کے فاصلہ پر ہے کہین پانی نہین ملتا۔ شاہی انجینیر سواکم سے باہر متعدد کنوئین تیار کر رہے ہین انکا پانی کسیقدر تلخ ہے مگر حیوان اسے پی سکتے ہین۔ انپر ایک انجن دنرات کام کرتا رہتا ہے جس سے پانی کا کافی ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ایک برف کی کل نصب ہوگئی ہے اور دوسری ہو رہی ہے"

"جنرل ایجرٹن اور میجر ٹریلور ہفتہ (۱۳ جون) کو ہر دو مقامات کا معائینہ کرنے کے لئے ترنیکی تات اور ٹوکر جائینگے۔ ترنیکی تات کے بندرمین ایک پیل پایہ بنانا تجویز کیا گیا ہے تاکہ جہازات سے اسباب وغیرہ کشتیون مین اتار کر ساحل پر لانے کی دقت باقی نہ رہجاوے اور جہاز براہ راست پیل پایہ پر سہاب وغیرہ اتار سکین اور ان پر وہین سے چڑہایا جا سکے +"

"درویشون کا کوئی نشان نہین دکہائی دیتا۔ دس ہزار درویشون کی سواکم پر حملہ آور ہونیکی افواہ غلط ہے۔ یہان ہر سو اسی طرح کی عجیب و غریب افواہین اڑتی رہتی ہین۔ موسم مناسب سرد اور فوج کی صحت عمدہ ہے" +

غالب بیگ کے ترکہ مین کچھ پرانے سکے دستیاب ہوئے ہین۔ چنانچہ قسطنطنیہ کی قدیم اشیا کی عجائب خانہ مین رکھنے کے لئے انکو ۱۸ ہزار روپیہ کی قیمت پر خریدا گیا + عجائب خانہ کے حالات کے لیے دیکھو کتاب حالات قسطنطنیہ۔

جزیرہ کامران مین جہان قرنطینہ کیا جاتا ہے۔ پانی کے صاف کرنے کے لئے ایک کل حال مین روانہ کی گئی ہے +

خاص عربون کی تعلیم کے لئے قسطنطنیہ مین جو کالج ہے اور جسکا نام مکتب العشیرہ ہے۔ اس مین ایک اور کمرہ بالاخانہ پر تعمیر کیا جائیگا جس مین پچاس طالب العلم رہ سکینگے +

قسطنطنیہ کی پولیس نے مئی کے آخری ہفتہ مین پنکالڈی کے مدرسہ حربیہ کے تیس نوجوانون کو پولیٹیکل سازش کرنیکے جرم مین گرفتار کیا اور ۲۲ آرمینیون کو جن مین سے اکثرون کو جولان پڑے ہوئے تہے یمن کو جلا وطن کیا +

بغاوت کریٹ سے دلیر ہوکر بلغاری لٹیروں اور بدمعاشوں نے پھر مقدونیہ مین لوٹ مار شروع کردی ہے۔ اور مسلمان مقدونیہ کی صدر کمیٹی نے اعلان دیا ہے کہ اس پسند سائل سے ہمین اصلاحات سے کبھی مستفید نہین کیا جاویگا۔ پولیس کل خود مختاری حاصل کرنیکے لئے اب کمیٹی اپنی پوری طاقت خرچ کریگی۔ مظلومیت اگر اسی چیز کا نام ہے۔ تو شاید دنیا مین ظالم کوئی نہین پایا جائیگا۔ کاش! عیسائی سلطنتون مین بھی چند ایک ایسے مظلوم ہوتے تو انکو قدر عافیت معلوم ہوتی اور انکے اخبارات بابعالی کے برخلاف ایسی واہی تباہی باتین نہ بکتے۔ انہی بدمعاشون کی اب جسوقت بابعالی کیطرف سے گوشمالی ہوئی۔ تو پھر سارے جہان مین غوغا برپا ہوجائیگا۔ کہ ترکون نے بیگناہ اور معصوم عیسائیون کو ناحق قتل کردیا ہے۔ مگر جس وقت وہ ایسی بیانیہ اشتہار و اعلان شہر کرتے ہون تو عیسائی لوگ کانون مین کرٹو تیل ڈالے بیٹھے رہتے ہین۔ کوئی مسٹر گلیڈسٹون اور انکے یار غار پادری میک کول سے دریافت کرے کہ کیا عیسوی انسانیت و تہذیب عایا کو یہی سبق سکھاتی ہے +

ترکی اسر رشتہ تعلیم نے حال مین ایک سرکلر جاری کیا ہے جس مین ان تجاویز کا ذکر ہے جن سے لڑکون کے اخلاق اور تربیت مین نہایت ترقی ہوسکتی ہے +

شہنشاہ روس کے جشن تاج پوشی مین جوٹرکی سفارت گئی تھی۔ اس جگہ دھوم دھام سے اسکا استقبال کیا گیا مقام اوڈیسہ مین جونہی جہاز کنارے پر پہنچا۔ تمام روسی فوجون نے جو ٹرک کی دونون طرف قطار باندھے کھڑی تھین بڑے زور سے خیر مقدم کا نعرہ مارا شہنشاہ روس نے خود بڑی احترام کیساتھ استقبال کیا۔ اور ممبران سفارت سے علیحدہ علیحدہ مزاج پرسی کی +

بابعالی نے حکم دیا ہے کہ خاندان قادریہ مین جو لوگ فوجی خدمت سے مستثنے کئے گئے ہین۔ اُن کی فہرست مرتب کرکے پیش کی جاوے +

پچھلے مہینہ مین ترکی پبلک قرضہ کی آمدنی مین دو لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ شہر سامرہ مین ایک جامع مسجد اور ایک مدرسہ تعمیر کرائی جاوے جو طالب علم مدرسہ مین تعلیم پائینگے انکی خرچ خوراک کیلئے ۵ ہزار قرش ماہوار مقرر ہوئی ہین +

کینیا۔ صدر مقام کریٹ کی پچھلے فساد کا باعث روسی قونسلیٹ کا قوحش ثابت ہوا ہے ۲۴ ماہ گذشتہ کو روسی اور یونانی قواص اپنی اپنی سفارت خانون کو جارہے تھے کہ بازار مین ہس قواص کو راہ چلتے اژدہام کی وجہ سے دھکا لگ گیا۔ جس سے برافروختہ ہوکر اُسنے انبوہ پر ریوالور چلادیا اور اسکی گولی سے ایک یگانہ مسلمان جو اپنی دوکان پر چپ چاپ بیٹھا ہوا تھا مرگیا۔ اس سے تمام حاضر الوقت مسلمانون کو سخت طیش آگیا اور انہون نے قواص مذکور کو قتل کردیا۔ عیسائی اس کی حمایت کو کھڑے ہوگئے۔ اور بلوہ عام ہوگیا جسے پولیس اور فوج نے بروقت پہنچکر فرو کردیا۔

کلہم ۱۷ عیسائی قتل اور ۱۶ زخمی ہوئے اور مسلمان تین قتل اور چھ مجروح ہوئے +

عبد اللہ پاشا جدید گورنر ۲۹ مئی کو کریٹ پہنچگئے اور دوسرے دن انہون نے تین ہزار فوج مقام داموس کے محصورین کی امداد کے لئے روانہ کی جسنے مقام سیوارا مین باغیون کو نکالدیا۔ اور محصورین کو محاصرہ سے چھوڑا لیا۔ بعد ازان دونون فوجین اپنے صدر مقام کنڈیلیج سیوارا کے قریب ہے چلی گئین۔ باغیون نے بعد مین اگرداموس کی سرکاری عمارات اور دیہات سیوارا۔ دولیانہ کو جلادیا۔ عبد اللہ پاشا نے جزیرہ کے مغربی حصہ مین تمام درون اور ناکون پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کر لیا ہے +

جرمن کا اخبار ناکرٹن لکھتا ہے کہ بغاوت کریٹ کا قریبی باعث تو وہ یونانی لوگ ہین جو کئی سو برسون سے کریٹ مین آباد ہین اور ترکون کے برخلاف شورش برپا کر رہے ہین۔ مگر در حصل اس کل معاملہ کی تہ مین انگریزی کارستانی نہان ہے۔ جو باغیون کی زر و مال سے امداد کر رہی ہے۔

سلطان المعظم کے حکم سے ایک اور نیا ہسپتال دار الخلافہ مین خاص غربا کے علاج کے لئے تعمیر ہو رہا ہے

ہفتہ مذکور کی مضامین خاص

منقول از وکیل مورخہ ۲۹ جون ۱۸۹۶ء

(مصری فوج کم)

سوڈان کے پھر دوبارہ فتح کرنے کے لئے اگر چہ اب یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ فقط مصری فوج کافی نہین ہوگی بلکہ ہندوستانی اور انگریزی فوجون کی بھی ضرورت ہوگی۔ لیکن تاہم جنگ کا تمام دار و مدار سر دست صرف مصری فوج پر ہی رکھا گیا ہے۔ وہی ابتک میدان جنگ مین بھیجی گئی ہے۔ اور اسکا جو قدری قلیل حصہ متفرق قلعون اور بندرگاہون مین مقیم تہا۔ وہ بھی میدان جنگ مین بھیجا جا رہا ہے۔ اور اسکی جگہ ہندوستانی اور گورہ فوجون قلعون اور بندرگاہون مین مقیم کیا گیا ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس فوج کی تاریخ جسکی طرف اسوقت کل دنیا کی نگاہین لگی ہوئی ہین ناظرین کے مطالعہ کے لئے ایک انگریزی اخبار سے ترجمہ کر دی جائے کہ وہ کسطرح سے قایم ہوئی اسنے کیا کیا کارنامے کئے ہین اور کسطرح عدم سے وجود مین آکر رفتہ رفتہ ایک بردست جماعت بن گئی اور آخر کار بزدلون اور بہگوڑون کا ایک گروہ رہگئی۔

"ہندوستان کی دیسی فوج دو جماعتون مین منقسم کی گئی ہے ایک وہ جو جنگجو قومون سے بھرتی کیگئی ہے اور دوسری وہ جو غیر جنگجو قومون سے کئی ماہران فن جنگ یہ خواہش ظاہر کرتے ہین کہ آخر الذکر قومون سے سپاہیون کا بھرتی کیا جانا مطلقاً ترک کر دیا جاوے۔ مگر دنیا بھر مین مصریون سے بڑھکر کوئی غیر جنگجو اور امن پسند قوم نہین ہے۔ جن کو انگریز افسران پچھلے پندرہ برسون سے مشق و قواعد سکھلا رہے ہین۔ اور اب سوڈان کی پرجوش اور بہادر

جنرل سکوبیلاف



درویشوں کیساتھ لڑنے کے لئے میدان جنگ کیطرف لے جارہی ہیں +

ایک زمانہ تھا کہ مصری فوج دنیا میں سب سے بڑی جنگی فوج تھی۔ فراعنہ کے دور سلطنت میں انکی بہادری کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ مگر پیدائش مسیح سے پانچسو برس پہلے ایرانیوں کے ملک کو فتح کر لینے سے مصری محکوم ہو گئے اور پیشہ سپہگری انکے ہاتھ سے جاتا رہا۔ ایرانیوں کی فتحیابی کے بعد انکو پھر کبھی آزادی نصیب ہوئی فارسیوں کے بعد یونانی رومن عرب۔ مملوک اور ترک یکے بعد دیگرے قابض اور متصرف ہوتے چلے آئے۔ مسلمانوں کی فتوحات کے بعد قبطیوں یعنے اصلی مصری باشندوں نے عربوں کی قومیت و نام اختیار کر لئے۔ اور ساتھ ہی فاتحین کی زبان اور مذہب کو اپنی زبان اور مذہب بنا لیا۔ مگر پھر بھی مصری فلاحین آجکل دن بھی اس سے بڑھکر عرب نہیں جیسے کہ سائین حریرہ مائاہین چونیز عربی زبان بولتے ہیں۔ دونوں پکارے تو عرب کے نام سے جاتے ہیں۔ لیکن عربوں کی بہادری اور شجاعت امید کیا ہیا۔ اور مسلمان کا انہیں نام تک نہیں پایا جاتا۔ جو مصری مسلمان ہو گئے تھے۔ وہ عرب کہلاتے ہیں اور جن نے مذہب عیسوی کو ترک نہ کیا۔ وہ برابر قبطی کہلاتے رہے۔ مگر ان دونوں میں سوا مذہب کے اور کوئی فرق نہیں ہے +

عرب فاتحین اور انکے جانشین مملوکوں نے دیسی مصریوں سے کبھی سپاہی کا کام نہ لیا۔ مملوکوں نے مصر کو پھر دوبارہ ایک بہت بڑی جنگی طاقت اور عیسائی مجاہدین کے برخلاف ایک اسلامی سد سکندری بنا دیا تھا۔ یہ وہی تھے جنہوں نے تیمور جہانگیر کے لشکر جرار کے کبھی نہ رکنے والے سیلاب عظیم کو اپنے ملک کی سرحد سے پیچھے ہٹا دیا۔ ارض مقدس سے عیسائی مجاہد شہسواروں کے آخری بچے کھچے باشندگان اور بقیہ کو کان سے پکڑ کر باہر کر دیا اور یہ وہی تھے جنہوں نے پرتگیز خاصبوں کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے سواحل ہندوستان کو جنگی جہازات کے متعدد بیڑے روانہ کئے۔ شہسواری انکا مخزو فخر تھا۔ بلکہ خود اپنی فوج میں سواروں کا کام دیتے تھے۔ اور پیدل فوج کو سوڈان کے حبشی غلاموں (جلبانوں) اور اناطولیہ کے تنخواہ دار سپاہیوں سے جو قورسان کہلاتے تھے۔ تیار کرتے تھے۔ اپنی آرام طلبی اور محنتی رعایا مصری لوگوں کے ہاتھ میں ہتھیار دیکر ان سے جنگی خدمت لینے کا اُن کو کبھی خیال تک نہیں ہوا تھا۔ مملوکوں کی جنگی جماعت (جسکا ہر ایک فرد بجائے خود زر خرید غلام ہوتا تھا) تحمل مزاج مصری فلاحین کی محنت کے پھل پر بڑے عیش و آرام سے زندگی بسر اور اپنی فوجا ہی اس آمدنی سے تیار کرتی تھی +

سولھویں صدی کے شروع میں ترکوں نے سلطان سلیم اول کے زمانہ میں مصر کو مملوکوں سے فتح کر لیا مگر پھر بھی مملوک بے یا سردار اور انکے سوار برابر ملک کی ملیشیا (ملکی فوج) کا جزو اعظم بنے رہے۔ ترکی افواج قاہرہ اور اسکندریہ میں مقیم رہتی تھیں سلاطین عثمانیہ کی طرف سے مصر میں ہمارا اپنی شہری سپاہیا فوج

اور دیگر ترکی سپاہی مامور رہتے تھے۔ یہ تعداد مملوکون کے قابو مین رکھنے کے لیئے کافی تہی۔ گران سپاہیون کی تبدیلی نہین ہوتی تہی اور یورپ یا ایشیا کی فوجون سے انکا کبھی تبادلہ نہین ہوتا تہا۔ اور تعداد مقررہ مین جسقدر کمی ہوتی تہی اسکے اپنے لڑکون کے بھرتی کر لینے سے جو عربون یا کینرکون کے بطن سے پیدا ہوتے تھے۔ پورا کر دیتے تھے جس مخلوط النسلی سے ترکی فوج برابر کمزور اور بیطاقت ہوتی جاتی تہی۔ مگر مملوک اپنی جماعت کو قسطنطنیہ کی سٹیڈیون سے نئے نئے سرکیشیہ اور کاکیشین غلام خرید کر ہمیشہ تازہ دم رکہتے تھے +

اٹہارہوین صدی کے اخیر مین نپولین اعظم کے حملہ نے ترکی ضبط و انتظام کو بالکل توڑ پھوڑ دیا۔ اور مملوکون کی جمعیت کو بہی منتشر اور انکی طاقت کو کمزور کر دیا۔ فرانسیسیون کے اخراج کے بعد مصر کو تازہ ترکی فوج بہیجی گئی۔ محمد علی (بانی خاندان خدیویہ) فوج مذکور کے کپتانون مین سے ایک تہا۔ انہون نے اپنی ستعدی اور سرگرمی اور سپاہیون مین ہر دلعزیز ہونے سے رفتہ رفتہ پاشائے مصر کا معزز اور مقتدر عہدہ حاصل کر لیا۔ جیسے علی کیطرح جسے میدان ترخپاپلی مین انگریزی اور فرانسیسی سپاہیون کی لڑائی دیکہکر اپنی فوج کو یورپین قواعد سکہانیکا خیال پیدا ہوا تہا۔ وہ بہی یورپین افواج کی قواعد و ترتیب کے فوائد سے آگاہ ہو گئے اور انہون نے اسی نمونہ پر فوج تیار کرنیکا ارادہ کر لیا۔ مگر اس کام کے لیئے روپیہ کی ضرورت تہی اور روپیہ مملوکون کے ہاتہہ مین تہا جو ملک کی آمدنی وصول کرتے تھے۔ اس لیئے سب سے پہلے انہون نے مملوکون کا خاتمہ بالخیر کرنیکی ٹہان لی پہلا انکو ساتہہ علانیہ کہلی میدان مین معرکہ آرائی ہوئی۔ مگر اس مین محمد علی پاشا کو کامیابی نہ ہوئی اور سنہ انکو فریب سے قاہرہ کو قلعہ مین بلا کر پیڈ کے موقعہ قتل کرا دیا۔ روایت اشہر ہے کہ قتل عام کے موقعہ پر ایک سرکیشین سوار قلعہ کی سر بفلک فصیلون سے زمین پر کود پڑا۔ اور بسکو اور اسکے گہوڑیکو کوئی ضرب نہ پہنچی اور وہ اکیلا ہی اس معرکہ سے جانبر ہوا سیاح کو وہ موقعہ بتایا جاتا ہے۔ جہان سے مملوک سوار کا کود نا بیان کیا جاتا ہے۔ مگر دراصل یہ پہاندنے کی روایت محض من گہڑت فسانہ ہے۔ اس مین کوئی شک نہین کہ ایک مملوک سردار بچ رہا تہا۔ لیکن اسکے بچنے کی وجہ یہ تہی۔ کہ بیماری کے باعث وہ دعوت مین شریک نہین ہوا تہا۔ اور اپنے ساتہیون کے قتل کی خبر سن کر روپوش ہو گیا تہا۔ قاہرہ کے مملوک سردارون کے علاوہ مضافاتی اضلاع مین بہی بہت سے مملوک سردار موجود تہے۔ جن مین سے کچہہ ملک سے بہاگ گئے اور باقی گرفتار ہو کر جان سے مار دیئے گئے +

مملوکون کی بیخکنی کے بعد مصر کے محاصل محمد علی کے ہاتہہ مین آ گئے۔ اور اسنے باقاعدہ فوج مرتب کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ اسی اتفاق سے ایک لاکہ فرانسیسی جو مصر پر حملہ آور ہونیکو وقت نپولین کی فوج مین موجود تہا۔ ہاتہہ آ گیا۔ یہ شخص مسلمان ہو گیا۔ اور اسکا نام سلیمان پاشا رکہا گیا۔ نپولین کے زوال کے بعد اس کی بینظیر فوج منتشر کر دی گئی تہی۔ چنانچہ اس فوج کے بہت سے افسر مصر کو چلے آئے اور پاشا نے انکو

بڑی خوشی سے اپنی فوج مین ملازم رکھ لیا محمد علی کا پہلے خیال تہا۔ کہ ترکی فوجکو قواعد دان اور آئینی سپاہ بناوے۔ مگر ترک سپاہیون نے ایسی دانت دکہائے کہ اُسنے اس خیال سے درگذر کرنا ہی قرین مصلحت جانا۔ لیکن اس مخالفت سے اُسنے اپنے ارادہ کو ترک کردیا۔ بلکہ پرانے سپاہیون کو سوڈان فتح کرنے اور وہان بیان عرب کی بغاوت فرو کرنے پر بھیجا۔ اور اُن دونون مہمون سے بشکل ہی کوئی سپاہی واپس لوٹ کر آیا۔ ترک سپاہیون سے میدان خالی کرانے کے بعد اُسنے سوڈان سے حبشی غلامون کی ایک تعداد حاصل کی اور اُنکے متعدد کمپ قایم کرکے فرانسیسی افسرون کو انہین قواعد سکہانے پر مامور کیا۔ اس تجویز مین غالباً کامیابی ہوجاتی۔ مگر حبشیون مین کوئی وبا پڑی اور وہ بے ستی ہیضہ دن کیطرح مرگئے۔ پاشائے موصوف کی اب عقل گم ہوگئی۔ کہ فوج کے لئے آدمی کہان سے لائے۔ اور آخر کار اُسنے چار و ناچار نا مایوس ہوکر حقیر و مکروہ مصری فلاحین کیطرف جن نے دو ہزار برسون سے ہتیار کی شکل نہ دیکہی تہی متوجہ ہونا پڑا کاشتکارون نے اس بلائے بیدرمان کے ٹالنے کیلئے بہت سی عاجزانہ حیلے حوالے کئے۔ بہرتی کے نام سے انکی روح کانپتی تہی اور اس سے بچنے کے لئے انہون نے اپنی ایک ایک انگلہ نکال ڈالنی اور ہاتہون کے انگوٹھے کاٹ ڈالنے شروع کئے۔ مگر پاشا کو مجبوری تہی اُسنے اپنی بزدل رعایا کی اس بیڈھب نئی جدت طرازی کے دفعیہ کے لئے حکم دیا کہ انگوٹھے کٹے اور کانے ہی برابر فوجمین بہرتی کئے جائین اس حکم کی بڑی سختی سے تعمیل کیگئی۔ کاشتکارون کو بیڑیان ڈال ڈال کر جیلخانون مین بند رکہا جاتا۔ اور کوڑے مار مار کر انکو پاؤن سے بل کہڑا کیا جاتا۔ انکو خوراک ناقص ملتی۔ رہایش کو مکانات آرام دہ نہ تہے۔ وردی کی نئی پوشاک سے اُن کو نفرت تامہ تہی۔ اور ترک افسر انکو بڑی حقارت سے دیکہتے اور اُن سے اچہا برتاؤ نہ کرتے تہے۔ قصہ مختصر مصری سپاہی کی زندگی عجب پر مصیبت تہی۔ لیکن شب و روز کی مسلسل قواعد و ڈنڈ کی برابر بہر مار سے مصری کسان بتدریج جنگی مشین کا ایک جزو بن گئے۔ اور بچون کے بازون کی طرح قواعد کی پولی پر ٹیک درستی سے مارچ کرنا۔ جگر لگانا اور بندوق چلانا سیکہہ گئے۔ حتیٰ کہ صحراء عرب کے پرجوش جنوبی وہابیون کی خبر لینے اور کوہستان جزیرہ کریٹ کے عیسائی باغیون کی بیدریغ تجاعت کی مصری پلٹنون کی سنگینون کی آگے کوئی پیش نہ گئی۔ انیسوین صدی کے شروع مین کریٹ کے عیسائیون اور نجد کے وہابیون نے سلطان و ملت کے برخلاف علم بغاوت بلند کرکے ترکی فوجون کو متواتر شکست دی تہی۔ جسپر سلطان المعظم نے محمد علی پاشا گورنر مصر کو باغیون کی سرکوبی کیلئے فوج بہیجنے کا حکم دیا۔ مصری فوج بسرکردگی ابراہیم پاشا فرزند محمد علی اور سلیمان دونون مقامات پر تجی گئین۔ میدان جنگ مین مصری بیدل فوج اپنے افسرون کے حکم پر سنگینین تانے ہوئے برابر قدم اگے بڑہاتے چلی جاتی تہین اور مخالفین کے پرزور حملون اور سرگرم تیزی انکی صفین توڑنے سے عاجز آجاتی نہی۔

مصر پہلا مشرقی ملک تہا جس نے باقاعدہ فوج تیار کی سلطان نے مصری فوج ہی سے اپنی مینی شہری فوج کو قواعد سکہانے کیلئے ڈرل ماسٹر (قواعد باز) منگوائے۔ مینی شہری اس ہی اصلاح کے مخالف تہی۔ بدیں بنا کہ قواعد سکہنے کے

وہ جان بوجھکر بیوقوف بن رہتی ایک مصری افسر نے بگڑکر ایک ینی شہری سپاہی کو چھڑی سے مارا جس کے جواب مین سپاہی نے تلوار سے افسر کو درست کیا۔ اور کل فوج نے بغاوت کر دی جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام ینی شہری قسطنطنیہ مین قتل کر دیئے گئے۔ اور اس فوج کا جو ساڑھے چار سو برس سے عثمانیہ فوج کی آنکھ کا تارا تھی قلع قمع ہوگیا۔ ترکی فوج مصری اصول پر از سر نو مرتب کی گئی مگر محمد علی کے بانی ہو جانے پر اس نئی ترکی فوج کو متواتر بمقامات حمص بیلان تونیا اور آخر کار بمقام نزیب مصری فوج نے شکست دی۔ آجکل جنگی اور غیر جنگی قوموں کی نسبت عام بحث ہو رہی ہے اور اس بحث کو متعلق یہ بیان کرنا غیر مناسب اور خالی از تعجب نہ ہوگا۔ کہ وہ مصری فلاحین جو قتل الکبیر کے میدان انگریزی فوج کی شکل دیکھتے ہی سرپہ پیر رکھکر بھاگ گئے۔ اور جو بمقام نوکرہ ویشون کے ہاتھون سے بھیڑون کیطرح ذبح ہوگئے۔ انہون نے ان کون سے معرکہ کی لڑائیون مین فاتح شکستین دین۔ جنہون نے غازی عثمان پاشا کے زیر کمان پلیونا کی عام مشہور بہادری اور رشید قلال سے حفاظت کی۔ کس چیز نے مصریون ایسے بزدلون سے ترکون جیسے بہادرون کو شکستین دلوائین تھین؟ قواعد و تربیت اور انکے افسرون کی لیاقت نے۔ وہ ہرنون کی فوج تھی۔ مگر انکا سپہ سالار شیر ببر تھا اس فوج نے شیرون کی فوج کو پامال کر دیا تھا۔ کیونکہ اسکے سپہ سالار ہرن تھے۔ محمد علی پاشا کے ترکی النسل ہونے مین شک کیا گیا ہے۔ وہ مصر مین البانی یا ارنوط پلٹن کے کپتان (بولوق باشی) کی حیثیت مین آیا تھا۔ ارنوط آرہ نسل سے ہین۔ اور غالبا وہ بھی اپنے سپاہیون کا ہموطن ہوگا۔ مگر اس نے اپنے تئین ترک مشہور کرنا ہی مفید تصور کیا گو اس کی ذہانت اور چالاکی اس قیاس کی تائید کرتی ہے کہ قوم سے تُرک نہ تھا۔ اسکی اور اسکے بہادر فرزند ابراہیم پاشا کی وفات کے بعد وہ ہتھیار (یعنی فوج) جس سے انہ دونون نے ایسے کام لئے تھے کچھ عرصہ تک خارج الاستعمال رہنے سے کسی قدر زنگ آلودہ ہوگیا تھا۔ مگر سعید پاشا نے اُسے پھر چمکا دیا۔ وہ بڑا تیز نظر سپاہی تھا۔ دیگر شاہان مشرق کے برخلاف اسے فوجی معاملہ سے بڑا شغف تھا۔ وہ اپنا بہت سا وقت اپنی فوج کو قواعد دان بنانے اور مرتب کرنے مین صرف کرتا تھا۔ اسکے زمانہ مین مصری فوج کی پریڈ دیکھکر طبیعت بشاش ہو جاتی تھی اسکے باڈی گارڈ کی ایک رجمنٹ ٹھیک ایشیائی طمطراق اور شان و شوکت سے چمکدار فولادی خودون اور زرہ سے آراستہ تھی۔ لیکن اس کی وفات کے بعد فوج پر کس بیرسی کی حالت مین پڑگئی۔ اسمعیل پاشا نہایت مصرف اور فضول خرچ تھے اور باقی تمام چیزون پر بیدریغ روپیہ خرچ کرتے تھے۔ مگر فوج پر خرچ کرنیکی انکو چندان پروا نہ تھی محمد علی پاشا کی وفات کے بعد جو جنگ مصری فوج نے دیکھی وہ فقط جنگ کریمیا تھی۔ انہون نے ۱۸۵۶ء کے موسم بہار مین بمقام بیوپاٹوریا واقع کریمیا روسی فوجکو کمال مردانگی سے پسپا کیا۔ اسکے بعد اسمعیل پاشا نے اُنسے خط ستوا تک سوڈان فتح کرنے کا کام لیا۔ مگر یہ فتح کوئی مصری فوج کی بہادری سے نہین ہوئی تھی برہنہ تن حبشی برچھ تلوار بندوقون اور توپون کے سامنے ہرگز نہین ٹھیر سکتے تھے۔ جن چار دن نے اپنے مال مویشی اور عورتون کو عملہ آوردنی کی تسخیر و

سے بچانے کے لئے مقابلہ کرنے کی جرأت کی۔ وہ بیکر پاشا کی زیر کمان مصری فوج کو جدید آلات آفتبار کا طعمہ بن گئے لیکن برخلاف اُسکے ابی سنیا کے حبشیون نے تہور مردانہ سے کام لیا۔ بوسیدہ مصری فوج اُنکے تاب مقاومت نہ لا سکی۔ اسمٰعیل پاشا نے سلطان المعظم سے خدیو یا بادشاہ کا خطاب حاصل کرنے کے بعد مشرقی افریقہ مین ایک عظیم الشان سلطنت قایم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ سوڈان فتح کرنیکے بعد ابی سنیا کو فتح کرنا چاہا۔ لیکن شاہ جان والی حبش کی نیزہ بردار فوج کے سرتور حملہ کے سامنے مصری فوج کی مہیب توپین اور بکار توسی بندوقین کسی کام نہ آئین اور اسکی قواعد دان پلٹنین اور انکے امریکن افسر شکست یاب ہوکر واپس چلے آئے ✦

اسمٰعیل پاشا کے تخت نشین کردیا گیا تھا۔ کہ اس کی فوج کے لئے ممالک غیر کے افسرون کی موجودگی ضروری ہے اُسنے یورپین طاقتون کی باہمی رقابت و رشک کے باعث کسی یورپین افسر کو نوکر نہ رکھا۔ بلکہ اپنی فوج کی تربیت و تعلیم کے لئے امریکہ سے افسر منگوائے ان امریکن افسرون نے مصریون سے روپیہ جمع کرنے کے اور کوئی کام نہ کیا۔ وہ بڑے چیدہ افسر تھے۔ اور انہون نے ۱۸۶۱ء کی جنگ مین جو صوبجات متحدہ کی شمالی اور جنوبی ریاستون کے درمیان ہوئی تھی کارہائے نمایان کئے۔ لیکن وہ نہ تو ملک مصر کی جغرافیکل اور تمدنی حالت سے واقف تھے اور نہ خود مصریون اور انکی زبان سے آشنا تھے جب وہ اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کرتے تو چارون طرف سے اُن کی مخالفت اور مزاحمت کیجاتی اور انکو برا بھلا کہا جاتا۔ اور جب وہ چپ چاپ بیٹھے بڑی بڑی تنخواہین وصول کرتے رہتے اور کوئی کام نہ کرتے تو سب اُن سے خوش اور خدیو بالکل مطمئن ہوتے۔ جنگ کیساتھ لڑائی ہونے پر یہ افسر بہت خوش ہوئے۔ مگر اسوقت بھی اُن کی نصیحت پر عمل نہ ہوا۔ اور جیسے کہ کمپوؤن مین وہ مصری فوج کو تربیت کرنے مین ناکامیاب رہے۔ ویسے ہی میدان جنگ مین بھی کچھ کر نہ آیا۔ عربی پاشا کی بغاوت کے وقت مصری فوج امریکہ کی تازہ ساخت کی لمبی نالی والی بندوقون سے مسلح تھی۔ جنکے استعمال سے وہ مطلقاً ناواقف تھی۔ اور پھر نشانہ کی سیدھ تک اچھی طرح سے نہین کر سکتے تھے ✦

عربی پاشا اور اُنکی جماعت کا محض ایک آلہ تھا جو مصر کے معاملات مین یورپین اقتدار کے جانے کے مخالف تھے۔ کیونکہ اُس سے جو لوٹ مار اور غبن و تغلب و صدیون سے کرتے چلے آرہے تھے۔ وہ رک گئی تھے اسمٰعیل پاشا کے دیوالہ نکلتے ہی امریکن افسر فوجکر ہوگئے تھے۔ خزانہ مین انکی جیب پر کرنے کے لئے روپیہ نہیں رہگیا تھا۔ جس بوسیدہ حالت مین مصری فوجکو چھوڑ گئے تھے۔ اسکا پردہ تل الکبیر کے میدان مین فاش ہوا۔ جبکہ ۳۵ ہزار سپاہی جو خوب مضبوطی سے مورچہ بند تھے۔ انگریزی فوجکی دور سے شکل دیکھتے ہی ایک گولی چلانے کے بغیر تتر بتر ہوگئے۔ اسکے بوسیدگی سوڈان کی بغاوت اور عربی پاشا اور بیکر پاشا کی زیر کمان افواج کی ہزیمت سے اور زیادہ وضاحت کیساتھ منکشف ہوگئی۔ وہ مصری فوج جسنے ابراہیم پاشا اور ایک فرنسیسی سٹاف

افسرون کی ماتحتی مین یونانیون ترکون اور وہابیون کو پے در پے ہر تین دی تہین اب ایک کا رہ مجمع رہگیا تہا جس مین صرف اسقدر رابطہ و تعلق باقی تہا کہ وہ پریڈ پر ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے تہے۔

عرابی پاشا کی بغاوت کے بعد پرانی مصری فوج منتشر کردیگئی اور جدید مصری انگریزی انتظام کے شروع ہونے پر حفاظت ملک کے لئے ایک نئی فوج قایم کی گئی پرانی فوج مین کم از کم ڈیڑھ لاکھ آدمی تھے +

سعید پاشا کے زمانہ مین مصری فوج کا شمار دو لاکھ تہا نئی فوج کی تعداد ابتداً دس ہزار مقرر کی گئی جو اب بتدریج ۱۵ ہزار تک بڑہا دیگئی ہے اُس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

آلہ دستے فوج سواران - ایکدستہ تتر سواران - اسپی توپخانہ میدانی کی ایک باتری - پہاڑی توپخانہ کی ایک خچر باتری - پہاڑی توپخانہ کی ایک نسترباتری - کلدار یعنی میکسم توپون کی ایک باتری - قلعجاتی توپخانہ کی تین کمپنیان فوج پیدل کی ۱۹ پلٹنین جن مین دس مصری اور چہہ سوڈانی ہین - فوج داران توپخانہ - چھہ مصری پلٹنون اور تمام سوڈانی پلٹنون کے افسر انگریز اور دیسی دونون ملے جلے ہین - فیلڈ افسر تقریباً تمام انگریز ہین - باقی ماندہ چہ مصری پلٹنون کے افسر کلیہم دیسی ہین - سٹاف افسر قریباً سب کے سب انگریز ہین انکی خدمات مصری گورنمنٹ کے سپرد کی گئی ہین - اور انگریزی فوج مین انکی جگہ قائمقام مقرر ہین +

فوجی خدمت لازمی ہے - اور یورپین ممالک کیطرح بذریعہ "کنسکرپشن" (یعنی عمر مقررہ کے نوجوانون کو فوجی خدمت مین داخل کرنا) فوج بھرتی کیجاتی ہے - مگر چونکہ صرف دو ہزار رنگروٹ ہر سال مطلوب ہوتے ہین - اس لیے آبادی پر فوجی خدمت کا بہت کم بوجھ پڑتا ہے - بیشمار نوجوان بری کردیئے جاتے ہین اور جو بقرعہ اندازی منتخب ہون - انکو بھی اختیار ہے کہ زر معاوضہ ادا کر کے سبکدوش ہو جائین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص زر معاوضہ دیکر بری ہوگیا اور جو اس کی جگہ منتخب ہوا اُسنے بھی سبکدوشی حاصل کرلی حتی کہ یہ سلسلہ ساتوین یا آٹھوین شخص پر جو روپیہ ادا کرنے کی استطاعت نہین رکہتا تہا ختم ہوا - چونکہ ہر سال ضرورت سے بہت زیادہ نوجوان فوجی خدمت کے مستوجب ہوتے ہین - اس لیے اُن مین سے اُنہین لوگون کو چنا جاتا ہے جو قوی ہیکل اور مضبوط ہون رنگروٹ ۲۳ برس کی عمر مین بھرتی کیا جاتا ہے - چہہ برس فوج نظام مین کام کرتا ہے اور دہ برس فوج ردیف مین (پولیس زیادہ تر اسد رجہ کے لوگون سے بھرتی کیجاتی ہے) اور چار برس فوج متحفظ مین +

فلاحی کی جنگی خدمت سے اب بالکل تنفر نہین رہگیا - انکو تجربہ ہوگیا ہے کہ جب سے جدید انگریزی مصری انتظام شروع ہوا ہے اُس وقت سے سپاہیون کو باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے راشن عمدہ ملتا ہے - اور ان سے بہت اچہا برتاؤ کیا جاتا ہے - چنانچہ اب اکثر برضا و رغبت خود اگر بھرتی ہوتے ہین +

مصری پلٹن مین چار کمپنیان اور سوڈانی پلٹن مین چہہ ہوتی ہین - اور ہر ایک پلٹن مین سات سے

سات سو سے لیکر آٹھ سو تک آدمی ہوتے ہین۔ مصری پلٹن مین تین اور سوڈانی پلٹن مین چار انگریز افسر ہین۔ افسرون کے عہدے ترکی ہین۔ لیکن ترکی بٹالین افسر کمانڈر (بن باشی یعنی ہزار سپاہی کا افسر) کے عہدے کو اینگلو مصری فوج مین میجر یا نائب کمانڈر پکارا جاتا ہے۔ اور اسکا اعلی افسر کو قائمقام یا لفٹنٹ کرنیل مصری فوج کے رائٹ ونگ کمانڈر (صاغ کول آغاسی افسر فوج ہین) اور لیفٹ ونگ کمانڈر (صول کول آغاسی افسر فوج یسار) سے فقط ایجوٹینٹ اور کوارٹر ماسٹر کا کام لیا جاتا ہے +

کمان کی بولیان پرانی مصری فوج کے دستور العمل کے مطابق ترکی زبان مین دی جاتی ہین اس فوج مین قریبا تمام افسر ترک ہوتے تھے۔ اور قواعد کی کتابین فرانسیسی ہان سے حسب الحکم محمد علی پاشا ترکی زبان مین ترجمہ کردیگئی تھین۔ خدیو کی فوج مین صرف ایک انگریزی لفظ دو مارچ، ابتک مستعمل ہے۔

سوڈانی پلٹنین مصری فوج رو دھان ہین۔ مصری دہقان گو انگریز افسرونکی محنت و مستعدی سے ایک چالاک باکرہ صابر اور مطیع سپاہی بنگیا ہے مگر پھر بھی وہ سوڈانی سپاہی کے مقابلہ مین ویسا ہے۔ جیسا کہ پنجابی اور سکھ سپاہی کے مواز نہ مین مدراس کا تامنگا۔ سوڈانی حبشی لڑائی کے لیئے ایک نہایت مفید اور کارآمد حیوان ناطق ہے۔ اور عرب کے خون کی آمیزش نے جو مشرقی سوڈانیون کے رگ وریشہ مین بالعموم پایا جاتا ہے۔ اسکی قابلیت کو اور بھی بڑھا چڑھا دیا ہے۔ سوڈان کے خالص عرب یعنی قبائل بگارا جالین وغیرہ جو ابتدا عرب سے ہجرت کرکے آئے تھے درویش فوج کا فخر اور مہدی کے جھنڈے کے پیرو ہین۔ لیکن وہ فرنگیانہ پوشاک اور سخت قواعد سے متنفر ہین۔ وہ اپنی پرانی طرز مین تلوار و نیزہ سے لڑائی کرنے کو پسند کرتے ہین۔ اسلیئے خلیفہ نے بندوقون سے اپنے حبشی سپاہیون کو مسلح کیا ہے جن کو جہادیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جو فوج آئین کیطرح مختلف دستون مین منقسم ہین سوڈانی سپاہی شلاک رونگا۔ اور دیگر حبشی قبائل کے لوگ ہین جو نیل ابیض کے سواحل پر آباد ہین۔ وہ مصر مین زیادہ تر غلامون کی حیثیت مین آئے تھے اور پرانی مصری سپاہ مین داخل کئے گئے تھے جنہون نے مقام ومیلا عبد اللہ پاشا سپہ سالار سمیت ہتھیار رکھدیئے تھے۔ اُن مین سے کئی شخص دیشون کی فوج مین سے بھاگ کر آئے ہوئے ہین۔ وہ مدت العمر کے لئے بھرتی کئے گئے ہین۔ اور قریب کے سب بیاہے ہوئے ہین انکی بیویون کے لیئے بارکون کے پاس جھونپڑیون کی قطارین بنی ہوئی ہین +

سوڈانی پلٹن کے سپاہی بھی مدراسی پلٹنون کی طرح اکثر متاہل ہین۔ مگر برخلاف مدراسی فوج کے مصر مین سوڈانیون کی جنگی طاقت مین تاہل کچھ مخل نہین ہوتا حبشی اپنے خاوند کے لئے کھانا تیار کرتی۔ اُس کے کپڑے دھوتی۔ اور کوچ کیوقت اسکا اسباب اٹھا کر ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ حبشیون کا دھرم کوئی مذہب نہین۔ وہ اس لیئے مسلمان ہین۔ کہ ابتدا مسلمانون کے قبضہ مین آگئے۔ اُن کا خدا ہے

کپ اوکا وطن ہے۔ اور فوجی علم اوکا مبسوط ہے۔ ان لوگون مین استقدر سپاہیانہ اوصاف ہین۔ کہ افسوس ہی کہ ہمارے پاس سلطنت اگر گرم حصص مین طرح کی اور فوجین موجود نہین ہین۔ پچاس برس ہوئے جزایر غرب الہند مین ہمارے پاس پانچ جہہ جمشین انہی لوگونکی تھین۔ مگر اب وہ بتدریج گھٹتی گھٹتی دو رہگئی ہین۔ ڈچ لوگون نے ۱۷۸۰ء مین جب قلعہ الیسا (واقع گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ) انگریزون کے حوالہ کر دیا تھا۔ اور انہون نے اپنی جشی پلٹنین یہان موجود تھین۔ جنگ آپہین کو بھیجدی تھین۔ تو اچینی لوگ اون سے اس قدر ڈرتے تھے۔ کہ یورپین فوج کو اوکا اتنا خوف نہ تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سوڈانی پلٹنون کے سپاہی نحیف الجسم ہوتے جاتے ہین۔ اور اونکی جگہ نوجوان سوڈانی بڑی مشکل سے ملتے ہین۔ کیونکہ درویشون نے سوڈان مین بھرتی کیلئے حکم جاری کر دیا ہوا ہے۔ مگر کے فتح کرنے سے ہمین ایک نہایت شاندار کمیت نوجوانون کی بھرتی کیلئے ملجائیگی۔ باقی رہی تھیاتی سو یہ چند روز کی بات ہی کیونکہ منبع نیل کے قریب یوگنڈا اور وہانہ نیل پر ہمارے قبضہ مین ہے۔ پس درمیانی ملک کا فتح کر لینا کوئی مشکل بات نہین۔ نیل مین ہمارے سلسلہ سٹیمرون کی بیوقفی کی دیر ہے کہ شرقی سوڈان سے اور مفتوح ہو جائیگا"

سوائے اس آخری بیان کے ہمین مضمون نویس سے اور سب طرح سے کلی اتفاق ہے۔ مگر یہ اختلاف بھی صرف ہماری ہی طرف نہین ہے۔ بلکہ خود اسی کے اکثر ہمراہی بہ جوشہ مدبر اور دانا دیدہ ہین۔ اندیشہ ظاہر کرتے ہین کہ جو لوگ اسی کیطرح سے سوڈان کو فتح کرتے کرتے انگریز کہین اوس ساری مصری فوج کو جسکی درستگی پر ہمین اس قدر ناز ہے کٹوا دینے کے علاوہ اپنی ہی ایک مستعد فوج ضائع کر اکر ملک مصر کو بھی درویشون کے شکار جرار کا آماجگاہ نہ بنا دین۔ نویسندہ مضمون نے یہ بالکل صحیح لکھا ہے۔ کہ مری مصری جو فوج ہمارے ہونے کے نام سے بجوا اس ہوتے تھے۔ ابراہیم پاشا اور اوس کے فرانسیسی افسرون کی محنت و تربیت سے افیج زمانہ بن گئے۔ مگر کاشیہ کی پہلی جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ انگریزی افسرون کو مصریون کی بزدلی پلٹانے اور اونکو کارآمد سپاہی بنانے مین وہ کامیابی نہین ہوئی جیسی کہ مندرجہ بالا مضمون کے پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے وہ اب تک ویسے ہی بودے ہین جیسی کہ عرابی کی بغاوت یا سوڈان کی پہلی جنگ کے وقت تھے۔

خلاصہ جولائی ۱۸۹۶ء کی تار کیخبرین و غیرہ

تار کی خبرین رمع مختصر جواشی۔

لنڈن۔ ۲۹ جون۔ (بغاوت کریٹ) جارج پاشا سموس کا شہزادہ کریٹ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔ اب حالی کو یقین ہے کہ جزیرہ مین اطمینان فساد بہت جلد ہو جائے گا۔ (مفسد ملاقتون مین گورنرون کے جلد جلد تبدیل کر دینے جانے سے عموماً حیرانی پیدا ہوتی ہوگی گمر بھی اعلےٰ حضرت سلطان معظم کی ایک نہایت گہری حکمت عملی ہے جسے ہر شخص نہین سمجھ سکتا۔ بہرحال عیسائی دول تو خوش ہو گئی ہونگی کہ اون کا ایک مطالبہ تو پورا کیا گیا۔ مگر جارج صاحب بھی وہی کرینگے جو کارتھیوڈوری پاشا نے کیا تھا۔ اس آخرالذکر گورنر کو تبدیل ہوئے ابھی صرف دو تین مہینے ہی ہوئے ہین۔ سینے پچھلے پانچ چھ برسون مین صرف دو تین مہینون کے لیئے کریٹ مین مسلمان گورنر رہے ہین۔ ایڈیٹر۔)

روما۔ یکم جولائی۔ (اطالین پالیسی) ڈیوک سرموٹیانے دارالوکلاء مین کل بیان کیا کہ گرینگ کی اشاعت کے متعلق واقعات سے اٹلی اور انگلستان کے تعلقات کی عمدگی مین کوئی فرق نہین آیا۔ بلکہ دونون ملکون کے تعلقات ایک دوسرے کے دشمن (یعنو دیش حکومتون) کے برخلاف کارروائی کرنیسے روز بروز زیادہ گہرے ہو گئے ہین

سرحد طرابلس پر فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت کے متعلق بیان کیا کہ اٹلی بحیرہ روم امداد کے لمحقہ علاقہ مین حالت موجودہ قایم رکھے گی۔

(ایضاً۔ (بقیہ کمالا) مارکوئیس سڈنی (وزیر اعظم اطالیہ) نے ڈیوک آف سرمونیٹا کی تقریر کے مطابق تقریر کی اور بیان کیا کہ مصری مسئلہ مین اطالیہ کے جایز اغراض کی حفاظت کیلئے کمالا پر قابض رہنا ضروری ہے۔

(ایضاً۔ یکم جولائی۔ (بغاوت کریٹ) جارج پاشا جدید گورنر کینیا پہونچ گئے ہین عیسائی وکلاء مجلس پارلیمنٹ مین حاضر ہونیسے انکار کرتے ہین۔

لنڈن۔ ۲ جولائی۔ (ہوم سوائن کا مسریہ اور انجار ٹائمز) لارڈ ہلٹن نے کمنور ڈیونیورسٹی کی انٹین انسٹیٹیوٹ کے افتتاح کے متوقعہ پر جو تقریر کی تھی انجار ٹائمز اوسکی بڑی تعریف کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی افسوس ظاہر کرتا ہے کہ لارڈ صاحب کے اقوال اونکے افعال کے برخلاف ہین جن سے ثابت ہو رہا ہے کہ ولایت کی پولیٹکل ضروریات کو سامنے ہندوستان کو مفاد و اغراض کو انگلستان بالکل بالائے طاق رکھدیتا ہے۔ اسکے بعد انجار مذکور کہتا ہے کہ سنا گیا ہے کہ گورنمنٹ انگلیشیہ گورنمنٹ ہند کے اعتراضات کو باوجود ہوم سوائن کا خرچہ خزانہ ہند پر ہی ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

لنڈن۔ ۳ جولائی۔ (آخری فیصلہ) کاغذات متعلقہ سوائن شب گزشتہ پارلیمنٹ مین پیش کیئے گئے۔ لارڈ ہلٹن کا مراسلہ مورخہ ۳۰ جون جو وائسرائے کو مراسلے کے جواب مین لکھا گیا ہے۔ یہ اصول قایم کرتا ہے کہ جب انگلستان یا ہندوستان کو ایکدوسرے سے عارضی طور پر فوج عاریت لینے کی سخت ضرورت آپڑے تو ما بہ امکان وحتی الوسع یہ امداد فوجی اور دیجانی چاہیئے اسکے بعد مراسلہ مذکور مین تحریر ہے۔ کہ ہندوستان کا اس سے بڑھکر کوئی انٹرسٹ نہین کہ انگلستان سے آمد و رفت کیلئے

ایک محفوظ اور نزدیک ترین رستہ قایم رکھا جاوے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اس مدعا کیلئے مصر مین مضبوط اور مستقل اور زبردست حکومت قایم رکھنی اشد ضروری ہے۔ اور کہ موجودہ کارروائین اس پالیسی کا اہم جزو ہین جو مصر کی موجودہ حالت کیوجہ سے گورنمنٹ انگلیشیہ پر لازمی ہوگئی ہے۔ بنا برین اس پالیسی کی تائید کرنا ہندوستان کا ضروری اور خاص فرض ہے۔ مگر ہندوستان کو صرف یہی چاہا گیا ہے کہ وہ اپنی تھوڑی سی فوج عاریتاً دیدیوے کوئی زاید مالی بوجھ اسکے سر پر نہین ڈالا گیا۔ ان اگر فوجون کو ۳۱ دسمبر کے بعد بھی سوڈان مین رکھنے کیضرورت ہوئی تو ہندوستان کے ذمہ اخراجات کے کسی جزو کے ڈالنے کے مسئلہ پر پھر دوبارا نہایت ہی احتیاط سے غور کیا جاویگا۔ یہ نظیہ جواب قایم ہوگئی ہے وہ صرف تھوڑی تھوڑی فوجون کے تھوڑے عرصون کیلئے ایسے مقاصد کے واسطے جن مین ہندوستان کے بھی اہم اغراض وابستہ ہین عاریتاً دیجانیکے تعلق ہوگی۔ اب موجودہ حالت مین چونکہ ہندوستان کا کوئی خاص تعلق نہین۔ اس لیئے ہندوستان سے جو فوج وہان بھیجی گئی تھی اوسکا کوئی خرچ ہندوستان سے نہین لیا گیا۔ مگر یہ قاعدہ سوائم کے متعلق نہین بتایا جاسکتا۔ لارڈ موصوف کا مراسلہ کئی طرح سے نہایت قابل غور ہے۔ ایک تو یہ کہ جو حجت اختیار کیگئی ہے اوس حجت کو اخبارات نے درست مانکر ثابت کر دیا تھا کہ ہندوستان پھر بھی خرچ کا ذمہ دار نہین ہوسکتا۔ ٹائمز وغیرہ اخبارات نے پہلے ہی یہ لکھ دیا تھا کہ گورنمنٹ برٹانیہ نہر سویز پر دیکھتی ہے کہ ہندوستان کیلئے اوسکی آمدورفت کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ اور اوس نہر کی خاطر چونکہ مصر پر قبضہ ہوا۔ اور قبضہ کی بدولت سوڈان کا جنگ چھڑا۔ اسلیئے ہندوستان خرچ اور فوج دے۔ مگر اخبارات مذکورنے نہایت بیمارداری سے گورنمنٹ کو جتا دیا۔ کہ نہر سویز سے اکیلا ہندوستان ہی مستفید نہین ہوتا۔ بلکہ سیلون۔ ہانگ کانگ اور تمام آسٹریلیا بھی۔ مگر ان نوآبادیون اور مقبوضات سوا ایک سپاہی یا ایک جہتہ تک کبھی نہین لیا گیا۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس نہر سویز کی حفاظت کیلئے مصر مین جو زبردست فوجی چوکی قایم ہے وہ تمام فوج بالمدام ہندوستان کو ذمہ ہے۔ ان اعتراضات کا جواب مطلقاً کوئی نہین دیا گیا۔ دوسرا امر قابل غور ۳۱ دسمبر کے بعد بھی واپسی فوج کے سوڈان مین رہنے کے امکان کا احتمال ہے۔ لارڈ سالسبری صاحب تو فرماتے ہین کہ فقط ڈنگولا تک ہنگامی ہوگی۔ اور خلیفہ سے اس سال کوئی بڑی جنگ نہین کیجاویگی۔ اور لارڈ ہملٹن صاحب تو یہ بھی ہندوستانی فوج کا سوڈان مین رہنا ممکن بتاتے ہین جس کا دوسرے لفظون مین یہ مطلب ہے کہ سوڈان کو اب فتح کیئے یا خود شکست کھائے بغیر نہین چھوڑنا۔ ہم نہین سمجھ سکتے۔ کہ اگر انگریزی گورنمنٹ کو کون چیز اسی مہمل دو معنی اور ایک دوسرے کے نقیض بیانات کرنے پر مجبور کرتی ہے۔؟ ہندوستان کے اغراض و مفاد کی حفاظت کی حجت بھی ایک عجیب تمسخر ہے۔ مگر خاص عقیدت اور سچی لائلٹی ہمین خاص سہارہ مین زیادہ لکھنے سے مانع ہے۔ اس قیصایہ سے ہندوستان کے سرکاری حلقون مین بھی سخت ناراضگی پھیلگئی ہے۔ ایڈیٹر +

لندن ۱۰ جولائی۔ (فنانشل کرنیکل) جزیرہ کے متعلق علاقہ مین ابھی تک لڑائی بدستور جاری ہے سنوارہ ملکا خیال ہے

کہ جب جزیرہ مین عبداللہ پاشا کو بطور فوجی گورنر جزیرہ موجود رکہا گیا۔ تو عیسائی گورنر کا تقرر محض فضول ہے۔ کیونکہ فوجی گورنر کا مرتبہ ملکی گورنر سے بڑا ہے۔ (مسلہ آرمینیا کیطرح مقدونیہ و دول (یعنے غالباً سفیر انگلستان۔ کیونکہ دوسرے سفیر ہمارے تئے فقط تماشا دیکھنے والے ہین) لگے اب پھر بکنے اور محال طلبی شروع کرنے جب عیسائی گورنر کے تقرر کیلئے شور برپا کر رکہا تھا۔ اسوقت کیا یہ نہ سوجھا تھا کہ ایسا خیال پیدا ہونا شروع ہوا۔ مگر مشکے کہ بعد از جنگ یا وا آید بر کلہ خویش بایذ زد۔ سمجھ مین نہین آتا کیا یہ عیسائی ایمانی۔ ایمانداری۔ دیانت۔ عدل و انصاف۔ لحاظ و مروت اور ادب و تمکنت کو بالکل خیرباد کہہ چکے ہین۔ خود ہی پروٹسٹین پیجہ ہے ہین کہ عیسائی نہ صرف مسلمان رعایا کو قتل کرتے ہین۔ بلکہ اپنے ہیل نوجون سے بھی اکثر مقامات پر لڑائی کر رہے ہین۔ اور بقول حضرات موصوف ترکون کو شکست پر شکست دیرہے ہین۔ اور اپنے خود سر اور متمرد ہو گئے ہین کہ عیسائی ممبران پارلیمنٹ پارلیمنٹ مین حاضر نہین ہوتے۔ تو ایسی صورت مین بھی اگر فوجی جرنیل مسلمان نہ رکہا جائے تو کیا سرغنہ باغی کو سلطان لنظم سپہ سالار بنا دین۔ ایڈیٹر +

کنڈن۔ ۲ جولائی۔ (وادی نیل مین ہیضہ) وادی حلفہ مین فقط سول آبادی مین ہیضہ پھیلا ہے۔ فوجی آبادی محفوظ ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

اخبار المویل مصری رقمطراز ہے کہ بہت سے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ روس اور فرانس نے طالبین اور انگریزون کے برخلاف حبشیون اور درویشون سے سازش کی ہے۔

فرانسیسی علاقہ ابوک کے رہستہ سے روس اور فرانس حبشیون اور درویشون کو ہتیار روانہ کرتے ہین۔ پہلے ان ہتیارون کو حبشی لیتے ہین۔ اور پھر ہدیہ اور تحفہ کے نام سے مہدی کو روانہ کرتے ہین۔ یون نہری اطبرہ بندرگاہ اور عدوسالہ حبشیون اور درویشون کے ہاتھ لگتے ہین۔

مصر کی سرحد پر خلیفہ کے اقبال کی خبر زور سے مشہور تھی پر اب اوسکی تکذیب کیگئی ہے۔

حلب مین ۴۰ آرمینیون کے پاس سے ایک صندوق پکڑا گیا جس مین بغاوتی خطوط بہرے ہوئے تھے۔ مجرمون نے اقرار کیا کہ یہ خطوط انگریزی سوسائٹی نے شائع کرنے کے لیئے ہمین دیئے ہین۔ ہم نے فقط مزدور ہین۔ نہ ہمون مین اسکی تحقیقات ہوئی انگریزی اور روسی سفیرون کے علاوہ دو اور سفیر بھی شامل تھے۔ روسی سفیر نے دو آرمینیون سے پوچھا کہ کیا تم عثمانی نہین ہو۔ اسپر سفیر کے کلام کو قطع کر کے اون لوگون نے جواب دیا۔ ہم عثمانی نہین ہین۔ ہم انگریز ہین۔ اسپر انگریزی سفیر اون پر آگ بگولہ ہو گیا۔ اور ایک تھپڑ کو طمانچہ کہنیچا مارا۔ انگریزی سفیر کی یہ حرکت سب حضار مجلس کو بہت بری معلوم ہوئی آسٹریا سفیر نے کہا ہمکو فقط تحقیقات کرنا چاہیئے نہ مار دہاڑ اور گالی گلوچ۔

اس ہفتہ بھی سوڈان سے کوئی خبر جنگ و جدال اور معرکہ آرائی کے متعلق موصول نہین ہوئی۔

انجیلیا پاہیر نیوز ہے کہ سوڈانکی جنگی کارروائیاں ڈنگولہ پر قابض ہوجانے پر ختم ہوجائینگی۔ اور اس سال مہدی کے بچاؤ کوئی بڑی جنگ نہین کیجاویگی جس سے لیتیہ پڑتی ہے کہ دیسی افواج کا کچھ حصہ موسم سرما کے شروع مین سواکن سے ہندوستان کو واپس آجاوے گا۔ لارڈ سالسبری صاحب بھی اپنی تقریر مین یہی بیان فرماتے ہین بمبئی کا اخبار ٹائمز کہتا ہے کہ موسم سرما مین غالباً اور فوج ہندوستان سے سوڈان کو بھیجی جاویگی۔

مسٹر جان مارلے ممبر پارلیمنٹ اور لبرل فریق کے معتمد رکن نے ۳ ماہ گزشتہ کو ہم سوڈان کے برخلاف بمقام لیڈز ایک زبردان دار اور برجستہ و مدلل تقریر کرکے گورنمنٹ کو مطعون کیا کہ باوجود متواتر وعدون کے مصر کو خالی کرنا صریح بے ایمانی ہے۔ گورنمنٹ کو جسطرح لارڈ کرومر چاہتا ہے اپنی انگلیسن پر نچا رہا ہے سب سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ گورنمنٹ کا دعویٰ ہے کہ وہ مصر کی مالی حالت کی درستی اور خلاصین کی خوشحالی کو متیقن کرنیکے لیئے مصر پر متصرف ہے۔ مگر اس جنگ سے صرف گورنمنٹ مصر کا ہی دیوالہ نکالرہی ہے۔ بلکہ رعایا کو قحط اور تنگ حالی کے مصایب مین مبتلا کر رہی ہے کیونکہ ہم کیوجہ سے تمام اجناس کا نرخ قحط کی شرح تک پہنچگیا ہے۔ اور غربا بایئت عسرت گذارہ کرتے ہین۔ اسکے بعد صاحب موصوف نے ہند وستانی افواج کے خرچ ہندوستان کے خزانہ سے لیئے جانے کی سخت مخالفت کی اور لارڈ سالسبری صاحب کو اونکے پچھلے تقرارات یاد دلائے جو جنگ حبش کے موقعہ پر اونہون نے ۱۸۶۷ء مین پارلیمنٹ مین کہی تھے۔

ہمین اسبات کو پسند نہین کرتا۔ کہ ہندوستان کو مشرقی سمندرون مین ایک انگریزی چھاؤنی تصور کرلیا جائے کہ جب ضرورت ہوئی بغیر مالی معاوضہ دینے کے جتنی فوج چاہی وہان سے منگوالی۔ تمام فوجی حکام ہمین یقین دلاتے ہین کہ وہان گورنمنٹ جس قدر فوج رکھی ہوئی ہے اس ساری کو امن و حفاظت ملک کیلئے وہان رکھنا ضروری ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو وہان سے فوج منگانا خطرہ سے خالی نہین ہے۔ اور اگر زیادہ عرصہ کیلئے وہان سے فوجین منگوالینے مین کوئی ہرج نہین واقع ہوتا تو ہندوستانی آبادی کو زائد فوج کے خرچ سے زیر بار کرنا سخت نامناسب ہے۔ بجٹ کے بارہ مین مدلل بحث کرنیکے بعد مسٹر موصوف نے پرہم سوڈان کیطرف توجہ منعطف کرکے ارشاد فرمایا کہ گورنمنٹ نے اوس کے ضروری ہونیکی نسبت کوئی وجہ موجہ ظاہر نہ کی پس یا تو وہ کوئی وجہ معقول بتاوے یا اس سریع غلطی پر مصر رہنے سے باز آوے اور وہان سے واپس ہٹ آوے۔

شہنشاہ۔ آسٹریا نے یکم جون کو بمقام بودپسٹ دالی ہنگری کے ایڈریس کے جواب مین جملہ دیگر امور بیان کیا کہ سلطان المعظم کے شہزادہ ولیعہد کو باضابطہ حکمران بلگریا تسلیم کرلینے سے جو اسائے بلقان کا امن بخوبی متیقن ہوگیا ہے۔ ترکی صوبجات بوسنیا و ہرزیگوینا نے گورنمنٹ آسٹریا کے زیر انتظام قابل تعریف ترقی کرلی ہے چند برسون سے وہان کی آمدنی، خراجات کو کمتنی ہوتی ہے۔ اور ۱۸۹۶ء مین بھی وہ برابر اپنا خرچ اپنی آمدنی سے پورا کرسکین گے۔ مگر یہ نہ بتایا کہ اون کو کب خالی کرکے سلطان المعظم کے حوالہ کردیا جاوے گا؟ اے ہمایہ

خاصین، تم سے خدا بھی!!!

میجر برفرڈ کہتا ہے کہ فتح فرکت کے بعد فوراً ہی ڈبل کرنج کو کے مقام سوار دہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ کرنیل بنائی گئے ہین بیان کیا جاتا ہے کہ اس لڑائی مین درویشون نے بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا۔ مگر مصری فوجکی ثابت قدمی اور رہیلون اور بندوقون کی آتشباری کو سامنے نہیں ٹھیر سکے۔ انکا ایک ہزار قتل ۵۰۰ اسیر اور بے تعداد مجروح ہوگئے۔ مصر کا اظہار **المویل** نویس فتح پر خوشی کا اظہار کرنیکے بعد کہتا ہے کہ مقتولین و مجروحین مین اس قدر درویش سپاہی نہین ہوگئے جتنے کہ رعایا کے آدمی۔ اور غالباً انگریز افسر اپنی نیکنامی کیلئے (جیسے کہ ہندوستان کے پاوری اپنی کارگذاری دکھانے کیلئے اپنی پورٹون مین چوہڑہ وغیرہ کمین قوم کے نومسیحون کو شریف ہندوستانی ظاہر کرتے ہین) غریب دہقانون کو گرفتار کرکے درویش ظاہر کر رہے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ فرکت اور سوارہ مین قاتلین کو ایک ہزار پہلین ایک ہزار نیزے۔ ۳ سو گدھے، ۴۰ گھوڑے سوار، ۱۹۰ اونٹ بطور غنیمت ہاتھ آئے۔

خلیفہ عبد اللہ نے خلیفہ شریف سے صلح کر لی ہے۔ جو ایک زبردست فوج لے کر عبد اللہ تعاقب کی مدد کیلئے خرطوم کو آرہا ہے۔

خلیفہ نے سنا جاتا ہے کہ ذگولہ کی کمک کیلئے ایک جرار فوج روانہ کی ہے۔ اگرچہ یورپی اخبارات لکھ رہے ہین کہ خلیفہ بالکل مفلس اور قلاش محض ہے۔ اور درویشون کے پاس سامان رسد ملتا موجود نہین ہے۔ مگر سوداگر اسکے برخلاف بیان کرتے ہین۔ کہ خلیفہ بہت متمول اور دولتمند ہے۔ اور درویشون کے پاس سب طرح کا سامان کافی ہے۔

ولایت کے اخبارات راوی ہین کہ خلیفہ کو جب فرکت کی شکست کی اطلاع پہونچی۔ تو وہ بالکل مبہوت ہوگیا۔ اور کئی گھنٹہ تک ڈاڑھی کے بال نوچنے کے سوا اور کوئی کام نہ کر سکا۔ بنظر اس نیند انگیز خبر ہے۔ کہ وزارت نے موسم سرما مین سوڈان کو دس یا پندرہ ہزار فوج انگلستان سے بھیجنے کا فیصلہ کر دیا ہے اور یہ فوج حکم پہونچتے ہی میدان جنگ کو روانہ ہوجائیگی اور یہ تیسری خبر ہے جو لارڈ سالسبری کی تقریر کے برخلاف ہے۔

المویل راوی ہے کہ خدیو مصر نے سردار کچنر پاشا کو فتح فرکت مین چند مبارکباد بھیجا تھا۔ اس کا جواب سردار موصوف نے نہایت بے اعتنائی سے صرف چند ایک خشک لفظون مین دیا ہے۔ جس سے تمام ملک مین نہایت رنج پیدا ہوگیا ہے۔

فرانسیسی سفیر متینہ اتیمنز نے یونانی رعایا کی شورش اور جوش کو دیکھ کر گورنمنٹ یونان کو متنبہ کر دیا تھا کہ رعایا کی خوشنودی کو ملحوظ رکھ کر اگر اوسنے کریٹ کو جہاز بھیجنے کی جرأت کی تو ترکی گورنمنٹ جس کی کل فوجین اس وقت تیار ہین۔ بالضرور یونان پر حملہ کر دے گی جس کا نتیجہ یونان کے حق مین اچھا نہ ہوگا۔ گورنمنٹ مذکور نے کمال

کمال دانائی سے اس مشفقانہ نصیحت کو قبول کر لیا۔ اور اپنے برے ارادوں سے باز آگئی۔

ٹائیمز لکھتا ہے کہ سمرنا قصبہ ریلوے پر کردوں نے بیشمار ارمنی مزدوروں اور کئی انگریز فرانسیسی اور جرمنی انجنیروں کو قتل کر دیا ہے۔ مگر بحالی اس جھوٹی خبر کی باضابطہ تردید کرتا ہے۔

دول یورپ کی درخواست کے جواب میں باب عالی نے لکھا ہے کہ سر دست زیتون میں عیسائی گورنر مقرر کرنا فساد کا موجب ہوگا۔ جس وقت دوسرے صوبوں کیلئے عیسائی گورنر تجویز ہونگے۔ اوس وقت صوبہ زیتون کے واسطے بھی کوئی عیسائی گورنر مقرر کیا جاوے گا۔

تین ترکی طلباء احمد حسن حسین کو جو پیرس میں ایک اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ ہز ایکسلنسی سنیف آفندی ترکی سفیر متعینہ پیرس کی شان میں نامناسب الفاظ لکھنے کے جرم میں فرنچ پولیس نے گرفتار کرنا چاہا۔ پہلے دو پکڑے گئے ہیں اور تحقیقات کیلئے قسطنطنیہ بھیجے گئے ہیں تیسرا مصر کو بھاگ گیا۔

قاہرہ کے لبرل ترکوں کی بدذاتی کی ایک نہایت حیرت انگیز خبر موصول ہوئی ہے۔ قاہرہ کے مشہور ہفتہ وار اخبار النیل کا سب ایڈیٹر محمد ولی الدین یکن اور اوسکا اسسٹنٹ علی بیگ آفندی دار الخلافہ جانے کے لیے اسکندریہ پہونچے۔ جہاز کی روانگی میں ایک آدھ دن کا وقفہ تھا۔ وہ ہوٹل میں جا ٹھیرے۔ دونوں دوست کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عزت بیگ لبرل ترک (جو خدیو کے دیوان کا رکن ہے) چند مسلح ساتھیوں کو لیکر ہوٹل میں آگیا۔ مالک ہوٹل کے اطلاع کرنے پر ولی الدین نے کمرہ کا دروازہ بند کر لیا۔ مگر طاقت آوروں کے آگے توڑنے پر آمادہ ہو جانے سے مجبوراً کھولدیا۔ عزت بیگ نے اندر آتے ہی ولی الدین کو سلفات سنانا اور علی بیگ کو کوسنا اور دھکہ دینے سے مارنا شروع کر دیا۔ اور بہت تھوڑی دیر کے بعد علی بیگ کو دو آدمیوں کے ہمراہ خدیو کے محل راس التین کو بھیجدیا۔ اور ولی الدین سے قتل کر دینے کی دھمکی دیکر معاہدہ لکھوالیا کہ آئندہ میں لبرل ترکوں کی مخالفت یا تائید میں کوئی مضمون شائع نہیں ہوگا۔ اور (نعوذ باللہ منہا) یہ کہ سلطان المعظم خائن اور غاصب ہیں۔ اقرار نامہ لکھوالینے کے بعد اوس نے ولی الدین کو فوراً قاہرہ واپس چلے جانیکا حکم دیا۔ اور دھمکی دی کہ اگر اوسنے قسطنطنیہ جانیکا ارادہ کیا تو اسکندریہ کے بندر تک پہونچنے سے پہلے قتل کر دیا جاویگا۔ چنانچہ وہ بیچارا دو مرتبہ قاہرہ چلا آیا۔ تیسرے دن علی بیگ بھی قاہرہ آگیا اور بیان کیا کہ پہلے دن مجھ کو محل راس التین میں لیگئے۔ اور چند گھنٹہ وہاں رکھکر ہوٹل میں واپس لے آئے۔ دوسرے دن صبح کے اجلاس خدیو کے محل منتشر کو لے گئے۔ اور وہاں ۹۰ گھنٹے مجھے نظر بند رکھا۔ اور کہتے رہے کہ مجھے خدیو کے روبرو پیش کیا جاوے گا۔ مگر آخر کار ڈاکٹر اسمٰعیل ابراہیم خدیوی طبیب کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ شخص مدرسہ طبیہ شاہانہ قسطنطنیہ سے خارج کیا گیا ہوا ہے۔ اور لبرل ترکوں کے سرگروہوں میں ہے۔ اوس نے مجھے سلطان المعظم کی حمایت اور لبرل ترکوں کے مخالف لکھنے پر سخت تہدید کی۔ اور آخر میں مجھے یہ دھمکی دیکر رہا کر دیا

کہ آئندہ کبھی تو نے کوئی کلمہ بر خلاف تحفظ سے کہا یا لکھا تو فوراً پا گلخانے مین بھیجدیا جاوے گا۔ اسبارہ مین مفصل عرضداشت خدیو کی خدمت مین ارسال کیگئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معاملہ کی خبر لارڈ کرومر کو کسیطرح پہونچ گئی تھی۔ اونسے خدیو کو اوسکے طمانیہ نچ کی اس زیادتی پر چشم نمائی کی۔ اور اون لوگون کو سزا دیجانے کیواسطے تاکید کی جن مین سے ایک موقوف ہو چکا ہے۔ علی بیگ لارڈ کرومر کی خفگی آمیز مراسلت پہونچنے پر رہا کیا گیا تھا۔ ٹائمز نے جو اپنا پر وقیضہ لکھا ہے۔ اوس سے تو یہ تشریح نہین ہوتا کہ خدیو نے برٹش قونصل کو ایسی بیجا سینہ زوری کرنیکی جرأت دلائی ہو۔ مگر تائمز کے بیان سے خدیو کی سازش کا پتہ لگتا ہے۔ ہماری رائے مین گر خدیو کی خدمت مین ایسے مکرام باغیز کی موجودگی ضرور شتباہ پیدا کرتی ہے۔ مگر جنابِ عالی تصدیق نہ ہوئے۔ اوسپر یقین کرنا ہرگز مناسب نہین۔

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص

منقول از وکیل مطبوعہ ۶ جولائی ۱۸۹۶ء

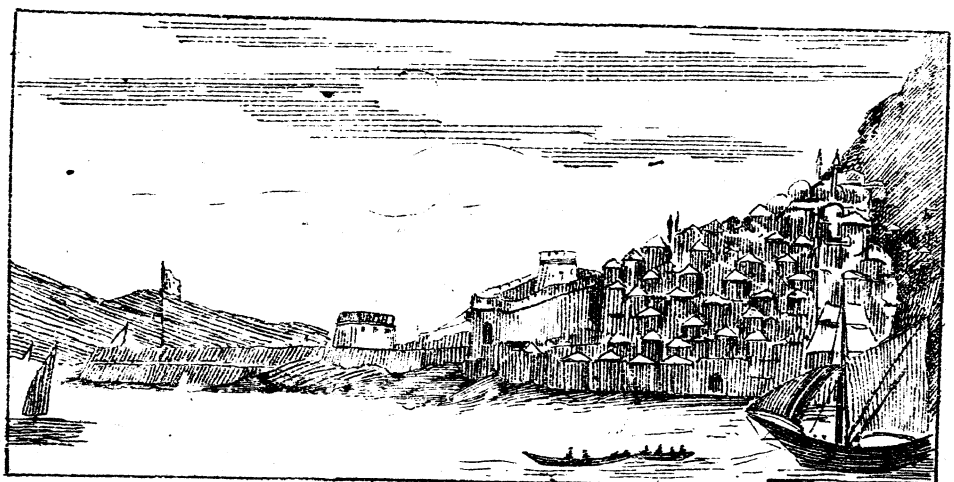
(دول یورپ و مصر)

کچھ عرصہ ہوا جسنے ایک لیڈنگ آرٹیکل مین تحریر کیا تھا۔ کہ مسئلہ مصر کیطرف دول یورپ کی طاقتون کو زار روس کی تاجپوشی سے پہلے متوجہ ہونے کا موقعہ نہین ملیگا۔ البتہ گورنمنٹ روس اوس سے فارغ ہوتے ہی ضرور اس معاملہ کیطرف توجہ کرے گی کیونکہ انگریزی قبضہ مصر سے نہ صرف اوسکے دوست فرانس اور ٹرکی ہی ناخوش ہین۔ بلکہ خود اوسکو بھی کئی ایک پولیٹکل وجوہات سے مصر مین انگریزون کا اقتدار ناگوار ہے۔

چنانچہ ۹ جون کی تار سے جسکو ہم پچھلے ہفتہ کے اخبار مین درج کر چکے ہین۔ ہمارے اس قیاس کی پوری تصدیق ہو گئی ہے۔ ٹائمز کا نامہ نگار سینٹ پیرس لکھتا ہے۔ کہ روس مسئلہ مصر کے تصفیہ کیلئے سلسلہ جنبانی کرنے والا ہے۔ اور یہ تجویز پیش کرے گا کہ مصر سے انگریزون کو خالی کرا کر کل دول عظام کی زیر نگرانی خود مختار رہا جاوے۔ اس وقت ہم تجویز مذکور کے حسن و قبح پر بحث کرنا نہین چاہتے جو صاف ظاہر ہے کہ موجودہ صورت سے بھی زیادہ خطرناک حالت پیدا کرنے کی موجب ہوگی۔ بلکہ سردست یہ بتا دینا چاہتے ہین۔ کہ انگریزون کے قبضہ مصر پر مصر رہنے اور اوسکو اوسکے اصلی حقدار کے سپرد نہ کر دینے سے کس قدر سخت مشکلات پیدا ہونے والی ہین۔ اور روس انگلستان کی اس ملکت علی کو کیسی بڑی نگاہون سے دیکھ رہا ہے۔ انگلستان سے یہ امید رکھنا بالکل فضول ہے۔ کہ وہ از خود کبھی مصر کو خالی کر دیگا یا حسب الوسع سلطان کے منصہ بہ حقوق مین سے کسی ایک کو یا کل کو واپس کر دینے پر مائل ہو جائیگا بلکہ بخلاف اسکے اسوقت جس قدر خطرہ سلطنت عثمانیہ کو انگلستان سے پہونچنے کا احتمال ہے۔ وہ کسی دوسری سلطنت سے ہرگز نہین۔ ہم اس بحث کو بالتفصیل چند گزشتہ پرچون مین درج کر کے مبرہن اور پختہ ثابت کر چکے ہیں۔

کہ انگلستان گو کبھی کبھی قسمت ترکی کا دوست نما ہو مگر اب ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر اسکا شمار شمایون کے بانی دشمنون کے ذیل مین کیا جائے تو راستی سے بعید نہ ہوگا۔ کوئی دن ایسا نہین گذرتا جب کہ اسبات کی مزید ثبوت ہم نہ پہونچتے ہون۔ آرمینیون کی شورش کی نسبت تحقیق ہو چکا ہے۔ کہ یہ فسادات بعض انگریزون کا برپا کیا ہوا تھا۔ اور اب بھی بیدار ناظرین کو اسلامی خبرون کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ انگریز آرمینیون مین بغاوت پھیلانے کے لیئے اپنے پرانے ہتھکنڈون سے کام لے رہے ہین یہ فتنہ پرداز یان اگرچہ مصنف طبیعت انگریز پادریون اور مشنریون کیطرف سے کیجاتے ہین تو چنداں تعجب کی بات نہ تھی۔ مگر افسوس اور تعجب تو یہ ہے کہ خود انگریزی گورنمنٹ کے بعض عمال متواتر کئی برس سلطنت عثمانیہ کی عیسائی اور یہود رعایا کو زر نقد و اسلحہ سے در پردہ امداد دیکر طرح طرح کی حیلہ سازیون سے بغاوت پر آمادہ کرکے سلطان کی طاقت کو کمزور کرنیکی مسلسل اور لگاتار کوشش کر رہے ہیں۔ سلطنت کی سابقہ کمزوری سے انگلستان نے بہت سا فایدہ حاصل کیئے۔ کئی ایک قبوضات سلطانی پر بغیر کسی لڑائی بھڑائی اور خرچ کے صفحہ مین قبضہ کر لیا۔ بیشمار تجارتی اور پولیٹیکل رعایات حاصل کر لین۔ اور ایک طرح سے وہ کل سلطنت عثمانیہ کا مالک بن بیٹھا تھا جب سلطان نے اپنی طاقت بحالی شروع کی تو انگلستان نے وہ ناجایز فایدہ ہاتھ سے جاتا دیکھکر جو سلطنت ترکی کی کمزوری کے باعث اوسے ہو رہا تھا۔ اعلیحضرت کے راستہ مین طرح طرح کی مشکلات پیدا کرنی شروع کر دین۔ اور جب ان خفیہ کوششون اور چھپی چالون سے اپنا مدعا پورا ہوتا نہ دیکھا تو کھلم کھلا اپنے تعصب بے وکھانے شروع کر دیئے اور ۱۸۷۸ء مین بالجملی سے علانیہ یہ درخواست کی کہ مصر پر ہمارے قبضہ کو باضابطہ تسلیم کرو اور قبرص کی جگہ جزیرہ کریٹ دیدو۔ ہم اس تبادلہ کے لیے دو کروڑ پونڈ بھی نذر کرنے کو تیار ہین سلطان المعظم کی طاقت اگر بالکل ہی زایل ہو گئی ہوتی تو بھی ممکن نہ تھا کہ وہ ایسی بیہودہ درخواست کو منظور کرتے۔ چنانچہ اونہون نے اس درخواست کو بڑی حقارت کے ساتھ نامنظور کر دیا جس کے عوض مین انگلستان نے آرمینیا مین خود ہی فساد برپا کرکے سلطان المعظم پر بدانتظامی کا الزام لگانا شروع کر دیا۔ اور سطور سابق دیگر دول عظام کی اعانت و امداد پر بھروسہ کرکے باغیون کی حمایت مین جو اوسی کے اشارون پر کٹ پتلیون کیطرح ناچ رہے تھے۔ سلطنت عثمانیہ کے ستیاناس کر دینے کی ٹھان لی۔

دول عظام نے جو انگلستان کی نیت و ارادہ سے واقف ہو گئی تھین۔ اس معاملہ مین انگلستان کا ساتھ تو دیا۔ مگر نہ اس خیال سے کہ اوسکی فریبانہ چالون کی تائید کی جاے۔ بلکہ محض اسلیئے کہ ترکی کو اوسکے خطرات سے محفوظ رکھا جائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان نے اس معاملہ مین کمال خفت اوٹھائی۔ اور تمام دنیا کی نظرون مین اوسے سخت ذلیل ہونا پڑا۔ لیکن بجاے اسکے کہ وہ اس خفت اور ذلت سے کوئی اچھا سبق حاصل کرتا سلطنت ترکی کے برخلاف اسکا غیظ و غضب اور بھی بڑھ گیا۔ اور اوس نے کھلیا نا ہو کر ایکطرف تو ترکی اور فرانس



قلعہ کلید بحر (بجانب یورپ موہانہ ڈارڈانلز)

اور روس کو اپنی طاقت اور شاہ زوری دکھانے کیلئے مصر مین براہ راست خود سوڈانیون کے برخلاف مسلہ آرائی شروع کردی۔ اور دوسری طرف سلطان المعظم کو اونکی جسارت اور جرأت کا مزہ چکھانے کیلئے کریٹ مین فساد برپا کردیا۔ غرضیکہ آخر اپنی نامراد قسمت اندیش چالون سے نہ صرف گورنمنٹ ٹرکی کو اپنے سے بیزار کرلیا۔ بلکہ باستثنائے چند مکلمدار اور لوگ کے جو لبرل ٹرکش پارٹی کے نام سے موسوم ہین اور جن کی تعداد چالیس پچاس سے متجاوز نہین کل عثمانیہ قوم کے بچہ بچہ تک کو اپنا دشمن اور مخالف کرلیا ہے۔ ایک ساری کی ساری قوم کی مخالفت جو بڑے نتایج پیدا کرسکتی ہے وہ ہمدار لوگون سے پوشیدہ نہین اور ہر انگلستان کے سورو تی دشمن روس نے اوس کے وزرا کی غلط حکمت عملیون سے پورا پورا فایدہ اوٹھاکر اور اسموقعہ کو غنیمت سمجھکر سلطان المعظم کو اپنا زبردست اور مضبوط دوست بنالیا۔

انگلستان مسلہ آرمینیا کے چھڑنے سے پیشتر ٹرکی کے جان نثار دوستون مین گن جاتا تھا۔ اور اس دوستی کی حالت مین اوسنے حق رفاقت یہ ادا کیا تھا۔ کہ ٹرکی کے مقبوضات کچھ تو اون کو دلا دینے اور کچھ خود دبالینے اور مضمون برلن کی جو شرایط اونکے حق مین مفید نہین۔ اونکی طرف کبھی بھولے سے بھی خیال نہ کیا۔ گورنمنٹ ٹرکی نے اگر کبھی ان شرایط کی یاد بھی دلائی تو اوسے آئین شائین بائین کرکے ٹالدیا۔ برخلاف اسکے روس نے جو ٹرکی کا جانی دشمن اور دیرینہ بدخواہ مشہور ہے جنگ کے ختم ہونیکے بعد ٹرکی کے برخلاف خفیہ یا علانیہ کوئی کارروائی کسی قسم کی نہین کی۔ اور مسلہ آرمینیا کے آخری مرحلہ مین جب اسنے اپنے آپ کو سلطان کا طرفدار ظاہر کردیا۔ تو اوسکے ساتھ ہی دنیا کو یہ بھی دکھلادیا۔ کہ حق رفاقت اسطرح ادا کیا جاتا ہے۔ یعنے آرمینیا مین انگلستان کی تمام امیدون کو خاک مین ملادینے کے علاوہ سلطان سے مرعوب ہوتے ہی بلگیریا۔ یونان۔ سرویا۔ وغیرہ کو متنبہ کردیا۔ کہ تو دی قرضہ عثمانیہ کا جو حصہ بروے عہدنامہ برلن تمپر عاید ہوتا ہے اوسے فوراً ادا کردو۔ اس معاملہ مین اوسنے کسی دوسری طاقت سے امتزاج کرنے کی کچھ بھی پرواہ نکرکے تن تنہا ریاست ہائے متعلقہ کو اپنی اپنی ذمہ داری کے پورا کرنے کی تاکید کردی چنانچہ کل ریاستون نے بہت جلد اور بڑی خوشی سے اپنا اپنا حصہ ادا کرنا منظور کرلیا۔ جس سے ٹرکی کی جو کئی کروڑ کی رقم ڈوبی ہوئی تھی۔ وہ اب اٹھارہ برس بعد کہری ہوگئی ہے۔ اور عنقریب خزانہ عثمانیہ مین داخل ہوجاوے گی۔ اسکے علاوہ جو حق رفاقت وہ اب ادا کرنے والا ہے۔ گو وہ ٹرکی کے حق مین مفید ہو یا نہ ہو۔ مگر انگریزون کیلئے سخت مشکلات اور خوفناک اثر پیدا کرے گا۔ اور ممکن ہے کہ اسموقعہ پر سلطان المعظم بھی عملی کارروائی کرگذرین۔

سوائے معدودے چند مدبرین اور ہمدار لوگون کے اعلیحضرت پر اونکی اپنی رعایا۔ اور باقی تمام دنیا کے سلطان یہ اعتراض کررہے ہین۔ کہ آئے دن عیسائی سلطنتین اون کے مقبوضات پر قبضہ کیئے چلی جارہی ہین اور وہ ہین کہ بالکل خاموش بیٹھے ہین۔

سب سے بڑا اعتراض مصر کے متعلق کیا جاتا ہے کہ انگریز کو عمال جو دہ برس سے اوسے بلائے بے درمان

کیطرح چھٹے ہوئے ہین! اور اعلیحضرت اونکو بیدخل نہین کرتے جس سے اسلامی خلافت وسلطنت کی دنیاے اسلام کی نگاہون مین کمال بیوقعتی ہورہی ہے۔ اور مسلمانون مین یہ خیال پیدا ہوگیا ہے۔ کہ سلطنت عثمانیہ بالکل بے طاقت ہوگئی ہے جس خیال کا مسلمانون کے دلون مین جم جانا خلافت اور سلطنت عثمانیہ کے حق مین بہت مضر ہے بیشک بادی النظر مین یہ اعتراض نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے۔ اور جب ان مستشرقین کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ اندرونی اور بیرونی مخصمات مین ایسی کچھ گرفتار ہے کہ اوسے سر ٹیفنس مصر و کرٹ وغیرہ بلاد کے اہمیون کے قبضہ و تصرف مین سے نکالنے کی فرصت ہی نہین ملتی۔ تو وہ جواب دیتے ہین کہ دنیا مین کوئی ملک اور سلطنت ایسی نہین جسے اندرونی نزاعات اور بغاوت رعایا جیسے تضیعون سے سابقہ نہ پڑرہا ہو۔ مگر انمین سے کوئی بھی ایسی نہین جو ان بکٹیریون کیوجہ سے اپنے حقوق کے محفوظ رکھنے مین سطح لاپروائی کرتی ہو مثال کے طور پر وہ ہسپانیہ۔ اٹلی و انگلستان وغیرہ کو پیش کرتے ہین مستشرقین کے اس الزامی جواب کو ہم بھی تسلیم کرتے ہین۔ مگر نہین معلوم رہنا چاہیئے کہ ان مذکورہ بالا سلطنتون کے حقوق کو دوسری عیسائی سلطنتین غصب کرنیکی جرأت نہین کرتین۔ کیونکہ وہ سب کی سب عیسائی ہین۔ اسلیئے باوجود اندرونی نزاعات اور فسادات کے اونکے حقوق محفوظ رہتے ہین۔ لیکن نجلاف اسکی اسلامی سلطنتون کو تمام دول مسیحی ایک مشترک دشمن تصور کرتی ہین۔ اگر کوئی اسلامی سلطنت کسی عیسائی غاصب سے مقابلہ کرے تو وہ باقی عیسائی سلطنتون کیطرف سے کبھی مطمئن نہین رہ سکتی۔ وہ جانتی ہے کہ اگر مجھے کامیابی نصیب ہوئی تو باقی تمام عیسائی سلطنتین مفتوحہ سلطنت کی طرفدار ہوجاوینگی۔ اور اگر میدان جنگ مین مقابلہ پر نہ آئین تو کم از کم اتنا تو ضرور کرینگی کہ بھنے فتح و کامیابی کے نوائدسے ہرگز متمتع و مستفید نہ ہونے دینگی۔ یہی اندیشہ ہے جو سلطان المعظم کو کسی عیسائی سلطنت کے ساتھ مسلح پیکار ہونے مین خود ابتداء کرنیسے مانع ہو رہا ہے۔ وہ چاہتے ہین کہ اپنی طاقت کو محفوظ رکھا جائے۔ اور صلح یہ عیسائی سلطنتین پہلے آپس مین لڑمریں۔ اور جب وہ ایکدوسرے کے ساتھ لڑبھڑ کر اچھی طرح کمزور ہوجائین تو پھر اپنے دشمنون سے سمجھ لیا جائے۔ انکے خیال مین سلطنت عثمانیہ کے تمام رشتے ہوا ہوجانے کا دارومدار اسی ایک بات پر ہے۔ یعنی اگر عیسائی سلطنتون نے ایکدوسرے پر بیدریغ پہلے ٹرکی کو اپنا نشانہ بنایا۔ تو ہمکو قیام ناممکن ہے۔ اور اگر وہ ٹرکی کو بحال خود چھوڑکر پہلے آپسمین گتھم گتھا ہوئین تو پھر ٹرکی کے پون باران ہین۔ سلطان المعظم کی اس تمنا کا بر آنا کوئی ناممکن امر نہین۔ بلکہ قرائن بتا رہے ہین۔ کہ شاید وہ جلد اپنی دلی مراد مین کامیاب ہوجاوین۔ مگر مشکل یہ ہے کہ کفار کو اسلامی ممالک پر قابض و مختار سلطنت عثمانیہ کی سلطان رعایا کی آنکھون مین خون ٹپکنے سے اور اونکی اس جوش کو اغیار کے قبضہ مصر نے اور بھی زیادہ مشتعل کردیا ہے۔ سلطان المعظم ابتک کمال عزم و احتیاط اور تدبر و دانائی سے اپنی رعایا کے اس جوش کو روکتے چلے آرہے ہین لیکن ممکن ہے کہ وہ حد[1] سے بڑھ جائے اور سلطان المعظم کو فعلی از وقت عملی کارروائی کرنے پر مجبور ہوجائین۔

[1] ۹۶-۱۸۹۵ء کے جنگ یونان نے اس امر کو بالوضاحت ثابت کردیا ہے۔

مصر کے معاملہ میں آجکل ایسے آثار نمودار ہو رہے ہیں جن سے یہ احتمال کیا جاسکتا ہے کہ شاید اسی کے خلو کے متعلق سلطان المعظم کو کوئی علی کارروائی کرنی پڑے ایسے وقت میں جب کہ ترکوں اور مصریوں کا جوش بڑھ رہا ہے اور وہ سخت مشتعل ہو رہے ہیں۔ روس کا مسئلہ مصر کے خوابیدہ فتنہ کو بیدار کرنا بیشک انگریزوں کے حق میں نہایت مہلک ثابت ہوگا۔ انگریزی اخبارات روس کے مسئلہ مصر کو چھیڑنے کی خبر کی صداقت پر ضحکہ اڑا رہے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ یورپ میں اس خبر کی صحت پر صرف چوتھے درجے کے اخبار یقین کر رہے ہیں باقی معتمد اخبارات اسے بازاری گپ تصور کرتے ہیں۔ مگر اخبار سینٹ پیٹرزبرگ نیوز (جسے ایک معزز روسی شہزادہ ٹومسکی نے جاری کیا ہوا ہے اور آجکل روسی صبغہ خارجیہ کا آرگن کہا جاتا ہے) کے مندرجہ ذیل مضمون کے مطالعہ سے ناظرین کو خود معلوم ہو جاویگا۔ کہ اس معاملہ میں روس کی نیت کیا ہے:۔

"مسئلہ مصر کے متعلق انگلستان نے جو تازہ کارروائی مصر کو ہندوستان کی افواج روانہ کرنے کے متعلق کی ہے ہم روسیوں کو معترض ہونیکا پورا حق حاصل ہے۔ مہم ڈنگولہ کی وجہ سے جواب ہم سوڈان سے متبدل ہوگئی ہے مصر پر انگریزی قبضہ کو غیر محدود وقت تک بڑھا دینا ہماری اغراض کے پہلے ہی منافی تھا مگر اب وادی نیل میں انگریزی افواج کا بڑھا دیا جانا ہمارے لئے صریح خطرہ کا موجب ہے۔ انگلستان ہمارے لئے چین و جاپان میں اور بحر آرمینیا اور چترال میں مشکلات پیدا کر چکا ہے۔ اور اب وہ مصر میں روس کے برخلاف دن بدن زیادہ مخالفانہ کارروائی کر رہا ہے جسکی تصدیق مندرجہ ذیل واقعہ سے ہوتی ہے:۔

"ایک مہینہ ہوا ہم نے بیان کیا تھا کہ ٹرکی کے صوبجات آرمینیا میں جو دقتیں اور مشکلات انگریزوں نے پیدا کی تھیں انکا علاوہ کئی ایک فوری اور قریبی مفاد و مقاصد کے آیندہ کے لئے ایک بہت بڑا مقصود اور مدعا یہ تھا کہ ہندوستان اور بحیرہ روم کے درمیان ایک سیدھا راستہ خشکی پر قائم کریں۔ تھوڑا عرصہ ہوا پروفیسر گفگن مرحوم نے ایک نامور مدبر کے حوالہ سے جو ایشیا کوچک کی سیاحت کر چکا ہے یہ تحریر کیا تھا کہ انگلستان باغیان آرمینیا کی حمایت خلیج فارس پر قبضہ کر لینے کی نیت سے کر رہا ہے۔ جس خلیج تک انگریزوں نے بندر سعید سے ریلوے لائن بنانی چاہی تھی مگر سلطان نے بنانا لیکن یہ بتا دینا مناسب نہوگا کہ انگریزوں نے خلیج کور کے عربی اور ایرانی دونوں سواحل پر اب اپنا پورا پورا تجارتی اقتدار و قبضہ جما لیا ہے۔ اور ناظرین کو آگاہ رہنا چاہئے۔ کہ بندر ابوشہر میں انگریزی قونسل کار عتام حکام بلکہ خود شاہ کے گورنر سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اور خلیج کے متصل علاقہ میں انگریزوں کے فوجی ایجنٹ ہر طرح گشت کر رہے ہیں کہ گویا وہ انکا ہی ملک ہے۔ پس ایسی صورت میں صاف ظاہر ہے کہ اس سلطنت کے فوجی دائرہ پہنچ جو خصوصیت سے ہندوستان سے متعلق ہے اور جو ہمارے ملک پر پوری پوری قابض و متصرف ہے روس کیلئے کیسے خطرناک اور اہم ہیں۔ ایران کی نسبت انگلستان کے جو کچھ ارادے ہیں انکو باطل کرنیکی سرتوڑ کوشش کرنا روسیوں کا عین فرض ہے۔ کیونکہ ایران کی شمالی حدود ہماری سلطنت سے پیوستہ ہیں

اور ایران اور ہندوستان کے درمیان صرف افغانستان اور بلوچستان حائل ہیں۔ مصر میں انگریزی فوج کا ڈیرہ ہمہ اہم روسیوں کے لئے خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ اور ہم انگلستان یعنی لارڈ سالسبری کی مجلس وزرا سے یہ دریافت کرنیکا پورا پورا استحقاق رکھتے ہیں کہ مصر کے خالی کرنے کی نسبت انکی کیا نیت ہے! اسکے ساتھ ہی ہمیں سلطان سے بھی مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ بھی انگلستان سے یہی سوال کریں۔ کیونکہ جس ملک پر انگریز قابض ہیں وہ سلطان کا ماتحت صوبہ ہے اور انگریز اُسکے لئے اُنکے روبرو جوابدہ ہیں"

روسی شہزادہ کی اس تحریر سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ مسئلہ مصر کے متعلق آئندہ کیا کیا مشکلات پیدا ہونیکا قوی احتمال موجود ہے۔ انگلستان کو آجکل اسبات پر بہت کچھ حوصلہ ہو رہا ہے۔ کہ روس۔ فرانس۔ ٹرکی کے اتحاد ثلاثہ کے مقابلہ میں یورپ کا دوسرا اتحاد ثلاثہ اٹلی۔ جرمنی۔ آسٹریا موجود ہے جو انگلستان کا طرفدار ہوگا۔ اندرونی بہبود چاہے کچھ ہی کیوں نہو مگر ظاہر انگلستان نے یہی مشہور کر رکھا ہے کہ مہم ڈنگولہ فقط اٹلی کو درویشوں اور حبشیوں کو نرغہ سے بچانیکے لئے اختیار کی گئی ہو جسکا بظاہر اٹلی بھی بہت کچھ شکریہ ادا کر رہا ہے۔ مگر اٹلی کو تو حبشیوں نے ایک ہی جنگ میں ایسا سبق دیدیا ہے کہ اُسے جھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ اور اب وہ سارا اندرونی مقبوضات چھوڑ چھاڑ کر ساحلی علاقہ پر قناعت کر بیٹھا ہے۔ اُس کی تقریباً تمام یورپین فوج واپس آگئی ہے اور آئندہ کے لئے وہ حبشیوں اور درویشوں کے ساتھ لڑائی کرنے سے نصوحی توبہ کر چکا ہے۔ پھر اس حالت میں جب اسکا کوئی علاقہ ہی اندرون ملک نہیں رہا۔ تو اب ان انگریز بہادروں کی یورش سے اُسے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے+

بہرحال اٹلی سے یہ امید رکھنا فضول ہے کہ وہ زبانی سہارا دینے سے بڑھکر کچھ انگریزوں کا ساتھ دے۔ اور جب اٹلی کی یہ حالت ہوگی۔ تو اسکے دونوں دوست جرمنی اور آسٹریا بھی ضرور ہے کہ امداد دہی سے کنارہ کش ہو جائینگے اور بفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ معاملات افریقہ میں اٹلی انگریزوں کی رفاقت نہیں چھوڑیگا۔ تو اس سے جرمنی اور آسٹریا پر لازم نہیں آتا کہ وہ ضرور ہر جگہ اور ہر ایک معاملہ میں اٹلی کی رفیق اور معاون بنیں۔ کیونکہ اتحاد ثلاثہ فقط معاملات یورپ کے لئے ہے۔ تنازعات غیر یورپ کو اتحاد ثلاثہ سے کوئی تعلق نہیں۔ برخلاف اسکے روس کا اتحاد ثلاثہ کل دنیا کے لئے ہے۔ علاوہ ازیں شہنشاہ جرمن جیسے مدبر اور دور اندیش سے کبھی یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے فاقہ مست اور شکست خوردہ دوست اٹلی اور تجارتی ترقیب اور پولیٹیکل بدخواہ انگلستان کی خاطر اپنے قدیمی رفیق روس اور اپنے ذاتی دوست سلطان المعظم سے لگا کر لینگے۔ اس میں شک نہیں کہ انگلستان نے اسی اتحاد ثلاثہ کی شہ پر سوڈان پر چڑھائی کرنے اور کریٹ میں عیسائیوں سے بغاوت کرا دینے کی جرأت کی ہے مگر اس اتحاد میں اُسے بہرحال دھوکہ کھانا پڑیگا۔ ترکوں کے ساتھ اب اُسکی دلی صفائی ہونی تو قریباً ناممکن ہو گئی ہے۔ مگر مصر کو سلطان المعظم کے حوالہ کر دینے سے وہ اب بھی آنیوالی بلا کو ٹال سکتا ہے۔ مگر نہ وہ اس استرداد کی بلا کو گلے سے اُتارتا نظر آتا ہے۔ اور نہ مشکلات کا خاتمہ ہوتا دکھائی دیتا ہے جو دنیا کے

امن و امان کو بنیے ایک نہایت خطرناک اور مہیب امر ہے۔

ہفتہ مختتمہ ۱۳ جولائی ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین و غیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لندن۔ ۳ جولائی (بذاوت کریٹ) ترکون نے یکم ماہ حال کو جنگی کارروائی شروع کی۔ اور باغیون کی مورچہ بندیون کو جو مقام کسامو اور سلینو کے درمیان ہین منتشر کرنے کی کوشش کی۔ مگر دو سو تقریبًا ترکون کے نقصان سے پسپا کیے گئے (یہی خبر جو ریوٹر صاحب ۳ جولائی کو بذریعہ تار لندن سے روانہ کرتے ہین۔ تقریبًا دو ہفتے ہوے صرف بر صرف باقتلاف تاریخ انجا لندن ٹائمز مین بجنسہٖ سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کے برخلاف لکھنو کی قسم کھا کر کہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریوٹر صاحب نے تاریخ کو تبدیل کرکے وہی خبر بھیجدی ہے۔ اس سے صاحب موصوف کی مراسلہ خبرون کی صداقت و درستی کا پورا پورا حال منکشف ہوتا ہے۔ ایڈیٹر)

لندن۔ ۴ جولائی (بابحالی اور دول یوروپ) مسٹر کرزن نے بجواب سوال دار العوام مین بیان کیا کہ دول یوروپ کے سفرا دنے کریٹ کے متعلق جس قدر امور پیش کیے تھے۔ باب عالی نے ان کو بلا کسی شرط شرائط کے قبول کر لیا ہے۔

لندن۔ ۴ جولائی (جنگ سوڈان) مصری افواج متیمہ وادی حلفہ مین کل ہیضہ کی ۲۶ وارداتین ہوئین اور نو شخص مر گئے۔

لندن۔ ۴ جولائی۔ (بذاوت کریٹ۔ پرتش حکمت علی) دار العوام مین محکمہ خارجیہ کے اسٹیمیٹ پر مباحثہ ہونے کی دوران مین کریٹ پر بحث شروع ہو گئی جس مین مسٹر کرزن نے بیان کیا کہ کریٹ کے مسلمان یا عیسائی دونون ہی کوئی فرشتے اور سلامت رو اشخاص نہین ہین۔ مگر پھر بھی دونون گروہ بدستی حکومت سے نقصان اٹھا رہے ہین۔ انگلستان دوسری طاقتون کے ساتھ مکرر کارروائی کر رہا ہے۔ اور گورنمنٹ کا ارادہ وہان تن تنہا کوئی کارروائی کرنے کا نہین ہے۔

ایضًا۔ صوبہ سالونیکا کی ترکی ریزرو فوج جنگی خدمت کیلئے طلب کر لی گئی ہے۔

لندن۔ ۷ جولائی۔ گورنمنٹ کی تجویز پارلیمنٹ مین بھی منظور ہو گئی ہے۔ مسٹر جان مارلے نے ۷ ووٹ کی جس میں کا ووٹ دیا تھا۔ کے مقابلہ مین ۳۷۵ ووٹون کی مخالفت سے نامنظور ہوئی۔ لارڈ ہملٹن نے ریزولیشن رکھنے سرکاری

لنڈن - ۱۴ جولائی (بغاوت کریٹ) جسٹنطری سلطان اعظم یہ تجویز ہوئی تھی کہ برٹش قونسل اور اعلیٰ بحری برٹش افسر کریٹ کے مصیبت زدہ عیسائی اور مسلمانون کو باتیاج امداد تقسیم کرین گے۔ مگر لارڈ سالسبری کی ایک چٹھی سے جو اونہون نے چند دہندگان کے نام جاری کی ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ جرمنی۔ روس۔ فرانس اور اٹلی و آسٹریا نے اسکے برخلاف اعتراض کیا ہے۔ اور انگیزرون کے اس عمل کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیون کا اظہار کیا ہے اس سے تجویز ملتوی کیگئی ہے ۔

لنڈن - ۱۵ جولائی - امید کیجاتی ہے کہ کسالاکو اٹلی والے بہت جلد خالی کر دینگے ۔

لنڈن - ۱۵ جولائی - اونبرا ریویو نے ایک آرٹیکل مین لکھا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ انگلستان مصر کے معاملہ کے متعلق اپنے طریق عمل کی نسبت دوبارا غور کرے۔ اور صاف الفاظ مین ظاہر کر دے کہ مصر کو الحاق نہین کیا جاویگا۔ مگر کسی ایسے آئندہ متوقعہ کی پیش بینی نہین کیجاسکتی جبکہ مصر کی خوشحالی اور اغراض یورپ کے لحاظ سے انگریزون کو مصر مین ٹھیرے رہنے کی ضرورت نہین رہیگی ۔

لنڈن - ۱۵ جولائی - کریٹ مین مجلس کلار کا انعقاد ہوا عیسائی اور مسلمان وکلا مین بہت سخت بدمزگی واقع ہوئی اور آثار اچھے معلوم نہین ہوتے ۔

لنڈن - ۱۶ جولائی - کریٹ مین بہت جوش پھیلگیا ہے ظہور ہی ہین ترکی افواج باوجود التوا دشمنی پیشدستی کر رہی ہے گورنر کا فسران فوجی مین کشیدگی سی ہوگئی ہے ۔

لنڈن - ۱۷ جولائی - ہاؤس آف کامنز مین ایک سوال کے جواب مین مسٹر کرزن نے ظاہر کیا۔ کہ دول عظام نے باب عالی مین سخت شکایات کی ہین - اور تاکید کی ہے۔ کہ ترکی افواج کریٹ مین مخالفتی کارروائی کے سوا اور کچھ نہ کرنے پائین ۔

لنڈن - ۱۶ جولائی - دریائے نیل مین پانی کی طغیانی نہ ہونے کی وجہ سے مصر مین گھبراہٹ سی ہو رہی ہے۔ اگر پندرہ روز تک طغیانی نہ ہوئی تو نیل کی زراعت کو نقصان پہونچیگا ۔

لنڈن - ۱۷ جولائی - عیسائی وکلا کریٹ مین ایک عیسائی گورنر کا تقرر چاہتے ہین جو دول عظام کی منظوری سے ۵ برس کی میعاد کے واسطے مقرر ہونا چاہیئے۔ اور کمانڈر سے نوچھی کمان مع اختیار ویٹو (خاص شاہی سلطنت کا وہ اختیار جس سے قانون رُک جائے یا جاری ہو) دیا جائے۔ بابعالی آمدنی محصول کا نصف حصہ لے۔ اور دول عظام اصلاح کی ذمہ واری کرین ۔

لنڈن - ۱۷ جولائی - کریٹ کی خبرون سے معلوم ہوا ہے کہ جمعرات کے روز مقام اپوکرونا مین سخت لڑائی ہوئی۔ باغیون نے ترکی نوجکو روک دی جو بعد مین بمقام کالی ریس اپنی بارکون مین واپس آگئی۔ اب ان کی

صورت معلوم ہوتی ہے۔ سلطنتہائے غیر کے قونسلوں کی سلام لینے پر عیسائی وکلا نے مجلس مین واپس آکر اپنے دعووں کے پیش کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے +

ہفتہ مختتمہ ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لندن۔ ۲۰ جولائی۔ (ارمینیا مین تازہ فساد) ایشیائی ٹرکی کی ولایت سیواس مین بمقام مکسر فساد پھر شروع ہو گیا ہے۔ ۰۰ مسلمان اور ۴۰ ارمنی قتل ہوئے ہین +

ایضاً۔ (وادی نیل مین ہیضہ) مہر نیل کی تازہ ترین خبرین مخبر ہین۔ کہ بمقام کوشہ کے کیمپ مین ہیضہ روبترقی ہے لفٹنٹ فارمر صاحب بمقام سواکن سے مرگئے +

لندن۔ ۲۰ جولائی۔ (کریٹ مین لڑائی) کریٹ کی خبرون سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بندرگاہ کینیا (خانیہ) اور ہرکولیون مین عیسائیون کو پھر قتل کیا گیا ہے۔ اور کہ قونسلون نے جنگی جہازون کے بھیجے جانے کی درخواست کی ہے +

لندن۔ ۲۱ جولائی۔ (کریٹ مین اور لڑائی) خانیا اور کینیڈیا (خندق) کے قرب وجوار مین لڑائی پھر شروع ہو گئی ہے۔ انگریزی اور فرانسیسی جہاز ہرکلیان پہونچگئے ہین +

لندن۔ ۲۲ جولائی۔ (بغاوت کریٹ۔ نازک حالت) کینیا (خانیہ) مین کل سخت فساد ہو پڑے جن کی وجہ سے انگریزی۔ آسٹرین اور اطالین بحری سپاہیون کو خشکی پر اترنا پڑا۔ کریٹ کی موجودہ حالت نہایت نازک خیال کی گئی ہے۔ عیسائی ممبران پارلیمنٹ سے بلغاری (مسلمان رعایا) برا سلوک کر رہے ہین۔ (سمجھ مین نہین آتا کہ تینون دول خارجیہ نے کس اختیار سے اپنے سپاہیون کو کینیا مین اتارا۔ اور ترکی فوج نے اون کو کیون اپنے ملک مین داخل ہونے دیا بیٹی کے گزشتہ فساد اہل ہنود و مسلمانان مین کیا انگلشیہ گورنمنٹ کسی غیر فوج کا بمبئی مین داخل ہونا کسی صورت مین روا رکھتی۔ بلکہ ایسے نازک موقع پر کیا وہ اجنبی جہازات تک کا بمبئی کے بندرگاہ تک آنا گوارا کرتی۔ جہانتک ہمین علم ہے آج تک کوئی ایسا معاہدہ نہین ہوا جس کے رو سے دول اجنبیہ کسی صورت یا حالت مین جزیرہ کریٹ مین اپنے سپاہی بھیجنے کے مجاز ہو سکتے ہون۔ ہمارے یہ معلوم نہین ہوتا کہ یہ اجنبی سپاہی بلا اجازت

داخل ملک ہوئے یا اجازت لیکر۔ بصورت اول اگر ترکی فوج اون کے ساتھ وہی برتاؤ کرتی جو ایک حملہ آور دشمن کی فوج سے کیا جاتا ہے تو قوانین متمدنہ کے رو سے ترکی گورنمنٹ پر کوئی الزام ہرگز عائد نہ ہوتا۔ اور ساتھ ہی آئندہ کیلئے اون خواہ مخواہ کے ہمدرد اور نامعین کو ایسی بیہودہ حرکت کرنے کی جرأت باقی نہ رہجاتی۔ ایڈیٹر۔

لنڈن۔ ۲۳ جولائی۔ (بغاوت کریٹ) انگریزی بحری سپاہی مہ اماہ حاکم کریٹ مین خشکی پر اُترے۔

ایضاً۔ (مقدونیہ یونان) ۴۰۰ یونانیون کے دو گروہ (بغاوت پھیلانے کے لیئے) مقدونیہ مین داخل ہوئے ہین۔

لنڈن۔ ۲۴ جولائی۔ فساد کریٹ۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسنے پرنس لوبنات (وزیر مینہ خارجیہ روس) کی سوءت کریٹ مین ترکی کی دوجکے طریق عمل پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ کریٹ سے خبر آئی ہے کہ نزدیک قصبہ ہراکلیان کے سامنے جمع ہین اور شہر مین داخل ہونا چاہتے ہین۔ مگر گورنر اونکی مزاحمت کرتا ہے۔ کریٹ مین حالت دن بدن مشتبہ ہوتی ہے۔ اور اگر اونکے مطالبات ایک ہفتہ کے اندر پورے نہ کئے گئے تو باغی لڑائی شروع کر دینگے۔

لنڈن۔ ۲۵ جولائی۔ (مقدونیہ مین یونانی) ان یونانی گروہون نے جو مقدونیہ پر حملہ آور ہوئے ہین ایک ترکی دستہ فوج کو شکست دی ہے۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین۔

لارڈ کرومر انگریزی ایجنٹ مقیمہ مصر کی سخت گیری اور ناجائز احکام سے انگریزی اخبارات بھی آخر تنگ آگئے ہین موجودہ جنگ سوڈان کے متعلق اخبارات کو نامہ نگارون کے وسطہ لارڈ موصوف نے ایسے سخت احکام جاری کیئے ہین کہ کسی ولایتی اخبارون کے نامہ نگار انگلستان کو واپس چلے جانیکی تیاریان کر رہے ہین۔ اونکی تحریرون کی سخت نگرانی ہوتی ہے۔ اونکو سوائے اجازت کے ایک جگہ سے دوسری جگہ نہین جانا ہوتا۔ اور جو کچھ وہ اخبارات کو لکھتے ہین اوسکی اسقدر قطع برید کیجاتی ہے کہ مضمون کی شکل ہی بدلجاتی ہے۔ فوج کے افسر پہلے لڑائیون مین اکثر خود نامہ نگاری کیا کرتے تھے۔ اب کی دفعہ اون کو سخت ممانعت کر دیگئی ہے۔ انہی جابرانہ کارروائیون سے تنگ آکر اخبار گلوب کا نامہ نگار سوا کم سے اس ہفتہ واپس چلا گیا ہے۔ اور ریوٹر صاحب کا ایجنٹ بھی اپنے پیغامات کے رد و بدل سے ایسا ناراض ہو رہا ہے۔ کہ غالباً وہ بھی عنقریب یہان سے چلا جائیگا۔ مصری سرحد پر آمد و رفت قطعاً بند ہے اور میدان جنگ سے کوئی خبر براہ راست مصر مین داخل نہین ہونے پاتی۔ مصری اخبارات مین جنگ کے متعلق کبھی کوئی خبر دیکھنے مین نہین آتی۔ ولایت کے اخبارات بھی آجکل بالکل خاموش ہین۔ اور وہی، وہ جون کی فوج اور سوائکہ والی لڑائیون کی توضیح و تشریح مین کالم سیاہ کر رہے ہین۔ مگر یہ صریح غیر غالب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان پرسون دو مہینون مین بارہ دشمن کے ملک مین کئی سو میل آگے بڑھ جانے کے کوئی نئی ہیٹر چھاڑ نہ ہوئی

ہو۔ ڈنگوا سوارہ سے پچاس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور جب بیان کیا جاتا ہے کہ شکست سوارہ سے درویشان کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ اور ڈنگوا میں اسکی خبر پہونچنے سے نہایت خویش پیدا ہوئی تھی۔ تو کیون نہین۔ اس تشویش سے فایدہ اوٹھایا گیا۔ ۵۰ میل کا فاصلہ غایت درجہ دو دن مین طے ہو سکتا ہے۔ گرمی کا عذر بھی چندان تسلیم ہونیکے قابل نہین ہو سکتا جو فوج دو تین سو میل سفر اس گرمی مین طے کر چکی ہو۔ اوس کے سامنے ۵۰ میل کوئی حقیقت نہین رکھتے۔ علاوہ بین ڈنگوا کی رشک دیار نیل کے فریب لطیف ہے اور دان مکاشیہ و فرکریا وادی حلفہ اور ابو حامد کی صحرائی سرگرون کی نسبت بہت کم گرمی ہوگی۔ انہی باتون سے ہمارے اول استدلال کو جو ہنے ۱۵ جون کے پرچہ مین جنگ سوارہ کی نسبت کیا تھا اور زیادہ تقویت پہونچتی ہے۔ اور یہ قیاس درست معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرکہ سوارہ پر درحقیقت کوئی مقابلہ نہین ہوا۔ غنیم اوسکو خالی چھوڑ کر چلے گئے ہوسے تھے۔ تاکہ انگریزون کو آگے بڑھنے کی جرأت پیدا ہو اور زیادہ تر وہ ڈنگوا پر بھی پیشقدمی کرین۔ جہان پر قراین سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اونہون نے حملہ آورون سے پہلا مقابلہ کرنے کی جرأت کی ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ مصری فوجین دو مہینون سے سوارہ اور فرکہ کے صحرائی میدانون مین بالکل بیکار پڑی ہوئین جون جولائی کی گرمی برداشت کر رہی ہین اور انکو درویشون کی معیت و مضبوطی کا خون ڈنگوا کیطرف بڑھنے نہین دیتا۔

لارڈ کرومر صاحب ۵ اجولائی کو چھ ہفتون کے لیئے مصر سے انگلستان تشریف لے گئے ہین اونکا ایسے نازک وقت مین مصر سے انگلستان جانا دو طرح کے خیال پیدا کرتا ہے کہ انگلستان درویشون سے نمٹ کر وہ پورے ڈیڑھ مہینہ کے لیئے اپنے چارج کی غیر حاضری از مصر مین کوئی قباحت نہین دیکھتا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ انگلشیہ لارڈ موصوف سے روبرو زبانی صلاح و مشورہ کرنا ضروری تصور کرتی ہو بہرکیف ابھین کوئی شک نہین ہو سکتا کہ درویشون اور مصری افواج مین ابتک کوئی ایسا مقابلہ نہین ہوا ہے جاکو لڑائی کہا جا سکے۔ بلکہ ابھی تک ہر دو فریق یہی کوشش کر رہے ہین۔ کہ اپنے اپنے مفید مطلب میدان جنگ پر معرکہ آرائی ہو۔ انگریز افسرون کو خیال تھا کہ درویش سرحد پر ہی ہم سے مقابلہ کرین گے۔ اور اس صورت مین چونکہ وہ اپنے بیس آف اپریشن (صدر مقام سے) بہت دور ہونگے۔ اسلیئے انکو پامال کر دینا چندان مشکل نہ ہوگا مگر جون جون انگریز آگے بڑھتے گئے۔ درویش پیچھے ہٹتے گئے۔ اور انگریز بتدریج سوارہ تک اسی امید پر بڑھے چلے آئے کہ ہر حال درویش یہان پر تو ضرور ہی رکہ روکنے کی کوشش کرینگے لیکن جب سوارہ پر پہونچنے پر بھی جہان سے ڈنگوا صرف ۵۰ میل ہے درویشون نے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ تو غالباً انگریز افسرون کو سوجھ گئی کہ جو چال ہم درویشون پر چلنا چاہتے تھے وہی چال وہ ہمپر چل رہے ہین۔ اور اس پسپائی سے اونکا منشا صرف یہی ہے کہ ہمکو ہماری بیس آف اپریشن سے بہت دور لیجاکر ہمسے ایک آخری جان توڑ لڑائی کرین تاکہ بصورت شکست یابی ہمارے لیئے کوئی راستہ پیچھے ہٹنے کا باقی نہ رہجاوے

یہ سوجھ آئے ہی اونہون نے یک قلم پسپائی بند کردی۔ اور سواردہ اور فرکت وغیرہ کی مورچہ بندی کرنے اور وہان تک ریل پہنچانے مین مصروف ہوگئے۔ ادہر وہ دوسری طرف درویش ابھی تک اپنی پہلی حکمت عملی پر کاربند رہنا قرین مصلحت تصور کرتے معلوم ہوتے ہین۔ اونڈ ڈنگولہ سے درے انگریزون یا مصریون کے ساتھ مقابلہ کرنا مناسب نہین سمجھتے۔

اونہون نے رہتہ کے تمام چاہات کو ریت سے بھر دیا ہوا ہے اور انکا خیال ہے کہ ڈنگولہ تک پہونچتے پہونچتے حملہ آورون کی تعداد کو بہت کچھ گھٹا دینگی اور باقی جو اس سے بچ رہین گے اونکا ہم آسانی سے کام تمام کرسکین گے۔ اونکی اس پالیسی پر قایم رہنے مین مصری فوجین ہیضہ پھوٹ جانیسے اور زیادہ تقویت ہوگئی ہے۔ اور درویش اب علانیہ طور پر یہ بیان کررہے ہین کہ مصر مین ہیضہ انگریزی فوجکا قلع قمع کررہا ہے۔ اور سوڈان مین ہم انکی ترکی تمام کرین گے۔ ماہرین سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ آجکے درویش شہنشاہ کے درویشون کی طرح محض مذہبی دیوانے اور جوشیلے سرپھرے اشخاص نہین ہین۔ بلکہ جبلی شجاعت و بہادری کے علاوہ اب وہ جنگی داؤ گہات سے بھی بخوبی واقف ہوگئے ہین۔ اور اپنے دشمنون کے مقابلہ مین تدبیر و حکمت عملی سے کام لے رہے ہین۔ اس سے بڑھکر دانائی کیا ہوسکتی ہے کہ بورش شروع ہوئے چار مہینون سے زیادہ ہوگئے ہین۔ اور اس عرصہ مین فقط ساڑھے تین سو سپاہی اور مصری خزانہ کئی کروڑ روپیہ خرچ کرچکا ہے۔ مگر ہنوز روز اول کا سماں ہے۔ اور غالبًا درویشونکی اسی حزم و دانائی نے لارڈ کرومر کو مجبور کیا ہے کہ وہ بھی اپنی پالیسی کو بدلنے کے لیے وزرائے انگلستان سے صلاح و مشورہ کرین۔ کاشکے اس صلاح و مشورہ کا نتیجہ یہ ہو کہ جنگ سوڈان کو سراسر فضول قرار دیدیا جائے۔ اور مصری تنازعہ کو جو اس سارے دردسر کا موجب ہے باحسن وجوہ نپٹا دینا ضروری سمجھا جائے۔ گرفتار آرمینیا کریٹ مین انگریزی گورنمنٹ کی پرزور مداخلت اور دیگر آثار بتا رہے ہین کہ

این خیال است و محال است و جنون۔

واڈی حلفہ مین اگر سب سامان ٹھیک ٹھاک رہتے کہ اگر ڈنگولہ فتح ہوگیا۔ اور اوس کی حفاظت اور مورچہ بندی کرلیگئی۔ تو تقریبًا نصف ہندوستانی فوج موسم سرما کے شروع مین سواکم سے واپس آجاوے گی۔ لیکن خلیفہ نے اگر بچاؤ کا پہلو چھوڑکر جارحانہ کارروائی شروع کردی تو یہ سب اسپیدین ملیامیٹ ہوجاوینگی۔

مکہ معظمہ مین اس سال تین لاکھ حاجی جمع ہوئے۔ بیماری کیطرف سے بدستور فضل رہا۔ اعلیحضرت امیر المومنین نے دو تلوار احمد راتب پاشا گورنر حجاز اور شرفاء عون الرفیق پاشا شریف مکہ معظمہ کو اعزازی خلعت فاخرہ عطا فرمائے ہین۔

ایک بمبئی کے اخبار کا نامہ نگار سواکم سے حسب ذیل لکھتا ہے:-

"ریجنٹون سے ہر روز بڑی مسافت طے کرائی جاتی ہے کہ سپاہیون کے پاؤن پکے ہو جائین۔ کل ایک ڈولی والے کو ہیضہ ہوا جو مر گیا۔ آج بھی ایک واردات کی رپورٹ ہوئی ہے۔ یہ علاقہ آندھیون اور بخار کا گھر ہے۔ ٹوکر کے تقریباً تمام چاہات آندھیون کی بدولت جو بلاناغہ ہر روز آتی ہین۔ اور تمام علاقہ کو روز روشن مین شب تار بنا دیتی ہین پر ہوگئے ہوئے ہین۔ پندرہ ایک دن گذرے کہ آندھی سے انسرون کے کلاں کا برآمدہ گر گیا جس سے ایک آدمی مر گیا۔ اور کئی زخمی ہوئے۔ دیگ نے کئی مکانون کی چھتون وغیرہ کو اڑا لیا۔ اور وہ مرمت کے سخت محتاج ہو رہے ہین۔ پانی کی یہان اسقدر قلت ہے کہ ٹوکر کا دستہ سواران براہ خشکی سواکم کو واپس دیا گیا ہے۔ رستہ مین پانچ دن صرف ہونگے۔ ساری راہ کو لیے پانی یہان سے ہی ساتھ لیا گیا ہے۔ اور کچھ پانی سواکم سے بھیجا جاویگا جسوا کہ یہان سے بمبئی سیل رسد نو ہو کر آئیگا۔

ڈاکٹر پادری) اور وائرصاحب (جو عرصہ تک خلیفہ کی تید مین رہ چکا ہے) حتے الامکان بہت جلد دریسون مین اشاعت مذہب عیسوی کا کام شروع کرنے والا ہے۔ ۲۳ ماہ حال کو ایل جرمن نے کل ہندوستانی فوج مصری کا پریڈ دیکھا۔ اور سپاہیون کی چستی و چالاکی سے بہت خوش ہوئے۔ جنرل صاحب کشتی پر سوار ہو کر سمندر کی سیر کر رہے تھے کہ طوفان آگیا۔ کشتی کو فوراً لنگر انداز کیا گیا۔ اور جہاز کنیگ کی دخانی کشتی بندرگاہ سے روانہ کیگئی۔ اور انکو واپس لے آئی۔

سواکم کی ہندوستانی فوج مرض پیچش و اسہال سے سخت لاچار ہے۔ اور ٹوکر کی ہندوستانی فوج کا آندھیون نے ناکہ مین دم کر رکھا ہے۔ دن رات کے چوبیس گھنٹون مین برابر اٹھارہ گھنٹے آندھی اور طوفان ریگ موجود رہتے ہین جنرل الجرٹن نے کئی دفعہ فوج کو بربرہ کیطرف روانہ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ مگر حکام اجازت نہین دیتے۔

اطالیہ کے وزیر صیغہ خارجہ نے ۳۰ جون کی تقریر مین (جس کا خلاصہ وکیل مؤرخہ ۹ جولائی کی تار دن مین درج ہے) یہ بھی بیان کیا تھا کہ اطلی فرنسیس دوست ہے۔ اور وہ علاقہ بلقان مین حالت موجودہ قایم رہنے مین کوشان رہیگا مگر کسالا اور بندر مصوع کا قبضہ اور طرابلس الغرب کو دیوچ لینے کی فکر مین ہرگز نہ ہونا۔ اطالین وزیر صیغہ خارجہ کے زبانی اقرار دوستی کا کافی بطلان کر رہے ہین۔

کریٹ کے معزز مسلمانون نے امیر المومنین کی خدمت مین عرضداشت ارسال کی ہے کہ عیسایان کریٹ کو کوئی فرد رعایات عطا نہ فرمائی جاوین۔ یا ہمکو یہان سے ہجرت کر جانے کی اجازت بخشی جاوے۔

بابعالی نے باضابطہ طور پر سرکلر جاری کیا ہے کہ بورپ کی عیسائی انجارات مسلمانان کریٹ کی مدد شاہی فوج کے مظالم کے جو افسانہ مشہور کر رہے ہین۔ وہ محض من گھڑت ہین۔ اور مقربون کے دماغ سے باہر نہ نکلے الاصل انکا کوئی وجود نہین

بلکہ برخلاف اس کے اہلیت یہ ہے کہ عیسائی باغی مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم کر رہے ہیں۔

ناظم پاشا والی وان جن کے لئے حضور متصرف ہو گئے ہیں۔ انکی سعد الدین پاشا رجنگی گورنر سے نہیں بنتی تھی شمس الدین پاشا انکی جگہ مقرر کیے گئے ہیں۔

وان میں آرمینیوں نے پھر فساد کر دیا جس کے فرو کرنیکے لیئے فوج روانہ کیگئی اور ارمنی محلہ پر ہر وقت جنگی پہرہ رہتا ہے یہاں سے جو ارمنی ایران کو چلے گئے ہیں۔ وہ کمبخت راستہ میں مسلمانوں کے دیہات کو بھی جلاتے گئے۔

زیتون کا قائمقام (کفنر) ایک یونانی عیسائی جو دانا کی آفندی مقرر کیا گیا ہے۔

فرانسیسی سفیر باب عالی سے انیس پاشا والی دیار بکر کو واپس بلا لینے کا مطالبہ کر رہا ہے۔

دول اجنبیہ کے سفراء نے باجماع سے مطالبہ کیا تھا کہ ہنگامہ آرمینیا میں اجنبی رعایا کو جو نقصانات پہنچے ہیں انکا معاوضہ انکو دیا جاوے۔ مگر باب عالی نے اس بیہودہ درخواست کی تعمیل سے صاف انکار کر دیا۔

اسمرنا کے قریب چند یونانی ڈاکو ورپردین لیڈیون کو شرک سے اوٹھا کر لے گئے۔ اور دس ہزار پونڈ کی رقم لے کر انکو رہائی دی۔

مسٹر گلیڈسٹون موقعہ ملنے پر اعلےٰ حضرت امیر المومنین کی شان میں ہرزہ بیانات بکنے سے اب بھی باز نہیں آتا۔

باغیان کریٹ نے ۱۸ مئی میں مصطفیٰ کریٹ میں دس اور ضلع ہیتوین میں ۲۰ ترکی دیہات لوٹ لئے یا جلا دیئے مئی کے آخری ہفتہ میں ۴ مسلمان عہدہ داروں کو قتل کیا۔

ہفتہ مختتمہ ۳ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن، ۲۰ جولائی (وادی نیل میں هیضه) نشنٹ فٹزک۔ سر جن مرسک اور سارجنٹ وک جو سب مہم نیل میں شامل تھے ہیضے سے مر گئے۔

لنڈن۔ ۲۰ جولائی (مقدونیہ میں یونانی) تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مقدونیہ میں ترکوں اور یونانیوں کے درمیان اور لڑائیاں ہوئی ہیں سفرائے دول متبینہ اتھنز نے مقدونیہ پر یونانی حملے کے برخلاف اعتراض کیا ہے۔ اور یونانی گورنمنٹ نے اب احکام جاری کر دیئے ہیں کہ اور گروہان کو

سرحد سے پار جانیسے روکہ دیا جائے +

لندن ۔ ۲۷ جولائی (بغاوت کریٹ) تازہ ترین خبرون سے پایا جاتا ہے۔ کہ بغاوت مشرقی کریٹ مین بڑہ رہی ہے۔ اور یونانی لوگ باغیون کو لگاتار ہتھیار و سامان حرب بھیج رہے ہین۔ ٹرکی اور یونان مین چپقلش پیدا ہونیکا سخت احتمال ہے +

لندن ۔ ۲۸ جولائی ۔ مقدونیہ مین حالت اور زیادہ نازک ہوگئی ہے۔ معاہا یونانی گروہون کی طرفدار ہے اور انکو امداد دے رہی ہے۔ ترک مقدونیہ اور پائیرس مین فوجین جمع کر رہی ہین +

لندن ۔ ۳۰ جولائی ۔ وادی نیل مین بیماری ۔ لفٹ پال ویل وادی حلفہ مین انفلوئنزا بخار سے مرگئے ہین +

لندن ۲۹ جولائی ۔ ٹرکی اور یونان ۔ بابعالی نے یونان کو ایک خفگانی مراسلہ بھیجا ہے۔ کہ از الذکر کریٹ مین اسلحہ و سامان حرب بھیج رہا ہے۔ اور مقدونیہ مین یونانی جماعتین داخل کر رہا ہے جن باتون کا یونان جواب دہ ہے۔ مراسلہ مین یہ بھی ایزاد کیا گیا ہے۔ کہ جو رعایتین کریٹ والون کو دیگئی ہین۔ وہ انتہا درجہ کی ہین

دول یورپ نے قنصلز کو مشترکہ یادداشت روانہ کی ہے کہ اگر یونان اون تعہدون پر جو اوسکو پہلے دیگئی تھین کاربند نہ ہوگا تو دول بابعالی کو ہن تادیب کرنے کی اجازت دینگی +

ہفتہ منکورکی دیگر خبرین ۔

صوبجات متحدہ امریکہ نے ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو انگلستان سے قطعی طور پر آزادی حاصل کرنے کے بعد اپنی خود مختاری اور استقلال کا اعلان کیا تھا۔ اس قومی تقریب پر امریکہ مین ہر سال بڑے عالیشان جلسے ہوتے ہین اس دن بمقام ریج پورٹ اس یوم سعید کی خوشی مین دس ہزار مسلح آئرش لوگ کھڑے ہوئے۔ اور ۳۰ کیو باکے مسلح باشندگان بھی شریک محفل ہوئے تھے۔ ان تمام آئرش لوگون نے فوجی وردیان پہنی ہوئی تھین مصر کے مشہور فصیح و ادیب مصطفےٰ کامل نے جو عرصہ تک انگریزون کے قبضہ مصر کے برخلاف پیرس وغیرہ مقامات مین لکچر دیتا رہا ہے مصر کے روزانہ اخبار المویاد مین ۴ جولائی کے عنوان سے امریکہ کی آزادی پر ایک نہایت ہی پرجوش مضمون لکھکر مصریون کو ابھارا ہے۔ کہ وہ کب تک غیر قوم کی تابعداری کی ذلت گوارا کرتے رہینگے۔ اوسکے مضمون کے آخری حصہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"اے قوم (مصر) کیا تو خیال کرتی ہے کہ جو کچھ مصیبتون اور بلاؤن مین سے تو آج دیکھ رہی ہے وہ اوس ظلم و ستم کی جو مصر مین اجنبی کر رہے ہین انتہا ہین؟ نہین ہرگز نہین۔ اگر یہ قبضہ قایم رہا تو جان لوگے کہ کچھ

تم دیکھ رہے ہو۔ وہ تو ظلم اور زیادتیوں کے ابھی مقدمات ہیں۔ اسکے تم کبھی گمان نہ کرو کہ خداوند کریم تمہری مدد کرے گا ورنہ اگر تم ایسی کاہلی میں مبتلا ہے۔ خدا تمہری کیسے مدد کرے گا جب کہ تم نے اپنے لئے ایسی خواری کو پسند کر لیا ہے خدا تمہاری کس طرح مدد کرے۔ اوس نے تمکو شریعت غراء عطا فرمائی جو تمکو محبت و الفت کا حکم دیتی ہے مگر اوس کو تم نے بالکل پس پشت پھینک دیا ہے۔ اوس نے تمکو وطن سعید اور زرخیز اور بارآور بخشا ہے مگر تم نے اوسکو حقیر جانا اور اوسکی قدر کے مطابق اوسکی قدر نہ کی۔ اوس نے تمکو عالیہ باغی اور ذکاوت و ذہانت عطا کی مگر تم نے اوسکو ادنی اور اسراف چھوٹی چھوٹی باتوں میں صرف کیا۔ کیا تمکو یہ پسند ہے کہ جنسے تمکو بڑی بڑی نعمتیں عطا کی ہیں وہ تمکو بنیرش کے آزادی اور استقلال (خود مختاری) عطا کر دیگا۔ ہرگز نہیں۔ وہ تمام منصفون کا منصف ہے۔

بس جاگو اپنی نیند سے اور اپنے حاکم کو حقوق کا مطالبہ کرو اور دنیا کی قومون کے گوشگذار کرو کہ تم عنایت اور رعایت کے مستحق ہو۔ اور اگر تم یہ نہیں کرتے اور تم نے ذلت اور خواری کو پسند کر لیا ہے۔ اور تابعداری اور مذلت پر خوش ہو گئے ہو تو قومی زندگی کو آزادی اور استقلال خود مختاری کو اور تمام امتون کو آخری وداع کہو اور کہو کہ تحقیق ظلم کیا ہے نفسون پر ہمنے اپنے نفسون سے اور نہین خدا ظلم کرنیوالا ہے اپنے بندون کے۔

مین تو ہر وقت دعا ان عربی اشعار کا ورد کرتا رہتا ہون:۔

لاتسقنی ماء الحیاۃ بذلۃ	آبحیات جس کے ساتھ ذلت ہو مجھے نہ پلا
بل فاسقنی بالعز کاس الحنظل۔	بلکہ اگر عزت کیساتھ ہو تو مجھے جام حنظل ہی پلا
ماء الحیات بذلۃ کجھنم	آبحیات جو ذلت کیساتھ ہو جہنم ہے۔
وجھنم بالعز اطیب منزل	اور جہنم عزت کیساتھ ہو وہ نہایت خوشگوار منزل ہے

ہفتہ مختتمہ ۱۰ اگست ۱۸۹۶ء کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لندن۔ یکم اگست۔ فساد کریٹ۔ کریٹ سے باشندگان بکثرت مہاجرت کر رہے ہین کریٹ مین والنٹیر اور بارود اسلحہ نہ جانے دینے کیلئے یونان بڑی سختی سے انتظام کر رہا ہے۔

لندن۔ ۲ اگست۔ سرحد کی حفاظت کیلئے کئی یونانی رجمنٹون کو صوبہ تھیسلی جانیکا حکم ملا ہے۔

لندن۔ ۳ اگست کریٹ کی تازہ خبرون سے معلوم ہوا ہے کہ باغی صوبہ کینڈیا کے دہقانون سے مدد پاکر اب صوبہ کینڈیا کی

طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور بہت بڑی مصیبت کے حادث ہونیکا اندیشہ ہے ۔

لنڈن ۳۔ اگست (بلگیریا میں بیجا حرکت) ایم سٹمبولات مرحوم (سابق وزیر اعظم بلگیریا) کی قبر ڈائنامیٹ سے اُڑا دی گئی ہے۔ یقین کیا گیا ہے کہ اس مذموم حرکت کا باعث فریقانہ کینہ توزی ہے ۔

لنڈن ۔ یکم اگست ۔ (وادی نیل میں ہیضہ) اہم سوڈانی افواج میں اب ہیضہ کی وبا سے فرو ہو گیا ہے ۔

لنڈن ۔ ۳۔ اگست ۔ (دول یورپ اور کریٹ) روس ۔ فرانس ۔ جرمنی ۔ اٹلی اور آسٹریا کریٹ کا بحری محاصرہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ یونانی والینٹروں اور اسلحہ کے جزیرہ میں دخل ہونے کو روکا ۔ اور ترکوں کو بغرض استقلام امن قائم کرنے دیا جائے ۔ مگر انگلستان اس تجویز کے مخالف ہے ۔ گو وہ اس پر رضامند ہے کہ یونان کو ابھائی کے حقوق کی نگہداشت کرنے سے روکا جائے ۔ کریٹ کو مستقل و مناسب مصالحت پر آمادہ کرنیکے لیئے متفقہ طور پر تحریک کیجائے ۔ جرمنی اور آسٹریا کے اخبارات انگلستان کو خود غرضانہ علیحدگی کا الزام دے رہے ہیں کہ وہ اس بارہ میں دول کے اتفاق میں مخل ہو رہا ہے ۔

کریٹ کے جنوبی حصہ میں بھی اب فساد پھیلگیا ہے ۔

لنڈن ۴۔ اگست ۔ ترکی اور یونان ۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے مسئلہ کریٹ کے متعلق یونان کو اوس مراسلہ کا بھیجا جانا منظور کر لیا ہے جس کا ذکر ۲۹ جولائی کی تار میں درج ہے ۔

لنڈن ۴۔ اگست (کریٹ کا محاصرہ) ۔ انگلستان اور جرمنی ۔ ٹائمز جرمنی کے اخبارات کی بدزبانی پر جو وہ کریٹ کے متعلق انگلستان کے برخلاف کرتے ہیں ۔ اور اوسکو دغابازی اور مکاری کا الزام دیتے ہیں ۔ خفگی کا اظہار کرتا ہے ۔ اور بیان کرتا ہے کہ لارڈ سالسبری نے صرف یہ کہا ہے کہ انگلستان اوقت تک کریٹ کی مشترکہ محاصرہ کیلئے دول نے جو مہمل اور بے ڈھنگی تجویز کی ہے ۔ اوسمیں شامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکا مقصد و مدعا اور وسعت پوری پوری آگاہی نہ دیجائے ۔

لنڈن ۔ ۴ اگست نیل ریلوے ۔ نیل ریلوے کوشہ تک پہونچگئی ہے ۔

ایضاً ۔ وادی نیل میں ہیضہ ۔ مکاشیہ میں ہیضہ کی پانچ تازہ وارداتیں ہوئی ہیں ۔

ایضاً ۔ ترکی ۔ یونان اور دول ۔ دول عظام نے جزیرہ کریٹ کے بحری محاصرہ کرنیکا جو ارادہ کیا تھا ۔ وہ بظاہر ترک کر دیا ہے ۔ کیونکہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے اونکو اطلاع دی تھی کہ وہ ایسے محاصرہ کو اپنے خودمختاری حقوق کے نقیض خیال فرماتے ہیں ۔

لنڈن ۔ ۴ اگست ۔ ترکی اور بلگیریا ۔ سوفیا میں یہ اطلاع پہونچی ہے کہ ترکی سپاہیوں کی ایک جماعت

نے بلغاری سرحد کو عبور کرنے کی کوشش کی۔ مگر بلغاریون کے ساتھ کچھ عرصہ بندوق کی لڑائی کرنیکے بعد واپس ہٹ گئی ہے

لنڈن ۲۶ گست کریٹ مین مسلمانون کی ظلم کریٹ مین حالت دن بدن زیادہ ناگوار ہوتی جاتی ہے قصبہ مراک لیان کے مسلمان اہنیون کے مکانات پر حملہ کرتے اور حکام اونکے روکنے سے عاجز ہین۔ انگریزی قونصل سرگرمی کے ساتھ کینڈیا کو بھاگ آیا ہے +

هفته ماضی کی دیگر خبرین

اسمال اور گولڈن ہارن (شاخ زرین) کے کارخانجات میں بحری میں شب و روز بڑی مستعدی سے کام ہوتا ہے۔ اعلیحضرت سلطان المعظم نے حکم شاہی صادر فرمایا ہے کہ جس قدر جہاز ہوقت زیر تعمیر ہین۔ اونکو حتی الامکان بہت جلد مکمل کیا جاوے۔ اور پرانے جس قدر جہاز مرمت طلب ہین اونکی بہت جلد پوری پوری درستی کیجائے۔ اول درجہ کا آہنپوش عبد الحمید جو کارخانہ گولڈن ہارن مین بن رہا ہے۔ اب تقریباً مکمل ہو گیا ہے۔ اور دوم درجہ کا جہاز فتح اوندکا بھی قریب تکمیل ہے عون الرفیق صابر اور شریا جہاز ونکی پوری مرمت ہو گئی ہے۔ اور جہاز سیارہ تھوڑے دنون تک مرمت ہو کر سواحل شام کو جانیوالا ہے۔ سواحل شام پر بحری اسٹیشن قائم کیے گئے ہین۔ جہان سے سواحل کریٹ کی نگہبانی کے لیئے دو اور آہن پوش جہاز عنایت دیلونا اور قسطنطنیہ سے تارپیڈو کشتی نہید شروع جولائی مین بھیجدی گئی اعلیحضرت نے چھ نئے جنگی جہاز اور دو تارپیڈو کشتیون کے تیار کیے جانے کا حکم دیا ہے۔ جو قسطنطنیہ کے کارخانہ مین تیار ہونگے +

انگریزی اخبارات کے سوائے باقی تمام یوروپ کے اخبارات باغیان کریٹ کو متنبہ کر رہے ہین۔ کہ اگر وہ اپنی ضد اور ہٹ پر قائم رہین گے۔ تو دول یوروپ انکی مطلقاً کوئی امداد نہین کرینگی اور سلطنت عثمانیہ کو مجبوراً اون سے وہی سلوک کرنا پڑے گا جو باغیان آرمینیا سے کیا گیا۔ کریٹ کی معاملہ مین بھی گورنمنٹ انگلشیہ اور اوس کے خالیسبر وارٹائمز سٹینڈرڈ وغیرہ اخبارات نے ابتدا بہت کچھ طوفان بے تمیزی برپا کر دیا تھا۔ اور ٹائمز تو یہان تک بڑھ گیا تھا کہ اُنہی صاف صاف لکھدیا کہ سلطان کو آگاہ رہنا چاہیئے کہ کریٹ آرمینیا نہین ہے کہ وہان انگریزی جہاز اور فوجین نہ پہنچ سکین۔ بلکہ یہان انگلستان تو کون کو فوراً ہوش مین لاسکتا ہے۔ مگر اعلیحضرت کے تدبر و دانائی کے مقابل یہ کل شیخیان کر کری ہو گئین۔ اور ناداننون کو بالجملہ کیطرف سے نہین۔ بلکہ خود عیسائی سلطنتون کیطرف سے سخت سننا پڑا۔ اور اب نوبت یہان تک پہونچ گئی ہے کہ ڈیلی ٹیلیگراف اور ڈیلی نیوز لکھ رہے ہین کہ مسئلہ آرمینیا کیطرح مسئلہ کریٹ مین بھی اعلیحضرت دول یوروپ کے اتفاق و اجماع پر غالب رہے ہین۔

ترکی وزیر خارجیہ نے مراسلہ لکھا گیا ہے۔ کہ سواحل کو اجنبی جہازون کے حملہ سے بچانے کے لیئے ایک بحری

تیار کرنے کیواسطے ۲۲ لاکھ پونڈ تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپیہ) درکار ہوگا چنانچہ اس مطلب کیلئے بارہ لاکھ پونڈ صینہ جنگ کے حوالہ کردیے گئے۔ باقی روپیہ امید ہے گورنمنٹ اپنے پاس سے خرچ کرے گی۔ جو سلطنت ایک بار ہی توپخانہ کیلئے تین چار کروڑ روپیہ خرچ کرسکتی ہو۔ اوسے مفلس کہنا صریح ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔

خدیو کی والدہ مکرمہ آجکل سلطنیہ میں وفق افروز ہیں۔ اعلیحضرت اون سے کمال لطف و مہربانی سے پیش آئے اور اعلیحضرت کے حرم محترم خود ایکدفعہ معزز مہمان کے محل کو تشریف لیگئیں۔

ویانا کے ایک سررآوردہ اخبار کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ یورپ کے اکثر لوگون کو یہ خیال ہے۔ کہ سلطنت عظمیٰ عثمانیہ نادار و مفلس ہے اور کاروبار انتظام بگڑا ہوا ہے۔ اوسکی نوجین خستہ حال ہین۔ اور رعایا بددل ہے۔ مگر قسطنطنیہ پہونچنے پر سلطنت علیہ کی سطوت و جبروت کا اصل حال معلوم ہوتا ہے۔ باسفورس کے محل اور بازار و فرق بازار دیکھکر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ یہانکی تجارتی کوٹھیون اور بازارون مین خرید و فروخت کی گرم بازاری کو دیکھکر انسان متحیر ہوجاتا ہے اور اوسکو فوراً ترکی سلطنت کے تمول کا پتہ ملجاتا ہے۔ شاہی سواری کے جلوس کا نظارہ دیکھنے سے اوسے رعب و داب شاہی کا حال معلوم ہوجاتا ہے۔ اور ترکی نوجون کی مہیب قوت و طاقت اور بہادرانہ وضع و لباس کو دیکھ کر جو اس موقعہ پر دو رویہ بستہ کھڑی اپنے شہنشاہ عالیمقام اور خلیفۂ انام کی درازیٔ عمر و اذدیاد جاہ و اقبال کے لیئے صدق دل سے نعرے بلند کرتی ہین۔ انسان کا دل خوف سے کانپ جاتا ہے۔ اس کے بعد نامہ نگار نیصل نخبت پاشا سے جو اوسکا مکالمہ ہوا۔ اسکا مفصل بیان تحریر کرتا ہے جسکو ہم بوجہ عدم گنجائش لکھنے سے معذور ہین۔

سُنا گیا ہے سلطان المعظم نے امرا کابل کو خط لکھا ہے۔ جسے اونہون نے کل عالمون اور سرداروں کے روبرو پڑھ کر سنایا۔

مصر مین نمک حرام بربرل ترکون نے جو طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا۔ اوسکی کیفیت ہم وقتاً فوقتاً درج اخبار کرتے رہے ہین۔ اونکی سب سے آخری نالائق حرکت وہ تھی جو ولی الدین یکن سرسٹنٹ ایڈیٹر اور علی بیگ معاون اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار الجنیل قاہرہ سے بمقام اسکندریہ کیگئی۔ مگر یہ بیہودہ جسارت اونکے حق مین نہایت مضر ثابت ہوئی ان شخصون نے نوجوان خدیو کو اپنے قابو مین کرلیا تھا۔ اور اوسپر اونکا بہت کچھ رسوخ ہوگیا تھا چنانچہ اوس نے بطور خود مجرمون سے اس ناجائز جبر و تشدد کی نسبت جو اونہون نے ایڈیٹران اخبار الجنیل پر کیا کوئی باز پرس کی۔ لیکن اس اخبار کے ایڈیٹر اخبار مذکور بہراب نادہ شیخ حسن حسنی پاشا حسن اتفاق سے دارالخلافہ مین موجود تھے۔ اونہون نے کل حالات اعلیحضرت خلافت پناہی کے گوش گذار کردیئے۔ جہان سے خدیو کے نام ہیوقت تار بھیجا گیا۔ اور دو تلو غازی مختار پاشا ایلچی عثمانیہ کمشنر متینہ مصر کو تاکید کیگئی۔ کہ ان نمک حرامون کو قلمرو مصر سے نکالدیئے جانے کے لیے گورنمنٹ مصر کو باقاعدہ فہمایش کرین۔ یہ کیفیت دیکھکر خدیو یا گورنمنٹ مصر کی آنکھین کھلین۔ اور ورود

عتاب شاہی سے ڈر کر نہ صرف ان مجرموں کو جنہوں نے ولی آدین اور علی بیگ کو بیحرمت و ذلیل کیا۔ اور اون سے شان سلطانی کے خلاف اقرار نامہ جبراً لکھایا تھا ملک بدر کر دیا۔ بلکہ اونکے سرغنہ اور لیڈر مراد نامراد کو بھی جو برابر چھ مہینوں سے بامداد و تیمنان سلطنت عثمانیہ قاہرہ سے ترکی اخبار نیران شایع کر کے حکومت عثمانیہ کو ہلم کہلا گالیاں دے رہا تھا ملک سے نکلجانیکا حکم دیدیا۔ اور اوسکا اخبار بھی بند کر دیا گیا۔ یہ خبر موصول ہونے پر مراد بے نے بیتیرے ہاتھ پاؤں مارے کہ میں اخبار کو بند کر دیتا ہوں اور امور سیاسیہ میں مطلق دخل نہ دونگا۔ مجھے یہاں رہنے کی اجازت دیجائے۔ مگر اوسکی یہ درخواست منظور نہ ہوئی۔ اور وہ مع رشید بیگ ۱۰ جولائی کو مصر سے یورپ کو چلا گیا جاتی دفعہ چند ایک معتمد مصریوں سے اوسنے بیان کیا۔ کہ میں اعلیحضرت کی ذات خاص کے مخالف نہیں ہوں۔ اگر میرے منہ سے یہ بات مترشح ہوتی ہو تو اوسے سہو قلم سمجھنا چاہیئے میری نیت ایسی ہرگز نہیں۔ البتہ میں طریق حکومت میں اصلاح چاہتا ہوں۔ مگر جو اصلاح وہ منکوانا چاہتا ہے اوسی ہم مارچ کے کسی پرچہ میں لکھ چکے ہیں جس کے پڑھنے سے ناظرین اس کو بخوبی کے صدق و کذب کا بخوبی پتہ لگا سکتے ہے +

بڑی خوشی کا مقام ہے کہ گورنمنٹ مصر نے آخر کار ہوش سنبھالی۔ اور اوس سوذی کو جو اوسکے شہنشاہ کے برخلاف باغیانہ مضامین لکھتا ہے خارج ملک کر کے اپنے تئیں غضب سلطانی سے محفوظ کر لیا۔ اس حکم کے صادر ہونیسے دو تین روز پہلے دولتلو غازی پاشا نے خدیو مصر سے ملاقات کر کے اونکو اچھی طرح سے متنبہ کر دیا تھا۔ کہ اگر آپ کا یہی طریق عمل ہا تو اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ مصری گورنمنٹ نے ان باغیوں کو فقط خارج کر دینے پر ہی کتفا نہیں کیا۔ بلکہ جو مدد دے چندہ مصری (کیونکہ تقریباً کل مصری اعلیحضرت کے مخلص و جان نثار رعایا ہیں۔ اور وہ مراد بے اور اوسکے ساتھیوں کو دشمن اسلام سمجھتے ہیں) مراد وغیرہ کی امداد کرتے رہے ہیں۔ اونکو باضابطہ عدالت سے خسارہ دلایئے جانیکا بھی حکم دیدیا ہے پہلی ایکہ دو مرتبہ جب بابعالی نے گورنمنٹ مصر سے مراد کے اخراج کا مطالبہ کیا تو لارڈ کرومر صاحب نے اوسکو تعمیل حکم سے باز رکھا۔ لیکن اب اعلیحضرت صاحب الخلافت والسیادت کے تیور بیڈھب بگڑے دیکھکر لارڈ صاحب نے چون و چگونہ کی بلکہ خود بھی مراد نا شاد کے مخالف بن گئے۔

جوان کے روز بروز بغاوت کی نسبت آپکو کوئی خبر موصول نہیں ہوئی جس سے قیاس کیا جا سکتا ہو کہ انہوں نے قاہرہ نے باغیوں کا بخوبی قلع قمع کر دیا ہوگا۔

ایک مصری اخبار لکھتا ہے۔ کہ زار روس نے اعلیحضرت سلطان المعظم سے ملاقات کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے +

کریٹ میں بغاوت کیلئے کافی فوج پہونچ گئی ہے۔ باغیوں کو سلطان المعظم نے جبلی و جسم عفو سے کام لیکر ہتھیار رکھدینے کا حکم دیا ہے جسکی اگر تعمیل نہ ہوئی تو اون کا قرار واقعی بندوبست کیا جاویگا تھوڑا عرصہ

ہوا۔ ترکی محافظ جہازوں نے ایک یونانی جہاز کو گرفتار کیا جس پر باغیوں کے لیئے سامان حرب اور اسلحہ بھرے ہوئے تھے۔

مسٹر آب زادہ حسن جنی پاشا ایڈیٹر و مالک اخبار انٹیل کو جو کچھ عرصہ سے دارالخلافہ مین مقیم ہین۔ اعلیحضرت نے جماعت تصریحات کا ممبر مقرر فرمایا ہے۔

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص۔

منقول از وکیل مؤرخہ ۱۰ اگست ۹۶ء

(سلطنت عثمانیہ اور ڈیوک آف آرگائل[1]۔)

مہذب اور مشہور نصفت پسند لبرل انگریزون کے سرتاج ڈیوک آف آرگائل صاحب نے ٹرکی کے متعلق حال مین ایک چھوٹی سی کتاب بنام "ہماری ذمے داریان ٹرکی کے متعلق" شائع کرکے اپنی تہذیب ایمانداری اعلے تدبر اور دیانتداری کا پورا ثبوت دیدیا ہے۔ کتاب مذکور مین ایماندار ڈیوک صاحب نے زیادہ تر اپنے ذہنی ہر یلے اور ناقص خیالات اور خلاف واقع اور مبالغہ آمیز اظہارات درج کیے ہین جن کو اونہون نے ہوس کے جلسہ سینٹ جیمس ہال مین بیان کیا تھا۔ اور جنکی تلفی مضمون مظلوم آرمینیا اور دول ثلاثہ مین اچھی طرح سے کھول چکی ہین۔ اسلئے ڈیوک صاحب کی فرضی ذمہ داریون اور گورنمنٹ ٹرکی کی مفروضہ بیدیون کی مفصل کیفیت دوبارہ بیان کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا۔ ناظرین ہمارے مضمون کو جو کئی شمارون کے ساتھ عنقریب علیحدہ رسالہ کی صورت مین شائع ہونیوالا ہے۔ ملاحظہ فرماسکتے ہین۔ البتہ اس کتاب مین ڈیوک بہادر نے حکمدار گلیڈسٹون کی طرح پیرانہ سالی اور غالبًا دماغی کمزوری سے نیم دیوانہ بنا رکھا ہے۔ یہ ہی اوپچ کی ہے کہ اعلیحضرت امیر المومنین کی شان مین جو سب حقیقی مدبران انگلستان دیورپ تسلیم کرتے ہین کہ تقریبًا کل دنیائے اسلام انکو اپنا مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق مانتی ہے نہایت ہی گندہ اور کمزور کلمات بکنے کے بعد اپنی گورنمنٹ کی صلاح دی ہو کہ وہ امیر المومنین سے کوئی ذاتی تعلق نہ رکھے۔ بلکہ اس شیطانی حکومت کو تباہ و برباد کرنے کا کوئی ذریعہ ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور اگر اس مدعا کے حاصل کرنے کے لیئے جنگ کی ضرورت ہو تو اس سے بھی دریغ نہ کرے جنگ بیشک ایک مہیب چیز ہے اور نہایت خوفناک مصائب پیدا کرنیکا موجب ہوتا ہے۔ مگر حکومت مذکور سے جو دنیا کو نقصانات پہونچ رہے ہین۔ وہ جنگ کی خونخوار نتائج سے بدرجہا بدتر ہین۔ علاوہ برین ہماری بلکہ کسی دولت عظیم کی آزادیان بغیر جنگ کے محفوظ نہین رہ سکتین۔ ہم بیدزین اور نہایت ہی کمزور تعلقات و اغراض کی حفاظت کیلیئے جن کی سلامتی کا صرف خیالی اور وہمی اندیشہ پیدا ہو جنگ کرنے پر فورًا مستعد ہو جاتے ہین۔ پھر اس حکومت کو ملیا میٹ کرنیکے لیئے جو اس یورپ کیلیئے ہر وقت موجب خطر رہے کیون نہین جنگ کیا جاتا؟"

ڈیوک صاحب کی تہذیب تو ان چند کلمات ہی سے ناظرین کو معلوم ہو گئی ہوگی۔ اسلیئے اسکی نسبت زیادہ

[1] یہ صاحب مئی ۱۸۷۱ء مین پیدا ہوئے۔ اور انکا بڑا بیٹا جو کہ مغلانی داماد ہے ڈیوک ہے۔

یہ مبارک کرنا فضول ہے۔ اونکی صلاح و مشورہ پر اس لیئے کچھ رائے زنی کرنا بیفایدہ ہے کہ بدقسمتی سے گورنمنٹ مذکور جس کی کئی فوجیں صاحب بھی مقیم و متدبر اور کارکن ممبر رہ چکے ہین۔ ابھی صلاح و مشورہ کے بغیر ہی عرصہ دراز سے ایسی خطرناک پالیسی پر چلا رہی ہے اور اوسکی ہر ایک کوشش سلطنت عظمی عثمانیہ کے مقبوضات خود چھین لینے یا دوسری طاقتون کے حوالہ کر دینے اور اندرون ملک مین ہر روز کوئی نہ کوئی فساد کراتے رہنے سے اوسکو کمزور کر دینے کیطرف منجر رہی ہے۔ البتہ وہ اس قدر حکمت عملی ضرور برتتی رہی ہے کہ ہنگامۂ جنگ ہونیکو بغیر وہ اپنے اس مسیحانہ اور مہذبانہ مدعا مین اب تک برابر کامیاب ہوتی چلی آئی ہے۔ اور ترکی گورنمنٹ بیشمار مجبوریون کیوجہ سے مسیحی طاقتون کی انعامات کارروائیون کو چپکے دیکھتی رہی ہے اور کوئی ہاتھ پاؤن مارے بغیر اپنے مقبوضات کا تصرف سے نکلجانا برداشت کرتی چلی آئی ہے۔ مگر اب انگریز ترکی گورنمنٹ کے نظام سے تنگ آکر (جن نظام کے مقابلہ مین اگر رحمدل اور منصف مزاج گورنمنٹ دیکھنے کے بتاؤ کو بھی اپنی رعایا سے برت رہی ہے دیکھا جائے تو غالبًا وہ نہایت ہی زیادہ خوشاک مہیب اور بیرحمانہ معلوم ہو) ترکی گورنمنٹ سے جنگ کرنا چاہتے ہین تو اسطرح ترک بھی ان رحیم مزاجون کی مہربانیون سے جو وہ اوس کے اور اوسکی بیچین رعایا کے حال پر مبذول کرتے رہے ہین اسقدر سیر ہو گئے ہین کہ اب وہ غالبًا انگریزون کے اعلان جنگ کر دینے کو ایک نعمت غیر مترقبہ تصور کر کے آئندہ کے لیئے ان نت نئی درازدستیون اور تسلط پردازیون کا قطعی فیصلہ ہو جانے کو نہایت غنیمت سمجھین گے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ میان آرگایل صاحب نے تو مخل دماغی سے یہ بیڑا اٹھا لیا ہے اور گورنمنٹ کو جنگ کر دینے کی صلاح دیدی مگر یہ تو کبھی ایسا نہین کرین گے۔ بلکہ جسوقت معاملہ اسدرجہ تک پہنچ جائیگا تو بالضرور اپنا سا منہ لیکر ترکی کے معاملات سے بالکل الگ ہو جائین گے۔ باقی رہی ڈیوک صاحب کی ہمکی کہ انگلستان ترکی سے کوئی ذاتی تعلق نہ رکھے اور اوسکی امداد سے کنارہ رہے تو انگلستان نے آجتک جو ترکی کو امداد دی ہے وہ دنیا سے پوشیدہ نہین۔ ذاتی تعلق کیجگہ اگر انگلستان اور دیگر دول ترکی سے بالکل قطع تعلق کرلین اور سلطنت عظمی عثمانیہ کے دارالخلافہ اور دیگر مقامات سے اپنے سفیر قونسلین اور تمام سفارتی اور تجارتی انجمنون کو بلا لین۔ تو سلطنت مذکور کی اس سے بڑھ کر کوئی خوش نصیبی ہو نہین سکتی۔

ان ہر دو بیانات بکنوار اور اس خوش آئندہ مشورہ دہی کے بعد ڈیوک صاحب ارشاد فرماتے ہین کہ ترکی کے عیسائی رعیتکو خود سری فتنہ پردازی نمکحرامی کو منشی بخوبی محقق ہو چکی ہے (جب تک ایسا ظالم ترکون کے ماتحت رہین گے۔ انکی مصیبتون کا کبھی خاتمہ نہین ہوگا۔ اسلیئے نہایت مناسب بلکہ ضروری ہے کہ صوبجات آرمینیا روس کے حوالہ کر دیئے جائین مگر اس عیسائی طاقت کو حسن سلوک اور رعایا پروری کے سابقہ کارنامون کو چھوڑ کر ہم فقط ایک تازہ واقعہ کے بتا دینے پر حصر کرتے ہین۔ یہ واقع صوبہ کیف کے قصبہ نیزا میک مین گذرا ہے۔ ایک فوجی افسر شکار کھیلتے ہوئے قصبہ کے قہوہ خانہ مین جس کا مالک ایک یہودی تھا پہونچے۔ وہان پہلے سے ایک عیسائی دہقان بیٹھا ہوا تھا جس نے افسر کے داخل کمرہ ہونے پر اوسکو تعظیم نہ دی۔ اور سلام نہ کیا۔ افسر مذکور اس گستاخی اور بے ادبی کو کب برداشت کر سکتے تھے

غصہ سے بھرے ہوئے، اردی بیچارے دہقان کے پاس جا پہونچے اور نہایت سخت ملفوظات بخوف کے بعد گستاخی کا سبب دریافت کیا۔ دہقان نے نمودانہ عرض کیا کہ میں سپاہی نہیں ہوں۔ اسلئے ہر ایک افسر کو سلام کرنا میرا فرض نہیں ہے۔ یہی جواب سنا افسر کو اور بھی آگ لگ گئی۔ اور اسنے دہقان کو مکوں اور لاتوں سے بے تحاشا مارنا شروع کیا۔ دہقان نے مطلقاً ہاتھ نہ اوٹھایا۔ اور تہوہ خانہ سے بھاگ جانے کی کوشش کرتا رہا۔ دہقان کی اس سکینی سے افسر اور زیادہ برافروختہ ہوئے اور اوس غریب کو اس قدر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر فرش پر گر پڑا۔ جب نوبت یہاں تک پہونچگئی تو یہودی مالک تہوہ خانہ دونوں کے بیچ کھڑا ہو گیا۔ اور افسر کو فہمایش کی۔ کہ تہوہ خانہ میں کسی پر حملہ کرنے کا اور سکو شقاوت حاصل نہیں۔ یہودی کی اس جسارت پر افسر نے پہلو تہی کی اور سکو گولی مار دینے کی دھمکی دی۔ مگر پھر اچانک یہ کہتا ہوا کہ میں اس گستاخی کا تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو پورا پورا سبق دونگا تہوہ خانہ سے چلا گیا۔ اور کیمپ میں پہونچکر اپنے ہمراہی سپاہیوں اور چھوٹے افسروں کو حکم دیا کہ شہر میں جاکر یہودیوں کا تمام محلہ لوٹ لو۔ اور اون بے ایمانوں کو اچھی طرح سے سبق دو۔ سپاہی یہ حکم پاتے ہی شہر میں گھس گئے اور تمام یہودیوں اور کئی ایک عیسائیوں کے گھروں کو بتمام و کمال لوٹ لیا۔ اور عورتوں کو منہدم کر دیا۔ بتسال اور مجروح عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کو کمال بیرحمی اور سفاکی سے بیحرمت کیا اور بیشمار لوگوں کو قتل و مجروح کر کے واپس لوٹ گئے۔ اور چھ گھنٹوں کے اندر تمام شہر کا نقشہ بالکل بدلگیا۔ اب گورنمنٹ اسکی تحقیقات کر رہی ہے۔ مگر چونکہ زیادہ تر بے زبان اور بیدین یہودیوں پر ظلم و ستم ہوا ہے امید نہیں کہ قاتلوں اور غارتگروں کو کوئی سزا ملے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ڈیوک صاحب کو اگر رومیوں کے گزشتہ اور پرانے مظالم یاد نہیں رہے تھے تو کیا یہ واقعہ بھی جو اس کتاب کے چھپنے کے دوران میں ظہور پذیر ہوا ہے اونکے گوشگذار نہیں ہوا تھا؟ مگر شاید ایسا ذار عیسائیوں کے نزدیک عیسائیوں کا کوئی فعل معیوب اور قبیح نہیں ہو سکتا۔ اور اسطرح سے مسلمانوں کا کوئی عمل ستودہ اور بے عیب ہے۔

ہفتہ گذشتہ ۷ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں مع مختصر حواشی

لنڈن ۔ اگست۔ بغاوت کریٹ۔ ہزاروں عیسائی کریٹ سے یونان کو مہاجرت کر رہے ہیں۔ آنشزنی میں مشغول ہو رہا ہے۔ کہ مسلمانوں نے کینڈیا کے ۲۵ عیسائیوں کو فوج کر ڈالا۔ اور ایک پادری کو زندہ جلا دیا ہے۔

قسطنطنیہ ۔ اگست۔ ذہنی پاشا گورنر بروصا۔ اور اتیا ویس پاشا جو ایک اعلیٰ عہدہ دار قانونی ہیں۔ کریٹ کو بغرض روانہ ہونے والے ہیں۔ کہ امن قائم کر دینے کے متعلق قونصلین دول اجنبیہ سے صلاح و مشورہ کریں

لنڈن ۱۱ اگست۔ بغاوت کریٹ۔ مجوزہ محاصرہ بحری۔ روسی اخبارات جو خبرات بیرونی اخبارات کے حوالوں پر جو وہ لارڈ سالسبری کے محاصرہ کریٹ میں شریک نہ ہونے پر کرتے ہیں معترض ہو رہے ہیں اور لکھتے ہیں کہ محاصرہ مذکور ہونے تک نامعقول اور بے اثر ہوگا جب تک کہ ہلکہ ترکوں اور عیسائیوں دونوں کے بغاوت نافذ نہ کیا جائے۔

۴۵ عیسائیوں کا قتل اور ایک پادری کے زندہ جلا دیئے جانے کی جو افواہ آتھنز میں مشہور ہو رہی تھی اسکی تصدیق ہوگئی ہے۔ یہ خوفناک کشت و خون مقام اناپولیس کی خانقاہ میں کیا گیا تھا کریٹ کے سرغنہ باغیوں نے ریفارم کمیٹی کو جسے انقلاب پسند لوگوں نے یونان کے ساتھ جزیرہ کو ملحق کر دینے کی کوشش کرنیکو واسطے قایم کیا تھا توڑ دیا ہے۔

لنڈن ۱۲ اگست۔ بغاوت کریٹ۔ دول مبین نا اتفاقی۔ کریٹ کے متعلق دول میں جو خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اوس سے ابتک کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ کسی ایک عملی تدبیر پر متفق نہیں ہو سکتیں۔

لنڈن ۱۳ اگست مسئلہ کریٹ۔ یونان و دول یورپ۔ دول نے یونان کو مکرر تاکید کی تھی کہ کریٹ میں اسلحہ و مجاہدین کے بھیجنے روکے۔ اسکے جواب میں اوسنے لکھا ہے کہ میں پوری کوشش کر رہا ہوں۔ مگر تازہ کشت و خون کی خبروں سے لوگوں کا غیض و غضب سخت مشتعل ہو رہا ہے۔

ایضاً۔ سلطان المعظم اور انگریزی بیڑہ۔ دار العوام میں شب گزشتہ دوران مباحثہ مسٹر کرزن نے بیان کیا کہ کریٹ بیچ بیچ ایک کامل بارود کا میگزین بن رہا ہے۔ میں کریٹ میں مجاہدین کی درآمد کو روکنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ مگر جب تک سلطان المعظم جزیرہ مذکور میں عمدہ انتظام کرنے کی ضمانتیں نہ دیں تب تک ہم اپنے بیڑہ سے اونکو امداد نہیں دے سکتے۔ تاہم پھر بھی مجھے امید ہے کہ دونوں فریقوں میں صلح ہو جائیگی اور امن قایم ہو جائے گا۔ (ضمانتوں کی بھی نائب وزیر نے بعلی کہی یہی صاف صاف کیوں نہ کہدیا۔ کہ جب تک کریٹ ہمارے حوالہ نہ کر دوگے۔ امن نہیں ہوگا۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ اعلیحضرت نے اپنے دوست صادق انگلستان سے جہازات کی امداد کی کب درخواست کی تھی۔ وہی مثل ہوئی۔ جان نہ پہچان میری مان سلام۔ وہ ان کی شکل سے بیزار ہیں۔ اور بیعہ امداد دہی کے لیئے شرائط حاصل کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

ایضاً۔ پارلیمنٹ کا اجلاس آج ختم ہو گیا ہے۔ مگر نقطہ کیرٹ پر یہ تقریر پڑھی گئی:۔

یہ دول اجنبیہ کے ساتھ میرے تعلقات برابر دوستانہ ہیں۔ درویشوں کے دریائے نیل کیرٹ اور نیز اطالین مقبوضات واقع حبش کیطرف مخالفانہ حرکت کرنے نے مجھ یقین دلا دیا کہ یہ ضروری ہے کہ مصری

گورنمنٹ اونکی پشتیبانی کرے چنانچہ میری صیت اور میری نظر سے مصر کو ڈنگولہ تک اور مکا آزاد شدہ ممالک پر لانے کے لیے ایک مہم انتیار کیگئی۔ اس حالت کا بہت سا حصہ ایک مختصر مگر بہادرانہ جنگ جو بمقام فرکت ہوئی ختم ہو چکا ہے ٹرکی کے بعض حصص خاصکر کریٹ کیحالت سے مجھے برابر بہت تشویش ہو رہی ہے۔ اور کسی فریق کی حمایت داری کرنیکے بغیر میں دیگر طاقتون کے ساتھ ملکر ایک ایسی طریق حکومت کے قایم کیے جانے کی تجویز پیش کرنیسے جو عیسائی مسلمان دونون کو پسند ہو باہمی مصالحت کرانیکی کوشش کی ہے۔ اسکے بعد مکومظمہ توقع ظاہر کرتی ہین کہ شاہی میرے رسم وعفو کو قبول کرلین گے۔ اور پھر اون معاہدون کا ذکر کرتی ہین جو حدود کے متعلق امیر کابل اور شاہ ایران سے ہوئے ہین۔ اور اتحاد و فراقی ہین کہ ملک چترال کے قبایل سے دوستانہ تعلقات قایم ہین (ناظرین کو شاید یہ بتانے کیضرورت نہ ہوگی۔ کہ مکالمہ مظمہ کی تقریرین دخل ہو جو وقت حکمران فریق ہینے گورنمنٹ کی بنائی ہوتی ہین مکومظمہ کا نام صرف برائے نام ہوتا ہے۔ ایڈیٹر)

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

مصر نیل کی انگریزی و مصری فوجون کو نیم سے اس قدر نقصان نہین ہو پہنچا جس قدر کہ ہیضہ سے خاصکر سوڈانی پلٹنون کا تو اس نامراد بلا نے بہت کچھ قلع قمع کیا ہے۔ ولایت کے اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ مرض کے ساتھ کوئی دو دیا تکلیف مریض کو نہین ہوتی وہ آناً فاناً ملک عدم کو راہی ہو جاتا ہے۔ درویش کپکے سفر درین یا اسیران جنگ کی تعداد کو بھی سفیہ بہت کچھ گھٹا رہا ہے۔ امر کیکے اخبار نیویارک ہیرلڈ کا نامہ نگار بھی ۲۰ جولائی کو بمقام وادی حلفہ سوڈان کی گرمی کے ذکر ہو چکا ہے۔ اور ۲۳ جولائی تک وادی حلفہ اور کوشہ کے شمال مین جو دیگر مقامات ہین صرف ۱۹ انگریز اور ۲۳ مصری سپاہی اور قریبا ۷۰۰ سو نو فوجی آدمی مرچکے ہین +

اخبار کا لوین راوی ہے کہ خدیو مصر اگست کہ اسکندریہ سے روانہ ہو کر کارفو لیم اور فرانس کی سیر کرین گے اسکے بعد سلطان المعظم کیخدمت بابرکت مین حاضر ہونگے +

حوران کے دروزون کی نسبت لنڈن کا اخبار ٹائیمز مورخہ ۲۴ جولائی یہ لکھتا ہے کہ دروزون نے حوران کے صدر مقام سویدا کو جہان بارہ سو سے لیکر سو تک ترکی فوج زیر کمان ممدوح پاشا محصور تھی متواتر حملون کے بعد جس مین صرف ایک مین چھ سو دروز مارے گئے فتح کیا۔ وہ دن دو توپون سے جو ابتدائے بغاوت مین اونکو ہاتھ لگ گئی تھین دیوار قلعہ توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔ اور چونکہ اون کا بہت نقصان ہوا تھا۔ اونہون نے کل ترکی فوج کو تہ تیغ کر دیا اور ممدوح پاشا کو گرفتار کر لیا۔ اسکے بعد اخبار مذکور پھر یہ لکھتا ہے کہ محصورین کی کمک کے لیے جو فوج بھیجی گئی ہے۔ وہ دمشق اور حوران کے درمیان بمقام شیخ مسکین مقیم ہے اور کہتی ہے کہ جب تک غنیم کمک مین ہماری رسد کا انتظام نہ ہو لے آگے نہین بڑہین گے +

مگر مصر کا روزانہ اخبار المؤید مورخہ ۱۲ جولائی رقمطراز ہے کہ باغیون نے ابھی تک سویدا کو فتح نہین کیا تھا صرف محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ گمکی فوج موقعہ پر پہنچگئی۔ اور اوسنے دشمنون کو شکست فاش دیکر پسپا کر دیا۔ اس معرکہ مین ترکی فوج کے ۸۰ سپاہی شہید ہوئے جن مین ۱۰ افسر تھے اور ۲۰۹ زخمی ہوے جن مین سے نو افسر تھے اور دروزیون کے تقریباً ڈیڑھ ہزار قتل ہوئے جن مین سے ۸۰ بڑے بڑے شیخ تھے۔ اور اسی قدر زخمی ہوئے۔ ان دونون ایرونون کو بالمقابل پڑھنے سے مشہور اخبار ٹائمز کی رہت بیانی اور صداقت کا پورا پورا پتہ لگسکتا ہے ۔

بابعالی نے ۲۰ جدید چیٹین قایم کیے جانیکا حکم دیا ہے ۔

فرانس اسوقت میدان جنگ مین ۳۰ لاکھ پورے قواعد دان اور ماہر فن جنگ سپاہی لاسکتا ہے۔ آج سے ایک صدی پہلے اوسکی قواعد دان فوج کا تعداد فقط دو لاکھ تھی۔ یہ پندرہ گنا اضافہ جبریہ خدمت فوجی کی تعمیل ہوا ہے جسکی بدولت پرشیا نے ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۱ء مین عظیم الشان فتوحات اپنے دشمنون پر پائی تھین۔ لازمی فوجی خدمت کا قانون اب یورپ کی ہر ایک سلطنت مین سوائے انگلستان کے رائج ہوگیا ہے۔ اور فرانس سے اٹلی ترکی نے سب سے بڑھکر اس سے فایدہ اوٹھایا ہے۔ اوسکی فوجی طاقت پہلے کی نسبت بدرجہا زیادہ مضبوط ہوگئی ہے اور پرانا انتظام فوجی بالکل بدلگیا ہے۔ چند انگریز دوسری سلطنتون کی یہ فوجی مستعدی اور روز افزون جنگی طاقت کو دیکھ کر اپنے ملک مین بھی اس قانون کا رائج ہونا مناسب سمجھتے ہین۔ مگر قوم کا بہت سا حصہ ایسے قانون کے نفاذ کو اپنی آزادی کا نقیض اور وائلنٹری کو جبریہ فوجی خدمت کا کافی بدل تصور کرتا ہے۔ مگر کل وائلنٹرون کی تعداد دو لاکھ سے تجاوز نہین اور دوسری تمام قسمون کی فوجون کی تعداد بھی جو دنیا کے مختلف حصون مین منتشر ہے چار لاکھ سے زیادہ نہین پس صاف ظاہر ہے کہ انگلستان اپنی عظمت و شان کے قیام اور اپنے مقبوضات کی بچاؤ کیلئے بہت کچھ اپنی بحری طاقت پر انحصار کیے ہوے ہے۔ لیکن بری جنگ کو چھڑ جانے پر اندیشہ ہے کہ فوجون کی قلت ضرور اسی طرح محسوس ہوگی مگر اسوقت اسکی کوئی تلافی نہین ہوسکے گی۔ انگلستان اسوقت نہایت متمول اور اوسکی بحری طاقت بڑی زبردست ہے۔ مگر بحری سلطنتین معدوم بھی بہت جلد ہوجاتی ہین۔ کارتھیج کو اپنی مانند مین سمندرون پر بادشاہی کرتے تھے اور ہالینڈ کے بحری کارنامون سے تاریخ عالم کے صفحات لبریز ہین۔ مگر آج اون کا کوئی نام بھی نہین لیتا۔ ایکنے بالکل معدوم ہوچکی ہے۔ اور دوسری گوشہ گمنامی مین پڑی ہے ۔

بمبئی کے یونانی تاجرون اور بانشندون نے کریٹ کے عیسائی باغیون کے لیے مقدار قلیل چندہ فراہم کرکے ارسال کی ہے۔ ہندوستان کے مسلمان کیا مظلوم مسلمانون کے لیئے کچھ ہمت نہین کرین گے۔ اون کی ہمدردی کا کیا جنگ گزشتہ کے ساتھ ہی خاتمہ ہوگیا ہے۔ ہم جس وقت کسی مسلمان کو ایسی ضرورتون کو پس پشت ڈالکر فضول اور بیفایدہ کامون کیلئے بیش بہا پیسے عطا کرتے ہوے دیکھتے ہین۔ تو مسلمانون کی بدقسمتی پر افسوس کرنے کے سوا

اور کوئی چارہ نہین پاتے تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ صوبہ بمبئی کے ایک مسلمان تاجر نے سوا لاکھ روپیہ کسی شہر مین آبپاشی کے لیئے چندہ دیا۔ اور اب سنا جاتا ہے کہ آنریبل نواب امیر حسن خانصاحب نے بنگال ڈفرن فنڈ مین ۵ ہزار روپیہ چندہ دیا ہے۔ کیا ان اصحاب کو بائیبری یاد ہو گیا ہے کہ ناکردہ گناہ مقتول مسلمانون کے یکس اور یتیم بچون یا آرمینیا و کریٹ کے مظلوم مسلمانون کیحالت زار پر کوئی رحم نہ آیا۔ اور اپنے قارونی خزانہ مین سے اونکے لیئے کوئی حبہ نہ نکال سکے؟

ہفتہ مختتمہ ۲۴ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۱۷ اگست۔ **لارڈ سالسبری معاملات خارجیہ پر**۔ لارڈ سالسبری نے ایک ضیافت کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ مشرقی جانب مین ایک ایسا منبع خطرہ موجود ہے جو کل یورپ کے امن و امان کو برباد کرنے کی دھمکی دے رہا ہے۔ اور اگرچہ مینے ٹرکی کو متنبہ کر دیا تھا کہ وہ آخر کار اپنی سزا سے محفوظ نہین رہ سکیگی مگر اس سے یہ لازمی نتیجہ نہین نکلتا کہ انگلستان نے اوس سزا کو زیر عمل لانیکے لیئے جنگ کا ذمہ اوٹھا لیا ہے۔ مجھکو امید واثق ہے کہ جب کہ ابھی موقعہ ہے دول یورپ اس خطرہ کو کم کر سکینگی۔

ایضاً۔ دریائے نیل مین پانی بسرعت چڑھ رہا ہے۔ اور ایک اگن بوٹ دوسری آبشار سے گذر گیا ہے۔

لنڈن۔ ۱۷ اگست۔ **فساد کریٹ**۔ تازہ ترین خبرین مخبرین مین کہ بمقام اپوکرو انا لڑائی پھر شروع ہو گئی ہے اور جزیرہ کے مشرق مین بھی بغاوت کے پھیلجانیکا اندیشہ ہو رہا ہے۔

لنڈن۔ ۱۸ اگست۔ **بغاوت کریٹ**۔ ذہنی پاشا نے اہالی قرطیش کے ڈیپوٹیشن کو جو اونکی خدمت مین حاضر ہوا کہا کہ تمہارے چند مطالبات علیحضرت سلطان اعظم کے حقوق شاہی کے نقیض ہین۔ انکی ترمیم کر دو۔ ملوانی معاندین کا ایک گروہ سہ توپ خانہ کنڈیا کے قریب جزیرہ مین داخل ہو گیا ہے۔

لنڈن۔ ۱۹ اگست۔ **مصر نیل**۔ کے متعلق ۵ (سٹرن ویبل) شیمر (ایسا دخانی جہاز جو بہت ہی تھوڑے پانی مین بھی چلیگے) دوسرے آبشار سے گذر گئے ہین۔

لنڈن۔ ۲۰ اگست۔ **انگلستان و روس** تمام روسی اخبارات یکزبان ہو کر برطانیہ کلان پر الزام لگا رہے ہین

کہ وہ یورپ کی توجہ کو (مصر کیطرف سے ایڈمنسٹریشن) منعطف کرنیکے لیئے کریٹ مین فساد برپا کرا رہا ہے ۔

لنڈن ۔ ۲۰ اگست ۔ مشکلات کریٹ ۔ مقام ونیہ مین قتل ۔ آجکے اخبارات تحریر کرتے ہین کہ روسی پوش باغی بزکون نے بمقام کوزانی واقعہ مقام ونیہ ۷۰ عیسائیون کو جن مین عورتین اور بچے زیادہ تھے قتل کر دیا ہے ۔

بابعالی نے سفرائے اجنبیہ کو اطلاع دی ہے کہ اگر یونانی مجاہدین اور سامان حرب کا کریٹ مین داخلہ نہ بند ہوا تو یونان کے ساتھ تعلقات سخت کشیدہ ہو جائینگے ۔

لنڈن ۔ ۲۱ اگست ۔ درویش اور ریاست کانگو ۔ برسلز مین یہ خبر بڑی مشہور ہے کہ میجر ڈائنس ریاست کانگو سے ایک جرار فوج لیکر درویشون پر چڑھائی کرنے کے لیئے پیشقدمی کر رہا ہے ۔

ایضاً ۔ دو مصری اخبارات بند کر دیئے گئے ہین ۔ انہون نے ملکہ انگلستان پر نامناسب حملے کیئے تھے ۔

لنڈن ۔ ۲۲ اگست ۔ مہم نیل ۔ بمقام کوشہ دریائے نیل مین ایک نیا انگن بوٹ ڈالا گیا ہے مہم نیل کی پیشقدمی ۵ ستمبر کو شروع ہوگی ۔ جو شروع اکتوبر مین دنگلہ جا پہونچے گی ۔

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین ۔

ایجاد الموید ۔ راوی ہے کہ ریوٹر نے قصبہ ہراکلیان (واقع کریٹ) مین عیسائیون کو قتل کیئے جانیکی جو خبر مشتہر کی تھی اُسے بڑھ کر اوس قصبہ کے چند اشخاص نے جو اسکندریہ مین رہتے تھے ۔ اپنے عزیزون سے جو وہان رہتے تھے اصل کیفیت دریافت کی جنہون نے جواب دیا کہ یہان فساد کا نام و نشان تک نہین ہونے پایا سب طرح سے امن ہے فساد کا نام البتہ تمہاری تارون مین دیکھا گیا ہے ۔

مصر کے عرب باشندون نے جن کی تعداد دس لاکھ سے کم نہین ۔ اور ملک کے مختلف قطاع و اطراف مین آباد ہین مصری یا انگریزی عمال کی سخت گیرون سے تنگ آکر اعلیحضرت خلافت پناہی کی خدمت مین عرضداشت بھیجنیکا ارادہ کیا ہے کہ وادی حوران مین اونکو آباد ہونیکے لیئے ایک لاکھ فدان اراضی عطا فرمائی جاوے ۔

کسالا کی اطاعین فوج کچھ عرصہ ہوا درویشون کے حالات معلوم کرنے کے لیئے قلعہ سے باہر نکلی تھوڑی دور پر اسکا درویشون سے مقابلہ ہو پڑا جس مین درویش صرف دو اور اطاعین ۲۱ مقتول ہوئے ۔ اسکے بعد فوج مذکور کئی ہزار اور درویشون کو آتا دیکھ کر قلعہ کو لوٹ گئی ۔

سفرائے دول نے بابعالی سے زبانی شکایت کی کہ عبداللہ پاشا مارشل ہونے کیوجہ سے پرنس جارجی پاشا ملکی گورنر کریٹ سے برا منہ رکھتے ہین ۔ اور اسلیئے درحقیقت کریٹ کی وہی گورنر ہین ۔ بابعالی یا تو کوئی ایسا فوجی افسر کریٹ کو

کرے جو شاہزادہ جارج سے کمرتبہ یا اوسکے ہمرتبہ ہو۔ اور یا پرنس کا مرتبہ بھی بڑہا دے۔ بابالی نے جواب دیا کہ کریٹ مین ہوتت اس قدر عساکر قاہرہ موجود ہین۔ کہ اونکی کمان کے لیے مارشل سے کمرتبہ کا افسر ان نہین رکھا جاسکتا ۔

ایک منصف مزاج عیسائی رقمطراز ہے کہ ہماری قوم کو معجبات ڈنیو باد رمشرقی یوروپ کے باشندون کی طبعی خونخواری اور وحشت کی کیفیت معلوم نہین۔ وہ لوگ بڑے سفاک اور شقی القلب ہین۔ گو چونکہ وہ بھی عیسائی کہلاتے ہین۔ اسلیئے اگر وہ انہی کیفیات کو دار کو پہونچین۔ تو وہ بھولی قوم اونکو جھٹ پٹ شہیدون کا مرتبہ بخشدیتی ہے مشہور تو یہ کیا جارہا ہے کہ کریٹ مین وحشی ترک عیسائیون کو بیدریغ قتل کر رہے ہین۔ مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ عیسائی ساجد کو منہدم اور نہین سورون کو ذبح کر رہے ہین۔ اسکے بعد لارڈ سالسبری کے مجوزہ محاصرہ کریٹ مین شامل نہونیکی وہ یہ وجہ بتاتا ہے کہ لارڈ صاحب کو شبہ ہے کہ باغیون کے بازو آنیسے اگر عملی طور پر سبق دینے کی ضرورت پڑی تو کہین محاصرہ اسکندریہ کیطرح دول یوروپ انگلستان کو اکیلا چھوڑ کر خود الگ نہ ہوجائین۔ مگر پھر خود طنزاً لکہتا ہے کہ اگر اسکندریہ پر اکیلے انگلستان کو گولہ باری کرنی پڑی تھی۔ تو اب مصر مین دندنا بھی تو وہی اکیلا رہا ہے۔ انگلستان نے کونسا کام کیا ہے جس سے اپنا ذاتی فائدہ کسی نہ کسی طرح نہ نکال لیا ہو۔ بہرحال کریٹ کے باغیون پر اگر اُسے گولہ باری کرنی پڑی اور اونکی گوشمالی کیلیئے اوسے نوجین اُتارنی پڑین تو کریٹ کو بھی تو وہی ٹرپ کرسکیگا۔ لیکن ہم اوس نیک نیت انگریز کو یقین دلاتے ہین کہ کریٹ کی یہ حالت کبھی نہین ہوگی۔ وہان ۴۰ ہزار جرار ترکی سپاہ موجود ہے جن کو ایک لاکھ یوروپین سپاہ مغلوب نہین کرسکتی ۔

عساکر قاہرہ خدیویہ نے باغی دروزون کا قلع قمع بہ خوبی کر دیا ہے۔ اور اب وہ نہایت عاجزی سے رحم وعفو کی التجا کر رہے ہین۔ سوڈان کے سرکہ کے بعد دو تین اور مقامات پر مقابلہ ہوا جن مین دروزی ۴ ہزار کو ترتیب میدان جنگ مین کام آئے ۔

رزوٹر نے زار اور شہنشاہ بیگم روس کی سیاحت یوروپ کے پروگرام مین سلطنیہ کو درج نہین کیا۔ مگر المومیدای ہے کہ قیصر و قیصرہ روس اعلیحضرت خلیفتہ المومنین سے ضرور ملاقات کرین گے ۔

ہفتہ مذکور کے مضامین خاص۔

منقول از وکیل نمبر خہ ۲۴ گست ۱۸۹۶ء

{انگلستان کے تردد ات}

گورنمنٹ انگلستان کی عام پالیسی اور بالخصوص انگریزی پالیسی متعلقہ سلطنت ٹرکی و مصر پر متعدد دفعہ بحث کرکے ہم اوسکے غلط اور دوراندیشی کے ہونے کو بالوضاحت ثابت کرچکے ہین۔ اور مدلل طور پر بتایا جاچکا ہے

کہ خود غرضی سے مصر پر قابض رہنا اور اسکی خاطر سلطنت عثمانیہ سے بگاڑ کر لینا اور نشہ تنومندی اور قوت بازو کی سرمستی مین دوسری سلطنتون سے بالکل الگ تھلگ رہنا آخر ایکدن اپنا رنگ لائے بغیر نہین رہے گا۔ مگر افسوس گورنمنٹ اپنی پالیسی کو اس خطرناک رخ پر چلاتے رہنے مین مصر رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گہ ہمارا آخری قیاس ابھی تک لفظ بلفظ پورا نہین ہوا۔ لیکن اسکے پورا ہونے کے آثار بڑے زور سے پیدا ہو گئے ہین۔ پارلیمنٹ کا اجلاس ۱۴ اگست کو برخاست ہو گیا ہے۔ اور اگرچہ موجودہ وزارت اپنے عہدے پر قایم رہی ہے۔ لیکن اسکی کارگذاری پر جو کچھ ریویو اینگلو انڈین اخبارات کر رہے ہین۔ وہ بالکل ہمارے سوخر الذکر بیان کے موید ہین۔ لارڈ روزبری کی چند روزہ وزارت کے بعد جب عنان حکومت لارڈ سالسبری کے ہاتھ مین آگئی تھی۔ تو اون کے ابتدائی کارنامون کو بھی دیکھکر ہم کو یہ کہنا پڑا تھا۔ کہ موجودہ وزارت کا اگر یہی طریق عمل رہا تو انگلستان کی عزت اور وقعت مین بہت کچھ کمی واقع ہو جائیگی۔ ہماری اس پیشین گوئی کی تصدیق ایک اینگلو انڈین اخبار نے تھات گزشتہ پر نظر ثانی کرنیکے بعد بایں الفاظ کرتا ہے۔

"انگلستان مین پبلسی ذرایعین بالخصوص کنسرویٹو وزارتین اکثر ہوئین ہین جن کو اگر داخلیہ معاملات مین دخل ملی ہے۔ تو وہ اپنی اس ناکامیابی کو سلطنت کی خارجیہ پالیسی کو بڑے حزم اور تدبر اور دانائی کے ساتھ چلانیسے چھپا سکتی رہی ہین۔ مگر لارڈ سالسبری کی گورنمنٹ کو یہ بھی نصیب نہین ہوئی۔

"ہمین آج کی تار خبر بتاتی ہے کہ تنازعہ وینی زویلا کو باحسن وجوہ نپٹانے کی جو کوششین ہو رہی ہین۔ وہ غالباً فایز برام ہونگی۔ اس مین کوئی شک نہین۔ کہ تنازعات بین برطانیہ وصوبجات متحدہ امریکہ کے تصفیہ کیلئے اگر کوئی عملی طریقہ تجویز ہو جائے اور اختیار کر لیا جائے تو یہ بہت بڑی سفارتانہ کامیابی ہوگی۔ مگر حالات موجودہ پر لحاظ کرنیسے انصافاً یہ نہین کہا جا سکتا۔ کہ گزشتہ شش ماہی کے واقعات نے انگلستان کی شاہنشاہی وضع اور عزت و وقار کو کوئی زیادہ شاندار یا زیادہ محفوظ بنا دیا ہے۔ ہم نے دور مشرق (چین و جاپان وغیرہ) مین روس سے اور سیام و مدغاسکر مین فرانس سے بہت سی رعایتین کی ہین۔ مگر جہان تک پبلک کو علم ہے ہمین اوس کے معاوضہ مین کچھ حاصل نہین ہوا۔ اور جہان کہین بیاکہ آرمینیا اور کریٹ مین انگلستان نے کسی نئی پالیسی کو قایم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسے مصیبت مین تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور وہ اس سے مخلصی پانے کو اپنی خوش قسمتی تصور کرتا رہا ہے۔ انگلستان کی یہ شاندار علیحدگی از جمیع دول" پر بڑا فخر و ناز کیا جا رہا ہے۔ مگر دور اندیش اور عاقبت بین مدبر اس علیحدگی مین شاندار کی بجائے تنہا کی اور اسکے خطرات ہی سے لرزاں ہو رہے ہین۔"

سب سے زیادہ تقویت ہمارے مظہر خیالات کو پرنس بسمارک ایسے مشہور آفاق مدبر کے ایک تازہ ترین

مضمون سے جو اونکے اخبار ہیرلڈ نیگزامنر مین شائع ہوا ہے پہونچتی ہے۔ اور گو ہم کو افسوس ہے کہ ہماری معروضات پر بوجہ ایک ہندوستانی اردو پرچہ ہونے کے کوئی خیال نہین کیا گیا۔ تاہم پرنس موصوف کی اس تائید سے ہمین دو طرح کی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ ایک تو یہ کہ جن خطرات کو ہمنے ظاہر کیا تھا وہ صرف خیالی و قیاسی نہین تھے۔ دوسرے یہ کہ ہمنے اپنا حق وفاداری ادا کر دیا۔ ماننا نہ ماننا اونکے اختیار مین تھا جن کو مشورہ قبول کرنے یا نہ کرنیکا منصب حاصل ہے۔ شہزادہ موصوف بعنوان انگلستان کے تردودات حسب ذیل تحریر فرماتے ہین:

"انگلستان کو اس لڑائی سے جو اوسے روس اور فرانس کے ساتھ بہر حال لڑنی پڑے گی سخت تردد ہوگا ہے۔ فرانس سوڈان کیلئے ہاتھ پاؤن مار رہا ہے۔ اور روس ہندوستان کے لیے۔ اور چونکہ انگلستان ان دونون مین دونون سلطنتون کا مشترکہ دشمن ہے۔ اس لیے وہ بغیر معاہدے کے بھی ایکدوسرے کے قدرتی اور طبعی معاون ہین۔ جو پوزیشن انگلستان کی ہندوستان اور سوڈان مین ہے۔ اسکے لیے مصر نہایت اہم اور اعلے قدر و منزلت رکھتا ہے۔ اور اسلیئے انگریزی حکمت عملی کے چرخ کی چول بنا ہوا ہے۔ اور اسکی حکمت عملی کو روس کی تازہ وضع سے جو اوسنے مسئلہ مصر کے متعلق اختیار کی ہے کچھ کم فکر و تردد پیدا نہین ہو رہا ہے۔ انگلستان مصر کو ہرگز چھوڑنا نہین چاہتا۔ مگر ساتھ ہی وہ اپنے آپ کو روس اور فرانس کا ہم پلہ بھی نہین پاتا۔ اسلیئے ادہر ادہر کسی یار اور مددگار کیلئے ہاتھ پاؤن مار رہا ہے۔ جہان تک جرمنی اور اوسکے دوست آسٹریا ہنگری کا تعلق ہے۔ اوسکی یہ کوششین اب تک بیسود رہی ہین۔ اور ہم کو امید ہے کہ آیندہ بھی بے سود رہین گی۔ البتہ اٹلی کی حالت کسی قدر مختلف ہے۔ انگلستان اور اٹلی دونون فرانس کے برخلاف مشترکہ اغراض رکھتے ہین۔ کیونکہ فرانس بحیرہ روم مین دونون کو دھمکی دے رہا ہے۔ ضرورت کے وقت انگلستان کا بیڑہ جہازات اطالین ساحل کو بچا سکتا ہے۔ مگر اٹلی اسکے عوض کوئی خدمت نہین کر سکتا۔ اور انگلستان ہے کہ کبھی کوئی خدمت کام نہین کیا کرتا۔

"یہ عام طور پر معلوم ہے کہ اگر اٹلی اتحاد ثلاثہ سے نکلجاوے تو اوسکے معاون (جرمن و آسٹریا) اس علیحدگی کو بے پرواہی سے نہین دیکھین گے۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ اٹلی اگر بالکل انگلستان کی مرضی پر چلنا شروع کر دے تو یہ علیحدگی ضرور غائب العمل مین آجائے گی۔ کیونکہ اس صورت مین وہ معاہدہ اتحاد ثلاثہ مین یہ شرائط درج کرانیکی کوشش کرے گی۔ کہ اگر اوسکے اغراض واقع بحیرہ روم کو خطرہ پہونچنے کا احتمال ہو۔ اور باقی دونون سلطنتین اس خطرہ کو دور کرنے مین اوسکی امداد نکرین۔ تو معاہدہ کالعدم سمجھا جائے گا۔ اور یہ ہم بتا چکے ہین کہ بحیرہ روم مین انگلستان اور اٹلی کے اغراض مشترک و متشابہ ہین۔ پس اس سے ہم یہ قیاس کر سکتے ہین کہ اٹلی کی ایسی کوششون کو بہت زور سے مسترد کیا جائے گا۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ایسی حالت پیدا ہو جاوے گی جو اتحاد ثلاثہ کو فرانس اور روس سے (جو انگریزی اغراض کے دشمن ہین) بھڑا دیگی۔"

ہ اور زمانہ آخر ہستہ۔ اگر کبھی ایسی حالت ہوگئی۔ تو انگلستان کی بن آئے گی۔ اور مارے خوشی کے جامون
مین نہ سمائیگا۔ کیونکہ ایک ایسا بیتوف مگر قوی اور تنومند شخص اوسکے ہاتھ مین آجائے گا جو اوسکی عوض
اوسکے دشمنون سے لڑائی کر رہا ہوگا۔ انگلستان کا ہمیشہ سے یہی معمول چلا آیا ہے۔ کہ اپنے دشمنون کو آپسمین
لڑا کر خود الگ کھڑا تماشا دیکھتا ہے۔ اور جب دونون کمزور ہو جائین۔ تو شکار خود اڑا لیتا ہے۔ مگر جرمنی اور آسٹریا
اب ایسا کبھی نہین کرین گے۔ یا مرہارے لیئے نہایت مضر ہوگا۔ تاریخ ہمین بتا رہی ہے۔ کہ انگلستان اب پھر
یہ کوشش کر رہا ہے۔ کہ مین نو سمندر سے گہرے ہونے کی وجہ سے جنگ سے محفوظ ہون مگر یورپ کی سلطنتون
کو یورپ کے کسی حقیر ٹکڑے (صوبہ لیسس لورین۔ جو برسی نے ۱۸۷۱ء مین فرانس سے چھینا۔ یا ریاستہائے
بلقان یا کسی اور متنازعہ مقام یورپ کے لئے ٹیڈ پر خوب گتھم گتھا کرا۔ وہ حتے کہ دونون فریق لہولہان
ہو جائین۔ اور اس اثنا مین دوسرے برعظمون مین اپنی تجارت اور صنعت کو فروغ دے لو۔ اور سالم ملکون کو ملک
ہڑپ کر جاؤ۔ اور سب سے آخر یورپ مین بھی اپنے تھکے ٹوٹے ساتھیون کے دشمن سے ملکر اونکا مال غنیمت اون سے
چھین لو۔ پس ہمارے لیئے مدبرانہ چال یہی ہے۔ کہ انگلستان اور روس اور فرانس کی لڑائی سے بالکل علیحدہ رہین
آخر الذکر دونون سلطنتین ہم سے لڑائی کی خواستگار نہین ہونگی کیونکہ وہ مین برعظمون مین انگلستان کے ساتھ جنگ
کر رہی ہونگی۔ ہمکو اپنی طاقت محفوظ رکھنی چاہیے۔ کہ جس وقت حالات موجود الوقت اور نقشہ دنیا کی ترتیب از سر نو
شروع ہو تو ہم اوس سے کام لیسکین۔

ہ انگریزون کو ایک اور بھی خوف دامنگیر ہو رہا ہے۔ وہ جان گئے ہین کہ اونکا یورپی جزیرہ اب دشمنون کے
حملے سے بالکل محفوظ نہین ہے۔ کیونکہ ان پچھلے پچاس ساٹھ برسون مین اور سب جگہ تو بہت سی چیزین بدلگئی ہین
مگر انگلستان کا نظام حفاظت اب تک بعینہ وہی ہے جو ڈیوک آف ولنگٹن نے ۱۸۱۵ء مین کے وقت ہین
تھا۔ اوسکے مقبوضات اور اغراض کل دنیا مین بکھرے ہوئے ہین۔ اسلیئے اوس کو روس اور فرانس کی نسبت اپنی
سواحل پر بہت زیادہ جہازات رکھنے پڑین گے۔ مگر جس طاقت یا طاقتون کا پلڑا اوس جگہ جہانکہ لڑائی کا آخری
فیصلہ ہونا ہے۔ (یعنے انگلش چینل یا بحیرہ جرمن) پہاری ہے۔ وہی غالب اور متحمد ہونگی۔ اور صورت موجودہ کی
کیفیت یہ ہے کہ فرانس کا اکیلا وہی بیڑہ جو انگلش چینل مین متعین ہے۔ انگریزی بیڑہ سے اب بھی کوئی
اچھا ہین۔ پھر جس وقت روس کا بیڑہ متینہ بحیرہ بالٹک اوس سے بلکہ تو ہمقام مین جہان لڑائی کا لازمی
طور پر آخری تصفیہ ہونا ہے۔ انگریزی بحری طاقت کی قوت کا نام و نشان نہ رہجائے گا۔ اس مشکل کے ساتھی
ایک اور مشکل یہ ہے کہ برطانیہ کلان ایک جزیرہ ہے اور اگر دشمنون کے کامیاب بیڑے سامان خوراک اور جنگی
فوروں کو اون مین داخل ہونے دیں تو برطانیہ کلان فاقہ مرجائے گا۔ اور اسے مجبوراً بلا کسی شرط کے اپنے تئین حضور کے

دشمنون کے حوالہ کر دینا پڑے گا۔ انگلستان اس خطرہ سے غافل نہین ہے۔ اور اس لیئے وہ بڑی مستعدی اور سرگرمی سے اپنی بحری طاقت کو اس قدر بڑہا رہا ہے۔ کہ وہ ہر حالت مین غالب اور زبردست رہے۔ لیکن اگر وہ اپنی بحری فوقیت کو قایم رکھنے مین کامیاب ہا تو اوسکے دشمنون کو لازم ہے کہ وہ بحری لڑائی کو حتے الامکان بہت جلد بری لڑائی کی شکل مین مبتدل کرنے اور اوس مقام پر جہان اس سلطنت عظیمہ کی کل یگین اور پٹے مجتمع ہوتے ہین یعنے بمقام لندن ایک فیصلہ کن جنگ کرنے کی کوشش کرین۔

"ایک جرمن افسر ہیرن لوزنے حال مین ایک مضمون بعنوان "انگلستان پر حملہ کرنے کی کوشش" شایع کیا ہے۔ اور اس مین وہ اس مسئلہ پر بحث کرکے آخری رائے ظاہر کرتا ہے کہ انگلستان پر حملہ کرنا امکان سے باہر نہین ہے۔ ہم مانتے ہین کہ یہ امر ابھی تک خالی از خطر نہین ہے۔ مگر یہ خیال اب کسی کو نہین رہگیا۔ کہ ایسا کرنا ناممکن ہے۔ ابھی اس مسئلہ پر کوئی زور وشور سے بحث نہین ہو رہی۔ تاہم حالت موجودہ کا متذکرہ بالا اجمالی بیان موجودہ انگریزی پالیسی کے اضطراب واضطرار اور کمزوری کے نمایان آثارات ونشانات کو واضح کرنیکے لیئے کافی ہوگا"

یہ ہے انگلستان کی موجودہ حالت۔ اور یہ ہین دول یورپ کے اوسکی نسبت نیک خیال۔ جن کو پرنس بسمارک جیسے بے نظیر مدبر اور چندین شاہان یورپ کے مشیر خاص الخاص نے بیان کیا ہے کہ انگلیشہ گورنمنٹ اس سے متنبہ ہوکر اپنے طرز عمل کو بدلنے کی کوشش نہ کرے گی۔ مدبرین یا ذرا رائے انگلستان گو لاکھ چھپانے کی کوشش کرین۔ مگر سمجھدار لوگ بخوبی جانتے ہین کہ اوسکی ان تمام مشکلات کا آغاز اوسی وقت سے شروع ہوا جب سے اوس نے اپنی پرانی اور دیرینہ پالیسی ترکی رفاقت کو چھوڑکر اوسکے مقبوضات کو مضمحل کرنا اور اعلیحضرت امیر المومنین سے بگاڑ پیدا کرنا شروع کیا ہے۔ گو پرنس بسمارک نے اپنے تمام مضمون مین سلطان اعظم کا نام نہین لیا۔ اس مین کوئی شک نہین کہ اس باہمی مخالفت کا مرجب بہت کچھ تجارتی رقابت اور پولیٹکل رشک ورنج بھی ہے۔ مگر اعلیحضرت کے اعلے تدبر اور دانائی سے جو لوگ واقف ہین۔ وہ اچھی طرح سے سمجھتے ہین۔ کہ دول یورپ کے دل مین اس تخم عناد کا بویا جانا انہی کی دور اندیشی اور عقلمندی کا نتیجہ ہے۔ اور اب وہ انہی سلطنتون سے جو کسی وقت انگریزون کے ساتھ شریک ہوکر ترکی کو نابود کرنیکی کوشش کرتی تھین۔ خود انگلستان کو زک پہونچانے کی کوشش کر رہے ہین۔ اور ان کوششون مین کامیاب بھی ہو رہے ہین۔ پرنس بسمارک اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ بظاہر جو حیلہ روس اور فرانس کو انگریزون کے برخلاف ملا ہوا ہے۔ وہ سب مصر کی بدولت ہے۔

پھر تعجب ہے کہ انگلستان اس مصری کمبل کو کیون نہین چھوڑ دیتا جب کہ نہر سویز جاری ہو چکی تھی۔ اور مصر کی

قبضہ مین نہین تھا۔ اوس وقت کیا ہندوستان اب کی نسبت زیادہ غیر محفوظ تھا؟ یا جب کہ نہر سویز بالکل جاری نہ تھی۔ اور کیپ کالونی کیطرف سے یا ملک مصر کو براہ خشکی طے کرکے ہندوستان کو آنا پتا تھا تو اس وقت کیا ہندوستان کسی زیادہ خطرہ مین تھا؟ ہرگز نہین۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہین کہ جب انگریزون کا جانی دشمن نپولین ہندوستان فتح کرنے کے ارادہ سے مصر و شام پر قابض و متصرف ہوگیا۔ اور اودہر ہندوستان مین بھی انگریزون کی طاقت ابکی نسبت بدرجہا کمزور تھی۔ جنوب مین ٹیپو سلطان جیسا بہادر اور جری سپاہی اور خود فرانسیسی فوج۔ اور شمال مین احمد شاہ درانی کا پسوت بٹا زمان شاہ انگریزون کا مخالف موجود تھا اس وقت تو قبضہ مصر سے وہ شخص انگریزون کو کوئی نقصان نہ پہونچا سکا۔ اب جب کہ کل ہندوستان مین انگریزی حکومت کا نقارہ بج رہا ہے۔ کل ملک مین کوئی شخص مدمقابل ہونا تو الگ رہا دم مارنیکی طاقت نہین رکھتا بلوچستان کا خان ایک ادنے غلام ہے۔ اور افغانستان کا حکمران ایک لاکھ جرار سپاہیون سے انگریزونکی رفاقت مین اپنا خون اور پسینہ ایک کرنیکو تیار ہے۔ تو خواہ مخواہ ایک فضول اور ناکارہ چیز کے لیے کل یوروپ کے مرنا اور دشمنون کو ایک برداشت سپرد کر دینا حقیقی تدبر اور ملکی خیر خواہی سے کس قدر بعید ہے۔ انگریزون کو یہ صرف وہم ہے۔ کہ اگر ہم مصر کو چھوڑ دین گے تو چونکہ ٹرکی کمزور ہے۔ اور مصری اپنی حفاظت کرنیکے ناقابل ہین اسلیے ٹیونس کیطرح اوسکو بھی فرانس دبا لیگا۔ یا کوئی اور سلطنت اوس پر قابو پالے گی۔ جسے ہمین ہیبا بہادر مصر بلکہ شام تک قابض ہو کر ہندوستان کے حق مین کچھ نہین کر سکتا۔ تو اب بفرض محال اگر فرانس اوسپر مسلط بھی ہوجائے۔ تو وہ ہندوستان کو براہ رہت یا بالواسطہ نقصان نہین پہونچا سکے گا۔ اگر فرانس کا ایسا ہی خطرہ تھا۔ تو اوسے مدغاسکر پر قابض نہین ہونے دینا تھا۔ مدغاسکر ہندوستان سے مصر کی نسبت کوئی زیادہ دور نہین ہے۔ اگر وہ ہندوستان پر حملہ کرنا چاہے۔ تو کوچین۔ چاٹگانو اور مدغاسکر کو اپنا مین آف آپریشن بنا سکتا ہے۔ لیکن ہم تو کہتے ہین کہ مصر پر فرانس کا قبضہ ہونا محض ایک خام خیال ہے۔ مصری اگر اپنی حفاظت خود کرنیکے قابل نہین ہین۔ تو ترکی اب ایسی مضبوط ہوگئی ہے۔ کہ وہ ایک دفعہ مصر پر باقاعدہ قبضہ کر لینے کے بعد کسی اور سلطنت کو اوسکی طرف مڑھ کرنے نہین دیگی۔ باقی رہی دوسری سلطنتین سو ملی انگریزون کا ہوا خواہ ہے۔ وہ کبھی انگریزون کے خلاف مصر پر قبضہ کرنے کی کوشش نہین کرے گا۔ علاوہ برین جو طاقت جنیوان سے دم دبا کر بھاگ چکی ہو۔ اور جسکی اپنی رعیت ہی باغی ہو رہی ہو وہ مصر پر قابض ہونے کی کیا جرأت کرے گی روس اور جرمنی البتہ طاقتور سلطنتین ہین۔ مگر بحیرہ روم مین اون کو کوئی دخل نہین۔ اور زبردست اعانت سلطان المعظم کبھی ہو سکتے ہے۔ باقی رہا نہر سویز کا عذر وہ بھی سراسر لغو ہے۔ انگریز کہتے ہین کہ اگر ہم اس راستہ کو کھلا نہین۔ تو انگلستان سے ہندوستان کو بہت جلد راہ اور پہونچ سکیگی۔ اور اگر یہ مسدود ہوگئی تو ہمین

ہندوستان کیپ کالونی کے راستہ پہونچا پڑے گا جس مین بہت توقف ہوگا۔ اسکا سہل جواب یہ ہے کہ اگر انگریزون کی بحری طاقت زبردست ہوئی اور سلطنت ٹرکی موافق تو انگریز بڑی آسانی سے ہر سو برس سے گذر سکا کرین گے۔ لیکن اگر بحری طاقت کمزور ہوئی یا فرض کیجیے زبردست بھی ہوئی۔ اور مصر پر انگریزون کا قبضہ بھی ہو لیکن ٹرکی مخالف ہوئی تو یہ ہر کسی صورت مین جاری نہین رہ سکتی۔ ترکی افواج اور عثمانی ترکی امداد سے ہر سو برس کے اندر اندر بڑی آسانی سے قابض ہوکر اوسکو جہازون کی آمد و رفت کیلیے فوراً مسدود کر سکتا ہے علاوہ بریں کل مدبرین اگر جاپان مختلف استنتاج اخذ کرتے ہین۔ کہ جنگ کے وقت ہر سو برس سے کوئی سلطنت فائدہ نہ اوٹھا سکے گی غرضیکہ یہ سب عذر ایسے پاور سوا ہین کہ اون کے سننے سے مخالف سلطنتون اور خاصکر ٹرکی کا پارہ غضب اسفل سہ رہا ہے۔ اور وہ سمجھ گئے ہین کہ انگلستان کو طمع ملک گیری اور ذاتی خود غرضی ملک مقصود چھوڑنے نہین دیتی اور اس سے اس ملک کے ساتھ علی کا روائی کرنی پڑے گی اب سیاسات کو ایک جاہل بھی سمجھ سکتا ہے کہ روس و فرانس نے تو ہر کیف انگلستان سے جنگ کرنا ہے ٹرکی کو ساتھ ملانے کی لیئے ادکو ہر طرح بڑا عمدہ بہانہ ہاتھ آگیا ہے۔

چنانچہ ۲۰ اگست کی تار مخبر سے کہ روسی اخبارات انگلستان کو مطعون کر رہے ہین کہ وہ کریٹ مین فساد کرا رہا ہے۔ کہ یورپ کی توجہ کو مصر کی طرف سے ہٹائے رکھے (جیسا کہ فساد ارمینیا مین اصل مدعا تھا اور جس مدعا کو سب سے پہلے ہم نے ظاہر کیا تھا) اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ اگر انگلستان مصر کو سلطان المعظم کے حوالہ کرکے اون کو خوشنود کرلے۔ تو گو وہ پھر بھی روس و فرانس کو انگلستان سے جنگ کرنے سے باز نہین رکھ سکتے۔ مگر کم از کم بحیرہ روم مین وہ روسی بیڑہ کو داخل ہونے کی اجازت نہ دینے سے فرانس کی طاقت کو ایسا کمزور کر سکتے ہین۔ کہ وہ انگریزون کو کوئی نقصان پہونچانے کے قابل نہین رہنے دیتا اور لڑائی کا کل زور بحر اوقیانوس سے سمٹ کر اینگلو مین آپڑتا ہے۔ اور یہ بات انگلستان کے لیئے کچھ کم فائدہ بخش نہین۔ کہ اسکی فوجون کا خود انگلستان کو فتح کرنے پر تلنا اور کہان ہندوستان کا بون آرگنائزیشن (موجب فساد جنگ) رہ جانا۔ گو افسوس تو رہ رہ کر بھڑکاتا ہے۔ کہ وزرائے انگلستان نے کسی ناصح مشفق کے مشورے کو خواہ وہ کیسا ہی سخت و مدلل ہو مانا نہین۔ اور یہ روز بد جس کی چاروں طرف سے پیشگوئیان ہو رہی ہین ٹلتا نہین جس مین اگر انگلستان کامیاب بھی ہوگیا تو بھی مال و جان کی اتنی تباہی ہوگی کہ وہ اور اوسکے شیوخا تے کئی پشتون تک سنبھل نہین سکے گے۔

ہفتہ مختتمہ ۳۱ اگست ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لندن۔ ۲۳ اگست۔ ٹرکی اور کریٹ۔ سخت مالی مشکلات بابعالی کو کریٹ کے معاملہ مین نرمی اختیار کرنے پر مجبور کر رہی ہین۔ اسمبی تو نصلین متینہ خانیا کو ہدایت کیگئی ہے۔ کہ اہالی کریٹ کو اطلاع دیدین کہ اگر وہ ان رعایتون کو جو انہین دیگئی ہین منظور نکرین گے۔ تو یوروپ کو اون کے ساتھ کوئی ہمدردی نہین رہجائے گی۔ یونان بھی اس پالیسی پر چلرہا ہے +

لندن۔ ۲۴ اگست۔ کریٹ اور دول۔ کریٹ کے متعلق دول یورونپے جو تجویز تیار کی ہے اوس مین ایک شرط یہ ہے۔ کہ ایک عیسائی گورنر جنرل ۵ برسون کیلئے دول کی زیر ضمانت مقرر کیا جائے۔ باقی شرائط عدالتی اور تمدنی اصلاحات کے متعلق ہین۔

لندن۔ ۲۵ اگست۔ سلطان زنجبار کے فوت ہوجانے کی خبر موصول ہوئی ہے۔ سید خالد نے اپنے تئین سلطان مشتہر کرکے محل پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور اوسکی دہس بندی کردی ہے سات سو مسلح عسکری اوسکے ساتھ ہین۔ ملکہ معظمہ کے تین جہازات نے بحری سپاہی پرنٹ خانہ پر اتار دیئے ہین۔ جو لارڈ سالسبری کے احکام کا انتظار کر رہے ہین۔ سید خالد کی اس حرکت سے فساد پیدا ہونیکا اندیشہ ہے۔

ایضاً۔ سوالم کی تازہ ترین خبرین مخبر ہین کہ وہان انتہا درجہ کی گرمی پڑرہی ہے۔ جنرل لائڈ پاشا گورنر اور دیگر افسر ایک ڈاکٹر کو ہمراہ لیکر جہازون پر سوار ہوکر سکندریہ مین چلے گئے ہین +

ایضاً۔ مقدونیہ مین ترکون نے باغیون کے سرغنہ گروہ کو منتشر اور اوسکے سردار کو قتل کردیا ہے۔

ایضاً۔ معاملات کریٹ۔ بابعالی نے دول کی پیشکردہ تجویز متعلقہ مسئلہ کریٹ کو خفیف تغییرات سے منظور کرلیا ہے۔ اون تغییرات پر اب بحث ہورہی ہے +

لندن۔ ۲۶ اگست۔ زنجبار سے جو حال مین خبرین موصول ہوئی ہین۔ اون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان ان ہی سید خالد کی تار ملکہ معظمہ کا جہاز سینٹ جارج جو امیرالبحر اسن کا جہاز ہے۔ اور جہاز موصوفہ راکون زنجبار پہونچ گئے ہین۔ اور اونہون نے ۲۵۰ بحری سپاہی اور ملاحین خشکی پر اتار دیئے ہین۔ جہازات باقاعدہ جنگی وضع مین کھڑے کیئے گئے ہین۔ اور اونکی توپین محل کو سیدھی کیگئی ہین۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ سید خالد کی فوج مین ۲ ہزار بلی

مسلح آدمی ہین۔ امیر البحر ہن نے سید خالد کو الٹی میٹم (آخری مراسلہ) بھیجا ہے۔ کہ اگر کل صبح کے ۹ بجے تک نہ آپنے تئین حوالہ نہ کردے گا۔ تو قلعہ پر گولہ باری کیجائے گی۔

لنڈن ۔ ۲۰ اگست۔ وادی نیل مین پیشقدمی۔ جنرل نے آگے کیطرف پیشقدمی شروع کردی ہے فوج متعینہ سواردہ مقام ابسیرات پر قبضہ کرنے کیلئے آگے بڑہ رہی ہے۔

ایضاً۔ کریٹ مین جنگ۔ کریٹ مین ترکون اور باغیون کے درمیان ابتک مسلسل اور سخت خونخوار معرکہ آرائیان ہورہی ہین۔

لنڈن ۔ ۲۰ اگست۔ زنجبار۔ محل پر گولہ باری۔ نیا سلطان۔ الطافئے بغاوت۔ سید خالد نے امیر البحر اسن کے الٹی میٹم کی تعمیل کرنیسے انکار کردیا۔ جسپر آج نو بجے صبح کے محل پر گولہ باری شروع کیگئی۔ گولہ باری نہایت سخت تھی۔ اور صرف پچیس منٹ تک ہی زنجباری و ہمبند بون کی آرٹمین برابر سخت آتشباری کرتے رہے۔ محل اسوقت بالکل کھنڈر ہوگیا ہے۔ اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک جارہا ہے۔ سید خالد گولہ باری کے آغاز مین بھاگ کر جرمنی قونصل کے مکان مین پناہ گزین ہوگیا۔ جہان وہ اب تک موجود ہے۔ سلطان کے جہاز موسومہ گلاسگو نے انگریزی جہازون پر گولہ باری شروع کی مگر غرق کردیا گیا۔

انگریزی بحری سپاہی اور ملاح اور زنجی عسکریون کا ایک دستہ قصبہ کے بڑے بڑے بازارون پر قابض ہے۔ گولہ باری مین ساحل پہ کسی یوروپین کو کوئی نقصان نہ پہونچا۔

لنڈن ۔ ۲۰ اگست۔ سلطان مرحوم کا ایک عزادار بھائی حمود تخت پر بٹہایا گیا ہے۔ بدوران گولہ باری جہاز تہرش پر ۶۲ اور جہاز راکون پر ۱۹ گولے محل سے پڑے۔ انگریزون کیطرف جہاز تہرش کا ایک افسر زخمی ہوا۔ دشمن کا نقصان بہت ہوا۔ متقولین مین زیادہ تر عسکری اور کسیقدر عرب تھے۔ انگریزی جہازون سے پہلی باڑہ پڑنے پر بہت سے دشمن شہر کی نواحیات کو چلے گئے۔ جہان اونہون نے بہت لوٹ مار کی۔ اور کئی ہندوستانیون کو قتل کردیا۔

جہاز سینٹ جارج کے کپتان ایمرٹن۔ اور جہاز فلورل کے کپتان ارکالاگہن نے خشکی پر حملہ کیا۔ اور انکی ماتحت فوج نے ہر ایک درجہ نے بڑی مستعدی سے کام دیا۔

کپتان رکبی نبباریون کی ایک جماعت لیکر لٹیرون کا اب تک تعاقب کررہا ہے۔ اور غالباً امن قائم کرنے کیلئے کچھ عرصہ درکار ہوگا۔ اس امر سے قابل اعتبار ہندوستانی فوج کی موجودگی۔ اور عرب حکومت کے توڑ دینے کیضرورت بخوبی ثابت ہوگئی ہے۔ ہندوستانیون کے ایک جم غفیر نے برٹش انڈیا سٹیم موسومہ

نوشہرہ پر پناہ لی ہے۔

لندن ۔ ۲۰ اگست ۔ قسطنطنیہ میں سخت فساد ۔ آرمینیوں کی بغاوت قسطنطنیہ سے یہ بھی خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ کل سہ پہر کو چالیس آرمینیوں کی ایک جماعت نے پورٹ کے سپاہیوں کو قتل کر کے عثمانی بنک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور کل شام تک برابر عمارت پر قابض تھے۔ اور چھت اور دریچوں سے پولیس پر بندوقیں چلا رہے تھے۔ شہر کے دوسرے حصوں میں بھی ایک ہی وقت میں فساد ہوئے ہیں۔ اور دونوں طرفوں کے بہت سے قتل اور مجروح ہوئے ہیں۔ مفسدوں نے دوکانوں کو لوٹ لیا ہے۔ اور جنگی چوکی کے باہر ایک بم کا گولہ چلایا گیا جس سے کئی سپاہی قتل اور زخمی ہوئے۔ ملکہ معظمہ کا جہاز ڈرائیڈ (جو نومبر ۱۸۹۵ء میں باجازت سلطان المعظم بڑی مشکلوں کے ساتھ ڈارڈنیلز سے گذرا تھا) تہراپیا قسطنطنیہ کا وہ حصہ جو اسفرس کے کنارے پر آباد ہے۔ اور جہاں سفرائے مامور غیر رہتے ہیں۔ ایڈیٹر سے شہر کیطرف (یعنے گولڈن ہارن کیطرف) جس کے دونوں کنارے پر خاص استنبول آباد ہے۔ روانہ ہو گیا ہے۔ اور فرانسیسی اور اطالین جہازات نے بھی اوسکی تقلید کی ہے۔ ملکہ معظمہ کا جہاز کوکاٹرائیس قسطنطنیہ پہونچ گیا ہے۔ وہ براہ ڈارڈنیلز دریائے ڈینوب کو جا رہا ہے۔

۲۵ اگست کی خبر مخبر ہے کہ سلطان حمید بن توین بن سعید والی زنجبار جو ۲۵ فروری ۱۸۹۳ء کو اپنے والد سلطان برغاش کے انتقال پر تخت نشین ہوئے تھے فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون کا وفات کا باعث کچھ نہیں بتایا گیا۔ افسوس! اس موت سے بھی برائے نام اسلامی سلطنت بھی جو انگریزوں سے ربط و ضبط پیدا کرنے سے پہلے ایک خود مختار ریاست اور ہزاروں مربع میل خاک کی مالک تھی اب عنقریب انگریزی فتحمندی اور خاک گیری کی دیبی کی بھینٹ ہوتی نظر آتی ہے۔ ۱۰ جولائی کے وکیل میں شیخ ہاں کی گرفتاری کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اس سلطنت کی بدقسمتی سے رفتہ رفتہ انگریزی دخل و تصرف میں آجانے کی مفصل کیفیت لکھی جا چکی ہے جسکے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ہاتھ بطنی الحاق کا جو اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اسکی وجوہات بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ گو ہمارے ایماندار عیسائی حاجیان کو یہ وجوہات درست اور قرین انصاف معلوم ہوتی ہوں۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ انگریزوں کی سلطنت کو زنجبار کے علاقہ میں قدم رکھنے کا قانوناً یا واقعاً کبھی استحقاق حاصل نہیں ہوا۔

۱۸۹۰ء میں جب انگریزوں نے سلطان برغاش سے اوسکا بر اعظمی علاقہ جو کئی سو میل لمبا چوڑا تھا قطعی طور پر لے لیا۔ اور باقیماندہ علاقہ یعنے جزائر زنجبار و پمبا پر برائے نام سلطان کی حکومت قایم رکھ کر اپنا قبضہ و تصرف کر لیا۔ تو فرانس سے چکنا نہ گیا۔ اور اوسنے انگلستان سے باز پرس کی جس کے جواب میں انگلستان نے اوسے دغا سکر کا لقمہ دیکر اور یہ کہکر کہ اوس پر جسطرح چاہے اپنا قبض و تصرف کرنا روا ہے

کر دیا۔ اسوقت انگلستان کو یہ امید تھی کہ فرانس مدغاسکر کی برائے نام حکومت بھی رہنے نہیں دیگا۔ لیکن ۱۸۹۵ء
مین بخلاف توقع انگلستان اوسنے مدغاسکر پر چڑھائی کرکے اوسکو بالکل اپنا مقبوضہ بنا لیا جس سے انگلستان بہت
سٹ پٹایا اور اوسنے زنجبار کو قطعی طور پر ٹھرب کر لینے کی ٹھان لی شیخ ہلال کا جلا وطن کیا جانا۔ اس امر کا پیش خیمہ
تھا۔ اور اب سلطان کی مرگ مفاجات اور سید خالد کے بلا اجازت سلطان بن جانے اور محل سلطانی پر قابض ہو بیٹھنے
انگریزون کو ایک خاص بہانہ ہاتھ آگیا۔ ۲۷ کی تاریخ ہے کہ علاوہ ۵ پہلے تین ہمارازون کے دو اور جنگی جہاز زنجبار مین
پہونچ گئے ہین۔ ۲۵۰ بحری سپاہی خشکی پر اتارے گئے ہین۔ جہاز ڈکی توپین محل کے مقابل لگا دیگئی ہین۔ اور سید
خالد کو اطلاع دیگئی ہے۔ کہ اگر ۲۷ تاریخ کی صبحکو نو بجے کے پہلے اپنے تئین انگریز افسرون کو حوالہ نہ کر دے گا۔ تو محل
پر گولہ باری شروع کیجاویگی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے پاس دو ہزار فوج ہے۔ لیکن کتنی ہی فوج کیون نہ ہو یہ ممکن نہین
کہ وہ انگریزون کا مقابلہ کر سکے۔ چنانچہ تار برقی کی خبرون کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ۲۷ گھنٹہ
کی تاخیر ہے کہ محل سلطانی اڑا دیا گیا۔ اور سید خالد بھاگ گیا۔ اسی خبر سے انگلستان کے ارادون اور منصوبون کا
اچھی طرح پتہ ملسکتا ہے تخت زنجبار کا ایک دعویدار سید عبدالعزیز پوتا مین نظر بند ہے۔ ۱۸۹۶ء مین زنجبار
سے ہندوستان پہونچا دیا گیا تھا۔ اور جسے سرکار سے وظیفہ ملتا ہے۔ ممکن ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ دنیا
کے سامنے صریح طور پر غاصب نہ بننے کے خیال سے چند روز کے لیے اوسکو یا کسی اور دعوے دار کو جو اسکے
اپنے ڈھب کا ہو۔ برائے نام سلطان زنجبار بنا دے۔ اور پھر بعد مین اوس سے فارغخطی لکھوا کر اوسے
وظیفہ پر رضامند کر کے خود براہ راست قابض و متصرف ہو جائے۔ عام دنیا کو اسکا ایسا کرنا پرلے درجہ کی بے ایمانی
معلوم ہوگا۔ مگر ناظرین کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ انجکل پولیٹکس مین اسی کا نام پالیسی ہے۔ اور مہذب عیسائی سلطنتون
کے نزدیک اس پالیسی کو ہرگز معیوب نہین سمجھا جاتا۔ یہ اوپر بتایا گیا ہے کہ ۱۸۹۰ء مین انگلستان نے سلطان کا تمام
براعظمی علاقہ چھین کر برٹش افریقہ کو دلا دیا تھا۔ بعد مین کچھ مہربان جو ہوئے تو ۳ فروری ۱۸۹۵ء کو سلطان مرحوم
کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا کیا گیا۔ اور مارچ ۱۸۹۵ء کو غصب کردہ براعظمی علاقہ کا دس میل چوڑا حصہ
دو لاکھ پونڈ لے کر سلطان کو دے دیا۔ مگر اسی وقت بلا کسی وقفہ کے علاقہ مذکور کو ۱۱ ہزار پونڈ سالانہ لگان پر اپنی
پٹہ پر لے لیا۔ اور اسطرح سے قبضہ انگریزی بدستور قائم رہا۔ ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ جو سلطنتین اس درجہ کی فیاض
و دریا دل۔ دردہ نواز ہون۔ اون کے لیے کسی کو خوش کر کے تاج و تخت سے دست برداری لکھا لینا کونسی مشکل
بات ہے۔ سیطرح بارہ تیرہ ہزار پونڈ زنجبار اور پیبا کے لیئے دینا کر کے سلطان کی برائے نام حکومت کو بھی
دور کر دیا جائے گا۔

جزیرہ زنجبار بخط سم ۲۰ میل کے فاصلہ پر بجانب مشرق ہے۔ اسکا طول ۵۰ میل عرض ۲۰ میل رقبہ

۲۵ میل مربع اور آبادی دو لاکھ ہے۔ جزائر پیبا و مونفیا اور ساحل سواحلی کی چند رہین سلطان کے ماتحت ہین یہ دونون جزیرے بھی زنگبار کے قریب واقع ہین۔ دار الخلافہ کا نام بھی زنگبار ہے جسکی آبادی ۶۰ ہزار ہے۔ بروہ فرنچی اب تک ایجنٹ ہے۔ اور کل سلطنت مین غلامون کی تعداد اڑھائی لاکھ کے قریب ہے۔ ریاست کی سالانہ آمدنی تقریبا سوا تبرہ لاکھ اور خرچ ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ یہ کل سلطنت کسی وقت سلطان مسقط کے ماتحت تھی اور موسا سا وغیرہ بیمنے برٹش ریسیڈنٹ وقیقہ کا بہت سا علاقہ زنگبار کے ماتحت تھا۔

ھفتہ مذکور کی دیگر خبرین۔

صحرا اٹھے سو ڈان مین ۹ برس کے بعد شروع جولائی مین بارش ہوئی ہے۔ مگر ہوئی تو اس کثرت سے کہ تمام کوشہ کے تمام کیمپ مین پانی ہی پانی نظر آنے لگ گیا۔ اور پانی کے نکالنے کو ریل کی سڑک کو خود ایک جگہ سے توڑنا پڑا۔

ایکٹ فابر مین درویشون کے ایک دخانی جہاز سے جو کرمان کو رسد پہونچا رہا تھا۔ بھاگ آیا ہے۔ وہ جہاز پر سے دریاء مین کود پڑا۔ اور ایک لکڑی کے تختہ کے سہارے دو دن کے بعد کوشہ پہونچا۔ اوسکا بیان ہے۔ کہ ڈنگولہ مین کوئی کمک سامان و درمان سے نہین آئی۔ اور کہ دیسی لوگ جن کو درویشون نے بہ تعداد کثیر ڈنگولہ مین جمع کر رکھا ہے۔ نہایت آزردہ دل اور برگشتہ خاطر ہو رہے ہین۔ اور غالبا فوج کے آگے بڑھنے پر درویشون سے بگڑ جائین گے۔

قاہرہ مین برقی طاقت سے چلنے والی ٹرامیں جاری ہوگئی ہے۔ یکم گست کو فرمان پاشا وزیر صنیعہ تعمیرات کی موجودگی مین اسکا افتتاح ہوا۔

ڈنگولہ پر پیشقدمی کیئے جانے مین اسلئے توقف ہوا ہے کہ لارڈ کرومر نے سٹیمرون کے بنانے کا ٹھیکہ جرمنی کے چند کارخانون کو دیا تھا۔ مگر وہ اقرار پر پیم نہ پہونچا سکے۔ اور اب خرکار انہون نے انگریزی کارخانون سے بنوانے شروع کیئے ہین جس سے بہت وقت ضایع ہوگیا ہے۔

پاونیر مخبر ہے۔ کہ جب تک ڈنگولہ پر قبضہ نہ ہو جائے۔ اوس وقت تک ہندوستانی فوج کا کوئی حصہ سرحد سے واپس نہین آئے گا۔

عراق عرب مین دجلہ و فرات کی طغیانی سے رعایا کا بہت کچھ مالی نقصان ہوا ہے۔ سینکڑون نخلستان برباد ہوگئے۔ خاص بغداد مین دریا کا پانی بند توڑ کر داخل ہوگیا۔ اور ہزارون مکان منہدم ہوگئے ہین۔ طوفانزدگان کیلئے ممالک محروسہ عثمانیہ مین چندہ کھولا گیا ہے۔

نمکزار مراوے اور اوسکا یار غار جن کی نسبت ہم مصر سے جلاوطن کر دیئے جانے کی خبر لکھ چکے ہین اپنا جانا

ہے۔ کہ یورپ کے کسی ملک مین رہنے کی بجائے ایران مین رہائش اختیار کرنا اور وہان سے اعلے حضرت امیرالمومنین کی ذات بابرکات اور اُن کی حکومت کے برخلاف اپنے اخبار میزان کو اہی یا کسی نئے نام سے جاری کرنے کا ارادہ کہتے ہین۔ مگر المومید راوی ہے۔ کہ ایران مین ایسا شر انگیز اور مفسدانہ اخبار جاری کرنا تو درکنار۔ علیحضرت شہنشاہ کے کلاہ ایران مین ایسے بدباطن نمک حرامون کو کبھی داخل ہی نہین ہونے دینگے +

لنڈن مین افواہ ہے۔ کہ لارڈ سالسبری نے باب عالی کو درپردہ ایما کیا ہے۔ کہ اگر کریٹ مین ہمارے حسب منشا اصلاحات جاری کردی جائین اور عرس کا سالانہ خراج کم کردیا جائے تو انگلستان کی کوئی امداد دیگر موجودہ مالی مشکلات سے نجات دلادیگا۔ خدا خیر کرے! ادھر انگلستان بڑھ بڑھ کر باتین بنا رہا ہے۔ اُدھر خاص دارالخلافت اسلامبول مین نمک حرام آرمینیون نے پھر فساد شروع کردیا ہے۔ اور محافظین کو قتل کرکے عثمانیہ بنک پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور علیحضرت سلطان المعظم ہین۔ کہ تحمل و بردباری اور عفو و کرم سے کام لیکر برابر چشم پوشی کرتے چلے جارہے ہین۔ گو اُن کی یہ حکمت عملی بلحاظ اپنے اصل مدعا کے نہایت ہی مناسب اور ضروری ہے۔ مگر اُن عیسائی فتنہ پردازون کی جسارت اور دلیری کو دیکھکر اب تو اس پالیسی سے اتفاق رکھنے والے اکثر مسلمان بھی یہی چاہتے ہین کہ دول یورپ کی دھمکیون یا اُنکے فی الواقع حملہ کردینے کی کچھ بھی پروا نہ کرکے اُن دشمنان ملک و ملت کا قرار واقعی قلع قمع کردیا جانا چاہیئے۔ کہ کل سلطنت عثمانیہ مین انکا نام و نشان نہ رہ جائے۔ اور اگر کوئی عیسائی سلطنت ان کی حمایت مین سر اُٹھائے۔ تو اُس کا بھی توپ کی بہ توپ مقابلہ کیا جائے۔ اگر بچ رہے تو باقی ماندہ زندگی عزت سے بسر ہوگی۔ اور جو سلطنت گئی تو بھی عزت کیساتھ تو جائیگی۔ غرضکہ اب ان اندرونی فتنہ و فساد اور بیرونی دراندازیون کا قطعی طور پر روک دینا ہی زیادہ مستحسن تصور کیا جاتا ہے۔ مگر ہم ان زود طلب اصحاب کو اطمینان دلاتے ہین کہ سلطنت عظمی اور خلافت سنیہ کی عنان حکومت ایک ایسے شخص کے ہاتھ مین ہے۔ جو نہ صرف اس کی فلاح اور بہبود اور نفع و نقصان کے تمام وسائل و اسباب سے کل دنیا کی نسبت اچھی طرح واقف ہے۔ بلکہ اپنے دشمنون کی چالون کو بھی اُن سے بڑھکر سمجھتا ہے۔ اور انکو تر بہ تر کی جواب دینے پر بخوبی قادر ہے۔ پس اُن لوگون کو بے صبری و بے قراری کی بجائے اس بھیدیہ مسئلہ کا سلجھانا اسی ایک شخص کی تدبیر و رائے پر چھوڑ کر خود اس کے احکام کی تعمیل پر کمربستہ رہنا چاہیئے۔ جس وقت جنگ کرنا ضروری اور فایدہ مند معلوم ہوگا۔ وہ اس کے اعلان دینے مین ایک لمحہ بھی توقف نہین کریگا۔ اور جب تک وہ جنگ کو اپنی قوم اور ملک کیلئے مضر سمجھے گا۔ تب تک مخالفین خواہ لاکھ ہتھ کرین وہ جنگ و جدل سے محترز

مدد کرتی اور پولیٹکل لڑائی لڑتا رہے گا۔ جو واقعات کچھ عرصہ سے مشرقی یورپ میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ اونکی نسبت حضور مورخ یعنے اعلےٰ حضرت خلیفۃ المومنین نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہی طاقتیں ہم سے پولیٹکل نسکل میں صلیبی جنگ کر رہی ہیں۔ پس اس پولیٹکل بساط پر پولیٹکل مہرون کا چلانا اُسی پولیٹکل شاطر کے دست قدرت میں رہنے دینا چاہیئے۔ جو اپنے مقابل حریفونکے داؤ گھات اور چالبازیون سے بخوبی واقف ہے اور خود جانبین کی چالون کو دیکھتے رہنا چاہیئے کہ آیا بازی برابر رہتی ہے۔ یا کوئی فریق شہ مات ہو کر دوسرے ہتھیارون پر اُتر آتا ہے ؛

ہفتہ منتہیہ ستمبر ۱۸۹۶ کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن - ۲۹ اگست مختلف سفارتونکی حفاظت کیغرض سے بحری نوجکے آدمی حفاظتی جہازون پر سے استنبول اُتارے گئے ہیں۔

لنڈن - ۳۰ اگست - سفرائے دول یورپ متعینہ استنبول نے براہ رہبت سلطان معظم کیخدمت مین درخواست کی ہے کہ شہر مین جو ظلم و ستم ہو رہے ہین۔ وہ روک دیئے جائین۔ اونہون نے باشندگان ممالک غیر یہ۔ زیادتی ہونے اور اونکے مساکن لوٹے جانیکی طرف اشارہ کرکے یہ جتلایا ہے کہ ممکن ہے کہ بعد مین سنگین نتائج پیدا ہون ؛

لنڈن - ۲۹ اگست - زنجبار کی تازہ ترین خبرون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب وہان سب طرح سے امن ہے۔ اور افواج سکھ کا ایک دستہ ممباسا سے وہان پہونچ گیا ہے۔ سید خالد اب تک جرمن سفارت خانہ مین موجود ہین ؛

ایضاً - ۲۹ اگست - سلطان المعظم نے ان تجاویز کو جو دول عظام نے بغرض اصلاح انتظام کریٹ پیش کی تھین۔ اس شرط پر منظور کر لیا ہے کہ اہل کریٹ نہین منظور کر لین ؛

لنڈن - ۳۱ اگست - درویشون نے ایک پہاڑی پر جو بفاصلہ دو میل خشکی مین ہے۔ مورچہ بندی کر لی ہے اغلب ہے وہ مصری پیشقدمی کا سخت مقابلہ کرینگے ؛

لنڈن - ۳۱ اگست - جرمنی نے سید خالد کے حوالہ کرنیسے جواب جرمن قونصل متعینہ زنجبار کی حمایت مین دیا ہے

اس عذر پر انکار کر دیا ہے کہ وہ ایک پولیٹیکل مجرم ہے ۔

لنڈن۔ ۳۱ اگست۔ پرنس لوبانف روسی وزیر خارجیہ اور زاریہ کے ہمراہ کیف سے واپس آتے ہوئے دمقار ستہ میں غرق ہو گیا ۔

قسطنطنیہ۔ یکم ستمبر۔ **بقایائے دول عظام**۔ سفارت دول اجنبیہ نے کل تخت نشینی سلطان المعظم کی یادگار میں روشنی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور ایک مجموعی یادداشت کا مضمون لکھا جا رہا ہے۔ جس میں یہ ظاہر کیا جائے گا۔ کہ ارمنی حکام کی سازش سے قتل ہوئے۔ یہاں شورش کسیقدر دب گئی ہے۔ مگر آرمنیوں نے جو گودا موں میں چھپے ہوئے ہیں۔ کئی بار گولے پھینکے۔ اور سپاہیوں پر فائر کیے۔

لنڈن۔ ۲ ستمبر۔ مزید حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ استنبول میں ارمنیوں کے قتل کی تعداد پانچ ہزار تک پہونچ گئی ہے۔ فی الحال امن ہے۔ مگر کل ایک گلی میں اتفاقاً ایک کھڑکی کے ٹوٹنے کی وجہ سے ایک ہلکہ اور ہلڑ برپا کیا ۔

نیویارک۔ یکم ستمبر۔ پریسیڈنٹ کلیولینڈ نے ترکی کو کروزر جہاز روانہ کر دیے ہیں ۔

لنڈن۔ ۲ ستمبر۔ جدید سلطان زنجبار نے بتقریب تخت نشینی پریزیڈنٹ فار کو پیغام بھیجا ہے۔ کہ جو دوستی فرانس اور زنجبار میں اسوقت موجود ہے وہ اوسکی ازدیاد کی امید رکھتے ہیں ٹائمز ایک زیر حفاظت حکمرانی کی اس طرز تحریر کو استعجاب کی نظر سے دیکھتا ہے ۔

لنڈن۔ ۲ ستمبر۔ ایک ضابطہ قانون مشہر اصلاح کریٹ میں جاری کیا گیا ہے ۔

کانیا۔ (واقع کریٹ) ۴ ستمبر۔ کریٹ کے مسلمانوں نے ایک اعلان مشتہر کیا ہے۔ کہ تمام مسلمان مجوزہ اصلاحات کی مخالفت کریں۔ گورنر کریٹ نے قونصلیں خارجیہ کے سوال کے جواب میں ظاہر کیا کہ مسلمانوں کے برخلاف فوج بھیجنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ اس کے بعد کی خبر ہے۔ کہ کریٹ کی مجلس شوریٰ نے دول عظام کی مجوزہ تجاویز متعلق اصلاح کو جو حال میں جاری کی گئی ہیں۔ منظور کر لیا ہے ۔

لنڈن۔ ۲ ستمبر۔ بارش اور ریت کے طوفان نے دریائے نیل کی ریلوے اور نقصان پہونچایا ہے ۔

لنڈن۔ ۴ ستمبر۔ ہم نیل کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چھ ہزار فوج دریائے نیل کی ریلوے کی مرمت میں سب روز مصروف ہے۔ جو پچھلے طوفان سے خراب ہو گئی تھی جس سے فوراً ہی

فوجون کے آگے بڑھانے مین سہولت ہوجاویگی +

تار آمدہ ۵ ستمبر سے بنک عثمانیہ پر قبضہ کرلینے کی تفصیلی کیفیت اس طرح پر معلوم ہوتی ہے کہ پچیس تعلیم یافتہ ارمنی معززون کی سی پوشاک پہنے ہوئے دو دو تین تین ہوکر سہ پہر کے وقت بنک مین داخل ہوگئے - اُن کے ساتھہ حمالی تھے - جن کے پاس تھیلیان تھین - جن مین درحقیقت بم کے گولے تھے - مگر بظاہر ان کی صورت ایسی بنائی ہوئی تھی - کہ گویا روپیہ بھرے - ہوئے ہین - دفعتًا ان سازشیون نے چند گولے پھینک دیئے اور اُن کے پھٹنے کی آواز سے جو ہلچل مچی اُس کو غنیمت سمجھکر بنک کے دروازے بند کردیئے - اور سوکلرکون کو جو کام کر رہے تھے محبوس کرلیا اور مورچہ بندی بذریعہ گولون اور پستولون کے بارہ گھنٹون تک قایم رکھی اور آخر کار ان شرایط پر جو پہلے لکھی جاچکی ہین اپنے آپ کو سرایڈگار وفنسنٹ کے حوالہ کردیا - ایک مجموعی یادداشت دول عظام نے باب عالی کی خدمت مین پیش کی ہے - جس مین ایک واقعات کا سلسلہ درج کیا گیا ہے - جن سے یہ ثابت ہوتا ہے - کہ میونسپلٹی اور پولیس استنبول نے حال کے بلوہ مین لوگون کو ڈنڈے دیئے - اور بہت زور کے ساتھہ اس امر کا اشارہ کیا گیا - کہ بلوائیون مین سے چند سلطان المعظم کی حفاظت وحمایت مین تھے +

اس تار برقی کے تحت مین استنبول کی تار برقی مورخہ ۴ ستمبر شایع کی گئی - جس کا مضمون یہ ہے کہ باب عالی نے ایک خاص کمیشن پچھلے فساد کے بلوائیون اور قاتلون کی تحقیقات کے لیئے مقرر کیا ہے - جو پولیس کی نسبت بھی تحقیقات کریگی - جنہون نے ان خلاف قانون عملون مین امداد کی ہو +

چاہیئے تو یہ تھا کہ ۴ ستمبر والی تار برقی پہلے شایع کی جاتی اور ۵ ستمبر والی اسکے بعد مگر ولایت کی تار ایجنسیون اور اخبارات کی چالبازیون کو دیکھیئے - جو اس درجہ تک بڑھ گئی ہین کہ معاملات کو توڑ مروڑ کر پبلک کی آنکھون مین دھول ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے - اگر ۴ ستمبر کی تار برقی کو ۵ ستمبر کی تار برقی سے پہلے درج کردیا جاتا تو اُس سے دنیا کو یہ معلوم ہوجاتا کہ سلطان المعظم نے کسی مجموعی یادداشت کے پیش ہونے سے پہلے خاص کمیشن کے مقرر کیجانیکا حکم دیدیا تھا - موجودہ حالت مین یہ ظاہر کرنیکی کوشش کی گئی ہے کہ مجموعی یادداشت کلہ دباؤ پہنچنے پر اس قسم کا عمل ہوا ہے +

ہفتہ مختتمہ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۱۰ ستمبر۔ مشرقی یورپ کی حالت۔ سر فلپ ڈھوس کری (انگریزی سفیر جو ۱/۲ ۴ ماہ کی رخصت پر انگلستان گیا ہوا تھا اڈیٹر) قسطنطنیہ واپس پہنچگیا ہے +

ایضاً۔ فرانسیسی بیڑہ جہازات کو بحیرہ لیوانٹ جانیکا حکم ملا ہے۔ جہان ایک زبردست انگریزی بیڑہ پہلے ہی سے موجود ہے۔ (بحیرہ لیوانٹ بحیرہ روم کے اس شرقی حصہ کو کہتے ہین، جو ایشیاء کوچک اور یونان و کریٹ کے درمیان ہے اڈیٹر)

لنڈن۔ دسمبر ۱۰ مصر میں۔ ریلوی لائن کی درستی۔ نیل ریلوی پہر جاری ہوگئی ہے۔ جو پیس لائن بہ گئی تہی وہ دس دن میں درست کر لی گئی ہے +

ایضاً۔ قاہرہ کے۔ عربی اخبارات کے اڈیٹر ملکہ انگلستان کی شان مین نالائق کلمات۔ لکھنے کے جرم مین الحمارہ، ٹھہرہ ماہ قید کے سزایاب ہوئے ہین (ان دونون اخبارات کا نام **الوقت** اور **مینر** ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تقریباً تین ہفتے ہوئے الوقت نے ملکہ معظمہ کی ایک نہایت ہی بیہودہ اور قابل شرم تصویر کھینچکر اس کے نیچے ایسے مغلظ اور قبیح نامون سے ملکہ موصوفہ کو مخاطب کیا کہ کوئی شریف اخبار ان کو اپنے کالمون مین درج نہین کر سکتا۔ علاوہ اس تصویر کے دونون اخبارات مین چند مضامین بہی ایسے شائع ہوئے۔ جن مین حضور ممدوحہ کی شان مین نہایت ہی مکروہ اور گندہ الفاظ استعمال کئے گئے۔ اگر یہ روایت درست ہے۔ تو ہر دو اخبارات کے نالائق اڈیٹرون کو جو سزا ئین دی گئین ہین وہ بہت ہی ہلکی اور نرم ہین۔ حضور ممدوحہ کو خداوند کریم نے ایسی اوصاف حسنہ عطاء فرمائے ہین۔ کہ انگریزون کے جانی دشمن بہی گو انگلش گورنمنٹ کے برخلاف کیا۔ کچہ زہر اگلتے ہون۔ مگر ذاتی طور پر علیا جناب قیصرہ ہند کے دل سے مداح اور ثنا خوان ہین۔ بادشاہون کی ذات پر حملہ کرنا مسلمہ طور پر ایک گناہ کبیرہ سمجہا گیا ہے۔ چہ جائیکہ پہر بادشاہون مین بہی ملکہ معظمہ جیسی نیک دل اور خیر مجسم فرمان روا کو ایسی قبیح اور نالائق کلمات اور ہفوات کا مورد بنایا جائے ان اخبارات کو جو سزا دی گئی ہے۔ وہ ہرگز عبرت خیز نہین۔ اگر قانوناً ممکن ہو تو اس مین بہت

بڑی ایزائی ہونی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی اس اصول کو مصر کے چند ایک دیگر اخبارات پر جو مصر کے مالک اور شہنشاہ اعلے حضرت امیر المومنین کی شان مین سخت و سست لکھنے کی جرات کر رہے ہین۔ یاد کرچکے ہین۔ اور نیز ہندوستان کے چند نالائق اخبارات پر جو خلیفتہ المسلمین کے شان اور بلند پایگاہ کا کچھ خیال نہ کرکے ایسے بیہودہ اور کمینہ الفاظ لکھہ رہے ہین کہ گورنمنٹ کو اونکی تحریرون سے درگذر کرتا دیکھہ کر سخت تعجب ہوتا ہے۔ فوراً توسیع دیجانی چاہیئے۔ اور اون کو باطنون کو جن مین سے پنجاب پیٹریٹ سب سے آگے بڑہا ہوا ہے۔ ایسی سخت سزا دینی چاہیئے کہ پھر کسی بدباطن کو بادشاہون اور ایسے بادشاہون کی ذات پر جو ہماری مادر مہربان قیصرہ ہند کے صادق دوست اور مخلص سوا خواہ ہون۔ کمینہ اور رذیل حملے کرنے کی جرات باقی نہ رہ جائے۔ آخر الذکر بدزبان اخبار نے نیا جنم لینے کے زمانہ سے علے التواتر اعلے حضرت امیر المومنین کی شان مین ایسے مغلطات بکے ہیں۔ کہ اگر اونکا کوئی حصہ وزرائے انگلستان کی نظر سے گذر جائے۔ تو ہمکو یقین کامل ہے کہ باوجود اس انتہائی پولیٹکل کشیدگی اور شکر رنجی کے وہ گورنمنٹ کو فوراً مجبور کرین۔ کہ ایسے گستاخ اور بے ادب پرچہ کو نہ صرف نئے اقدہ بند ہی کر دین۔ بلکہ علیا جناب قیصرہ ہند کے صادق الوداد دوست شہنشاہ اعلی حضرت سلطان المعظم کی ذات والا نہات کی نسبت اون مکروہ اور ناگفتہ بہ الفاظ کے لکھنے والیکو بلا کسی جوڈیشل تحقیقات کے سرسری طور پر کم از کم سزاء جلاوطنی دیدین۔ ایڈیٹر۔

لنڈن۔ ۷ تمبر۔ قسطنطنیہ کا فساد۔ باب عالی اور دول۔ دول کے مشترکہ یادداشت کے جواب مین جو پچھلے فسادات مین پولیس کی سازش ہونے کے متعلق بھیجی گئی تہی۔ اب عالی نے تحریر کیا ہے کہ ہمامد مین کل فساد آرمینیون کا تھا۔

لنڈن۔ ۷ تمبر۔ جزیرہ کریٹ مین ایک یوروپین مشترکہ پولیس قائم کرنے کی تجویز تیار کیگئی ہے۔

لنڈن۔ ۱۱ تمبر۔ باب عالی اور دول۔ آرمینیون کی جلاوطنی۔ انگلستان اور اٹلی کی مخالفت کے باوجود باب عالی نے ایک اور جہاز آرمینیون سے بھر پور کرکے قسطنطنیہ سے بھیجدیا ہے۔ اور اس امر کا نہایت سخت انتظام کیا ہے کہ وہ لوگ واپس نہ آسکین۔ اور جس جگہ وہ اتارے جائین وہان اونکی نہایت سختی سے نگرانی کیجاوے۔

لنڈن۔ ۱۱ تمبر۔ ہم نیل کا تیسرا برگیڈ بمقام ابسبرت پہنچ گیا ہے۔

لنڈن۔ ۱۱ تمبر۔ قسطنطنیہ کے معاملات۔ قسطنطنیہ مین ابہی تک تردد اور بے چینی موجود ہے۔ تجارت بالکل درہم ہوگئی ہے۔ اور خزانہ خالی ہے۔ اخبار سٹینڈرڈ علانیہ طور پر سلطان المعظم کو موزلک

دینے کی صلاح دیتا ہے۔ آنریبل میکائیل ہوورٹ (اول سیکرٹری انگریزی سفارت) جو سر فلپ کری کی غیر حاضری مین انگریزی سفارت کا انچارج تھا) پچھلے کشت وخون کے دوران مین نمایان خدمات کرنے کے صلہ مین طبقہ اعلا کا کمپنین بنایا گیا ہے (باب عالی کی مالی مشکلات کی سرتاپا غلط افواہون کی ہم پچھلے ہفتہ کے اخبار مین بہ خوبی تکذیب کر چکے ہین۔ اوسکا اعادہ فضول ہے۔ اسوقت ابعالی نے چار لاکھ تیس ہزار فوج بحالت جنگ تیار کر رکھی ہے۔ جو ایک منٹ کی اطلاع پر میدان جنگ کو جا سکتی ہے۔ پس جس سلطنت کا خزانہ خالی ہو وہ اتنی بڑی فوج کا یومیہ خرچ کہان سے لا رہی ہے۔ باقی رہی اخبار سٹینڈرڈ کی بکواس سو وہ ایک جنونی کی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکھتی ؎

ماہ نو مے نخاند و سگ بانگ مے زند

ہان اگر کوئی پاگل سلطنت اس صلاح پر کاربند ہونا چاہتی ہو تو وہ بسم اللہ اپنے حوصلہ و قوت کو آزمالے۔ لیکن یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مصر کے اخبارات کو ایک غیر ملک کے فرمانروا پر ناواجب حملے کرنے کے جرم مین بند کیا جاتا ہے۔ تو کیا انگلستان کے اخبارات اس قاعدہ سے مستثنے ہین اسی طرح ممالک غیر کے اخبارات کے ایڈیٹر جب ملکہ معظمہ کی شان مین نامہذب کلمات بکنے کے پاداش مین جیل مین بھیجے جاتے ہین۔ تو مسٹر گلیڈسٹون یا کسی اور سے جو ایسے ہی ناشائستہ کلمات امیر المومنین کی نسبت کہے کیون نہین ویسا ہی سلوک کیا جاتا۔ گورنمنٹ انگریزی کو یہ اصول کہ آنچہ بر خود مپسندی بر دیگران ہم مپسند۔ ہرگز ہاتھ سے نہین چھوڑنا چاہیئے۔ مندرجہ ذیل تار مین مسٹر گلیڈسٹون کی جیسی کچھ بذبانی ظاہر ہوتی ہے۔ ہم کو ہرگز امید نہین کہ آلوقت یا منیر کے ایڈیٹر اس سے بڑھکر کوئی نالائق کلمہ علیا حضرت قیصرہ ہند کی شان مین لکھ سکے ہون۔ کم از کم تہذیب کے اس حصہ مین انگریزی اخبارات اور انگریزون کے سرکردہ اراکین کو وحشی اور نیم مہذب ترکی اخبارات اور اہل سے سبق حاصل کرنا چاہیئے جن کی قلم یا زبان سے آج تک کسی جانی دشمن کے برخلاف بھی کوئی نامعقول اور غیر مہذب کلمہ نکلنے نہین پایا۔ ایڈیٹر۔

لنڈن۔ ۱۱ ستمبر۔ مسٹر گلیڈسٹون اوربابعالی مسٹر گلیڈسٹون کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس مین وہ سلطان معظم کو سفاک اعظم اور خونخوار مجسم بیان کرتے ہین۔ اور لکھتے ہین کہ (اعلیحضرت) سلطان کو جب تک کہ کل طاقتین بوقت ضرورت جبر اور دباؤ کے استعمال کرنے کا ارادہ نہ رکھتے ہون نہائش بالکل فضول ہے ؎

لنڈن۔ ۱۲ ستمبر۔ کریٹ کا جدید گورنر جارجی پاشا موجودہ گورنر اصلاحی تجویز کے مطابق

کریٹ کا عیسائی گورنر مقرر کیا گیا ہے +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

مصر سوڈان کے متعلق سات سٹیمر (دخانی جہاز) پہلی آبشار سے گذر چکے ہین۔ جن مین سے پانچ بمقام سراس پہنچ گئے ہین۔ دریاے نیل ایک فٹ یومیہ کے حساب سے چڑھ رہا ہے۔ درویش بمقام کرمان جو سوارہ سو جہان مصری فوج قابض ہے پچیس میل بجانب جنوب واقعہ ہے۔ قلعہ اور مورچہ تیار کر رہے ہین۔ اور گلولہ سے وہان اور نیز مقام حفیر مکی افواج پہنچ گئی ہین۔ یہ قلعہ اور مورچہ صرف خشکی کے رخ ہی کو روکنے کا کام نہین دینگے۔ بلکہ انگریزی جہازون کے دریا مین سے گذرنے کی بھی مزاحمت کرینگے۔ مصری فوج مین ہیضہ پھوٹ پڑنے اور اس سے بے تعداد سپاہیون کے مرنے سے درویش بہت خوش ہو رہے ہین۔ اور باقیماندہ مصری اور انگریزی فوج کا ستیاناس کرنے کے لئے بڑی سرگرمی سے تیاریان کر رہے ہین۔ اخبار المویدا دی ہے۔ کہ گرمی بھوک ہیضہ اور درویشون کی تلوار دن نے حملہ آور فوج کو جسقدر نقصان پہنچایا ہے۔ سرکاری طور پر اُسکا عشر عشیر بھی پبلک پر ظاہر نہین کیا گیا۔ وہ لکھتا ہے کہ پیشقدمی کے رُک جانے کا بڑا باعث یہی ہے۔ کہ نہ فوج مین سکت رہگئی ہے۔ اور نہ ہی اُسکی تعداد کافی ہے۔ اور نہ ہی رسد کا کوئی انتظام ہے جنرل کچنر پاشا سامان رسد اور فوج کے لئے خفیہ تار پر تار بھیج رہے ہین۔ مگر انکی درخواستون کے پورا کرنیکی کوئی سبیل نظر نہین آتی۔ گرمی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ۱۳ اگست کو بمقام کوشہ سایہ مین پارہ ایک سو تیس درجہ پر تھا۔ گورنمنٹ مصر کو میدان جنگ مین بیس ہزار انسانون کے لئے خوراک بہم پہنچانے کا انتظام کرنا پڑتا ہے ان غریبون کے واسطے جب تک کہ وہ سرحد کے نزدیک اور ریلوے کے قریب رہے رسد کا انتظام کسیقدر بانتظیم اور آسانی سے ہوتا رہا۔ مگر حکام وقت نے آیندہ کی مشکلات اور درویشونکی دانائی کو ملحوظ رکھے بغیر جون ہی اپنے لشکر اور اس کے حوالی موالی کو جنوب کی طرف اور آگے بڑھانا شروع کیا۔ رسد کا انتظام بگڑنا شروع ہو گیا۔ اس بے انتظامی کو پہلے تو ہیضہ نے اور زیادہ بڑھایا۔ اور اب بادو باران کے طوفان سے ریلوے سڑک کی جا بجا شکست ہو جانے نے رسد کی آمد کو بالکل ہی مسدود کر دیا ہے۔ جس سے فوج اور دیگر متعلقین کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ اسی لئے سردار کچنر پاشا نے سخت احکام جاری کر دیئے ہین۔ کہ وہ فوجین جو کوشہ سے جنوب مین مقیم ہین۔ کوئی حالات بیرونی دنیا کو نہ لکھین۔ اور نیز کسی سویلین (غیر جنگی یا ملکی) کو کسی طرح بھی کیمپون مین سے جانے کی اجازت نہ دی جائے۔ سردار موصوف کی اس جابرانہ اور خود مختارانہ کارروائی سے انگریزی اخبارات تک انگشت بدندان ہو رہے ہین۔ پالمال گزٹ کا نامہ نگار چند ایک تمہیدی ریمارکس تحریر کرنے

بعد لکھتا ہے۔ کہ یہی مطلق العنانی تو نپولین اعظم کو بھی حاصل نہین تھی۔ گورنمنٹ انگلشیہ سردار موصوف کو اسقدر وسیع اختیارات دیدینے کا بہت بری طرح سے خمیازہ بھگتیگی"+

المومید کے اس قیاس کو کہ قلت فوج دراصل پیشقدمی کے ملتوی ہونیکا باعث ہے۔ اس تار سے جو ۲۸ ستمبر کو بمبئی سے موصول ہوئی کافی تقویت پہنچتی ہے۔ اسکا مضمون حسب ذیل ہے:۔

"اطلاع ملی ہے کہ اگر اب مہم کو فوج زیر کمان جنرل ایجرٹن سے بہت بڑی ہوگی۔ حکم آتے ہی فوراً سواکن روانہ کرنیکے متعلق بمبئی کے ہر ایک سرکاری محکمہ مین آج کل غیر معمولی مستعدی پائی جاتی ہے +

اس مین کلام نہین کہ سول کا نامہ نگار متعینہ سواکن فواہ کی تکذیب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سواکن کو اور فوج بھیجنے کے متعلق یہان کوئی حکم نہین پہنچا۔ مگر یہ مثل فراموش نہین کردینی چاہئے کہ ؎

تا نہ باشد چیزے کے مردم بگویند چیزہا

ارمنی بطریق اعظم مونسیور ازنسلیان جس نے آرمینیون کو بغاوت پر اکسانے مین بہت کچھ عملی حصہ لیا تھا اپنے عہدہ سے معزول کردیا گیا ہے۔ اور اب وہ غالباً شام کو جلاوطن کردیا جاویگا +

ہفتہ مختتمہ ۲۱ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تار کی خبرین وغیرہ

تار کی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۱۳ ستمبر۔ مہم نیل کی پیشقدمی۔ بمقام کوشہ ایک تو اگنبوٹ کے انجن کے پھٹ جانے کی وجہ سے فوج نیل کی پیشقدمی مین خفیف سا توقف ہوگیا ہے +

لنڈن ۱۴ ستمبر تازہ ترین خبرین مخبرین کہ مصری فوج کی ایک جماعت ہراول بمقام فریگ جو دنقلہ کی پہلی جنگی چوکی مقام کرمان سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچ گئی ہے +

قسطنطنیہ ۱۳ ستمبر قسطنطنیہ کے ارمنی۔ آرمینیون کی انقلابی کمیٹی نے وہان کے چند سفراء کو ایک گشتی چٹھی بھیجی ہے۔ کہ اگر تمام اصلاحات ظلم عظمانہ کی گئین۔ تو پہلے سے بڑھکر باغیانہ نمائش کی جاویگی۔ شہر مین گشت کرنے والی فوج کی تعداد بڑھا دیگئی ہے +

لنڈن۔ ۱۳ ستمبر۔ لارڈ روزبری اور ترکی مظالم۔ لارڈ روزبری (سابق وزیر اعظم) کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس مین وہ لکھتا ہے کہ ترکی مظالم کی بحث فریقانہ مسئلہ نہین ہے۔

(یعنی کہ فریق مخالف حکمران فریق کو زک پہنچانے کے لئے اسکی آرٹلری لڑے ہو۔ گے نہیں اڈیٹر) بلکہ یہ عام انسانیت اور ہمدردی انسانی کا ایک سوال ہے اور اس راہ مین انگلستان پر ایسی ذمہ واری عائد نہین ہوتی جتنی کہ دیگر دول یورپ پر جو اسوقت انگلستان کی چندان بڑی رفیق نہین معلوم ہوتین +

لنڈن - ۱۴ ستمبر - ٹرکی مین عیسائیون کا کشت وخون اور انگلستان کا غیظ وغضب - ارمنی ایجیٹیشن (تحریک) جسے مسٹر گلیڈسٹون - لارڈ ڈرزبری - اور مسٹر اسکوتہ کے خطوط سو جو حال مین شائع ہوئے ہین بہت تقویت پہنچ گئی ہے ترقی کر رہی ہے - اسمعاملہ کے متعلق تحریر کرتے ہوئے ٹائمز پُرجوش ایجی ٹیشن کے اندا دہندہ پھیلانے کو بہت معیوب بتلاتا ہے اور لکھتا ہے - کہ وہ آخر کار بگڑتی بگڑتی فریقانہ (لبرل اور کنسرویٹو کی باہمی) لڑائی تک آپہنچیگی - یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ فوجی مداخلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اور کشت وخون ہونگے اور اگر انگلستان نے کوئی کاروائی کی - تو اس سے تمام یورپ مین باہمی جنگ و جدال شروع ہوجائیگا - پس اس قضیہ کے تصفیہ کے لئے محفوظ طریقہ صرف یہی ہے - کہ دول عظام باہمی نامہ وپیام سے فیصلہ کرین +

لنڈن ۱۴ ستمبر - مہم نیل کی پیشقدمی - وادی نیل کا کل دستہ فوج بڑی سرعت سے آگے بڑھ رہا ہے اور مقام فریگ تک پہنچ گیا ہے +

لنڈن - ۱۵ ستمبر جنگ سوڈان - سوڈان کی حملہ آور فوج کچھ دنون کے لئے فریگ مین مقام کرکے پھر کرمان کو (جو درویشون کی پہلی چوکی ہے) بڑھے گی - درویش مقام کرمان وجغیر کے قریب بڑی بہاری جمعیت مین موجود ہین - چالیس رہ اور بیس سوڈانی سپاہی درویشون کی ایک جماعت کو جو بمقام فریگ رہائش پذیر ہے نکالنے کے لئے بطور ہراول بھیجے گئے ہین +

ایضاً مسٹر گلیڈسٹون و مظالم آرمینیا - مسٹر گلیڈسٹون نے ایک خط لکھکر اس بات پر زور دیا ہے - کہ مظالم آرمینیا کے برخلاف ایک عالی شان جلسہ لیورپول مین کیا جاوے - اُس مین مین بھی شامل ہونگا +

لنڈن ۱۶ ستمبر - ٹرکی کے برخلاف انگریزونکا جوش اور آسٹریا والون کی دھمکیان - پھر قسطنطنیہ مین ایک بیوجہ ہل چل اور تشویش پھیل گئی تھی - کوچہ و بازار یکلخت خالی ہوگئے - اور دکانین بند کردی گئی تھین - آسٹریا کے اخبارات اس شورش سے جو ٹرکی کے معاملات مین سخت اندازی کرنیکی تائید مین انگلستان مین پھیلی ہوئی ہے - نہایت ہراسان ہورہے ہین - اور پھر الزام لگا رہے ہین - کہ موجودہ مصائب کو رہی پیدا کر رہا ہے - اور بڑے دعوے سے کہتے ہین کہ اگر انگلستان نے ٹرکی مین کوئی کاروائی بطور

خود کی۔ تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسے مصر سے نکالدیا جاویگا +

ایضاً۔ لارڈ ہف سبل کا جو بمقام والمرا پنے باپ کے پاس ٹہیرا ہوا ہے ایک خط شایع ہوا ہے جس مین وہ سلطان المعظم کی قبیل حکومت کی برائیان ظاہر کرنے کے بعد بیان کرتا ہے۔ کہ اگر آرمینیون کو یہ توقع دلائی گئی۔ کہ انگلستان اکیلا ہی اُن کی حمایت کریگا۔ تو یہ ان کو مغالطہ مین ڈالنا ہوگا۔ بلکہ جب تک کل یورپ مین انگلستان کیطرح جوش نہ پیدا ہو جائے۔ تب تک کوئی امید نہین ہوسکتی +

لنڈن ۷ استمبر۔ مہمنیل کا جو تہا دستہ بمقام فریک پہنچگیا ہے۔ جہان اب کل فوج جمع ہے۔ مصری فوج حملہ آور کل ۲ ڈویشون کے قریب پہنچ جائیگی +

ایضاً۔ انگلستان و ٹرکی۔ ریوٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ انگلستان ٹرکی کے برخلاف تنہا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہین رکہتا۔ مگر اب آئندہ وہ کبہی ٹرکی کی حمایت بہی نہین کریگا۔ انگلستان دوسری طاقتون کے ساتہہ ملکر کارروائی کرنیکا خواہان ہے۔ لیکن اگر وہ مظالم کو روکنے کے لئے کوئی متفقہ کارروائی نہ کرسکین تو وہ بالکل الگ رہکر یہ توقع کرتا رہیگا۔ کہ خدا معاملات کی صورت بہتر کردے +

لنڈن۔ ۸ استمبر۔ ارمنی انقلاب پسند سازشیون کی گرفتاری۔ سقوطری (من مضافات قسطنطنیہ) مین ایک ارمنی کے مکان سے بہت سے گولے اور نہایت اہم کاغذات پکڑے گئے۔ ارمنی انقلابی کمیٹی کے دو سرغنا و چند دیگر ممبر گرفتار کئے گئے۔ جنہون نے اقبال کرلیا۔ اور کئی دیگر اشخاص کو شریک جرم بتلایا ہے۔ (گوان نمک حرامون کو اب جس وقت سزا ملی۔ تو ایماندار مسٹر گلیڈسٹون صاحب غل مچانا شروع کردینگے کہ وہ قومی شہید گئے) +

لنڈن۔ ۹ استمبر۔ ارمنی شورش۔ اطالین جنگی جہازات ترکی سمندرون مین۔ حالت کے نازک ہوجانے کے باعث تین اطالین جنگی جہاز ترکی سمندرون کی طرف روانہ ہوگئے ہین +

ایضاً۔ انگریزی مداخلت ہونیکا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ مسئلہ آرمینیا کے متعلق انگلستان کے بڑے بڑے شہرون مین جو جلسے ہونیوالے ہین۔ اُن کی ابتدا آج رات برمنگہم اور مانچسٹر سے شروع ہوگئی ہے۔ جہان اس امر پر بڑے زور شور سے تقریرین کی گئی کہ برٹش گورنمنٹ ٹرکی مین مداخلت کرے

ہفتہ مذکور کی دیگر خبرین

مصری گورنمنٹ نے ان اخبارات کے برخلاف جنہون نے اعلیٰحضرت سلطان المعظم کی شان مین بیجا و نادرست کلمات لکہے ہین مقدمات دایر کردیئے ہین +

اعلیٰحضرت کے تخت نشینی کی سالگرہ کی خوشی مین تمام قسطنطنیہ و عثمانیہ مین بڑی دھوم دھام سے جلسے ہوئے

مصر مین ہی کچھہ کم رونق نہ تھی۔ مصری گورنمنٹ کے باضابطہ جشن تہنیت اور دولتلو غازی مختار پاشا کی قایم کردہ جشن کے لئے قسطنطنیہ سے سرکاری آتشباز اور توپچی آئے +

حوران کے دروزون نے سرکشی چھوڑ کر اطاعت و انقیاد کو تسلیم کر لیا ہے۔ انکے تمام بڑے بڑے مشایخ امان طلبی کے لئے سپہ سالار افواج قاہرہ کی خدمت مین حاضر ہوئے +

ترکی اخبارات لکھہ رہے ہین۔ کہ کوئی یونانی گروہ سلطانی علاقہ مین داخل نہین ہوئی۔ یہ خبرین بالکل بے بنیاد ہین۔ اور ان گروہون کا وجود انگریزی اخبارات کے اڈیٹرون اور نامہ نگارون کے دماغون کے سوا اور کہین موجود نہین۔ اسیطرح اس خبر کی جسے رویٹر نے شایع کیا تھا تکذیب کرتے ہین۔ اور لکھتے ہین کہ کسی عثمانی فوج نے بلغاریا کی حد کو عبور کرنے کی کوشش نہین کی اور نہ ابھی کوئی مقابلہ ہوا ہے +

ان جدید آہن پوش جہازات مین سے جو جرمنی کے بندرگاہ کیل مین ٹرکی کے لئے تیار ہو رہے ہین ایک آہن پوش باسفرس مین پہنچگیا ہے۔

ساگرہ تخت نشینی کی خوشی مین وہ تمام قیدی جو دو ثلث میعاد ختم کر چکے تھے۔ حسب الحکم سلطانی رہا کر دیئے گئے ہین +

ممالک محروسہ عثمانیہ اور قطر مصر کے ہر ایک شہر و قصبہ مین کریٹ کے بیکس اور مظلوم مسلمانون اور مقتولین کی رانڈون اور یتیم بچون کیلئے بڑی سرگرمی سے چندہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ اکیلا اخبار المویدہی ۸ اگست تک ۵۳۲½ پونڈ مصری (تقریباً ساڑھے آٹھہ ہزار روپیہ) چندہ جمع کر چکا ہے +

خلیفہ نے گورنر بربر کو سواکم کا تجارتی راستہ کھول دینے کی اجازت دیدی ہے۔ چنانچہ گوند اور ہاتھی دانت جن کی سخت قلت ہو گئی تھی۔ سواکم پہنچنے شروع ہو گئے ہین۔ سوڈانی معاملات کے واقف کارون کا بیان ہے۔ کہ خلیفہ نے اسلحہ اور سامان حرب کی درآمد کے لئے مصری علاقہ سے علیحدہ ایک اور نیا راستہ معلوم کر لیا ہے +

اسکندریہ کے تمام مسلمان تجار نے ایک عالی شان جلسہ کر کے مصری اخبار المقطم کو جو حال حضرت خلیفۃ المسلمین کی ذات مبارک پر ناشائستہ حملے کر رہا ہے یکقلم خریدنا بند کر دیا اور مصری گورنمنٹ کو اسکے برخلاف مقدمہ دائر کرنے کی تحریک کی ہے +

خدیو مصر کی حرم محترم جو سیاحت یورپ کے لئے انکے ساتھہ گئی تھین۔ آسٹریا کے بندرگاہ ٹریسٹ ہی سے خدیوی جہاز محروسہ پر ۲۱ اگست کو اسکندریہ واپس آگئی ہین۔ انکی ورود پر قلعون سے ۱۰۱ توپ سر کی گئی +

اعلیحضرت سلطان المعظم نے وزیر صیغہ مال کو مالی حالت پر رپورٹ تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس مین اس امر کو بالوضاحت بیان کیا جائے گا کہ فنڈ بیباقی کی وجہ سے ترکی قومی قرضہ مین ۱۸۹۰ء سے کس قدر کمی ہوئی +

لنڈن اور لورپول مین وہان کے انگریز نومسلم اور دیگر مسلمانون نے مولود شریف کی تقریب پر عالی شان جلسے کئے۔ جن مین حاضرین نے آنحضرت کے مناقب بیان کئے اور اختتام جلسہ پر بملکہ معظمہ اعلیحضرت امیر المومنین اور دیگر مسلمان فرمانروایون کے جاہ ہائے صحت نوش کئے گئے +

سر ہنری ہیولاک ایلس ممبر پارلیمنٹ انگلستان ان جنگی کارروائیون کو بچشم خود دیکھنے کیلئے جو اطفائے بغاوت کیلئے عملمین آرہی ہین کریٹ کو روانہ ہوگئے ہین۔

کریٹ کے صوبہ سلینوس کے قصبہ قیطانی مین باغی ۱۲۰ ترکی سپاہیون کا محاصرہ کئے ہوئے ہین دول اجنبیہ کے قونصلین نے باغیون کو ہر حرکت سے باز آجانے کے لئے فہمایش کی ہے۔ سپاہیون کے لئے کمکی فوج روانہ کردی گئی ہے۔ ۲۵ اگست کو کئی مسلمانون کی لاشین اور مجروح مسلمان خانیا مین لائے گئے۔ مگر لڑائی کے مفصل حالات ابھی معلوم نہین ہوئے۔

۲۸ اگست کو تقریباً تین ہزار باغیون نے بیس چھوٹے چھوٹے دیہات پر جن مین تین سو زیادہ مسلمان آباد تھے چڑھائی کرکے کئی مسلمانون کو قتل کردیا۔ باغیون نے راستہ مین انتیس دیہات کو جلادیا۔ اور مسلمانونکے ایک ہزار مویشی چھین لئے۔ قصبات کے مسلمان مفصلات مین عیسائیون کی ان وحشیانہ حرکات کو سنکر سخت غضناک ہورہے ہین۔ مگر ترکی حکام انکو باہر نہین جانے دیتے +

عبد اللہ پاشا کی جگہ ابراہیم پاشا فرزند نامق پاشا کریٹ کی جنگی گورنر مقرر ہوئے۔ مگر اب ان کی نسبت بھی عیسائی اخبارات نے یہ شکایتین شروع کردی ہین۔ کہ وہ بلا استمزاج ملکی گورنر (جارجی پاشا) کے جنگی کارروائیان کررہے ہین +

المید راوی ہے کہ اخبارات الوقت اور مینیر گو بظاہر مصری قانون مطابع کی دفعہ ۱۱ کی خلاف ورزی کے جرم مین ۱۰۰ اور انکے اڈیٹر سزایاب ہوئے ہین۔ مگر درصل یہ کل کارروائی لارڈ سالسبری کے ایما سے ہوئی ہے۔ ان اخبارون کے اڈیٹرون سے جسوقت عدالت نے دریافت کیا۔ کہ تم نے جلالت مآب ملکہ انگلستان کی شان مین ایسے نالائق الفاظ کیون لکھے ہین۔ تو انہون نے جواب دیا کہ ان اخبارون مین جو انگریزون کی زیر حمایت ہین (مثلاً مقطم یا مینیران جو بند ہوچکا ہے) اپنے خلیفہ اعظم کی نسبت نہایت ہی گندہ اور مکروہ کلمات پڑھتے پڑھتے ہمارے دل دکھ گئے تھے۔ ہم سے زیادہ برداشت نہ ہوسکی

اور ترکی بہ ترکی جواب دیا +

سوداگران سلانک کا بیان ہے۔ کہ درویش ڈنگولہ مین بڑی تیاریان کر رہے ہین۔ اور کہ بربر کے صوبہ خلیفہ نے جو نیا ملکی گورنر مسمی امیر دورامقرر کیا ہے۔ وہ رعایا کیساتھہ بڑی نرمی سے پیش آرہا ہے جس سے لوگ نہایت حیران اور متعجب ہو رہے ہین۔ اسی طرح سے بربر کے جنگی سپہ لار کے حسن سلوک کی تعریف کی جاتی ہے +

محمود ندیم پاشا سفیر ٹرکی متعینہ دربار وائنا نے فگارو (پیرس کا ایک مشہور باتصویر اخبار) کے نامہ نگار سے حسب ذیل تقریر کی:۔

"مین نہین سمجھہ سکتا کہ مسئلہ کریٹ کی متعلق برابر اب تک کیون اتنا شور و غاغل برپا ہے۔ کریٹ سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا ایک جزو ہے۔ اور اسکی اعلیحضرت سلطان المعظم کے برخلاف بغاوت کردی ہے تم لوگ فضل و معقولات دینا چھوڑ کر ہم کو جیسا کہ ہمارا شاہی حق ہے۔ اکیلے اس جزیرہ مین امن قائم کرنے دو۔ یہ طاقتین ہماری معاملات مین کیون اپنی ٹنگڑی پھنسا رہی ہین" +

ارمنی بطریق خانہ کی کونسل نے وسط اگست مین اعلیحضرت سلطان کی خدمت مین عرضداشت پیش کی کہ تمام آرمینیون کو جو قتل خون اور سنگین جرائم کے مرتکب نہ ہوئے ہون عام معافی عطاء کیجاوے اور ساتھہ ہی انکو بدل عسکریہ کے ٹیکس کا بقایا معاف کیا جاوے۔ اور آئندہ تین برس کے لیئے یہ ٹیکس ان سے نہ لیا جائے ان کی درخواست کا منظور ہونا شاہانہ عفو و کرم سے بعید نہ تھا۔ مگر کیا یہ نالائق اپنے تئین السطان خسروانہ کا مستحق سمجھہ سکتے ہین۔ جبکہ نرمی سے وہ اور زیادہ دلیر ہوئے جاتے اور ہر وقت کوئی نہ کوئی فساد برپا کیئے رکھتے ہین +

مقدونوی باغیون کا سرغنہ بروقاس قتل ڈراسکا گروہ منتشر کردیا گیا ہے۔ ابھی پانچ چھہ اور چھوٹے چھوٹے گروہ مقدونیہ مین موجود ہین جنکا فوج تعاقب کر رہی ہے +

گورنمنٹ انگلشیہ نے ایک اور بلیو بک موسومہ "ٹرکی نمبر ۱۸۹۶ء" شائع کی ہے۔ جس مین مسئلہ آرمینیا کی تاریخ ۵ ستمبر ۱۸۹۵ء تک مندرج ہے +

سلطان زنگبار کے محل کو چالیس منٹ مین اڑا دینے اور سید خالد کی بغاوت کو ایک دن مین فرو کردینے پر انگریزی اخبارات انگلستان کی طاقت و جبروت کے اظہار مین بیحد مبالغہ کر رہے ہین اور لکھہ رہے ہین۔ کہ انگلستان نے کل دنیا کو اپنی مستعدی اور اپنے جہازات کی مضبوطی کا ثبوت دیدیا ہے مگر ہم انسے یہ دریافت کرنے کی جرءت کرتے ہین۔ کہ جب فرنسوا نے لاکھون انگریزون کا ناک مین دم کر

رکھا تھا۔ اور دینی زویلا والوں نے انگریزی علاقہ غصب کر لیا تھا۔ اس وقت یہ طاقت و حیرت کہاں گئی ہوئی تھی؟ انگلستان کے طاقتور ہونے میں کس کو شبہہ ہے۔ لیکن ایک غریب اور کمزور رئیس کے محل کو اڑا دینے یا کسی ہندوستانی رئیس کو کان سے پکڑ کر خارج از ریاست کر دینے سے اُس طاقت کا نہیں بلکہ جبلی کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ زیر دست یا کمزور کو ستانا یا سپر فتح پا کر اترانا جوانمردوں کا شیوہ نہیں ہے باقی رہا بغاوت کو ایک دن میں فرو کر دینا سو ہم انہی اخبارات اور برٹش گورنمنٹ سے پوچھتے ہیں کہ جب ایک زیر حفاظت ریاست کے والی کے مرجانے پر اسکی رعایا کی بغاوت آناً فاناً بڑی سختی و خونخواری سے (کیونکہ گولہ باری سے پانسو نگباری قتل ہوئے تھے۔ اور کسی نے پوچھنے کی جرات نہیں کی کہ کیوں اتنے بے گناہوں کا خون کیا گیا) فرو کر دینا مستحسن و ضروری بلکہ قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر ایک خود مختار فرمان روا کو اپنی رعایا کی بیوجہ بغاوت و فساد کے فرو کرنے سے کیوں باز رکھا جاتا ہے۔ شاید انیسویں صدی کی تہذیب و ایمانداری کا یہی تقاضا ہو +

باب عالی نے دول مشترکہ کی یادداشت کے جواب میں تحریر کیا ہے۔ کہ معزول ارمنی بطریق ازمرلیان کو جلاوطن کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ بلکہ اُسی یروشلم کا بشپ مقرر کیا جاویگا۔ یہ جواب سنکر انگریزی اخبارات بمصداق ؎ چشم بلا ندیدش کہ برکندہ باد عیب نمایدش ہنرش در نظر اس شاہی عنایت کو اب اس طرح تعبیہ کر رہے ہیں کہ تقرری اور ترقی منصب جلاوطنی سے کچھ کم نہیں ہے۔ اور خود بطریق صاحب بھی اپنے گناہگار ضمیر کی وجہ سے جو انسان کو ڈرپوک اور بدگمان بنا دیتا ہے۔ اس تقرری سے انکار کرتے ہیں اور التجا کرتے ہیں کہ مجھے اپنے محل واقعہ سقوطرا میں گوشہ نشینی اختیار کرنے کی اجازت دیجاوے۔ یہ وہی سقوطرا ہے جہاں ۸ ستمبر کی تار مخبر ہے کہ ایک ارمنی کے مکان سے بمب کے گولے اور خفیہ خط و کتابت پکڑی گئی ہے۔ اب شاید اسی سازش کو تقویت دینے کے لئے پادری صاحب سقوطرا میں آسایش رکھنے کی اجازت ملنے کے لئے اسقدر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں +

ہفتہ مختتمہ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۶ء کی تار کی خبریں وغیرہ

تار کی خبریں موہ مختصر حواشی

لنڈن - ۲۹ ستمبر - وادی نیل میں پیشقدمی - جنگ بمقام کرمہ سردار کچنر پاشا نے تار

بھیجا ہے۔ کہ آج علی الصباح انہوں نے بلا مزاحمت مقام کرمہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ دشمن دریاے مغربی کنارے مقام خفیر کو چلے گئے۔ مصریون نے انپر گولہ باری کی اور اسی گولہ باری کی آڑ مین تین اگن بوٹ ڈنگولہ کی طرف روانہ ہو گئے ہین۔ درویشون کا بہت نقصان ہوا۔ اور انکا سٹیمر (دخانی جہاز) غرق کر دیا گیا سردار دشمنون کی خبر کے انتظار مین بمعہ فوج کے کثیر حصہ کو مقام کرمہ مین قیام کرینگے۔

بعد کی خبرین مخبر ہین کہ درویشون نے بہت عرصہ تک توپون اور بندوقون سے سخت آتشبازی کی مگر آخر کار اگن بوٹون کی توپون نے انکو چپ کرا دیا۔ انبوط حلمائی کے کپتان کا لول کو کہنی پر خفیف زخم آیا اور تین مصری بھی زخمی ہوئے +

لنڈن ۱۲ ستمبر ڈنگولہ پر قبضہ۔ مہم نیل کی تازہ ترین خبر ہے کہ اگن بوٹ ڈنگولہ پہنچگئے ہین۔ اور انہونے خزانہ اور غلہ کے لودامون پر قبضہ کر لیا ہے۔ درین اثنا مصری فوج بھی دریا عبور کر کے حفیر کو پہنچ گئی ہے۔ دانسوہ ڈنگولہ کیطرف بڑھیگی۔ فوج واپس بھی ہی راستہ سے آئیگی +

کل کی لڑائی مین درویشون کا سپہ سالار امیر بشارہ سخت زخمی ہوا۔ درویش اپنے بارود میگزین اور گودام غلہ کا بہت سا حصہ جو بمقام خیر تھا پیچھے چھوڑ گئے ہین +

لنڈن ۱۹ ستمبر انگلستان مین آرمینیا کے متعلق شورش۔ لارڈ روزبری کی طرف سے مسئلہ آرمینیا کے متعلق ایک دوسرا خط شائع ہوا ہے۔ جس مین وہ لکھتے ہین کہ مین اس امر سے متفق نہین ہو سکتا۔ کہ انگلستان سلطان المعظم کو معزول کر دے کیونکہ روس کسی سلطنت کو تنہا کارروائی کرنیکا سخت مخالف ہے (لارڈ صاحب اگر روس مخالف بھی ہو تو کیا آپ انگلستان مین اعلیحضرت امیر المومنین کو (خدانخواستہ) معزول کر دینے کی سکت پاتے ہین؟ کیا آپ کو اپنے جانشین لارڈ سالسبری کی جنوری گذشتہ والی تقریر یاد نہین رہی۔ جس مین انگلستان کی بے بسی اور کمزوری کا صاف صاف اعتراف کیا گیا تھا؟ ایڈیٹر) اسکے بعد صاحب موصوف لکھتے ہین کہ گورنمنٹ ٹرکی کی موجودہ قابل نفرت حکومت کا خاتمہ کرنیکے لئے اس طرح سے کہ تمام یورپ مین نائرہ فساد مشتعل نہ ہو جائے بیشک ہر ایک کارروائی کر رہی ہے +

ریوٹر ایجنسی راوی ہے کہ انگریزی اخبارات کا بہت سا حصہ ارمنی مسئلہ پر اب بہ نسبت سابق زیادہ میانہ روی سے بحث رہا ہے اور گورنمنٹ پر ناواجب دباؤ ڈالنے کو پسند نہین کرتا +

لنڈن ۱۹ ستمبر ارمنی مفسدین۔ اُن سازشیون کے قبالات کی وجہ سے جو سقوطرا مین گرفتار کئے گئے۔ پیرا مین (قسطنطنیہ کا وہ محلہ جس مین عموماً غیر مسلم تجار رہتے ہین مترجم) کے گولون کا ایک مہیب گودام دریافت ہوا ہے۔

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ آرمینیا میں جلد بند فساد۔ ترکی آرمینیا سے خبریں موصول ہوئی ہیں کہ پندرہ ماہ حال کو ولایت خربوت کے قصبہ اگران کے ارمنی محلہ پر کردوں نے حملہ کیا اور اسے لوٹ لیا۔ فساد دو دن تک رہا جس میں ۱۰۰ ارمنی مارے گئے۔

ایضاً۔ مہم نیل۔ ڈنگولہ پر پیشقدمی۔ ڈنگولہ سے اگنبوٹ واپس آگئے ہیں۔ وہاں انہیں صرف بوڑھے آدمی اور عورتیں نظر آئیں۔ جہاز والے وہاں سردار کچنر کیطرف سے ایک خط چھوڑ آئے ہیں۔ کہ امیر داود بنصر اور اسکے ہمراہی اگر اطاعت قبول کرینگے تو انکو امان دیجاویگی۔ جہاز والوں میں سے ایک مقتول اور تیرہ مجروح ہوئے۔ کل فوج آج شام کو ڈنگولہ کیطرف روانہ ہوگئی ہے۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ جزیرہ اسود میں روسی تیاریاں۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ روسی بیڑہ جہازات متعینہ بحیرہ اسود سنعدی کی حالت میں کردیا گیا ہے۔ اور تین پلٹن فوج پیدل اوپر سوار کردیگئی ہے کہ اگر روسی نیز متعینہ سلطانیہ ایسا کرنیکے لیئے تار آیا تو وہ باسفرس کو روانہ ہوجائیگا۔

بوداپست۔ (صدر مقام ہنگریا) ۲۲ ستمبر۔ روسی آسٹروی اتحاد۔ بیرن بنسی نے ہنگرین پارلیمنٹ میں شب گزشتہ تقریر کرتے ہوئے کہا کہ روس اور آسٹریا امن پسند پالیسی پر کاربند رہنے پر متفق الرائے ہیں اور مشرقی یوروپ میں کوئی تغیر نہیں واقع ہونے دینگے۔

لنڈن ۲۳ ستمبر ڈنگولہ پر گولہ باری۔ اگن بوٹ ابوقلمہ نے پھر ڈنگولہ واپس آکر مٹی کے دمدموں اور قلعوں پر گولہ باری کرکے انکو مسمار کردیا ہے۔ مصری فوجیں ڈنگولہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر اور درویش فوج سے قریب پہنچ گئی ہیں۔

فرانسیسی اور روسی اخبارات مہم نیل کی کامیابی پر حرف رکھ رہے ہیں۔ اور انگلستان کو متنبہ کررہے ہیں۔ کہ اس فتح سے مسرت نہ ہو۔ کیونکہ مصری مسئلہ کا تصفیہ ابھی باقی ہے۔

لنڈن ۲۳ ستمبر۔ مہم سوڈان۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ مہم نیل میں مصری خزانہ سے روپیہ خرچ ہونے کی جو فرانس نے مخالفت کی ہے اس سے گورنمنٹ مصر کو سخت کفایت شعاری سے کام لینا لازمی ہوگیا ہے۔ جس کفایت شعاری کے باعث مہم کے افسروں اور فوج کو ایسی تکلیف پہنچ رہی ہے کہ روپیہ سے انکی امداد کرنا انگلستان کا فرض ہے۔

ڈنگولہ ۲۳ ستمبر ساڑھے نو بجے شام۔ ڈنگولہ کا فتح ہوجانا۔ مصریوں کے پہنچنے پر درویش بھاگ گئے۔ کئی امیروں نے اطاعت قبول کرلی ہے۔ مصری جھنڈا شہر پر بلند کردیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۳ ستمبر۔ مصریوں نے ڈنگولہ میں چھ توپیں اور سامان حرب اور اجناس کی ایک بہت بڑی مقدار

قابو کرلی ہے۔ اگن بوٹا رفوج سواران و درویشون کا جو صحرا نوج کو دور سے دیکھتے ہی جنوب کیطرف بھاگ اور گھوڑے تعاقب کر رہی ہے +

پلیس تیسرا ارمنی تقریب اور مسٹر گلیڈسٹون کا خط۔ مسٹر گلیڈسٹون نے پیرس کے اخبار فگارو مین فرانسیسی قوم کے نام آرمینو کی حمایت مین ایک چٹھی شائع کرائی ہے۔ اسنے اعلیحضرت سلطان معظم کی شان مین جسطرح بکواس بہت سا ہر اگلا ہے +

لندن ۲۴ ستمبر۔ ارمنی شورش اور مسٹر گلیڈسٹون۔ یونائٹیڈ کو معلوم ہوا ہے کہ آرمینیون کے کشت وخون کے متعلق لورپول مین آج جو جلسہ ہوگا اوس مین مسٹر گلیڈسٹون اسبات پر زور دین گے کہ گورنمنٹ کو مسئلہ آرمینیا کی نسبت کارروائی کرنے کا پورا اختیار دیا جائے اور کل قوم اوسکی پوری تائید کرے۔ اور اگر گورنمنٹ مسئلہ آرمینیا کی نسبت کارروائی کرنیکا ارادہ نرکھتی ہو۔ تو اوسے کم از کم اوس معاہدہ (جسنے معاہدہ قبرس) کی تعمیل کرانیکو ہے جسسے ٹرکی نے خلاف ورزی کی ہے بطور خود کارروائی کرنے کیلیے تیار رہنا چاہیئے۔ بشرطیکہ سوائے اوسکے کوئی اور چارہ نرہ گیا ہو +

(ایضاً) بعد کی تار۔ مسٹر گلیڈسٹون کی آج شام کو لورپول کے جلسہ مین بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کیگئی اوس نے ایک گھنٹہ بیس منٹ کو بہتی ہوئی صاف آواز مین تقریر کی جس کا لب لباب وہی تھا جس کا ناکہ پچھلی تار مین پہلے ہی بتلایا جا چکا ہے۔ مسٹر مذکور نے زور دیا کہ سب سے پہلی کارروائی گورنمنٹ کو یہ کرنی چاہیئے کہ ٹرکی سے قطع تعلق کرلے۔ مسٹر گلیڈسٹون نے ایک سال کی خاموشی کے بعد پھر زبان کھولی ہے۔ کل دنیا کو توقع تھی کہ اس عرصہ مین اوسکی مشتعل الحواسی مین کچھ افاقہ ہوگیا ہوگا۔ مگر افسوس دنیا کو اب ہمیشہ کیلیے اس پیر زبان کے صحت یاب ہونیسے قطعی نا امید ہوگئی ہے۔ مسٹر موصوف پر اس تقریر کی بدولت جو کچھ اون کے ہم مذہب اور ہم قوم عیسائی اخبارات ہی لعن طعن کر رہے ہین۔ ہم اون کو کافی سمجھتے ہین۔ اور اپنی طرف سے اوس پر کچھ زیادہ کرنا ضروری تصور نہین کرتے۔ ان اخبارات کے ریمارکس کا خلاصہ بشرط گنجائش کسی آئندہ پرچہ مین دیا جاویگا

البتہ اس تقریر مین مسٹر گلیڈسٹون نے ایک بات پتے کی کہی ہے۔ کہ انگلستان ٹرکی سے قطع تعلق کرلے۔ حضرت ٹرک اور ان کو جیسا کہ ہم کسی پچھلے پرچہ مین بتا چکے ہین۔ عید سے کہ نہین سمجھین گے جس دن آپ کا فقیر اپنا بوریا بستر اپیٹ تھپہ سنبھال اور اپنے چیلے چانٹون (توپلین وغیرہ) کو ساتھ لے باہر سے چلتا بنیگا۔ ایڈیٹر +

لندن ۲۴ ستمبر۔ مصر نیل۔ فتح دنگولہ۔ چھ توپون اور کچھ رون کی کثیر تعداد کے علاوہ بمقام دنگولہ ترکی فوج کا بھی گرفتار کیے گئے نائب سٹیفرڈ (گورنر جنرل) کے ایک سو اسی سپاہی عنقریب مہم کی کمک

کو لیے روانہ ہونگے اور گلوسٹر (گورہ رجمنٹ) کے ایک سو تیس سپاہی شیبی مصر کو واپس آوینگے۔

لنڈن ۵ ستمبر شورش آرمینیا۔ اور مسٹر گلیڈسٹون کی تقریر۔ مسٹر گلیڈسٹون نے اپنے لورپول والی تقریر مین بیان کیا کہ موجودہ تحریک مسلمانون کے برخلاف جہاد نہین ہے۔ اور نہ ہی سلطنت عثمانیہ کے کل مسلمانون کو مورد نفرین بنایا جاتا ہے۔ بلکہ اگر ارنی مسلمان یا ہندو ہوتے تو بھی انکو انگریزی ہمدردی پر یہی استحقاق حاصل ہوتا کیونکہ موجودہ تحریک خالصا انسانی ہمدردی پر مبنی ہے۔ (حضرت! اگر یہ بات ہے تو کیا مسلمانی بوئر اور شوانیڈ کے دیسیون کو جو ہزارون کی تعداد مین قتل کیئے جا رہے ہین اور زنگباری اور سرحدی مسلمانون یا مورلیون کو یہ استحقاق حاصل نہین تھا جو بیدریغ تہ تیغ کر دیئے گئے۔ افسوس اے تعصب! تو انسان کو کیسا اندھا اور ساتھ ہی مکار اور متملق بنا دیتا ہے۔ ایڈیٹر لبرل اخبارات مسٹر گلیڈسٹون کے ریاکس کی تعریف کر رہے ہین۔ (کیون نہ کرین حضرت اقدس تو اونکے پیر و مرشد اور قبلہ و کعبہ ثمیرے مسلمہ کذاب کے چیلے چانٹے بھی تو اوسکی باتون کو وحی منزل سمجھتے تھے۔ ایڈیٹر) اپوزیشن رویو اخبارات تنہا کارروائی کرنے کو معیوب بتلاتے ہین "نائیٹ" کہتا ہے۔ کہ کم از کم دو سلطنتین (شائد روس اور فرانس سے مراد ہے۔ مگر ہم جرمنی اور آسٹریا کو بھی اون کے ساتھ شامل کرتے ہین۔ ایڈیٹر) ترکی پر دباؤ ڈالا جائیگا ہرگز گوارا نہین کرینگی۔

ایضا۔ آرمینیا مین کشت وخون تازہ خبرون سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۵ و ۱۶ ماہ حال کو کردون نے بمقام اگوان مین جن آرمینیون کو قتل کیا ہے اونکی تعداد ایکہزار سے اوپر ہے۔ اسی ضلع کے مقام دودک مین آرمینیون کے مارے جانیکی خبر موصول ہوئی ہے۔

ایضا مصری فوج۔ سردار کچنر پاشا سپہ جنرل بنائے گئے۔

هفته مذکور کی دیگر خبرین

مصر کے روزنامہ اخبار المؤید کو ۳ ستمبر تک ۴۳۵ پونڈ مصری (بارہ ہزار روپیہ) کریٹ کی مظلوم مسلمانون کے لیئے چندہ وصول ہو چکا ہے۔ وہان کے دوسرے اخبارات نے بھی اوسکی تقلید مین چندہ کی فہرستین کھول دی ہین۔

عراق عرب مین (بقول ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار کے) دو مخالف قبیلون کے باہمی جنگ و جدال بہت کچھ تباہی و بربادی حادث ہو رہی ہے۔ نامہ نگار دریائے فرات پر کشتی مین چند دن سفر کرتا رہا جس کے دونون کناردن پر اکثر و بیشتر مین تازہ لڑائی کے آثار پائے گئے۔ وہ لکھتا ہے کہ ترکی گورنمنٹ نے عربون کو بہت آزادی دی ہوئی ہے

اور اون سے درگذر کر جاتی ہے جس سے وہ بہت دلیر ہو گئے ہین ۔

قسطنطنیہ کے پچھلے فسادمین بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۰ ہزار ارمنی قتل ہوئے اور اونکی لاشین سمندمین پھینک دیگئین ۔

اعلیحضرت سلطان المکرم کی تخت نشینی کی سالگرہ کی تقریب پر لنڈن کی عارضی مسجد مین جو حاجی محمد ڈالی نے رجنٹس پارک مین تیار کی ہے ۔ ایک عالیشان جلسہ ہوا کیپ کولونی ۔ ٹرانسوال ۔ ٹرکی ۔ ہندوستان ۔ مصر اور کہ سطلہ وغیرہ وغیرہ مقامات کے مسلمان بہ تعداد کثیر شامل تھے ۔ حاجی محمد ڈالی صاحب نے سب کو پر تکلف دعوت دی ۔ پر ۔ نیسہ برکت اللہ صاحب صدر انجمن تھے ۔ اونہون نے اندرونی و بیرونی معاملات کی متعلق ٹرکی کی پالیسی پر طول طویل تقریر کرکے اوس حیرت انگیز ترقی کو جو ترکی نوج لیشیا کی درستی و ترتیب مین ہوئی ہے خاص طور پر بیان کیا ۔ اسکے بعد مولوی صاحب ممدوح نے مسئلہ آرمینیا و کریٹ و یونان و مقدونیہ پر مختصر بحث کی اسکے بعد شیخ محمد عمر صاحب سابق فرمانروا دین اور موجودہ عہد حکومت کا مقابلہ کرکے اون قومی عمارتون اور مدارس وغیرہ کا جو پچھلے چند برسون مین تمام ممالک محروسہ عثمانیہ مین تیار اور قایم ہوئے ہین ۔ مجمل طور پر ذکر کیا ۔ اور اسیطرح چند دیگر اصحاب نے بھی تقریرین کین ۔ اختتام جلسہ پر اعلے حضرت امیر المومنین کا جام صحت نوش کیا گیا ۔

اعلیحضرت سلطان المعظم نے دول کی پیشکردہ تجاویز متعلقہ کریٹ کو قبول فرمالیا ہے جو حسب ذیل ہین :-

(۱) زیر حمایت دول ایک عیسائی گورنر پانچ برس کیلئے مقرر کیا جاے ۔ کریٹ کی مجلس کارکن پاس کردہ تجاویز و قوانین کو منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا ۔ اور وہ مجلس کوئی ایسا قانون نافذ نہ کریگی جو اعلیحضرت سلطان المعظم کے شاہانہ حقوق کے نقیض ہو ۔ اس شرط کے رو سے جارجی پاشا موجودہ گورنر صوبہ کا باتفاق گورنر مقرر ہوا ہے ۔

(۲) جزیرہ والون کو اندرونی معاملات مین قطعی آزادی ہوگی ۔ اور اسپیشل گورنمنٹ کو فقط سالانہ خراج دیا جاویگا جو نصف آمدنی کے برابر ہوگا ۔

(۳) پولیس اور مقامی فوجکی از سر نو ترتیب کیجاویگی ۔

(۴) دیوانی مین جو مقدمات ہون اونکی آخری اپیل خانیا کی عدالت اپیل تک ہوسکیگی ۔

(۵) ملکی اور جنگی اقتدار گورنر جنرل کو حاصل رہیگا ۔ مسلمانون کی آبادی چونکہ عیسائیون سے کم ہے اسلیے مجلس مین انکے ممبرون کی تعداد بھی تھوڑی ہے ۔ مگر اونکے حقوق کی کامل نگہداشت کیجاویگی ہے ۔ پہلے یہ قاعدہ تھا کہ جبتک مسلمان ممبرون مین سے دو تہائی کسی قانون سے متفق نہ ہون ۔ تب تک وہ پاس نہ

لہ رئیس بخارا ۔ یہ صاحب اسوقت امیر بخارا کے ایک دوست گو ہر ہین ۔

ہوئے گا ناب شرط از اکا اور انتظام کیا گیا۔ باغیوں نے پہلے تو ان شرائط کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر روسی کونسل اور گورنر نے صاف کہدیا کہ ان عائتوں کو اگر منظور نہ کیا گیا۔ اور جو عیسائی ممبر اتھنز کو چلے گئے ہیں۔ وہ تین دن میں واپس نہ آگئے تو باغیوں کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ اور نہ کانتی سے تدارک کیا جاویگا۔ یہ سنکر باغی راضی ہو گئے۔ اور تمام ممبر باستثنا ایک کے اتھنز سے واپس آگئے۔ لیکن مسلمان عیسائیوں کو بقدر رعائتیں ملنے سے خفا ہیں۔ اور انکی منصوبی پر زور دے رہے ہیں۔ مصر کے اخبارات بھی ان شرائط کو پسند نہیں کرتے۔ انکا بیان ہے کہ یورپ روم کے وسط میں اب یہ آخری حصہ جو سلطنت عثمانیہ کے ماتحت رہ گیا ہے۔ اور عیسائی اسے بھی چھیننے کے درپے ہیں۔ نہر سویز کے جاری ہونے سے اس کی وقعت اور اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ جزیرہ اعلیحضرت کے قبضہ سے نکلگیا (جن رعائتوں کا دنیا ہی امر کا پیش خیمہ ہے) تو طرابلس الغرب بھی بہت جلد کسی عیسائی طاقت کے قابو میں آجائے گا۔ اور شام کے ساحل کو بھی کسی بحری طاقت کے حملوں سے محفوظ رکھنا مشکل ہو جائے گا اور امیرالمومنین کے لیے اور ہزاروں مشکلات پیدا ہو جائینگی۔ کیونکہ اس صورت میں عثمانیہ بیڑہ کے لیے کوئی بحری سٹیشن سوائے بحیرہ ارسورا کے باقی نہیں رہ جائے گا۔ اور جب تک جہازات وہاں سے آئیں۔ دشمن ساحل شام نہر سویز۔ اور طرابلس الغرب کے کناروں پر جو کچھ چاہیں کر سکیں گے۔

مگر ہماری رائے میں اس قسم کے خطرات کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی۔ یہ شرطیں اگرچہ بظاہر عیسائی باغیوں کے حق میں بہت کچھ مفید ہیں۔ اور عیسائی طاقتیں اس جزیرہ کی نسبت اپنے دلوں میں طرح طرح کے خیالی پلاؤ پکا رہی ہیں تاہم ان میں کوئی ایسی شرط نہیں جو اعلیحضرت کو وہاں اپنی فوج یا جنگی جہاز رکھنے سے مانع ہو۔ اور جب تک وہاں کے قلعوں میں ترکی فوج اور بنادر میں جنگی جہاز موجود رہیں۔ کوئی عیسائی طاقت کریٹ پر قبضہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکیگی۔ خیرخواہان سلطنت عثمانیہ کو ہمیشہ یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین اگرچہ دشمنوں کے نرغہ میں بیحد پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اپنی سلطنت کا استحکام اسی میں سمجھتے ہیں کہ لڑائی کے پہلو سے حتی الامکان بچا جائے تاہم کبھی نہیں ہوگا۔ کہ وہ کسی ایسے کاغذ پر جو ان کے شاہانہ حقوق کو باطل کرتا ہو۔ دستخط کریں۔ یا اپنے ملک کا کسی ایسے حصہ کو جس کے قبضہ سے نکلجانے پر دیگر مقبوضات کے لیے بھی اندیشہ پیدا ہو جائے۔ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر کسی دوسری سلطنت کے قابو میں چلا جانے دیں۔ ٹرکی کے اعداء اگر زیادہ طاقت پکڑ گئے ہیں۔ تو ٹرکی بھی غافل نہیں رہی اس نے بھی اپنی حالت کو بہت کچھ درست کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کسی عیسائی سلطنت کو تنہا اس کے مقابل میدان میں اترنے کی جرأت نہیں پڑتی۔ سلطان انغازی عبدالحمید اپنی سلطنت اور قوم کے جہاز کو ایسے مہیب و خطرناک طوفان سے صحیح و سلامت نکال لے جانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ کہ باوجود مخالفت کے یہ ہلکے جھونکے اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ قوم کو انکی خدا ترسی اور حسن تدبیر

پر کامل بھروسہ کہنا چاہیئے۔ اور کل نیک و بد کا اہتمام اون کے زبردست ہاتھ مین چھوڑکر خود اونکے فرمان کی اطاعت کرنے پر دل و جان سے مستعد رہنا چاہیئے اسطرح سے یہ قومی ناؤ ایک ایکدن بشرطیکہ مشیت ایزدی اسکے بخلاف نہ ہو سلامتی کے ساتھ ساحل نجات پر پہونچ جائے گی +

آرمینیون نے ۲۵ و ۲۶ اگست کو دار الخلافت اسلام بول مین بغاوت کی جسکی پاداش مین مفسدین کی ایک تعداد مسلمانون کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی۔ عیسائیون کی ہمت کو دیکھیئے کہ ۳۱ اگست تک اون مقتولین کے پسماندگان کے لیئے لندن مین تین ہزار پونڈ کی رقم روانہ ہوگئی۔ مسلمانون کو بھی کیا کبھی غیرت آئیگی اور انکا خون بھی جوش اخوت سے کبھی متحرک ہوکر اون کو اپنی جیبون مین (جن مین بہت سی خالی پڑی ہین) ہاتھ ڈالنے کی تحریک کریگا؟

قسطنطنیہ مین سفرائے دول اجنبیہ نے اس دفعہ جشن سالگرہ تخت نشینی اعلیحضرت امیر المومنین سلطان الغازی عبد الحمید خان ثانی کے موقعہ پر جو ۳۱ اگست کو ہوتا ہے۔ اپنے اپنے سفارت خانون مین روشنی نہین کی تھی۔ اس واقعہ کو ولایت کے اخبارات اس پیرائے مین ظاہر کرتے ہین کہ جب اعلیحضرت کو سفرا کے اس ارادہ کا علم ہوا تو اونہون نے نہایت آزردہ خاطر ہوکر فوراً توفیق پاشا وزیر خارجیہ کو تمام نمایندون کے پاس روانہ کیا کہ اونکو اس ارادہ سے باز رکھین مگر کسی نمایندے نے روشنی کرنا ملتوی نہ کیا۔ اور جس نمایندے کے پاس پاشا نے موصوف گئے اونسے یہی جواب پایا کہ پچھلے دو چار دنون مین مسلمانون نے آرمینیون پر جو ظلم و ستم کیا ہے۔ تمام یورپ اس سے متاسف ہو رہا ہے ایسے قابل افسوس سانحہ کے وقوعہ کے بعد ہم کبھی خوشی نہین منا سکتے۔ مگر ناظرین کو اطمینان رہے کہ یہ سب اخبارات کی اپنی جدت طرازی ہے۔ اسمین شک نہین کہ ممالک غیر کے سفارت خانون مین امسال چراغان نہین ہوئی۔ مگر اسکی وجہ یہ ہے کہ ۳۱ اگست کو سالگرہ تھی۔ اور ۲۸ کی شام تک آرمینیون کی شورش برابر جاری رہی۔ چنانچہ جمعہ کے دن (۲۸ اگست) جب اعلے حضرت جامع مسجد مین دوگانہ ادا کرنے کے بعد محل سرائے کو واپس تشریف لیگئے۔ اور وہ فوجین جو راستہ مین دو رویہ صف بستہ کھڑی تھین۔ اپنے اپنے کوارٹرز کو جانے لگین تو ایک رسالہ کے اسپر چند ارمنی کود بالمنون نے تین بم کے گولے پھینکے۔ کرنیل صاحب تو بچ گئے۔ مگر تین سپاہی مجروح ہوئے تھے مفسدہ پرداز برابر جاری تھا۔ اور اوس کے انسداد کے لیئے ابھی کوشش کیجارہی تھی کہ سالگرہ کا وقت قریب آگیا اس لیئے اعلیحضرت نے خود فرمان نافذ فرمادیا کہ اس سال ان ناشدنی حادثات کی وجہ سے کوئی جلوس حسب معمول بازارون مین نہ نکالا جاوے۔ اور نہ کوئی محفل و مجلس منعقد کیجاوے۔ لیکن جو لوگ اس موقعہ پر اظہار خلوص و عقیدتمندی کو کسیطرح فروگذاشت نہ کرنا چاہین۔ وہ اپنے اپنے مکانات پر چراغان کرنے پر قناعت کرین۔ جس محلہ مین سفارت خانے ہین فساد کی ابتداء وہین سے ہوئی تھی۔ اور وہین وہ زیادہ عرصہ تک قایم رہا۔ پس سفارت خانون پر

۱؎ جریدہ کریٹک کا آخر مرتب ہوا۔ اور اسکی مفصل داستان کتاب مخابرات پھیلی میں درج ہے۔ شایقین اوسے ملاحظہ فرماکین۔ محمد۔ ایچ سی لاہور یا اور کسی نسخ واقع امرتسر سے طلبی ہے +

روشنی نہ ہونیکا باعث متذکرہ بالا فرمان شاہی و نقص امن کا اندیشہ تھا۔ ورنہ اگر سفرائے دول سے اس وجہ کے باعث جسوا انگریزی اخبارات بیان کرتے ہیں۔ چراغان نہیں کی تھی۔ تو اونکے جہازات اور تمام تجارتی جہازیکسون بیرقون اور جھنڈیون سے آراستہ کیون گئے۔ اونہون نے توپون کی تشکین کیون کی اور اونپر سے جہازات کیطرح کیون چراغان ہوئی؟ اسلیے کہ جو فساد خشکی پر ہو رہے ہے یا جن کے ہو جانیکا اندیشہ تھا۔ اونکے وقوع کا باسفرس مین کوئی خطرہ نہ تھا۔

متعصب عیسائیون کی یاوہ گویان | حضرات ناظرین ایسے باسی کڑہی مین پھر ابال آیا پست ہمت متعصب مجنون دگر بنڈ اولڈ مین انگلیڈ سٹون نے پھر ایک خط شائع کیا ہے جس مین اوسنے خلیفتہ المومنین خادم الحرمین الشریفین سلطان المعظم عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ و حشمتہ کو ڈوکو رتقال کے القاب سے ملقب کیا ہو۔ ایکو رز بری وغیرہ بھی اسکے ہمزبان ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف گلیڈسٹون ہی نے تہذیب مین کمال حاصل کیا ہے بلکہ عموماً سب کے سب عیسائی اسی تہذیب مین ڈوبے ہوئے ہین۔ آہ! ان کمبخت متعصبون کی یاوہ گویان اور تبرہ بازیان حد سے گذر گئی ہین۔ اور ان بیہودہ گویون کا جواب قلم اور زبان سے دینا ناممکن ہو گیا ہے پھر ہے حالات کا ہوش ہاتھون سے کھو بیٹھنا ہے شاید اب وہ وقت بہت قریب آگیا ہے کہ ترکان کو اتمام حجت کے واسطے اسلامی بہادری دکھانا۔ اور اپنے آبائی تہور اور ہاشمی جوش سے کام لینا پڑے۔ اور اپنی شہشہ فاتحگان کو جوہر دکھانے کا پورا موقعہ ملے صاحبو! مسلمان اگرچہ ہزار برباد و تباہ ہو چکے ہین۔ اور اونکی قومی خاصیتین بدلگئی ہین تاہم انکا مذہبی جوش ابتک تازہ ہے۔ ترکون اور عربونکی بہادری تمام دنیا مان چکی ہے۔ اور انگریزی تاریخ و جغرافیہ جو مدارس ہند کے نصاب مین داخل ہے) گواہی دے رہا ہے کہ ترک عموماً ایماندار اور بہادر ہین۔

متذکرہ بالا خطوط مین یہ بھی شائع کرایا گیا ہے کہ یورپ کی اعلے سلطنتین ملکر جنگ کرین۔ اور (خدا نخواستہ) سلطان کا خاتمہ کردین خدا جانے اس تعصب بلکہ ہے کی عقل کہان کھوئی گئی ہے۔ اور یہ ہزیان بکرہا ہے اس خبر دماغ اور اوسکے ہمزبانون نے کیا تاریخ نہین دیکھی۔ کیا وہ یہ نہین جانتے کہ عیسائی ترکون اور عربون سے کبھی عہدہ برآ نہین ہو سکے۔ اور عیسائیون کے علمی و تمدنی استاد کون ہین؟ اگر نہین معلوم تو مجھ سے سنو۔ تمدنی صناعتی اور تجارتی علوم مسلمانون ہی نے یورپینون کو سکھائے۔ ورنہ یہ وحشی کیا جانتے تھے۔ کہ علم کسے کہتے ہین صنعت و حرفت کس جانور کا نام ہے اور تجارت کیا بلا ہے۔ یہ وہی وحشی ہین جن کو پتون سے بدن ڈھکنا بھی نہ آتا تھا۔ یہ مسلمانونکی جوتیون کی ہی طفیل ہے کہ آجکل آدمیون مین شمار کیے جاتے ہین۔ خدا وہ وقت تو یاد دلچے کہ مسلمانون نے آپسے دشمن قسطنطنیہ مقدونیہ وغیرہ چھنے کر بیت المقدس بھی چھین لیا۔ اور قیصر روم ساجیل القدر شہنشاہ اونکے سامنے چون نہ کر سکا۔ کیا آپ کو وہ وقت بھر لگیا کہ مسلمانون سے بیت المقدس لینے کے لیئے تمام یورپ ایکطرف تھا اور سارے

لہ اسلئے واسطے کے لیے دکھو ڈریپر کی کتاب مذہب اور سائنس کا معاملہ۔ جو دفتر جیدہ انجمن لاہور سے لکھی ہے۔

یورپین بادشاہونکی متحدہ فوج نے چرڈ و شیر دل کے زیر کمان جنگ کی۔ اور اکیلے سلطان صلاح الدین نے مختصر فوج سے متحدہ افواج کو ایسے دانت کٹے کیے کہ آخر کار رچرڈ کہہ اٹھا کہ یہ جبتک صلاح الدین زندہ ہے۔ ممکن نہین کہ کوئی شخص اس شہر پر قبضہ کرسکے۔ اسکا فتح کرنا بالکل محال ہے۔ اور جب مشکلین اٹھاتے اٹھاتے تنگ آگیا تو بالآخر عاجزی کے ساتھ صلح کی درخواست کی اور بھاگ کھڑا ہوا۔ اسکے علاوہ سینکڑون مرتبہ مسلمانون اور عیسائیون مین لڑائیان ہوئین اور عیسائیون نے فاش شکستین کھائین۔ مین افسوس کرتا ہون کہ شاید اس ناعاقبت اندیش بڈھے اور اسکے ہمزبان کو کوئی یہ بتانیوالا نہین کہ اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ جس وقت علم جہاد بلند کرین گے۔ اوس وقت روئے زمین کے مسلمانونکی کیا حالت ہوجاویگی۔

سلطان المعظم اور دول یورپ | عیسائی دنیا مین تین خدا کے ماننے والے ایک خدا کے بندون پر جو کچھ ظلم کرین ہوڑا ہی اول اول آپنا

والونکی بغاوت پر خود داغ بڈھا گلیڈسٹون پر پلا موٹھا اور توتلی زبان سے اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ وشانہ کی شان بابرکات مین کیا نہ کچھ گندہ دہانی کر گذرا۔ اور کہہ مٹھہ آرگایل نے اپنی خلطات خیرات مین امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کو کیا کیا نہ برا بھلا کہا اس غیر مستقل حرارت سے تمام فرنگستان ایک جدید خونریزی کی تحریک مین ڈوبا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اور ایک ایک متعصب عیسائی کی آنکھون پر موت کی پٹی بندہی ہوئی تھی کہ اچانک ابن مریم کیساتھ شہید کہلانیکو تیار تھا۔ مگر تھوڑے ہی دنون کے بعد معلوم ہوا کہ ہماری بیہودہ اوازکی طرح جوش کہاکر بوتل ہی مین رہ گئے اور اپنی اس ایجاد کی نظیر مین ایک اور نظیر قایم کی۔

ہلال الرشان کی آگے جو روز افزون بلند آسمان پر ترقی کی سرخی کا کامل ثبوت دی رہا ہی صلیب کے تین ہمرہ دلون اور نو اشارہ بفرنگون والے نشان کی کچھ پیش نہ گئی۔ نازنینان فرنگ جو بجلے تیغ آبدار و غمزہ سحر طریقہ عشاق کو دلپر تحیاتی کیے مین کمال کا رتبہ رکھتی ہین۔ میدان کارزار مین جبری اور بہادر ترکون کے مقابلہ پر اپنے تئین حوصلہ کیا نکالینگی۔ بیچارون نے جونہی اس عثمانلی مشت دکھا کر حسن پرستون کو رام بنالیا ہو وہ ترک جیسے جوان رعنا پرستون کو کیا خاک رکھینگی جن کا قبضہ آرام طلب بانکون کے محاذ پر ہوا ہو۔ ہر گز ترکی سپاہی کو گھرون کو ہاتھ نہین لگنے دیتا ہو کہ وہ دانت پیس پیس کر رہجائین۔ میدان جہاد ہی اونکی تفریح گاہ ہو۔ اور کسی گل اندام معشوق کی آبھرے ہوئے جوبن کیطرح عاشقان سلطان المعظم پر ظاہر ہوتی چلی ہین۔ اور ان شوق صفت ظالمون کے ظلم کی تمام خونین عشاق ترکون کے ایمان منجری ہین۔ یہ کون نہین جانتا کہ مذہب کی آڑ مین دول یورپ ترکی سلطنت کو اپنا شکار بنانیکی تیاریان مین ہین۔ مگر اس طرح مٹی کی دلدل مین پھنکر پھانسنیوالے شیر کا انتظار کرنا ایسون کے اندر سے کسی اونچی آسامی کو تاک جہانک لینا بیوقوف یورپ کی کس پالیسی ملک گیری کی ہوس سے ہرا دون سے جو کسی شوسیل ویلسن کے دل جذبات کا نمونہ ہین۔ اعلیحضرت سلطان المعظم خوب واقف ہین اور دیکھ رہے ہین۔ دول یورپ کیطرف سے ہر بات کا دیکھنا کبھی نرمی اور کبھی زمی سے برابر کر رہے ہین۔

حال کی خبر ہی ہے جو مفسد اور باغی آرمینیون کی جانبداری کی نسبت ظاہر ہوچکی ہین تمام یورپ مین ایک جدید کیفیت مچی ہوئی ہے گلاڈسٹون کی دشنانہ خطوط آرگایل کے نامہربانہ مضامین مدبر بیکی پوپ دیگر محررین اور اخبار سٹینڈرڈ کے مضامین

ایمیکلس شائع ہوے ہین۔ اس بیگم شورش کا عین منشا یہ ہے کہ یورپ کی سات بھیلیان ملکر اعلیحضرت سلطان المعظم کو تخت سے اتار دین اور کچھ بھی نہین۔ مگر ان مشیرون کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ موجودہ سلطان کچھ موم کا بتلا نہین ہے جو یہان سمجھکر کوئی بھی دست اندازی کی جرأت کرسکے۔ یہ یاد رہے عثمانیہ سلطنت کا رئیس تن تنہا شاہ اسلامی خلافت کا امیر المومنین اور باجبروت بادشاہ ہے اس کے ایک اشارہ پر تمام مسلمان اپنا جان و مال فدا کرنے کو فخر اور سعادت سمجھتے ہین اور اسکی پابسی کا پہلو اسلامی جوش کو اور بھی زیادہ لانعرہ اللہ اکبر سے ہم کرتے ہین۔ اس ان ملانی نمونے کے لگے شیر دل پیر ڈاور اسکے تمام بھتیجگی بلی کیطرح دم دبا کر بھاگ جاوینگے۔ تو اب پیر روپ کی تین ساتھ سیدنمونہ والی لڑائیان ملکر حمیدیان کا زار مین کیا ناچ ناچینگی۔ ہان اتنا تو ضرور ہوگا کہ ادہر یورپ سے تمام گہاگر یوالی پلٹین جدید قواعد کے زیر سے آراستہ ہو کر آجائینگی۔ اور اُدہر قسطنطنیہ سے جوان ترکیہ کا لشکر تیرہ سو برس کا کہنہ مشق مقابلہ کیلیے میدان جنت نشان مین صفبانہ کر کھڑا رہیگا۔ اوس وقت تھوڑی دیر کیلیے جانبین کی لشکر کا نظارہ حور و غلمان کی نظارہ سے کسی طرح کم نہین ہوگا۔ اور ہر ایک میں کامستوجب جنت کا حق مہر لبن اور سلسبیل کے بدلے خون کی ندیون مین غوطہ لگاتا ہوا دکھائی دیگا اور اخیر اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ اسکو ناظرین خود سمجھ جرمنی اور سلطان صلاح الدین کی لڑائی کے نتیجے سے سمجھ سکتے ہین*

ہفتہ مختتمہ ۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کی تازکی خبرین وغیرہ

تازکی خبرین مع مختصر حواشی

لنڈن۔ ۲۹ ستمبر (ارمنی شورش) مسٹر گلیڈسٹون کی لورپول والی تقریر کو ممالک غیر کے اخبارات بالعموم ناپسند کرتے ہین۔ اور مسٹر مذکور کی پیشکردہ تجاویز کو ناقابل عمل تصور کرتے ہین*

ایضاً (قسطنطنیہ مین حالت موجودہ) روسی بڑے جہازات آبنائے باسفرس کے دہانہ کیطرف بڑھ رہے ہے قسطنطنیہ مین تشویش اور بے چینی بدستور ہے اور اکثر مسلمان اپنے قبایل کو شہر سے باہر روانہ کر رہے ہین*

قسطنطنیہ۔ ۲۹ ستمبر اعلیحضرت سلطان المعظم نے دست خاص سے ایک خط لکھکر شہنشاہ ولیم والی جرمن کو روانہ کیا ہے ایمپنوکر ایڈرس کے جواب مین اعلیحضرت نے اونکو نیا بطریق منتخب کرنیکی اجازت دی اور موجودہ بطریق جو پادری زمرہ مین سابق بطریق کیجگہ مقرر ہوا تھا۔ ابھی تک قایمقام ہے مستقل نہین ہوا اور نہایت ہی نصف مزاج اور اپنی قوم کے شریر افراد سے جو فتنہ و فساد برپا کر رہے ہین۔ نہایت ہی ناراض ہو۔ تعجب ہو کہ اعلیحضرت ذی ایسے قابل تعریف شخص کو مستقل کرنیکی بجائے نئے بطریق کا انتخاب کی کیسے اجازت دیدی بہرکیف یہ رپورٹر ایجنسی کی یہ جز بقیہ تصدیق قابل اعتبار نہین معلوم ہوتی۔ سلطنت عثمانیہ کو مختلف عیسائی فرقے اپنے اپنے بطریقون کو خود منتخب کرتے ہین۔ گر جبتک بالعالی منظور نکرے یہ انتخاب قطعی نہین ہوتا۔ پولیٹکل جرایم کے مرتکب بطریقون کو بالعالی بمنشا خود برطرف کرسکتا ہے۔ ایڈیٹر*

ڈنگولہ۔ ۲۹ ستمبر (مہم سوڈان۔ درویشون کی بیچینی وسرگرمی) نامہ نگار ڈیلی [illegible]

ف دیلو حساب صلاح الدین جو حمیدیہ ایجنسی لاہور سے مفصل قیمت پر ملسکتا ہے۔

قاہرہ جانے کے لیئے کوشہ کو واپس جا رہی ہے۔ درویشوں کے اوسان بالکل خطا ہو گئے ہین۔ انمین کوئی ترتیب و انتظام نہین رہ گیا۔ اور ام درمان کو واپس ہٹ رہے ہین۔ دوسرا دستہ زیر کمان میجر میکانڈ مقامات الدبہ مراوی اور فندق پر قابض ہونے اور وہان مقیم رہنے کیلئے جنوب کیطرف روانہ ہو گیا ہے ۔

لنڈن ۔ ۲۸ ستمبر۔ خلیوا ورفرانس ٹائیز کا نامہ نگار قاہرہ سے لکھتا ہے کہ خدیو نو سیاحت یوروپ کے دوران مین بمقام پیرس ایم انوٹو فرانسیسی وزیر خارجیہ سے ملاقات کی۔ اور اوس کے ساتھ مصر کی خود مختاری کی نئی تجویز کے متعلق جسے مصری عہدہ داروں نے تیار کیا ہے صلاح اور مشورہ کیا ٹائمز اس پر ایک لیڈنگ آرٹیکل تحریر کر کے لکھتا ہے کہ یہ بجز غلط معلوم ہوتی ہے۔ اور اگر درست ہے تو خدیو ایسے رستہ پر قدم رکھ رہا ہے جس سے اوسے سخت ذلت نصیب ہوگی۔ اور غالباً اوسکے لیئے نقصان اور خطرہ سے بھی خالی نہ ہوگا ۔

لنڈن ۲۹ ستمبر۔ مہدی سوڈان شیخون کی اور ایک تعداد نے جن مین مہدی کے لواحقین بھی شامل ہین۔ سردار کمپنر کے پاس آکر اطاعت قبول کر لی ہے۔ سردار موصوف ام بادر مراوی کے قرب و جوار کا معائنہ کرنیکے لیئے جنوب کیطرف گئے ہین ۔

لنڈن ۔ ۲۹ ستمبر۔ سلطان معظم اور فرانسیسی سفیر۔ آج کے فرانسیسی اخبارات نے لکھا ہے کہ انشیر کیمبن فرانسیسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے سلطان معظم کو دراثنائے ملاقات متنبہ کیا کہ اگر پچھلے فسادون جیسے پھر فساد ہوئے۔ تو یوروپ کو فوجی مداخلت کرنی پڑیگی۔ جس کا مدعا یہ ہوگا۔ کہ اول تو سلطنت عثمانیہ ہی کا خاتمہ بالخیر کر دیا جائیگا اور اگر یہ نہ ہوا تو موجودہ فرمانروا خاندان سے تو کم از کم عنان حکومت ضرور چھین لیجائے گی۔ اسارہ مین یوروپ بالکل متفق الرائے ہے ۔

ایضاً ۔ مہم نیل ۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ قاہرہ مین مسلمانون کے فساد کرنیکے اندیشہ کی وجہ سے نارتھ بروک (کمانڈر) ہمبٹ ڈنگولہ سے قاہرہ کو واپس بلائی گئی ہے ۔

لنڈن ۔ ۲۹ ستمبر۔ ہمہ سوڈان ۔ زار روس نے اتوار کے دن بمقام بالموریل لارڈ سالسبری سے کال ایک گھنٹہ خفیہ گفتگو کی

لنڈن ۔ یکم اکتوبر۔ ہمہ سوڈان ۔ رپوٹر ایجنسی کو اطلاع ملی ہے کہ اس برس مگولہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ نہین ہے کیونکہ مصری مالی حالت نے بیحد کمزور کر دیا ہے مصری انگریز افسر تمام صوبہ ڈنگولہ کا انتظام کرین گے۔ اور پولیس قائم کیجاویگی مصری دستہ کورتہ اور الربہ مین ہمیشہ کیلئے مقیم رہیگا۔ اور مسلح شیمر (خانہ جہاز) دریا مین گشت کرتے رہینگے کرنیل رنڈل غالباً ڈنگولہ کا فوجی افسر مقرر کیا جائے گا۔ انجینیرون اور کلدار توپچیون کے سوا اور کوئی یوروپین فوج سرحد پر نہین رہیگی یلوے قاہرہ میرنکت تیار کیجاویگی اور اس سے آگے جہاز دریا مین چلین گے ۔

لنڈن - ۲ - اکتوبر - مشرقی مسئلہ انگلستان اور دول یورپ - انگلستان کی پولیٹکل جماعتوں کی موسم سرما کی جنگ زرگری باہم شروع ہوگئی ہے - سبکی افتتاح مسٹر اسکوائتھ اور مسٹر رائس کی تقریروں سے ہوئی دونوں (خاکم بدہن ایشان) اعلیحضرت سلطان المعظم کے معزول کرنے پر زور دیتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ بغیر کل یورپ سے جنگ ہو جانیکے لذیشہ کے انگلستان اکیلا فائدہ بخش کارروائی کرسکتا ہے - اخبار ڈیلی میل لکھتا ہے - کہ تمام دول یورپ اس امر پر متفق ہیں کہ مشرقی مسئلہ کو سلح وصفائی سے سلجھایا جاوے -

زنجبار - ۲ - اکتوبر - زنجبار کے تخت کا دعویدار - مدوجزر سمندر کے جرمنی کونسل خانہ میں پہنچ جانے سے فائدہ اٹھا کر سید خالد خفیہ لوہر پر آج جرمن جنگی جہاز موسومہ "تیڈلر" پر پہنچا دیا گیا - مسٹر کینو انگریز کونسل کو انکے اس ارادہ کی پہلے خبر نہ ہوئی اس نے اب جرمنی کونسل کے پاس زبردست احتراض اس کارروائی پر کیا ہے -

لنڈن - ۲ - اکتوبر - زار روس و سلطان المعظم - اخبار ڈیلی میل رقمطراز ہے - کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے روسی جرنیل چکاچیو کے مشورہ پر کاربند ہو کر دس تارپیڈو کشتیاں ڈوارڈ نکر کو روانہ کی ہیں - یہ جرنیل زار اور سلطان المعظم کے باہمی صلاح و مشورہ سے آنائے ڈاڈنلز کی قلعبندیوں اور حفاظتی کاموں کا معائنہ کرنے گیا تھا -

ایضاً - یورپین حالت - لارڈ سالسبری بالمول ہی آج لنڈن واپس آئے - اور پیرن ڈکوسل قونصلیس سفیر اور مانشیوڈی سٹال روسی سفیر سے صلاح و مشورہ کیا -

اعلیحضرت سلطان المعظم کے حسن انتظام اور یمانی سلطنت کے ہر ایک معاملہ کیطرف خاص توجہ رکھنے کی طفیل تمام قلمرو میں زراعت وصنعت وحرفت اور رعایا کی عام خوشحالی میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے - ایک ادنیٰ مثال یہ ہے - کہ جب امیرالمومنین تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تھے - تو دیگر صنائع کی طرح ابریشم کی دستکاری اور پیداوار جس کے لئے ولایت بروصہ کسیوقت مشہور آفاق تھی - بالکل معدوم ہو چکی تھی - لیکن اب یہ کیفیت ہے - کہ ملک کی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد ہر سال لاکھوں روپیہ کا ابریشم ایران اور یورپ کو جاتا ہے -

مصطفےٰ کامل - مشہور مصری حب الوطن نے اعلیحضرت کے جشن سالگرہ کی تقریب پر پیرس میں ایک عالیشان جلسہ کرکے تمام مصری ساکنین کو دعوت دی - اور اختتام دعوت پر سلطنت عثمانیہ کی کمزوری کے اسباب پر مدلل تقریر کرکے مصریوں کو غیرت دلائی کہ جب سے وہ بغاوت کرکے سلطنت عثمانیہ کے اقتدار سے باہر ہوئے ہیں - اسی وقت سے خود بھی مصیبتوں میں گرفتار ہیں - اور سلطنت سنیہ بھی کمزور ہوگئی ہے - اس کے بعد انگریزی قبضہ سے نکلنے اور اپنے ملک کو دشمنوں کی گرفت سے آزاد کرنے سلطنت عظمےٰ سے کامل ربط واتحاد پیدا کرنے - اور ملک کی خوشحالی اور فلاح کے بڑھانے کیلئے صنعت وحرفت کو فروغ دینے - اور تجارتی

اور سوشل انجمنوں کے انعقاد کی رخصت و تحریص دلائی۔ اور آخر پر اعلیٰحضرت امیر المومنین کی ترقی عمر و حشمت و جاہ کی دعا مانگنے کے بعد کل مجلس ادائے تہنیت کے لیے ترکی سفیر ثانیہ پیرس کے خدمت میں حاضر ہوئی +

ہفتہ مذکور کی دیگر خبریں

وادی بالائی نیل من تصادم ریلوے سے ۲۰ مصری سپاہی سخت زخمی ہوئے اور ان کا افسر مر گیا +

المویل مصری روزانہ اخبار ۳ متر تک ۹۳ پونڈ مصری (تقریباً ۱۵ ہزار روپیہ) کریٹ کی مظلوم مسلمانوں کمیٹی اپنے خریداروں سے جمع کر کے کمیٹی امداد مسلمانان کو روانہ کر چکا ہے شروع اگست سے اس چندہ کی کارروائی شروع کی تھی مصر کے تمام عابد و رسا بجائے دیگر ہی فراہمی چندہ میں مصروف ہیں۔ اور انی گرہ سے بھی معقول رقمیں دی رہے ہیں۔

اعلیٰحضرت امیر المومنین نے مظلومان کریٹ کے لیے سابقہ امداد کے علاوہ دو ہزار پونڈ (۳۲ ہزار روپیہ) اور اپنی جیب خاص سے عطا فرمائے ہیں۔ اور گورنر جزیرہ کو حکم دیا ہے کہ مظلومین کی امداد کے لیے جس قدر مال تجارتی جزیرہ میں داخل ہو اس پر چھ فی صدی ۶ فرش محصول لگا دے +

مسلمانان کریٹ کے پانچ ہزار اراکین خاندان عیسائیوں کے جور و ظلم سے لاچار ہو کر منفصلات سے خانیانہ دغیرہ شہروں میں ہجرت کر آئے ہیں۔ اور قریباً بیس ہزار خاندان وسائل نہ موجود ہونے کی وجہ سے اپنے دیہات میں جور و جفا برداشت کر رہے ہیں +

محمد آفندی صفر ایڈیٹر النیر اور یوسف آفندی ایڈیٹر الوقت کو ڈیڑھ ڈیڑھ سال قید کے علاوہ دو دو ہزار قرش جرمانہ بھی کیا گیا۔ عدالت نے جس وقت سزا کا حکم سنایا اس وقت تمام حاضرین میں کہرام پڑ گیا۔ اور نفیر و ملامت کے نعرے بلند ہو گئے محمد آفندی عدالت میں حاضر تھا۔ دوسرا ملزم حاضر نہیں تھا جو غالباً بیروت ہو گیا ہوگا اس کی نسبت غیاب مصری میں حکم سزا سنایا گیا محمد آفندی کے وکیل نے ملزم کی طرف سے نہایت مدلل اور زبردست تقریر کی۔ اور ان الفاظ کو جن کی نسبت بیان کیا گیا کہ وہ فحش اور مخل حیثیت میں۔ فرداً فرداً لیکر ثابت کر دیا کہ وہ فحش نہیں ہے سخت لفظ فاسقہ تھا جو اس میں اس کے معنے خارج ہونے باہر نکلنے کے ہیں صاحب فلوس بطور مثال فسق من امرہ کو پیش کر کے اس کے معنے خروج من امرہ بتا چکے ان مشاہدین سے تمام مصر میں یہ لفظ بولا جاتا ہے ایسے نہیں کہ وہ ملزمان کو جلا لقبہ قیصر ہند کی ذات پر حملہ کرنا پسند کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے کہ اسی طرح ان الفاظ کو بھی جو انگریزی عملیت میں ہو کر خلیفۃ المومنین کی ذات مبارک پر نہایت ہی ناشائستہ حملہ کر رہے ہیں کیوں نہیں قرار دیتی سزا دیتی اس بنا پر میں سب سے بڑھ کر خطاکار اخبار مقطم بیان کیا جاتا ہے لیکن وائد مصری اخبار مذکور میں سے چند فقرات لیکر گورنمنٹ مصر کو شرم دلاتا ہے کہ اعلیٰحضرت کی شان میں ایسے کلمات ناسزا لکھنے والا کیا سزا کا مستوجب نہیں ہے؟ ہر دو ملزمان کی طرف سے عدالت اپیل میں اپیل دائر ہو گئی +

بابعالی نے اپنے پیرو اکو تمام حکم جاری کیا ہے کہ وہ سوائے اشد ضرورت کے عثمانیہ رعایا کے سوا کسی اجنبی کو ملازم نہ

مفرور شدہ ارمنی بطریق از مرلیان جنکی نمکحرامی اور مفسدہ پردازی انتہا درجہ کو پہنچ گئی تھی۔ یہ تعلیم کو زیارت بیت المقدس کے لیئے روانہ ہو گیا ہے۔ یعنی دوسرے لفظون مین اوسکے یہ معنے ہین کہ قسطنطنیہ سے خارج کر شام مین بھیجدیا گیا ہے ٭

المؤید راوی ہو کہ انگریزی اخبارات بالکل غلط لکھے ہین کہ مجمعین افواج مدیر کمان میجر ڈمائیس کا گورنر سٹیٹ کے علاقہ سے جنوب کیطرف سے خرطوم پر حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑہی چلی آرہی ہے۔ اس بطلان اور تردید کی اور سنے وجوہات بھی کافی بیان کی ہین ٭

المؤید مؤرخہ ۲۰ ستمبر رقمطراز ہے کہ خدیو معظم کی حرم محترم ۵ اکتوبر کو جہاز محروسہ پر سکندریہ سے سوار ہو کر اپنے شوہر سے ملاقات کے لیئے بندرگاہ اٹلی ہین جائینگی اور ہر دونون وہان سے اپنے شہنشاہ کی تعظیم کے لیئے آستانہ علیہ یعنی قسطنطنیہ کو تشریف لیجائینگے اور شرف اندوز ملازمت ہو کر اخیر ستمبر تک مصر کو واپس آجائینگے۔ اور خدیو کی والدہ مکرمہ بھی جو آجکل دار الخلافہ مین ہی ہین اونہی کے ساتھ واپس آجائینگی ٭

قسطنطنیہ کے پچھلے فساد آرمینیا کے تعلق جو مزید حالات اون نمکحرامونکی بدمعاشی اور بدذاتی کے معلوم ہوئے ہین اونکو پڑہکر انسان کی کمال درجہ کی نمکحلیت ظاہر ہوتی ہے۔ کئی ارمنی مسلمانون کا لباس پہن کر ڈائنامیٹ کے گولے کپڑون مین چھپائے ہوئے مسجدون مین داخل ہوئے اور کسی قسم کا شبہ ہونے اور مسلمانون کو بھی طرح سے غافل کرنے کے لیئے حوض پر وضو کرنیکے لیئے بیٹھ گئے۔ وضو کے آداب جانتے تھے۔ غلط وضو کرنے پر نزدیک کے مسلمانون نے ٹوکا اور اونکی جواب دہی پر راز افشا ہو گیا۔ کہ یہ ارمنی ہین پکڑے گئے تو سب کے گولے اونکی کپڑون سے برآمد ہوئے اسیطرح ایک جماعت نے ترکی پولیس کے سپاہیونکی وردی پہن لی۔ اور یونانی عیسائیون کے گرجون کو ڈائنامیٹ سے اڑانیکی فکر کی۔ اس خیال سے کہ ایک تو بدامنی پیدا ہو گی اور دوسرے یونانی یہی سمجھکر کہ ترک انکے گرجون کو برباد کر رہے ہین۔ بغاوت برپا کر دینگے۔ مگر حسن اتفاق سے اونکی یہ بیسانہ کار روائی ابھی ظہور پذیر ہونے پائی تھی کہ پولیس اور یونانیون کو آگاہی ہو گئی۔ مجرم گرفتار کر لیئے گئے۔ امید یونانیون کو ایسا اشتعال پیدا ہو گیا۔ کہ سینکڑون آرمینیون کو قتل کر دیا۔ اسیطرح آرمینی کی ایک اور جماعت نے علاوہ کئی مین یہودیون کے مکانات پر حملہ آور ہو کر پچاس یہودیون کو قتل کر دیا جسپر یہودیون نے بھی جواب ترکی دیکر حملہ آورون کا جو تعداد مین سو کے قریب تھے قلع قمع کر دیا۔ سفرائے دول غیر جنہون نے بابعالی کی پاس یہ شکایت کی تھی کہ پولیس نے آرمینیونکو قتل کرنیمین مسلمانون کو مدد دی ہے! یہ معلوم ہونے پر کہ یہ پولیس کے سپاہی در ارمنی پہلے مالس تھے۔ دم بخود رہ گئے ہین۔ لیکن بیتقدس باب حضرت شرمندہ ہونے والے نہین۔ اسکے عوض کوئی اور حیلہ بنا لینگے۔ بیان کیا گیا ہے کہ تین ہزار ارمنی اپنی قوم کی آزادی کے لیئے اپنی جانین قربان کرنیکی قسمین اٹھا کر گرجا سے باہر آئے اور وہان سے مختلف جماعتون مین منتشر ہو کر شہر کے تقریباً تمام محلون مین پھیل گئے۔ پولیس نے انضباط نما کی بعد اونکو

میں شہ نشین اور آرمینیون کے مکانات کی تلاشی لی تو علاوہ دیگر مکانات کے ایک ارمنی زنانہ مکان کے کمرہ سے، بم کے گولے برآمد ہوئے یا بن ہمہ اعلیحضرت ہین کہ درگذر کیئے چلے جاتے ہین، اور عیسائی سلطنتین ہین کہ ان نمکحرامونکی حمایت مین خلافت کو طرح طرح سے تنگ کر رہے ہین۔ اس مرتبہ گورنمنٹ نے جو سب سے سنگین سرار اس بغاوت میں پر اپنے کے لیئے تجویز کی وہ یہ تھی کہ قسطنطنیہ کو آئندہ کے فسادون سے محفوظ کرنیکے لیئے ان آرمینیون کو جو صوبہ بجات سے وار دشہر ہین پھر اپنے گھرون کو واپس کر دیا جاے اور جن کا کوئی گھر گھاٹ نہین اور نہ ہی ظاہرا کوئی سبیل معاش رکھتے ہون۔ انکو جلاوطن کر دیا جائے۔ چنانچہ کئی جہاز ارمنیون سے بھر کر روس اور آرمینیا کیطرف روانہ کر دیئے گئے مگر برے کا کوئی گاہک نہین ہوتا۔ ان عیسائی نیکبختون کو انکے عیسائی بھائیون نے جو ربانی ہمدردی مین زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے تھے۔ اپنے ملک مین اترنیکی اجازت نہ دی۔ ترکی جہاز مجبورًا انکو اب پھر واپس لا رہے ہین۔ ترک کہتے ہین کہ ہم انکو اپنی سرزمین مین قدم رکھنے کی اجازت نہین دینگے۔ انہین کسی اور ملک مین بھیجدیا جاوے۔ افسوس ترکونکی اس رحمدلی نے ان کو ربا طنون کی پاس درجہ دلیر بنا دیا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی عیسائی طاقت انہی ملک سے بدر کردہ باغیون کو اسطرح اپنے جہازون پر سوار کر کے پھرتی؟ ہرگز نہین! وہ تو کل سمندر مین کو عین سمندر مین لے جاکر غرق کر دیتی۔ اور دنیا پر ظاہر کرتی کہ وہ فلان علاقہ مین چھوڑ دیئے گئے ہین۔

۴۔ آرمینیا کے متعلق انگلستان میں شورش اور روس کی دوسری طائفتو کی مخالفت اور ان کو ترکیا کا جواب

۴۔ مارچ ۱۸۷۹ء کے وکیل میں بعنوان "مسئلہ ارمنیا" پر چرچا نظر آتا ہے "ہم ایکعرصہ سے شورش کے اقسام کی تشریح کر کے یہ ثابت کر چکے ہین کہ انگلستان میں ارمنی مسئلہ کی تحریک نہ گورنمنٹ ہی کے ایما سے شروع ہوئی تھی۔ جو اسکی آڑ میں یہ سیاسی اغراض پنہان رکھتی تھی، اب یہی کہتی ہے۔ یہ تحریک مدبج بڑھتے بڑھتے دسمبر گذشتہ میں ایک خوفناک حد تک پہونچ گئی۔ مگر مسئلہ دینی زور دیکر اور ثبوتون کے پیش جانے نے کچھ عرصہ کیلئے انگریزی گورنمنٹ کی توجہ کو اسکیطرف سے ہٹا دیا۔ اور ان جھگڑون سے فارغ ہوکر فروری گذشتہ میں جب گورنمنٹ مذکور نے ارمنی مسئلہ کو پھر چھیڑنا چاہا تو روس کی علانیہ دھمکی اور باقی یورپ کی مخالفت نے اس آتشی حرارت کو فورًا دبا دیا۔ پھر لارڈ سالسبری اور انکی گورنمنٹ نے جو چند ماہ پیشتر تہیہ غلط و منصب میں آ رہی تھی ایسی بے بسی کا اظہار کر کے بظاہر اس مسئلہ سے تو پہلو ہی اختیار کر لی۔ مگر سوڈان پر چڑھائی کرنے اور کریٹ وغیرہ دیگر صوبہ جات (بقول انگریزی اخبارات) فساد کرا دینے سے اس یورپین طاقت کا بخوبی عوض لے لیا۔ ان فسادات سے فارغ ہوکر وہ اس ارمنی مسئلہ کے پھر چھیڑنے کی فکر میں تھے کہ اتفاق سے ارمنی مفسدین نے قسطنطنیہ میں دو ماراضا دیر پا کر نیسے ایک کافی بہانہ انکو ہاتھ میں دیدیا۔ مگر حق تعالیٰ کو کسی کا کام کرانا منظور نہیں ہوتا تو وہ انہی وسائل کو جنہیں کبھی کامیابی کے اسباب سمجھا جاتا تھا۔ ابتری۔ تباہی۔ ناکامیابی کی بواعث بنا دیتا ہے تمکو ام آرمنیوں کی اس دوسری شورش سے دو برس انگلستان کو دوبارا چھا موقعہ ہاتھ آجانیسے یہ لازم نہیں آتا تھا کہ وہ بیٹھ بلا سوچے سمجھے ترکی کے گلے پڑیں۔ انکے لئے لازم تھا کہ یورپ اور اسکی پہلی مخالفت سے تجربہ حاصل کر کے نہایت سوچکر اور تدبر

طریق سے فایدہ اوٹھانیکی کوشش کرتے۔ یعنی کل یوروپ مین اپنی سوسطایٹی نہ چالون سے اپنا عام نیک پھیلاتے۔ مگر چاہ کن را چاہ درپیش۔ وہی انٹیشن جسنے انہون نے اپنی قوت مضبوط کرنے اور ٹرکی کے برخلاف ایک کافی جلد بنانیکے لیئے خود پیدا کیا تہا۔ پیدا ہوجانی دیا تہا۔ اب انکی جان کا وبال ہو رہا ہی۔ اور سرکش گہوڑے کیطرح بے لگام ہوکر انکے اختیار سے باہر ہوجاتا ہی۔ ڈیزریلی گلیڈسٹون اور اونکے چیلے چانٹون نے جو وزرائے حال کی مخالف پارٹی یعنی لبرل گروہ کے سرغنہ اور لیڈر ہین۔ آرمینیو کی حمایت اور ترکونکی مخالفت مین تمام انگلستان مین شورش کا طوفان برپا کر دیا ہے جس سے وہ دو طرح کا فایدہ اوٹھانا چاہتے ہین۔ ظاہر مین تو وہ کہتے ہین کہ یہ کوئی ٹہہرا بدیکی شورش نہین۔ ایک عام ہمدردی اور انسانیت کا سوال ہی۔ مگر جو ہمدردی ان حضرات کو بنی نوع سے ہی وہ کسی ہمدرد سے پوشیدہ نہین ہم بھی بارہا اپنے اخبار کے کالمون مین اسے ظاہر کر چکے ہین۔ اصل بات یہ ہی کہ وہ اپنے لبرل فریق کی حکومت سے علیحدہ ہونے اور کنسرویٹو فریق کو حکمران ہوجانے سے بہت کچہ سٹ پٹا رہے ہین۔ اور موجودہ حکمران فریق کے کمزور اور مجبور کرنیکے لیئے کوئی موقع ہاتھ سے نہین دینا چاہتے۔ وہ جب جانتے ہین کہ ٹرکی کے معاملہ مین تقریباً کل یوروپ انگلستان کی مخالف ہی۔ دول یوروپ اچھی طرح سمجہ گئی ہین کہ انگلستان ہمین کسی فتنہ مین مبتلا کرنیکا ایک نیا ذریعہ ہی۔ نوع انسانی کی ہمدردی محض ایک بہانہ ہی اور مفسدین کی اس بہانہ حمایت خود غرضی سے خالی نہین۔ گلیڈسٹون والا بہی جانتے ہین کہ انگلستان آرمینیو کی حمایت (یعنی اپنی پوشیدہ اغراض کو حاصل نہین کرسکتا۔ مگر ان ہمہ تمام ملک مین عام طور پر اس شورش کے برپا کرنیسے انکی غرض یہ ہی کہ اس طوفان بلاخیز کے برطانیہ کے ہر گوشہ مین پھیلنیسے گورنمنٹ انگلشیہ یا تو قوم کے حسب مشار کارروائی کرنے پر مجبور ہو۔ ورنہ تنہا کسی دوسری طاقت کی مدد کا انتظار کیئے بغیر ٹرکی سے گتہم گتہا ہوجائیگی جس سے اسکو اور ٹرکی کیلیئے سخت مشکلات لاحق ہوجائینگی۔

جسکی تنہایی اور بربادی کے وہ بوجہ مصلحت مذہبی بڑے شوق سے منتظر ہین دوسرے انگلستان کو آخر کار مجبوراً اپنی سخت دولت کیساتھ واپس ہٹنا پڑیگا۔ کیونکہ انگلستان اکیلا کبہی ترکون کا مقابلہ نہین کرسکتا۔ یہ دولت روسوائی کنسرویٹو فریق کیلیئے ایسی ہوگی کہ گویا پھر کبہی انگلستان کا حکمران نہ ہوسکیگا۔ یا بصورت دیگر وزرائے انگلستان جو تمام مشکلات اور اپنی کمزوری سے بخوبی واقف ہین قوم کے حسب منشا کارروائی کرنیسے گریز کرین گے جسکا بھی لازمی نتیجہ یہی نکلے گا۔ کہ وزارت کنسرویٹو فریق کے ہاتھ سے چھن کر پھر ریڈیکل یا لبرل گروہ کو مجاویگی۔ اور ان دونون صورتون مین ہمارا الو ہر طرح سے سیدہا ہو رہیگا۔ غرضیکہ ان ایماندار ہمدردان بنی نوع انسان کا اصلی مدعا اور دلی خواہش تو اس تمام شورش سے یہ ہے۔ باقی باتین سب کہنیکی ہین۔ بیچارے سالسبری اور انکی وزارت یہ کیفیت دیکھکر سخت حیران ہو رہے ہین نہ بنائے رفتن جائے ماندن۔ کرین تو کیا کرین۔ ارمنی شورش کی ابتدا تو ترکی ہی سے لبرل فریق نے اور سکا خمیازہ بھگتنا پڑا ان غریبون کو۔ جن سنہ گزشتہ مین جب حکومت انکے ہاتھ آئی تو موقعہ تہا کہ وہ اس کہل سے اپنی جان چہوڑا لیتے۔ مگر چھڑاتے کسطرح۔ ایک تو وہی خفیہ امپیریل اغراض پیش نظر تہین۔ دوسرے قوم سے وعدہ ہو چکا تہا کہ لبرل فریق کی پالیسی کو قایم رکہا جائیگا۔ غریب سالسبری تو سمجہتا تہا کہ زبانی جوش وخروش اور دور کی گیڈ بھبکیون سے ٹرکی سیاہین اور ہمارا کام مفت مین بن جائیگا۔ مگر افسوس انہین یہ یاد نرہا۔ کہ سابقہ اسی شخص (سلطان اعظم) سے پڑتا ہے جس کی

گشتہ دین اپنے موجد سے تعریف کر چکے تھے۔ کہ کل دنیا مین اس سے بڑھ کر اس وقت کوئی دیندار موجود نہین۔ اس غلطی یا ناواقفیت اندیشی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لارڈ سالسبری اب بھی کہلا گئے ہین۔ کہ انکی تدبیرون اور چارہ جوئیون کو دیکھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ پیر فرتوت گلیڈسٹون کیطرح یہ بیر اتار بھی اب ستر ہ بہتر ا ہو کر تدبر کو جواب دی بیٹھا ہے اپنی طرف سے تو وہ اب چالاکی اور ہشیار و حیل کیطرح جو طرح طرح کی روبہ بازیون سے اپنے کمزور متقدمہ کو زبردست بنانیکی سعی کرتا ہے اپنی کمزوری کو مضبوطی اور کمزوری پیدا کرنے والی اسباب کو تقویت دینے والے ظاہر کرنے مین بیحد کوشش کر رہے ہین اور اگرچہ اپنی شورش نے جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین۔ وزرائے انگلستان کو سخت ترغیب مین مبتلا کر رکھا ہے۔ مگر ہمارے فرزانہ وزیر خارجہ سے سلطان المعظم اور دول یورپ کے سامنے اس پیرایہ مین ظاہر کر رہے ہین۔ کہ تمام قوم انگریز محض بوجہ ہمدردی بنی نوع انسان آرمینون کے کشت و خون سے سخت بیزار اور غضب آلود ہو رہی ہے۔ اور یہ امر یورپ سے پنہان نہین کہ انگریزون جیسی قوم کا بگڑنا ٹرکی کے حق مین کیا کچھ مضر ہے۔ یہ سب سچ! مگر یورپ والے سلطان تو سمجھ گئے ہین۔ کہ مسٹر گلیڈسٹون اور انکی اقتصی قلمی گھوڑے، اوٹر الو والون اور زبانی لن ترانیان دکھانیوالون یا انگلستان کے تاجرون اور زراعت کش مزدورون (جو قوم انگریز کا جزو اعظم ہین) سے یہ کبھی ہو ہی نہین سکتا کہ وہ تلوار اور بندوق پکڑکر ٹرکی کے مقابل آکھڑے ہون۔ انگلستان کے پاس کل کائنات تو وہی دو تین لاکھ فوج یا جنگی جہازات ہین۔ جو اکیلے ٹرکی کی جنگی طاقت کی چوتھے حصہ کا بھی خشکی پر مقابلہ نہین کر سکتے۔ چنانچہ خود لارڈ موصوف اپنی فوری والی تقریر مین اس امر کو تسلیم کر چکے ہین۔ پھر ٹرکی اور یورپ کل انگریزی قوم کے بگڑنیسے خائف ہو تو کیونکر اور اسکی کچھ پروا کرے تو کسطرح ؛

لارڈ موصوف کی دوسری تدبیر اب یہ تھی۔ کہ یورپ کی طاقتون کو اپنے ساتھ متفق کر کے ٹرکی کے برخلاف کر دیا جاوے۔ اور اسبارہ مین روس کو بالخصوص اپنا طرفدار بنایا جاوے۔ عام مثل ہے کہ **من جرب المجرب حلت به الندامتہ**۔ انگلستان کو خوب معلوم ہے کہ کل دنیا مین اسکے اغراض و مقاصد کا دشمن اگر کوئی ہے تو روس ہی ہے پھر اسکو دوست بنانیکی سعی کرنا خیال باطل نہین تو کیا ہے۔ پرنس بونباٹ کی فوت ہو جانے اور زار روس کے نوعمر ہونے اور اسکی انگلستان آنیسے لارڈ موصوف بہت کچھ امید رکھ بیٹھے۔ کہ ہم اس جن کو کسی طرح اپنے افسون کی شیشہ مین اتار لینگے مگر بونباٹ کا یہ برسون کا پڑھا یا ہوا سبق کہ ٹرکی سے بگاڑ کر روس کیساتھ کبھی مفید نہ ہوگا۔ اسکی اغراض کی بہتری اسی مین ہے کہ ٹرکی سے اتفاق رکھا جاوے۔ اور اسکو دوسرے دشمنون سے بچایا جاوے۔ چند دنون مین فراموش کرا دینا کوہ قاف کو اوٹھا کر انگلستان مین لے آنیسے کم نہ تھا۔ مانا کہ زار نوعمر ہے مگر وہ ایسا نادان بھی نہین کہ اپنے رقیب کی چٹکی بانون مین آجاوے۔ چنانچہ بدوران قیام انگلستان گو زار سے لارڈ صاحب نے بہت کچھ خفیہ گفتگو مین کین لیکن نہین اپنے حصول مقاصد مین خس برابر کامیابی نہ ہوئی۔ اور زار چند روز جلسے اور دعوتین اڑا کر فرانس چلتے بنے جنابِ ملکہ کیساتھ ملاقات کی خاص طور پر کوشش کیگئی تھی مگر اسے نہ ہو سکا تو دوسری سلطنتون سے کب اس امر تدبیر مین بھینٹ کی توقع ہو سکتی ہے

فرانس کبھی روس کی مایسی سے خالی نہیں ہوسکتا تیسرے جرمن سلطان کا ذاتی دوست ہی اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ جرمنی کی گورنمنٹ اور ملک انگلستان کا کس وجہ کا مخالف ہی۔ اٹلی کو اگر بقیہ مین کچھ ملک دی دلا کر انگلستان کی اتباع طرفدار بنایا ہوا ہے مگر اول تو وہ اپنی متحدہ سلطنتون (جرمنی و آسٹریا) سے الگ ہوکر کبھی انگریزون کا معاون نہین ہوسکتا۔ دوسرے جو قسم ملا ہوا ہے وہ پہلے دونون جنشیون نے اوسکی سخت سے چھین لیا۔ پس جس لیے بہ الاحتیاط ظہ پہ دار و مدار تھا جب وہی ہاتھ سے جاتا رہا تو بہ الاحتیاط دینے والا کب خاک کا خاطر رہیگا۔ علاوہ ازین وہ بیچارا اندرونی مشکلات مین یوں موقت ایسا مبتلا ہو رہا ہی کہ اوسے اپنی ہی ٹڑی کی خیر سنانا ضروری دکھائی دے رہا ہی اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ روس سے اسے بھی شاہ جرمنی کیساتھ صلح و صفائی کرا دینے کا وعدہ کرکے اپنے آغوش مین لیلیا ہی۔ اور اب روس کے خلاف منشا ہرگز کوئی کارروائی نہین کریگا۔ رہا آسٹریا۔ سو اوسکی کیفیت بھی آگے چلکر منکشف ہوجاویگی۔

اسکے علاوہ لارڈ صاحب کی ایک اور تدبیر بھی سنیئے جو انکی بھولا پن اور سادہ مزاجی کی بین شہادت کہی جاسکتی ہے انڈن کے اخبار ٹیلیگراف نے جس وقت (نصیب اعدا) سلطان اعظم کے معزول کر دینے کی تجویز مشتہر کی تو سب سے اخبار دیر کی مقال نامی اور دیوانگی کا نتیجہ قرار دیا تھا۔ اور اوسکی ایسی بیہودہ بیان کو مجنونانہ ہذیان سے زیادہ وقعت نہ دیگئی تھی بالایت کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ یہ تحریر بھی خاندان مذکور مین لارڈ صاحب ہی کی ایما سے لکھی گئی تھی جس سے اوکی غرض یہ تھی کہ دول یورپ سے تو ہم درپردہ مشورت کر ہی رہے ہین۔ آدیورپ کی عام رائے کا بھی اس تجویز کے متعلق اندازہ کرین کہ وہ ہمکس نگاہ سے دیکھتی ہے یورپ کی پبلک (عام رائے) نے جس نگاہ سے اسے دیکھا۔ وہ بھی ظاہر ہے کہ آسٹریا و ہنگری مین جو انگریزون کی بہت بڑی دوست سمجھی جاتی ہے جب یہ اخبار پہنچا تو چارون طرف سے نفرین و ملامت کی صدائین بلند ہوئین۔ آسٹرین نراد گورنمنٹ نے ہی انگلستان کی سعاہت و کم عقلی پر محمول کیا۔ اور وہان کے تمام اخبارات نے یکزبان ہوکر ٹیلیگراف کی مذمت اسکے محرکین کو متنبہ کر دیا کہ سلطان اعظم کوئی ہندوستانی راجہ یا نواب نہین کہ انگلستان اوکو تخت سے اتار سکے۔ اور بالفرض محال اگر تمام یورپ بھی متفق ہوجاوے۔ اور وہ سلطان اعظم کو جبراً تخت سے اتارنیکی کوشش بھی کرے تو اس صورت مین جو شدت و خون ہوگا کیا آرمینون کا کشت خون اسکے سامنے کچھ حقیقت رکھیگا۔ کیا انگلستان کی ہمدردی بنی نوع انسان اور تہذیب کا یہی تقاضا ہی کہ وہ خونخواہی کی خاطر ایسے ایک جائز حکمران کے معزول کرنیکی کوشش کرے جو یا مین خون کی ندیان بہانے کو گوارا کرتا ہے؟ اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ تمام یورپ اسکی خود غرضی سے آگاہ ہوگیا ہے۔ اور اگر وہ اب بھی اپنی شرارتون اور ٹڑی مین فتنہ و فساد کرانیسے باز نہ آیا۔ تو اوسے جو آمصرے نکالدیا جاویگا۔ روسی اخبارات نے بھی ہم آہنگ ہوکر آسٹرین اخبارات سے اتفاق کیا۔ جرمنی کے اخبارات نے تو لن ملین کیا وہ ان سب سے بڑھ کر تہدید ایک جرمنی اخبار ٹیلیگراف نے اتفاق کرنے پر گورنمنٹ کی طرف سے درپردہ اسکے کان اینٹھے گئے کہ اخبار دوسری ہی دن اپنا رخ بالکل بدل لیا۔ اور سیدھی راہ پر آگیا۔ ان جرمنی کے بعض چھوٹے چھوٹے پبلک اخبارات اور فرانس کے صرف دو چند ہی پرچے یا وہ اخبارین کہ ارمنی مفسدین کی پشت پر تھے مین آرمینوں کا سقدر مالی

بنے ہوئے ہین جو قلقار خانہ مین ملی کی آواز سے زیادہ وقعت نہین رکھتے۔ الغرض یورپ کی عام رائے معلوم کرنے مین لارڈ صاحب کو یہ صلواتین سننی پڑین۔ رہی گورنمنٹون کے ساتھ خفیہ خط وکتابت اس سے جو خفت اور سبکی حضرت کو حاصل ہوئی وہ انکا دل ہی جانتا ہوگا۔ اس ناکامی و خفت کے بعد مناسب تو یہی تھا کہ وہ اس سودائے خام سے باز آجاتے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ نصیب قمار باز کیطرح جو ہر ایک ہار کے بعد جیتنے پر اور زیادہ مشتعل ہوجاتا ہے۔ وزرائے گلستان بھی بجائے ہر ایک خفت و ناکامی سے اور زیادہ مشتعل ہوکر اپنی طرف سے تو پچھلی بدنامی اور سبکی کے مٹانیکی کوشش کرتے ہین مگر مشتعال مین ہمیشہ ناکامیاب رہنے کا جو یہ قاعدہ ہے اس سے کبھی مستثنیٰ نہین ہوتے۔ ہمین اندیشہ ہے کہ کہین اس ہارے ہوئے قمار باز کیطرح جو ہر دائو پر اپنے کل پچھلے ہارے ہوئے مال و دولت کو واپس پانیکی خیال مین شرط کو بڑھاتا جاتا ہے۔ اور آخر کار بیک بینی و دو گوش ہجاتا ہے ہماری وزرا کو بھی یکے بعد دیگرے شماتت ہمسایہ کا مصداق ہونے پڑے چنانچہ یورپ کیطرف سے مایوس ہوکر اب انگریزی و برین پر اسی کو تاختہ اندیش ترکی برال باٹی کیطرف متوجہ ہوئے ہین جس سے پچھلے دنون خاص دارالخلافہ مین گورنمنٹ ترکی کے برخلاف بہت کچھ کوشش کرالی گئی تھی اور اسکی اکثر افراد کے خارج الوطن کیے جانے پر پیرس اور صدر مین انہی ترکی اور عربی زبان مین مبنی بر اجمالات قلم و قمامیہ مین فساد برپا کرنے جاسکی غرض شائع کرائی گئے تھے مگر وہ بزعم خود مکالمہ رقوم رفتہ رفتہ اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے۔ اور انکا سرغنہ مکرم مراد نامزد ظاہر ہوکر نکالدیا گیا۔ اب پھر انہی مکرام کو جو پیرس مین ہے اپنا آلہ بنانیکی کوشش کیجارہی ہے اور خاص دارالخلافہ مین بھی ترکون کو سلطان المعظم کے برخلاف مشتعل کرنیکی تجویز ہورہی ہے۔ مگر کیا لارڈ سالسبری کو یہ معلوم نہین ہے کہ جسطرح علیحدہ جزیرہ ہند سو سے زیادہ چند مکرام متعصب مسلمانون کے تمام رعایا ہین جہان سے زیادہ غریب سمجھے جاتے ہین اسیطرح کل قوم عثمانیہ اور کردہ و عرب باستثنائے چند مکرام برہمنون کے اپنے امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین کے سچے جان نثار اور فدایان بردار ہین اور جسطرح ہندین باوجود صدہا سجات متحدہ جدید عظیم الشان ملک کی درپردہ و علانیہ امداد کے ہماری قیصرہ ہند کا بال بیکا نہین کرسکے اسیطرح بداندیش لبرل ترکی بھی خواہ آہ و یا ویورپ انکا مددگار و معاون ہو جائے ظل اللہ کی ذات بابرکات یا انکی حکومت کے برخلاف کچھ نہین کرسکین گے۔ گو چند کوتاہ اندیش انگریزی اخبارات یا ہمارے بعض ناعاقبت بین وزرا اپنے رعایا کیسے ہی ہوائی منصوبے باندھتے ہین۔ کوئی صاحب یہ سوال کرین کہ خود ترکون ہی کے ہاتھ سے معزول کرادینے کا خیال ان حضرات کو کیونکر ہوا۔ بات یہ ہے کہ اس صدی مین ترک بغیر یورپ کی امداد کے چار سلطانون کو معزول کر چکے ہین۔ سلطان سلیم ثالث کو ۱۲۲۱ھ مین سلطان مصطفےٰ رابع کو ۱۲۲۳ھ مین سلطان عبد العزیز اور سلطان مراد خان کو ۱۲۹۳ھ مین جس سے ان حضرات نے سمجھ لیا ہے کہ اگر موجودہ امیر المومنین کو بھی کوئی معزول کرسکتا ہے۔ تو وہ ترک ہی ہین۔ اس مین کوئی کلام نہین کہ اگر کل قوم متفق ہو۔ اور شیخ الاسلام فتوے دیدین۔ تو زبردست سے زبردست سلطان فوراً معزول کیا جاسکتا ہے۔ مگر سب سے پہلے تو یہ دیکھ لینا چاہیے کہ سلطان عبد الحمید سے بڑھ کر آجتک کوئی خواہ ترک ہو یا غیر ترک مین ہر دلعزیز بھی ہوا ہے۔ مورخ جلال الدین افندی امیر المومنین کا کیسا جانثار ہے کیا

سلطان اعظم کی طاقت و قوت کا اندازہ بھی کر لیا ہے۔ کوئی شخص ہے جو اون سے بڑھکر سلطنت کے جزو و کل حالات سے واقف ہو؟ کیا لارڈ موصوف کو یہ معلوم نہیں کہ جسطرح انگریزی رزیڈنٹون کو وہ تمام باتین جو کوئی راجہ یا نواب یا دہی رات کو اپنی سی نہایت ہی مستور اور چھاتی بیوی سے کرتا ہی معلوم ہو جاتی ہین۔ یا امیر عبد الرحمن خان کو اپنی رعایا کے ایک ایک فرد بشر کی حرکات و سکنات کی اطلاع ملتی رہتی ہے اسطرح سلطان اعظم کو بھی اپنی سلطنت کی ذرہ ذرہ معاملات کی خبر ہو پہنچتی رہتی ہے پس اسبارہ مین بھی جو کامیابی لارڈ موصوف کو ہو سکتی ہے وہ کسی عقلمند سے پوشیدہ نہین۔ انگریزی وزراء کی ان بزدلانہ حرکتون اور کمینہ حیلون سے یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہماری گورنمنٹ ٹرکی کی بالعموم اور اعلیحضرت کی ذات اقدس کی بالخصوص ایسی کیون مخالفت ہو رہی ہے اور اس مخالفت کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ان دونون باتونکا اپنے اخبار کے گزشتہ نمبرون مین ہم کئی دفعہ جواب دیچکے ہین یہان بالاختصار صرف اسقدر بتا دینا کافی ہوگا۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کی دوستی ٹرکی کو بالمقابلہ کسیونت بھی فی نفسہ خالی نہ تھی۔ مگر جنگ کریمیا کے وقت تک ٹرکی کا کھلم کھلا دشمن بھی نہین کہہ سکتے تھے۔ ہندوستان و غدر کے بعد انگریزی پالیسی کا رخ بدلنا شروع ہوا۔ اور اسکا علم تو کون کو ۱۸۷۷ء کے جنگ روس و ترک مین اور اسکے بعد اس وقت ہوا جب کہ انگریزون نے جزیرہ قبرس لیلیا۔ اور کئی ایک اور صوبے دوسری سلطنتون کو دلا دیئے۔ اس علم کے ہونے پر سلطان اعظم نے بھی کشیدگی اختیار کی۔ اسپر انگریزون نے تلافی مافات کرنیکی بجائے کھلم کھلا مخالفانہ رویہ اختیار کرکے مصر پر خود قبضہ کر لیا۔ ٹیونس فرانس کو اور سوڈان کا سمندری علاقہ اٹلی کی سپرد کر دیا۔ سلطان کمزوری کیوجہ سے خاموش رہے۔ لیکن انہون نے کسی نہ کسی وقت اپنا بدلہ لینے کیلئے یورپ کی دیگر سلطنتون سے اتحاد پیدا کرنے اور اپنی طاقت مضبوط کرنے مین بھی کمی نہ کرنی شروع کر دی۔ یہ بات انگریزون کو ناگوار گذری۔ اور انہین اندیشہ پیدا ہوا۔ کہ اگر یہ طاقت سنبھل گئی تو ہضم کیا ہوا مال اگلنا پڑے گا۔ اسلیئے انہون نے سلطان المعظم کے لیئے مشکلات پیدا کرنی شروع کر دین۔ بدین خیال کہ ایک تو اس مخمصہ مین مبتلا ہونیسے وہ اپنی سلطنت کی طاقت مضبوط کرنیسے قاصر رہین گے جس سے ممکن ہے کہ تنگ آکر ہمارے درخواستین مان لین۔ جو غالباً مصر اور کریٹ کے حوالہ کر دینے ہندستان تک ریلوے بنانیکی اجازت ملنے وغیرہ وغیرہ امور کے متعلق ہونگی۔ دوسری یہ کہ یورپ کی دیگر سلطنتین جو اور مہمون مین انگلستان کی ترہیب مین کر اس شکار مین جو اب تک اس اکیلے کے قبضہ مین تھا حصہ بخرہ لینے کو تیار ہو گئی ہین۔ یورپ ہی کے معاملات مین مصروف رکھ کر اد ہر سے غافل ہو جائینگی۔ لیکن جب انہون نے دیکھا کہ سلطان المعظم کے تدبر و لیاقت کے سامنے ہماری کوئی تدبیر پیش نہین جاتی تو اب آخری چارہ یہ سوچا کہ جسطرح از تخت علیحدہ کرا دیا جائے۔ مگر یہ سب تدابیر سوختہ کا الٹی پڑتی نظر آ رہی ہین۔ اور یورپ کی تدبرون کی طرف سے بدظن ہونیکی بجائے دن بدن انگلستان سے بدظن ہو رہا ہے اس مخالفت کا آخر کیا نتیجہ ہوگا۔ کہ ٹرکی کیطرح انگلستان بھی یورپ کی خود غرض اور طماع سلطنتون کی حرص و آز کا آماجگاہ بن کر شکار غلیظہ مین گرفتار ہو جائیگا۔ کیونکہ قدرت نے ٹرکی اور انگلستان کو ایک دوسرے کا دشمن ہونیکیلئے موضوع نہین کیا اور ان دونون کی ترکیب اور وضع ہی ایکی مخالف ہے اور قدرتی طور پر دونون کا باہم رفیق بننے ہی مین دونون کے مفید ہے۔

کیا اعلے حضرت سلطان اعظم سلطان عبدالحمید خان خلیفۃ المسلمین ہیں؟

مدراس کے اردو اخبار وطن میں مسلمانوں کے ایک جلسہ کی مختصر کیفیت ۱۲ اکتوبر کے پرچہ میں درج ہو چکی ہے جسمیں اہل جلسہ نے ہندوستانی و انگریزی اخبارات میں جانشین مسلمین کی شان میں نامناسب کلمات لکھے جانیکی مخالفت میں پروٹسٹ پاس کرکے گورنمنٹ ہند کے پاس بھیجا ہے اور ہمارے معقول روش کے برخلاف کرنیکی استدعا کی تھی۔ یہ درخواست اور مسلمانوں کی خفگی بنظر اتم ایسی معقول اور واجب تھی کہ یہ کبھی امید نہیں ہوسکتی ہے کہ کوئی ذرا بھی یا اخبار جسمیں انسانیت کا ایک ذرہ بھی موجود ہو مسلمان مدراس کی اس کارروائی کو گوارا کرنے کی درخواست کا قبول کرنا گورنمنٹ کے اختیار میں ہو نا ہو قابل گرفت سمجھتا مگر انگلستان کے مسلم الثبوت جنونی اور بہادر سپرٹ ہندیوں کے بجائے خود رہے خود مسند ستائی کی ایک نگلو انڈین اخبار سیتے لاہوری سول نے اپنے پرچہ میں انسانیت کی انتقاد کو جو اسمیں موجود ہے اور بلا تعظیم پامال کرکے ڈربان نثار رہا یا ہے فیلنگز کی اوس پاسخاطر اور حضور قیصرہ ہند کی واقعی خیر خواہی کو جو اوسکے ملحوظ خاطر ہے بہ خوبی ظاہر کر دیا ہے۔

انگلستان کی اکثر اخبارات اور متعصب افراد ہمارے حضرت کی شان میں بہت سخت سست لکھنے پر بھی ایک طرح معذور سمجھے جاسکتے ہیں وہ چار وانگلت کی عیسائیوں سے گھرے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کی تعداد وہاں ہیں کہ اونکے خیالات و جذبات کا شاہد اور انداز نہیں کرسکتے بلکہ ایسی اخبار کو جو ہندوستان اور پھر ہندوستان کی ایک ایسی حصہ میں جہاں زیادہ تر مسلمان آباد ہیں جسکے اردگرد و نواح میں اسلامی علاقہ موجود ہوں اور جس اخبار کو اردو زبان میں خیالات کیا ہی غلط کیوں نہ ہو اعلوم انسانی ہم سرکاری پرچہ سمجھتے ہوں مسلمانوں کے دل دکھانیوالا کلمات لکھنا اور خواہ مخواہ ہی بحث کی چھیڑنے کو کبھی قابل درگذر نہیں سمجھا جاسکتا اور اس سے کبھی چشم پوشی نہیں ہوسکتی اخبار نے کو مسلمانان مدراس کی اس کارروائی کو بیجا کہکر ایسا جلی سخن گیا ہے کہ نفس کارروائی سے کہیں زیادہ جگہ وہ یکلخت اس سوال پر پہنچ جاتا ہے کہ کیا یہ سلطان اور خلفا کا جانشین اور مذہب اسلام کا موجود اعلے ہے اور اس سوال کرنیسے دو چار سطرین پہلے لندن کی اخبار پال مالگزٹ کو جس کے مضمون کا خلاصہ کسی دوسرے کالم میں درج ہے سلطان المعظم کو خلیفہ کہنے پر ڈانٹ بتلاتا ہے پھر اس سوال کا جواب نفی میں دیکر تحریر کرتا ہے۔ کہ یہ سچ ہے کہ عہدہ خلافت کی انتخابی طریقہ کے مطابق عباسیہ خاندان کے آخری خلیفہ متوکل نے عثمانی سلاطین کو خلافت میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا مگر یہ نفری محض بناوٹ اور نقل تھی فقط خالص قریشی اہل خلیفہ ہوسکتا ہے کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم نے کیوں یہ پیرایہ میں فرمایا ہے سعد بن عبادہ کو اونکا جانشین بنانا چاہا تو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے خلافت پر کہا ہے کہ سوا سے قبیلہ قریش کے اور کسی قبیلہ والے کو اپنا امیر علے تسلیم نہیں کرینگے یعنی امیہ اور بنی عباسیہ وزیر مصر کے ماتحت عباسیہ کو زمانہ میں جب ملوک سلاطین کی محض برائے نام رہتے ہے برابر یہی معمول رہا ہے جب عثمانیہ سلاطین نے اس عہدہ کو اختیار کیا۔ تو خاندان اور نسب کا بہانہ بھی جاتا رہا اور سلسلہ خلافت منقطع ہوگیا اس سوال کے بعد انجام میں ایک دو فقرہ نویس اور متعصب تاریخ نگار سر ویلیم میور کی تحریرات سے اپنے مفید

مطلب کیلئے اقتباس درج کرکے جس نتیجہ کا حاصل یہ ہے کہ عثمانی سلطنت کی خلافت اسلامی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ خلافت کی فتح نے اور کیساتھ ختم ہوگئی مصری خلافت کا بھی تصور بھی اور عثمانی خلافت ایک جبر کا نتیجہ تھی اور یہ کہنا کہ سلطنت عثمانیہ کی تاریخ بھی یہی کرتی ہے اور کہ سلطان اپنے ہی کو خلیفہ سمجھتے تھے اور اس حیثیت میں بہت کم اسلامی ہندوستان سے کبھی کوئی تعلق رکھتے تھے اور اس دعوی کی بنا پر اہل علم ہندوستان کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ مسئلہ آرمینیا کے متعلق عرب ہی نہیں کہ تمام مسلمان سلطان کے اس دعوی کی بنا پر اہل علم ہندوستان بھی سلطان سے بدظن ہوجائیں اور ان کی مخالفت پر آمادہ ہوجائیں ہم کو افسوس ہے کہ ہمارے ہندوستانی بھائی سلطان کو خلیفہ ہونے کی حیثیت سے کبھی نہیں سمجھتے بلکہ ان کو ایک بادشاہ سمجھتے ہیں اور اس حیثیت سے ان کو ہر بادشاہ کی طرح ہر کام کا حق دیتے ہیں اور اس کے ہر کام پر اعتراض کرنا اپنا حق نہیں سمجھ

برخلاف عہد ماضی تقریباً ڈیڑھ صدی کے بعد یہ نقشہ بدل گیا۔ انگریز ہندوستان میں تاجری کی حیثیت سے بڑھ کر زنتہ زنتہ ملک کے مالک بننے لگے اور تو تو نہ ہی ہندوستان میں کوئی ایسا سمجھدار حاکم تھا جو دوسری اسلامی سلطنتوں سے مدد طلب کرتا۔ اور نہ ہی سلطنت عثمانیہ کی عیش پسندی ہمسایہ عیسائی سلطنتوں کی ہر وقت کی حملہ آوری اور سب سے بڑھکر انگریزوں کی میٹھی میٹھی باتوں نے جو سلطان مراد کے زمانہ سلطنت عثمانیہ کے خیر خواہ بنگئے ہوئے تھے۔ سلاطین عثمانیہ کو اپنے حقوق خلافت کے نفاذ کے قابل چھوڑا ہوا تھا چنانچہ انگریز اٹھارہویں صدی کی اخیر تک تو کوئی مذاحمت و مخالفت سے بالکل بیفکر ہو کر ہندوستان کی مختلف صوبوں کو یکے بعد دیگرے فتح کرنے میں مصروف رہے۔ لیکن جب ٹیپو میسور کا فرمانروا ہوا۔ اور اورنگ زیب عالمگیر اور تیمور شاہ والی کابل کے علاوہ سلطان سلیم ثالث کی حکومت میں بھی بحیثیت خلیفۃ المسلمین ان کے پاس عریضہ روانہ کیا۔ تو گو سلیم نے نرغہ مخالفین کی باعث یا انگریز کی ناسخاطر سے ٹیپو کی کوئی امداد نہ کی مگر انگریزوں کو اب پہلی دفعہ یہ معلوم ہو گیا کہ سلاطین عثمانیہ کا عہدہ خلافت ہماری حکومت ہند کیلئے مضر ہو سکتا ہے لیکن چونکہ اس واقعہ سے تھوڑی ہی مدت پیشتر نپولین کا مصر پر حملہ ہو کر ناکام ہو گیا۔ اور پھر ۱۸۱۵ء تک نپولین کا خوف دامنگیر رہا۔ اس لیئے انگریز ترکی کے برخلاف کچھ نہ کر سکے۔ گو ۱۸۱۲ء میں بظاہر سلطان سلیم نپولین سے موافق ہونیکا بہانہ پکڑ کر قسطنطنیہ پر جنگی جہاز بھیج دیئے گئے تھے لیکن نپولین کا خوفناک دور ہو جانے پر ترکی پر اپنے خلیفہ کی طاقت کمزور کرنیکیلئے روس اور فرانس سے ملکر ترکی و مصری بیڑہ کو تباہ کر دیا۔ اور یونان کو آزاد کر دیا۔ اور پھر بعد ازاں سلطان محمود ثانی کی طاقت کو جو بڑا اولوالعزم اور مستقل مزاج سلطان تھا۔ اور زیادہ کمزور کرنیکیلئے محمد علی پاشا والی مصر سے بغاوت کرادی کہ اگر سلطنت عثمانیہ اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تو اول تو خلافت کا نام ہی معدوم ہو جائیگا۔ اور اگر معدوم نہ ہوئی تو کالمعدوم تو ضرور ہو جائیگی لیکن بعد چند سے جب سلطان محمود فوت ہو گئے اور شانزدہ سالہ نوعمر کمزور عبد المجید دان کا جانشین ہوا۔ اور ادھر محمد علی اسقدر زبردست ہو گیا۔ کہ انگریزوں کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر اسکی طاقت کو جلدی نہ روکا گیا تو وہ سلطنت عثمانیہ سے بڑھکر زبردست سلطنت قائم کریگا۔ تو وہ جھٹ عبد المجید کیطرف ہو گئے۔ اور ترکی افواج کے ساتھ شامل ہو کر مصری پاشا کی افواج کو شام سے نکالدیا اگرچہ اسکی مدعا کو ہاتھ سے چھوڑ کر مصر سلطان محمد علی کو نسلاً بعد نسل دلا دیا۔ اور آخر کار عبد المجید کو ایسا شیشہ میں اتارا کہ وہ اسلامی شریعت کے احکام اور منصب خلافت کے لوازمات کو چھوڑ کر بالکل انگریزوں کے ہاتھ میں کٹ پتلی بن گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کو خلافت کا ڈر بھی فراموش ہو گیا۔ لیکن سلطان عبد المجید کے بعد سلطان عبد العزیز ۱۸۶۱ء میں تخت نشین ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے منصب خلافت کی شہیر اور اسکو موثر قوت و شوکت بنانیکے لیئے سعی بلیغ شروع کی۔ تو انگریز پھر چوکنا ہو گئے جس کا انجام یہ ہوا۔ کہ گو سلطان مرحوم دو تین برسوں ہی کے بعد عیش و آرام میں مشغول ہو گئے مگر سلطنت کو اندرونی سازشوں یا بیرونی مداخلت سے بہت کم آرام ملتا رہا۔ اور آخر کار جب سلطان حال نے مسند آرائی تخت خلافت ہوتے ہی اپنی طاقت و قوت کو دنیاوی بادشاہت کی بجائے زیادہ تر خلافت پر منحصر بنایا۔ اور جنگ روس میں منظیر عزم و استقلال دکھلانیکے بعد اس سے فارغ ہوتے ہی پھر اپنی مذہبی حیثیت کو مستحکم اور مسلم بنانے میں مصروف ہوئے تو انگریز حواس باختہ ہو گئے اور ان کی طرف سے بھی ویسی ہی متعدی سے کوششیں شروع ہو گئیں۔ اور ان کو تجربہ

یا زیادہ علم نے بتادیا کہ پولیٹیکل طور پر ٹرکی کو کمزور کرنیکے علاوہ اگر سلطان کے دعوی خلافت کو شکوک اور اوسکے خلاف منصب کا کوئی اور دعویدار کھڑا کیا جاوے۔ تو یہ امور حصول مدعا کیلئے بہت مناسب ہونگے۔ چنانچہ آخر الذکر ہر دو امور کیلئے عرب کو مناسب جان سمجھکر عیسائی جاسوس عرب میں داخل ہونے شروع ہوئے۔ کوشش شروع ہوگئیں کہ شریف مکہ سے خلافت کا دعوی کرایا جاوے مسٹر بلنٹ صاحب جن کا ہم آگے بھی ذکر کرینگے۔ عربوں کے اغوا کیلئے حجاز میں پہونچے۔ اور یہ کل کوششیں یہانتک کامیاب ہوئیں کہ ۱۸۸۸ء و ۱۸۸۹ء و ۱۸۹۰ء اور ۱۸۹۵ء میں یمن میں پے درپے بغاوتیں ہوئیں۔ اور باغیوں کے پاس سے انگریزی رائفلیں اور پونڈ برآمد ہوئے۔ انگریزوں کے سلطان المعظم کے منصب خلافت کی مخالفت ہونیکی مجمل و مختصر تشریح کرنیکے بعد اصل مدعا کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔

سول کا لایق ایڈیٹر نویس لکھتا ہے کہ سلطان خلفاء کا جانشین اور مذہب اسلام کا صدر نہیں ہے؟ اسکی تردید اگر پہلے خود عیسائی لوگوں کی تحریروں سے کیجائے تو شاید زیادہ مناسب ہوگا۔

(۱) سر ایڈورڈ روڈ کیسی کی تاریخ عثمانیہ میں سول والا اپنے ادعا کی ایک سے زیادہ مقام پر مفصل تردید پائیگا۔

(۲) مسٹر آرمنڈ ولیو اپنی کتاب جنگ دوم دروس کے صفحہ ۵۴ کے دوسرے کالم میں لکھتے ہیں کہ "اس مہم عظیم کو فتح کرنیکے بعد سلطان سلیم (مکہ معظمہ) اور بیت المقدس کو گیا اور بعد خلفاء عباسیہ کے آخری جانشین محمد دوازدہم کو اپنے ہمراہ لیکر قسطنطنیہ کو لوٹا جس سے اوسنے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کا جبہ جھنڈا اور تلوار حاصل کی یہ چیزیں نشان خلافت تھیں اور انکا قابض مذہبی حیثیت میں اسلامی دنیا کا حصہ اہل سنت و جماعت میں اسلام کا صدر متصور ہوتا ہے۔

(۳) وہی پالمارگریو جسپر اپنے اظہار خفگی کیا ہے علیحضرت کو خلیفۃ المسلمین لکھتا ہے۔

(۴) مانشیور ہانوٹو وزیر خارجہ فرانس نے پیرس کے اخبار ریویو دی پیرس میں علیحضرت سلطان المعظم کے متعلق ایک مضمون شایع کیا تھا جس کے چند فقرات یہ ہیں "سلطان المعظم کے ہاتھ میں نازک ہیں.... مگر یہی نازک ہاتھ ان تمام دوریوں کو پکڑے ہوئے ہیں جو وسط ایشیا اور وسط افریقہ سے لیکر کوہ بلقان تک مسلمانوں کو آپس میں ملا رہی ہیں۔ سلطان خالص ترک اور کاتقی مسلمان ہے جس کا بدیہی ثبوت محل یلدیز کے دیوانخانہ میں داخل ہوتے ہی ملجاتا ہے۔ دیواروں کے گرداگرد ترکی سونے بچھے ہوئے ہیں چیئر سفید ریش بزرگ..... پگڑیاں اور عمامے باندھے ہوئے ہیں عنبر کی تسبیحیں لیئے منظر دیدار و خشاں جمال بیٹھے ہیں..... وہ اسلامی دنیا کے تمام اطراف و جوانب سے زیارت کرنیکیلئے وہاں آئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے امام و سردار کے جان نثار بندے ہیں۔ کیا بحیثیت خلیفہ کیا بحیثیت امیر المومنین اور کیا بحیثیت بادشاہ اعلیٰحضرت نے اپنے منصبی فرائض کے اہم حصہ کی کماحقہ تعمیل میں کمی گریز نہیں کیا"

ناظرین کو خیال رہے کہ فرانس نے بھی انگریزوں کیطرح اسلامی ممالک اور خاصکر مقبوضات عثمانیہ کچھ کم اپنے قبضہ میں نہیں کیئے ہوئے۔ پس اگر انگریزوں کو اعلیٰحضرت امیر المومنین کے منصب خلافت سے اندیشہ ہوسکتا ہے تو فرانس

فرانس ہی اس طرح کے اندیشہ سے خالی نہیں ہو سکتا۔ مگر فرانسیسی وزیر سلطان المعظم کے خلیفہ ہونیکو امر واقع کو بڑی فراخدلی سے تسلیم کرتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ انگریز کیوں ہٹ پٹا رہے ہیں۔ وزیر موصوف کا مضمون مندرجہ بالا ۱۱ مئی کے وکیل اور انگریزی رسالہ اسلامک لٹریچر خدا دسمبر ۱۹۰۲ء میں درج ہے +

(۵) اسٹڈن کا ماہواری عیسائی رسالہ دی ہیتھ نومبر ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں بعنوان سلطان اور اسکے دوست ایک جگہ حسب ذیل لکھتا ہے:-

"سلطان المعظم ایک ایسی رفیق سلطنت کا جو مشرقی جنگ کے وقت انگلستان کی مددگار رفیق ہوگی فرمانروا ہی نہیں ہے۔ بلکہ تمام جہانیہ کی پانچ کروڑ مسلمان جاباکا مذہبی پیشوا ہی ہے +"

(۶) انگلستان کی عیسائی شہزادی لوسگنان اپنی کتاب عہد حکومت سلطان عبدالحمید کی فصل اول میں ایک مقام پر حسب ذیل لکھتی ہیں:- ..... مگر جبکہ ایسے شخص کو جو لاکھوں سپاہ کا مالک۔ ایک قدیمی عظیم الشان سلطنت کا شہنشاہ ہو۔ اور جسے تیرہ بیس کروڑ مسلمان اپنے مذہب کا صدر اعلیٰ جانتے ہیں"..... سلطان کے ماتحت جنداسے پختہ ہیں کہ جب وہ جو قت وہ اُنسے کہلا جاوے۔ دنیا کے تینوں براعظموں میں تباہی برپا کرسکتا اور آتش حرب بھڑکا سکتے۔ المختصر وہ صرف دنیوی بادشاہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ اپنے مذہب کا دینی پیشوا بھی ہے۔ اور یہ بھی ضمنیاً ظاہر ہے۔ کہ جہاں تمام مسلمان عیسائی دشمن بنتے ہیں انکو ایک خانماں برباد جنگ و جدل میں مبتلا کردینا

(۷) مسٹر لیڈر ساہب انگریزی عضو متعینہ قسطنطنیہ نے اپنے مراسلہ بنام وزیر مصنفہ خارجیہ انگلستان مورخہ ۱۹ اگست ۱۸۷۶ء میں ایک جگہ یہ تقریر کی ہے:-

"سلطان گھبرٹ کر خواہ ایشیا کے بنجوں درجہ کے حکمران کی حیثیت کا کیوں نہ ہو۔ مگر پھر بھی وہ خلیفہ اسلام ہے اور رہیگا۔ اور یہ ممکن ہے۔ کہ اسلامی دنیا اپنے وجود کو قائم رکھنے کی آخری جنگ میں انگلستان کو جسکی تحت کروڑوں مسلمان رعایا ہے۔ اُن خطرات کا جو اُسے (یعنی اسلامی دنیا کو) احاطہ کئے ہوئی ہیں اصلی سبب سمجھکر انگلستان پر ہی حملہ کر بیٹھے"

(۸) وہی مسٹر ولفرڈ بلنٹ جو فریضہ خلیفہ بنائے جانے کی تحریک کا بطرح سے بانی مبانی ہے اپنی کتاب فیوچر آف اسلام میں صاف طور پر تسلیم کرتا ہے۔ کہ حنفی علما اور حنفی مسلمانوں نے (جو مسلمان روئے زمین کی آبادی کا جزو اعظم ہیں) سلطان سلیم اوّل کو فوراً خلیفہ اسلام تسلیم کرلیا تھا۔ اور اب تک خاندان عثمانیہ کو سلاطین کو برابر جائز خلیفہ تسلیم کرتے ہیں (دیکھو صفحہ ۶۶) اور علیحضرت خلیفۃ المسلمین حال کی نسبت تو اسی پر تک تسلیم کرنا پڑا ہے کہ حنفیوں کے علاوہ مالکی اور شافعی مسلمان بھی جو انسے پہلے خلافت عثمانیہ کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ مدت قبل سے خلیفہ ماننے لگ گئے ہیں۔ اور وہ سلطان المعظم کے اشاروں پر حرکت کر رہے ہیں۔ مصر میں بھی سلطان المعظم کو اسی درجہ تک مقبولیت کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔ اور ہندوستان کے مسلمان انکی طرف مائل ہیں۔ اور دنیا میں ہر ایک یہ بات سمجھتا ہے کہ مسلمان سلاطین کو جو کل یورپ کو دھمکا رہا ہے۔ اور بشرط ضرورت

ان مسلمانوں سے خود سپہ سالار بنکر ایک دن جہاد کرانے پر آمادہ ہے اپنا پیشوا مانتے ہیں" (دیکھو صفحہ ۸۸ فیوچر آف اسلام)

دوسری جگہ یہی صاحب تحریر فرماتے ہیں "سرسری نظر میں یہ عجیب امر معلوم ہوگا کہ (مکہ معظمہ) کے شریف جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاندان سے ہیں اور جنابریں خلافت اُنکا خاص حق ہے۔ کیوں اجنبیوں کو خلافت کا جائز وارث تسلیم کیا.... اسلئے سلطان قانصوہ الغوری مصر کے شکست یاب ہو جانیکے بعد انہوں نے سلطان سلیم کو اپنا حجاز و حرمین کا محافظ تسلیم کیا اور عہد محافظی کے شعاعتانہ سلاطین کو خلیفہ بھی مان لیا" (دیکھو صفحہ ۱۰۵) "مکہ اسلام کیلئے خلیفہ سے برتر ضروری ہے اور جو کوئی وہاں کا بادشاہ ہو وہی قدرتی طور پر اسلامی دنیا کا بادشاہ ہے" دیکھو صفحہ ۹۰۔

ناظرین کو ضمناً یہاں یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بلنٹ صاحب اعلیحضرت کی نسبت یہ فقرات جان بوجھکر لکھتے ہیں۔ اور حضور ممدوح کو اپنی انگیزوں کے ارادہ فاسدہ کی تکمیل میں سدِ عظیم تصور کرتا ہے۔ اُسے سخت رنج ہے کہ عبدالعزیز اور عبدالمجید کا ایسا جانشین کیوں ہوا۔ جسنے خلافت کی ڈگمگاتی ناؤ کو سنبھال لیا۔ وہ لکھتا ہے کہ "اگر عبدالعزیز کا جانشین بھی ایسا ہی بے سمجھ ہوتا۔ جیسے کہ اکثر سلطان ہو چکے ہیں۔ تو عثمانیہ خلافت اب تک ایام گذشتہ کی کہانی ہو چکی ہوتی.... مگر بدقسمتی سے وہ نہیں بتایا کہ کسکی بدقسمتی سے آیا عیسائیوں کی یا مسٹر بلنٹ کی) عبدالمجید نہ تو عیاش تھا اور نہ کمزور اُسنے اپنی طبعی فہم و فراست سے سلامتی اور بچاؤ کی اُس اکیلی جل متین کو جو اُسکے اور اُسکے خاندان کیلئے باقی رہگئی تھی پکڑ لیا۔ اور (زمانہ موجودہ کی لامذہبی اور لامذہب جماعت سے کنارہ کرکے جو ترقی کیلئے صرف ظاہری اسباب کا وسیلہ پکڑتے ہیں) اسلام کی ٹھیٹھ مذہبی جماعت کا صدر اعلیٰ بن گیا۔ جس سے اُسنے (اپنی سلطنت اور خلافت اسلامی) کو وقت آخرین کو ایک ثبات کیلئے سہارا دیا" +

مسٹر بلنٹ اور اُسکے ساتھی حاسدین کیلئے یہی جواب ہو سکتا ہے ؎

بمیر تا بہ ای حسود کیں رشک است کہ از شقاوت آں جز بمرگ نتواں رست

(۵) مسٹر پول اپنی کتاب ٹرکی کے صفحہ ۱۶۲ پر حسب ذیل لکھتے ہیں :-

"سلطان سلیم روانگی کیموقت کی نسبت زیادہ تر مقتدر اور ذی حیثیت شخص ہو کر ۱۵۱۸ء میں قسطنطنیہ کو واپس لوٹا۔ ملکوں کی بادشاہت فتح کر لینے سے وہ ان کی جگہ عرب کے مقدس شہروں مکہ (معظمہ) مدینہ (منورہ) کا بھی حکمران ہو گیا اور اُسکی اس حیثیت اور نیز اُسکے تمام مسلمان بادشاہوں موجود الوقت سے بلاشک شبہ یا واقعتاً زبردست ہونیکی وجہ سے آخری عباسی خلیفہ نے جو بمقام قاہرہ نام نہاد طور پر سریر آرائے مسند خلافت تھا۔ اُسکو بغداد کے خلفائے عظام کی وراثت دینے خلافت حوالہ کردی اور اسکے ساتھ ہی اپنے منصب کے نشانات یعنے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کا جھنڈا اور جبہ بھی دیدیا اس تفویضگی سے سلیم نہ صرف اُن وسیع ممالک ہی میں جنکو اُسنے فتح کیا تھا سلطنت اسلام کا ظاہری روحانی سردار ہی ہو گیا۔ بلکہ جہاں کہیں اسلام کے پکے معتقد موجود تھے۔ اُنکے نزدیک مذہب اسلام کا مقدس پیشوا بنگیا۔ ایران کے.... شیعوں کے تعصب کو

قبول نہ کریں تو نہ کریں۔ مگر ہندوستان اور ایشیا و افریقہ کے ان تمام حصوں میں جہاں کہ خلافت کا ہونا لازمی مانا گیا تھا۔ وہ اسوقت مذہب اسلام کا صدر اعلےٰ و خلفاء کے سلسلہ در از کے روحانی و مذہبی اختیار و اقتدار کا جانشین تسلیم کر لیا گیا۔ اور گو یہ امر متنازعہ فیہ ہے کہ کس حد تک اسلامی دنیا میں سلطان کا یہ نیا منصب واجب الطاعت سمجھا جاتا ہے۔ مگر اسمیں کوئی کلام نہیں کہ عثمانی سلاطین کے احکام و افعال میں اُسنے ہمیشہ ایک اصلی اور نہایت ہی باوقعت مزید اقتدار پیدا کیا۔ اور اب بھی پیدا کرتا ہے "+

مندرجہ بالا اقتباسات سے ہمیں یقین ہے۔ کہ سوال کے منفیہ جواب کی کافی تردید ہوگئی۔ اور ہمارے سوال مندرجہ عنوان کا کافی اثباتی جواب لگیا ہوگا +

اس منفی جواب کے بعد سوال خلیفہ متوکل سے سلیم کو منصب خلافت تفویض ہونے کو ایک کہیل اور نقل بتاتا ہے مگر ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ کہ تیرف مکہ۔ فبیلہ قریش و دیگر قبائل حجاز و علمائے حنفیہ اور اس زمانہ کے اہل الحل والعقد نے سلطان سلیم کو جائز خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا یہ انیسویں صدی کا ایک غیر مذہب کہنے والا اخبار نویس کیونکر چار سو برس کے اسلامی واقعہ کو کیسے اور کس بنا پر کہیل کہنے کی جرأت کرتا ہے۔ جاہلوں کی باتوں کا جواب اکثر سوائے خاموشی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسطرح اُسکی اس منطق اور ادعا کی جوابدہی سے ہم بھی معجوز ہیں۔ باقی رہا اسکا یہ اعتراض۔ کہ سوائے قریش کے اور کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور اُسکی تائید میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قول نقل کرنا۔ سو پہلی تو اُسے یہ سمجھنا چاہیئے کہ خلافت کا تعلق مسلمانوں کی ذات تک محدود ہے۔ ایک شخص خلافت کا دعوی کرتا ہے یا اُسے خلافت تفویض ہوتی ہے۔ اور کل مسلمان یا مسلمانوں کا زیادہ حصہ اُسکی خلافت کو تسلیم کر لیتا ہے۔ تو اب یہ بحث ہی فضول ہے۔ کہ وہ شخص خلیفہ ہو سکتا تھا یا نہیں۔ تاہم اُسکے اطمینان کیلئے یہ بتا دیا جاتا ہے کہ مسلمان اول احکام قرآنی۔ پھر احادیث نبوی۔ اور بعد ازاں اپنے زمانہ کی اہل اجماع یا اہل الحل والعقد کے فیصلہ کو واجب التعمیل سمجھتے ہیں۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں یہ کہیں درج نہیں کہ خلیفہ قریشی ہو۔ البتہ یہ درست ہے کہ آنحضرت (صلعم) کے وصال کے بعد تقرری خلیفہ پر جب جھگڑا ہوا۔ اور انصار نے چاہا کہ ایک خلیفہ انمیں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ "(بنظر حالت موجودہ و مصلحت وقت) خلیفہ کا قریش ہونا مہاجرین سے منتخب کرنا انسب ہے"۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہمیشہ خلیفہ قریشی النسل ہونا لازمی ہے کیونکہ اس خیال کی خود سرکار کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس حدیث "اسمعوا واطیعوا وان ولی علیکم عبد ذو زبیبہ" سے تکذیب ہوتی ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے بھی اسموقعہ پر اسکی تقریب قریب جب ذیل ارشاد فرمایا: "لو کان سالم مولی حذیفۃ حیا لولیتہ" (اگر ہوتا سالم غلام حذیفہ کا زندہ تو میں اُسکو ولی بناتا) بہرکیف یہ دونوں مقولے صحابی کے ہیں۔ اور مذہب صحابی کا قابل حجت نہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی تقرری اور زمانہ کی اہل الحل والعقد کے فیصلہ اور کثرت رائے سے ہوئی تھی۔ اسی طرح ہر زمانہ میں مسلمانوں کو اپنا خلیفہ مقرر کرنیکا اختیار رہتا ہے۔ یہ عہدہ موروثی نہیں۔ اگرچہ خلافت راشدہ کے بعد یہ رواج وہ موروثی بنگیا ہے۔ تاہم متوفی خلیفہ کا

وارث نبوی تخت کے حاصل کرنے کے بعد جبتک اہل الحل والعقد سے منصب خلافت کو حاصل نہ کرلے تب تک وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا چنانچہ عثمانیہ سلطان تخت پر بیٹھتے ہی خلیفہ نہیں ہوجاتا۔ بلکہ اسوقت ہوتا ہے جب مسجد ایوب انصاری میں علماء و اسلام یعنی اہل الرائے علماء اُسے بطور نشان حمائل خلافت تلوار عطا کریں۔ اس مجلس کا خلفاء راشدین کیوقت صدر مقام مدینہ منورہ رہا۔ بنو امیہ کیوقت دمشق ہوا۔ وہاں سے بعد انتقل ہوا۔ اسکے بعد قاہرہ ہوا۔ اور قاہرہ سے قسطنطنیہ بدلا۔ جو اب تک صدر مقام خلیفہ کیلئے قریشی النسل ہونیکی جو شرط سر ولیم میور نے پیش کی ہے اسکی تردید پانسو برس پیشتر ابن خلدون بالوضاحت کرچکا ہے۔ (دیکھو مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱۱۵) علاوہ بریں سر ولیم نے اپنی تصانیف میں جس مغالطہ دہی اور تعصب سے کام لیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور خطبہ سرسید خطبات احمدیہ میں انکی اچھی طرح قلعی کھول چکے ہیں +

ہمعصر مذکور کے اس بیان کی بھی غالباً مندرجہ بالا اقتباسات سے تردید ہوگئی ہوگی۔ کہ سلطان کو خود انکی سلطنت میں بھی شاذ و نادر بطور خلیفہ تصور کیا جاتا ہے پھر بھی اگر اسے زیادہ اطمینان کی ضرورت ہو تو جمعہ کے دن ممالک محروسہ کی کل جامع مساجد کی کیفیت ملاحظہ کرے کہ کروڑوں مسلمان کس جوش و اخلاص سے اپنے خلیفہ کی ازدیاد عمر و جاہ کیلئے دعائیں مانگتے۔ اور ان میں خطبے پڑھے جاتے ہیں۔ اور یوقت حج بیت اللہ تیرہ لاکھ مسلمان قبائل عرب قریش دشریف مکہ کس خلوص دل سے خطبہ میں خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا خیر مانگے جانے پر نعرہ آمین بلند کرتے ہیں۔ اگر سول اخبار المویہ مصری مورخہ ۱۸-۱۹ ستمبر کو ملاحظہ کرے تو اسے معلوم ہوجائیگا۔ کہ شیخ سنوسی تک کے مرید و معتقد پونے سات کروڑ مریدوں کو جو عرب یمن شام نوبیا۔ ممالک بربری۔ سوڈان اور وسط افریقہ میں منتشر ہیں۔ اعلیٰحضرت امیر المومنین عبد المجید خان ثانی الغازی کے کیسے جاں نثار ہوا خواہ اور مخلص معتقد ہوگئے ہیں۔ شیخ سنوسی مرحوم عرب میں بڑا نامور بزرگ اور عالم باعمل ہوا ہے اسکی وقعت کا اندازہ اُسکے مریدوں کی تعداد ہی سے بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ وہ سلطان عبد المجید و عبد العزیز کی عیاشیوں کے باعث خلافت عثمانیہ سے نہایت ناراض تھے۔ اُسکے بعد اُسکے دونوں بیٹے جانشین ہوئے۔ جو سلطان عبد العزیز کے وقت تک اپنے والد کے قدم بقدم چلکر اس سے روش بزرگانہ کبیدہ خاطر رہے۔ مگر جوں ہی خلیفہ حال مدار اے تخت خلافت ہوئے۔ وہ حضرت خلافت پناہی کی خوبیاں دیکھکر مع اپنے مریدوں کے ان کے بندۂ فرمان ہوگئے +

باقی رہا مسلمانان ہندوستان کا اعتقاد۔ اسکی نسبت یہی کہ کافی طور پر انہی اقتباسات سے اسکی تشفی ہوسکتی ہے تاہم اس کے مزید اطمینان کیلئے اور اُسے یہ یقین دلانے کیواسطے کہ اسکی یہ متبدل ہوکر دہی کی کوشش ہندوستان کے کسی جاہل سے جاہل اور خوشامدی سے خوشامدی مسلمان پر بھی اُسکے حب مراد نہیں ہوسکتیں۔ ہم اُس کو ان عرضداشتوں کے پڑھنے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جو ۱۸۷۶ء کے عالم آشوب اور پرخطر زمانہ میں مسلمانان ہند نے اپنے خلیفہ کی خدمت میں بھیجی تھیں۔ یہ عرضداشتیں نہ صرف انجمن اہل اسلام بمبئی۔ کلکتہ والہ آباد وغیرہ سے بلکہ منظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا ارسال کی تھیں اور رسیدیں

لہ یہ نادر کتاب تین روپیہ قیمت پر حمیدیہ ایجنسی امرتسر سے ملتی ہے۔

نقل عرضی اہل اسلام بمبئی

بخدمت قوی شوکت جلالت شاہنشاہی ملکہ معظمہ انگلستان وشاہنشاہ ہندوستان کوئن وکٹوریا دام جلالہا وقام اقبالہا باسید آنکہ مراحم شاہنشاہی کی پسندیدہ خاطر انور ہو :-

دفعہ اوّل - ہم دستخط کنندگان حسب ذیل آن ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا ساکن ممالک محروسہ ہند اپنی غریبانہ معروضات عرضداشت کو جو کل مذاہب اسلام کی ایک عام اجلاس سی جو شہر بمبئی میں منعقد ہوئی تھی - بالاتفاق قرار پائی ہی - آن ملکہ معظمہ کی تخت شاہنشاہی کے روبرو پیش کرنیکی اجازت اور درخواست چاہتے ہیں +

دفعہ دوم عرضداران ملکہ معظمہ پہلے ہی پہل اس امر کے ظاہر کرنیکے ملتجی ہیں - کہ آن ملکہ معظمہ کے وزراء دربارہ دولت عثمانیہ آجتک جس دوستانہ برتاؤ کو برقرار رکھتے اور نباہتے چلے آئے ہیں اس سی ہم ہندوستان کی مسلمان رعایا کو ایک غایت درجہ کی خاطر جمعی حاصل ہے - اور نیز جو امداد و مہربانی آن ملکہ معظمہ نے مطابق مزاج قدیمہ سرکار انگلشیہ کے گذشتہ سالہائے سال سی ترکی متبعیات کو متعلق معینہ اور عمدہ تر مناسب جا کر سلطنت سنیہ عثمانیہ کیلئے (جاری) فرمائی ہی لہذا عرضداران ملکہ معظمہ اپنا عاجزانہ شکریہ دل سی ادا کرنیکا قابو پاتہ سی جانے نہیں دیسکتے +

دفعہ سوم لیکن نہایت غمگینی کیساتہ تابعداران سوعرضداران ملکہ معظمہ کی سماعت میں آیا ہی کہ چند خود غرض یا ستوں نے بارادہ خلل اندازی دولت عثمانیہ اس دولت علی کے عیبوں کو ایک نہایت مبالغہ کیساتہ ظاہر کرکے اور نیز جا بیجا وظالمانہ افعال کو اس (دولت عثمانیہ) سی منسوب کرکے جو جو بیحد کوششیں کی ہیں - اُنسو یونائیٹڈ کنگڈم میں آن ملکہ معظمہ کے چند عیسوی رعایا کے دلوں میں رفتہ رفتہ اثر ہوتا چلا ہی - اور آن ملکہ معظمہ کے وزراء نی جو دربارۂ حکمت عملی کا آجتک (سلطنت ترکی کے ساتھ جاری رکہا ہی - اُسمیں تغیر و تبدل ہونیکی غرض سی انگلستان میں بڑی بڑی کوششیں ہو رہی ہیں +

دفعہ چہارم - پس اسمعاملہ کے متعلق عرضداران ملکہ معظمہ نہایت عاجزانہ طور سی گذارش کرتے ہیں کہ ہندوستان

کی مسلمان رعایا کو ان سب معاملات کا کہ جن کو سلطنت روم سی تعلق ہی - نہایت دقت کا خیال رہا ہی اور ہمیشہ رہتا چلا آیا ہی و نیز وزراۓ آن ملکہ معظمہ نی جو حکمت عملی باب سلطنت مذکورہ کی جاری رکہی ہی - اسکو سی عرضداران بنظر تفکر و تشویق دیکہا کرتے ہیں اور نیز عرضداران آن ملکہ معظمہ گذارش کرتے ہیں کہ انہوں نی تا ایندم اگر اپنے خیالات و ارادی اسمعاملہ کی باتیں عام طور پر ظاہر نہیں کئے ہیں تو اس لحاظ سی کہ آن ملکہ معظمہ کی کل ریاستوں کی کل رعایا اقوام مختلفہ کی ظاہری اعانت اور خوشنودی سی جس حکمت عملی پر آن ملکہ معظمہ کے وزراء کا آجتک عملدرآمد رہا - اسیطرح آئندہ رہنے کے باب میں عرضداران آن ملکہ معظمہ کو ہمیشہ اطمینان رہا اور کوئی سبب (اسمیں) شک و شبہ کا نہیں پایا گیا -

دفعہ پنجم مگر چونکہ فی الحال انگلستان میں جو گفتگو اور کارروائیاں ہوئیں اور بڑے جلسے جہاں منعقد ہوۓ ظاہراً

اس ایسی ہی کہ انکی ذریعوں سے وہ ظلم و بیرحمی جو درباب بلگیر یا باشی بوزکوں کی طرف عاید کیگئی ہے ظاہر کیجاوے۔ عرضداران مکہ معظمہ یوں خیال کرتے ہیں کہ حقیقتاً اُن کارروائیوں کو آں ملکہ معظمہ کے موجودہ وزراء کو معزول کرنے اور باہیں نمط حکومت اہل اسلام کو یورپ سے علیحدہ کرنے سے تعلق ہے۔ لہذا عرضداران آں ملکہ معظمہ یوں سمجھتے ہیں۔ کہ اُنکی کسیقدر زیادہ خاموشی سے مبادا یہ سمجھا جاوے۔ کہ مسلمانان ہند اس امر سے نہایت بے پرواہیں۔ اور باہیں لحاظ اپنے اوپر واجب بلکہ فرض جانتے ہیں کہ بعجز و انکساری اپنے خیالات و منصوبونکو جو درج عرضداشت ہذا ہوئے ہیں۔ آں ملکہ معظمہ کے پیش کریں (سنعرض سے کہ آں ملکہ معظمہ اپنے نظر کرم گستری ملاحظہ فرماویں +

دفعہ ششم تابعداران عرضگذاران ملکہ معظمہ جب دیکھتے ہیں اور ضرور ساتھہ ایک فخر و اطمینان کے دیکھتے ہیں۔ کہ آں ملکہ معظمہ نے فیاضانہ طور سے خطاب ہندشاہی کو اختیار کرنیسے جو سر بسر مطابق مرضی رعایا ہند اور رواج قدیمہ کے ہے رعایا ہند کو ایکبڑی عزت بخشی اور اُنسے زیادہ تر تعلق برعایا ہو تب ہے عرضداران ملکہ معظمہ کی نزدیکی حاصل کرنے اور خدمتمیں عرضگذار بننے میں دلیری حاصل ہوئی ہے۔ اور زیادہ تر خاطر جمعی یہ ہوئی ہے کہ انکی عرضداشت کیطرف آں ملکہ معظمہ فیاضانہ توجہ فرماوینگی +

دفعہ ہفتم لہذا عرضداران ملکہ معظمہ نہایت عاجزانہ اور مودبانہ طور سے امید کرتے ہیں۔ کہ آں ملکہ معظمہ ایسی حکمت عملی کو جائز نہ رکھینگی کہ جسکے اثر سے سلطنت عثمانیہ جدی جدی حصونمیں منقسم ہو جاوے۔ یا اُسپر کسی طرح کا ضعف وارد ہو۔

اولاً اس لحاظ سے کہ آں ملکہ معظمہ کی سرکار اور سلطنت ترک کے مابین یکثت کثیر سے رشتہ اتحاد جاری ہے ثانیاً اسوجہ سے کہ کئی کروڑ مسلمان رعایا ہند اور جنتی مختلف خلقت مسلمانوں کی اس جہان میں بستی ہے۔ اسمیں سے ایک بہت ہی بڑا حصہ کہ جسکی تعداد کروڑ سے زیادہ آں ملکہ معظمہ کی رعایا ہے سب (اہل اسلام) سلطان اعظم (خلیفۃ اللہ ملکہ اسلطنۃ) کو اپنا پیشوا جانتے ہیں۔ ثالثاً اس جہت سے کہ حال اضلاع روم میں جو آتش جنگ سلگی ہوئی ہے۔ وہ ایک سلطنت ترک کے خراجگذار رعیت کی بلا سبب معقول برکائی ہوئی ہے اور جسکو ابتداً خفیہ طور سے روسیوں نے برپا کیا۔ اور اب اسکی دینے لڑائی کی اظہاری معاونت کر رہے ہیں (اس مطلب سے کہ روسی) اپنی طمع آلود ارادے کو پورا کر سکیں۔ اور رابعاً اس لحاظ سے کہ جو خبریں علانیہ بیرحمی اور ظلم کی درباب بلگیر یا کے پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ بالکل ایک طرفہ اور نہایت درجے مبالغہ آمیز ہیں۔ اور جسمیں سلطنت ترک کیسو جہ سے شامل نہیں ہے۔

دفعہ ہشتم عرضداران آں ملکہ معظمہ کو بخوبی یقین ہے کہ جن خیالات و ارادوں کو انہوں نے بذریعہ عرضداشت ہذا آں ملکہ معظمہ کے پیش کرنیکی نہایت غائبانہ طور سے جرأت کی ہے (ان خیالات اور ارادوں) میں کل مسلمان رعایا ہند شریک ہیں۔ لہذا (عرضداران خود اپنی اور کل مسلمان باشندگان ہند کیطرف سے نہایت عاجزانہ اور مودبانہ گذارش کرتے ہیں کہ آں ملکہ معظمہ از روئے کرم گستری سلطنت روم سے (جو دوستپروری اور ان معاملات میں) کنارکشی کا برتاؤ اجرا رکھیں کہ جسپر آں ملکہ معظمہ کے وزراء کا آجتک عملدرآمد رہا ہے اور نیز (گذارش کرتے ہیں) کہ بسبب مبالغہ آمیز خبروں اور ملکہ معظمہ کے انگلستان کے چند عیسوی رعایا کو صلاح دینے کے جو کہ زمرہ وزراء موجودہ سے مخالف ہیں۔ آں ملکہ معظمہ حکمت عملی مندرجہ بالا میں تغیر و تبدیل نہ فرماویں اور ۱۸۵۶ء کے عہدنامہ پیرس مطابق بلگیر یا ستوں

یورپ کے سلطنت ترک کے استقلال کی ذمہ داری داخل ہے۔ اس دعہنامے کو صاف وصریح شرائط کے برخلاف سلطنت سنیہ عثمانیہ کو ضعف پہونچانے اور اسکو جدی جدی حصوں میں منقسم کرنیکے لئے روس سے شامل ہوئیں۔ اور یہ عہدنامہ آل ملکہ معظمہ ہند الجو غیر وفادار رعایا کے خادمانہ ہمیشہ دست بدعا رہینگے +

آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ تابان و درخشان رہے!! +

اقتباس از عرضی اہل اسلام کلکتہ

..... الغرض اس متبرک سلطنت مشرقی یعنے سلطنت علیہ عموم کی بالفعل یہ کیفیت ہے جو ذکر ہوئی اور یہ سلطنت کیسا تھ تمام جہان کے تمام مسلمان بالطبع ہمدرد اور دستور ہیں۔ کیونکہ حضرت سلطان اعظم و شہنشاہ معظم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کو قاطبۂ اہل اسلام خادم حرمین شریفین اور حامی دین اور عتبات عالیات کے محافظ و امین سمجھتے ہیں جنکی قیام دولت اور بقایا سلطنت کیلئے جمہور اہل اسلام پر دعائے خیر کرنی لازم و واجب ہے۔ اور سب سے بڑھکے یہ بات ہے کہ مخالف دین اسلام میں عیسائی ملکوں میں جو کچھ جوش و خروش ہوتے ہیں۔ اس سے حضرت یہ کہ اہل اسلام ہر متنفس کے اطمینان دلی میں خلل واقع ہوا ہے۔ بلکہ تمام مسلمین اہل اسلام کو انکے اپنے حقوق و مقبوضات کے حفظ و سلامتی کے بارے میں اور تمام رعایا اہل اسلام کو (جس کسی جگہ کے باشندے ہوں) انکے دین اور مذہب کے بارے میں عموماً انکی شریعت شریف کے احکام کی اتباع اور نفاذ کے بارے میں خصوصاً (جہاں جہاں کہ انکو یہ باتیں بخوبی حاصل ہیں) تشویش بہم پیدا ہونیوالا ہے۔ ایسے نازک اور باریک وقت میں جبکہ لامحالہ بڑی بڑی ناگہانی کام نہیں کرتی اور سلیم الفہم اور سلیم الطبع لوگ کبھی جوش مغلوب نہیں جادۂ اعتدال سے منحرف نہیں ہوسکتا ہے اسکے دولت علیہ کی نسبت سخت بیجا اور بیمحل شدید اور سخت ہے۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان انکے منت پذیر اور شکر گزار ہیں۔ چونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کو بسبب اسکے کہ یہ دیار سفر حج و زیارت اور عموم سیر و سیاحت کے۔ اور علی الخصوص دولت علیہ کو حرمت و الشرف دربار سلطنت کی عطا کی ہوئی ڈاک تار برقی اور کاغذ اخبار کے ذریعہ سے صحیح خبریں جلد جلد پہونچنے کی سہولت (آسانی) حاصل ہے اسلئے اہل اسلام کی اور دیگر رعایا کی نسبت یہ لوگ زیادہ تر صحیح قرار دینے کی حیثیت اور قابلیت رکھتے ہیں پس انکو ہرگز بھول نہیں سکتے کہ قوم انگلش کی صلاح و مشورت و اعانت کے سبب سے سالہائے دراز تک سلطنت سنیہ عثمانیہ کو اطراف و جوانب کے غنیموں کی دست اندازی سے محفوظ و مصون کہا ہے پس باوجود مشکلات دولتی سلطنت عثمانیہ کو (جو بلاشبہ دفع ہوجائینگی) ہمکو بھروسا ہے۔ کہ سلطنت انگلشیہ جیطرح برابر عمل کرتی آئی ہے اپنے قدیم شیوہ تعلق بین الاقوام کو مطمح نظر رکھکر اب بھی اسکی نہایت نگہداشت رکھیگی۔ کہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ اور ممالک محروسہ کے مسلمانوں کے حق میں (اگر رعایت بھی ہو) تو کوئی امر خلاف بیجا انصاف پرستی اور راستبازی نہ ہونے پائے +

نقل عرضی اہل اسلام الہ آباد

"ہم اہل اسلام رعایا ملکہ عالیہ جو وہاں اس ملک میں زیر حکومت جناب ملکہ ممدوحہ کو کہتے ہیں عمدہ عمدہ اور لائق لائق رکھین

سلطنت مذکور کی کارروائیوں کا جو حکمت عملیوں سے دربار و نفع سلطنت ترکی روم خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہ کی ہوئی ہیں۔ دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ایسی عمدہ طبائع و فضائل کے لوگ اکثر انگلستان میں ہیں جو ہم رعایا مسلمان ممدوح کی دل آزاری اور خلاف شکنی کو سراسر مذموم اور بڑا ظلم سمجھتے ہیں۔ اگرچہ بعض حرص و رندہ خونخوار بدنامی ملک حکومت کے خواستگار ناعاقبت اندیش ہی ہیں حالانکہ ساری دنیا اس کیفیت سے خوب واقف ہے کہ سلطنت ترکی روم ایک مذہبی سلطنت ہے اور سلطان تمام اُن ملکوں کے سلطان ہیں جہاں مسلمان ہیں یعنی تقریباً تمام ایشیا اور ازبقہ اور اس حصہ یورپ کے جہاں کہ وہ حکمران ہیں۔ پس ساری دنیا کے مسلمان سلطان پر جان نثار ہیں سلطان کی بادشاہی اور فرمانروائی میں ساری مسلمانوں کی مداخلت و دشمنی ہے وہ لوگ جو سلطان کو امام دین اور خلیفہ پیشوا جانتے ہیں۔ کیونکر انکے نقصان اور ضرر پر عمل اور سکوت کرینگے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ سلطان کو ضرر و نقصان کبھی تمام ساری دنیا کے مسلمانوں کو صدمہ ہوگا پس اور انکی دشمنوں سے دشمنی کرنی پڑیگی۔ اسلئے ہم اپنی ذاتی گورنمنٹ جناب ملکہ عالیہ کو اراکین سے التجا کرتے ہیں۔ کہ جتنی رندوں ناعاقبت اندیشوں کے اصوات ناپسندیدہ کی سماعت نفرا دیں۔ اور ہم دل شکستوں کی دلشکنی گوارا کریں اور اپنی قدیم حکمت عملی پر قائم رہیں جس انکو خوش اور کامیاب کیا ہے غیر قوموں میں سے بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ترکی روم کی سلطنت سراسر اسلامی ہوتی تو جنگ کریمیا وغیرہ میں عام مسلمان کیوں سکوت کرتے؟ یہ خیالات انکی سوہ و باطل ہیں۔ شاید آثار و حرکات زمانہ کی ادراک سے بے بہرہ ہیں۔ چلے ہی تو سر پہ نہ سر اٹھایا اور اسکی سرکوبی ہوئی تھی۔ فرنگستان سے کیونکر مزاحمت و مخالفت کی۔ وہاں اتفاقی پولیٹکل کا رروائیاں ہوتی جاتی ہیں اور یورپ ہی ہی چلی ہے۔ جس سے ایشیا دار ازبقہ کے میدان میں طوفان اٹھا ہے۔ روسیوں نے قفقاز و وسط ایشیا جو کچھ اور کرتے ہیں ہی کون نے مشرقی یورپ اور ازبقہ میں کیا؟

سوال کو ان سرضد انسانوں سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ سلطان گو تاتاری النسل ہیں مگر ہندوستان کے تمام مسلمان (باستثنا اہل تشیع جو خلافت کے قائل ہی نہیں۔ اور اسی لئے ہندوستان کی تقریباً پونے چھ کروڑ مسلمانوں میں سے فقط پانچ کروڑ مسلمانوں کو مستقد خلافت عثمانیہ کہا جاتا ہے۔ فرد انکو اپنا مذہبی پیشوا سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہاں کی انگلو انڈین یا دیگر ہندو انگریزی اخبارات کا سلطان المعظم کو ظالم۔ عفریت۔ رضی پیشوا وغیرہ وغیرہ مکروہ الفاظ سے مخاطب کرکے مسلمانان ہند کے دل کو دکھانا جسقدر خلاف مصلحت ہے وہ محتاج بیان نہیں ان ناعاقبت اندیشوں کو خود ترکوں سے تہذیب و انسانیت سیکھنا چاہیئے کہ وہ بمصداق اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما نہ صرف سب و شتم سے محترز رہتے ہیں بلکہ اپنے مخالفین اور اعدا کو الزامی جواب دینا بھی آداب شرافت سے بعید سمجھتے ہیں جیسا کہ مصری گورنمنٹ نے دو اخبارات الوقت و المنیر کو ملکہ معظمہ کی شان میں نامناسب کلمات لکھنے کی پاداش میں ہند اور انکو ایڈیٹروں کو سزا قید حرمانہ دیکر اسلام، شرافت، و تہذیب کا سچا نقشہ دنیا کے سامنے کھینچ دیا ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ اگر بعض پولیٹکل وجوہات سے ترکی کے ساتھ بگاڑ کرنا چاہتی ہو تو مسلمانان ہند اسکو اس ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتے مگر بایں ہمہ یہانکے اخبارات کو یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ملک میں امن قائم کہنا اور کسی جماعت کی دل آزاری کرنا انکا پہلا فرض ہے۔ جو کچھ وقوع میں آتا ہے وہ کبھی ٹل نہیں سکتا پر فضول بانی اور تحریری بحثوں سے دل آزاری کا فائدہ ہم امید کرتے ہیں کہ سول جیسے معزز پرچہ میں اس گندہ و مکروہ مضمون کے شائع ہونیکو آئندہ دنیا و یورپین اور انگلو انڈین اصحاب نے ہی نظر استحسان نہیں دیکھا ہوگا

اور آئندہ وجۂ زیبائی سے بچنے کے علاوہ خالص اسلامی مسائل بلا واقفیت تامہ دینی سے جرح و قدح کرنیکی غلطی کریگا۔ اسی پر بھی سمجھ رکھنا چاہیے کہ انگلستان یا کوئی اور عیسائی سلطنت خواہ کسیکے ماتحت کروڑوں مسلمان رعایا ہو۔ کبھی اسلامی سلطنت نہیں ہو سکتی یا کہلا سکتی۔ بلکہ ان کے تحت مسلمان رعایا ہائش ہی صرف اسحالت میں کہہ سکتی ہے جبکہ وہ گورنمنٹ انگلو پوری مذہبی آزادی سے اور دوسرے کل حملوں سے اس آزادی کو محفوظ رکھے۔ گورنمنٹ انگلشیہ اسکو بنظر رکھا اور اسلئے ایسکے مقبوضات ہندوستان کو دار الحرب کے دار الاسلام قرار دیا گیا اور یہ حالت مذہب اسلام کیطرف سے ایسی رعایت نہیں ہے جس کی بھیک مانگی جائے۔ مگر یہ اندیشی اور تعصب مذہبی ایک ایسی بری بلا ہے کہ اسنے اکثر انگلو انڈین صاحبان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور بد اندیش لوگ اس بات کا خیال ہی نہیں کرتے کہ انکی اس قسم کی تحریر و تقریر کا اثر مسلمانوں کے دلپر کیا بدگمانیاں پیدا کریگا۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کروڑوں مسلمان جو ہندوستان میں رہتے سہتے ہیں ماطمئن جا چیدہ مہد دام اقبالہا آباد ہیں۔ صرف نام سلطنت کیلئے اسطرح دست بدعا رہتے ہیں اور علیہ حضرت فیضمرتبت ہمدکو دلی جان نثار ہیں۔ اید مذہبی اور دینی خلیفہ وقت کو برخلاف کلمات نامناسب یا ناشائستہ سنکر گستاخ ہونگے اگر ان عبارت کو امانت دیانت ہو سہی۔ مگر خود غرضی جو انکی ضمیر میں موجود ہے کیا وہ ہی انکو اس دیدہ دلیری سے باز نہیں رکھ سکتی۔ کیا مسلمانوں کو علانیہ چھیڑ چھیڑ کے یہ لوگ اس خاندان کو بھی خواہی سلطنت کے راستہ سے گمراہ کرنیکی کوششوں کی طرف مائل نہیں ہیں؟ کیا ان لوگوں کو مسلمان ممالک مثل مصر کابل وغیرہ کی دشمنی کا بھی خیال نہیں آتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسلمین کی سان میں صریح گستاخیاں نکالنے سے یہ ممالک اور بھی متوحش ہیں مگر ہمیں اندیشہ یہ نہیں ہے کہ یہ لوگ عمداً دار دنیا میں اسی پیشہ ملی کو تمسک کی حکم عملی سمجھ رہے ہیں

سول اینڈ ملٹری گزٹ کے لیڈر لکھنے والے کی رائے ہندوستان کے مسلمانوں کو لمبی سی کورنش بجا لانے سے جو ہو گی وہ تو ہو گی۔ مگر سر حد کی مسلمان جو اسے کار ثواب سمجھتے ہیں۔ اسلئے قومی کو ایک کافر کے ہاتھ میں اور دشمن اسلام محبوب کی بڑے سے زیادہ دخت کے قابل نہیں سمجھینگے۔ اخیر میں ہم مسلمان عدراس کو مبارکباد کہتے ہیں کہ انہوں نے کل مسلمانان ہندوستان کی وکالت کی ہے اور علیہ حضرت ملکہ معظمہ فیضمرتبہ ہند کی خیر خواہی کے خیال سے وہ کام کیا ہے جسکے واسطے کل مسلمانان دنیا کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے ۔

تمت بالخیر

تاریخ مراکو :- اس کتاب میں اسلامی دنیا کے مغربی حصہ من حصین کی جس کے متعلق اردو میں کوئی کتاب موجود نہیں ہے ابتدائی زمانہ سے لیکر اسوقت کی سلسلہ وار مفصل تاریخ کے علاوہ موجودہ بولتیں ملکی اور ملکی اور جغرافی کیفیت مشرح درج کیگئی ہے۔ اور ساتھ ہی تمام سرب دیوروپین مورخین اور انکی تصنیفات کی جامع فہرست مع مختصر سوانح عمریوں کے اضافہ کیگئی ہے تین حصوں میں منقسم فی حصہ ایک روپیہ ایک آنہ (عہ/۱)

نوٹ :- جس کسی صاحب کو اس کتاب کے خطی مکمل تحریری دستخط اور جلد بہ آبشی کی ضرورت ہو وہ مال مروتہ ہوگی۔ اور اسی کتاب کے پیشتر حصے ۱۔ لیہ عنایت فرما کر ادا کیا جائیگا۔ (محمد اسماعیل ۔ بی اے کمشنر ۔ ریاست)

محاربات پلیونا اور جنگ روم و روس یہ کتاب ایک انگریز نوجوان نے جو ۱۸۷۷ء میں سترہ برس کی عمر میں بطور والنٹیر عساکر عثمانیہ میں داخل ہوکر غازی عثمان پاشا شیر پلیونا کی حکومت پلیونا کے قیامت تک رہنے والے قید میں شریک رہا تھا ۱۸۹۵ء میں زبان انگریزی میں لکھی اس کا ترجمہ بنام ہمارے ملک کے اردو زبان میں کیا گیا ہے اور حسب ضرورت جا بجا حواشی بھی شامل کر دیئے گئے ہیں مزید برآں پلیونا کی چار محاربوں کی رنگین نقشے بھی لگا دیئے گئے ہیں فوجی اصحاب کو اس کتاب کا مطالعہ اپنے پروفیشن اور فوجی علم و فنون میں کامل مہارت حاصل کرنے کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگا چنانچہ انگریزی کتاب کو اس لحاظ سے تمام فوجی مبصرین نے قابل سند قرار دیا ہے اور یہی رائے چند دن ہوئے اخبار پاونیر نے ظاہر کی تھی عام شائقین کو اسکے مطالعہ سے جدال و قتال اور فن حرب کے موجودہ اصول فروع اور طریق مدافعت و فوجکشی وغیرہ کے متعلق عام واقفیت ہوگی جو انہیں عام محاربوں کے حالات اور تکنیکی فیروں کے سمجھنے میں بہت مدد دیگی۔ محاربات تھسلی کی نسبت بھی جو تاریخی لحاظ سے نہایت دلچسپ معلومات دینے کے علاوہ ایک اعلیٰ پایہ کے جرمن فوجی افسر کی تحریر پر مشتمل ہے۔ یہ ریمارک بالکل درست ثابت ہوگا کتاب کے تین حصے ہیں اسکے دوسرے ایڈیشن میں غازی عثمان پاشا مرحوم کی وفات حسرت آیات۔ قومی و ملکی خدمات اور حالات زندگی کی مختصر کیفیت بھی موقعہ بموقعہ تصاویر کے ایزاد کر دیگئی ہے۔ نیز غازی مرحوم کے نائب ارشل طاہر پاشا مرحوم کی مجمل سوانحعمری مع تصویر۔ اس ایزادی سے کتاب میں تصویروں کے علاوہ ساٹھ صفحہ کے قریب مضمون زیادہ ہوگیا ہے قیمت وہی رکھی گئی ہے جو پہلے ایڈیشن کی تھی یعنی فی حصہ ایک روپیہ آٹھ آنہ

محاربات تھسلی یعنی مکمل تاریخ جنگ روم و یونان ۱۸۹۷ء اسمیں ایک جرمن سٹاف افسر کی تاریخ کار روم و یونان اور ترکوں کے مشہور خیر خواہ اور صادق دوست سر ایشمیڈ بارٹلٹ صاحب ممبر پارلیمنٹ انگلستان کی کتاب معرکہائے تھسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ مؤلف نے جا بجا اپنی ذاتی واقفیت سے حواشی اور ضمیمے ایزاد کر دئے ہیں اور کئی اور مضمون بھی جو محاربات سے تعلق تھے شرح و بسط کے ساتھ شامل کر دئے گئے ہیں مضمون ایسا مسلسل اور سلیس ہے کہ پڑھنے والا میدان جنگ کا سماں دیکھ رہا ہے۔ ترکی پاشاؤں اور جلیل القدر افسروں کی تصویریں اور متعدد نقشے بھی کتاب میں درج کر دئے گئے ہیں۔ ۱۸۹۸ء کے محاربات سوڈان و مصر اور ۱۸۹۷ء کے سرحدی محاربات تیراہ و ہندوستان وغیرہ کا حال بھی ضمناً لکھا گیا ہے حجم ایک ہزار صفحہ۔ کتاب کے تین حصے ہیں قیمت فی حصہ ایک روپیہ پانچ آنہ ۰۰۰۰ (عہ)

تاریخ مراکو و مغرب الاقصیٰ:۔ اس کتاب میں اسلامی دنیا کے مغربی حصہ مراکو کے متعلق اب تک اردو میں کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ ابتدائی زمانہ سے لیکر اسوقت کی سلسلہ وار مفصل تاریخ کے علاوہ موجودہ پولیٹکل تمدنی اور ملکی اور جغرافی کیفیت شرح و بسط کے ساتھ لکھی گئی ہے اور ساتھ ہی تمام عرب و یورپین مورخین اور انکی تصنیفات کی جامع فہرست مع مختصر سوانحعمریوں کے اضافہ کی گئی ہے۔ تین حصوں میں۔ قیمت فی حصہ ایک روپیہ ایک آنہ ..... (عہ)

ترکی زبان سیکھنے کی کتاب:۔ اسکے مطالعہ سے وہ شخص جو تھوڑی بہت لیاقت عربی میں رکھتا ہو ترکی زبان تھوڑے عرصہ میں بآسانی سیکھ سکتا ہے۔ مطبوعہ استنبول۔ قیمت .. .. .. (عہ)

حمیدیہ ایجنسی امرتسر ہال بازار

پنجاب اور امرتسر کی مصنوعات اور پیداوار از قسم پشمینہ۔ دوشالے۔ لوئیاں پشمینہ کی چادریں۔ الواں ہر قسم کی۔ ریشمی پارچات دریائی۔ کناؤز وغیرہ گلصیا یا ربصیا۔ قالین ریشمی۔ اونی۔ سوتی۔ ریشمی ازار بند۔ زیورات طلائی و نقرئی۔ خیصر و ناتھنی دانت کے کھلونے۔ مسی ظروف۔ سماوار۔ سیتاں و سلفچیاں وغیرہ۔ چاء سبز و سیاہ۔ ادویہ مفردہ و مرکبہ انگریزی و یونانی و ہندی خالص عرق عشہ قیمت فی شیشی (۲) سرمہ برائے بھولا و دیگر امراض چشم قیمت فی تولہ (۴) و دیگر مجرب ادویات جو ہو سکتی اور بلاد معمورہ روم ہر قسم کی کتاب۔ مطلا قرآن شریف مالیتی عدد ۳۔ دلائل الخیرات مطلا قیمتی (۳) مطلا قطعات قیمتی فی عدد ایک روپیہ۔ اور دیگر اشیاء ترکی ٹوپیاں وغیرہ منگوا دیسکتی ہے۔ اور یہاں سے بالتصویر و خوشخط ایرانی قلمی کتابوں کی فروخت کا انتظام کر سکتی ہے +

ان تمام فرمائشوں کی تعمیل میں ہر طرح کی مستعدی خوش معاملگی اور احتیاط برتی جائے گی جو خریداروں کی خوشنودی کا باعث ہوگی۔ کتابوں کے علاوہ دیگر فرمائشات کے واسطے کم از کم اشیائے مطلوبہ کی تخمینی قیمت کا پانچواں حصہ پیشگی درکار ہے ایجنسی ان تمام فرمائشات پر انکی نوعیت کے لحاظ سے ایک آنہ سے لیکر دو آنہ تک فی روپیہ کمیشن چارج کریگی۔ اور خط فرمائشیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں +

سلطنت و خلافت عظمائے عثمانیہ اور ممالک و بلاد اسلامیہ کے متعلق چند نہایت دلچسپ اور مفید کتابیں جنکے مطالعہ سے ابنائے ملک بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور جو ان میں قومیت کی سچی روح اور اُمنگ پیدا کرنے کی غرض سے تالیف کی گئی ہیں۔

مولفہ و مترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار و ایڈیٹر و وکیل امرتسر

حمیدیہ ایجنسی سے ملسکتی ہیں +

المشتہر

ابوالخیر محمد ثناء اللہ منیجر حمیدیہ ایجنسی ہال بازار امرتسر

(پنجاب)